

انوار البیان

مجموعہ اربعہ جلدیں

مجموعہ کتب اسلامیہ
مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث

دارالافتاء

اردو بازار کراچی

فون: 3313908-3313909

انوار البيان

في كلف اسرار القرآن

عام فہم اردو تفسیر

انوار البیان

فی کشف اسرار القرآن

سلیس اور عام فہم اردو میں پہلی جامع اور مفصل تفسیر جس میں تفسیر القرآن، القرآن اور تفسیر القرآن
بالحدیث کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ فقہی مسائل میں احکام و مسائل اور مواضع و تفصیل کی
تشریحات، اسباب نزول کا مفصل بیان، تفسیر حدیث و فقہ کے حوالوں کا ساتھ



محقق و مصنف: محمد عاشق الہی
محرر: مولانا محمد عظیم

دارالاشاعت
لاہور، پاکستان
۲۰۱۵ء

کچھ دکان بات کے مسئلہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

- اجتہاد : تحلیل اشرف عثمانی
طبعیت : نومبر ۱۹۹۷ء، طبع کراچی
صفحہ : ۵۵۵ صفحات

مفسر محرمین : مولانا محمد رفیع کشمیری صاحب دلائل بہ سند و حدیث سے بہت پروری دیا ہے
مولانا محمد رفیع صاحب دلائل بہ سند و حدیث سے بہت پروری دیا ہے
مولانا محمد رفیع صاحب دلائل بہ سند و حدیث سے بہت پروری دیا ہے

تقریریں

میں نے تقریر "انوار الیہاں فی کشف امر القرائن" کے متن قرآن کریم کو بطور
ذمہ داری انگریزی میں لکھی ہے۔ اب اس کتاب میں کوئی غلطی نہیں۔ اس کے بارے



23/05/98

محمد رفیع دلائل بہ سند و حدیث سے بہت پروری دیا ہے

دارالاشاعت کراچی، پاکستان۔ فون: 3332338

..... طے کے چے

دارالاشاعت کراچی، پاکستان۔ فون: 3332338
پیشہ علم 20 سالہ دارالاشاعت
کتاب سہ ماہی شریعت دارالاشاعت کراچی
پیشہ علم 20 سالہ دارالاشاعت کراچی
کتاب سہ ماہی شریعت دارالاشاعت کراچی

دارالاشاعت کراچی، پاکستان۔ فون: 3332338
پیشہ علم 20 سالہ دارالاشاعت کراچی
کتاب سہ ماہی شریعت دارالاشاعت کراچی
پیشہ علم 20 سالہ دارالاشاعت کراچی
کتاب سہ ماہی شریعت دارالاشاعت کراچی

کتاب سہ ماہی شریعت دارالاشاعت کراچی، پاکستان۔ فون: 3332338

..... طے کے چے

Islamic Books Centre
119-121, Halls Well Road
Baker Hill, 3ME, U.K.

Adhar Academy Ltd.
London
Tel : 020 8911 9797, Fax : 020 8911 8999

..... طے کے چے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SCHENCK STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6003 RIVINGTON, HOUSTON,
TX-77054, U.S.A.

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۷۳	جس جانور پر ذبح کرتے وقت قصداً اسم اللہ نہ پڑھی گئی	۶۳	اسلام یا لفظ اسلام کا دوسرا معنی
۷۴	ہو اس کا کھانا حلال نہیں	۶۴	کاغذوں کے پاس جانے کی ممانعت
۷۴	سے اجتناب کی گئی	۶۴	ذائقہ فلفلی
۷۵	یا کہ اس کی ممانعت سے اور کئی صورتوں سے کھانا کرنا	۶۴	عناصل بہ فضلہ اللہ میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں
۷۵	معتزہ عرضی اللہ عز کی طرف سے کئی صورتوں سے	۶۵	قبروں پر پڑنے والی چیزیں لے جاتے ہیں ان کا حکم
۷۵	نکاح کرنے کی ممانعت	۶۶	نہ دیکھتے مگر اور کفر ہے
۷۶	مرثہ کے احوال کا رتبہ ہو جاتے ہیں	۶۶	کاغذوں کی تاسیسی اور یہی اسلام کا کمال
۷۷	دوسروں کی عقل اور حکم کی شرمیت	۶۷	یہی اسلام کا کمال ہے
۷۷	بالا فضیلت کا مطلب	۶۷	اسلام انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے
۷۸	دوسرا طریقہ	۶۸	اللہ کا مقصد
۷۸	فائدہ	۶۸	یہی اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں معتز ہے
۷۸	فائدہ	۶۹	معتزہ عرضی اللہ عز کی فراموشی
۷۹	فائدہ	۷۰	کچھ دیکھیں میں حرام چیز کھانا
۷۹	اسم اللہ کے لفظ کی انتہائی شان	۷۰	یا کچھ دیکھیں میں اور حرام مسئلہ کے لفظ کی حالت
۷۹	فصل چہارم کا حکم دوسرا طریقہ	۷۰	یا کچھ دیکھیں میں اور طبیعت چیزیں کیا ہیں؟
۸۰	مسئلہ	۷۱	حلال اور حرام کی تفصیل
۸۰	فائدہ	۷۱	اللہ کی جانوروں کے احکام
۸۰	حکم کا بیان	۷۲	اللہ کی پرندوں کی تفصیل
۸۰	دوسرا حکم حکم طہر میں آیا ہے	۷۲	پرندوں کے لفظ سے مختلف احکام
۸۱	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو	۷۲	مسئلہ
۸۲	انصاف پر قائم ہوئے کا حکم	۷۲	مسئلہ
۸۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا ایک خاص واقعہ	۷۳	مسئلہ
۸۳	اللہ تعالیٰ کی نعمت کی یاد دہانی	۷۳	مسئلہ
۸۳	نکاحی اور نکاح کا حکم	۷۳	مسئلہ
۸۳	اللہ تعالیٰ کا فی سرائیل سے میرا لفظ کا کلمہ کہہ کر دینا	۷۳	اللہ تعالیٰ کا کھانا حلال ہے
۸۵	جی سرائیل کی میرا لفظ کہہ دیا	۷۴	مسئلہ
۸۵	یہودیوں کا تو ریت سے شریف میں تشریف کرنا	۷۴	مسئلہ
۸۶	یہودی کی خیا نہیں	۷۴	مسئلہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۸۷	انصاری سے عہد لینا اور ان کا اس کو بھول جانا	۸۷	انصاری کا قرب حاصل کرنے اور اس کی دہائی میں جہاد کرنے کا حکم
۸۸	انصاری کا کفر جنہوں نے مسیح کو مہربان کو مسجود بنایا	۸۸	قیامت کے دن اہل کفر کو خطاب کا سامنا اور چاہن چھڑانے کیلئے سب کا کھڑے ہونے پر مامور ہونا
۸۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دینی تھے اور شرعی	۸۸	کافر اور منافق سے لڑنا چاہیے کے کفر کی جنگ نہیں کے
۸۸	فائدہ	۸۸	یہودیوں کی سزا کا بیان
۸۸	فائدہ	۸۸	شرعی سزا کا ذکر کرنے میں کوئی رعایت نہیں اور کسی کی سزا میں کوتاہی نہیں
۸۹	یہود انصاری کی گمراہی جنہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں	۸۹	یہ لوگ اسلامی قوانین کے مخالف ہیں یہودیوں کے مخالف ہیں
۸۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت میں پہلی ہجرت رسولوں کی آمد کا سلسلہ کی سوسال سے متعلق تھا۔	۹۰	مالی ہیں
۹۰	ظفر بن الراسخ کا زنا کرتا تھا	۹۰	عصید
۹۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلانا اور انہیں ایک ایسی ہی راہ میں داخل ہونے کا حکم دینا اور ان کا اس سے انکاری ہونا۔	۹۳	یہودیوں کی شہادت اور رسالت اور قرآن کا ذکر
۹۳	فوائد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسرائیل	۹۳	توریت میں مذکور کی سزا کا حکم
۹۳	حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا وہ تھا ایک کا دوسرے کو قتل کرنا۔ انہیں اس کی اولاد کو لے ہوئے پھرنا	۹۳	یہودیوں کا کتاب اللہ کا کفر ہے
۹۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک کفر کے زنا میں کیا کر رہے	۹۳	یہودیوں کی حرام خوردی
۹۳	ایک اہل اسلام کا جواب	۹۳	چند ایسے امور کا ذکر کہ ان کی وجہ سے دنیا میں خطاب آجاتا ہے
۹۳	حق کا طریقہ نہیں ہے بتایا	۹۳	روح کی پھیل صورتیں
۹۳	حق کو پہنچنے کی عقل کی دہائی کی اولاد کا کیا کرے؟	۹۳	فائدہ
۹۳	فوائد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قتل	۹۳	توریت میں شریعت میں ہدایت تھی اور تورات
۱۰۰	جس نے ایک جان کو قتل کیا گویا تمام انسانوں کو قتل کیا	۹۳	حضرات انبیاء کا ہم پیغمبر اسلام اور ان کے تابعین تورات کی حفاظت کرنے پر مامور تھے
۱۰۱	فائدہ	۹۳	اور جو لوگ اللہ کے ذیل امر و نہی کا قانون کے مطابق لیا
۱۰۱	یہودیوں کی سزا	۹۳	ذکر میں وہ کافر ہیں
۱۰۱	آیت کریمہ انما جسدنا فاطمہ کا سب ذوال	۹۳	قصص کے احکام
۱۰۲	ذکر میں یہودیوں کی سزا	۹۳	ظہور کفرانہ کے حکم
۱۰۳	فائدہ	۹۳	قصص کا شرعی قانون کا ذکر نہ کر کے کا بیان
		۹۳	انجیل میں شریعت میں ہدایت تھی اور تورات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۰	مسلمانوں کی مظلومیت کا سبب	۱۱۸	اللہ کے نبی اور اللہ کی کتابیں سب ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہیں
۱۳۱	اہل کتاب اور دوسرے کفار کو دوست نہ بنانا جنہوں نے	۱۱۹	قرآن مجید دوسری کتب پر اللہ کے مظاہرین کا حلف ہے
۱۳۲	تہذیب سے بچ کر اپنی تکمیل کا کام ہے	۱۲۱	قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم
۱۳۲	اہل کتاب دشمنوں سے کیوں ہمارے ہیں؟	۱۲۱	یہودیوں کا ایک گھر
۱۳۲	اہل کتاب کی شکایت اور دعا کرتے	۱۲۱	اس دنیا میں کوئی مسلمان ہو جائے گا جس کے حق چھوڑنے کی اجازت نہیں
۱۳۲	مناظروں کی حالت	۱۲۱	ہر امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص شریعت مقرر فرمائی
۱۳۲	یہودیوں کی حرام خوردگی اور گناہ گاری	۱۲۲	اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا
۱۳۲	جس نے اور باتوں کی بد حالی	۱۲۲	احکام اللہ سے اعراض کرنا مصیبت بڑا بولنے کا
۱۳۲	حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شمار	۱۲۲	سبب ہے
۱۳۵	یہودیوں کی گستاخی اور سرکشی	۱۲۲	دوسرا حاکم کا نام تھا مسلمان بھی جاہلیت کے فیصلوں پر
۱۳۵	فائدہ	۱۲۳	راشخ ہیں
۱۳۶	یہودیوں کا جنگ کی آگ کو چلانا	۱۲۳	یہودیوں سے روٹی کرنے کی مخالفت
۱۳۶	اللہ کی کتاب پر عمل کرنے سے خوش پیش رفت کی نصیب ہوتی ہے	۱۲۳	ترک مولا کی نصیحت اور ضرورت
۱۳۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کا حکم کو جو کچھ بڑا کیا گیا ہے سب کچھ چھوڑنا اور اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا	۱۲۵	لَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّخْلُقَ نَافِلَہٗ مِّنْ جَنۡدِہٖ
۱۳۷	نبی اور ملاقات میں رسول اللہ ﷺ کا حاضرین سے سوال	۱۲۷	مسلمان اگر زمین سے بھر جائیں تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو مسلمان بنا دے گا۔
۱۳۸	وہ افس کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنت کا نام	۱۲۷	اہل ایمان کی صلہ خاصہ کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں
۱۳۹	یہودیوں کی سرکشی اور نبیؐ کو کافر بتا کر	۱۲۷	اہل ایمان کی دوسری صفات کہ وہ مسلمانوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہیں
۱۳۹	صرف ایمان اور عمل صالح ہی وہ اہم بات ہے	۱۲۸	اہل ایمان کی تیسری صفت کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں
۱۳۹	نبیؐ اسرا تکلی کی عہد شکنی	۱۲۸	اہل ایمان کی چوتھی صفت کہ وہ کسی کی طاقت سے نہیں ڈرتے
۱۳۹	نصاری کے کفر و شرک اور ملوک و پادشاہ	۱۲۹	اللہ و رسول اہل ایمان کے ولی ہیں
۱۳۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عہدہ	۱۲۹	اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روٹی کرنے والے ہی غالب ہوں گے۔
۱۳۹	حضرت مریم علیہا السلام کا عہدہ		
۱۳۹	حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام دونوں کو اللہ تعالیٰ نے		
۱۳۹	جو شخص بے ضرر کا مالک نہ ہو اس کی امداد کین کرتے ہیں؟		

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۱۵۱	مسئلہ	۱۳۴	اصل کتاب کو خلو کرنے کی ممانعت
۱۵۱	مسئلہ	۱۳۵	امت کو یہ پوچھ کر کرنے کی ممانعت
۱۵۱	مسئلہ		مجاہدین کا اس کتاب کرنے اور مخرجات سے ترو گئے کی
۱۵۱	مسئلہ	۱۳۶	جو سے بی مراء نیک کی ممانعت
۱۵۷	فائدہ	۱۳۷	امت کو یہ پیش کی میں اسلئے کافلہ ان
۱۵۷	محبوب	۱۳۷	مشرکین کو سے یہاں کی اوقتی
۱۵۷	غیر اور مصر اور خضاب از قوم پاک ہیں	۱۳۸	افلا ایکن سے یہود چوں اور مشرکوں کی دشمنی
۱۵۸	شراب کی حرمت	۱۳۸	نصرت کی کی ہوا سے اس کتاب کے مصداق
۱۵۸	سات اجود سے شراب اور جو سے کی حرمت	۱۵۰	چنانچہ وہ نہ ہے نہ لا
	امداد سے شراب میں شراب کی حرمت اور اسکے پینے	۱۵۰	کتاب خدا کوں کر جوش کے نصرت کی کارہ اور ایکن ادا
۱۵۹	پانے والے پر امت اور اکر امت کی سزا		حال خدا اور پاکیزہ چوں کوں کوں مقرر نہ اور حد سے
۱۶۰	شراب نہ برائی کی گئی ہے	۱۵۲	آگے سے ہم
۱۶۰	جو لوگ شراب نہ پھوڑیں ان سے نکال کیا جائے	۱۵۲	حد سے نہ جانے کی حاشی
۱۶۰	حد کے خوف سے شراب پھوڑنے پر ممانعت	۱۵۲	حال کو حرام کر لینا
۱۶۰	جہادی حد شرابی کی جنت سے محرومی	۱۵۳	جو چھ شراب کی نہ ہوا سے ہامت شراب کر لینا
۱۶۱	شراب اور شراب اور ان کی حق کی حرمت	۱۵۳	غیر ضروری کو ضروری کو اجود نہ چا
۱۶۱	حرمت کی فہم کر سچا نے راستوں میں شراب بھائی	۱۵۳	مطلق مستحب کو وقت کے ساتھ مستحب کر لینا
	شراب کی حرمت ہزل ہونے سے پہلے جو لوگ شراب	۱۵۳	کسی فعل کا شراب خود کو اج کر لینا
	پنی چکے اور دنیا سے چا چکے ان کے بارے میں سوال اور	۱۵۳	کسی فعل کی ترکیب خود مستحب کر لینا
۱۶۱	اس کا شراب	۱۵۳	کسی شراب کے کام کے لئے چھ کی ہاندی کر لینا
۱۶۲	فائدہ		بعض حال چوں کے بارے میں طے کر لینا کہ لوگ
	شراب اور جود وحشی کا سبب ہیں اور اگر اکرانہ سے اور نماز	۱۵۳	نکاح کے گا
۱۶۲	سے رو گئے ہیں	۱۵۳	کسی کوئی خصوصیت شراب خود سے لگو چ کر لینا
۱۶۳	جہ نے کی تمام صورتیں حرام ہیں	۱۵۵	قصوں کے تمام اور قوم قرآن کے کا کارہ
۱۶۳	جانب احرام میں فقہار والے جہودوں کے اور دنیا کی	۱۵۶	کارہ اجم کے مسائل
۱۶۵	احرام میں فقہار کے نے جہود اور دنیا کی کا طریقہ	۱۵۶	مسئلہ
۱۶۵	احرام میں جہود کا کیا کیا ہو اس کے مطلق چند مسائل	۱۵۶	مسئلہ
۱۶۵	مسئلہ	۱۵۶	مسئلہ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۲۰۹	حق کا مطلب اور حقاری اہمیت	۱۹۱	سندھ میں تہہ بند مہر
۲۰۹	فرمان گورنر ہند مسلم	۱۹۲	طوروں کا حصہ حالانکہ تہہ بند مہر سے اصل کرنے کا حکم
۲۱۱	اگر اللہ تعالیٰ غلے اور ابلے کی قیمت سب فراہم تو کون دیتے والا ہے	۱۹۳	شرعوں کی منہ دہت کا جواب کہ طر مشقوں کیوں ضرورت نہیں پڑتا
۲۱۱	نبوت کے الزام میں مالدار یا غریب دان ہونا ممکن ہے	۱۹۳	انتہا کرنے والوں تہہ بند مہر
۲۱۲	مشرکوں کے بارے میں اہل اسلام والحمد للہ کا عقیدہ	۱۹۴	قانون اور زمین میں سب اللہ کا ہے وہ قیامت کے دن سب کو ملے گا
۲۱۳	مسیح مہم ہونے کا سبب کیا کرتے ہیں انہیں اور نہ چھوٹے	۱۹۵	دست اور ان میں جو ہر ہر کھاتہ پڑے ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے
۲۱۳	حقرا و سحاب کی غفلت اور ان کی والدہ کی کا حکم	۱۹۶	شب یا سلطان کریں کہ میں نے اللہ کو اپنی نہیں جاسکتا
۲۱۵	ظفر بن کی سرکار مال و دولت پر غم نہ کر لے لوں گا نہیں	۱۹۶	خداوند علی صرف اللہ تعالیٰ ہی پہنچا سکتا ہے
۲۱۶	فنی اور فنیہ کو طریق آزمائش کے لئے ہے	۱۹۷	اللہ کی کوئی سب سے بڑی کوئی ہے
۲۱۷	مالدار کی اور طرحی مخلوق کے معاملہ کا سبب نہیں ہے	۱۹۹	یہ وہ نصیر ہی کی بہت جلدی
۲۱۸	مسلمانوں میں صلح کی غفلت	۱۹۹	قیامت کے دن شرکین سے سوال فرما اور ان کے شرک ہونے سے انکار کرنا
۲۱۹	گمراہوں کا تیار کرنے کی ممانعت	۲۰۰	شرکین کا قرآن سے متعلق نہ ہونا اور چوں کہ ان کے پرانے لوگوں کی دھند میں
۲۲۰	اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ٹیپ کی کتابیں ہیں اور ان میں جو جگہ ہے وہ سب اس کے علم میں ہے	۲۰۰	کافر ان کا دنیا میں وہ رہنے والے کی آواز کرنا
۲۲۱	اللہ غالب ہے وہ گمراہی کرنا والے فرشتوں کو بھیجے ہے اور یہ نصیحت سے نجات دلا دے گا	۲۰۲	اگر وہاں میں چھٹا دیکھو کہ کچھ کچھ بدلتے کریں گے
۲۲۲	اللہ اس پر قادر ہے کہ اوپر سے نیچے سے غلاب بھیج دے	۲۰۲	مشرکین نہ آپ کی غلاب نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیت کو پہنچاتے ہیں
۲۲۳	وہ آپ میں جھگڑ کر اسے	۲۰۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
۲۲۳	ان ملکوں میں چھٹنے کی ممانعت جن میں اسلام کا لائق	۲۰۳	چاہے اور نہ چاہے تمہاری طر راہیں ہیں اللہ سب کو
۲۲۶	خدا چاہا یا نہ	۲۰۶	مستور رہا ہے گا
۲۲۷	لوہ و سب والوں کو چھوڑ دیجئے جنہیں وہ اپنی زندگی نے	۲۰۷	غلاب کرنے والے ہر گز کو نکلے ہوں گے
۲۲۷	دھوکہ کشی کا	۲۰۷	نصیحت میں صرف اللہ کا پکارے ہو
۲۲۸	کا کدو	۲۰۷	ساجد ہوں گا تاکہ وہ خود بخود ہی پھرانے کی وجہ سے
۲۲۹	صرف اللہ کی بدعت علی بدعت ہے	۲۰۸	جاکہ ہو گئے
۲۳۱	چاند سورج اور ستاروں کی پرستش کے بارے میں حضرت		
۲۳۱	اور انیم دنیا اسلام کا مناظرہ		
۲۳۳	قوس کی جہت بازی کا جواب		

سوال نمبر	سوال	سوال نمبر	سوال
۲۶۳	بہشتی میں وہاں کے سارے لوگ ہوتے ہیں وہیں ہی صلح کی اور جنت کی تہذیب کو پیش رو بن گئے ہوتے ہیں	۲۳۵	حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کونساں کی اللہ کرے گا
۲۶۴	صحابہ و اہل بیت کا بیان کشیدہ و سرکشہ ہونا کا بیان ہے	۲۳۶	یہودیوں کی خدا اور ان کا ایک اللہ
۲۶۵	اللہ تعالیٰ کا راستہ یہ ہے	۲۳۷	قائد
۲۶۶	اہل ایمان نے یہ اسلام کا دھند	۲۳۸	قرآن مجید ہمارے کتاب ہے ساری کتب کی تحدید کرتی ہے
۲۶۷	اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا پی ہے	۲۳۹	اللہ تعالیٰ ہر امت کو اپنے دینوں اور نبوت کے چھوٹے دینوں سے بڑے دین کا ان کا علم ہوگا
۲۶۸	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اور اس نوب سے سوال انسانوں کا جواب اور اقرار ورم	۲۴۰	کافروں کی اسے موت کے وقت
۲۶۹	توئی بغض الظلمین کی ترجمہ	۲۴۱	قیامت کے دن ایک مسجد و مسجد دے گا
۲۷۰	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۲	سب دین و امت اپنی میں پیدا کئے
۲۷۱	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۳	مذہب و دین سے اپنے اور اپنی قوم
۲۷۲	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۴	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۷۳	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۵	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۷۴	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۶	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۷۵	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۷	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۷۶	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۸	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۷۷	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۴۹	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۷۸	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۰	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۷۹	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۱	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۰	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۲	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۱	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۳	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۲	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۴	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۳	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۵	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۴	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۶	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۵	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۷	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۶	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۸	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۷	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۵۹	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۸	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۰	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۸۹	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۱	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۰	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۲	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۱	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۳	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۲	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۴	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۳	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۵	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۴	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۶	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۵	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۷	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۶	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۸	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۷	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۶۹	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۸	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۷۰	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۲۹۹	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۷۱	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے
۳۰۰	جنت میں سے سوال ایک مسجد دے گا	۲۷۲	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے اور اپنی قوم سے دین دیا ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۴	ایک نئی پراسرار مٹی کی گلاب دہا ہے	۲۹۰	نیا کائناتی پیرامیٹر
۲۹۵	میری سب مٹی تھی اور میں تھیں سب مٹی جتنے ہے	۲۹۱	یہودیوں پر ان کی جگہ کی وجہ سے افسوس بھی ہے
۲۹۶	میں نہ تے مائل وہ جوش نہیں کر سکتا	۲۹۰	کرہی کی نہیں
۲۹۷	اندھ توئی تے نہیں زمین میں خوف نہ وہا آپ کو سرے	۲۹۲	مشرقیوں کی مٹی
۲۹۷	پاؤں تے ہی	۲۹۳	اندھ توئی تے لیے محبت باقی ہے
۲۹۸	فائدہ	۲۹۳	میں ضروری ہو گا
۲۹۹	میںوں کو (عشر اللف)	۲۹۳	بے نیکی کے کاموں سے بچ
۳۰۰	یہ کتاب جو زمین کے لیے سمجھتے ہے	۲۹۵	ناپ کر سہرا بن کر ان کی محبت
۳۰۱	قیامت کے دن رسولوں سے اور ان کی امتوں سے سوالی	۲۹۵	نتیجہ تے دل کے قریب نہ پ
۳۰۱	اور اعمال کا وزن	۲۹۵	ناپ تے میں افعال کر
۳۰۲	اعمال کا وزن بھاری ہوا ان کی کامیابی	۲۹۶	ناپ توں میں کی کرنے کا وبال
۳۰۳	کھڑکی کی لکیاں بے وزن ہوں گی	۲۹۶	فائدہ
۳۰۴	نبی آدم علیہ السلام اندھ توئی کے اخلاص اور عیسا کی	۲۹۶	افعال کی بات کرنا
۳۰۴	خصوصیت کا تذکرہ	۲۹۶	اندھ کے ہمہ گیر ہونا
۳۰۵	انہیں کا آدم علیہ السلام کو مجھہ کرنے سے انکار اور	۲۹۷	میراثہ مستقیم کا پیغام کر
۳۰۶	اندھ بے اعتراف ہو کر افسوس کرنا	۲۹۷	میراثہ مستقیم کے علاوہ سب راستے گمراہی کے ہیں
۳۰۶	انہیں کا انکار چاہنا	۲۹۷	فائدہ
۳۰۷	انہیں کا زندہ رہنے کے لیے مہلت طلب کرنا	۲۹۸	توریت شریف کا نیا کتاب بھی درست اور جامع تھی
۳۰۷	انہیں کا حتمی کارنامہ نبی آدم کو گمراہ کرنا کہیں گا	۲۹۸	قرآن مبارک کا کتاب ہے
۳۰۸	انہیں اور اس کا پیغام کرنے والوں کیلئے روزگار کے	۲۹۸	اٹل عرب کی گنت تھی نا جواب
۳۰۸	واقعہ کا اعلان	۲۹۹	بہت مغرب سے سورج طلوع ہو گا کسی کا ایمان اور توجہ
۳۰۹	حضرت آدم اور ان کی بیوی کا جنت میں رہنا اور شیطان	۲۹۹	قول نہ ہوں گے
۳۰۹	کے درخت سے شجرہ سمندر کو کھانا بھرنا ہاں سے دیا	۲۹۹	فائدہ
۳۱۰	میں کا رہنا	۲۹۹	فائدہ
۳۱۰	حضرت آدم و حوا کا گناہ نام ہو گا تو چ کرنا	۲۹۹	دین میں تفریق کرنے والوں سے آپ ہی ہیں
۳۱۰	بہاں اندھ توئی کی محبت ہے اس سے پروا ہی بھی ہے	۲۹۹	اٹل دعوت کی توجہ
۳۱۰	عورت کی محبت	۲۹۹	گمراہ توں کا تذکرہ
۳۱۱	میا جانان کی نظری کا خلاصہ ہے	۲۹۹	فائدہ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۳۳۰	آج کل کے دور میں کی پیش قدمی اور حکومتوں کی سنجیدگی	۳۳۱	ان فرقوں کے لئے دھوکہ دینا اور پھیلنے کے لئے بھیجی گئی ہیں
۳۳۱	دعا کرنے کے لئے دعا	۳۳۲	عزراہاں کی خدمت
۳۳۲	پادشاہی اور ان کے وزراء کے لئے دعا	۳۳۳	نبی آدم کو جس پر شیطان وقت میں داخل دے
۳۳۳	حضرت نوح علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۳۴	شیطان کی طرح
۳۳۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۳۵	شیطان کے پر کا پناہ ہے
۳۳۵	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۳۶	پہلوں کی چال سے جو قتل کام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
۳۳۶	حضرت یونس علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۳۷	اللہ نے جس میں کاظم دیا ہے
۳۳۷	حضرت زکریا علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۳۸	بے پہلی کی خدمت اور طرفہ دہیز کے وقت سحر
۳۳۸	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۳۹	حکومت کا خصوصی حکم
۳۳۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۰	نہایت سخت حکم
۳۴۰	حضرت محمد علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۱	فضول قرآن کی ممانعت
۳۴۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۲	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اہل ایمان کے لئے ہیں
۳۴۲	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۳	اللہ تعالیٰ نے قتل کا سون اور ظاہری کتابوں کو ختم فرما
۳۴۳	حضرت یونس علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۴	دعا ہے
۳۴۴	حضرت زکریا علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۵	براستہ کے لئے ایک اہل حق ہے
۳۴۵	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۶	نبی آدم کو خطاب کہ رسولوں کا پیغام ہے
۳۴۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۷	کافران و منکروں کے لئے خطاب
۳۴۷	حضرت محمد علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۸	سوت کے وقت کافران کی بدعتی اور دوزخ میں ایک
۳۴۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۴۹	دوسرے پر لعنت کرنا
۳۴۹	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۰	کھڑکی دھکرہ پر جنت میں نہ چائیں گے ان کا دوزخ
۳۵۰	حضرت یونس علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۱	پھر آگ کا دوزخ
۳۵۱	حضرت زکریا علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۲	اہل ایمان کی جنت کی خوشخبری اور جنت میں داخل ہونے
۳۵۲	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۳	اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا
۳۵۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۴	اہل جنت کا اہل دوزخ کو پھارنا اور دوزخیوں پر لعنت
۳۵۴	حضرت محمد علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۵	ہوئے کا خطاب ہے
۳۵۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۶	اصحاب اعراف کا اہل جنت کو سلام پیش کرتا ہے
۳۵۶	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۷	اہل دوزخ کی سرزنش کرنا
۳۵۷	حضرت یونس علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۸	دوزخیوں کا اہل جنت سے اپنی طلب کرنا اور دنیا میں
۳۵۸	حضرت زکریا علیہ السلام کا نبی کو مانتا تھا اور دعا	۳۵۹	دیکھنے آئے کی آواز دینا

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۳۵۱	تفسیر	۳۵۷	اللہ کے خطاب سے ظاہر نہیں
۳۵۲	فرعون سے نبیات و راسخین کی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کا نزاع عام		زمین کے وارث ہونے والے سابقہ امتوں سے عبرت
۳۵۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طور پر نگرانی لے جانا اور	۳۵۸	جہاں تک کرے
۳۵۲	وہاں چالیس راہیں گزرا		حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے پاس تشریف لے جانا
۳۵۲	تفسیر	۳۵۹	اور اس کو بظاہر سے نہ گنا
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیرانی کیلئے درخواست کرنا		موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کا جہاز نہ دینا اور نہ دینے کیلئے جہاز نہیں
۳۵۳	اور یہاں کا چار چار دینا جانا	۳۶۱	کو نہ دینا اور نہ دینا کا بیان کرنا اور نہ دینا کر لینا
۳۵۳	تفسیر		قوم فرعون کے سرداروں نے فرعون کو بظاہر کیا کہ تو موسیٰ
	نبی اسرائیل کا تہجدوں سے چھڑا کر ان کی مہارت کرنا	۳۶۲	اور ان کی قوم کو کب تک چاہی ہی چھوڑے ہے
۳۵۷	اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضبناک ہونا	۳۶۳	تفسیر
۳۵۷	تفسیر		حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو نصیحت کرنا اور صبر و
۳۵۸	علم روز پادہ کی معافی مانگنا	۳۶۵	ادائیگی تھیں کہ
۳۵۸	لیس العصور کا المعانی	۳۶۵	تفسیر
۳۵۸	انکار انواع پر سوال و جواب		قوم فرعون کی قیامت والی دھمک کے ذریعہ گرفت ہونا اور ان
۳۵۹	اول	۳۶۶	کا اپنی چال چلنا
۳۵۹	م	۳۶۶	تفسیر
۳۵۹	نبی اسرائیل کا نام ہونا اور نہ چکرنا		قوم فرعون پر طرح طرح کے خطاب آنا اور ایمان کے
۳۵۹	چھڑے کی پرستش کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عصارہ	۳۶۸	اللہ سے کر کے چلنا
۳۵۹	دنیا میں ان لوگوں کی ذلت	۳۶۸	تفسیر
۳۵۹	تفسیر	۳۶۸	طوفان سے کیا مراد ہے؟
۳۵۹	اللہ تعالیٰ تو پہلی کرنے والا ہے	۳۶۸	نئی اللہ کا لفظ ہے
۳۶۰	توریت شریفہ جہاں اور رحمت تھی	۳۶۹	قول کی تفسیر
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سزا فرما دینا اپنے مراد لے جانا	۳۶۹	سینہ گراں کا خطاب
۳۶۰	اور وہاں ان لوگوں کی موت واقع ہو جانا	۳۶۹	فرعون کا خطاب
۳۶۰	تفسیر	۳۷۰	نبی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کا احکام ہونا
۳۶۲	فائدہ	۳۷۰	یعوضوں کی تفسیر
۳۶۲	اول	۳۷۱	فائدہ
۳۶۲	اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے		سمندر سے پار ہو کر نبی اسرائیل کا بیت پرست بننے کی
		۳۷۱	خوابوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان کو بظاہر کرنا

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۳۹۸	نبی اکرمؐ میں اونچے لوگ بھی تھے ان پر اللہ تعالیٰ نے بارشوں کا سایہ کیا اور ان میں مسلولی پھیل کر رہا	۳۹۳	نبی اکرمؐ کا ذکر یہود نصاریٰ اور عیسائیوں میں پائے جاتا تھا
۳۹۹	ایک ایسی عورت تھی جس کا جسم ہر نبی اکرمؐ کی طرف سے بے نیازی سے دیکھا جاتا تھا	۳۹۴	توریت اور عیسائیوں میں نبی اکرمؐ کی صفات
۴۰۰	سچے کے ان یہودیوں کا زیادتی کرنا اور غرور پھیلانا	۳۹۵	حضرت محمدؐ کی اسلام کی فتح تھی
۴۰۱	نبی اکرمؐ پر یہ باتیں طرہاں تھیں	۳۹۶	قبیلہ بنی نضیر
۴۰۲	نبی اکرمؐ کی آزمائش اور ان کی حقیقت کا کھلنا	۳۹۷	توریت شریعت نبی اکرمؐ کوئی اور اس میں بدلے شائع
۴۰۳	مصلحتیں کا اور شائع نہیں ہوتا	۳۹۸	کرنے والوں کی ترقی
۴۰۴	نبی اکرمؐ کے اوپر پہلا کا ظہور ہونا اور ان کا چمکتا کر	۳۹۹	ایک یہودی کا اپنے لئے کلمہ حق کو کہنے کا مشورہ دینا
۴۰۵	یہ کہنے والا ہے	۴۰۰	کعبہ مبارک کا بیان
۴۰۶	عبد اللہ بن مسعود کا کہنا	۴۰۱	بعض یہود کا اقرار کہ آپؐ ان کے نبی ہیں جس میں حق
۴۰۷	خاندان	۴۰۲	کے اور مسلمان نہیں آتے
۴۰۸	ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو اللہ تعالیٰ کی جہ سے اللہ تعالیٰ کی آیات کو پھوڑا دینا	۴۰۳	ایک یہودی کا آپؐ کو ان کا نام پر مسلمان ہونا
۴۰۹	انسانوں اور جنوں میں ایسے لوگ ہیں جو چاہوں سے زیادہ کر لیں	۴۰۴	حضرت سلمان فارسی کے کلمہ حق کو کہنے کا سبب
۴۱۰	اللہ تعالیٰ کیلئے اس جہتی میں ان کے اور جہت کو پھوڑا	۴۰۵	سوچنا اور ان کی صفات
۴۱۱	اللہ تعالیٰ کو ان کی جہتی ہے، اللہ کے گمراہ کے لئے	۴۰۶	اسرار معلوم اور نبی اکرمؐ آپؐ کے اور صفات میں
۴۱۲	کوئی جہت سے دیکھنا	۴۰۷	سے ہیں
۴۱۳	قاسم کے آئے کا جہت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے	۴۰۸	رسول اللہؐ کی صفات اور عظیم شانیں ہیں
۴۱۴	آپؐ فرمادیتے کہ میں اپنے لئے کسی شیخ و خیر کا نام نہیں	۴۰۹	عمر بن خطابؓ کی ترویج
۴۱۵	رسول اللہؐ کیلئے علم غیب کی بات کرنے والوں کی ترویج	۴۱۰	رسول اللہؐ کے کہنے میں اور ان کا ہمیشہ ہونا
۴۱۶	زیر	۴۱۱	رسول اللہؐ سے عیسائیوں کی ترقی
۴۱۷	زیر	۴۱۲	دینا سے ترقی لے جانے کے بعد
۴۱۸	یہی بھی ممکن کے لئے ہے	۴۱۳	نصرت و فائدہ کا مطلب
۴۱۹	میں یہی باتیں میں کس طرح زندگی گزاروں؟	۴۱۴	آپؐ کے ساتھ جو لوگ رہا کرتے تھے ان کا نام
۴۲۰	خداوند خدائے کائنات کا دینا ان کے لئے کون مراد ہیں؟	۴۱۵	سید نبی اکرمؐ کی جنت شریعت ہے
۴۲۱	لوگوں کو شریعت کا دین دینے کی ترویج	۴۱۶	اگرچہ یہ کون سا نبی تھی اور اسلام میں نہیں مل سکتے
۴۲۲		۴۱۷	رسول اللہؐ کی باتیں دیکھ کر ان کی باتیں دیکھ کر ان کی باتیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۴۵	فرشتوں کی تسبیح اور عبادت	۴۴۳	معبودان باطن نہ ہتھے ہیں خدا سمجھتے ہیں نہ اپنی مدد کرتے
۴۴۵	ترجمہ		ہیں نہ عبادت گزاروں کی مدد کرتے ہیں
۴۴۵	مجدد عبادت کا بیان		اخلاق عالیہ کی تحقیق اور شیطان کے دوست آنے پر
۴۴۵	منہ	۴۴۳	اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے کا حکم
۴۴۵	منہ	۴۴۳	محال کرنے کی ضرورت اور فضیلت
۴۴۵	مجدد عبادت کی دعا	۴۴۵	ترجمہ
۴۴۷	تسبیح و تہلیل	۴۴۵	معتزلہ جہت فقہ کا مباحجیوں کو معاف فرما
۴۴۷	انکار یعنی مال فیست کا بیان	۴۴۵	حق کہ کہان رسول اللہ ﷺ کا دل کہتے سے ہے
۴۴۷	گزشتہ اس میں سوال فیست کا حکم	۴۴۶	فائدہ
۴۴۷	ایک کی کہ جہاد کا فائدہ	۴۴۶	امیر بالمعرف
۴۴۸	سوال فیست کا حال اور دست گیری ہلکی خصوصیت ہے	۴۴۶	جاہلوں سے اعراض کرنا
۴۴۷	سوال فیست کی تقسیم میں اختلاف اور اس کے بارے	۴۴۶	شیطان کے دوستوں سے اللہ کی پناہ لینے کا حکم
۴۴۸	میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ	۴۴۷	ایمانیات میں دوسرا لے پر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا
۴۴۸	اللہ سے دارے اور آسمان کے تعلقات درست رکھنے کا حکم	۴۴۷	فلسفہ کا بیان
۴۴۸	انکار کے دوسرے معنی	۴۴۷	شیطان سے بچنے والوں اور شیطان کے دوستوں کا طریقہ
۴۴۹	طنی ایمان کے اوصاف کا بیان	۴۴۸	قرآن کی تلاوت طلب کرنے والوں کو جواب
۴۴۷	بہا اللہ کا ذکر ہے تو ان کے دل خواہ نہ ہو جاتے		قرآن میں ہجرت کی باتیں ہیں اور وہ رحمت اور
۴۴۹	ہیں۔۔۔ دل صفت	۴۴۹	جانتے ہے
۴۴۷	اللہ کی آیات چمکی جاتی ہیں تو اہل ایمان کا ایمان بڑھ	۴۴۹	قرآن مجید پڑھنے اور سننے کے کام مہم آداب
۴۴۹	چاہتا ہے۔۔۔ دوسری صفت	۴۴۹	نام کے پیچھے ناموش رہنے کا حکم اور امام حسینؑ کا مذہب
۴۴۹	تیسری صفت		نام کے پیچھے قرأت نہ پڑھنے کے بارے میں حضرات
۴۴۷	وہ ملازم قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال	۴۴۰	سماجہ کے ارشادات
۴۴۰	سے خرچ کرتے ہیں۔۔۔ چوتھی صفت	۴۴۰	نام پاک اور امام حسنؑ کا مذہب
۴۴۰	فکر و محنت والے سچ مومن ہیں	۴۴۰	فائدہ
۴۴۰	وہ چاہتے ہیں کہ رحمت	۴۴۳	اگر اللہ کا حکم اور اس کے آداب
۴۴۱	غور و فکر کا ذکر	۴۴۳	ذکر علی کی فضیلت
۴۴۳	فائدہ	۴۴۳	صحیح شہادت کا ذکر کرنا
۴۴۵	فائدہ	۴۴۵	عاقلوں میں سے بہتر جاؤ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۰۷	مشرکین کو کھانا نہیں کھانا تھا کہ انہوں نے کھانا کھا کر دیا	۴۸۱	اہل ایمان کو خدا اور دنیا نہ کی پہاڑ تھیں
۵۰۸	سجاد کو پادکر اہل ایمان کا کام ہے	۴۸۱	فائدہ
۵۰۹	سجاد میں کیا کیا کام موعود ہیں		دشمنوں سے مقابلہ کے لئے سالانہ حرب چار دیکھ اور
۵۰۹	مہدی کی مثال کا اور بڑا ب	۴۸۲	انہیں ادا دے دو
	کلیج کو پانی پلا دے اور مہدی کو آ پادکر اہل ایمان اور جہاد		الایمان السلطان القزنی کا مہم دور حاضر کے ہوں کو بھی
	کے برادر نہیں	۴۸۳	مثال ہے
۵۱۰	مومن جہاد میں اور جہاد میں کو جہاد دے	۴۸۴	دشمن سے پہلے اور ہوں کو مسیح کی چاہتی ہے
	انہوں نے کئی کی محبت کے سامنے باپ، بھائی، بیوی، کتب،	۴۸۶	دشمن کی دہائی تھیں وہ بھی دیکھ کر ہتھیار نہ چڑھیں
۵۱۱	قبیلہ، مکان، آل واد کی کوئی حقیقت نہیں	۴۸۷	بدر کے قیدیوں سے توبہ لینے پر تائب
۵۱۲	فائدہ	۴۸۹	قیدیوں کے احکام
۵۱۳	فائدہ	۴۹۰	فائدہ
	خود کا حق میں مسلمانوں کو کھاتے پر کھنڈ ہوتا اور اس کی	۴۹۱	فائدہ
۵۱۳	جو سے ادا کھاتے کھا کر کھا کر کھا کر کھا کر کھا کر کھا کر کھا کر	۴۹۱	بدر کے قیدیوں سے اللہ کا وعدہ
۵۱۳	خود کا حق کا مظلوم واقعہ	۴۹۳	جہاد میں جہاد میں اور انصار سے حلقہ میں احکام
۵۱۵	مقام لوہاس میں مشرکین سے مقابلہ اور ان کی کھاتے	۴۹۵	فتویٰ روقۃ التوفیق
۵۱۶	حاکم کا حاکم و مگر ہاں سے دیکھیں	۴۹۵	بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھنے کی وجہ
۵۱۶	ہر اند میں تجسم خاتم	۴۹۶	سورہ توبہ کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ چھی جائے
۵۱۶	حجین میں لاشوں کا زوال	۴۹۷	فائدہ
۵۱۸	مشرکین نہیں ہیں مہدی کو کام کے پاس نہ جائیں		
۵۲۰	اہل کتاب سے قتال کرنے کا حکم	۴۹۹	انہوں نے اہل ایمان کا رسول مشرکین سے بری ہیں
۵۲۲	مسئلہ		وہ میں حضرت ابو بکر کے زمانہ میں لکھی گئی
۵۲۲	مسئلہ	۵۰۰	اور مشرکین سے برکت کا اعلان
۵۲۲	مسئلہ	۵۰۲	فائدہ
	یہ اور انہوں نے کی تیرا جہنم میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ	۵۰۳	مشرکین کو کسی قرابت داری اور سجادہ کی پاسداری نہیں
۵۲۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ کا چاہتا ہے	۵۰۳	فائدہ
۵۲۳	حقیقی خاتم کا کیا کیا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے		کفر کے مسلمانوں سے جنگ کر دین کی قسموں کا کوئی
۵۲۳	حقیقی خاتم میں خیر اللہ کی لڑائی داری ترک ہے	۵۰۳	انتہا نہیں
۵۲۳	فائدہ	۵۰۶	فائدہ

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۵۴۹	ملاقات کو آواز دینے کا مسئلہ	۵۴۴	فائدہ
۵۵۰	مسئلہ	۵۴۵	فائدہ
۵۵۰	مسئلہ	۵۴۵	بچاؤ کوئی سے اللہ تعالیٰ کا نور بچاؤ ان جانے کا
۵۵۰	مسئلہ	۵۴۶	مکمل صورت
۵۵۰	مضامین کا ذکر	۵۴۶	ادنیٰ صورت
۵۵۰	مضامین	۵۴۷	تیسری صورت
۵۵۰	ذکاوت کے ضروری مسائل	۵۴۷	یہ وہ مضامین ہیں جن پر بحث ہوتی ہے
۵۵۰	مسئلہ	۵۴۸	فائدہ
۵۵۱	مسئلہ	۵۴۹	فائدہ
۵۵۱	مسئلہ		مضامین کی جملہ اہمیت میں ہر ایک کی اور تفصیل کا ذکر
۵۵۱	مسئلہ	۵۴۱	کرنے والوں میں ترقی کرتا ہے
۵۵۱	مسئلہ	۵۴۲	فائدہ
۵۵۱	مسئلہ		خود بخود فی مکمل انداز کے لئے کہا جانے کو نکل کر
۵۵۱	مسئلہ		ہو اور انداز میں نہیں طاب دے گا اور تھوڑے جلد
۵۵۱	مسئلہ	۵۴۳	دوسری قوم کو جانے کا
۵۵۱	مسئلہ		انداز تعالیٰ نے اس وقت اپنے رسول کی مدد فرمائی جب
۵۵۱	مسئلہ	۵۴۳	اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہا میں تھے
۵۵۲	مضامین	۵۴۵	فائدہ
۵۵۲	مسئلہ		فوائد ایک میں مضامین مضمون کی شرکت اور مضامین کی
۵۵۲	مسئلہ	۵۴۸	بے ایمانی اور بد اعمالی کا مظاہرہ
۵۵۲	مسئلہ		مضامین جو لے خود بخود کر کے فوائد ایک کی شرکت
۵۵۲	مسئلہ	۵۴۹	لے رہ گئے
۵۵۳	مسئلہ	۵۴۴	مضامین کی بددلی کا مزید ذکر
۵۵۳	مسئلہ		مضامین کا مال مقول میں، مجموعی مضامین کا ہے ہیں کہ
	مضامین ہی اگر مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں اور	۵۴۳	تم میں سے ہیں
۵۵۳	مضامین کو بھی کرتے کیلئے مضامین کا ہے ہیں		مضامین کا صدقات کے بارے میں طعن کرنا اور انداز
۵۵۲	مضامین کی مزید شرائط کا ذکر	۵۴۶	اس کے رسول ﷺ کی تعظیم پر ماضی تھا
	مضامین مرد عورت لیکر سے رہتے ہیں۔ بخیر ہیں،	۵۴۷	ذکاوت کے مضامین کا بیان
۵۵۷	اللہ تعالیٰ کو قبول گئے ہیں	۵۴۹	مسئلہ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۷۷	روحانی کی گمراہی	۵۵۸	مؤمنین کو ان سے محبت ہے اور ان کیلئے عذاب و رنج ہے
۵۷۷	حضرات مہاجرین و انصار اور ان کا اجتماع کرنے والے	۵۵۸	آقا و سر بستی، رومی سے محبت نہیں
۵۷۷	جنتی ہیں	۵۵۸	مؤمنین کی خاص صفات اور ان کے لئے رحمت اور
۵۷۷	فائدہ	۵۵۹	جنت کا وعدہ
۵۷۸	دینہ ضرور اور اس کی پاس کے دیہات میں رہتے والے	۵۶۱	کاروان اور منافقوں سے جدا کرنے اور ان کے ساتھ
۵۷۸	مؤمنین کا ذکر	۵۶۱	حق کا پرتاؤ کرنے کا حکم
۵۷۸	مؤمنین کی قیامت کا ذکر، جو غزوہ تبوک میں نہیں	۵۶۱	منافقوں کی منکاری اور جھوٹی قسمیں
۵۷۹	گئے تھے	۵۶۳	مؤمنین نے انسان کا بدلہ برائی سے دیا
۵۸۲	مؤمنین کی ایک بہت بڑی منکاری اور مسجد خراہ کی بناء	۵۶۳	بعض ایسے منافقین کا ذکر جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد
۵۸۵	فائدہ	۵۶۳	کیا کہ میں ہوں، یا جانے گا تو صدمہ کریں گے پھر انہیں
۵۸۵	فائدہ	۵۶۳	سنے ان میں کی یا سوا کی زندگی
۵۸۶	فائدہ	۵۶۵	فائدہ
۵۸۸	اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے جنت کے عوض رکھے جانوں	۵۶۵	مؤمنین یا مصلحین کے صلوات پر طعن، خسر کرنا
۵۸۸	اور مالوں کا خرچہ لیا ہے	۵۶۵	مؤمنین کو ان پر غصہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۵۸۹	فائدہ	۵۶۷	کے ساتھ نہ گئے
۵۸۹	مؤمنین کی صفات	۵۶۷	مؤمنین کی نماز جنازہ نہ پڑھنے اور ان میں سے کسی کی
۵۹۰	فائدہ	۵۶۸	قبر پر کڑے نہ ہو پڑے
۵۹۰	حدود اللہ کی حفاظت کا اہتمام کیا جائے	۵۶۸	دستور ہوتے ہوئے منافقین کا اجازت طلب کرنا کہ
۵۹۰	فائدہ	۵۶۹	غزوہ تبوک نہ جائیں
۵۹۰	شرکیں کے لئے استغفار کرنے کی ممانعت	۵۷۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ جدا کرنے
۵۹۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے لئے استغفار کرنا	۵۷۰	والوں کو بدست
۵۹۱	پھر اس سے بچا رہا	۵۷۱	جن حضرات کے پاس ساری حقیقی وہ غزوہ تبوک کی
۵۹۲	کسی قوم کو چاہئے دینے کے بعد اللہ تعالیٰ گمراہ نہیں کرے	۵۷۱	شرکت سے غمزدگی پرورد ہے تھے
۵۹۲	اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار پر سربراہی فرمائی جب کہ	۵۷۲	چنانچہ فرستاد
۵۹۳	انہوں نے معصیت کی گمراہی میں کیا کریم ﷺ کا ساتھ دیا	۵۷۳	تھوک سے دلوں پر طوفانی کرنے والوں کو جواب
۵۹۳	تین حضرات کا مصلحت و اقلہ جو غزوہ تبوک میں جانے	۵۷۵	و یہاں میں خفت خفاق والے بھی ہیں اور مصلحین بھی
۵۹۳	سے روکے گئے تھے	۵۷۵	سہولت لے جانے والے مہاجرین اور انصار اور ان کا
۵۹۷	فوائد ضروریہ	۵۷۶	اجتماع کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے

صفحہ نمبر	موضوع
۲۹۹	اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور بھان کے ساتھ ہو جانے کا قسم
۳۰۲	سارا کھن کی صوابیت
۳۰۳	فی سبب اللہ عزوجل طرح کرنے پر اچھا جواب کا وعدہ
۳۰۴	فائدہ
	بہرہ اور نقطہ فی اللہ میں مشغول رہنے کی اہمیت اور
۳۰۵	نہر سے
۳۰۵	جبر کی قسمیں
۳۰۵	تعلیم اور تعلیم کی ضرورت
۳۰۷	فائدہ
۳۱۰	ان کا قرآن سے لائی کردہ جواب ہے اس بات پر
۳۱۰	مذہبوں کی کاروائی
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقائد عالیہ اور اخلاق
۳۱۱	مشکلات
۳۱۲	دشمنانہ فہم
۳۱۳	تشریف و پیش فہم
۳۱۴	توحید، رسالت اور معاہدہ کا ثبوت
	اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو روشن رکھا مگر نہیں مقرر
۳۱۸	فرمان کی تکریم برسوں کی محنت اور مصائب جان و
۳۱۹	دل لکری کے ساتھ اہل ایمان کی جڑ
	انسان جلد باز ہے، صمیمیت میں خدا کو چاہتا ہے، ہر حالت
۳۲۱	کے وقت بھول جاتا ہے
	مکرمین کی اس بات کا جواب کہ دوسرا قرآن لے آئے
۳۲۳	پاس کو بدل دیجئے
۳۲۵	فائدہ
۳۲۶	شریکین کی گمراہی اور ان کے قول و فعل کی تردید
۳۳۰	دنیا کی بے ثباتی کی ایک مثال
	ہل جنت کی قسم اور اہل دوزخ کی بد مصرتی اور عذاب
۳۳۱	دائی کا ذکر

صفحہ نمبر	موضوع
۳۳۳	اہل معبود اپنے پرستاروں سے کہیں کے کہ ہم تمہاری
	عبادت سے غافل تھے
	شریکین سے پہلے کہ جس میں کوئی ذوق دین ہے اور تمہارے
	کاؤں اور انھیں کا کون مالک ہے، اور تمام کوسوں کی
۳۳۴	تہ کو کون کرتا ہے؟
۳۳۵	شریکین سے مزید سوالات اور تہ پر آنے کی دعوت
	قرآن مجید کی حقانیت پر واضح دلیل اور اس بھی آیت
۳۳۶	سورۃ غافہ کی تفسیر
	مذہب کرنے والوں کی بے بسی، حقانیت کا منہ
۳۳۸	میں جواب آنے کی دہی
	خداوند جان بچھڑانے کیلئے زمین کو رکھ دیا، جتنا
۳۳۹	ہوں کے لئے اور ان کے دہان انصاف کے ساتھ فیصلہ دیا
	قرآن موعظہ ہے، دہنوں کیلئے شفا ہے، اور جانتے
۳۴۲	درست ہے
	اہل طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا تعالیٰ
۳۴۳	پر اثر ہے
	اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو سمیٹا ہے، کوئی ذمہ داری سے چھوٹی
۳۴۴	نہ کی چیز اور عقل کا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہیں۔
۳۴۵	اولیاء اللہ خوف زدہ ہوں گے نہ شک
	شریکین صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں انہوں نے اللہ
۳۴۹	کے لئے دوا دیکھ کر کہ اللہ پر یکتا داتا ہے
	حضرت نوح علیہ السلام کی جرأت کے ساتھ اپنی قوم سے
۳۵۱	خطاب کرنا اور طغیان کی وجہ سے قوم کا فرق ہو جانا
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کی طرف بیعت ہونا
۳۵۳	اور ان کے مقابلہ میں چاروں کی کا کھٹک کھانا
	مصر میں نبی اسرائیل کا بے بس ہونا اور موسیٰ علیہ السلام کا
	اپنی قوت علی کی تعین کرنا اور مکرہاں میں نمازیں پڑھنے کا
۳۵۴	اتہام کرنے کا قسم دینا

صفحہ نمبر	عنوان
۶۶۵	جہالت کا قطع اور گمراہی کا نقصان ایمان کو واقعی طور پر نمود پہنچاتا ہے
۶۶۶	منشورۃ شوق
۶۶۶	اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو مانگنے ضرورت پر اہتمام کا وعدہ اور اعراض کرنے والوں کیلئے وعید
۶۶۷	اَلَا يَهْتَمُّ الْمُتَّقُونَ صَلَواتِ رَحْمَتِہِ کا سبب نزول

☆☆☆.....☆☆☆

صفحہ نمبر	عنوان
۶۵۶	فرعون اور آل فرعون کیلئے سوائے اسلام کسی دین کا نام نہ لیا کا فرقہ بندی اور جہالت کی غلطی کا کافی اظہار ہوا
۶۵۸	فائدہ
۶۵۸	نبی اسرائیل کو اچھا لگا زادہ پاکیزہ رزق ملتا
۶۶۰	طراب و کچر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا ایمان ہوا
۶۶۰	اور خطاب سے لگتا ہوا
۶۶۲	اگر اللہ چاہتا تو سب ایمان قبول کر لیتے!
۶۶۳	اللہ تعالیٰ ہی اپنی عبادت سے وہی خیر اور ضرر کا مالک ہے اس کے فضل کو کوئی روک نہیں کر سکتا

(پارہ نمبر ۶)

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ﴿۱﴾

اللہ تعالیٰ بڑی بات کے ظاہر کرنے کو پسند نہیں کرتا مگر جو ظالم ہو اور اللہ سنیے والا ہے اور جاننے والا ہے۔

إِنْ تَبْذُلُوا خَيْرًا أَوْ تُخَفُّوْا أَوْ تُكَلِّمُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿۲﴾

اگر تم خیر بھجواتے ہو یا نرمی سے بات کرو یا کسی بڑی بات کو خفیہ رکھو تو اللہ جاننے والا ہے اور قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑی بات کے ظاہر کرنے کو پسند نہیں فرماتا

بڑی بات کا بیان کرنا کچھ سنا اور کچھ سنا کہتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اس اگر کسی پر غم ہو اور وہ اپنی مظلومیت ظاہر کرنے کے لئے کلمہ کا علم اور بڑی بات کہتا ہے تو یہ جانے سے اس کا نام یہ ہو گا کہ کلمہ کہتا ہے اور کلمہ میں مظلوم کی دعا بھی ہو جائے گی اور وہ ظالم کو بھی اپنی زیادتی اور بدنیتی کا احساس ہو گا جس کی وجہ سے وہ غم سے باز آ جائے گا۔ مفسرین کی کثرت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذیل میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ میرا ایک بڑی ہے جو مجھے تکلیف دیتا ہے آپ نے فرمایا تو اپنا سامان نکال کر راستہ میں رکھو۔ پتا نہیں شخص نے یہ کیا اب ہر شخص جو وہاں سے گزرے گا چاہے چھتہ تھا کہ کیا بات ہے (تم نے سامان یہاں کیوں ڈالا) اور کتنا تم پر زیادتی مجھے تکلیف دے رہا ہے پر گزرنے والے اس کے بڑی پر لعنت بھیجتے تھے اور اس کی دوسری کھیلے بدھا کرتے تھے تاچھپ یہ ہو کہ اس کا بڑی آیا اور کہنے کا تم اپنے گھر واپس چھو۔ وہ فائدہ گزارا اس کی قسم میں تمہیں کبھی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

آیت کے علم میں یہ سب واضح شامل ہیں۔ اگر کسی کی خبیثت کی جائے گی یہ برکت نہ دے گا بے، کسی کے عیب اور گناہ کو کچھ سنا بیان کیا جائے۔ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ اگر کسی کا کوئی عیب ہو گا وہ مظلوم ہو جائے تو اس کی بددیواری کرے یا اس کے اساتذہ اور اصر اور بچپانے بہت سے لوگوں کو خبیثت کرتے ہو اور دوسروں کی بددیواری کرنے اور گناہوں کو آشکار کرنے اور اصر اور بچپانے پھر نے کا ذوق ہوتا ہے ایسے لوگ اپنی بددیواری کرتے ہیں اور آخرت میں اپنے لئے عذاب تیار کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص سے کوئی زیادتی ہو جائے تو اس سے بھڑکے یہ کہ اس سے معاف کر دے اور اگر معاف کرنے کی امت نہیں ہے تو بدلے سے سکا ہے۔

معلوم ہوا کہ مظلومیت کا بدلہ بقدر مظلومیت ہی لیا جا سکتا ہے۔ اگر بدلہ لینے والے نے زیادتی کر دی تو اب وہ ظالم ہو جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں گالی گولج کرنے والے جو لوگو کہیں ان سب کا گلا اس پر ہے جس نے گالی گولج شروع کی تھی جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (رد المحتار ص ۳۳۱ ج ۲) جب مظلوم نے زیادتی کر دی تو وہ بھی گناہگار ہو گا کیونکہ جتنے بدلے کی اجازت تھی وہ اس سے آگے نہ بڑھا گیا۔

مکی آیت کے قسم پر فرمایا لَوْ كُنَّا اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا (اور اللہ سنیے والا جاننے والا ہے) جو بھی کوئی شخص بڑی بات کو چھپائے گا

يُقْرِضُوا بَيْنَ أَحَدٍ قَسَمُهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجُورُهُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٦﴾

اِن میں سے کسی دو ميان میں فرقی نہیں کرتے یہ وہ لوگ جن کو قرضہ دینا تھا تو ان کو اس کے بدلہ عطا فرمائیے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لانا فرض ہے!

صاحب مودہ لہان ج ۱ ص ۳۹۳ میں لکھتے ہیں کہ آیت اِن الْمُتَّقِينَ يَخْلُقُ اللَّهُ لَهُمْ زَوْجًا مِمَّنْ يَشَاءُ لَئِنْ دُعا ہوئی یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور تو دیت پر ایمان لائے اور حضرت عزیر علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام پر اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے ان کے ساتھ کفر کیا اور انہیں اور قرآن کے بھی منکر ہوئے۔ ان لوگوں نے اپنا راستہ لگا کر اللہ عزوجل پر تو ایمان لائیں اور اس کے رسولوں میں سے بعض پر ایمان نہ کیے اور بعض کا انکار کر دیا۔

جو شخص صرف اللہ پر ایمان لائے اور کسی رسول پر ایمان نہ لائے یہ بھی کفر ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرنا ہے اور بعض رسولوں پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا یہ بھی تفریق ہے۔ کیونکہ کسی ایک رسول کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ صاحب رسالہ دعائی (ص ۳۷) نے حضرت ابراہیمؑ سے نقل کیا ہے کہ آیت شریفہ میں یہود و نصاریٰ دونوں کا ذکر ہے۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا انکار کیا اور یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے منکر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا جو دین ہے اسے وہ دونوں برا نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کے جرنی پر ایمان لانا فرض ہے جس کو انہوں نے کسی بھی نبی کا انکار کیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ كَلَّمْنَا هَٰذَا الشَّكَاوُزَ خَلْقًا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کچھ کافر ہیں ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ اور فرمایا وَاللَّعْنَةُ عَلَى الشَّكَاوُزِ عذابا عظیمًا کہ ہم نے کافروں کیلئے اہل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے اہل کفر کا کفر و کفر ماننے کے بعد اہل ایمان کا کفر ہو گیا اور فرمایا کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور کسی بھی رسول کا انکار کر کے تفریق کرنے والے نہ بنے (یعنی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی) یہ لوگ بڑے بڑے قواہل کے تھے جن میں اللہ تعالیٰ ان کو ذاب عطا فرمادے گا۔

مسلمانوں کے بارے میں سورۃ بقرہ کے ختم کے قریب ارشاد فرمایا فَإِنَّ الْإِسْلَامَ بِنِهَايَتِهِ أَتَى الْقَوْلَ الْبَاطِلَ مِنْ دُونِ الْبَقِيَّةِ اِن میں سے کسی دو ميان میں فرقی نہیں کرتے اللہ کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان بھی)۔

در حقیقت ایمان بھی حقیقی ہوتا ہے اور اللہ کے نزدیک معتبر ہوتا ہے جبکہ تمام ایمانیات پر ایمان لایا جائے۔ کوئی شخص فرشتوں کا منکر ہو، ایمان آخرت کا منکر ہو۔ قرآن کی کسی آیت کا منکر ہو کسی شعاۃ اسلامی کا منکر ہو۔ کسی بھی رسول کی رسالت اور کسی نبی کی نبوت کا منکر ہو تو وہ اللہ کے نزدیک کافر ہوگا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کو ماننا ہو۔ اللہ پر ایمان لائے میں اس سب چیز میں شامل ہیں جن پر ایمان لائے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیروں اور کتابوں کے دائرہ میں فرمایا۔

یہ اہل اسلام ہی کی امتیازی شان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور تمام انبیاء و کرام پر ایمان لائے اور تمام انبیاء و کرام پر ایمان لائے ہیں جس طرح انہیں یہ کارہ نہیں کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کوئی ناز یا کلمہ کہا جائے

یہ فرمایا **وَقُلْنَا لِمَنْ مَنَعَنِي سُلْطَانًا فَلْيَسُدَّ** (اور ہم نے ممانی کو سلطان نہیں مطلقاً کیا) سلطان نہیں کا ایک ترجمہ تو یہ ہے جو اپنے ہم نے جتان کیا۔ صاحب راج العالی لکھتے ہیں کہ اسی سلسلہ طواغیر علیہم میں امر ہم ان یقتلو انفسہم توبۃ عن اعتقادہم یعنی ہم نے ممانی علیہ السلام کوئی اسرائیل پر ہی ظہر مطلق کیا وہ یہ نہیں نے ان کو تپہ کرنے کے لئے اپنی جانوں کو کل کرنے کا حکم دیا تو ان لوگوں نے اس پر عمل کر لیا اور سرافانی ہے کہ ہم نے ان کو کھلے کھلے تجزات مطلق کی جو ان کی نبوت و رسالت پر واضح دلائل تھے۔ صاحب موائہ المقتول نے اسی جتنی کیا ہے۔

یہ فرمایا **وَقُلْنَا لِمَنْ مَنَعَنِي سُلْطَانًا** اس کا ذکر بھی سورہ بقرہ میں گزر چکا ہے۔ اور سورہ اعراف میں بھی ہے۔ جب حضرت ممانی علیہ السلام نے نبی اسرائیل پر توبہ شریف پیش کی اور فرمایا کہ اس کو قتل کر دو اور اس کے احکام پر عمل کرو تو یہ لوگ انکاری ہو گئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ ناز کا ہلی جگ سے اکھاڑ دیا جو ان کے سروں پر آ کر ظہر گیا اور ان سے اللہ تعالیٰ نے ظہر دیا کہ جو حکم ہم نے دیا ہے اس کو قتل کر دو اور جو حکم اس میں ہے اسے یاد کرو۔ اس وقت کہنے لگے کہ ہم مانتے ہیں اور عہد کر لیا کہ اس پر عمل کریں گے۔ لیکن پھر اپنے عہد سے ہٹ گئے جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا **فَمَا تَوَلَّيْتُمْ فَمَا تَوَلَّيْتُمْ فَمَا تَوَلَّيْتُمْ فَمَا تَوَلَّيْتُمْ** (اور ہم نے کہا قاتل ہو جاؤ اور اذہ میں جھگے ہوئے) اس کا ذکر بھی سورہ بقرہ میں گزر چکا ہے اور سورہ اعراف میں بھی ہے۔ جب میدان حق سے لٹکاؤں کو ایک سختی میں داخل ہونے کا حکم ہوا یہ سختی کان یحییٰ اس کے بدلے میں مفسرین کے لٹف اقرار ہیں۔ ان کو حکم ہوا تھا کہ اس سختی میں جھگے ہوئے تو اشبع کے ساتھ داخل ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے اس کی نافرمانی کی اور جھگے ہوئے داخل ہونے کے بجائے کھینچے ہوئے داخل ہوئے تحصیل کیلئے سورہ بقرہ کو نبی کی تحسیر دیکھ لی جاتے۔

یہ فرمایا **وَقُلْنَا لِمَنْ مَنَعَنِي سُلْطَانًا** (اور ہم نے ان سے کہا کہ سچے کے دن میں زیادتی نہ کرو۔ اس کا ذکر بھی سورہ بقرہ میں گزر چکا ہے اور سورہ اعراف میں بھی ہے۔ یہ یہاں ہیں کہ حکم تھا کہ سچے کے دن چھیلوں کا کھلاؤ نہ کریں۔ اور ان کی آزمائش کے لئے سچے کے دن چھیلوں سمندر کے کنارے پر خوب ابھرا بھر کر آئی تھیں۔ اور دوسرے دنوں میں چھیلوں کا آب ہو جاتی تھیں، چونکہ سچے کے دن چھیلوں بکرا یا مومن تھا اس لئے ان لوگوں نے یہ حرکت کی کہ وہ اپنے کنارے حلی ہلا دیے اور ان حوضوں کو بڑی بڑی بنا دیں کہ وہ اپنے سمندر سے ملادیا۔ جس کے دن بدلتا تو دیتے تھے تاکہ سچے کے دن پانی کے بہاؤ کے ساتھ چھیلوں ان حوضوں میں داخل ہو جائیں۔ جب چھیلوں ان حوضوں میں آجیا تو بدلتا نکالتے تھے تاکہ سمندر میں داخل نہ جائیں بھراؤ اور کن بن کر لیتے تھے اس لئے کہ انہوں نے استعمال کیا اور اس طرح سے سچے کے دن میں زیادتی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔

یہ فرمایا **وَأَمَّا نَا بَنَاهُمْ جَنَّاتٍ فَاُولَئِكَ** یعنی ان سے ہم نے بہت مضبوط عہد لیا تھا کہ ان کے دوسرے ہمیں کے دوسری کی طرح کی ہوئی چیزوں سے ہمیں کے لیکن انہوں نے عہد کو توڑ دیا جس کا ذکر بھی آگلی آیت میں آتا ہے۔ اللہ اللہ تعالیٰ۔

فَمَا نَقْضِهِمْ فِيمَا قَالُوا وَكَفَرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بَغْيًا عَظِيمًا وَكُفْرِهِمْ قُلُوبًا

ہم نے اس سے ان پر پست کی اس میں نے عہد بھی کیا اور اللہ تعالیٰ کی آیت کے ساتھ کفر کیا اور نبیوں کو قاتل کیا اور انہوں نے اس کا کلام سے انہوں پر

عُلْفًا ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ وَكَفَرِهِمْ قُلُوبًا

خلف ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دل پر لکھ دیا کہ وہ ایمان نہ کریں اور کفر سے آگے۔ اور اس سے اس کی پست کی اس میں نے عہد لیا تھا کہ ان کے دوسرے ہمیں کے دوسری کی طرح کی ہوئی چیزوں سے ہمیں کے لیکن انہوں نے عہد کو توڑ دیا جس کا ذکر بھی آگلی آیت میں آتا ہے۔ اللہ اللہ تعالیٰ۔

عَنِ مَرْيَمَ إِتْمَعْنَا ۖ وَقَوْلَاهُمَا إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ

اللہ کے مرنے پر بہت بڑا جتنی کھڑا ہوا۔ انہوں نے یہی کہا کہ ہمارے ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا۔ جو خدا تعالیٰ کے رسول

اللہ ۖ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ ۚ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي

جس حد تک انہوں نے نہ تو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھا۔ بلکہ انہیں شائبہ لگا دیا۔ اور ان کے اختلاف میں اس کی بات

شَكَّ مِنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعُ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ

میں شبہ میں ہیں۔ انہیں اس پر علم نہیں۔ بلکہ انہوں نے اس کے پیچھے چلے گئے۔ اور اسے قتل کیا نہیں بلکہ اسے اٹھایا

اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَإِلَٰهِيُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ

ان کو پہلے صرف اللہ ہی جانتا تھا۔ اور وہ اللہ ہی کے پاس ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو اس کے مرنے سے پہلے ایمان نہ لائے

وَيُؤْمَرُ الْقَوْمُ بِأَنَّهُ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝

اور قاضیوں کو اس کے خلاف کہایا جائے گا۔

یہودیوں کے کفر اور شرارتوں کا مزید تذکرہ

ان آیات میں بہت سے مطالب میں مذکور ہیں۔ یہودیوں کا مجدد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا منکر ہونا اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

والسلام کو ناحق قتل کرنا اور ان کا یہ کہنا کہ ہمارے دلوں پر خلاف چڑھے ہوئے ہیں (جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے دین پر بہت مضبوط

ہیں ہم پر کسی کی بات اثر انداز نہیں ہو سکتی) اور حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان لگانا جس کی یہ باتیں یہاں مذکور ہیں۔ ان میں سے بعض

چیزیں ان کا تذکرہ سورۃ بقرہ میں بھی گزر چکا ہے۔ لَقَدْ كَفَبُوهُمْ اپنے مسطوبات کے ساتھ قتل کرنا اور اللہ سے متعلق ہے۔ صاحب دواع

الغالبی لکھتے ہیں کہ تفسیر مہارت میں یہ ہے کہ طَعَلْنَا بِهِمْ مَا لَعَلْنَا بِهِمْ یعنی ہم نے ان کے ساتھ جو معاملہ کیا اور ان کو جو سزا دی

اور ان کے ان اعمال کی وجہ سے ہیں جن میں عہد کا توڑنا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر کرنا بھی اور حضرات انبیاء کرام علیہم

السلام کا قتل کرنا اور یہ کہنا بھی ہے کہ ہمارے عقوب پر خلاف چڑھے ہوئے ہیں اور مریم علیہا السلام پر بہتان ڈالنا۔ اور ان

کا یہ قول کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا۔ ان میں سب کی وجہ سے انہیں سزا سنائی دی گئی۔

مفسرین بیان نے فرمایا ہے کہ ان سب کے اخیر میں لفظ لَعَلْنَا مقدم ہے کیونکہ قرآن مجید میں ایک جگہ طَعَلْنَا بِهِمْ قَدْ لَعَلْنَا

لَعَلْنَا ۚ (یہ آیت سورۃ مائدہ ص ۳ میں ہے) مطلب یہ ہے کہ ان باتوں کی وجہ سے ہم نے ان کو انفرادی یا سورۃ بقرہ

میں یہودیوں کا قول کہ ہمارے عقوب پر خلاف چڑھے ہوئے ہیں ذکر فرمایا کہ ارشاد فرمایا لَعَلْنَا اللَّهُ مَكْفَرُهُمْ فَلْيَنْزِلْ مِنْ سَمَوَاتِهِ

القدوسیٰ نے ان کے کفر کی وجہ پر لعنت کر دی ہے اور یہاں میں فرمایا طَعَلْنَا لَعَلْنَا بِهِمْ یعنی یہ بات نہیں ہے کہ ان کے عقوب پر

خلاف چڑھے ہوئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر صبر ماری ہے جس کی وجہ سے وہ اذیت ایمان کی وجہ سے

محرم کر دیے گئے۔ وہ اس کو کمال سمجھتے ہیں کہ اسلام قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں سے ہمارے

دل محفوظ ہے ہم ان کو قتل نہیں کریں گے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کی طرف سے ایمان سے محروم کر دیئے گئے ہیں انہوں نے جو قصداً وارادہ اور عداوت اور کفر اظہار کیا اور ان کی یہ قصد ہے ان کا یہ قتل چھاپ گئے کا سبب بن گیا۔ پھر فرمایا **فَلَا تَقْتُلُوا مَنْ دَلَّ عَلَى الْإِيمَانِ** (سو ان میں سے قتل نہ کیجئے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا ہو اور انہوں نے قتل نہ کیجئے۔)

اس کے بعد ان کے حوالہ کفر کا ذکر ملتا ہے اور وہنا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کا ہے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھ کفر کیا ان کی جان پر بھی بری بات کی جس سے باندھیں اور دو ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس کی گواہی دی اپنی ماں کی برائت ظاہر کر دی جب حضرت مریم کی گواہی بھی دیکھ کر اپنی امرا نکلنے سے بری بات کی جس سے انکار ہوئی تو حضرت مریم نے پہنچنے کی طرف اشارہ کر دیا پہنچنے کے لیے کہ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ مِّنْ اَمَّاٰلِكُمْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ** (آل عمران: ۳۱)۔

فیر سوار، تحریم میں فرمایا، موزن تھانت جعفر بن ابی طالب، انقضت فرجہا (آپ کے) بیویوں کی پرانہ ہے کہ حضرت مریم علیہم السلام سے برائی کا صدور ہوا۔ پھر یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے، سر فراز ہوئے تو یہودیوں نے ان کی وحشی میں گارہ دی اور ان کا کہہ دیا، حتیٰ کہ اپنے خیال میں ان کو قتل ہی کر دیا، کی واولہولہم اہل فلسفہ النفسیج جنسی ابن موزنہ و رسول اللہ میں بیان فرمایا۔ صاحب درجہ اعلیٰ فرماتے ہیں کہ وہاں کو رسول اللہ فرماتے تھے پھر بھی ان کو رسول اللہ کہاں کا یہ کہیں اور نہ اہل حق جانتے کہ وہ اور یہی ممکن ہے کہ انہوں نے اس کی تھک کوئی اور لفظ کہا ہو، لفظ حمل شہانے ان کی شان، ان فرجے کا یہ فرماتے کے لئے لفظ رسول اللہ بجا رہا کہ ان کی صفت بیان فرمادی۔

اُس کے بعد فرمایا: **وَمَا صَلَّوْهُ وَاَمَا صَلَّوْهُ وَالْجَنُّ حَتَّى لَقِيتُمْ** کہ ان لوگوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور سولی پر چڑھا دیا لیکن ان کو مشہور ہو گیا۔ یہاں پہلے اس طرح سے ہوا؟ اُس کے بارے میں مفسرین نے کئی باتیں کہیں ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو ایک جگہ لپکڑا یا تھا آپ نے ان کیلئے دروازا کی لٹکانے دیا اور دروازہ نہ دیا ہے جسے جب یہ بات یہودیوں کے سرکار کو روگئی تھی کلام یہودی تھا اس نے یہودیوں کو قتل کیا اور سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ ان کو قتل کر دے۔ قتل کرنے کے لئے چلے آئے اللہ جل شانہ نے جبریل علیہ السلام کو بھیج دیا جنہوں نے یحییٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھادیا۔ یہودیوں میں کایک شخص قتل کرنے کے لئے اندر داخل ہوا اس کا نام علیہ السلام تھا وہ ان کو سوجھوڑ دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت یحییٰ علیہ السلام کی صورت کے مشابہ بنا دی جب وہاں نکلا تو یہودیوں نے اسے قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

[illegible]

ایکے قول یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں ایک شخص منافق تھا جب یہودیوں نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس منافق نے کہا کہ میں تمہیں بتا دوں گا کہ اس میں اور اس نے تیس دن ہم اس کی اجرت بھی لے لی، جب حضرت

جیسی علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا تو آپ آسمان پر اٹھنے سے جانچنے تھے۔ دن فوج کی صورت میں حضرت جیسی علیہ السلام کی جیسی صورت بنادی تھی۔ لہذا ان لوگوں نے اندر داخل ہو کر اسی کو قتل کر دیا اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ ہم نے حضرت جیسی علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ ان کے علاوہ دوسری بعض قبائل ذکر کئے گئے ہیں۔ (۱۰۰ احادیث میں ص ۱۰۷)

علاوہ اعلیٰ معاملہ آخری طے میں ۹۷۰ھ میں قتل کیے گئے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت جیسی علیہ السلام کو ایک گھر میں بند کر دیا تھا وہاں پر ایک نگران مقرر کر دیا تھا جب قتل کرنے کے لئے آئے تو قندہ قندلی نے اس نگران کی صورت جیسی علیہ السلام کی صورت بنادی اور حضرت جیسی علیہ السلام کو پورا قتل کیا۔

اور حضرت جیسی علیہ السلام کے سرخ کرنے والوں نے ایک اور بات کا کھوج لگایا ہے اور وہ یہ کہ جب بنی اسرائیل نے طے کر لی لیا کہ سیدنا جیسی علیہ السلام کو شہید کر دیں تو حکومت وقت کے پاس شکایت لے کر گئے۔

اس زمانے میں دمشق اور اس کے پاس طاغوتوں میں رومیوں کی حکومت تھی۔ یہودی وی حاتم نے پاس تھے اور یہ کہ یہیں رہتا تھا ایک شخص ہے جو ہمارے دیں سے نکل گیا اور ہمارے جوانوں کو اپنی طرف بھیج لیا اس نے جو دلی عصافت میں تھی تو یہی آدمی اس کے ساتھی بن رہا ہے۔ اور تمہاری حکومت کے لیے خطرہ ہے کہ یہ خطہ اور قندہ قندلی کا پانڈہ نہیں آکر اس کے ثروتوں کا گناہ تو نہیں ہے اس کی طاقت بن جتنے جتنے تھاوارے لئے اور ہمارے لئے ایک بن افکار میں جاوے اور تمہاری حکومت ہی ختم ہو جائے۔ چونکہ حکومت یہودیوں کے دیں میں اٹھ نہیں رہتی تھی اس لئے وہی اعتبار سے حکومت کو حضرت جیسی علیہ السلام کے خلاف ایمان اور چڑھا ہوا مشکل تھا لہذا انہوں نے یہاں ہی سورۃ ہود سے نکال کر کھڑا کیا اور سمجھا کہ اس شخص کی وجہ سے تمہاری حکومت کو شہید نظر ہے۔ جب یہودیوں نے یہاں دیکھا جیسی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا دیا جائے گا ہمارے ہاتھیں ہونے کا اعتبار کرتے رہو تو حکومت کی طرف سے حضرت جیسی علیہ السلام کو صلیب پر کیا۔ یہ ہمارے کان اور مصر کا وقت تھا اور قندہ قندلی دیں میں پہنچی کی رات شروع ہونے والی تھی۔ یہودی چاہتے تھے کہ شہر کی رات ہونے سے پہلے قصہ تمام ہو جائے۔ حاکم کے پاس ہماری قندہ اسیں متع ہو گئے کہ کیا حکم چاہتے تھے؟ آقا صلیب پر قرب ہونے کو تھا کہ حاکم نے فیصلہ نہ کیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے اور صلیب پر چڑھا دیا جائے۔ مگر ہم کو چاہی کہ پچھتاؤ اور اسے کہہ دیا تھا۔ اور چاہی کہ شہر سے دور تھا۔ یہودی قتل کے فیصلے سے بہت خوش ہوئے اور جو پولیس والے حضرت جیسی علیہ السلام کو ساتھ لے کر جا رہے تھے ان کے ساتھ کثیر قندہ اسیں یہودی بھی ساتھ ہو گئے جن میں بہت سے بے وفائے جو ان بھی تھے اور حضرت جیسی علیہ السلام سے سخت دشمنی رکھنے والے بھی تھے۔ یہ لوگ حضرت جیسی علیہ السلام کو لے کر آگیتے ہوئے اور تکلیف دہتے ہوئے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ حضرت جیسی علیہ السلام ضعیف الہیہ تھے اور سفار کرتے ہوئے لاغر ہو چکے تھے پھر سے میں کمزور سے کمزور سے زیادہ وقت گزر گیا قندہ صلیب ہماری قندہ جن سے انھو سے دی تھی جو پولیس والے حضرت جیسی علیہ السلام کو ساتھ لے جا رہا تھا اس نے ایک یہودی نو جوان سے کہا کہ صلیب کی اس ٹکڑی کو کاٹ کر لے جاؤ۔ وہ شخص بہت زیادہ دشمنی میں آئے تھا اس نے صلیب کو کاٹا اور جلدی جلدی صلیب کو لے کر آئے چلنے لگانا کہ معاملہ دہت جائے اور سورج چمکنے سے پہلے قتل کا قصہ تمام ہو جائے۔ اسی طرح چھتے چلتے جب چھائی گھر پہنچے تو چھائی گھر کے پولیس والوں نے معاملہ چڑھا دیا میں لے لیا اور وہ پولیس والے قندہ قندلی ہوئے جو ہمارا رہے تھے۔ چھائی گھر کے پولیس والوں نے دیکھا کہ ایک نو جوان صلیب کو کاٹتا ہے ہوئے بے قانون کے مطابق انہوں نے اس نو جوان کو پکڑ لیا اور اسے چھائی دیے گئے وہ چونکا چونکا پھر اپنی رات ظاہر کرنا رہا اور پکار پکار کر کہتا رہا کہ ہم دوسرا شخص ہے میں نے قندہ قندلی کی صورت میں صلیب کو کاٹا تھا اور پولیس والوں نے جلدی کرنے کی وجہ سے مجھے اٹھانے

[illegible]

۱۔ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوج اظہارِ ائمہ و کافروں کے دلوں اور شرارتوں سے انہیں چھپا دیا۔ یہ حال جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا رونا ہوا تھا وہ ان کے قتل میں ناکام ہو گئے اور ان کا اظہار ہوا تو ان کا ہاتھ آگ لگا تھا۔ یہی حال تعالیٰ کی حکمت ہے کہ نبیؐ کی دعا کی بھری رہی۔ وَمَكْرُوهًا لَّوْكَفَرُوا لَكَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَبِيرٌ عَلِيمٌ۔

یہ فرمایا کہ اے اہل بیت! میں نے اپنے خلیفہ کو اپنے خلیفہ کے لئے چنا ہے۔ اے اہل بیت! میں نے اپنے خلیفہ کو اپنے خلیفہ کے لئے چنا ہے۔ اے اہل بیت! میں نے اپنے خلیفہ کو اپنے خلیفہ کے لئے چنا ہے۔

[illegible]

پھر فرمایا: وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (اور اللہ تعالیٰ غائبِ احمیت والا ہے) کہ وہ کسی کی صورت دوسرے کی طرح بنادے۔ اس پر چوبی طرح کا دور ہے اس کے فیوض سے کوئی اسے نہ کہے اور نہیں دانتے چاہے نہ گنہگار گئے جسے چاہیے اس پر نہ کہے۔ سب کو کھالے سے تیار دے اور اس کا بعض صورت کے مطابق ہے۔

اس طرح فریڈرک وائیٹسن اعلیٰ الکلیات (الکلیات) میں بہ اعلیٰ موازہ (اور اعلیٰ کتاب میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو اس پر اپنے مرنے سے پہلے انکار نہ کرے) ہے۔ اگر تیسرا اس صورت میں سے جو وہ خود کی تعلیم حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف (یعنی کی جاوے)۔

مکمل صورت اختیار کی ہے تو مطلب یہ ہے کہ یہ وہی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کے منکر ہی ہیں اور نہ ان کے اپنے قول میں ان کو ماننے تو نہیں لیکن ان کے ہر دے میں خدا کا حقد اور کئے ہیں ان کو اللہ کا کیا جانتے ہیں اور یہ کیا بھی کفر ہے۔ یہ وہی بھی کافر ہیں اور نہ ان کی بھی ان میں سے کوئی شخص اسے کہتا ہے۔ یہاں گفتے سے پہلے جب اسے ہر دے کے حوالے نہ آتے تھے ہیں، یہ وہی ان کے آج کے کفر ہے جس میں علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے حوالے میں نہیں ہیں ایمان اللہ تعالیٰ کے پاس مستحکم نہیں۔ اس لئے کہ یہ ایمان بزرگ کے لئے ماننے آئے کے بعد ہے۔ صاحب راہ اللہ تعالیٰ میں عارفی فرماتے ہیں: **العقائد الایمان ان کل یهودی و نصرانی یؤمن بعیسی علیہ السلام قبل ان ترشق ووجہہ بامہ عبد اللہ العالی ورسولہ ولا یسعدہ ایمانہ حبیلہ لان ذالک ثلوث لیکہ و ملحقہ بالثلاث لہما انہ یکتشف عندہ لکل الحق یظہر فیہ الذکلیف**

1000

کی ہمت ہوئی تھی تو یہ لوگ وہی حق کو کھول کر دیتے تھے تو دوسروں کو کھول کر دیتے تھے۔ جو لوگ حضرات انبیاء اکرام میں سے تھے انصاف و اسلام کو کھول کر دیتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ ان کی راہ پر خود انھیں گئے نہ ان کی راہ کو کسی اور کو کھول کر دینے دیں گے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ہمت ہوئی ان کے پیچھے چلے گئے۔ ان کو بہت تکلیف دی ان کے قتل کے درپے ہو گئے۔ سو کھانا بیوروں کی بیعت پر اعلیٰ جات ہے۔ تو دین شریف میں ان کو اس سے صحیح کر دیا تھا لیکن پھر بھی یہ در سو دینے رہے۔ یہاں میں وہ انھیں ہر جگہ بننے کا جو طریقہ مانگے ان سے ان میں سے بڑا کامیاب طریقہ سو دین ہی کا ہے۔ سو دین عبادت مندوں کو فرض دیتا ہے اصل پر بھی سو دین کا یہ سو دین اور سو دین ہی کا یہ سو دین ہے۔ حتیٰ کہ اس سر یا م رو یا جاتا ہے سو دین کا مال یا دہو دیا جاتا ہے اس میں عبادت مندوں کے ساتھ بدیہی کا سلوک ہے۔ اور ان کی عبادت مندی سے تمام کو کا کھانا کھانے کی ایک صورت ہے جو خون پونے کے برابر ہے اس بیوروں اور سپہیوں کے مثل ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی امر انکی کو بھی منع فرمایا تھا اور امت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ الخ کو بھی منع فرمایا ہے۔ یہ بیوروں نے اس عمل کو نہیں سمجھا اور بہت سے مسلمان ہونے کے باوجود اس طرح عمل بھی اس میں لگے ہوئے ہیں۔ بگاری کا سو دین سو دین ہی ہے۔ جو لوگ بیوروں میں ان کے بڑے بڑے ذاتی بھگت ہیں اور انھوں میں ان کے شیخ ہیں اور جو لوگ دنیا پر دینے والے ہیں ان کی کثرت کے واسطے ہیں اسوام سے دینی ہوتے ہوئے اس صوفیت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ممانعت کی طرف بالکل دھیان نہیں دیتے بگاری کے بڑے بڑے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتے ہیں اس کا نام پیسے کی عبادت رکھتے ہیں۔ جو لوگ بیوروں کو کھانا کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دوسری قومیں (بیوروں) بھرائی، دھندو، مسلمانوں کے نام عروج پر پہنچ گئی ہیں اور مسلمانوں نے جو حرام کر کے قوم کو گمراہ کر دیا ہے۔ یہاں سے یہاں سے بیوروں کی یہ طاقت ہے کہ کسی چیز کو حرام کرے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تکلیف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال ہے اسے حلال بناتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام ہے اسے حرام بناتا ہے۔ یہاں کو کھانے سے لعنت ہے نہیں سمجھیں گے۔ اور حرام حلال نہیں ہو چکا گا۔ اس میں ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے غلبہ مال میں بیوروں کی صفت ہے ہونے میں۔ یہ بیوروں سے اپنے بعض بھی ظاہر کرتے ہیں اور صفات ان کی اختیار کرتے ہیں۔ ہاں آتا ہوا پچھتے ہیں تجویز بھری ہوئی، کچھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن انھیں آخرت کے خطاب کا کوئی احساس نہیں۔ اگر کچھ پچھتے تو بس طریقی بیوروں پر شرعی طور پر یا کچھ دین پر حرام کر دی گئی تھیں ہاں طریقی غوثی طور پر یا کچھ دین پر اپنی قوم کو حرم ہو رہے ہیں۔ یہاں سال پچھتے تو چیزوں پر لذت بھی وہاں نہیں رہی اور جانوں کا گوشت ہو رہا امریکہ وغیرہ میں انڈیا کے بہت سے علاقوں میں موسم الفلہ کے پھل لگانے کو بے لکھا جا رہا ہے۔ یہاں چیز کو حرام کر کے کھا رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔ یہاں ہاتھ کا سوا اور ایک قمار سے مکر حرم میں اور حرام کھانے کا جو کھانا ہے وہاں ہاتھ کھک ہے۔

سورۃ کے بارے میں جو فرقان احمدی میں مذکور ہیں ان کے لئے سورۃ بقرہ کا رکوع ۲۸ اور اس کی تفسیر کی ممانعت کر لی جائے بیوروں کے اعمال غیروہ اور اقوال غیروہ بناتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ یہ لوگ باطل کے ساتھ لوگوں کے ہاتھ کھاتے رہے ہیں۔ حرام مال کھانا بیوروں کی طبیعت کا یہی عمل تھا اور اب بھی ای پر عمل رہے ہیں۔ ان کے خلاف مشوریں لیتے تھے اور علماء بھی علماء کا یہ طریقہ تھا کہ لوگوں کی مرضی کے مطابق تو دین شریف کا حکم بدل دیتے تھے اور اس پر پیسے لیتے تھے۔ سورۃ بقرہ کی آیت (۶۹) ﴿فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكُفْرَ﴾ یا تہنیمہ میں ان کی اس حرکت کو بیان فرمایا ہے۔

آخر میں فرمایا ﴿أَخْضَدُوا لَكُمْ الْغُرَفَ مَقَامَهُمْ﴾ غدا انھیں دنیا کی سزاؤں میں بھیجا جائے گا ان کے بعد ان کی آخرت کی سزا ان کا فرمایا اور یہ کہ ان میں سے جو لوگ کفر پر رُو آور ہیں گے اور اسی حالت میں مر جائیں گے تو وہ ناک خطاب میں جھکا ہوں گے جو ان کے لئے تیار فرمایا ہے۔

یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو قتل کیا تھا۔ انہوں نے اگلی قہر حضرت مریم علیہا السلام پر جسٹ حرمی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے ٹکڑے ہوئے۔ یہودیوں نے قتل کئے ہوئے عیسیٰ کو اپنے خیالی اٹھس میں آن کر عیسیٰ کہا اور آتی تھیں ان کہاں پر صراطِ حق آج عید ہے ان کی ترویج فرمائی۔ افسردہ نے عقیدہ غلط بھی اپنی طرف سے گھڑا اور یہ کہنے اور ماننے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیئے کو قتل کر دیا۔ یہودیوں کا کفارہ و مراد (العقیدہ بدلت اور ان فریق کو صحیحہ فرمانے کے بعد) کہ اپنے دین میں خود کو اللہ ماننے کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

[illegible]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفد تعالیٰ کا کلمہ بتایا ہے اس کی تفسیر میں حضرت ابن مسرورؓ نے بہت سے اقوال لکھے ہیں۔ جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ کلمہ سے احوال مراد ہے۔ سورہ یونس میں فرمایا: فَصَلِّ لِنُصَلَّكَ (اور اللہ تعالیٰ بقول تو کے نفع پہنچائے)۔ اس کا تفسیر یہ ہے کہ جب کسی چیز کا احوال فرما دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جو چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس کا احوال فرمائیے کہ جب فرشتوں نے حضرت مریمؑ پر اس کا کلمہ پڑھا تو فرشتوں نے کہا: وَاُولَٰئِكَ نُسَمِّيَنَّكِ (اور انہیں سے ہم توئی)۔ مجھے تو کسی انسان نے پہچاننا کہ جس کو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَلِمَاتٍ لِّذِي الْعِلْمِ (اور ان کے لئے علم والے کے کلمات)۔ لہٰذا کلمہ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے، وہی اس کے لئے ہوتا ہے۔ جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کو دیکھ کر فرما دیتا ہے کہ وہ جو چاہے فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں موجود تھے۔ ان کے لئے ان کو کلمہ عطا فرمایا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے چہ بول سکتے۔ ان عربی زبان میں کلمات چھوٹے تھے۔ اس امر کا مینہ ہے جس کے معنی ہیں: ہو۔ یہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے کہ جب یہ لفظ سن کر سے پیدا ہوا ہے۔ یہ لفظ پڑھ کر کلمہ کہنا چاہئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے؟ صاحب روح المعانی نے اس کو فرمایا: ذات اللہ علیہ سے اس کا جواب نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو کلمہ پڑھا ہوتا ہے اس کی پیدائش کے وہاں ہوتے ہیں ایک صاحب قریب سے جسے سب جانتے ہیں (یعنی عیسیٰ کا تمہاد میں داخل ہونا پھر اقلے سے کچھ کہیں ہوتا ہے) اور دوسرا صاحب فریاد ہوتا ہے اور اہل اقلہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا خطاب فرماتا ہے۔ چونکہ سب قریب وہاں موجود تھے ان لئے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مخالفت جب زاید بنی تھی کہ ان کی طرف فرمادی۔

آنکھ کا بھی مطلب ایسا ہے تو القضاۃ الٰہی مزاج کے معنی یہ ہوں گے کہ انسانی نے یہ فکر حضرت مریم علیہا السلام کو پہنچائی جس کے نتیجے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ صاحب معالم انظر فی ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶

وَرَوُوحُ قَسَدٍ لَّائِقٍ بِمَنْعِي عِدَايَا اسلمہ مذکور کی جانب سے ایک دعوے میں کہا کہ جب وہ عالم الشریعہ تھے تو ان کے منظر میں بھی طبعی طبعی اسلام دینے میں بھی دوسری امداد میں بھی لکھنؤ کے قادیانی نے ان کو اپنی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ فرمایا کہ یہ کہہ کر وہ قادیانی کا چاہتا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ان سے یہ مراد ہو گی (چونکہ ان کے جوہر انکس طبعی اسلام کے مریم حبیبہ اسلام کے راستے میں چھوٹ کر ادا تھا) جس کی وجہ سے حکم خداوندی منسل قرار پا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اس کی نسبت اس لئے فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے امر (مخصوص) سے تھا۔ بعض حضرات نے روح کے معنی رست کے لئے ہیں، جو کہ جس طرح اسلام اپنے پیغمبر کے لئے رست ہیں، اور رست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (روح بمعنی رست) آیت شریفہ: **وَاللَّهُ يَهْدِي لِرِجْزٍ مُّنتَهٍ** اور جو رست اس کے لئے کوہِ نور فرمایا۔

بعض حضرات نے دامن تکفیر بھی لیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرثدہ کو اپنے رستے کی تفسیر اور بعض حضرات کا یہ بھی قول ہے کہ دامن سے جرم مل گیا اسلئے مرثدہ کو جرم اور خطیہ ہے کہ یہ لوگ مرثدہ تک جرم ملنے سے ہمارے خلاف اعلان کیا گیا۔

پھر فرمایا: **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** کہ جس نے اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں سمجھا جس نے خدا ہی کے لیے فرستے تھے وہ اب بھی حق میں بہت سے فرستے ہیں میں ایک فرقہ تو یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ جن مریم میں اور یہ لوگ حلال کے ناکل تھے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ جن مریم میں حلال کر لیا اور کیا دانت دانت وہ ایک فرقہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ جن مریم جو ان کی والدہ یہ تھیں وہ معبود ہیں۔ سو یہ مادہ میں خدا ہی کے یہ قول نقل فرمائے ہیں۔ (آیت نمبر ۷۵ اور آیت نمبر ۷۶، ۷۷) یہاں پر بھی ان کی تردید فرمائی ہے پھر فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ** کہ تم ان کے عقیدہ والوں کو نہ مانو۔ معبود ایک ہی ہے تم اپنے شر کے عقیدہ والوں کو نہ مانو۔ ہاں یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے عقیدے سے بچو۔

خدا کی قسم علیٰ اسطعام کو سبھو بھی، سبھے اور اللہ کا بیٹا بھی مانتے تھے ان کو بدایت کرتے ہوئے فرمایا: فَمَا أَصْبَا أَفْئِدَةُ وَاحِدٍ كَرِهٍ معبود صرف اللہ ہے جو ایک ہے اور فرمایا: فَتُحْكَرُ نَارُ لَعْنَةٍ اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے کوئی اور معبود ہے جو صرف ایک نہیں کہ اس کی اور اور نہیں بلکہ اس کی اور اور ہی نہیں کئی کہیں کہیں اور اس کے لئے سب ہے اور سب سے پاک ہے اور اس سب سے بھی پاک ہے کہ اس کے اور اور۔

[illegible]

دین میں خلوک کرنے کی ممانعت..... چہاں کہہ دوں میں خلوک کرنے سے منع فرمایا۔ ایسے ہی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والہیہ وسلم میں خلوک کرنے سے ممانعت فرمائی چہاں کہہ دوں بھی طرح طرح کے خلوس میں چلا جائے۔ نصیحتی نے اپنے دین میں خلوک کے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اکتفا کا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم لبیب کلی تجویز کرتے ہیں اور اکتفا کے برابر آپ کا علم بتاتے ہیں اور آپ کو خدا کی اختیارات سونپتے ہیں، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے اس کی بشارت فرمادی اور فرمایا تھا لا یظنوا نہی۔ کلمہ اطاعت اللہ والی امن عربہ فاما انما عبیدہ فظنوا لو اعبید اللہ ورسولہ ورواہ الحدیث

کل مال کا اوجھاٹے گا۔ اور اگر کسی ایسی صورت کی وفات ہوگی جو کھال بھی ہو اس نے ایک بھائی یعنی طہاتی چھوڑا تو وہاں بعد از حق تعالیٰ حشر علیہ السلام اٹھ جائے گا جسے درجہ پانی مال لاپنی ذکر ہے لیکن کے کل مال کا وارث ہوگا۔ اگر کسی مرد کا مال نے وہ بھی یہ طہاتی بخش چھوڑیں تو ان کو مرنے والے کے مال سے وہ تہائی ملے گا۔

اور اگر چھٹی یا طہاتی متحدہ لیکن بھائی چھوڑے تو مرنے والے کا مال ان لیکن بھائیوں پر اس طرح تقسیم ہوگا کہ ایک مرد کو مردوں کے برابر حصہ دیا جائے گا بہت چھٹی بھائی کی وجہ سے طہاتی لیکن بھائی سب ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اور چھٹی لیکن کی وجہ سے طہاتی لیکن بھائی کا حصہ بھی ساتھ ہو جاتا ہے اور یہی گفت جاتا ہے جس کی تفصیل کتب فرائض میں مذکور ہیں۔

آخر میں فرمایا یٰٰبَنِیَّیْنَ اَللّٰهُ لَکُم اَنْ تَصَلُّوْا (کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ) واللہ بخیر شہیدی علیہم کو اذکار برحق کو جانتا ہے اس لئے اپنی مخلوق کا سب حال معلوم ہے سب کے لئے احکام بیان فرماتا ہے اور ان سب احکام میں نعمت ہے اور حق کی رعایت ہے اور احکام و مسائل بیان فرما کر ضعیف گمراہی سے بچاتا ہے ایسے مردانِ عظیم و کبار کے احکام پر دل و جان سے عمل کرتا چاہئے۔

وَقَدْ نَسِیْتُ لَیْسَ سُوْرَةُ الْاِنْسَاءِ الْعَاشِرُ صَفَرُ الْعِیْرُ ۱۳۱۱ھ مِنْ شَهْوَرِ السَّنَةِ الْاِحَادِیَةِ عَشَرَ بَعْدَ الْعَبِّ وَارْبَعِ مِائَةِ مِنْ هِجْرَةِ سَيِّدِ الْعَرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَآخِرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْ مَنْ اَرْسَلَ طِبَّائُو طَاهَرًا۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مدنی

۳۰ آیتوں پر مشتمل

۱۲۰ آیتیں ۱۶ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۲۰ آیتوں پر مشتمل مدنی سبکی میں کیا گیا ہے۔ آیت ۱۲۰ اور ۱۲۱ کے درمیان

۱۲۰ آیتوں پر مشتمل مدنی سبکی میں کیا گیا ہے۔ آیت ۱۲۰ اور ۱۲۱ کے درمیان

تو اس آیت کے بعد سے ۱۲۰ آیتوں پر مشتمل مدنی سبکی میں کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحْضِرْتُمْ لَكُمْ بُعْدَكُمْ أَلَمْ يَعْلَمُوا مَا يَتْلُو عَلَيْهِمْ

اے ایمان والو! اپنے عہد کو پورا کرو۔ حلال کیے گئے عہدوں سے بچو۔ تم نے اپنے آپ کو اس حلال عہد

غَيْرُ مُجْبِلٍ الْقَيْدِ وَأَنْتُمْ حُرٌّ وَإِنَّ اللَّهَ يَخْصِمُ مَا يُبْدُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَكُمْ

کو جس وقت تم اسلام میں آؤ گے۔ کھانے والے نہ ہو گے۔ اے ایمان والو! اپنے عہد کو پورا کرو۔

تَجَلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلِلَّهِ الشَّهَرُ الْحَرَامَ وَلِلَّهِ الْهُدَىٰ وَلِلَّهِ الْغَنَدُ وَلِلَّهِ الْبَيْتِ

حلال نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔

الْحَرَامَ يَنْبَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَيَضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا

اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔

قَوْمٍ أَنْ صَدَّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْبُدُوهُمُ وَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ

اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔

عَلَى الْأَشْوَارِ وَالْعُدْوَانِ وَأَقْفُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔

ایضاً عہد کو پورا کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔

سورۃ الاحزاب کی ابتدا میں اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔

واللہ اعلم بالصواب۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔ اے ایمان والو! اللہ کے عبادت گاہوں کو حرام نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ سے کیا ہے، جب کسی نے اسلام قبول کر لیا تو اس نے یہ عہد کر لیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو مانوں گا اور جو کسی احکام میں سے کسی سب پر عمل کروں گا اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سب سے بچتا رہوں گا۔ خواہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں احکام و ہدایا ہوں اور خواہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بھیجے ہوں۔

درستوارم ۲۵۳ ج ۱ ص ۱۸۱ صفحہ ۱۸۱ پر حضرت صاحب مہاس دینی اللہ فرماتے نقل کیا ہے أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ای بالعیود ماحل اللہ و ما حرم و ما فوض و ما حد فی القرآن کلمہ لا تلتزموا و لا تنکروا (یعنی عہد پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حال قرار دیا ہے اور جو حرام قرار دیا ہے اور جن چیزوں کو فرض کیا اور جو قرآن میں حدود بیان کیں ان سب احکام پر عمل کرو۔ ان کی ادائیگی میں کوئی تاخیر نہ کرو اور عہد شکنی نہ کرو)

۱۔ نحل میں فرمایا أَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْفُتُوا الا انفس بعد تو کنہما وقد جعلتم اللہ علیکم کفلاً فان اللہ یعلم ما تفعلون (اور تم اس کا عہد پورا کرو جب تم عہد کرو، اور مت توڑ دو تم کو اس کو بچانے کے بعد وادار کرنے کے اپنے اور اپنے کو ضامن بنا لیا ہے، یہ ایک عہد تھا جس کا پورا کرنا عہد شکنی اور کفر ہے) سورۃ نحل میں فرمایا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ای بالعقود کما من مستوا (اور تم عہد کو پورا کرو جب عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا)۔ سورۃ مد میں فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُؤْخَذُونَ بِالْعُقُودِ ای فوفون بعہد اللہ و لا تنقضون المینات (وہی لوگ عہد حاصل کرتے ہیں جو عمل والے ہیں جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد اور عہد شکنیں توڑتے)

سورۃ نحل میں أَوْفُوا بِالْعُقُودِ فرمایا اور سورۃ ناکہ میں أَوْفُوا بِالْعُقُودِ فرمایا اور ہر جگہ جمع ہے مقدمہ بی زبان میں باعث کر کہتے ہیں آپس میں جو معاملات طے کئے جاتے ہیں ان کو عہد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے عہد ہوا ہے وہی عہد ہے۔ جس میں خدا کی اصل ہے اور جو خدا سے معاملات طے کئے جائیں وہی عہد ہے۔

حقور کی قسمیں۔ حضرت زید بن اسلم تابعی نے سورۃ ناکہ کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا خود پائی ہیں (۱) مقدمہ کان (۲) مقدمہ شرکت (۳) مقدمہ یمن (یعنی قسم) (۴) مقدمہ حلف (خلف سے یہ مراد ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کا طیف ہو جائے اور آپس میں یہ طے کرے کہ وہاں فلاں امور میں ہم آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے) (۵) مقدمہ عہد و وعدہ یعنی جو آپس میں کر لیا جائے اگرچہ دونوں جانب سے نہ ہو۔ جماعتوں یا گروہوں کے جو باہمی معاہدات ہیں یا وہ انفرادی کے آپس میں جو معاملات ہیں گناہ اور شرکت اور مضاربت اور اجارہ وغیرہ ان سب معاہدات میں ان سب شرطوں کی پابندی لازم ہے جو آپس میں طے ہو جائیں بشرطیکہ خلاف شرط نہ ہوں اگر کوئی خدا سے طے لے لے گا تو اس پر اگر خدا کا عہد ہے لیکن گناہ کی خدا کا باطن نہیں اگر کوئی شخص گناہ کی خدا سے طے لے لے گا تو اس پر عمل نہ کرے اور طواف روزی کا گناہ نہ ہے اس کا گناہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا گناہ ہے جو فی السعدیت و من نفور نفوز الی معصیت لکن کفراتہ کفارۃ یمن و فی حدیث اخر لہ لا وفاء لیلو فی معصیۃ اللہ و لا فیما لا یملکہ من ادم و و اعصا ابو داؤد۔ (حدیث میں ہے جس نے گناہ کی خدا سے طے لے لے کر اسے گناہ کا گناہ نہ ہے اس کا گناہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا گناہ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ گناہ کی خدا کو پورا کرنا جائز نہیں ہے اور اس چیز کی خدا کو پورا کرنا جائز ہے جس کا وہاں لکھ نہ ہو) خود کو پورا کرنے کا حکم ہے کہ بعد بعض احکام ذکر فرمائے۔

بہیضۃ الای نفعام حلال کر دیئے گئے:

پیدا فرمان فرماؤ کہ اَحْلَلْتُ لَكُمْ بَيْعَتِي الْاَمَانَتِي عَلَيْكُمْ (کہ تمہارے لئے جو پانے حال کے لئے جو انہوں نے
 مقرر کیا ہے) بھینسہ ہواں جانور کو کھیتے ہیں جس کے چار پاؤں ہوں اور تمام مملوہات کے لئے مقرر کیے گئے ہوں یا جاتا ہے۔ انہوں کو
 حلال ہونا چاہیے سے خاصیتیں یا مملوہات جن جانوروں پر انہوں نے کھانے کی نہیں ہونا لکھیں، وہ شکل و صورت میں انہوں کی طرح سے ہیں جیسے
 ہر شکل کے بشمول مرغ کا حلال ہونا مشروط کر دیا کہ بھینسہ کی اضافت جو لفظ نہ انعام کی طرف ہے اس کے بارے میں
 نہ جب روح انسانی سے بعض مملوہات کا قول کہتا ہے کہ یہ اضافت چاہیو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اضافت چاہیو فرمانے کے لئے
 اضافت واجبہ فرماؤ اور مطلب یہ ہے کہ وہ یہ کہ جو انہوں نے مقرر کیا ہے وہ جہیز۔ لے گئے حال کے لئے اور مقرر بہت اس بات میں ہے کہ
 وہ مقرر نہ کر دیاں جو یہ نہ کر سکتے تھے۔

پھر یہ بھینسہ الْاَنْعَام کی حلف و ذکر فرمادی (اور اس میں وحشی جانور بھی داخل ہو گئے جن کا ذکر کیا جاتا ہے) تو اس سے بھکاری
 اپنی ذات بھی معصوم ہو گئی لیکن چونکہ اس آیت میں ذکر کرنا مملوہات ہے (یعنی کھانا) نہ کہ انہوں نے اس لئے مقرر کیا ہے جو کھانا
 مطلقاً مضبوط و قائم خوراک کہ تمہارے لئے جو یہ مقرر حال کے لئے اس حال میں کہ حالت انہوں میں تو ان کا ذکر کرتے ہو اور
 ان کے احوال نہ سمجھو۔

تیسرے انعام کی حلف و ذکر فرماتے ہوئے اَلْاَمَانَتِي عَلَيْكُمْ فرمانا مطلب یہ ہے کہ جو یہ تمہارے لئے حال کے
 لئے ہیں ان میں سے وہ جو مستحق ہیں جن کا ذکر ایک آیت کے بعد خوراک عَلَيْكُمْ الْبَيْعَةُ وَالْمَعْرُوفَةُ میں فرمایا ہے سورۃ بقرہ
 سورۃ النور سورۃ نمل میں بھی ان میں سے بعض چیزوں کا ذکر ہے پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَخْتَصِمُ مَا يُرِيدُ (یہ کہ اللہ اپنے حکم کو
 چاہتا ہے) اس کی حیثیت تختوں کے مطابق ہے۔ حال صاحب الروح میں الاحکام حسب مايقضيہ منية السبب علی
 المحکمۃ الی اللہ الی تغف ذنوبہا الافکار فہ علی فیہا ملائکہ من المہلبل والشرعید وحوالا لولہا (یعنی اللہ تعالیٰ اپنی
 حسب حیثیت حکم دیتے ہیں اور ان کی حیثیت انکی حکیم تختوں پر مبنی ہے جو انکی حکمرانی کا نتیجہ ہے۔ چاروں اہل الذلذلوہ و انجیل ذکر کیا گئی اور ان کا
 انجی میں داخل اولی کے طور پر داخل ہیں)

لَا تَحْمِلُوا ثِقَاتِہِ اللّٰہ کا سبب نزول۔ اس کے بعد فرمایا یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَحْمِلُوا ثِقَاتِہِ اللّٰہ (ایس آیت سے نزول
 کے بارے میں مسلمانوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ میں نے خود کوئی ایسا حدیث نہ سنا ہے نہ مذکورہ (ایسا یہ حلقہ
 کا نام ہے) اس نے اپنے ساتھیوں کو جو تمہاراں پر سوار تھے وہ مذکورہ کے باہر چلا دیا اور تمہاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 یہ خبر ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ کس چیز کی بات دیتے ہیں آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کی اور نماز کا قائم کرنے کی اور کوہ مبارک سے
 دعوت دیتا ہوں کہنے لگا کہ یہ تو انجی بات ہے مگر میرے چند امراء میں سے ان کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ ہے کہ میں مسلمانوں کو
 جان کا اور ان کو بھی ساتھ لے آؤں گا اسکاٹنے سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تو کہنا کہ آپ
 آدمی آ رہا ہے جو شیطان کی زبان سے بات کرے گا جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چاہو کہ ہمارے پاس
 کے اور میرے باہر چلا گیا اور یہ شخص مسلمان نہیں ہے جب یہ شخص مدینے سے باہر نکلا تو وہاں جو جانور (دانت) چر رہے تھے انہیں لے کر چلا گیا
 حضرت صحابہ نے اس کا پیچہ کیا لیکن اسے بچر نہ لکھا اس کے بعد یہ اللہ تعالیٰ آپ کا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماؤ انشاء کے موقع
 پر بچر نہ لے کر رہے تھے تو تمہارے کھانا کے کبیر کی آواز سی آپ نے فرمایا یہ حکم ہے اور اس کے ساتھی ہیں (میں میں) خود کا قلب

ہے ان لوگوں نے ان جانوروں کے گلے میں قلابے لٹھنی پنے ڈال رکھے تھے جو دینے کے باوجود اپنے مالے جو خوروں میں سے گوت کرنے لگے تھے اور ان جانوروں کا بطور حدی عبد شریف کی طرف لے جا رہے تھے اور ان کے ساتھ بہت سا تھوڑا بہت کا سناں بھی تھا مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ظلم ہوا ہے کچھ کے لئے نکلا ہے آپ اپنا رخ دیکھتے ہیں اس کاوت نہیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے حدی کے جانوروں کو قلابہ ڈال رکھا ہے (انہذا کان لیس فیہ) مسلمانوں نے کہا کیا جو کوئی کامت کی چیز معذور نہیں ہوتی! کیا کہو ہم جاہلیت میں کیا کرتے تھے! آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا دل پر یا اللہ تعالیٰ نے آیت ہمارا زوال فرمائی جس میں شعائر اللہ کی بے حرمتی سے منع فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہیں مشرکین حج بھی کرتے تھے اور کعبہ شریف کی طرف جانوروں کا بھی لے جایا کرتے تھے مسلمانوں نے ان کو مانا چاہا تو اللہ تعالیٰ سے منع فرمایا حضرت عطاء سے مروی ہے کہ شعائر سے اللہ تعالیٰ کے حدود و احرام اور ان کی حرمت پر اٹھ کر مراد ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ شعائر اللہ سے عظام و اعضاء جانوروں میں جو کعبہ شریف کی طرف بطور حدی لے جاتے ہیں

شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم اللہ تعالیٰ نے شعائر کی تعظیم کے بارے میں سورہ حج میں ارشاد فرمایا ومن تعظم شعائر اللہ فانہا من تقویٰ القلوب (یعنی جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرتے ہے تو وہ کعبہ کی تعظیم کی بات ہے)

شعائر اللہ کی بے حرمتی کی ممانعت کے بعد الشہور الحرام کی بے حرمتی سے بھی منع فرمایا کہ اس میں کافروں سے جنگ ہوتی جائے اور حدی کی بے حرمتی کرنے سے بھی منع فرمایا۔ حدی جانور ہے جو کعبہ شریف کی طرف لے جایا ہے اور حدود و احرام میں اللہ کی رضا کے لئے وضع کر دیا جائے اور قلابہ کی بے حرمتی سے بھی منع فرمایا۔ یہ قلابہ کی جمع ہے حدی کے جانوروں کے گلوں میں پنے ڈال دیا کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو کہ حدی بے حرمتی اس سے قرض نہ کرے۔ قلابہ کی بے حرمتی کی ممانعت سے مراد یہ ہے کہ جن جانوروں کے گلوں میں پنے پڑے ہوں ان کی بے حرمتی نہ کی جائے ان کو قلابہ نہ جائے۔

بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے اسباب قلابہ مراد ہیں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ کعبہ کے درختوں کی پھال لے کر اپنے گلوں میں ڈال دیا کرتے تھے۔

جب اشیر افرام گزر جاتے اور گھروں کو دیکھ کر دیکھتے تو اپنے گلوں میں اور جانوروں کے گلوں میں پنے ڈالے رکھتے تھے تاکہ اپنے گھر میں امن سے بھٹی جائیں۔

پھر فرمایا لا آمنن البیت الحرام یعنی جو لوگ بیت حرام کا قصد کر کے جا رہے ہوں ان کی بھی بے حرمتی نہ کرو اور ان سے عرض نہ کرو لفظ آمنن قائم یعنی قصد بقصد سے اسم فاعل کا میندہ اس کے معنی میں ہے کہ بیت سے جانے والے اور مردہ کی میت سے جانے والے سب داخل ہو گئے ان کی محنت جان کرتے ہوئے اور شہداء یا یسعون فضلا عن زہم و وجع و آلام (کہ یہ لوگ اپنے رب کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے ہیں) افضل سے مال تجارت کا بیع مراد ہے اور رضوان سے اللہ کی رضا مندی مراد ہے مشرکین جو حج کرتے تھے اپنے خیال میں وہ کعبہ کو رخصی کرنے کے لئے حج کرتے تھے جس وقت آیت نازل ہوئی اس وقت تک مشرکین کو حج کرنے سے منع نہیں کیا گیا اور کہ عطف حج نہیں ہوا تھا۔ بعد میں جب حج میں مکہ معظمہ پہنچا تو یہاں سے حج میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہمیت سے حج ہوتا تو یہاں سے فرمایا کہ لا یصلن بعد الیہم منہم کث ولا یصلن بانیہم غریبان! کہ خبردار اس سال کے بعد

واہوں کی بدچلتیوں کی مصیبتیں کی بچاؤ میں کی ضرورت تک کام کرنے والوں کی مدد کی جائے یہ تو کسی کی زندگی کا بہت بڑا اصول ہے۔

یہ جو ان مکمل فحاشی ہوئی ہے کہ جو شخص خیر کی دعوت لے کر نکلا ہو تو اسے کام کرنے کے لیے نظر نہ دیا جائے اس کی مدد کی طرف تو یہ نہیں کی جاتی۔ یہ اہل ایمان کی شان کے خلاف ہے چاہے تو یہ تھا کہ چھٹی زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہے سب ایک ہی حکومت ہوئی ایک امیر المومنین ہو سب سال کر آپس میں تعاون کی زندگی گزارتے۔ امیر اور مامول کر باہمی ایک دوسرے کی مدد کرتے لیکن اب سب بہت سی حکومتیں بن گئیں اور ایک ہو نہ تو یہ نہیں تو کم از کم آپس میں تعاون تو رکھیں تاہم دوسرے سے خیریں نہ ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائیں اور ہر کار خیر میں اور اپنی امور میں ہر حکومت دوسری حکومت کے ساتھ تعاون کرے اور انہوں پر باجماعت سب باہمی تعاون کی زندگی اختیار کریں۔

مسلمانوں کی عجیب حالت اگر مسلمانوں کا کوئی سربراہ اسلام کے مطابق حکومت چلائے گا تو ان کو دے یا اعلان کرنا چاہیے تو عوام بھی مخالفت کرتے ہیں اور مغربی زمین، کھلے والے ہے پتے لکھے لوگ بھی، اور کارکنوں کی حکومتیں بھی، مختلف الہیاتی ہیں اور مسلمانوں کی حکومتیں تعاون نہیں کرتیں اس صورت حال کی وجہ سے اجتماعی اور افرادی اعمال خیر میں جو تعاون ہو سکتا تھا اس کی صورت میں خفی ہوئی بھی ہو جاتی ہیں۔

گناہ اور ظلم پر مدد کرنے کی ممانعت۔ ﴿يُحَرِّمُ الْبَايِعُ وَلَا يَصْلَوْا وَلَا عَلَى الْإِطْلَمِ وَالظُّلْمِ﴾ طَوْفُوا اللَّهَ خَائِلًا شَدِيدًا الْعُقَابِ (اور شدہ کر کہ ان کو نہ ہو اور ظلم پر اور بائع سے نہ اور ایک امت تحت ذاب دینے والا ہے ان الفاظ میں دوسرے رخ پر صحیح فرائضی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ گھوٹی ہے تو آپس میں تعاون کرہ لیکن گناہ، ظلم اور بائع پر ایک دوسرے کا تعاون نہ کرنا قرآن کریم کی یہ نصیحت بھی بہت اہم ہے۔ آج کل جہاں پر بھی لکھو کہ مدد کرنے کے جذبہ سے مسلمان خالی ہیں وہاں دوسرے رخ کے جذبہ سے ان میں موجود ہیں گناہ اور ظلم اور بائع پر کھلے دل سے مدد کی جاتی ہے۔

تقصیب کی تباہ کاری۔ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا وسیلہ زیادہ داری کے اصول پر یہ کیا ہے مومنوں کی مدد کی جاتی ہے انہوں میں اپنے رشتے دار اپنے ہم زبان اپنے وطن اپنی جماعت کا فرد اپنی پارٹی کا ممبر دیکھا جاتا ہے حق اور نہ حق کو نہیں دیکھا جاتا اگر وہ آدمیوں میں کسی قسم کا جھگڑا ہو تو جو بھی کوئی شخص اپنا ہو (میں کی قدر سے تفصیل اگلی بیان ہوتی) اس کی مدد کی جاتی ہے اس کا مادی حق اور اور حق ہوتی ہے ظلم کر رہا ہو تب بھی اس کا ساتھ دیں گے اور اسی کی طرف پولیس کے لیے بندھ جائیں گے اس شخص کی ذہنیاتی ہے قصے ہم اپنا بھروسہ ہے جس ہم ظالم کے ساتھ کیوں ہوں یہ ایک الٹی دہا ہے جس میں بہت سے وجداری کے دعوے اور بھی ٹوٹ ہو جاتے ہیں۔ گناہ اور ظلم پر مدد کرنا حرام ہے۔ ظالم اپنا ہو یا بائع اس کی مدد کرنے کا شرعاً کوئی بوج نہیں حضرت اس میں شریعت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کی ظالم کے ساتھ اس لئے کہیے کہ اسے تقویت پہنچائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو یہ شخص اسلام سے نکل گیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۲ شعبہ ایمان)

گنہ گروں کی مدد کرنے کی چند صورتیں جو رواج پذیر ہیں۔ جس قدر کسی بائیس مہد سے کی جہ سے گناہ کرنا چاہتا ہو اس کی ذمہ داری اور ایسا مہد قبول کرنا حرام ہے اور گناہ کا قانون جتنا بھی حرام ہے کیونکہ اس سب میں گناہ کی مدد ہے گناہ کی اجرت بھی حرام ہے۔ اگر کوئی شخص شراب کے کارخانے میں کام کرے یا بانک میں کام کرے (کوئی بھی چھوڑنا کام ہو) بٹے بازوں کے ہاں ملازم ہو یا کسی بھی طرح ان کا تعاون کرنا ہو۔ یا پیس میں ملازم ہو تو یہ شرعی امور میں دوسروں کی مدد کرنا ہو یا دشمنیت لیتا ہو یا دشمنیت دینے والا ہے کا اہل نہ ہو یا

جو شخص کسی ایسے شخص کے کلام ہو جس میں نفسی حصول کرنا یا جاننا ہو یہ حلال نہیں ہے اور ان کی تحقیر میں بھی حرام ہیں۔ چوروں کی حد، ذکاوتوں کی حد، دلوں کی حد، غصہ پر کرنے والوں کی حد، غلط کام کرنے والوں کی حد یہ سب حرام ہے۔ کسی بھی گناہ کے ارتداد پر یہ لکایا جائے وہ بھی حرام ہے۔

بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھنا کے لئے اپنی آخرت چھوڑ کر تے ہیں یعنی عظیم دار گناہ پر ہمارے ہیں تاکہ کسی دوسرے کو دکھائی دے
میں وہ اپنے باقی یا صوفیائی پہلو کو بھروسہ کر کے انکس ہو تے ہیں وہ اس پر ہمارے جاننے ہر کے جس امیدوار کے لئے ہم کو قاتل کر
رہے ہیں جانتے ہو وہ دوسرے ہیں یہ حق کا ر ہے مگر ہر کس اس قاتل کو دیکھنا زیادہ بد جانے کا پھر بھی کسی کی مدد میں گئے ہر
ہیں اس کو کامیاب کرنے کے لئے اس کے قاتل کی فحشیں بھی کرتے ہیں اور اس پر فحشیں بھی بھرتے ہیں حتیٰ کہ اس کی جماعت کے
لوگوں کو قاتل تک بھی کر دیتے ہیں یہ کتنی بڑی منافقت ہے کہ دنیا دوسرے کی برہادی اپنے سر قیوب میں رہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں شہر المنصہ منزل للعوام الخلیفۃ مقبہ العطب اخرہ من بدلیا غیرہ (قیامت کے دن بدترین لوگوں
میں سے وہ شخص بھی ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کی چیز سے اپنی آخرت پر یاد رکھی) (رواہ ابن ماجہ ص ۱۸۱ الحدیث المسلسل
سیفہ ۱۸)

لکھ جاتا ہے کہ جو شخص سخت کے مطابق کبڑے پر پڑنا چاہے اچھل و کودتہ وضع قطع اسلامی رکعت چاہے اس کے گھر والے اور دختر والے،
 پناہ اور اس کے خوش کرنے ہیں کہ یہ جنگل کا کام چھوڑ دے اور گنہگارانی زندگی اختیار کرے اور ہمارے جیسے قاضی کا گھر ہو جائے۔ پھر کے
 کاموں میں مدد دے کوئی شخص لیکن اگر کوئی شخص گناہ گاری کے کام کرنے لگے تو اس کی ہدایت کرے کوئی اور ہیں۔ حرام کمانے، رشوت دے،
 فراڈی سونے، اور یہی بھی خوش حال، ماں باپ بھی خوش اور اپنے ماحول اور سوسائٹی کے لوگ بھی خوش اور اگلائی پر گزارہ کر کے کاغذیابی کرے
 تو سب ناراض۔ اپنے پاس سے ٹھکرتے کے پیسے لڑائی کر کے ہوشیاری کی دنیا میں اور فیس و سرور کی جگہوں میں لے جاتے ہیں دھوکہ دے
 کر بال بیکری دکان میں لے جا کر اپنے دوست کی فراڈی منڈی دہلیتے ہیں اور پیسے بھی اپنے پاس سے دے دیتے ہیں۔ موجودہ معاشرہ کا یہ
 جاہل و سحرانہ دنیا ہے کہ جنگل کی حد سے جان چراتے ہیں اور گناہوں کی حد کرنے میں بدھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں **وَقَدْ اَلَلَهُ مِنْ شَرِّهِمْ**۔
 سب کا معصوم ہے کہ چوڑی زندگی ہمیشہ نہیں ہے اور دنیا پر فتنہ ہو جائے گی اس کے فتنہ ہو جانے سے پہلے موجودہ دور کے اطراہی موت مر
 جائیں گے کئی فراڈی زندگی کو گناہوں میں چڑھ کر اور گناہوں کی حد کر کے بدھ کرنا جس کے نتیجہ میں آخرت سے بدھ ہو کر ان کی کھجور کی کدوت
 نہیں ہے اور معاملہ میں آخرت کے لئے مگر مہم ہو گا لازم ہے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈار رہیں اور بارہا اس کا مرقہ کریں کہ اللہ جل شانہ سخت
 خاب دینے والا ہے آیت کے فتنہ پرانی کی طرف متوجہ فرمایا اور اشارہ فرمایا **وَقَدْ اَلَلَهُ مِنْ شَرِّهِمْ لَعَلَّاهُمْ** (اللہ سے ڈارنا واجب
 اللہ سخت خاب دینے والا ہے)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ مِنْ دِمَائِهِ وَالْمُنْجَرِفَةُ
 حرام کی میناں پر مردہ جانور، اڑانوں والے پر کا گوشت اور وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔ چاروں کو کھانے سے منع ہے۔
 وَ الْمَوْقُودَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالتَّطْيِيعَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّنْتُمْ لَہٗ
 موقودہ کی شرب سے منع ہے۔ متاردیہ یعنی گٹر گرہ سے نیچے ہونے والا گوشت، طایعہ یعنی کسی جانور کے کھانے سے کھا کر مر جانے والا جانور۔

لیکن اگر اس کی دافعت کر دی جائے یعنی کوئی مصلحت لگا کر یا صوب میں اہل کر اسے سڑنے سے محفوظ کر دیا جائے تو یہ کھال پاک ہو جاتی ہے پھر اس سے بیخ افشاء اور بیچارہ کی قیمت لیا جا سکتا ہو گا تاہم۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کچھ چڑا سے کی دافعت کر دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (رداء مسلم) نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا کہ امام ابوحنیفہ حضرت یونس بن علی رضی اللہ عنہما کی گزارش اور ان کے داندی کو ایک کبریٰ سے دی گئی تھی وہ بکری مرگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کڑے اور ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کا چڑا لے کر اس کی دافعت کیا تو نہ کر لی ہو دافعت کر کے اس سے بیخ حاصل کرتے ہو عرض کیا کہ یہ منہ یعنی مردہ ہے آپ نے فرمایا اس کا کھانا ہی حرام کیا گیا ہے۔ (یعنی چڑا دافعت کے بعد پاک نہیں رہتا اس سے افشاء عام نہ ہے بلکہ اس کا گوشت حلال نہیں ہے بلکہ اس کا کھانا ہی حرام ہے)

خون کھانے کی حرمت۔ آیت ۱۵ میں جن چیزوں کی حرمت مذکور ہے ان میں دوسرے غیر یہ الدم یعنی خون کا ذکر ہے اس سے دم مسنون (بیٹا ہوا خون) مراد ہے جس کی تصریح سورۃ انفاس کی آیت میں کر دی گئی ہے اور فرمایا ہے لَنْ يَكُنَ لَكُمْ دِمَائِي یعنی خونِ غلی غلی طاعہ یطعمکم آلَا تَرَ بَنَاتِنَ یُکُونْنَ مِثْلَهُ أَوْ ذُرَّاءُ مِثْلَهُ خَالَا (الایہ) مستوفی خاکی قید لگانے سے کہی اور نکر کانے کی حالت معلوم ہو سکتی کہ وہ دونوں بھی خون ہیں لیکن لے ہوئے خون ہیں بیٹا ہوا خون نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور ایسے چار دھارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں جو اپنی موت مر جائیں۔ پہلی لوندنی اور دوا خون ہمارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں پھر روکی۔ (رداء احمد ابن ماجہ دارالقطیفی، مسند دارالاصباح ص ۳۱)

مسئلہ شرقی ذبح کے بعد ہلکی دھڑکوں سے دم مسنون نکل جاتا ہے اس کے بعد جو خون باقی رہے وہ پاک ہے اور دافعت کے بعد پاک ہے۔

۱۱۔ دوا میں خون کھانے کا رواج نہیں ہے قرآن کریم سارے عالم کے لیے حاکمیت ہے۔ نزول قرآن کے وقت سے لے کر قیامت قائم ہونے تک جس حالت میں جہاں بھی جس طرح سے مٹی لوگ کھا میں اس سب کے لیے قرآن نے حرمت کی تصریح کر دی۔ بعض اکابر سے سنا ہے کہ کالی عرب خون کو انھوں میں ہر کر تلیں میں مٹی لپکا کرتے تھے پھر اسے کباب کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھاتے تھے۔

مسئلہ خون کا کھانا چھ مٹی حرام ہے اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے اس کے ذریعے جو آمدنی ہو وہ بھی حرام ہے بعض لوگ یہ چاہوں میں خون فروخت کرتے ہیں وہ حرام ہے اس کی قیمت بھی حرام ہے۔

خنزیر کا گوشت۔ تیسرے نمبر پر لَحْمُ الْخِزْزِیرِ یعنی سور کا گوشت حرام ہونے کی تصریح فرمائی۔ سور کا ہر جزوہ پاک اور جس انس میں جس کا گوشت ہو یا چلی یا کوئی بھی جزوہ جس کا کھانا حرام ہے اور چھ طریقہ بھی حرام ہے۔ سورۃ انفاس میں فرمایا لَا یَحِلُّ لَکُمْ (یاد رہے وہ پاک ہے) جس انس میں ہونے کی وجہ سے اس کی کھال بھی دافعت سے پاک نہیں ہو سکتی اس کا جزوہ کھانے سے انسانوں میں بے حیائی پیدا ہوتی ہے یہ فرق اس سے کھاتی ہے ان کی بے حیائی کا جو حال ہے ساری دنیا کو معلوم ہے۔ یہ سب ماسک، آفریاد وغیرہ میں بعض مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے غلوں میں اس کا کھانا کھول رکھا ہے اور سور کا گوشت اور دوسرا حرام گوشت بھی فروخت کرتے ہیں یہ سب حرام

ہو نہ کر پڑا اور اس کو کھنکھنایا تو اس کا صاف اصرار ہو گیا وہ بھی سر اتر سے نہ کھڑا نہ شرقی سے اس کا سمت نہیں آئی۔

اور سچ ہی کہ نہ وہ انہیں جان فرماتے کہ بعد ازاں ما لا یخلفہم فرمایا یہ استقامت منہ حفظہ سو قوفۃ عورۃ، طلیحۃ اور صا اکل الشیخ سب سے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ جس چہ لوگ کا گوشت کھیا وہ بے شر ہو یا ایسی کے کھائی جانے سے مرے لگا کر کھینے سے مرے لگا یا کسی دھند سے پکڑ لیا اور اس میں بھی کئی زندہ کی ہوتی ہے جو اس کے جھتے ہوتی ہے تو یہ جانور اس شرقی کرنے کی جہ سے حلال ہو جائے گا۔

حضرت ذہب بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہاں فرمایا کہ ایک کھڑے نے ایک بکری کو اپنے دانت سے پکڑ لیا (پھر وہ کسی طرح سے چھوٹتی تھی اس سے ماٹوں سے دھاردار پتھر سے ذبح کر دیا پھر آنحضرت سرورہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ تو آپ نے اس سے کہنے کی اجازت دی۔ (رواہ ترمذی ص ۲۸۰)

بتوں کے استحقاقوں پر ذبح کئے ہوئے جانور۔ پھر فرمایا وما ذبح علی الخب (اور جو نصب پر ذبح کیا ہو اس کا کھانا بھی حرام ہے لیکن وہ دوسرا جان جن کی اہل عرب مہارت کیا کرتے تھے پھر اس کے علاوہ دوسرے پتھروں کی مہارت کرتے تھے ان کو نصب اور نصب نہ ہا چاہئے ان کو نہیں کھنا اگر کے مہارت کو اور استہان بنا چاہئے تھے اگر مطلق عزائی کی ہوئی تھی کے معنی لے ہا کیے نہ تھے ابھی نصب کے مہم میں داخل ہو رہے تھے یہاں تک وہ بھی پتھر سے ہیں اور ان کو کھنکھناتے میں نصب کر دیا جاتا ہے۔ اسنام و نصب کے پس جس کو کھانا کھانا چاہتا ہے چونکہ وہ ذبح پھر اللہ ہے اس لئے وہ بھی مردہ ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

تیروں کے ذریعے جو اکیلے کی حرمت۔ پھر فرمایا وان یستفسسوا لہا الا لایم (اور یہ بھی حرام ہے کہ کسی قسم کا راجع ان کے ذریعہ اکیلے عرب کا طریقہ تھا کہ تیروں کے ذریعہ جانور کا گوشت تقسیم کیا کرتے تھے پھر یہاں کا ایک قسم کا ذریعہ تھا جو اس کا ہر حصہ تھا کہ ایک کھانہ میں اس آبی بار کے شریک ہوتے تھے پھر اس وقت کو تیروں کے ذریعہ تقسیم کرتے تھے یہاں تیر ہوتے تھے سب تیروں پر حصہ ہوتے تھے پھر تیروں کا کوئی حصہ مقرر تھا۔ پھر ان میں تیروں کو کسی صید میں ڈالتے تھے اور شریک کے نام سے ایک تیر نکالتے تھے جن میں تیروں کا کوئی حصہ مقرر تھا جس کے نام یہاں تیروں میں سے کوئی تیر نکالتے تھے اور کوئی حصہ نہ تھا تھا جا انک وقت کی قیمت میں وہ بھی شریک تھا اس کا حصہ دوسروں کو مل جاتا تھا اور اس طرف سے یہ شخص جو اسے میں بار جاتا تھا اور دوسرے لوگ جیت جاتے تھے۔

پھر ان میں بعض لوگ جو اسے میں چیتے ہوئے گوشت کے ان حصوں کو فرما دیا کہ ان اور تیروں پر خرچ کرتے تھے اور اس پر خرچ کرتے تھے۔ لیکن یہ بعد رضی اللہ عنہ کے قہید میں ہے (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

وہم وورادہ دعوت لعلہما

بعض اہل متحابہ اجسامہا

بذلک العیران الجمع لعلہما

بلا و اہل لعلہما او مطلق

(قد رانوں کے مناسب بہت سے وقت ہیں جن کو اس کرنے کیلئے میں نے (پھر وہاں) کو لکھا یا جن کے ایسا نام ہم نقل ہے، میں ان تیروں کے ذریعہ یا کھانا یا پھر داروغہ کے لئے جاتا ہوں جس کا گوشت تمام مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے)

داروغہ حضرت قرظی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریر میں از کام کی نہیں تھیں تاہی ان میں سے تیسری قسم تاہی ہوئے لکھتے ہیں ہو العیسر وہی عشرۃ سعة منہما حظوظ و ثلثہ الخصال و کثروا یضربون بہا ملامرۃ الیہ او لعلہما کان عقلا تہم

یقتصدون بها طعام المساکین والمعدوم فی زمن الشتاء وکلب البرد واعداد المتصرف۔ (یعنی مسکینوں پر جو کچھ ہے اس سے جات پر کھاتے ہوئے ہیں، کوئی حصہ نہیں لکھا ہوتا تھا، لوگ ان چیزوں سے جو کھاتے تھے اور ان میں جو آبی مخلوط ہوتے تھے ان کا مقصد اس روز سے فقراء و مساکین کو کھانا کھانا اور ان کی مہمان نوازی کرنا ہوتا تھا)۔

اس کے بعد لکھتے ہیں: وهو من اکل المال بالباطل وهو حرام وکل مقادیرہ بحمام او بترد او بطنج او بغیر ذلک من هذا الباب فهو استقسام بما هو فی معنى الازام حراما کله

یعنی اس سے دل سے لینا، کل طریقے پر لینا ہے اور حرام ہے اور ہر نوعاً حرام ہے۔ خواہ کچھ ترانے کے ذریعہ ہو، خواہ ترانہ کے ذریعہ ہو، خواہ شہر کے ذریعہ ہو، خواہ کسی بھی شکل کے ذریعہ ہو۔ (تخیر قرطبی ص ۵۹ جلد نمبر ۶)

سورۃ میں فرمایا: یَسْتَقْسِمُونَ بِالْحَبْرِ وَالْعُيُوسِ لَنْ يَهْبِطَ آتَمُ كَيْفُ وَاصِلُ الْقَنَاصِ (وہ آپ سے سوال کرتے ہیں شراب اور جوئے کے بارے میں کہ آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں سے کونسا ہے اور کون کھینچے گا؟)۔ سورۃ مذکورہ میں فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْقَسَمَ الْغَفُورُ وَالْعَظِيمُ وَالْاَنصَابُ وَالْاَزْلَامُ رَحْمٰتِنَ مِنْ عَمَلِ السَّيِّئِيْنَ فَاَخْشَوْهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوئے اور انصاف اور ازالام سب گندی چیزیں ہیں شیطان کے کام ہیں۔ سو تم اس سے بچ کر رہو تاکہ تم کو کامیاب ہو جائے)۔

شراب اور جوئے کے بارے میں تفصیلی احکام میں شائد ابابہ ص ۴۸ سورۃ مذکورہ کی آیت: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْقَسَمَ الْغَفُورُ (آیت) کے ذیل میں بیان کریں گے۔ یہاں ابابہ یہ کھولنا چاہتے تھے کہ جوئے کی جتنی بھی قسمیں ہیں، اوسب حرام ہیں اور ان سے جو مال حاصل کر لیا ہو وہ بھی حرام ہے۔

استقسام بالآزالام کا دوسرا معنی۔ استقسام بالآزالام کی ایک تفسیر وہی ہے جو وہ پڑھا رکھی تھیں، یعنی چیزوں کے ذریعہ جو جوئے اور مال

تقسیم کرنا اس تفسیر کے بارے میں صاحب دواعی اللغات لکھتے ہیں ص ۶۹ ج ۳ ورجع الیہا بسب ذکرہ مع معجمات الطعام۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ چیزوں کے ذریعہ جو طلب کی خبریں معلوم کرتے تھے اس کی جرئت بیان فرمائی، مال عرب میں اس کا طریقہ یہ تھا کہ تین چیز اپنے پاس رکھتے تھے ان میں سے ایک پکھڑا ہوتا تھا غفور، دُفّ (کبیرہ سب نے لکھے علم، یا کھار، دوسرے تیر پر کھار ہوتا تھا نفی، تیسری (بیرہ سب نے لکھے) کھار کھار تھیں۔ تیر پر کھو گئی تھیں اور ان سے تھا۔ جب کسی کام کا سطر میں جانے کا ارادہ کرتے تھے تو قیطیل میں تیروں کو کھار کر ایک تیر کو کھال لیتے تھے اور پہلے تیر کو تیر لکھ دیا، کام کر کے آتے تھے۔ تیسری سطر میں چلا جاتے تھے اور دوسرا تیر لکھ آتا تو اس کام کے کرنے اور سطر کرنے سے رک جاتے تھے اور اگر تیسرا تیر لکھ آتا تو اس پر کھو گئی تھیں اور ان سے تھا تھا تو پھر تین تیروں کو کھاتے تھے اور دوسرا کھاتے اور دیکھتے رہتے تھے یہاں تک کہ پہلے دو تیروں میں سے کوئی تیر لکھ آئے اور دیکھ کر اپنے تھے جو تکلیف بت کے پاس کچھ شریف کے اندر رکھ رکھے تھے وہاں کے کھار کے پاس جاتے تھے اور اس سے کہتے تھے کہ تیروں کو کھائے اور قیطیل میں سے کھائے اس سے کھار کے کھار دے اور تیر لکھ معلوم کرتے تھے اور اس کے سب میں شک ہوتا تھا اس کے سب کا قیطیل بھی ان تیروں سے کھال لیتے تھے۔ (تخیر قرطبی ص ۵۹ ج ۶)

واعی اللغات ص ۵۹ ج ۶ میں لکھا ہے کہ اس صورت کو استقسام بالآزالام سے اس لئے تفسیر کیا گیا کہ گھر سے باہر جانے اور سطر کے لئے لکھنے میں طلب معاش کا مقصد سامنے ہو تھا اور چیزوں سے یہ پوچھتے تھے کہ جو رزق میری قسمت میں ہے وہ اس وقت باہر جانے سے

لے گا اگر نہیں وقال الفطر طیس واما قبل لهذا الفعل استعظام لانهم كانوا يستظفون الرزاق وما یرینون کما یفعل الاستعداد فی الاستعداد بالسطی او (خامس قرعہ فرماتے ہیں اس لئے ٹھیک اس مستحکم اس کی کیا ہے کہ اس طریق سے دھونے کی چیزیں دوسرے حد میں تقسیم کرتے تھے جیسے کہ میرانی کی دعا کا سنتہ لکھا جاتا ہے)۔

کا جنوں کے پاس جانے کی ممانعت۔ عرب میں زمانہ اسلام سے پہلے بہت پرانی تو قحیٰ کی کانٹوں کا بھی بہت ذوق تھا جو غریب کی خبریں بتاتے تھے (جنہیں حکم کیا جاتا تھا) شریعت اسلام نے سب کو باطل قرار دیا یا تو یہی کوئی غریب کی خبریں بتائے اس کے پاس جا کر آنسو کی غریب کی پیمتا حرام ہے اور اس کے بارے میں جو کچھ مان لیا جائے وہ بھی حرام ہے امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حرف (غریب کی خبریں بتانے والے) کے پاس آتا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو چاہیں وہ کس کی کیا چیز کہے اس کی نافرمانی نہ ہوگی۔ (رداء مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کا من کے پاس گیا (جو غریب کی خبریں بتاتا ہے) اور اس کی بات کو سنا تاویلا (خبر کی حالت میں) یا بی بی بی سے بیان کیا یا اپنی عزت کے پھیلنے کے لئے اپنی عزت پر ماری کی تو وہ اس چیز سے بیز اور ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ (رداء احمد و ابوداؤد و ترمذی و مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۳)

حضرت ابو داؤد (تابعی) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے من حراموں کو تین چیزوں کے لئے پیدا فرمایا آسمان کی ذلت بنانا یا زمین کے بارے میں کاذب بیان کرنا یا راست دکانے کے لئے خاص جانیں جس نے اس کے ساتھ کوئی کام جو کر لیا تو اس نے خدا کی لعنت کو اپنے منہ پر لے لیا اور کسی چیز کو کھنکھاتا ہوا نواز لگا اور اس کے جانے کا دعویٰ کیا۔ (رداء بخاری و ترمذی)

غریب کی خبریں بتانے کے جتنے بھی طریقے جاری ہیں شرعاً اس پر حاکم کا حرام ہے تو ہی دالے و مفراتے جو خبریں بتاتے ہیں ان کی تصدیق کرنا حرام ہے۔ بعض لوگ چاہیں پالی کر لیتے ہیں چاہے منہ میں دانے دیتے ہیں اور بہت سے عقلموں میں سے ایک عقلم سمجھ لیتی ہے وہ الفاظ چاہ کر سناتے ہیں یا پچھتے ہیں اس کو پتا چاہی کہتا ہے اور اپنی آنسو دہانے کے بارے میں یہ یقین کرتا ہے کہ اس کے مطابق ہوگا یہ بھی حرام ہے اس طرح کے لوگوں کو جو مال لپوٹا جاتا ہے اس کو لپوٹنا بھی حرام ہے۔

حضرت ابو سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے اور نہ کاری کی اجرت سے اور غریب کی خبریں بتانے والے کو جو کچھ بطور منہ صفا کرنے کے دیا جاتا ہے اس سے منع فرمایا۔ (رداء مسلم)

ذَلِّمْتُ نَفْسِي بِمَقْرَفَةٍ بَيْنَكُمْ فَسْتَقِ (یہ جو چیزیں بیان ہوئی ہیں کو خالق و مالک علیٰ ہمدانے حاضر و ناظر رہا ہے اس کی خلاف ورزی قتل ہے یعنی قتل نفس و ماری سے باز رکھ جاتا ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

عمریات کی شہرتاً قرآن کریم میں صیر فرمادی کہ ان کے ارتکاب کا معمول نہ سمجھا جائے من میں اللہ تعالیٰ شانہ کی بظاہر بی بی اور بی بی انسانی ہے قتال صاحب شروح فسق ہی ذنب عظیم مخرج عن طاعة الله تعالى الى معصية (صاحب درجہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فسق کا مطلب ہے کہ جو گناہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل کر اس کی بظاہر بی بی کی طرف جاتا ہے)۔

مَا أَجْلُ بِهِ لِيَعْبُوَ اللَّهُ مِمَّنْ كَانُوا فِي سُبُلٍ

ہم نے چند صفات پہلے لکھا ہے کہ کھال کا سنی ہے کہ ذرا کے وقت کسی کا نام پکارا جائے من سمجھتا چاہئے کہ جس کو نور کا کھال حوالہ دیا گیا نام لے کر اس کو ذرا کیا جائے اور اس کو ذرا کرنے والا مسلم غیر غلام ہو یا کتلی ہو اور اس کے ذرا کرنے سے قرب علیٰ غیر

اور مقصود یہ تھا کہ کچھ حد تک سے اور جب یہ موردِ حال ہو لیکن اس پر نہ شاکہ کے وقت میں حد کا نہ پایا جائے اور حرام سے ٹوکا نہ گئی مگر اس طرح اس کے خلاف کوئی دوسرا شخص یا شاکہ کرنے والا ہو اور خدا اس پر کسی بہت کام پایا جائے یا کسی نبی یا پیغمبر کا اور اس کی حرمت میں شاکہ سے ثابت ہے اور جماعاً اس حد حرام سے اور یہ پورا حرمہ کے حکم میں ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ کسی پر اور کو قربانی کی غیرت کے لئے نہ کیا جائے یعنی اس کا خون جو سنے سے غیرت سے ٹوکا نہ گئی مقصود ہو اور یہ قصداً نہ اس پر اندھلی کا کام پایا جائے جیسا کہ قبروں پر اس طرح نہ کیا جائے جو سنے میں اس صورت میں بھی وہاں اور حرام میں وہ نہ ہو حرمہ کے حکم میں ہے اس کی حرمت کی جہاں کہہ دے کہ یہ صاف علیٰ الضبط کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرے اشراک حلت یعنی قربانی کی غیرت کی وجہ سے داخل ہے لیکن اللہ کے ساتھ ملحق ہے اور نہ میں ہے صلیح لقنوم الامیر و محوہ کو احد من العظام بحرم لا نہ اعلیٰ بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ و غیر

محدث ص ۱۹۶ ج ۵ برہان شامی

قبروں پر جو چیزیں لے جاتے ہیں ان کا حکم۔ اب یہی وہی حالت اور دوسری چیزیں جو ان کی قبروں پر یہ چیزیں پر چڑھاتے ہیں اور اس کی غزریں اسٹے ہیں۔ سو یہ صاف اعلیٰ بہ لغیر اللہ کے منہم صریحاً میں داخل نہیں لیکن چونکہ قبروں پر یہ چیزیں لے جانے والوں کا مقصد صرف خیرات کا و خواہشیں ہوتی ہیں بلکہ اس حد میں قبر پر خیرات کی خوشنودی کے لئے خیراتیں لے جاتے ہیں یہاں لے جاتے ہیں ان سنے ان کا لینا اور نہ ان کا دینا اور نہ ان کے خیراتوں کے سنے ان کو اور ہر مسلمان کے سنے حرام ہے۔ یہ حد میں داخل نہیں ہے اب اختلاف ظہر فرماتے ہیں۔

اعلم ان الشہر الذی یفیع للاموات من اکثر العوام وما یأخذ من الدرہم و الشمع و الزیت و نحوہا الیٰ ضرب الخ الاولیاء الکرام نظر بالہیثم لہو بالا جماع باطل و حرام مالم یقتض و اصرفہا الفقراء الامام وقد استلٰی الناس بذلک ولا یسبب فی ہذہ الاعصا انہی قال الشامی فی حاشیہ قولہ مالم یقتضوا الخ ہی ان ینکون صیغۃ الشہر للہ تعالیٰ بالمقرب الیہ و ینکون ذکر الشیخ مراداً بہ فقراءہ کما مر۔ (چنانچہ ان کا کلام جو ہم سب کے لئے قرار دیتے ہیں اور اسی طرح ہر قسم میں بیان ہے لیکن یہ جو اولیاء کرام کے حرات کی طرف ان کے قرب حاصل کرنے کے لئے چلتے ہیں یہاں لا اعتبار باطل اور حرام میں جب تک کہ ان کو خیراتوں کو پر خرچ کرنے کا ارادہ نہ کریں بلکہ اس میں جہاں میں خصوصاً آج کے زمانے میں عسکری اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں ان کے قول بالیقینہ الخ کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے ہو اور بزرگ کے ذکر سے مراد ان کے فقیر ہوں جیسا کہ گذر چکا)

(ملاحظہ فرمائی کہ یہ فرماتے ہیں وقد قلنا ان الشہر لا یصح بالمعصیۃ للحديث لا نذر فی معصیۃ اللہ تعالیٰ فقال الشیخ فاسم فی شرح الفرو و اما الشہر الذی یفیعہ اکثر العوام علی ما ہو مشاہد کان ینکون لالسان غالب او مرخص او لہ حاجۃ ضروریۃ فیلسی بعض الصلحاء فیجعل سرہ علی رأسہ فیقول یا سیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مرخصی او قضیت فلنک من الذعب کذا او من الفضة کذا او من الطعام کذا او من الشاء کذا او من الشمع کذا او من الخبت کذا فیما الشہر باطل بالا جماع لو جوء منہا ان نذر للمخلوق و الشہر للمخلوق لا یجوز لانه عبادۃ و العباد لا ینکون للمخلوق و منہا ان الشہر لہ میت و المیت لا یملک و منہا ان فلان من الخبت ان شیت مرخصی فی الامور دون اللہ تعالیٰ و اعتقادہ ذلک کفر اللہ الامان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شیت مرخصی اور دلت علی شئی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین یباب الامام الشافعی او الامام الثبت او اشتری حصیرا لمساعدہ ہم او زینا لوفو دھا او شرعہم لمن یقوم بشعائرہا الی غیر ذلک مملکون فیہ نفع للفقراء و الشہر للہ

عمر و جل زالی ان قال بولا يجوز لحداده الشبع العله ولا اكله ولا التصرف فيه بوجه من وجوه الا ان يكون فقيرا
اوله عيال فقراء عاجزون عن الكسب وهم مضطرون لياخذونه على سبيل الصدقة المستأفا فاحذره ايضا مكره
مسلم يقصد به الفاء التقرب الى الله تعالى وحرفه الى الفقراء ويقطع النظر عن بلو الشبع فاذا علمت هذا فاما
بجز عنهم الدرهم والشمع والزيت وغيرها ونقل الى خرقة الا ولها تقرنا اليهم فحرام باجماع المسلمين عالم
بقصدوا بصرفها للفقراء الاحياء قولا واحدا

نذر فقیر اللہ حرام اور کفر ہے۔ درخت دار اور انار کی کی ذکر کیا ہے مہارت سے معلوم ہوا کہ نذر فقیر حرام ہے کیونکہ نذر مہارت ہے
اور مہارت صرف اللہ ہی کہنے سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس بات کے لئے جو نذر مانی جاتی ہے اس نذر کی حد سے اس بات میں کہ پھر مہارت
میں تیل وغیرہ جو اولیاء اللہ کی قبروں کے پاس لے جاتے ہیں تاکہ ان کا تقرب حاصل ہو تو یہ بھی باہر مہارت داخل ہے اور حرام ہے۔ اسی
طرح جو مضامین وغیرہ لے جاتے ہیں تاکہ قبروں پر چڑھائیں اور قبر والوں کا تقرب حاصل کریں یہ مضامین بھی حرام ہے۔ اس مضامین کا لینا
اور رکھنا اسی طرح سے نفی اور تیل وغیرہ اور دوا وغیرہ جو قبروں پر چڑھائی جاتی ہیں ان سب کا لینا اور رکھنا کرنا اور رکھنا اور کھانا سب
حرام ہیں جس میں قبروں کے خدام جہاد شین اور ان کے پاس قیام کرنے والے اور آنے جانے والے مہمان سب جہاد میں ہیں اگر کسی نے
اس نذر مانی کتاب اللہ اور امیر المومنین کام ہو جائے تو کھان بزرگ کے پاس جو فقراء ہوں ان کو اسے پہنچا دیں گا یا انھیں مسجد میں رکھ دیں گا
اور اس نذر کے مطابق کر لیا تو ان چیزوں کا لڑنا کرنا اور لینا جائز ہے لیکن اللہ ان کو ان کا لینا اور خرچ کرنا بھری محال نہ ہوگا۔ نذر
فقیر اللہ کی صورت میں جو چیزیں قبروں پر لے گئے تھے پھر اس سے بڑھ کر کسی اور اس میں کفر اور خرچ کر دیا تو فقراء کو اس کا لینا جائز ہوگا۔

نذر فقیر اللہ کفر ہے کیونکہ نذر مہارت ہے اور مہارت اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے نذر یہ عقیدہ رکھنے کا اس بات میں کہ میں تقرب
کرتے ہیں اور اس تقرب میں اللہ ہیں اور فقیر ان اللہ تقرب کرتے ہیں یہ بھی کفر ہے اور جو نذر فقیر اللہ کے تقرب کیلئے لایا گیا
ہے اگر نذر اللہ کے وقت اللہ کا نام لیا جائے وہ بھی حرام ہے چونکہ نذر اللہ سے تقرب فقیر اللہ مقصود ہے اس لئے یہ بھی کفر ہے ہاں
اگر کوئی جانور مہمانوں کے کھانے کیلئے لایا گیا ہو اور ان پر جانے سے تقرب الیہ غیر اللہ مقصود نہ ہو تو وہ حلال ہے جیسے دیر اور
حقیر میں لایا جاتا ہے۔

أَيُّوْمَ يَهَيِّسُ الْيَاقِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تُخْشَوْهُمْ وَاحْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

آج کا فر تھا ہے یاقین سے تمہارے دین سے ڈرو اور تمہارے دین سے ڈرو اور آج میں نے تمہارا دین کھا لیا ہے

وَ اتَّخَذْتُ عَلَيْكُمْ نِعَمِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْصَصَةٍ

اور میں نے تم پر اپنی نعمت پسند کر لی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین قرار دیا ہے اور جس کو کسی خاص چیز میں اضطرر ہو جائے

غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِسْلَامِهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

میں کوئی طرف الٹ نہ کرے اور نہ وہ غافل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کافروں کی نافرمانی اور دین اسلام کا انکار

یہ بھی آیت ہاں کا ایک حصہ ہے نیزہ وغیرہ کی حرمت بیان فرمانے کے بعد بطور ملاحظہ عرض فرمادہ کہ آج کا فر تھا ہے دین کی

خوف سے بے امید ہو گئے تھے۔ ان سے خدا اور محمد سے خدا اور محمد نے اپنی نعمت تم پر جاری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ ان کے بعد چار مضمون حقیقت پر آئے۔ دین فرمایا اور محمد کی تجویز میں ان میں سے جو کونسا نے کی اہانت فرمادی۔

آیت ہذا جو انوار کے موقع پر عرض کئے وہ عرفت میں نازل ہوئی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اس وقت عرفت میں موجود تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کا تعداد چار سو تھی۔ یہ واقعہ اس کا واقعہ ہے۔ لیکن اسلام میں وہ اس وقت تک اہل دست کا قرب و بعد کا ان اپنے حشر کا زمانہ مکان اور حال میں اس آیت کا نزول ہوا کہ مفسرین جو اس واقعہ اور سارا عرب مسلمان ہو گیا تھا جو لوگ اس انتقاد میں تھے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے کی مخالفت کا یہ انجام ہوتا ہے اسے دیکھ کر اپنے بارے میں فیصلہ کریں گے یہ لوگ بھی حج تک کے بعد مسلمان ہو گئے تھے قبل جزیرہ العرب کے اطراف و اکناف سے فوجی صورت میں آتے رہے اور مسلمان ہوئے رہے۔

یہ خود اپنے قوموں کے ناکارے ہی کرتے تھے اور پھر اسلام کے ناکارے ہی کرتے رہے۔ جزیرہ عرب میں جو اہل شرک اور اہل کفر کی مخالفت تھی وہ ختم ہو گئی۔ یہ جو کافروں نے سمجھ لیا تھا کہ دین اسلام کو باوریں گے صرف اپنی سے مدد کریں گے جس کے لئے انہوں نے جنگیں بھی کر دیں اور بہت سی تدبیریں کیں جزیرہ عرب سے باہر دوسرے لوگوں سے بھی دیکھنے کا یہ وارام دیا۔ انہوں نے ان کے اور اسے خاک میں مل گئے اور ساری تدبیریں طے پات ہو گئیں اور اب وہ اس سے امید ہو گئے کہ دین اسلام کو ختم کریں۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا **الْيَوْمَ يَنْفَسُ الْكَافِرُ وَابْنُ الْكَافِرِ** (کافروں کا فریاد سے دین کی طرف سے امید ہو گئے کہ اب انہیں پس پناہ نہیں رہا کہ تمہارے دین پر غالب ہوں کیونکہ اللہ کا جو وعدہ تھا کہ دین اسلام کو غالب کرے گا وہ اس سے پورا فرما دے گا اور کافروں نے اس کا مشاہدہ کر لیا اب جبکہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے عطا فرمایا تو کافروں سے جو گناہی ارتقاہ ختم ہو اب تو اس کا پورا پورا پلانا اللہ ہی سے رہا ہے اس کی فرمایا وادی کر دے اور اس کی فرمائی ہے کہ **اس كُفِرَ بِاِيَّاهِ فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ** (اس قوم ان سے خدا اور محمد سے خدا)

وہ دین اسلام کا کافی ہونا۔ اس کے بعد فرمایا **الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ** (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جو بھی انبیاء رسل تشریف لائے اور جو اللہ تعالیٰ سے کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ان میں جو احکام نازل ہوتے رہے آج ان سب کی تکمیل کر دی گئی۔ اسلام کی بھی تکمیل ہو گئی اور اخلاق کی بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا **اِنَّ الْمَلَأَ بَعْضُ النِّعَامِ مَكْرُومٌ الْاِصْلَاحُ وَ الْكَمَالُ مَحْلَسُ الْاِصْلَاحِ** (اللہ نے مجھے بڑا نیک و احسان اور اچھے اعمال کی تکمیل کے لیے بھیجا ہے) (روایتی شریف ابن کثیر ص ۱۰۵)

اس سے پہلے جو احکام نازل ہوئے ان میں سے بعض منسوخ بھی ہوئے جن کے عوض ان سے بہتر یا نئی جیسے احکام نازل فرما دیے گئے اب دین کامل ہے کوئی حکم اب منسوخ نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ (نزول احکام) کے اعتبار سے قرآن مجید کی آخری آیت ہے اس کے بعد کوئی آیت احکام کے حلق نازل نہ ہوئی جو چند آیات اس کے بعد نازل ہوئی وہ ترفیع و تزیین کے حلق تھیں اس پر بعض مفسرین نے آیت کا لفظ سے حلق نکال پیش کیا ہے کہ بعض مفسرین نے اسے آخری آیت بتایا ہے جیسا کہ اسے آخری آیت حیثیت احکام کے مان لیا جائے تب بھی اس اعتبار سے انکال ختم ہو جاتا ہے کہ اس میں شراعت نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اسلام انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔۔۔ دین اسلام انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔

افعال کا جوئی سب کے بارے میں احکام موجود ہیں۔ تاہم میں ایک دوسرے کے حقوق کا کیا توں میں ہر ایک آپس میں مل کر اس طرح رہیں۔ میں نے یہی افعال میں اس طرح زندگی گزار دی کہ ان کی اصول پر ہر ایک کی طرح کی ہے اور وہی کے ساتھ کیے برتاؤ ہو۔ یہاں ہر میرا جس طرح ایک دوسرے کا خیال رکھیں، دشمنوں سے صلہ اور جنگ کیسے ہو، صلہ و صلہ کی طرح ہو اور ہر ایک کو جان بچا کر کیا ہو، صلہ سے چپے اور پیچھے میں نہیں سمجھتی کہ اس کی رعایت نہ کی جائے۔ بلکہ اشرار کے احکام میں ہر ایک کے احکام اور ان کی تفصیلات، حد و انتظام جاری کرتے کے احکام بغیر اور میری ذرا داریاں، احکام انہیں کا اور اور غلطی کے ساتھ صلہ کی طرح اس طرح کی تفصیلات کے احکامات کے جوابات شریعت اسلام میں موجود ہیں۔ اسلام صرف عبادت ہی کا مجموعہ نہیں اعتقاد کیا جاتا۔ عبادت، معاملات، اخلاق و آداب یہ سب اسلام میں موجود ہیں اسلام کے علاوہ کوئی دینی ایسا نہیں ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو۔ جو چند محدودات اور ضوابط کے لایاں میں کیونگی نہیں۔ اگر اسلام میں کسی آنکھیں بند کرنے والے کو کیونگی تھرتھارے تو یہ دین کا بچا اور کال ہونے کی ایک مصلحت حرا، کیونکہ انسان کے لیے اسلام کے دین حق ہونے کی دلیل ہے۔

اس اعتبار سے انبیاء سابقین جہم اصطوفہ اسلام کا دین بھی کامل تھا کہ اس کو اختیار کرنے پر ان کے اپنے اپنے زمانے میں آخرت کی حیثیت کا وعدہ تھا اور اس کو اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کافی تھا۔ سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے وہ تمام انسانوں کو تمام چیزوں اور آئندہ آنے والے تمام زمانوں کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے اور کوئی دین اس کے بعد آنے والا نہیں جو اس کو منسوخ کر دے اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے احکام پر حاوی ہے۔ یہ نیا کئی بھی ترقی کر پائے گا۔ کسی بھی حادثہ و آواز یا کھردر ہو جائے ان سب کا قسم شریعت موجود ہے اور ادارہ جات تو بحر حال ہے ہی ان سب وجود ہے اس کو کامل کر لیں۔

اتقان لغت۔ پھر فرماؤ وَأَنصَحْتُ عَلَيْهِمْ لِيُفْهَمُوا (اور پوری کر دی میں نے تم پر اپنی نصحت) صاحب روح المعانی ص ۶۰ ج ۶ میں لکھتے ہیں کہ انہیں نصحت کا پورا پورا حال اس طرح ہوا کہ ان کے لیے کہ منظر ص ۱۱۱ اور ۱۱۲ کے منظر میں من و ماہن کے ساتھ خدا نے اسلام کے ساتھ اہل ہونے اور یہ نصحت کی چیزیں تم کو دی گئیں اور شریعت کو آج کرنے سے روک دیا گیا۔

اتقان نصحت کی تفسیر میں دیگر اقوال بھی لے کر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں پر پوری فرمادی اور اس کے اسباب کس فرمادے اور بعض حضرات نے فرما دیا احکام نصحت سے اکمال دینے ہی مراد ہے (گویا پہلے پہلے کی تاکید ہے کہ بعض حضرات نے فرمایا کہ امت محمدیہ ص ۱۱۱ اور ۱۱۲ کے جو ہم دیکھتے ہیں فرما دیا اور جو ہم کو کھٹے نہیں فرمایا احکام نصحت سے مراد ہے۔ صاحب معالم المتحرر ص ۱۱۱ کی تفسیر کرتے ہوئے بعض حضرات سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پورا پورا جو وَأَنصَحْتُ عَلَيْهِمْ میں فرمایا تھا۔

(ص ۱۱۱)

دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں معتبر ہے۔ پھر فرمایا اور جنہیں لکھنا کہ اسلام دینا (اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا) دین اسلام ہی اس دین اور اہل کثرت کی بھارت کا ضامن ہے جس کا دین اسلام نہ ہو گا وہ صاحب دین سے ہو گا۔ یعنی اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ ہی ہے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اللہ تعالیٰ کے یہاں معتبر نہیں کوئی بھی دین جو دیکھیں اور دیکھیں کریں تاکہ دنیا ہو اور صاحب دوزخ ہی نہ ہو گا اگر دین اسلام تو ان کے بغیر ہو گیا حضرت اور ہر دین اللہ تعالیٰ حد سے رعایت ہے کہ اگر اشرار یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (نصحت کے ان افعال آئیں گے) انہما آئے گی وہ کہہ گی کہ اب اس نماز ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ تو شر ہے پھر صدق آئے گا اور عرض کرے گا اب اس صدق ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ تو شر ہے۔ پھر

روئے" میں گئے وہ آئیں گے اسے رب اہم صیام میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو غیر یہ ہے بلکہ فرمایا اہل اس طرہ آتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم غیر یہ ہو بلکہ اسلام آئے گا وہ عرض کرے گا اسے آپ صوم میں اور میں اسلام ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا تو غیر یہ ہے۔ تیری ہی چیز سے آج موائفہ کروں گا (جس نے تجھے قبول نہ کیا تھا وہ غیر سے محروم ہو گا اور عذاب میں آجائے گا) اور تیری چیز سے عطا کروں گا۔ (آج جو انعامات ملے ہیں تیری چیز سے بخش گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: وَمَنْ تَبِعَ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (اور جو کوئی شخص اسلام کے علاوہ کسی دین کا طلب گار رہے گا تو اس سے برگز قول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں ہمہ گاروں میں سے ہو گا۔ (۱۰۰ سورہ بقرہ ص ۱۷۵))

خاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جن مخصوصی انعام عطا فرمائے (۱) اکابر دین (۲) امتام وقت (۳) امتداد اسلام جس سے زیادہ کوئی وقت نہیں اور جس کے بغیر کسی کے لئے آخرت میں کسی فحش کا کوئی حصہ نہیں۔ امت محمدیہ افضل کرام ہے اس کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) افضل الانبیاء ہے اس کے پاس افضل الکتاب ہے اس کا دین اکمل الدین ہے جو امت محمدیہ کے لئے ہے اس میں جامعیت ہے اور ختم نبوت بھی نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی نے کہا کہ اسے امیر المؤمنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جسے چاہتے ہو کہ ہم پر بھی یہودیوں پر نازل ہوئی تو ہم اس دن کو عید من لینے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہاں کوئی آیت ہے جس کا وہ آیت یہ ہے: قَوْمِ اتَّخِذُوا لِلَّهِ حُكُومًا تَتَّقُوا لَكُمْ دِينُكُمْ وَاتَّقُوا لَكُمْ نَفْسُكُمْ وَوَحْيُكُمْ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا میں مصوم ہے وہ دن ۱۰۰۰ ہجرت میں آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی آپ معرفت میں توقف کے ہوئے تھے (اور اس کا دن تھا۔ (صحیح البخاری ص ۱۸))

صحیح بخاری ص ۱۸ دن میں طہرائی سے نکل گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انزلت یوم جمعة یوم عرفہ و کلاھما باللہ فاحبدا (کہ یہ آیت بعد کے دن عرفہ کے روز نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ یہ دونوں ہمارے لئے عید ہیں)

سنن ترمذی میں آگئی یہ اللہ عزوجل ہے اور اس کے بعد دوسرا اللہ رکھا ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیا ہے چنانچہ تو ایک یہودی نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید من لینے جس دن اس کا نازل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت ایسے دن نازل ہوئی ہے جس دن میں ہمارے لئے دو عیدیں ہیں یہ یوم بعثت اور یوم فرقت (الصال غصہ صدی صحبت حسن)

حضرت عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ میں کوئی نبی عید من لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس دن یہ آیت نازل ہوئی وہ ہمارے لئے پہلے ہی سے عید کا دن تھا۔ ایک شخص اس دن ہجرت دہمیر میں تھیں ان میں سے ایک عید تو ہر ہفتہ ہوتی ہے یعنی بعد کے دن اور دوسری عید ہر سال حج کے موقع پر تہجد کرام کا عید ہوتی ہے۔ ہمارے عید میں حب و بغض نہیں ہے ہمارے عید اللہ کی فرمائش و ارادہ امت اور اس کے ارادہ کی مشغولیت ہے چنانچہ ہم ہمیشہ وہ عید من لینے میں جو ہمارے لئے ہے۔ رب العزت و العزوجل کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست .. جب آیت بالا نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگا اور انہوں نے اس آیت سے یہ سمجھا کہ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف نہیں دھیں گے چونکہ جس مقصد کے لئے آپ کا مبعوث فرمایا تھا وہ پایا ہو گیا۔ حقیقت

جس اس لئے کہ طبی رحمت میں بات کی دلیل نہیں کہ وہ جو کچھ کھاتے ہیں وہ حلیب سے حضرت انجیا، کرام، یسیم، اصغر و اسلام کی تعمیرات سے مکرر ہونے کی وجہ سے کفر میں بھی فرق ہیں اور ان کی دلوں پر تہہ بہ تہہ کشت اور گندنی چڑھائی ہے اس لئے ہر چہ وہ کھاتے کے تیار ہیں۔

طیبات کی تفصیلات سے قلم نہ پایا کیوں اور کچھ کھانوں کے کھانے کی حرمت بھی معلوم ہو گئی۔ حشرات الارض (کینڑے، مکوڑے) کھانا بھی حرام ہیں کیونکہ یہ ان سے میلہ کے ذریعہ یہ طبیبات سے خارج ہیں۔ پاکیزہ طبیعتیں ان سے نفرت کرتی ہیں۔

حلال اور حرام کی تفصیل۔ حلال جانوروں کی تفصیل تو عموماً سب ہی کو معلوم ہے مگر ذیل ہمیش، بھینسا، بکرا، بکری، بھینڑ، بھیرا، دھب، دلی، پٹوں جانوروں میں اور برن، بیل، گائے، بڑکوش، بنگلی جانوروں میں حلال ہیں اور چاندوں میں کھجور، دافنہ، مرغی، مرغ، بھیل اور بھڑک، دلیہ، مرغی، بچہ، بوطوطہ، چاندی، گائی حلال ہیں اور جو کھار کے کھاتا ہو یا گائوں، دلوں یا بڑوں والا اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

نکاح کھانے والے کے اخلاق پر نکتہ کا اثر چڑتا ہے، پھار چڑ کر کھانے والے جانوروں کو کھایا جائے تو انسان میں بھی اسی طرح کے اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے ان کے کھانے سے منع فرمایا حضرت ان میں اس رضی اللہ عنہما سے بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسے جانور کے کھانے سے منع فرمایا جو اپنے دلوں سے بچہ چڑ کر کھاتا ہے (جیسے شیر، لکڑیا، چیتا، دلی، کتا، لیمو، بکرا، ہر ایسے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا جو چلنے والا ہو یعنی چلے سے دوسرے جانور کا کھار کے کھاتا ہو۔ (رواسلم) مگر ذیل مراد رکھتے ہیں وہ بھی حرام ہیں اور شکار ہر دوسرے پرندوں کو شکار کے کھاتے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ حضرت خزیمہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جو کچھ کوئی کھائے گا وہ آپ سے بھیج دینے کے بارے میں معصوم کہ تو آپ نے فرمایا کیا بھیج دینے ایسا نہیں کھائے گا جس میں کوئی خیر نہ ہو یہ سن کر خدیجہ کی روایت ہے (ابوہی کتاب الاطعمہ) اور سنن ابن ماجہ میں بھی ہے لیکن اس میں بڑکی چکر کو طوطی کا ذکر ہے۔ (ابو ابی نعیم) سنن ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے والوں نے فطرا (شیشیہ) کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا عینہ من العینہ انت کہ یہ غیث چیزوں میں سے ایک غیث ہے۔ بخیر کی جنگ کے ساتھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں گدھوں کے کھانے سے بھی منع فرمایا۔ (بخاری، مسلم) اور چونکہ بڑکھوڑ سے اور گدھے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے اس لئے اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

علامہ دہری کی کتاب جامع میں ص ۱۶۲ میں علامہ ابن عبد البر سے نقل کرتے ہیں کہ میرے علم میں علماء مسلمین کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ بندہ گوشت نہ کھایا جائے اور کھار باقی اور دوسرے کچھ کھائے۔ (اے جانور سب کا ایک ہی حکم ہے) یعنی ان کا کھانا حلال نہیں بلکہ کھیتے ہیں کہ بندہ اور اس میں بھی چیزوں کے کھانے کی حرمت کے لئے مشفق بنی کی ضرورت نہیں کیونکہ ذاتی طور پر وہ ان کی چیز سے جس سے خوش نہیں بنتی ہیں۔ مگر حضرت قمی (تاجی) سے ایک حدیث مرسلہ نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

شکاری کی جانوروں کے احکام۔ اس کے بعد کھار کا ذکر فرمایا جو کھار کی جانوروں کے ذریعہ کیا جائے۔ عام طور سے کتوں کو کھانے اور سدا کھانے کا رواج ہے ان کے ذریعہ کھار کیا جائے تو شراک کے ساتھ اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ جانور کا سدا کھانا یہ ہے کہ اس کو اس بات کی تربیت دی جائے کہ جب اسے کھار چھوڑا جائے تو وہ اسے بڑا کر لے آئے یا کھل کر اسے لیکن اس میں سے خود نہ کھائے اگر کسی جانور کا سدا کھانا ہو تو یہ حلال ہے اور اس نے نہیں مر جیسا کہ کھار کا کھار اور اس میں سے کھانا تو یہ جانور تہہ بہ تہہ کھائے گا۔ اگر سدا

[illegible]

اس وقت کے مخصوص ہر اس چادر کے کھانے کی حرمت معلوم ہو گئی جس کے رخ کرتے وقت اندک چادر کا چھائی ہو گیا ہو۔ وقت گزرتا ہے اور مسلمانوں کی کھانے کی حرمت معلوم ہو گئی جس کے رخ کرتے وقت اندک چادر کا چھائی ہو گیا ہو۔ وقت گزرتا ہے اور مسلمانوں کی کھانے کی حرمت معلوم ہو گئی جس کے رخ کرتے وقت اندک چادر کا چھائی ہو گیا ہو۔

مصطفیٰ میرزا رفی (س ۱۸۹۸ ج ۳) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درشل نقل کیا ہے ان فی المسلمو اسم اللہ فان
 طلیح وبسی اسم اللہ فلما کل وان طلیح المصحو سی و ذکر اسم اللہ فلا تکلفہ۔ (مسلمان کے لب میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس
 لئے اگر مسلمان نے دنیا کا ہر نام بھول گیا تو وہ کھائے اور پانی پئی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھائے اور پئے)۔
 اس میں صرف بتا دیا کہ کوئی اللہ کا نام لے کر کھائے اور پئے اس کا ذکر حلال نہیں ہے۔ بخاری (انتشیر مستطیع) اور نہ مستطیع
 مستطیع و غیرہ کا ذکر حلال نہیں کیونکہ یہ لوگ کتاب نہیں ہیں بلکہ یہ روحیں اور مضافات ان کے بارے میں بھی غور کرنا چاہئے جو یہودی نصرانی
 اپنے اس دین پر ہیں جو ان کا دین نزول قرآن کے وقت تھا ان کا ذکر حلال ہے بشرطیکہ اللہ کا نام لے کر کھائے اور پئے لیکن جو لوگ عقل
 مرعہ شری کے لحاظ سے یہودی اور نصرانی کہلاتے ہیں لیکن کسی مذہب کے حامل نہیں تھے اللہ تعالیٰ کے وجود کا حق ہیں حقارت و تحقیر کو
 اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دے چکا ہے ان کا ذکر حلال نہیں اگرچہ ہم اللہ کا ذکر کرنا ہی دینی ہے حضرت علیؓ کو امتداد و جنت نے سنائی
 نبیؐ قسب کے بارے میں فرمایا لا تأکلوا من دجاج تصاری یعنی غلب فانهم لم یلمسکوا من الصرانیة بشئ الا شرہم
 الحمر (خمسہ قرطبی ص ۷۷) لا تأکلوا من قسب کے لئے ان کا ذکر حرام ہے۔ لیکن انہوں نے دین نصرایت میں سے شراب پینے کے
 سوا کسی چیز کو نہیں پکھا۔

مسئلہ..... مروتہ (جو اسلام چھوڑ کر کسی دوسرے نبی میں داخل ہو جائے) اس کا ذبیحہ حال نہیں اگرچہ غصہ افی و جہد و کفر ہو

مسئلہ: بڑا لوگ سید: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانتے ہیں ان کا ذریعہ بھی حلال نہیں۔

مسئلہ جو لوگ ہم کے مسئلوں میں عقیدہ عالم ہوا تو حق میں ضرور بات دین کے منکر ہیں یا دین کی کسی چیز کا مذاق اڑاتے ہیں قرآن کی کسی بات میں تخریف کرتے ہیں یا تخریف کے حاکم ہیں جو لوگ اگلی کا لڑ ہیں ان میں سے کسی کا یہی حال نہیں ہے۔

جس جانور پر ذبح کرتے وقت قصد بسم اللہ نہ ہو تو ذبح صحیح نہیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے اگر قصد اور ارادۃ اللہ کا نام نہ لگے یا بھول جائے یا جانور کا کھانا مسلمان کے لیے حلال نہیں جیسا کہ مسلمان کے لیے حلال نہیں۔ اگرچہ کبھی کبھی حکم ہے جس کے ذبح کرتے وقت قصد بسم اللہ نہ ہو اور اگر غیر اللہ کا نام نہ لگے تو ذبح صحیح نہیں۔

نئے مجتہدین کی گمراہی بعض لوگوں نے جو امت کا یہ مطلب بتایا ہے کہ کل کتاب یہود و نصاریٰ کی خود کو کچھ کہاتے ہیں اس سے سب

کا کھانا مسلمانوں کے لئے حلال ہے خود انہوں نے ذبح کیا ہو یا بلا ذبح کے اور یا خود انہوں نے ذبح کیا ہو یا خود انہوں نے ذبح کیا ہو۔ یہاں مجتہدین کی کمرابی ہے۔ پھر ایک اسرائیلی وغیرہ میں ایسے گوشت ملے ہیں جن کے بارے میں یقین ہوتا ہے کہ ان پر نصرانیوں نے ذبح کرتے وقت ہر قسم کے فلسفہ نہیں چھیڑا مگر یہاں اس کے بعد شہدائے یہود کہہ رہے ہیں کہ اگرچہ جانتے ہیں کہ یہ نصرانیوں کا کھانا ہے اس لیے ہر دے لیے حلال ہے یہ ان کی جہالت اور غفلت ہے یہاں لوگوں کی بڑائی نہ تھی کہ مینہ بنو قریظہ مطہرہ، مندرجہ اس صورت میں مسلمان کے لیے حرام ہو چکا اس کے بعد میں مرچا ہے اور نصرانی یا یہودی کے ہاتھ سے مرچا ہے تو حلال ہے اسناد اعلیٰ کی جاہل مفتیان سے اس سے استفادہ منع ہے۔ اگرچہ اس کتاب کا ترجمہ انگریزی کی شرت یا غیر کی قید حلال میں لیا جائے تو قریظہ اور ہر وہ چیز حلال ہو جائے گی جو وہ کہتے ہیں اعلیٰ یا نہایت بزرگوار اور مطہرہ و مطہرہ علی اللہم اس کا مطلب یہ ہے کہ مومنین اگر اپنا کھانا اہل کتاب کو کھلائیں تو یہ درست ہے ان کو اپنا کھانا کھائیں گے۔

پاک کرنا یا مؤمنان سے اور کتابی عورتوں سے نکاح کرنا اس کے بعد فرمایا وَالْمُتَحَصِّنَاتِ مِنَ الظُّنُونِ یعنی پاک کرنا مومن جو عورتیں تھیں ان کے لئے حلال کی انہیں ان سے نکاح کرنا درست ہے اس کے بعد فرمایا وَالْمُتَحَصِّنَاتِ مِنَ الظُّنُونِ اَلْکُتُبِ مِنَ الْقِسْمِ یعنی تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں جو پاک اور عورتیں ہیں وہ بھی تھیں۔ دے لئے حلال ہیں ان سے بھی نکاح کر سکتے ہو۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کو پاک کرنا یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرنے کی بھی اجازت ہے اب ذرا دیکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کتابی عورتوں سے نکاح کرنے کی ممانعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت ہی میں اس سے روک دیا تھا۔ امام نوویؒ اس نے کتاب الاہرام میں لکھا ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے وہاں میں ایک یہودی عورت سے نکاح کر لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے وہاں لکھا کہ اس کو چھوڑ دو۔ حضرت حذیفہؓ کو کھانا ملا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو کھانا کھا کر اسے اس پر اطمینان کیا یہودیہ سے نکاح کرنا حرام ہے حضرت عمرؓ نے جواب میں قرآن فرمایا کہ میں تمہیں نصیحتی کے ساتھ پابند ہوں یہ حکم آج بھی وہی ہے کہ اگر کسی وقت تک یہی نہ کہنا جب تک کہ تم اس عورت کو چھوڑ نہ دو کیونکہ اللہ کے بارے میں مسلمان بھی جہاد کرتے اور اس طرح سے اہل عورتوں سے نکاح کرنے کو ترجیح دیں گے کیونکہ ان میں حسن و جمال ہے اور مسلمان عورتوں کو چھوڑ دیں گے اور یہ مسلمان عورتوں کے لئے ایک بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ روایت فتح کرنے کے بعد اہل علم لکھتے ہیں

وبہ داخلہ لاوہ حرمہا والکما لری ان یختار علیہن نساء المسلمین وهو قول امی حبیلة ورحمہ اللہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا وہاں بھی وہی مذہب ہے ہم اس کو حرام تو نہیں قرار دیتے لیکن اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ مسلمان عورتوں سے نکاح کیا جائے اور انہیں یہودی اور نصرانی عورتوں پر ترجیح دی جائے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا بھی یہی قول ہے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ یہودی اور نصرانی عورتوں سے نکاح کرنے کا سلسلہ یہی ہے جو اسے تو چاہتے تھے کہ ان میں حسن و جمال نہ آئے (اگرچہ عین و جمیل نہ ہوں) اس لئے مومنوں کی طرف سے ان سے اور مسلمان عورتوں کو چھوڑ دیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سی مسلمان لڑکیاں بے حیاء رہ جائیں گی ان کا پتہ پڑے یا نکل جائے تو آج امریکہ، یورپ اور اسرائیل وغیرہ میں یہی ہوا ہے۔

اس سے ایک امام صاحب کی ملاحات ہوئی جو کینیڈا میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں (انہوں نے فرمایا کہ مسلمان لڑکیوں سے پاس نکاح چھوڑنے کے لیے آتے ہیں اور سو میں سے تقریباً نوے نکاح ایسے ہوتے ہیں کہ نصرانی عورتوں سے نکاح چھوڑنے

کے لیے لے آتے ہیں اور مسلمان لڑکیوں کی طرف توہمیں کرتے اور اس سے بچ کر داخل ایک بڑا قلعہ اور یہاں رہتے ہیں کہ یہاں وہ سب کو پھیلانے کے لیے جڑھڑھاتے رہتے ہیں ان میں جہاں بھی تقسیم کرنا ہے اور ہسپتال بنانا ہے اور اسکول اور کالج کھولنا ہے وہاں ان کے دشمن میں یہ بھی ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو لڑکیاں بنی کر لیتے ہیں۔ مسلمان لڑکے یہ کہہ کر کہہ کر ہمارے مذہب میں یہود و نصاریٰ سے نکاح ہے جو یہ ان سے نکاح کر لیتے ہیں یہ لڑکیاں چونکہ کھائی پڑھائی ہوتی ہیں اور نکاح کا مقصد یہ ہے کہ شوہر کو ہمارے پیار ہوتے والی اولاد کو گھرا لیتے ہیں اور اس لئے وہ وہاں رہنا کام کرتی رہتی ہیں اور شوہر کو اولاد دے دیا نصرائی بنا کر چھوڑتی ہیں ان مردوں کے سکا قہر سے بھی ضروری ہے کہ مسلمان اپنے نکاح کے لیے مسلمان عورتیں تلاش کریں اور ان کو لڑھکے دیں۔

اگر کوئی شخص یا عورت اس کے کہ مسعرت عرضیہ اللہ عنہ نے قرآن کریم کی حلال کی ہوئی چیز سے نکاح کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے حلال کو حرام قرار دیا جس کا ایک امت کی مصلحت کے پیش نظر منع فرمایا ہے اور علحدہ الٰہیہ میں سے جسے حق کی اقتدا کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔

پھر فرمایا اللہ اعلم فیما بینہم و انہم من عند ربہم (یعنی پاک دامن عورتیں اور پاک دامن نکاحی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں جبکہ تم ان کے غیر من کو چھوڑنا) معلوم ہوا کہ کتابی عورتوں سے نکاح کیا جائے تو ان کے بھی معصوم رکھے جائیں اور امامی کے چاہیں۔ اس بات کو یہاں ذکر کرنے کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ وہی ہیں یعنی مسلمانوں کی عمل درآمدی میں رہتے ہیں اگر ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے تو ان کے حرام قرار کرنے کی بھی غلطی جائے ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں نہیں رہنے کی وجہ سے ہر طرف نہ کریں اس لیے معصومہ کی حراستی کی ضرورت ہے۔

پھر فرمایا فَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الدِّينِ وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الدِّينِ وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الدِّينِ وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الدِّينِ (یعنی تم نکاح کر کے پاک دامن عورتیں رکھ کر ان کو محکم نکاح بنا کر لے آئے ہوں فقیر طریقے پر رہتی کرتے آئے جو مطلب یہ ہے کہ اپنی نفسانی خواہش کو بغیر شرعی طریقہ پر چھوڑ دیا کہ نہ نکالے ہوئے زانیہ عورتوں کا چھپ چھپ کر عورتوں سے ذاتی اور عائلی پیدا کرنا۔ کتابی عورتوں سے نکاح کرنے کا جو حکم اللہ کے بعد خاص طور سے اس بات کا ذکر فرما دیا کہ اطالیہ و خطیبہ تانہ کہ وہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ ذاتی عورتیں غیر عائلی کی راہیں نکال سکتی ہیں تم یہ طریقہ کے ذریعے سے یہ اطالیہ بھی نہ کرنا کہ وہ عورتیں بھی لے آئے ہیں مثلاً نام اطالیہ یہاں سے ہمیشہ سے سب کچھ معلوم ہے آئندہ کیا کچھ ہونے والا ہے اس کا بھی علم ہے۔

اور خاص میں یہود اور امریکہ وغیرہ میں جو مردوں اور عورتوں میں ذاتی کا سلسلہ چلا ہوا ہے کہ آپس میں فریختہ رہ جاتے ہیں اور برسوں نیچر ملاتے رہتے ہیں حرام کی اولاد پیدا ہوتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے پہلے سے اس کی پیش بندی فرمادی کہ پاک دامن کتابی عورتوں سے نکاح تو کر سکتے ہیں لیکن اطالیہ یا خطیبہ ذاتی سے باز رہیں خود بھی پاک دامن ہیں اور یہاں بھی پاک دامن تلاش کریں۔

فَرَدَّ كَمَا كُنْتَ اَكَاثَرُ ہوا جاتے ہیں۔ آخر میں فرمایا وَمَنْ يَلْمِزْكَ فِي الدِّينِ فَلَا يَخْرُجْ مِنْ الدِّينِ وَلَا يَخْرُجْ مِنْ الدِّينِ (اور جو شخص ایمان کا انکار کرے تو اس کا مکمل انکار ہے اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا) آخرت کی برہادی کا یہ ہے کہ جو مرد ہو یا اصلی کا قراس کے لئے آخرت میں جہات نہیں ہے اور انکی مذہب ہے جس کی قصیدات جگہ جگہ قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

مردہ کے امام سورۃ بقرہ کی آیت وَمَنْ يَلْمِزْكَ فِي الدِّينِ فَلَا يَخْرُجْ مِنْ الدِّينِ وَلَا يَخْرُجْ مِنْ الدِّينِ (الآیت) کے ذیل میں بیان کر دینے لگے ہیں وہاں مراجعت کر لی جائے۔

فتنہ نے لکھا ہے کہ پہلے وضو سے کوئی غارت نہ ملے گا یا ایسا کوئی عمل نہ ملے گا جو با وضو جائز نہیں ہے یہ غلط ہے۔ اصل یہی ہے۔ مطلب نہیں ہے کہ وضو یا وضو گزارے اور ان اعمال میں سے کوئی عمل نہ ملے کہ جو با وضو اور ان کے جاتے ہیں۔

وضو کا طریقہ: آیت شریفہ میں وضو کا طریقہ بتاتا ہے جو اسے ارشاد فرمایا کہ اپنے چہرے کو صاف کرنا چاہیے جو چھائی کے ہاتھوں سے نیچے تک جائے اور چڑھائی ایک کان کی لہر سے دوسرے کان کی لو تک ہے۔ اگر داڑھی بھلی ہو تو اس کے نیچے چھائی پہنچانا کہیں کا ہونا ضروری ہے اور اگر ٹھیک داڑھی ہو جس میں حدود کی اعمال نظر نہ آ رہی ہو تو داڑھی کا کھوپرے سے دھونا کافی ہے۔ بہت سے لوگ ایسا وضو کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے دھندلوں کے درمیان تک تو گئی رہ جاتی ہے ان لوگوں کا وضو نہیں ہے۔

سیدہ فاطمہؓ نے کوعادتِ صغریٰ پر حملِ فرض ہوئے کو حد کیا کہ اگر کیا جائے تو اسے وہاں حالتوں میں نماز پڑھنا منع ہے۔ اگر کوئی شخص حد سے اوکبر و حد سے صغریٰ کی حالت ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کے وقت اس کی نماز نہ ہوگی اور بارہ نماز پڑھنا لازم ہوگی۔ سہری کہتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے۔ خوب احتیاط کے ساتھ اعضاءِ خاصہ پر رک رک کر کھڑکھڑانا لازم ہے۔

[illegible]

اور بعض مروج آپ نے صرف اپنی پیشانی پر یعنی سر کے سامنے کے حصہ پر سج کیا (کاہولہ مسلم عن الطبرانی شعبہ رضی اللہ عنہ) ایسی لئے حضرت امام بخاری نے فرمایا کہ یہ سراسر کاسح کرنا سنت ہے اور یہ قبلہ سراسر کاسح کرنا فرض ہے۔

قرآن مجید میں جہی چار چیزیں آ ذکر ہے یعنی (۱) چہرہ کا صومہ، (۲) ہاتھوں کا صومہ، (۳) سر کا شاک کرنا، (۴) پاؤں کا صومہ۔ جنہوں میں یہ چار چیزیں فرض ہیں۔ سر کا شاک ایک ہی مرتبہ کرنا مستحسن ہے البتہ چہرے کا، ہاتھوں کا پاؤں کا اتنی تین مرتبہ صومہ صحت سے بہتر اور ایک مرتبہ صومہ سے فرض اور اہم ہوتا ہے۔ صومہ کا مطلب ہے کہ ہر جگہ باقی بچ جائے۔

مضامین کے شروع میں ہم اپنے چار حصوں پر اہل کرنا مسواک کرنا، تھیں بارہا کہ میں نرم ہونے تک پانی پہنچانا جس کو استعمال کیے جیتے ہیں اور تھیں بارہا کہ کھانا اور انہیں کا اظہار کرنا اور انہیں ہاؤں صحنے میں داخلہ طرف سے اظہار کرنا اور انہیں اڑھائی کا اظہار کرنا۔ مسنون ہے کہ انوں کا کھانا کرنا بھی سنت ہے کہ انوں کے اندر کا اور باہر کا کھانا کرنا اور کھینچوں یہ اچھا بھیرا اور انوں میں کھانا کرتے وقت انہیں باہر داخل کرنا بھی اچھا ہے۔

فقہاء... جب سوکراٹھے تو بطور صوفی پانی میں ہاتھ ڈالے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سے دعا کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص شیعہ سے بیزار ہو تو جب تک اپنا ہاتھ نہیں مرچ نہ دھوئے گا پانی میں نہ گھسائے گیے کر کے معلوم نہیں کدوات بھر اس کا ہاتھ کہاں رہا۔ (روایات اناریہ مسلم)

فائدہ۔ احتیاط کے ساتھ احتکار (یعنی) ناک سہلانے کا) بھی اہتمام کرنا چاہیے خاص کر جب سوکرا ٹھیکے تو اس کا اہتمام مزید کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب تم میں سے کوئی شخص اپنی خیمہ سے بیزار ہوتا تو اپنی ناک و ہونہار نے آئے تک شیطان دانت کاس کے تاک کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد و مسلم)

فائدہ۔ وضو میں خوب اچھی طرح پانی پہنچانے کی چیز ایچیز کی نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ منظر سے دایر ہوئے۔ پچھتے پچھتے عصر کا وقت ہو گیا۔ راستہ میں ایک جگہ پانی ملا۔ تو یکساں دھو کر چل دیئے تاکہ نہ کھو جلدی جلدی ہوا کر لیا ہم جب ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان کی اینٹیاں ظاہر ہو رہی ہیں یعنی کو پانی نہیں پہنچا۔ حضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ جیوں کے لئے چاکت ہے جو روزی کی آگ کی صورت میں ظاہر ہو گئی۔ اچھی طرح پانی پہنچایا کرو۔ (رواہ مسلم و ابوالخضر و ابوداؤد و ابن ماجہ)

وضو میں پانی خوب اچھی طرح پہنچانے لیکن اسراف نہ کرنا ضرورت سے زیادہ بہانا ہوتا نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد رضی اللہ عنہ نے گزرا ہوا وہ وضو کر رہے تھے آپ نے فرمایا یہ کیا اسراف (انضول قرطبی) ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وضو میں بھی اسراف ہے اگرچہ تم چارہ نہیں پو۔ (رواہ احمد و ابن ماجہ و ابی یوسف و ابی داؤد و ابن ماجہ)

امت محمدیہ علیہا السلام کی امتیازی شان۔ وضو پہلی باتوں میں بھی امت اور اس امت میں بھی ہے لیکن ایک بات میں امت محمدیہ علیہا السلام کی امتیازی شان حاصل ہے اور یہ کہ قیامت کے دن وضو کے اثر کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب سے پہلا دو شخص ہوں جنہیں قیامت کے دن ہتھوڑے کرنے کی اعجاز دی جائے گی اور میں سب سے پہلا دو شخص ہوں جنہیں (سعدہ سے) اسرافانے کی اعجاز دی جائے گی۔ سرافا کر میں اپنے آگے دیکھوں گا تو ساری باتوں کے درمیان سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اور پیچھے دیکھوں گا جب بھی اسی طرح پہچان لوں گا اور انہی طرف دیکھوں گا جب بھی اسی طرح پہچان لوں گا اور بائیں طرف دیکھوں گا جب بھی پہچان لوں گا یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! (۱) آپ تمام باتوں کے درمیان سے اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے۔ جب کہ نور علیہ السلام کی امت سے نیکر آپ کی امت تک سب ان میں موجود ہوں گی آپ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کے اثر سے روشن ہوں گے ان کے علاوہ کسی کو بھی یہ بات حاصل نہ ہوگی۔ (مسند ابی یوسف و ابی داؤد و ابن ماجہ)

فصل جنابت کا حکم اور اس کا طریقہ۔ وضو کا طریقہ بیان فرمانے کے بعد فصل کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا و ان تحشم جنساً فاعلموا (اور اگر تم خُش ہو تو خوب اچھی طرح سے پاکی اختیار کرو) جس میں مردی صحت پر فصل فرض ہو جائے (خواہ وہاں بیوی کے ساتھ سے خواہ مستحکم ہو جائے سے اور کسی طرح شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے سے اس پر فرض ہے کہ سر سے پاؤں تک پورے بدن پر ایک بار پانی پہنچائے۔

چونکہ فاعلموا مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اس لئے حضرت امام ابوحنبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غسل فرض میں مقصود یعنی ایک بار دیکھ کر نامی فرض ہے جب تک کہ سر سے پاؤں تک پانی بھر کر مل کر پہنچائے غیر غسل فرض میں ہستی کی بھی فرض ہے یعنی ناک میں جہاں تک نرم جگہ ہے وہاں تک کہ ناک تک پانی پہنچائے جب غسل کرنے لگے پہلے چہرہ پر دستار دے کر سر پر دستار خراب کھل کر کرے تاکہ جہاں تک پانی پہنچا سکے وہاں تک پہنچ جائے اس کے بعد نہایت کور کرے جو بدن پر لگی ہے اس کے بعد وضو کرے

جس کو شہادۂ موتن طریقہ سے معلوم ہوا حقیقی میں بہاد کرے اگر روزانہ پورا پورا حقین دار رہا، ہے یہ ان تک پائی پہنچے۔ جس فرض میں ایسا ہو، پائی پہنچا، فرض ہے، حقین دار سنت ہے۔ (غیر فرض) فعل کرے تو اس میں بھی حقین دار پائی پہنچتا ہے، ایسا میں۔ جس اور جس جگہ ملے جہاں کے پائی پہنچنے کا اندیشہ ہو وہاں ثواب جہاں سے پائی پہنچتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کے نیچے نہایت ہے بہادریوں کو دعوہ اور جس جگہ یہاں نہیں ہیں اس کو ساق کر (شقی انجس طرح پائی پہنچاؤ تاکہ مکمل پکیں بھی ہو جو پائے) (ابو داؤد قرنی، صحیح ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جگہ میں جس نے ایسا ہاں کے برابر بھی جگہ چھوڑ دی تو اسے روزانہ میں ایسا خطاب دیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے سر پر ہاں ہی نہیں رکھتے تھے۔ یہ نہ ہو کہ جس فرض میں کسی جگہ پائی پہنچنے سے دھماکا اور جنابت اور نہ وہ حدیث پائی جان فرما کر انہوں نے حقین دار فرما کر میں نے اسی لئے اپنے سر سے ٹٹنی کر بھی چھا ہاں یہ نہ نہیں چھوڑتا، (ابو داؤد، المصنوع ص ۴۸)

مسئلہ: جس فرض ہوئے کے لئے میں پائی کے خطاب میں یہ ضروری نہیں ہے کہ ملے غارت بہ صرف شقی ساری، (غالب ہونے سے مراد، اور اس پر جس فرض ہو چکا ہے، بہت احکام ہونے کی حالت میں ملے غارت ہونے سے جس فرض ہو چکا ہے۔) خاکہ: جس مرتبہ نہایت کی جگہ سے جس فرض ہو چکا ہے اسی طرح جس اور جس سے قسم ہونے سے بھی جس فرض ہو چکا ہے اور اس میں اس طریقہ بھی دی ہے جو اس پر جس نہایت میں بیان ہوا۔

تیمم کا بیان: جس نہایت کا حکم دینے اور اس کا طریقہ بتانے کے بعد، تحریر کی اجازت آخر فرمائی اور اشارہ فرمایا، وان غلبتہم فمستسقی او غلبتہم مستقر (آخر تک) اور اگر تم میں بعض ہو یا سفر میں ہو یا آئے تم میں سے کوئی انہیں فتوہ دے بہت کی جگہ سے دہرائے، عورتوں سے قربت کی ہو اور پھر تحریر پائی تاؤ اور اور کر لو پاک ملے کا اس سے اپنے پیروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرو۔ تیمم کا طریقہ اور اس کے ضروری مسئلہ آیت سورۃ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ أَوْ بِهَاءٍ أَوْ مَسْكٍ فِي يَدَيْكُمْ أَوْ غُلَامًا مِّنَ الرِّجَالِ أَوْ دُونَ ذَلِكَ ۚ وَتِلْكَ أُمُورُ الْفَاحِشَةِ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَجْمَعًا ۚ وَيُثَبِّتَ عَنْكُمُ رُكُوعَكُمْ ۖ وَأَلْغَا لَفَظُكُمْ ۖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

(اور اگر تم پر ہے) اور جو حضور فعل کا حکم ہو اور پائی نہ ہونے کی صورت میں حکم کی جو اجازت نہ کر ہوئی اس کے بعد اشارہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جو تم پر حدت اور صغیر پانے پر وضو اور حدت اکبر ہو جائے پر جس فرض فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ نہیں ہے کہ تمہیں بھی میں دے لیکن اس کا ارادہ یہ ہے کہ تمہیں پاک کرے لِيُطَهِّرَكُمْ سے، دونوں قسم کی طہارت مراد لی جاتی ہے، طہارت ظاہری بھی اور طہارت باطنی بھی۔ طہارت ظاہری یہ ہے کہ لباس سے تمہیں (حدت اکبر و حدت صغیر) کو دور ہو جائے اور طہارت باطنی یہ ہے کہ کن و معاف ہو جائے۔

وضو اور تیمم حکم تطہیر میں برابر ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فعل یہ ہے کہ پائی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کو بھی وضو فعل کے قائم مقام قرار دے دیا۔ لباس سے تمہیں جیسے وضو اور جس سے اور ہو جاتی ہے تیمم سے بھی اور ہو جاتی ہے وضو کا کام پائی سے وضو فعل کرنے والے کے لئے کہ نہ ہو جاتے ہیں (مثلاً نماز چھوٹا ہوا کہ قرآن مجید کا پھونکا) تیمم کے اور یہ بھی کہ نہ ہو جاتے ہیں جب تک پائی نہ ہے

نورانی ناقص وضو موجب غسل پیش نہ جانے لگے۔ وہ سب کام چاکر رہے ہیں جو وضو اور غسل کرنے سے جان بڑھتے ہیں جب تک کرنا تو اس سے جتنی چاہے فرض نکل نمازیں نہ پڑھتے کا اختیار ہے پانی نہ ہونے کی صورت میں تکمیل کی ممانعت ہونا مشکل ایک نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

پھر جیسے لازم پڑھنے سے گناہ و عاف ہوتے ہیں اسی طرح وضو کرنے سے بھی گناہ و عاف ہوتے ہیں حضرت امین ثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جائیں گے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے پچھلے سے بھی نکل جائیں گے۔ (رواہ مسلم ص ۱۳۵)

وضو غسل اور تکمیل کا حکم فرماتے ہیں یہاں ظاہری اور باطنی طہارت کا فائدہ ہے ہاں اتمام نعمت کا فائدہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ صل شانہ نے نماز وضو غسل اور تکمیل کا حکم دے کر اپنی نعمت کامل فرمادی۔ یہ نعمت عزیمت کو بھی مثال ہے اور رحمت کو بھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت پوری فرمادی تو شکر لازم ہوا اس لئے آخر میں لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو۔۔۔۔۔ پھر فرمایا وَاعْلَمُوا أَنَّهُ هُوَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو جن سے اس نے تمہیں نوازا ہے یہ نعمتیں ظاہری بھی ہیں اور باطنی بھی، دنیائی بھی ہیں اور دینی بھی مَرِيعَ فَرَمَا وَمِنْهَا الطَّيِّبُ وَالْمُحْتَمِلُ بِهِ کہ اللہ کے اس مہر کو یاد کرو جو تم نے مضبوطی کے ساتھ مہر کیا جب تم نے مہر لیا تو تم نے سَجَدُوا لِعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ کہ یاد کرو وضو مہر کیا یا صاحب روح المعانی (ص ۸۶) لکھتے ہیں کہ اس سے وہ مہر مراد ہے جو سجدے کی ہی میں اللہ تعالیٰ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا جو حضرت مہارویں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں مذکور ہے حضرت مہارویں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہم آپ سبیل کے اور فرما بھر داری کریں گے۔ آسانی میں بھی اور سختی میں بھی اور نکاری میں بھی (یعنی اگر کوئی تمہیں کہتا کہ گناہ کا سبب بھی عمل کریں گے۔) (ترمذی مسلم ص ۱۳۵)

اس کے بعد صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ بیعت مذکور سے تاج و وضو بھی مراد ہو سکتی ہے جو حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی (جس کا ذکر سورۃ الحج کے تیسرے رکوع میں ہے) پھر لکھتے ہیں کہ چونکہ بیعت اللہ کی طرف سے ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تھی اس لئے اس بیعت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی کہ لَهُ نِعْمَهُ نِعْمَ قَوْلُهُ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ بنی القین بنی یثرب فکلت لیساً یثربون اللہ۔ چونکہ ہر مسلمان جب تو میہ اور رسالت پر ایمان لائے گا تو اقرار کرتا ہے اور ہر بات کے سامنے اور ہر حکم کے تسلیم کرنے کا اعلان کرتا ہے اس لئے بیعت مذکور سے تمام مسلمانوں کا تو میہ اور رسالت کا اقرار اور اعلان مراد لینا مناسب ہے اور یہ اقرا ہی نکتہ مہر ہے لہذا بیعت اللہ حدیبیہ کے موقع کی بیعت مراد لینے کی ضرورت نہیں۔

آخر میں فرمایا وَعَلَّوْا اللَّهُ کہ اللہ سے رو کہ اس کی نعمتوں کو نہ بھول جاؤ اور اس سے جو نکتہ مہر کیا ہے اسے دُعاؤا بنی اللہ علیہ و بركات الصلوات ۵ (چونکہ اللہ تعالیٰ نبیوں کی زندگی میں جو کچھ چاہتا ہے) اسے ظاہری اعمال کاظم ہے اور دلوں کے اندروں اور نیوٹوں کی بھی اسے خبر ہے وہ حساب لے گا اور بدلے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَجْرِمَنكُمْ شَتَائِنُ قَوْمٍ

ایہ ایمان والو! تمہاری بات کرنے والے اہل خلاف کے ساتھ شہادت دہا کرنا ہے جو قسط کی قیام دہی ہے جس پر کس بات پر شہادت کرے کہ

عَلَىٰ آلَا تَعْدِلُونَ ۚ إِعْدِلُوا ۚ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۷﴾

تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو اور تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ سے اور ہے قریب اللہ تعالیٰ کا سامنے سے اور ہے اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے گا۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۸﴾ وَالَّذِينَ

اللہ تعالیٰ نے ان کو وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لئے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے اور جن کو ان سے

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۹﴾

انکار کیا اور ہمارے آیتوں کو جھٹلایا ان کے لئے جہنم ہے

انصاف پر قائم ہونے کا حکم

سورۃ نساء میں فرمایا ہے تَابِعُوا اللَّهَ فَإِنْ تُخْلَفُوا فَتَكُونُوا مِنَ الْخَالِفِينَ ۚ وَالَّذِينَ

کا اللہ کے لئے خوب انصاف کے ساتھ قائم رہنے والے خواہر کہ انصاف تمہارے اپنے جانوں پر تمہارے میں باپ یا تمہارے رشتہ

داروں کے خلاف پیچھا کرے اور یہاں فرمایا ہے تَابِعُوا اللَّهَ فَإِنْ تُخْلَفُوا فَتَكُونُوا مِنَ الْخَالِفِينَ ۚ وَالَّذِينَ

عَلَىٰ ۖ لَا تَعْدِلُوا ۚ (یعنی جو ہمارے انکی طرف سے کھڑے ہو جانے والے اللہ کے لئے اور تقویٰ دینے والے انصاف کے ساتھ اور جنہیں کسی

قوم کا شخص ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کروا بات یہ ہے کہ خیرات کو عدل، انصاف سے اور انکی گواہی دینے سے انکے

دلیل اور حجتیں ہوتی ہیں ایک تو اپنا حکم اور اپنے قریب و اقارب اور دوستوں کی طرف دہری دوسرے کی قوم کی دشمنی سورۃ نساء میں جس

بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی جانوں اور رشتہ داروں کی رعایت کر کے اپنی گواہی سے نہ نکالو عدل و انصاف کو اپنے ہاتھ

سے نہ جانے دینا اور سورۃ مائدہ کی اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ کسی قوم کا شخص اور دشمنی جنہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل و

انصاف نہ کرو، مسلمان کے خاص اور انصاف میں سے یہ بھی ہے کہ ہمیشہ حق کا ساتھ دے حق کی گواہی دے کسی بھی حالت میں بھی عدل و

انصاف کو نہ چھوڑے اور جو شرعاً اور حق کے لئے سورۃ نساء کی آیت نہ کروہ کی تعمیل اور سورۃ مائدہ کی آیت وَلَا تَبْتَغُوا مَنَافِعَ شَتَّىٰ قَوْمٍ لَّنْ

صَلَّوْا تَحْتَمِ عَنْهُ الشَّجَابَ لَعَنَ مَنْ تَعْدِلُوا کی تعمید و کمال جائے۔

پھر فرمایا اَعْدِلُوا فَقَرَّبُ لِلتَّقْوَىٰ (انصاف کرو انصاف تقویٰ سے قریب تر ہے) اب کوئی شخص عدل و انصاف کی منت سے

شعف ہوگا تو تقویٰ کی منت سے بھی شعف ہوگا۔ عدل تقویٰ کی طرف اور تقویٰ عدل کی پہنچ ہے پھر فرمایا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

عِقَابِ الْعَاصِينَ ۚ اس میں بتایا کہ قیامت کی خوشی کا جہیز ان کو تھا جنہار سے سب کا سامنے سے اور ہے جب اللہ کا عتاب ہوگا اور یہ

یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر سے عمل کا ہم سے ہر چیز اور اس خوشی کو ہر اعمال کے بدلے میں دے گا جو تقویٰ کی گواہی دینا

اور انصاف کرنا آسان ہوگا۔

اس کے بعد ان لوگوں سے ان پر عظیم اور عظمت کا وعدہ فرمایا جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کئے اور جن لوگوں نے انکار کیا اور آیت

الجبہ کو چھلایا ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ دوزخ والے ہیں۔

۱۰ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَسْتَعِذُّوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ (یہ لوگ اہمات کو بہانے میں ان کے مواقع سے اور انہوں نے ایک بڑا حصہ چھوڑ دیا جس کے بارے میں ہمیں شکوک کی گئی) اس میں یہودیوں کی لڑتے تھکی اور غلط دلی کو بے اثر کیا کہ ان کے دل اپنے غلبہ کو بھگے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بدل دیا۔ ان کے حلقہ دیندہ شریف کو بہانے تھے اور جو کچھ پاس سے جاتے اور گھسٹتے تھے اپنی عوام سے کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ عوام کو ابھی تک کہ ان سے پیچھے لے لینا اور ظلم کی بجائے ان کو جہل میں جھکا کر دیکھ کر دین کی بجائے انہیں کمرانی پر ڈالنا اور اللہ سے شہادت فرات کے صواب و کتاب سے بے پرواہ کر دینا، غلطی دینی لڑتے ہیں لیکن انہیں اس کا پتہ نہ تھا۔

اب قرآن کریم کی توجہ شریف کا بہت بڑا حصہ ان کے جانف سے نکل گیا جو انہیں اپنی توجہ کو اصل میں دلانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اصل کتاب کے الفاظ و معانی سے محروم ہو جاتا ہے۔

یہودیوں کی خبیثیات۔۔۔ پھر فرمایا وَلَا تَسْرَاقُوا نَظْفَعُ عَلَىٰ حَالِهِمْ فَلَوْلَا قَوْلُهُمْ (اور آپ ہمیشہ ان کی طرف سے کسی نہ کسی خبیثیت پر مطلع ہوتے رہیں گے، اس لئے تمہارے لئے اس میں یہودی کی خیانت بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ دیکھ کر یہ خیانت کرتے رہیں گے اور آپ کو ان کی خیانتوں کا حکم ہوگا۔ یہ کہ خیانت ان کے حوائج میں داخل ہو گئی ہے ان کے اسلاف نے کیا نہیں کیں۔ حد یہ کہ اللہ کی کتاب میں بھی قرآن کریم میں جو بہت بڑی خیانت ہے۔ ان کے خلاف (موجودہ یہودی) اس حد کو چھوڑیں گے نہیں، ان میں سے چند لوگ جو سلطان ہو گئے ہیں (حضرت عبداللہ بن سلام و غیرہ) یہ مغزات خیانت سے دور ہو گئے اور مصطفیٰ ایمان نے ان کو امانت دار بنایا۔

لَا تَغْلِبْهُمْ وَلَا يَغْلِبُ إِلَّا اللَّهُ يَحِبُّ الْمُغْضَبِينَ ۝ (آپ ان کو صاف جیتے اور ان سے دُور رکھتے اور اللہ تعالیٰ کو ہی کامیاب کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

صاحب روح الباقی ص ۹۹ و ۱۰۰ اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اِنِّى عَمَّا تَابُوا لَوْ يَسْأَلُوا الْعَجْزَةَ لَمُنِّى حَبِّ وَتَوَافَرُ لِمِى (اسلام قبول کرنے میں وہ خیانت سے باز آیا نہیں، ایسا تو یہ نہ کہ محمد کی پابندی کرتے رہیں تو ان کو صاف جیتے اور گزرا رکھتے، اگر یہ سنی لے جائیں تو آیت میں کوئی رخ نہیں ہے۔ اس کے بعد صاحب روح الباقی نے علامہ طبری سے نقل کیا ہے کہ معاذی اور دُرُود کرنے کا حکم پہلے تھا۔ جب کافروں سے جنگ کرنے کا حکم آیا تو منسوخ ہو گیا۔ صاحب بیان القرآن و صحاح اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جب تک شری ضرورت نہ ہو ان کی خیانتوں کا انکار اور ان کی شخصیت نہ کیجئے یہ سنی اِنِّى اللَّهُ يَحِبُّ الْمُغْضَبِينَ سے قریب تر ہے۔

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّكَ نَاصِرُونَا أَمَّا نَحْنُ فَأَحْظَرْنَا فَمَا ذِكْرُ آبَائِهِمْ وَأَنْفَرَتِ بَيْنَهُمْ

اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں جن سے تم نے پناہ چاہی اور اس کی کڑا حصہ چھل گئے جس کے بارے میں وہ چاہتے تھے کہ ان سے تم سے قریب

الْعَدَاوَةِ وَالْبَغْضَاءِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝ يَأْتِلُ الْكَافِرُ

کے دن تک ان کے وہاں دشمنی خدا میں کوئی اور فرق نہیں جگا۔ وہ کہہ گا کہ ہم وہ کیا کرتے تھے۔ اسے جلی کتاب

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ كَذَّبْتُمُوهُ فَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو كُتُبُهُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ آيَاتٌ لِّمَن يَهْتَدِي ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ كُتُبَهُمْ

خلفان آج آج کل کے یہودیوں میں بھی ان کو پڑھتا ہے جن کو تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے پڑھتے تھے۔ یہودیوں سے حق ان سے دور کرتا ہے۔

ہو سکاتے ہیں۔ مسیح استعمال فرمایا ہے اور نور چمکا دیا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جہالت اس لیے لفظ نور کو اصلاحاً ہی لکھا۔
تفسیر کی کا کفر جنہوں نے مسیح کو ابن مریم کو معبود بنایا۔ اس کے بعد تصدی کی گمراہی بیان فرمائی ان میں سے ایک فرقہ کہتے تھے
کہ مسیح کا جن مریم میں جن جن کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تاؤ اگر اللہ تعالیٰ مسیح کا جن مریم کو اس کی ماں کو اور نہ زمین کے تمام
افراد کو پاک کرنا چاہے تو انہیں کوئی بچا سکتا ہے چنانکہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ اور اس کی والدہ و بیہ اسلام کی موت کے قابل تھے اور یہ بھی جانتے
تھے کہ ان کو اللہ نے موت دی ہے اس لیے ان سے سوال کر کے خود بخود ہی پرستش قائم کی گئی تھی۔ موت آجائے وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔ (اور
لفظ "ان لوہ" اس لیے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی تکبر نہ کریں۔ بلکہ اگرچہ یہ وہ تصدیق ان کی موت کے قابل ہیں)

پھر فرمایا وَلِلّٰهِ خُلِقَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَا بَيْنَهُمَا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور
جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ جو مخلوق ہو وہ کیسے معبود ہو سکتا ہے اور اپنے خالق کے ساتھ الوہیت میں کیسے شریک ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو
الہ قرار ہے وہ جو چاہے پیدا فرمائے مریم کو بھی پیدا فرمایا اور مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پیدا فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
پیدائش عادت معروض کے مطابق نہ تھی اس لیے وہ ان کو اللہ اور خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ مخلوق معبود نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا وجود اس کے خالق کا
دیا ہوا ہے۔ خالق اصل معبود ہے جس طرح ہم کہہ چکے ہیں کہ جو مال مخلوق مخلوق ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے
پیدا فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اللہ ہے۔ اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں خدا یا مستقل معبود ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بھی تھے اور بشر بھی۔ آیت اِیْمٰنِ جو قَدْ خَلَقْنَا اِنْسٰنًا مِّنْ عَلٰنٍ نُّوْرٍ وَبَشَرٌ مِّنْ نِّسٰنٍ فرمایا ہے
اس میں دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گمراہی مراد ہے۔ نور روحانی کو کہتے ہیں آپ کی تشریف آوری سے پہلے سارا عالم کفر و شرک
کی تاریکیوں سے گھرا ہوا تھا تو عید کے مائے خال خال ہی دنیا کے کسی گوشہ میں الا نور کا پانا نہ جاتے تھے خاتم النبیین محسوس اوقات
ستیا کھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو آپ نے تو عید کی دعوت دی اور اس بارے میں بہت زیادہ دعوت کی اور بڑی بڑی
مطلقیتیں ادا کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سارا عالم جگمگا اٹھا، کفر و شرک کی تختیاں جھٹ گئیں اور ایمان و یقین کے نور سے
غلوب ہو گئے۔

بَلٰغِ الْفَلٰقِ بِخَدَاحِ	خضوع صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلمات کی جہالت بلند ہیں کہ کھلی گئے
كُشِفَ الدَّجٰی بِخَدَاحِ	آپ کے کلموں سے اندھیرے چھٹ گئے۔
عَسَفَتْ جَبِیْنُجُ جَعْدَاحِ	آپ کی تمام ادا کیا حسین ہیں
صَلُّوْا اَعْلٰیہُ وَاٰلِہٖ	تم سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیجو

بہت سے لوگ نور ہونے کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ آپ بشر نہیں تھے ان کی اس جاہلانہ بات سے قرآن کریم کی آیت لَیْسَ مُشْرَکٌ
وَقَدْ خَلِقْنَا اِنْسٰنًا مِّنْ عَلٰنٍ نُّوْرٍ لا (آپ فرمادیتے کہ میں اپنے رب کی پاکی جان کرتا ہوں میں نہیں ہوں مگر بشر ہوں رسول ہوں۔
لیکن محبت کے دعوے اور کہتے ہیں کہ بشر نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو جھٹلاتے ہیں پھر بھی اسلام کے دعوے دار ہیں اللہ تعالیٰ
جہالت ہے۔

فَاَمَرُوْہُ۔۔۔ یہ فرمایا یٰھٰدِیْیْہِیْہِ بِہِ اللّٰہِ فَرِحَ وَصَوَّلَ اَمْسٰلُ السَّلَامِ داس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کمال
ہو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جہالت فرماتے گا جو لوگ اسلام کے خلاف ہیں اور جو لوگ مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں (لیکن ضرور جہالت دیں)

کے منکر ہیں، انہیں خدا نے اسلام متفقہ کرتے ہیں کہ قرآن سے عطا کفر ہے، لیکن انہوں نے خدا اور عطا پر کفر یا نہ کفر ہے، یہ خدا ہم اللہ تعالیٰ۔

فائدہ..... جنت میں لے جانے والے اعتقادات اور اعمال کو منسلک السلام فرمایا اور جنت کو اور اسلام فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا نام اسلام رکھا اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام اسلام بھی ہے اور جب مسلمانوں میں آپس میں عداوت ہو اس کے لئے سلام کا شروع فرمایا اور ارض نمازوں کے بعد کہی، اِنَّا لِلّٰہُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ سَلَامٌ عَلَیْکَ (آخر تک) اعلیٰ علیہم لہی، یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کے دین میں سلامتی ہی سلامتی ہے، یہاں بھی اور آخرت میں بھی۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصْرَی نَحْنُ اٰبْنَاؤُہُ الَّذِیْ وَ اٰجِبَاؤُہُ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوبِکُمْ۔

اور یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں، آپ فرمایا جتنے کہہ کر، اور جسکی تمہارے کہہ کر، اس کی سبب یہی خطاب ہے کہ

بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّثْلُ خَلْقٍ یَغْفِرُ لِمَنْ یَشَاءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَشَاءُ وَ یَذَرُ مَثَلُ السَّیِّئِیْنَ

بلکہ تم ہی ان مخلوق میں سے ہو، جو وہ کئے کہ اس کو چاہے اور عذاب دے کہ جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے اس میں

وَالْاَوْفَیْضِ وَ مَا یَنْتَهِیْہَا، وَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝ یَا اَہْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلُنَا بِبَیِّنٍ لَّکُمْ

اور تم پر بھی اور جو کچھ ان کے اور میں ہے، وہ انکی طرف لوٹ کر جانا ہے، اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے جو بے شک تمہارے لئے بیان کرتا ہے

عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاءَنَا مِنْ بَیِّنٍ وَّلَا تَذِیْرٌ ۝ قَدْ جَاءَ کُمْ بَیِّنٌ

تجربہ دہان کا سلسلہ سوائے قلم کا کہ میں اس کو کہہ رہا ہوں کہلی بے شک اسے وہاں ہمارا دے گا، جسکی آئی، تمہارے پاس بھارت دے گا

وَنَذِیْرٌ ۝ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور نذر دے گا، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہود و نصاریٰ کی گمراہی جنہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں

ان آیات میں اہل قرآن و نصاریٰ کا ایک دعویٰ اظہار نقل فرمایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب اور پیارے ہیں (داعیہا باذکرہ) کی گمراہی ہے، قرآن و حدیث اہل دھواں میں سے ایک دعویٰ ہے۔ شیطان انسان کے پیچھے نہ رہتا ہے ایمان اور اعمال صالحہ سے دور رکھے اور ہمارے لئے کے لئے طرح طرح کی باتیں بھاتا ہے، چاہی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے یہود و نصاریٰ کو یہ بھانپا کہ تم تو اللہ کی اولاد اور ہمارے اس کے محبوب ہو، تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ، یا نہ لاؤ کیسے ہی اعمال کر تمہارا سب کچھ معاف ہے۔ ان لوگوں نے شیطان کی اس بات کو مان لیا اور اپنے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ ہم اللہ کی اولاد اور اس کے پیارے ہیں اس لئے ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔ "اور اس گمراہانہ فائدہ" تفسیر قرطبی ص ۴۰۶ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ص ۴۰۶ میں صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے پاس تشریف لائے اور ان کو دعوت دلی کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کی طرح، ایمان اور اللہ کے عذاب سے ڈرنا۔ یہ کہہ کر کہنے لگے کہ اسے اللہ (لا) نہیں کیا اڑاتے ہو ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ نصاریٰ نے یہ بات کہی تھی یہودی کہنے لگے، اس پر اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَی

ہے اس سے سورۃ صاف ہے جو غلبہ کو ہر منوال پائی میں و نغدی شفعہ اخفہ ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں تھا۔ بلکہ بخاری میں ۲۹ ج ۲ میں اس کی تصریح ہے کہ آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کفر کیا اور فرمایا یحییٰ بنی اسرائیل کہ تم ہمارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں ہے۔

بعض علماء نے بعض اپنے عقائد کے بارے میں یہی کہنے کا خیال ظاہر کیا ہے جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرصہ پہلے گزرے تھے جن میں سے خالد بن حنا ایک نامدار کیا جاتا ہے لیکن یہ بات کچھ نہیں ہے کیونکہ کچھ اور صریح حدیث کے خلاف ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے تھے اور بعض حضرات نے ان کی شخصیت کے موجود ہونے ہی میں شک کیا ہے بہر حال اگر وہ یہی تھے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے تھے۔

فقیر قرآن فی التوہیل کا زمانہ کتنا تھا۔ زمانہ غزوہ جس میں حضرت انبیا کریم علیہم السلام کے آنے کا سلسلہ منقطع رہا اس کی کئی حدیثیں اس کے بارے میں حضرات مفسرین کرام نے محدود قول نقل کئے ہیں۔ امام بخاری نے اپنی سند سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ تھا۔ (بخاری میں ۵۱۲ ج ۲) بعض حضرات نے پانچ سو سال کا فاصلہ بتایا ہے۔ ان دونوں میں اس طرح تعلق ہو سکتی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے رونق ہونے کے بعد سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک چھ سو سال مراد لیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ مفسران کثیر نے ۳۳۵ ج ۲ ایک قول چھ سو سال کا بھی نقل کیا ہے اور بظاہر فرمایا ہے کہ چھ سو سال چھ سو سال میں کوئی اختلاف نہیں جس نے چھ سو سال کہا اس نے چھ سو سال شمسی مراد لیے ہیں اور جس نے چھ سو سال کہا اس نے چھ سو سال قمری مراد لیے ہیں کیونکہ سو سال شمسی میں (تقریباً) تین سال قمری اضافہ ہوتا ہے یہی جو فقرہ کا زمانہ قدس میں جہالت کفر و شرک اور کفر میں کفر و جہالت کا زمانہ تھا اس کے بارے میں جامع الامام میں مفسرین کیجئے کسی راہ بھی تعبیر کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

والمقصود ان الله بعث محمدًا صلى الله عليه وسلم على فورة من الرسل وطموس من السبل وغير الايمان وكثرة عبادة الاوثان والسيران والصلبان فكانت النعمة به اتم النعم والحاجة امر عظيم فان الفساد كان قد عم جميع البلاء والطغيان والجهل فله طهر في سائر العباد الا قليلا من المتسكنين ببقايا من دين الانبياء الاقلين من بعض اصحاب اليهود وعباد الصالحين والصلابين (اصح ۳۵ ج ۲)۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وقت مبعوث فرمایا جب رسولوں کی آمد کا سلسلہ منقطع تھا اور بدعت کے راستے میں گم تھے اور یں دہل گئے تھے اور بت پرستی، بت پرستی اور صلیب پرستی کی کڑھ ہو گئی تھی لہذا آپ کا مبعوث ہونا اللہ تعالیٰ کی کامل ترین نعمت ہے اور آپ کا شرف دلانے کی سب کا ضرورت تھی امام غزالی میں لکھا امام غزالی اور جہالت تمام بدعتوں میں بکلی گئی تھی لہذا چھ سو سالہ لوگوں کے جو انبیا کریم علیہم السلام کے دین کو بکڑے ہوئے تھے جن میں بعض اہل یهود تھے اور بعض وہ لوگ تھے جو نصاریٰ اور مسیحین میں سے تھے اللہ کی عبادت میں گم ہوئے تھے۔

حضرت ماضی بن عمار ماضی سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ٹیپے میں ارشاد فرمایا کہ بڑا شہ بھرے اور بے گئے محمد یا کہ میں تمہیں ان چیزوں میں سے بتاؤں جو چیزیں آج اللہ نے مجھے حکیم الہی میں اور وہ تمہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دہل میں کسی بندہ کو وہاں وہ اس کے لئے حلال ہے (لوگوں کے اپنے طور پر حرام قرار دینے سے اللہ کا یا ہمارا ہل حرام نہ ہوگا۔) لیکن بعض چیزوں کو حرام قرار دیتے تھے جو اللہ کے قانون میں حلال تھیں ان کی تردید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ شائد نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے

اپنے بندوں کو جس حق پر پیدا کیا اور ان کے پاس شیا میں آگے جنہوں نے ان کو ان کے دین سے بچا اور شیا میں ان کے ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور شیا میں ان کے ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شریک کریں جس کی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ (بھلا فرمایا کہ) بشارت اللہ نے زمین والوں کو دیکھا تو عرب اور عجم کو بہت زیادہ منفرد قرار دیا جو ان چند لوگوں کے جو علی کتاب میں سے باقی رہ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول بنا کر بھیجتا ہوں۔ تاکہ تم کو از باقی میں اداں اور تمہارے اراہیں اور رسول کو آکر دواں اور میں نے تم پر انکی کتاب نازل کی تھی پائی نہیں (میرے گا کہ) (کیونکہ وہ ستموں میں مظلوم ہو گئی) آپ سے سوتے ہوئے بھی پڑھیں گے اور جانتے ہوئے بھی بھلا فرمایا کہ اللہ نے مجھے محمد یا کہ میں قرآن کی وجہ سے اداں میں سے عرض کی کہ اسے میرے رب! ایسا کرنے سے وہ میرا سر بھڑا دیں گے اور اسے عمل کر دئی کی طرح نادانوں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم انہیں (جنگ کے لئے) نکالو جیسے انہوں نے تمہیں نکالا اور ان سے جنگ کرو تم تمہاری دوا کریں گے اور طرح کرو تم تم پر طرح کریں گے اور تم اپنا لشکر بھیجو ہم اس سے پانچ گنا زیادہ لشکر بھیجیں گے۔ (اللہ رب العالمین ص ۳۸۵ جلد ۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہ ان فرقہ میں چھری لوگ تھے جو توحید پر قائم تھے اور ان کے علاوہ عرب اور عجم کے لوگ مشرک اور کفر اور اللہ علی شانہ نے کہ مہر ملیا پائی آخر قرآن میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہوت فرمایا اور آپ کی مشقتوں اور محنتوں اور آپ کے صحابہ کی قربانیوں اور مجاہدوں سے کفر کی فضا نہیں چھٹ گئیں مشرک کی جگہ توحید چل گئی ان لوگوں پر ایمان اور کفر کی طرح واضح ہو گیا۔ حق اور جاہلیت کے مابین فاصلہ عمل گئے عرب و عجم کے شریکوں میں اور یہ اقوام میں اور اور اداں وہ قبیلوں میں ایمان کی لہریں دلا گئیں اور عجم و جاہلیت کے لوگ سے بھگتا گئے۔

اللہ تعالیٰ نے سب پر اپنی رحمت پوری فرمادی کہ یہ بات کہتے کا موقع اور بہانہ نہ دیا کہ اللہ سے پاس کوئی بشر اداں نہیں آیا تھا لفظ جہاد کا لفظ یسیر و یسیر و یسیر (سوتھارے پاس بشر اور اللہ پر ایمان) کسی بھی جہت سے سوتھارے سادگی کا بہانہ نہ تھا جو آخر ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ خطاب الہی کا خلق ہو گا۔ ﴿وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اسے پوری قدرت ہے کہ اپنے بظہانوں کو مہوت دے اور فرما دے اور ان کو انعامات سے نواز دے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ ادْكُرُوا لِرَبِّكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ عَلَيْنَا ۖ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی خدمت کو یاد کرو کہ تمہیں مظلومی ہوئی کہ اس نے تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں پادشا

مَلُوكًا ۚ وَأَتَاكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿يَقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي

نواز دی تم کو کہ وہ دوا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا اسے میری قوم انصاف سربزم میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے

كُتِبَ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَلَا تَكُونُوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿قَالُوا يَمُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا

کتب اللہ لکھا ہے کہ وہ دوا ہے اور پیچھے واپس مت لو ورنہ تمہیں اداں سے واپس ہو جاؤ گے وہ کہنے لگے اے موسیٰ یہ دواں بہت ہے کہ اس

قَوْمًا جَبَّارِينَ ۖ وَإِنَّا لَنَدْخُلُهَا حَافِي ۖ يُخْرِجُوا مِنهَا قُرْطًا ۖ وَدُخْلُونَا

کوڑھوں میں نہ سوتا رہتے کہ جس دوا سے ہم اس آتش میں تر ہو جائیں ہمیں سے ہم کو دواں دیا جائے گا کہ اس دواں سے ہم کو دواں دیا جائے گا کہ اس

قَالَ رَجُلَيْنِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ اللَّهَ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۖ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ

وہاں پہنچے تو کہا ہوا، اے دو ایسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں، انہیں فرما دیا کہ تم ان کے دروازے سے داخل ہونا، سو جب تم اس میں داخل ہو گے

فَأَنْتُمْ عَلَيْهِمْ ۖ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا ۚ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ الْوَاثِلِيُّ لَوْ أَنَّ لِي كَنْزٌ عَلَيْهَا

تو ہاں تم پہ اپنے واسطے ہو گے، اور اللہ تعالیٰ ہی پر ہمدرد کرو، اگر تم متقین ہو تو کہنے لگے کہ وہ میری طرح ہو کر مجھ ہی اس میں داخل نہ ہوں گے

أَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا ۖ فَادْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَادِلَا ۚ إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي

بہت جگہ کہہ چکا ہوں کہ میں موجود ہیں لہذا قہر سے آپ دونوں جا نہیں سکتے، وہاں جگہ کر لیں یہ جگہ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، سو انہی نے کہا کہ اسے میرے دربار

لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي ۖ فَافِرْقَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ قَالَ وَلَئِنَّا مُحْرَمُونَ

ہے جگہ میرے کسی میں صرف میری جان اور میرا بھائی ہے، لہذا ہمارے دو ملائی قوم کے درمیان فیصلہ نہ کیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو یہ سرزمین ان لوگوں پر

عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۚ يَتَيَقِنُونَ فِي الْأَرْضِ ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝

چالیس سال تک تمام رہے گی۔ زمین میں جہنم بکرتے رہیں گے سو آپ ہماروں قوم پر دُعا نہ کیجئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نبی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلانا

اور انہیں ایک ہستی میں داخل ہونے کا حکم دینا اور ان کا اس سے انکار کرنا ہونا۔

ان آیات میں نبی اسرائیل کا ایک اقتدار کرنا یا اس اقتدار میں ہجرت ہے اور اس بات کی دلیل بھی ہے کہ بلاشبہ نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں سورۃ النمل کا وہ یہ منورہ میں نازل ہوئی وہاں یہود موجود تھے انہیں اپنے آپ کو واحد اللہ کے حقے معلوم تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی واقعات کو بتانا (جن کے ہاتھ کا آپ کے لئے وہی کے سوا کوئی راستہ نہ تھا) اس امر کی صریح دلیل ہے کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں، یہود یوں میں سے چند غلط فہمی ایمان لائے مگر بہت سب پر پوری ہو گئی۔

واقعہ یہ ہے کہ جب فرعون کا لشکر سمیرا صحر میں ڈوب کر ٹھہر ہو گیا اور فرعون بھی ڈاک ہو گیا اور نبی اسرائیل سمیرا صحر اور کوثر کے علاقہ میں داخل ہو گئے تو اب انہیں اپنے وطن فلسطين میں جانا تھا یہ لوگ کئی سو سال کے بعد مصر سے واپس لوٹے تھے۔ "ہاتھ خالی نہ ہوئی کیونکہ ان کے پیچھے طاقت نے ان کے وطن پر قبضہ کر لیا تھا یہ لوگ قوم ہار کا بوجھ تھے اور بڑے عقیدہ قاسم اور بڑے ذلیل ذوال دالے اور تہہ و طاقت والے تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے عقیدہ فرما دیا تھا کہ یہ سرزمین نبی اسرائیل کو ملے گی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول تو ان کو کھنڈی نعمتیں یاد دلایں اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر دی ہوئی میرا یاں ہیں۔ سمیرا صحر میں تم میں کثرت کے ساتھ ہی ہوں گے اور تم میں بہت سے بادشاہ ہوں گے اس وقت کے بعد کہ کھنڈ کے کچھ اپنی جگہ ہوئی چاہئے جس میں حضرات انبیاء و کرام علیہم السلام آراؤں گے ساتھ تبلیغ کر سکیں اور ان کا کام تبلیغ چلایا سکیں اور جس میں تہارے بادشاہ اپنے اقتدار کو کام میں لائیں اور محلات کو نکھالیں۔ اب تک تم قہر (مصری قوم) کے طاقت تھے جنہوں نے تمہیں تمام بادشاہ کا قہر تم اپنے وطن میں داخل ہو جاؤ یہ طاقت سرزمین تہارے لیے اللہ نے عقیدہ فرمائی ہے تم پر بہت بھروسہ کر دیا کہ ان کے آگے یہ صحر جگہ کہ جن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہاں سے نکل جائیں گے بہت کر دیا اور جملہ سے کام لہو نہ تھکے ان طاقت والے۔

اس موقع پر چند آدمی انگریزی قوم کا تہذیبی خیر خیر لینے کے لیے جیسے تھے انہیں نے جو اس کا ذلیل و ذلیل ہونے کا مست و کچھ تو دیکھ کر
آکر مونی علیہ السلام سے آکر کہ جان کی حضرت مونی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا حال پریشیدہ و گھٹنگھٹنگہ وادوں میں سے کسی کو نہ جانتا ہوں نہ وہ ملی
ہتیار کر لیں گے اور لانے سے گرجا کریں گے۔ لیکن وہ نہ مانے انہوں نے اپنے اپنے رشتہ داروں کو بتا دیا تو انہوں میں سے وہ حضرت کھنٹی
حضرت پیشین بنی نوں اور حضرت کاتب بنی ہتھانے حضرت مونی علیہ السلام کی بات پر عمل کیا اور نہ صرف یہ کہ بنی اسرائیل سے ملنے کا حال
پریشیدہ رکھا بلکہ بنی اسرائیل کو مست اور حوصلہ دیا کہ چلو آگے جو ضرورہ میں داخل ہو اور کھنڈ کی کسی عورت ہوتی ہے ہم داخل ہو گے تو وہ انکی
ہاتھیں گے اور تم کو تلبہ حاصل ہوگا۔ ان کو ان میں ہونے کا کسی پر ہر گز نہ کہہ سوا کہ وہ ان کا کام نہ پتہ تو کل کرنا ہے ہاتھیں سے سوسنا جبکہ تمہیں پتہ نہ
ملی چادی ہے کہ یہ زمین اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے تو ہر ایک کو پتہ چھیرے ہو بنی اسرائیل کو حضرت مونی علیہ السلام نے بھی کھجوا
اور پیشین بنی نوں کو کاتب نے بھی زور دیا کہ چلو آگے جو زمین انہوں نے ایک نہ ملی کہ اس میں کہنے لگے اس کا نام مصر سے نہ آئے ہیں
وہ جاتے (جب تلای کا زمانہ بن جاتا ہے اور اسات اور بعضی لوگوں میں رہی اور اس کی جانی ہے تو انسان خود ہی ہی تکلیف سے جرات سے اس کی
جائے زلست ہی کو گوارا کر لیتا ہے اور اس کی مدد کر دے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم مصری میں ہوئے تو چھاپا تھا مگر کہتے تھے کاش ابھی
نگل میں سر جاتے اور اس میں تہذیب کی سرزمین میں داخل ہونے کا ہم نہ جانتے۔ حضرت مونی علیہ السلام سے انہوں نے پوچھا کہ کیا ہم ہرگز اس
سرزمین میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہاں سے نہ نکل جائیں اگر وہاں سے نکل جائیں تو ہم داخل ہو سکتے ہیں (کہو یہ بھی حضرت
مونی علیہ السلام پر ایمان نہ آئے کہ وہ عقل گئے تو یہ کہاں سے ہو جائیں گے کہ انہوں نے حضرت مونی علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ جب تک وہ لوگ
میں میں ہو رہے ہیں ہم ہرگز کبھی اس میں داخل نہیں ہو سکتے (اور انہوں نے اس کا نہیں انکار اور یہ وہ لوگ ہا کر لڑیں ہم تو نہیں جانتے ہیں۔
جب سیدہ حضرت مونی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کا یہاں تک دیکھا اور ان کے ایسے بے گھر جواب سے تو ہار گیا وہ آدمی میں
راض کیا کہ اسے میرے سب ابھر اس میں ان کو کوئی پرکھ نہ پتا رکھے اپنے نفس پر قابو ہے اور میرا دھننی یعنی ابدان علیہ السلام بھی فراموش نہ رہی
یہ بار نہیں ہم وہ لوگ کیا کر سکتے ہیں چند اہل سے اور غاصوں کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ یہ سرزمین ان کو لوگ پر
یا نہیں سال تک حرام ہے اپنی طرفوں کی وجہ سے اس وقت داخلہ سے محروم کے جا رہے ہیں اس چالیس سالہ مدت میں زمین میں حیران
ماتے رہیں گے چنانچہ چالیس سال تک یہ چورخ یعنی اہل وادہا کل جگہ میں کھوتے رہے جب کہ وہیں سے چلتے تھے شاہ کو وہیں کھڑے ہوئے
اتے تھے اس وقت ان کی تعداد چھ ہزار تھی اس عرصہ میں حضرت مونی علیہ السلام کی وفات بھی ہوئی اور اس وقت چلتے بنی اسرائیل موجود تھے
قریباً سب کو ان میدان میں اس چالیس سالہ مدت کے اندر اپنے اپنے وقت پر موت آئی اہل حضرت پیشین اور حضرت کاتب نہ رہے اور
سب چالیس سال پر سے ہو گئے اور بنی اسرائیل چارہ بھی تو حضرت پیشین علیہ السلام کی سرکردگی میں اور تھیں سرزمین میں نہ ہوئی اور بنی اسرائیل اس
میں داخل ہوئے۔ (سنن ابی داؤد و مسند ابی یوسف)

کہ قصصیں وہ بچھو رہے جو کسی کو نہیں دیا اس سے کہیں وہ سلائی چال کرنا اور چھڑے پانی کے کٹنے کا کاروبار ہاتھوں کا ساہی کرنا ضرور ہے۔ یہ چیزیں بحیثیت امت کے نبی اسرائیل کے علاوہ اور کسی کو نہیں دی گئیں۔

(۲) چہ فرج جگہ میں چالیس سال تک سرگراں پھرتے رہے اس کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہاں جانا چاہ رہے تھے جس سببی میں جانے کا حکم ہوا تھا، ہاں تو جانا گوارہ تھا مگر صبح سے شام تک کا سفر جو کرتے تھے وہ کس مقصد سے تھا؟ اس کے بارے میں علماء نے تفسیر سے فرمایا ہے کہ یہ لوگ مصر جانا چاہتے تھے کیونکہ وہاں کی کھسکوں میں سے وہاں کی سرزمین سے مانوس ہو گئے تھے اور بعض حضرات نے فرمایا ظاہر مقصد یہ بھی تھا یہ یروانیوں نے کہا تھا کہ ہم ہرگز اس سببی میں داخل نہیں گئے جبکہ جرم قوت والی قوم ہیں سے نکل نہ جائے اس کی سزا انہیں یہی ملی کہ جب حکم کے مطابق ایک جگہ قیام پذیر ہو تا نہیں چاہتے تو اب ملتے ہی رہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ دعا کی کہ طَافُوا مِنَّا وَنَحْنُ الْمَقْصُومُ الْعَاقِبِينَ ۝ (کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دیجیے) اس کا یہ مطلب تھا کہ ہمارے اور تمہارا فرمان قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجیے۔ یہ لوگ جس سزا کے مستحق ہیں ان کو وہ سزا دیجیے اور جس انعام کی ہمیں ضرورت ہے اس انعام سے ہمیں نواز دیجیے قال صاحب الروح بان لحکم لما بعدا نستحقه و علیہم بما يستحقونه کما هو المر وی عن ابن عباس والصحاح رضى الله عنهم۔

(۴) نبی اسرائیل کے قول قبیح کے برخلاف حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے موقع پر کیا ہی اچھا جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ہمارے موقع پر مشرکین سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ فرما رہے تھے اس موقع پر حضرت مقداد بن اسود نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم ایسا نہیں کر سکتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کیا تھا اِذْ هَبْتَ اَنْتَ وَرَبُّكَ لَفِجَافًا لِّمَا هُنَا فَبَلَّوْا ۝ آپ بھیے (بگ بجھتے) ہم آپ کے دیکھنا نہیں آگے بھیجے بگ کریں گے۔ ان کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت غمی ہوئی چہرہ انور پھٹنے لگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۴، ۵۱۵)

وَ اِذْ عَلَيْنَهُمْ نَبَأُ ابْنِهِمْ اُتِيَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ

تُقُبِّلَ مِنَ الْاُخَرِ۔ قَالَ لَا تُقْبَلُكَ۔ قَالَ اِنَّمَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ کہیں

اپنے بھائی کی کہیں دوسرے کے بھائی کی کہیں اس نے کہا کہ میں نے خود بخود دل میں کہہ کر دے کہ یہ کہتے تھے صرف یہی وہاں سے قبول فرماتے ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۴)

بَسَطْتَ اِلَیَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي فَاَاِنَّا بِمَا يَسُطُ يَدِي اِلَيْكَ لَا قُوَّةَ لَكَ اِلَّا اَخَافُ

اللّٰهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ اِنِّیْ اُرِيدُ اَنْ نُّبَوِّاْ بِرَاسِیْ وَ اِضْهَکَ فَتُكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ ۝ وَ ذٰلِکَ

جو سب چیزوں کا پردہ کا رہے۔ بلاشبہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ کو اپنے سر دھرے مگر تو توڑنا دلوں میں سے ہونا چاہتے ہوئے ظالموں

جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰﴾ قَطَّوْعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخٰیِرِیْنَ ﴿۱۱﴾

کی سزا ہے اس کے قتل سے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آزاد کر دیا اس لئے اسے قتل کر دیا جس کی وجہ سے وہ قصاص اٹھائے اور اس میں شامل ہو گیا

فَبَحَثَ اللهُ شَرًّا يَبْحَثُ فِي الْاَخْرَیْهِ لِیَرْبِیْهُ حَتِّیْ یُؤَارِیْ سَوْءَهُ اُجِیْبُو۔ قَالَ یٰوَسَّیْکَ

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کام انجام دیا جس کا ذکر وہاں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی طرف سے اپنے لیے ایک ایسا ہیرو بن گیا جس کی سزا میں اس سے زیادہ ہو گی

اَعْبَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ وَمِنْ هٰذَا الْعُرَابِ فَاُوَارِیْ سَوْءَهُ اُنْیٰ، فَاَصْبَحَ مِنَ الشَّیْءِیْنِ ﴿۱۲﴾

کہ اس کو یہ کی طرف سے ہو چکا ہے سوچتے بھائی کی دلی کو پہچانیں اور یہ وہ جہان ہے جس سے ہرگز

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ ایک کا دوسرے کو قتل کرنا،

پھر اس کی لاش کو لئے ہوئے پھرنا

یہاں قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ نقل فرمایا ہے۔ مشہور یہی ہے کہ یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے مسلکی بیٹے تھے اور آیت کریمہ کے الفاظ ہی اتفاقاً بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ عقلی معنی سمجھ کر سکتے ہیں تو قادیانی معنی لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، مگر چونکہ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ دونوں بھائی (عادل و مقول) اپنی ہراساںگی میں سے تھے اور ہرگز اور دوسرا ہراساں نہیں کرتے، لہذا آدم کے دو بیٹوں کے متعین فرمایا ہے۔

قصہ کیوں پیش آیا اور اس کے اسباب و محرکات کیا تھے؟ اس کے بارے میں جو کہہ سکتا ہے وہ سب اسرا نگار روایات سے ماخوذ ہے۔ قرآن کریم میں اہل اہل قصہ کو فرمایا ہے پھر افسوس اور عبرت میں اخی فلیقت کلکلائی آخر وہ اہل روایات سے تحصیل کے ساتھ قصہ معلوم نہ ہو سکا بھی مضمون عبرت پر کوئی فرق نہیں چڑتا۔ مضمون کی تکمیل ص ۲۱ نے بحوالہ صدی حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہم سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جوار اور بھائی حمی اس میں ہر بار ایک لاکھ اور ایک لاکھ بیڑا ہوتے تھے۔ اس زمانے میں نسل بد جانے کی ضرورت بھی اور اولاد کا آئیں میں نکاح کرنے کے لئے اس کے ساتھ کوئی راستہ تھا کہ ایک ہی شخص کی مسلکی اولاد کا آئیں میں نکاح کر دیا جائے تاہم حاکم فرق ضرور کرتے تھے کہ ایک ہی نسل سے ایک ساتھ جو بیڑا ہزار لاکھ کا لڑکی بیڑا ہوتے تھے ان کا آئیں میں نکاح نہیں کرتے تھے بلکہ ایک نسل کے لڑکے کے ساتھ جو لڑکی بیڑا ہوتی تھی اس کا نکاح دوسرے نسل سے پیدا ہونے والے لڑکے سے کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے لڑکے پیدا ہوئے ایک کام قائل تھا جو بھائی کرنے والا تھا اور دوسرے کام یا نسل تھا جس کے پاس وہ جہان سے والے سو گئی تھے، قائل تھا کہ اس کے ساتھ جو کہیں پیدا ہوتی تھی وہ یا نسل کے ساتھ پیدا ہوئے والی بہن سے زیادہ خواہر بہن تھی یا نسل نے چاہا کہ قائل کی بہن سے نکاح ہو جائے اور غرض اہل کے مطابق اس کا نکاح یا نسل سے ہی ہونا چاہئے تھا۔ قائل اس بات پر نہ مانا اور اس نے کہا کہ یہ میری بہن سے میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے جو میرے ساتھ پیدا ہوئے والی بہن سے زیادہ خواہر بہن ہے اور میں اس کا ربا وہ حق ہیں کہ میرا نکاح اس سے ہو (قانون شرعی کے خلاف غرض کی خواہش پر عمل کرنے کا ارادہ کیا)

حضرت آدم علیہ السلام نے قائل سے کہا کہ یہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے اس کا نکاح یا نسل سے کرو یہی چھین کا نسل نہیں مانا پھر جھگڑے کا کام کرنے کے لئے دونوں نے ایک ایک طرف کی بارگاہ میں نیاز پیش کی کہ جس کی نیاز قبول ہو جائے، وہی اس لڑکی سے نکاح کرنے کا

حق دار ہو گا۔ دونوں نے جب یہ فتنہ کی قہقار اٹھائی تو باطل کی ہزار فوجیں بھگتی آئیں۔ انہوں نے ایک آتی اور اس کو جو دھچکا لٹل کی ہزار دھچکی لگی۔ جب اس کی ہزاروں لڑائی ہوئی اور پہلی فیصلہ بھی اس کے خلاف ہو گیا تو کئی فتنی کرنے والوں کی طرح باطل سے کہہ کر کھینچے گئے۔ فتنی کڑوں کا اس میں باطل کا پتہ مسموم نہ تھا۔ اس کی ہزار فوجوں نے اس کا فیصلہ اس کی طرف سے تھا لیکن باطل لڑنے والے کا جیسا کہ بہت دھرموں کا طریقہ ہے ضدی آدمی جب باطل سے عاجز ہو جاتا ہے تو فریق مخالف سے کہتا ہے کہ میں تجھے ماروں گا۔ فتنی کڑوں کا۔ باطل نے اس وقت کے ساتھ جواب میں کہا کہ **اِنَّمَا يَنْتَظِرُ اللَّهُ مِنْ الْفَاسِقِينَ** (اللہ تعالیٰ فتنی جیسوں سے ہی کھول لے رہا ہے) کہاتے کھینچتے کہیں کچھ اسلوب اختیار کیا تو اپنی تعریف کی کہ میں تمہیں ہوں اور نہ باطل سے ہوں کہا کہ اگر تمہیں نہیں ہے تو ایک کافر فتنی ہاتھ دھاری اورا دھکے پی ایس میں یہ سمجھاؤ کہ اگر تو فتنی ہو تو میری ہزار کھول ہو چلی۔

باطل نے مسئلہ کا کام جاری رکھتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر تو نے مجھے فتنی کرنے کے لیے ہاتھ دھاری تو میں تجھے فتنی کرنے کے لیے تیری طرف ہاتھ دھاری رکھوں گا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب تعالیٰ ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ باطل تو باطل ہے تو اس وقت میں زیادہ تھا لیکن اس نے عقول کو گھبرا کر لیا۔ جو اپنے بھائی پر ہاتھ اٹھا کھوڑا کہ۔ دماغ کے لیے جو جلی طور پر چھپا دیا، مشروغ تو ہے لیکن باطل نے یہ خیال کرتے ہوئے مقلوم ہو کر عقول کو چاہا تو فتنی ہونے سے بچنے کے لیے (جیسا کہ بعض چیزوں میں ہوئی) شریعت کے اعتبار سے بعض ایسا بھی سامنے آسکتے ہیں لیکن چونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام انبیاء کی شرائط انجام کے اعتبار سے حقیقی ہوں اس لئے یہ امکان رفع ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ فتنوں کے زمانہ میں کیا کریں: **اِنَّ زَمَانًا مِّنْ عَمَلِيْكُمْ يَكْفِيْكُمْ بَعْدَ مَا يَكْفِيْكُمْ اَوَّلِيْكُمْ**۔ اس وقت فتنی افغان بہت ہو گا اس وقت بھی باطل کا طریقہ اختیار کرنے کا عمل کرنا ہو گا۔ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سے پہلے اندھیری رات کے گھڑوں کی طرح فتنے ہوں گے۔ ان فتنوں میں اللہ کی ناک ناسخ ہو گا اور تمام کافر ہو گا اور تمام کونسن ہو گا اور صحیح کافر ہو جائیگا اور کفر سے نکلے والے سے اور چھوٹا اور بڑے والے سے بھر ہو گا اس وقت تم اپنی کٹاؤں کو توڑ دیا اور ان کی ناک ناک کو کاٹ دیا اور اپنی کٹاؤں کو چھروں سے بھیل دیا اور اپنے گھروں میں اندھ چھو جانا بھرا بھی تم میں سے کسی کے پاس کوئی شخص فتنی کرنے کے لئے بھیجے گا تو آدم سے اور فتنوں میں جو پیدا جانا تھا اس کی طرح ہو گا۔ (مسئلہ المصالح ص ۱۷۳ ج ۴)

یعنی باطل کی طرح ہو جائے فتنی ہو جائے حضور کو یہاں خود فتنی کرنے کے لیے ہاتھ دھاری حضرت ابوبختاری نے فرمایا کہ اس وقت میں سے سب سے پہلے جس نے عداوت بنا بیٹھا یعنی اللہ لا فطرت پر عمل کیا وہ حضرت عثمان بن عفان تھے وہ سبہر ائمہ تین تھے اہل اور دماغ سب کو کہہ سکتے تھے لیکن انہوں نے عقول کو ہانپ کر فتنی کرنا حضور کی مرضی تھی۔

باطل نے اس مسئلہ کا کام جاری رکھتے ہوئے کہا **اِنَّ فِتْنَةَ الْفَاسِقِ وَفِتْنَةَ الْفَاسِقِ مِنَ الْمَغْضُوبِ الْاَكْبَرُ**۔ یہ باطل کو غضب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں تو اپنے گناہ کی لے اور میرے گناہ کی لے ان سب کو اپنے اوپر اٹھالے اور ان لوگوں میں سے جو جائے فسادات جھگڑا **اِنَّ الْفِتْنَةَ الْاَكْبَرُ** اور یہ ظالموں کی ہزار ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرے جو گناہ تیرا ان کا جو تیرے سے بڑے ہیں اور ان میں سے میرے فتنی کا گناہ بھی اپنے سر دھرنے کا چارہ ہے۔ یہ سب گناہ اہل کفر سے دور رہا میں جانے کا سبب بن جائیگا۔

ایک امکان اور اس کا جواب۔ جیسا کہ امکان پیدا ہوتا ہے کہ ایک کونسن کو اپنے بھائی کا فتنہ خواہ وہ چاہتے باطل سے بچ کر

کہ میں چاہتا ہوں کہ تو اپنا اور میرا گناہ اپنے سر رکھ لے اور روزِ نبیوں میں سے ہو جائے یہ تو غیر خواہش کے چاہ کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے ہر طرح سے اپنے بھائی کو کھانا کھا دے اس کے لئے نصیحت قبول نہ کی اور کسی طرح نصیحت نہ کرنا کہ نہ نہ ہوئی تو پھر باطل نے اس پر تسلط اختیار کیا اور بتا دیا کہ جو جھوٹ کرنا چاہتا ہے اس کا تہجد رہا ہے جو روزِ شا میں چاہے کی صورت میں ظاہر ہو گا میرا جھوٹ افغان ہے اور روزِ شا میں چاہے گا وہ یہی چاہے گا۔

فصل ہے کہ باطل کی نصیحت سے اور بھائی کی کھوت سے قاتل کو روزِ نبیوں کو قتل کرے یا نہ کرے؟ لیکن باطل اس کے غصے نے اس پر آمیزہ کر دیا کہ اپنے بھائی کو قتل کرے چنانچہ اس نے قتل کر دیا اور قتل کر کے زبردست نصیحت میں چڑھ گیا اور باپ اس کی نصیحت سے اس کا ایک بھائی سے محروم ہو اور والدین بھی ناراض ہوئے اور خالق کا نکتہ عمل مجدد کو بھی ناراض کر دیا اور آخرت کا ظاہر اس کے علاوہ رہا۔

قتل کا طریقہ ایسا نہیں ہے جتنا یہاں۔ قاتل نے قتل کیا اور قتل کیا لیکن قتل کیسے کرے وہ بھی ایک سوال تھا کہ ایک اس نے قتل کیا یا جس کوئی مقتول نہ ہوا تھا۔ قتل کرنا چاہا تو کہ ان مرد نے کھائیں اس سے کچھ حاصل نہ ہوا اس موقع پر انھیں طعن پہنچ گیا اور اس نے ایک جانور پر اور اس کا سر ایک جگر پر رکھ کر دوسرے جگر سے مار دیا۔ قاتل دیکھتا رہا اور دیکھتا رہا اپنے بھائی کے ساتھ بھی یہ کیا کیا اور قتل کر دیا اس پر اسے میں متحیر بنے دوسری صورتیں بھی قتل کی جن لیکن کیفیت قتل کی نصیحت پر کوئی قسم اثری متوفی نہیں ہے اس لئے کسی صورت کے سمجھنے کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ جتنی بات ہے کہ اس نے قتل کر دیا جس کی ضرورت نہ تھی مطلقہ میں موجود ہے۔

قاتل کو پریشانی کہ مقتول بھائی کی لاش کا کیا کرے؟ قتل کر دیا لیکن اس سے پہلے کوئی میت بخشی نہ تھی کوئی مر جائے تو کیا کیا جائے اس کے بارے میں کچھ علم نہ تھا اب قاتل جہاں تھا کہ بھائی کی اس لاش کو کیا کرے؟ یہی جہاں اور پریشانی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ سبکے دونوں آپس میں لے دیا ایک نے دوسرے کو مار دیا پھر اس مارنے والے کا سے لے کر زمین کو کر دیا اور دوسرے کو سے لے کر لاش کو لے کر دیا۔

فَصَلَّتْ صَلَاتُهَا فَأَخْبَثَ أَفْكًا مِّنْ لِّقَاءِ صَاحِبِهِ فَأَوْفَىٰ مَوَازِيَهُ فَاصْبَرَ (سورۃ آل عمران ۷۵) اور پھر وہ اپنے بھائی کی لاش کو لے کر دیا اور پھر وہ بھی کہا۔

يَوْمَئِذٍ يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ مُّجْتَمِعُونَ جَهَنَّمَ هَٰذَا النَّارُ الَّتِي يُوعَدُ لَهَا الصَّادِقِينَ وَالْمُكَذِّبُ فِيهَا يَلْمَىٰ (سورۃ آل عمران ۷۶) اس سے بھی عاجز ہو گیا کہ اس کا سے کی طرح ہو جائے پھر اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیا۔ خیراں یعنی نقصان عظیم کا تو مستحق ہوا ہی تھا۔

ایلیٰ، لیکن یہ عام ہوا کہ میں کہے جا رہا تھی کہ اپنے بھائی کی لاش کو اپنی کھوت سے کھینک لے گا کہ چاہے۔

فَوَاصِلٌ مِّنْ مَّقَاتِلِ الْوَقَاتِلِ

۱۔ واقعہ مذکور سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں شرابی سے توجہ دینا چھائی تھی اور جو احکام اس کے لیے شراب کے کئے تھے ان احکام پر عمل کرتے تھے سو رانی ہوا اور کوئی اس کے مطابق چلا تھے اس لیے تو یہ سوال پیدا ہوا کہ لاش میں کی لاشی خاں میں کے لیے حلال ہے اور خاں میں کے لیے حرام ہے۔ پھر جب اختلاف ہوا تو دونوں لڑکوں نے بارگاہِ خداوندی میں قربانی پیش کی اور قربانی کے ذریعہ اختلاف کا فیصلہ کرنا چاہا کہ اللہ تعالیٰ جس کی قربانی قبول کرے وہ جیتا ہو گا۔

انسان اپنے عہد قبول سے توجہ نہ کر رہا تھا۔ دیکھنا چاہتا ہے اور اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے جو اسے اس کے لیے کیے ذریعہ پہنچے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان بھی تھے اور سب سے پہلے نبی بھی وہ وہ خدا تعالیٰ صرح ذالک فی الحدیث کہنا فی مشکوٰۃ (ص ۵۱۱ و ص ۵۱۲)

۲۔ جب دونوں بھائیوں نے اللہ کی بارگاہ میں نیاز و بخشش کی (بائبل نے ایک سینڈ وائچس کیا اور بائبل نے کچھ پائس پیش کیں) تو اللہ تعالیٰ نے بائبل کی نیاز کو قبول فرمایا، اس سے آگے آئی اور اس کو چار پانچ بائبل نے جو کچھ پیش کیا قصہ وہیں ہی رکھا دیا گیا اس پر اسے نصرت یا مال تو پہنچے ہی سے ناراض تھا۔ اب مزید نصرت میں بھی وہ تیار نہ تھا اس بار کچھ عیسیٰ نے کچھ لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کی نذر قبول نہیں ہوئی تو ان کی نظر میں خلیفہ ہوں گا، بائبل بائبل سے کہنے لگا کہ میں تجھے کچھ کروں گا اس میں بائبل کا کوئی قصہ نہ تھا جس لڑکی کے بارے میں مختصر اور باقائماں بارے میں بائبل کی بات قانون خداوندی کے مطابق تھی اور جب نیاز قبول نہ ہوئی تو اس میں بھی بائبل کا کوئی قصہ نہ تھا، بائبل کو مسدود ہوا کہنے لگا کہ میں تجھے کچھ کروں گا اس پر بائبل نے افسوس انداز میں اس کو سمجھا دیا اور یہ کہ: اَللّٰهُ يَجْعَلُ اللّٰهُ مِنْ فَتْنَتَيْنِ کہ اللہ تعالیٰ فتنیں ہی سے قول فرماتا ہے مطلب یہ تھا کہ اگر تو حقیقی ہو تو حیرتی نیاز قبول ہوئی مال تو پیسے ہی غم شری کے خلاف ورنہ ہی اسرار سے اور اب مجھے کچھ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، ان سب باتوں کو چھوڑ کر کھوئی اٹھا کر گئے چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال قبول ہوں۔

تکلی کے معلوم میں کٹر شریک سے پورا اور ہر طرح کے گناہوں سے بچنا سب آجاتا ہے اور کارفرما کو کوئی عمل قبول ہی نہیں ہے، کسی عمل کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو یا نہ ہو بہت بڑی نعمت ہے، عمل تو بہت کچھ جاتے ہیں لیکن ثواب ہی عمل پر ہے لگا جاتا ہے کہ یہاں قبول ہو جائے حضرت اور اور انہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِينَ اِنْ اَللّٰهُ تَعَالٰى لِيْ صُلُوٰةٍ وَّاحِدَةٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعِلْمِ مَا لِيْ بِهٖ اِيَّاكَ بقول اللہ تعالیٰ اللہ من العظیم، (ابن کثیر)

(اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ میری ایک نماز قبول ہوگی تو میرے لیے ساری دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بڑھ کر ہوگا) تو گو ایک ایسے ہی اسے میں بائبل نے بائبل کو سمجھا دیا کہ کھوئی اختیار کر چکے اس میں خدا کی آفرینش کی تھی، ابھی گناہ ہے اس لیے تکلی کی اختیار کرنے کی نصیحت میں مسدود ہے، ہار جیتے اور نہ جیتے کی بھی خبر ہوئی، مسدود رہتا ہے کہ اس شخص کو کسی ایسی نعمت مل گئی ہے اور خواہ مخواہ سب نعمت سے جتنا ہے جتنا کہ صاحب نعمت کا اس میں کچھ بھی قصور نہیں ہو اس میں تو اللہ تعالیٰ سے ناراضگی ہے کہ اس کو ان کیوں دیا مجھے کیوں نہیں دیا، بائبل نے جو بائبل کو نصیحت کی اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ صاحب نعمت کی نعمت کے زوال کی فکر میں پڑنے کی بجائے مسدود کو کھوئی اختیار کرنا چاہئے اور حقیقت کھوئی بہت بڑی چیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لو صلبت سبطی و السلطان لہ ا لای لا مرک کلمۃ (کہ میں جیسے اللہ سے ارنے کی صیبت کر تا ہوں کیونکہ یہ عیر ہے ہر کام کو نہ خشت ہے و ا ب ہم مشتق و الصد ص ۴۱۵)

۳۔ مغرب نہ نکلتے ہیں کہ بائبل سب سے بڑا مشکل کی تھا اور سب سے پہلا صیبت بھی تھا اس سے پہلے کسی انسان کی موت نہ ہوئی تھی لہذا اس کے کرنے کے بعد بائبل کو پریشانی تھی کہ کوشش کو کیا کریں لہذا ورنہ دوسرے میں ہلکے فتنے کو کر رہا تھا ہے ہرگز تیار یا مال تو جو ہوا اٹھا کر لیے ہلکے کی صیبت اور سب سے اس کے ارد گرد اور خود جانور کی بھیج کے یہ اسے پیچھنے کو کہا کہ مالوں یا تمیں دہلی جان کنی ہوئی تھیں جب ایک کا سے دوسرے کا سے کھل کر کے کھارائی کے کہ کھار دیا تو اپنے بھائی کی لاش کو دئی کیا لاش کو ختم کرنے کے اور بھی طریقے تھے مثلاً آگ میں جلا دیا جائے یا سمندر میں پھینک دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین میں دہلی کرنے کا طریقہ بتایا گیا جو ایک طبی اور فطری طریقہ ہے انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی ہی میں مل جاتا ہے۔ لہذا سب سے جو کچھ ہوئی کہ کھار ہو اس کے بعد سے کھونا تمام انسان فتنوں کو دئی ہی کرتے ہیں سو اسے بعد صحتان کے مشرکوں کے کہہ جاتے ہیں اور سو اسے پادریوں کے کہہ دیا جی

لیکن کسی کتاب الہی میں مداخلت اور نہیں ہوئی تھی اور ان لوگوں میں سرگلی اور چھپائی بھی بہت تھی حتیٰ کہ بہت سے انبیاء و مشہم اسلام کو بھی انہوں نے قتل کر دیاس کے بعد کسی جان کو بچانے کی نصیحت دیاں لڑائی۔ ومن غلبہا ہذا فلکما لکھا انہما اللہس خفیفا (اور اس کی سنے جان کو زندہ نہ رہا حتیٰ کسی کی زندگی کے بچنے کا ظاہری سبب بن گیا تو کیا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا)

اس کے بعد نبی اسرائیل کی تافرائی کا ذکر فرمایا لَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ وَاسْلَفَ بِأَنْبِیَئِهِمْ ثُمَّ انْ كَفَرُوا فَهَلْ یَعْلَمُونَ (اور ان کے پاس ہمارے رسول بھی گئے تھے لیکن ان میں سے بہت سے انکار کیا جن میں امراء کرنے والے یعنی جسے بن جئے والے ہیں۔)

فَاذْكُرُوا صَدِیْقَ شَرِیف سے معلوم ہوا کہ جو بھی کوئی شخص دنیا میں خدا قتل کرے گا اس کے گناہ میں آدم کے اس بیٹے کا حصہ بھی ہوگا جس نے دنیا میں سب سے پہلے قتل کیا تھا مذہب و ثواب کا ایک یہ بھی قانون ہے کہ جو شخص کسی نبی کی ابتداء کرے گا اسے اسے قتل کا ثواب بھی ملے گا اور جو لوگ اس کی دیکھا دیکھی اس کی تعظیم و تعلق سے اس پر عمل کریں گے ان کے قتل کا بھی اس ابتداء کرنے والے شخص کو ثواب ملے گا اور قتل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے عمل یا قول سے کسی کی دنیا و دال دی تو اس برائی کو جو لوگ اختیار کریں گے ان کے گناہوں کا جو بھی اس ابتداء کرنے والے پر ہوگا اور قتل کرنے والوں کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔ (کامیاب مصرعہ) حدیث ابی سعید و مسلم و ترمذی و الترمذی (ص ۳۲)

مومن بندوں کو خیر کا راقی اور خیر کا راج دینے والا اور خیر کا پھیلانے والا بننا چاہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بندہ کے لئے کوئی خیر جو ہو سکے اللہ نے خیر کی چابی بنا دیا اور خیر کا کانا بنا دیا اور خیر الی ہے اس شخص کے لئے جسے اللہ تعالیٰ نے شر کی چابی بنا دیا اور شر کا کانا بنا دیا۔ (مسلم و الترمذی ص ۳۳) بد قسموں کو راج دینے والے اپنے ہار سے خود کر لیں۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا

جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے

أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُكْفَرُوا مِنَ الْأَرْضِ

یا ان کو موتی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ و پاؤں جانب مخالف سے کاٹ دیئے جائیں یا زمین سے نکال دیئے جائیں

ذَٰلِكَ لَهُمْ جَزَائُ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَابُوا مِنْ

یہ دیا میں ان کی دوسری اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے ۝ اسی لئے ان لوگوں کے جہنم نے توں کر لی

قَبْلِ أَنْ تُقَادَرُوا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اس سے پہلے کہ تم میں سے قدرت پرور سچوں کو یہ قیامت ظہور ہے دیکھو۔

دنیا اور آخرت میں ڈاکوؤں کی سزا

وہ بات میں اللہ جل شانہ نے ڈاکوؤں اور راہزموں کی سزا بیان فرمائی ہے جو دنیا کی احکام سے حلق ہے اور آخر میں فرمایا کہ یہ دنیا

بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرا تو دشمن کو اختیار ہے کہ چاروں مزاروں میں سے جو بھی میرا دشمن یا اُو کے لیے اختیار کرے کر سکتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک یہ چاروں مزار انہیں مختلف احوال کے اعتبار سے نہیں ہیں لیکن حضرت امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے موجود منقول ہوئی ہے۔

سولی دینے کا جو یہ پُر آراء آیا ہے اس کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا جائے اور بعض ائمہ نے فرمایا ہے کہ نہ تو سولی پر لٹکا کر بیٹھے سے جہنم میں نازل ہو گویا: یا جائے اور دوسری حالت میں مر جائے بعض حضرات کا یہ بھی فرمایا ہے کہ تین دن تک زندہ سولی پر لٹکا دیا جائے اور پھر اتار کر قتل کر دیا جائے۔ (معالم الفقہ ج ۱ ص ۳۳۳) مال لینے کی صورت میں جو یہ فرمایا ہے کہ جانب مخالف سے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اس کے بارے میں فقہاء مختلف ہیں کہ دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔

فقہاء: یہ قتل کر دیا جائے ہاتھ پاؤں کاٹنا شرعی مزار کے طور پر ہے جس کو قتل کرنا ہوس کے اولیاء یا مکارمعاذ کر میں جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔ ان کے معاف کرنے کے باوجود اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح سے اگر اس نے بدل معاف کر دیا جس کا بدل لیا ہے جب بھی مزار معاف نہیں ہوگی۔ لاکھتی کے طور پر بدل کو نہنے میں چونکہ چوٹی سے جدا کر جرم ہے جس کی وجہ سے اس میں عافیت ہو جاتا ہے اس لئے لاکھتی کی مزار اور چوٹی سے جس کا مطلب یہ ہے کہ چوٹی کرنے کی وجہ سے مکمل ہار دیا جاتا تھا کا مزار یا تاج ہے اور ہار چوٹی کر کے تو دایاں پاؤں کاٹا جاتا ہے لیکن لاکھتی میں ہٹکی یا سرچندوں مزار میں شروع کی گئی ہیں۔

اسی طرح سے قتل کرنے کی صورت میں تمام اُن کو اس کو قتل کر دیا جائے گا جنہوں نے کسی جگہ عافیتی طور پر بیٹھ کر کسی کو قتل کیا ہو۔ اگر ان میں سے ایک ہی شخص نے قتل کیا ہو اور ایک ہی شخص کو قتل کیا ہو۔ جب بھی سب قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ قتل قصاص کے اصول پر نہیں ہے بلکہ حالت انصاف کا من فہم کرنے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے سزا کے طور پر ہے۔ ان کو ان کی سزا میں جان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: **لَا تَلُوكُمُ الْفُلُكُ حُرِّقُوا فِي النَّارِ وَلَهُمْ فِي الْأَخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ** (کہ یہ ان لوگوں کی اس دنیا میں رسولی ہے۔ منقول ہوں گے اور سولی پر چڑھیں گے اور ہاتھ پاؤں کٹے پھریں گے اور آخرت میں بھی ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

ایک پانچویں صورت وہ تھی اسے صاحب چاہنے نے ذکر کیا ہے اور وہ یہ کہ نہ تو انہوں نے مال یا اور نہ ہی قتل کیا بلکہ کسی شخص کو زخمی کر دیا اس کے بارے میں صاحب چاہیہ لکھتے ہیں کہ جن اہل میں قصاص لایا جاتا ہے ان میں قصاص لایا جائے گا اور جن میں دیت لی جاتی ہے ان میں دیت لی جائے گی۔

پھر فرمایا: **إِنَّ الَّذِينَ تَلُوكُمُ الْفُلُكُ مِنْ قُلُلِ أَنْ تَقْتُلُوا عَنْهُمْ فَاصْطَلُوا أَنَّ اللَّهَ عَظِيمٌ ذَا جَهَنَّمَ** (اُو! لوگ جنہوں نے اس سے پہلے توہین کر لی کہ ان پر تم قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے اس کے بارے میں حضرت منیرؒ فرماتے ہیں کہ حکومت کے مقررہ میں آنے اور توہین پانے سے پہلے اُو کو توہین کر لیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی توہین لوال ہے لیکن اس توہین سے حد شرعی ہو سکتا ہو جائے گی۔ حق بعد معاف نہ ہو گا اگر مولا کسی قتل کیا تو منقول کے اولیاء کو اختیار ہے کہ قتل کر دیں یا معاف کر دیں اور جو مال لیا ہے اس کا مالیں کرنا بھی واجب ہو گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہ سے حد شرعی معاف ہوگی حق العبد معاف نہیں ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ
 اے ایمان والو! اللہ سے اور واسطہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرو واسطہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم

وَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۝

اور اللہ عز و جل بے حد مہربان اور دانستہ ہے۔ جو توبہ کرے اور اصلاح کرے سو اللہ اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَعْلَمُ بِ

کہ اللہ بخوبی بخیر اور بخیر ہے۔ کیا تم نے نہیں سیکھا کہ اللہ کے لئے ملک آسمانوں کا اور زمینوں کا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے

مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

جو اللہ چاہے اور اللہ بخیر ہے۔ جو اللہ چاہے وہ سب اللہ بخیر کر دیتا ہے۔

چوروں کی سزا کا بیان

چند آیات پہلے ان لوگوں کی سزا میں ذکر فرمایا تھا کہ جو اللہ کے واسطے مردود چوری کرنے والی عورت کی سزایں کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ چوری کرنے والا مردود چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ ان کے کراوت کی سزا ہے جس میں دوسروں کے لئے عبرت ملے۔ یہ سزا عداوت شریفہ میں اس کی تعلیمات اور جوئی میں ان میں سے ایک یہ ہے کہ چور کا اہتمام تھا کہ سزا کاٹ دیا جائے گا۔ اس بارے میں حدیث درست کے مختلف اقوال ہیں کہ کم از کم کتنی عداوت کے چرانے پر قطع یہ یقینی ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہر مہاجرین و انصار اور ان کے بیٹے و بیٹیاں و عورتوں کی عداوت کا سامان چرانے کو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور حضرت امام مالک نے فرمایا کہ جس درہم یا دینار یا دینار کا مال چرانے کو اللہ کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سنیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ جس درہم یا دینار کی عداوت کی چوری کرنے پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اس سے کم نہیں (اس سے کم چوری کا ثبوت ہو جائے تو دوسری کوئی سزا سے سزا دی جائے ہاتھ کاٹا جائے)

شرعی سزا نافذ کرنے میں کوئی رعایت نہیں اور کسی کی سفارش قبول نہیں۔ جو بھی شخص چوری کرے مردود یا عورت اور چوری اقتدار نصاب ہو (جس کا وہ پر بیان ہوا) تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اس میں کوئی رعایت نہ ہوگی اور نہ کسی کی سفارش قبول کی جائے گی۔ یہ سزا عداوت شریفہ میں ایک عورت کی عداوت میں سے کسی اس نے چوری کر لی تھی۔ یہی عداوت قریش کا ایک قبیلہ تھا اور یہ لوگ دیہوی اقتدار سے اونچے کچھے ہوئے تھے۔ سفارش چاہتے تھے کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ مردود یا دینار کا مال علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرما دیا تو قریش اس کے لئے غرمت ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں کسی سے سفارش کرنا ہی ہائے بھارت میں کہتے تھے کہ مسلمانین نے کھانا کوئی جرأت نہ کر سکتا ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان سے عرض کیا کہ عداوت میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم عداوت میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اگر خطبہ یا کہ تم سے پہلے لوگ ایسے کیا کرتے تھے کہ ان میں سے شریف آدمی چوری کرتا تھا (جسے سب اور دیہوی اقتدار سے شریف سمجھا جاتا تھا) تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور اگر کھڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے (پھر فرمایا کہ) اللہ کی قسم اللہ کی قسم اللہ کی قسم اللہ کی قسم کہ اگر چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ لگا کر کاٹ دیتا۔

جب کوئی مرد یا عورت پہلی بار چوری کرے گا اس کا سیدھا ہاتھ لگے گا سزا کاٹ دیا جائے گا اس کے بعد وہ چوری کرنے کو قلعہ سے باہر

لے تو چوری کی شرعی پناہی سزا معاف ہوئی تھی کہ تو بکے بعد بھی ہاتھ کاٹ دے گا آخر میں فرمایا: اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طٰمِعٌ بِذُنُوْبِكُمْ وَيُخٰذِلُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کی رائے ہے حکومت سب آسمانوں کی اور زمین کی وہ جس کو چاہے سزا دے اور جس کو چاہے معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے) اس آیت میں بتا دیا کہ آسمان اور زمین سب اللہ ہی کی ملکیت ہے اسے ہر چیز کے بارے میں پورا پورا اختیار ہے جسے چاہے عذاب دے جسکی چاہے مغفرت فرمائے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہاں تین آیات ہیں ایک آیت کے فتنہ پر و اَللّٰهُ غَفُوْرٌ حَكِيْمٌ فرمایا دوسری آیت کے فتنہ پر و اَللّٰهُ غَفُوْرٌ وَجَبِيْرٌ فرمایا اور تیسری آیت کے فتنہ پر و اَللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فرمایا۔ یعنی دو طرح سے عقوبت دلائی کہ اس کے کسی فعل یا قانون پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں وہ جسے چاہے عذاب دے جسے چاہے بخش دے اس کا بھی اسے پورا پورا اختیار ہے۔ اس کے سب افعال اور سب فیصلے حکمت کے مطابق ہیں کسی کو چاہیں چاہیں اسے کی جرات نہیں ہے۔ نیز ہر چیز اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ مغفرت کا ذکر پہلے ہے اور عذاب کا ذکر بعد میں اور یہاں عذاب کا ذکر پہلے ہے کیونکہ چوری کی سزا پہلے بیان ہوئی ہے اور تو یہ پر مغفرت ہونے کا ذکر بعد میں آیا ہے لہذا از حدیب سابق کے موافق تعذیب پر مغفرت کو جان فرمایا۔ صحیحہ..... چوری کا ثبوت کس طرح ہوتا ہے اور مال لینے کی کون کون سی صورتیں اس چوری میں داخل ہیں جس کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور وہ کون کون سے مقامات ہیں جہاں سے چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اور پھر ہاتھ کاٹ کر کیا کیا جاتے ہیں خون بند ہو جانے پر سب تعلیمات فتنہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاَوْھِبْہُمْ
 اے رسول! آپ کو وہ لوگ رنج و غم نہ کریں جو لوگ کفر میں سے ہیں جنہوں نے اپنے حق سے کہہ کر تم کو ایمان دیا ہے
 وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُہُمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادَوْا ؕ سَتَجِدُوْنَ لِلْكَذِبِ سَتَعْمُوْنَ لِقَوْمٍ
 اور حال یہ ہے کہ ان کے دل ہی نہیں ایمان سے ہیں اور وہ لوگ گمراہ تھے اے نبی! وہ لوگ تم سے کہے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں کہ تم
 اٰخَرِيْنَ ۚ لَمْ يَأْتُوْكَ بِالْحٰكِمِۭ مِنْ تَعْدِ مَوَاضِعِہُمْ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيتُمْ هٰذَا
 پہچاننے کے لئے عرب میں سے آتے تھے ہیں۔ یہ لوگ حکمت کو ان کی نگاہوں سے ہٹا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حق ملے تو اس کو
 فَخٰذِلُوْا وَاِنْ لَّمْ تُوْتُوْا فَاْخٰذِلُوْا ؕ وَ مَنْ يُّزِدِ اللّٰهُ فِتْنَةً فَلَنْ تَكُوْنُ لَہٗ مِنْ اللّٰهِ
 لے لے گا اور اگر تم کو یہ حق نہ ملے تو اس سے چھوڑ کر اور اللہ تعالیٰ جس کو فتنہ میں ڈالے گا اور وہ فرمائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو ہدایت دے گا اور
 شَيْءًا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُؤْمِرُوْا بِاللّٰهِ اَنْ يُظْہِرَ قُلُوْبُہُمْ ۚ لَہُمْ فِي الدُّنْيَا حِزْبٌ ؕ وَ لَہُمْ
 انہیں جہنم کی تکذیب دیا گیا ہے ان کے لئے یہ ہے کہ انہیں فتنہ میں ڈال دیا جائے اور ان کے دل گمراہ رہیں گے۔ ان کے لئے یہ ہے کہ انہیں فتنہ میں ڈال دیا جائے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے اس سرور و حرمت زنا کر میں اور وہ شادی شدہ ہوں تو ان کی یہ سزا ہے اگر وہ یہ عقیدہ رکھیں کہ گنہگار کی جہنم و قیامت تو ان کے لیے عار اور اگر جہنم کا عقیدہ ہی تو تو ان کے لیے عار کر کے کہنا، جب یہ لوگ اپنے منہ خود سے اور عقلی قریح کے سامنے یہ بات نہ سکی تو انہوں نے کہا کہ پہلے سے سمجھو وہ اسی بات کا عقیدہ ہیں گے جس سے تم ڈرتے ہو اس کے بعد یہودیوں کے سرور و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تم میرے فیصلے پر راضی ہو گے تو انہوں نے کہا ہاں! ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہوگا آپ نے ان کو، اگر جہنم فیصلہ نہ دیا اس پر وہ فیصلہ ماننے سے منظور ہو گئے حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا آپ ان صورا کو درمیان میں لائیں یہ شخص ان کے عدا میں سے تھا اور یہ کہنا تھا آپ نے یہودیوں سے فرمایا کہ تم ان صورا کو جانتے ہو؟ کہنے لگے ہاں! فرمایا وہ تم کو ان میں سے کس شخص سے؟ کہنے لگے کہ یہودیوں میں وہ سے ان کوئی علم نہیں ہے جو قوریت شریف کے اندکام سے واقف ہو، ان صورا کو لایا گیا آپ نے یہودیوں سے فرمایا کہ تم اپنے درمیان اسے فیصلہ کرنے والا منظور کرتے ہو؟ کہنے لگے ہاں! ہمیں منظور ہے آپ نے ان صورا سے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے صوری علیہ السلام پر قوریت نازل فرمائی اور تمہیں مصر سے نکالا اور تمہارے لیے مسند پر ڈال اور تمہیں نجات دی اور جس نے تم پر بالوں کا سایہ کیا اور جس نے تم پر سن و سلمیٰ نازل فرمایا کیا تم اپنی کتاب میں شادی شدہ والوں سے بارے میں درج کر کے کا تو ان پاتے ہو؟ ان صورا نے کہا ہاں! انہیں اس ذات کی جس کی مجھے آپ نے قسم دلائی ہے قوریت شریف میں درج کا حکم ہے اگر مجھے اس کا ذکر نہ ہوتا کہ جھوٹ ہو گئے یا قوریت کا حکم بدلے کی وجہ سے مل جائے گا تو میں اقرار نہ کرتا تا آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں نے سب سے پہلے خداوند تعالیٰ کے حکم کے خلاف کب رخصت نکالی؟ ان صورا نے کہا کہ ہم یہ کرتے تھے کہ جب کوئی بڑا آدمی زنا کرتا تو اسے سزا دینے بغیر چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی زنا کرتا تو اس پر سزا جاری کرتے تھے اس طرح سے ہمارے بڑے لوگوں میں زنا کا رویہ زیادہ ہو گیا اور ایک بہادر فوجی یا ایک بادشاہ کے چچا کے بیٹے نے زنا کر لیا ہم نے اس پر جہنم کی سزا دی نہ کی بھرا ایک اور شخص نے زنا کیا جو عام لوگوں میں سے تھا بادشاہ نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے اس پر اس کی قوم کے لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اس شخص کو سنگسار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ بادشاہ کے چچا کے بیٹے پر زنا کی سزا جاری نہ ہو۔ جب یہ بات سامنے آئی تو انہیں میں کہنے لگے کہ جہنم کی سزا کے علاوہ کوئی صورت تجویز کر لیں جو بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے لوگوں پر جاری کی جا سکے خدا ہم نے یہ سزا کر لیا کہ جو شخص بھی زنا کرے اس کو ایسی دسی سے چاہیں کوڑے مارے جائیں جس پر رونق قار (باراں) لگے گا اور کوڑے مار کر چروں کو کلا کر دیتے تھے اور گوہروں پر بیٹھا کر بازاروں میں گھمرا دیتے تھے گوہروں پر اتنا سوار کرتے تھے یعنی سو گھروں کی کھینچیں یا انگوں کی طرف ہوتا تھا جب ان صورا نے یہ کیا تو یہودیوں کو بات بتانا ان کو ہوا ان صورا نے کہا کہ اگر مجھے قوریت کی مار دینے کا ذکر نہ ہوتا تو میں نہ جانتا۔

جب ان صورا نے قوریت شریف کا قانون سنا دیا اور یہودی پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ ہم آپ کے فیصلے پر راضی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں یہودیوں میں سے کسی زنا کرنے والے سرور و حرمت کو جہنم کرنے کا فیصلہ نافذ کر دیا جن کو آپ کی مسجد کے قریب درج کر دیا گیا اور آپ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اللہ اے میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے آپ کے حکم کو نہ کیا ہے یہودیوں نے سرور کو دیا تھا اس پر اللہ جل شانہ نے آیت ہلا تالیف اللہ تعالیٰ لا یختر ثلاث القلین فساد غولن فی الخلق (آخر تک) نازل فرمائی ارشاد فرمایا کہ اسے رسول تمہیں دو لوگ تجتہدات کریں جو جلدی جلدی کفر کی طرف دوڑتے ہیں جن میں دو لوگ بھی ہیں جنہوں نے زبان سے کہا یہ دو لوگ ان میں ہیں حالانکہ اولیٰ سے سزا نہیں تھی جس دوران میں وہ بھی ہیں جو جھوٹ ہو گئے کے لیے آگے بڑھ چکے ہیں لیکن وہ آپ

سے باتیں بنتے ہیں، کتاب کے نام دہرائیں گے کہ آپ سے نہیں کہیں معذور، لغو، معزین، لغو یا تو کب یہاں لوگوں کے لیے بنتے ہیں، لوگوں سے جڑتے ہیں، جو آپ کے پاس نہیں آتے، یعنی یہ دوسرے لوگوں کے پاس ہیں، مگر قرآن، جو اصل فیہ کے پاس ہیں، ان کے پاس آتے ہیں، اس لیے ان کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت عبدالعزیز بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ توہم میں رحم کے بارے میں کیا سمجھ رہا ہو پاتے ہو یا نہیں نے کہا کہ اس میں تو یہ سمجھا ہے کہ ان کو روکا گیا ہے اور ان کو کوڑے مارے جائیں۔ حضرت عبدالعزیز بن عمر رضی اللہ عنہما میں موجود تھے (یہ علما و محدثین میں تھے جنہوں نے اس مقام قبول کر لیا تھا) انہوں نے کہا کہ تم سمجھو نے ہو یا نہیں توہم میں درجہ کی آیت موجود ہے۔ توہم کے ذکر کا وہ توہم لے گئے اسے کھرا دیکھن ان میں سے ایک شخص نے درجہ کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس سے پہلے اور بعد میں جو مضمون تھا اسے چاند حضرت عبدالعزیز بن عمرؓ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اٹھا اور اپنا ہاتھ اس میں درجہ کی آیت موجود تھی آیت کے بارے میں درجہ کی آیت اس کے بعد زنا کرنے والے مرد اور عورت دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔

یہودیوں کا کتاب اللہ میں تخریف کرنا یہودی کی حالت بیان کرتے ہوئے حریف فرمایا، نہ صرف تو ان الکلمہ عن قوم مضطرب کہ یہ اللہ کے کلمات کو ان کی جگہوں سے جدا کرتے ہیں، تو دیت کے حکم کو انہوں نے بدل دیا تھا اور اس میں مل کر جس کے حکم کو منسوخ کر بیٹھے تھے وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ بھی اللہ کا حکم یاد کر کے لوٹیں گے۔ اے تھے بلکہ نصرت اور آسانی خواہش کرنے کے لئے آئے۔ یہ بطور قول ان ان تؤمنتم هذا بطحوظة و ان لعدو ثو ثو فاعلوا و اسی وجہ سے کہ ان کے قول خداوندی پر چن مضمون تھا بلکہ آسانی خواہش کرنا چاہتے تھے آپس میں ایک دوسرے سے کہہ کر دیکھا اگر مطلب کے مواضع میں حکم ملے تو اسے مان لیا اور اگر مطلب کے خلاف ہو تو گریہ کرنا جن کو حق پر چن مضمون نہیں ہوتا ان کی ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں جن میں حق پر چننا مضمون ہوتا تو یہ دیت شریف میں کیوں تخریف کرتے اور دیت شریف میں بیان کر دیتا جس کے مطابق حق یا آفرین اور ان کو کچھ کرنا کفر کیوں شمار ہے۔

[illegible]

یہودیوں کی حرام خوردگی۔ اس کے بعد فرمایا سَقَوْنَ لِلْكَذِبِ أَكْثَرُونَ مِنَ الْحَقِّ کراہگ جھوٹ سنے والے ہیں اور خوب کائنات لگاتے والے ہیں أَكْثَرُونَ لِلْكَذِبِ خوب زیادہ حرام کائنات لگاتے ہیں۔ علامہ کبیر نے فرمایا ہے کہ یہ یہود و کلام کے بارے میں فرمایا یہ لوگ دشت لیتے تھے اور پھٹس دشت دینے کا شمار کر دیتے تھے اس کی بات پر کان نہ دہرتے تھے اور پھر اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے تھے اور جس نے دشت نہ دی خواہ وہ کیسا ہی عظیم ہو اس کی بات سنی جاتی تھی اس کے حق میں فیصلہ دیا جاتا تھا لفظ فسحت عربی زبان میں کسی چیز کو باطل جڑ سے ختم کرنے کے لئے موضوع ہے اس کو دشت کے لئے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ جہاں جاگوں میں دشت کا پھیل دین ہو جائے وہاں حق اور انصاف پھیل ہی ختم ہو جاتا ہے دشت گناہ کی جڑ ہے اور جاہل دشت میں لے لو جائے وہ حرام ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لعن اللہ الزانی و اللغو الشقی و الزانی لعنت ہے زانیہ و لعنت ہے زانیہ کے لئے ہمارے ہر درخت چنے والے پر اور اس شخص پر جو من کدر میں من وادھ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶)

یوں تو یہ درخت کا من و دین حرام ہے لیکن خاص کر حکم ہر وہ شخص جس نے زنا کرنا شروع کر دیا وہ زانیہ کہلاتا ہے جو اپنے کو نکاح میں سے درخت لے لی جائے اس کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے اور عموماً ایسے فیصلے نفاذ کی جاتے ہیں۔ یہ حکم ان فیصلوں کا نتیجہ ہے جس میں بھی بہت مزاجدارانہ حرکتیں بھی اس کی بنی ہوئی ہیں۔

چند ایسے امور کا تذکرہ جن کی وجہ سے دنیا میں خدا اب آجاتا ہے حضرت عمر دین خاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی قوم میں بھی زنا کاری پھیل جائے تو قطعاً وہ زمین کی کثرت کی بجائے کمی کی اور جس کسی قوم میں درختوں کا کھنڈ دین و دھن چاہے تو زہر کے ذریعہ ان کی کثرت کی جائے گی (یعنی ان کے دلوں پر زہر ڈال دیا جائے گا)۔ (ابن ماجہ کی مشکوٰۃ ص ۳۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس کسی قوم میں نہایت کاردان ہو جائے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں زہر ڈال دے گا اور جس کسی قوم میں زنا کاری پھیل جائے ان میں منوں کا زیادہ ہو جائے گا اور جو قوم پاپوں میں کمی کرنے لگے گی ان کا ذوق کاٹ دیا جائے گا اور جو قوم باحق فیصلے کرے گی ان میں نکل و خون زیادہ ہو گا اور جو لوگ بدھن کر کے ان پر دشمن مسلط کر دیا جائے گا۔ (ابن ماجہ کی مشکوٰۃ ص ۳۴)

ان سب چیزوں کی بناء پر کئی ایسی حالتیں بھی پیدا ہو سکتی ہیں اور اب بھی بہت سی قوموں میں یہ افعال ہیں اور ان کے نتائج دیکھنے میں آ رہے ہیں جو لوگ مسلمان ہونے کے بعد گنہگار ہیں اور گنہگار ہیں اور اپنے حالات کو سامنے نہیں لے کر اپنے دل میں کہہ کر مہربان ہیں۔

درخت کی بعض صورتیں درخت صرف یہی نہیں ہے کہ حاکم کو کہہ کر اپنے حق میں فیصلہ کر لیا جائے بلکہ یہ وہ کام جو کسی کے خلاف شرعاً فرض یا واجب ہو اور یہ وہ کام جو گناہ یا پلے کی وجہ سے کسی نے اپنے ذمہ کر لیا ہو تو اس کا کام نہ کرنا یا کچھ بھی نہ کرنا درخت ہے۔ درخت کی بہت صورتیں ہیں جو کتب فقہ میں موجود ہیں۔ جو شخص کسی غلط کام میں ہوا کسی غلط کام میں ہوا (جو اگر وہ غلطی حرام ہو تو اس کی تو گنہگار ہی حرام ہے) تو جو کام حیثیت لازم کے اس کے خلاف واجب ہے اگر وہ وہاں سے پورے کر کے تو پورے کرنا حرام ہے کیونکہ اس کام کی گناہ اس کے لئے رہی ہے جو حاکم اگر کسی فیصلہ کرے تب بھی اس کو کسی فریق سے پورے کرنا حرام ہے کیونکہ وہ کسی فیصلہ کرنے کا پابند ہے اور اگر درخت بھی لے کر فیصلہ کر لیا تو درخت تو حرام ہے ہی گناہ بھی حرام ہوئی کیونکہ جس کام پر مسموع ہے اور جس کی گناہ لے رہا ہے اس نے وہ کام نہیں کیا۔

جو لوگ کسی عہد پر پہنچ جاتے ہیں لوگ روز و رات ان کے پاس مال لاتے ہیں اور وہ یہ نہ کہہ دیتے ہیں اور حقیقت میں یہ وہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے کسی وقت کام لینے مقصود ہوتا ہے کیونکہ حقیقت میں درخت اور غلام یہ ہوتا ہے ہی لیے حضرت افضلہؓ نے لکھا کہ جو شخص حاکم بنے اس کا یہ لینے دینے کا حق لوگوں سے پہلے سے تعلق تھا وہ اب بھی وہ سمجھا جائے گا لیکن جو لوگ اب وہ شرعاً کریں گے وہ درخت میں شمار ہوگا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے ایک قریبی عزیز نے بطور بدیہ کھجور کا درخت انہوں نے اسے دیکھ کر دیا جو نافع تھا یا تھا۔ اس نے کہا آپ وہ نہیں لینے یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لیا ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو یہ قدر ریاضت ہو اسے لئے رخصت ہے۔ (ع. ر. اللہ.)

فائدہ۔۔۔ کسی سے جتنی کا کاغذ کرنے پر جو رقم لی جائے وہ رخصت ہے (جو عمر کے علاوہ وہ کسی طرح اپنے پیسے کے لئے اس کی قبول کرنے پر جرمال لیا جائے وہ بھی رخصت ہے) (یکال: بہار آسمان میں اس کا رواج ہے) کسی کی سفارش کرنے پر رقم یا جو بھی جگہ مال ہو جائے وہ رخصت ہے کوئی انصاف کسی کو اپنے حکم میں ملازم رکھے اور اس پر رقم ملے تو یہ بھی رخصت ہے۔ یہ امر مکمل کوغذا کہ اگر دل غصہ نہ کر لیں بلکہ اپنے حوالہ کو بھی دیکھیں کہ کم کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔

پھر فرمایا **لَا تَحْكُمُ بَيْنَهُمْ اَوْ يَخْرُجْ عَنْهُمْ** (سو اگر وہ آپ کے پاس آجائیں تو ان کے درمیان فیصلہ نہ کیجئے یا ان سے عرض کریں وہ ان غرضوں سے غور و فکر نہ کریں) (اور اگر آپ ان سے عرض فرمائیں تو وہ آپ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے)۔۔۔۔۔ اس آیت میں اختیار دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں چاہیں فیصلہ نہ فرمائیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب یہودیہ پر اہل ذمہ کے احکام جاری نہیں ہوئے تھے اور یہودیوں سے صرف اس بات کا مطالبہ ہوا تھا کہ دین متصورہ کی قوم مسلمہ کے کی قول کو دفاع کریں گے جو لوگ ذلی ہوں وہ لوگ اگر کوئی فیصلہ کرنا نہیں تو ان کے درمیان فیصلہ کرنا واجب ہے جیسا کہ کھوار کوغ میں ارشاد ہے: **وَإِنْ اَخْتَلَفْتُمْ بَيْنَهُمْ فَمَا تَزَلْ اَنْتُمْ بِالْعَدْلِ ۗ وَالْاَمْرُ لِلّٰهِ ۚ وَالَاَمْرُ لِلّٰهِ**

پھر فرمایا **وَإِنْ خُفِفْتَ فَاِخْتَلَفْتُمْ بَيْنَهُمْ فَاِخْتَلَفْتُمْ** **۝ اِنْ اَللّٰهُ نَحْبُ الْفٰسِقِيْنَ** اور اس صورت میں فیصلہ کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا ہے اس صورت میں اگر فیصلہ کرنے کی جانب رجحان ہو تو انصاف ہی کا فیصلہ کریں اور اگر اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پتہ نہ ہو تو پھر فرمایا **وَكَلِمَاتُكُمْ يَخْضَعُونَ لَهَا ۚ وَعِنْدَ عَلَمٍ الْوَرَقَةُ لِيَهِيَ خُفْمُ اَللّٰهِ فَمَنْ يَحْلُوْنَ مِنْ مَّعْدَدِ ذٰلِكَ وَمَا اَوْ كَلِمَاتُ الْفٰسِقِيْنَ** کہ یہ لوگ آپ سے کیسے فیصلہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس آیت و حدیث شریف موجود ہے اس میں اللہ کا حکم ہے وہ ان کو اس کتاب کے سامنے کاغذ کی گئی ہے (اسے چھوڑ کر آپ سے فیصلہ کرنا) آپ کی بات ہے ان کو حق کا فیصلہ منظور نہیں ہے انہوں میں چار دوسرے مقصد ان کا یہ ہے کہ عداوت سے موافق فیصلہ ہوا تو انہیں گے اور انہیں اصل بات یہ ہے کہ انہیں حق پر چڑھا منظور نہیں ہے **وَمَا اَوْ كَلِمَاتُ الْفٰسِقِيْنَ** اور یہ ایسا بیان دینے والے ہیں۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا الْقُرْاٰنَ لِيَهِيَ هُدًى وَّ نُوْرًا يَحْكُمُ بِهَا الْيٰسِيُوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلّٰهِ

یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں کہ اس میں رہت ہے اور ہدی ہے اور نور ہے جو انہیں ہدایت دے گا اور انہیں اللہ کے احکام سے چھوڑ دے گا۔

هٰذَا وَاَلْزَبِيْثُوْنَ وَالْاَخْبَارُ بِمَا اسْتَغْفِرُوْا مِنْ وَّ كَسِبَ اللّٰهُ وَاَكَاثَرُ عَلٰی

اور اللہ دالے اور ہم دالے بھی غلط اپنے تھے یہ اس کے کہ ان کو اللہ کی کتاب کو کھلا رکھنے کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس

شَهِدَآءٌ فَلَا تَحْشَوْا اَلْاَنَاسَ وَالْخَشْيُوْنَ وَلَا تَشْأَرُوْا بِاٰیٰتِيْ قَلِيْلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ

یہ کہو تھے جو تم کو ہیں یہ نہ اور نہ تم سے اور اور میری آیتوں کے اور میری ہی جیت سے اور اور جو تمہیں اس کے موافق حکم نہ کرے

بِمَا اَنْزَلْنَا اِلَيْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ ۝ وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنْ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ

کہ اللہ نے ہماری طرف سے جو بھی لوگ کافر ہیں اور ہم نے ان پر آیتیں بھی لکھ دی ہیں کہ ان ہاتھوں کے بدلہ ان کے ہاتھوں کے بدلہ

وَالْعَيْنِ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَاللِّسْنَ بِاللِّسَنِ ۚ وَالْأُخْرَىٰ بِمِثْلِهَا ۚ

اور آنکھ آنکھ سے، ہاتھ ہاتھ سے، کان کان سے، زبان زبان سے، اور باقی ہر چیز ہر چیز کے برابر۔

فَمَنْ تَصَدَّقْ بِهِ فَهُوَ كَفَارَةٌ لَهُ، وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۰﴾

جو شخص جس کو اس کے لئے کفارہ ہے، اس پر جانچ کر دے، اور جو شخص اس کے ساتھ حکم نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، سو وہ ظالم ہیں۔

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آلِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مَصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ ۖ سَوَّاهُ الْكَلِمَةَ

اور ہم نے ان کے لئے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (اکو چھواویں کتاب کی تصریح کرنے والے تھے جو ان کے ساتھ تھی) کو تورات اور ہم نے ان کو

الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَتُورَةٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ ۖ وَهُدًى وَ

انجیل ملی جس میں ہدایت تھی اور توراتی کتب اور تصریح کرنے والی تھی جس کی وجہ سے اسے تورات اور ہم نے ان کو اس کے لئے ہدایت کی۔

مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۱﴾ وَلِيَحْكُمَ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا

اور نصیحت اور ہدایت کی کہ ان کے لئے اس کے ساتھ اس کے ساتھ تھی جو نازل فرمایا اور جو شخص اس کے ساتھ

أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۲﴾

نازل کرے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا سو وہ ظالم ہیں۔

توریت شریف میں ہدایت تھی اور وہ تھا

ان آیات میں اول تو توریت شریف کی صفت بیان فرمائی کہ ہم نے تو توریت کو نازل کیا اس میں ہدایت تھی اور اور عیسائی راہنما بھی جو ان کے درمیان میں فرق ظاہر کرتی تھی۔

پھر فرمایا کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کے فرماں بردار بنے تھے تو توریت شریف کے ذریعے پہلے فرماتے تھے ان کے پہلے یہودیوں کے حالات اور معاملات سے متعلق تھے پھر الْفُتُورَیْنِ پر معلق فرمایا وَالطَّوْرَةَ الْبَيْنُونَ وَالْأَنْعَامُ کہ پانی اور جاندار کی توریت شریف کے ذریعہ حکم فرماتے تھے۔ دینیاتی آپ کی طرف منسوب ہے یعنی آپ کے لئے لوگ انہیں ہدایتی اصطلاح میں اللہ والے کہا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو انبیاء علیہم السلام شریف لائے وہ انہیں کی شریعت پر چلتے تھے اور اس پر فی اسرار اکل کو چاہتے تھے تو توریت شریف کی تعلیم، تبلیغ اور ترویج کی امداد ہی سنبھالتے تھے، ان حضرات کے علاوہ جو اللہ کے نیک بندے تھے اللہ والے تھے۔ اصحاب علم تھے، دینی حضرات انبیاء اور ہم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر توریت شریف کے ذریعے پہلے کرتے تھے، انجان اور اہلکار، براہِ حق علیہ وعلیہ وسلم دوسری ہیں جو لوگ ہدایت میں زیادہ مشغول ہوئے ان کو پانی اور چرواہے کے علم کا مختصر اور دیکھتے تھے ان کو احباب فرمایا جس مالم شمس میں ہدایت ہو چو کہ اس کا علم تو اس کے لئے منیہ نہیں اس لئے دوسرے لوگ ان کو بھی اس سے قطع نہیں پہنچا موند کیا جاتا ہے کہ جو شخص صرف علم کا حامل اس کی طرف لوگ رجوع نہیں کرتے اور اس کا علمی فیض پہنچتا ہے۔

ان میں سے کئی میں کوئی جگر سے اور بدگوشت کی ہڈیاں ہوتی ہیں جن میں کوئی نصیب نہیں، کوئی نصیب اپنے کو شرف اور اعلیٰ سمجھتے تھے جب کوئی شخص فی الضمیر میں سے فی قریب سے کسی شخص پر حق کو چھوڑتا ہے تو اسے قصاص میں قتل نہیں ہونے دیتے تھے اور اس کی دیت میں حرام کچھ نہیں دیتے تھے اور جب کوئی شخص فی قریب میں سے فی الضمیر سے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو قاتل کو قصاص میں قتل بھی کر دیتے تھے اور دیت میں قریب سے چاہیے وہ قتل کچھ نہیں بھی لیتے تھے اور اگر فی الضمیر کی کوئی گھومتی قریب کے ہاتھ سے قتل ہو جاتی تو اس کے عوض فی قریب کے مرد قاتل کر دیتے تھے اور اگر کوئی عام قاتل ہو جاتا تو اس کے بدلہ فی قریب کے آزاد مرد قاتل کرتے تھے اسی طرح کے قانون انہوں نے جرائمات کے عوض کے بدلے میں جاری رکھے تھے اور قریب کو مال کم دیتے تھے اور عوام اس سے آگاہ کیا لیتے تھے (معاذ اللہ) میں ۳۵ ج ۱ صفحہ ۱۷۱ بعد فی منہ بل (اور اس میں آپ اللہ رحمت والا جماعت سے دعا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو عفو و رحمت عطا فرمائے)

فمنہم من ذلے فی الضمیر سے صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت پڑھا کہ ان میں سے ہر ایک کو عفو و رحمت عطا فرمائے جس میں قصاص کے احکام بیان فرمائے جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ ان میں سے جو آزاد اور قریب نے ذکر اور قریب کے ساتھ معاملہ کر رکھا ہے یہ معاملہ قریب دیت شریف کے خلاف ہے بدنامی اور بیعت کے احکام کے خلاف ہیں اور خطائے ہیں اور ان کے گمراہ کر دیا، اسی لئے ان میں فرمایا تو انہیں نسوا یسخطکم سمنا فسنزل علیہم الذلۃ فاولئک ظلم الظالمون (۵) اور جو شخص اس کے موافق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا تو انہیں لوگ ظلم کرنے والے ہیں)

قصاص کا یہ قانون ہمارے لیے بھی اسی طرح مشرعات ہے کہ جان کو جان کے بدلے میں قتل کیا جائے گا بشرطیکہ قتل سے قصاص افسس کیا ہو اس میں کچھ بڑا امر و گھومتی چھوڑنا یا متحدہ است اور اپنی سب برابر ہیں، کسی مال و مال کو کسی غریب پر اور کسی غریب کو دوسرے قریب پر کوئی قریب اور قصاص سے حاصل نہیں ہوتا یہ معاملہ مقبول کے ادا کیا، کے پروردگار کو اگر چاہے تو قصاص نہیں اور چاہے تو عفو و رحمت دیت لے لیں سمنا قال اللہ تعالیٰ فیمن یسخطکم سمنا فسنزل علیہم الذلۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ بات کہی ہے یہ بات کہی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو عفو و رحمت عطا فرمائے جس سے وہ ظنی بدلے دیت لینے کی اپنی ذات شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے یہودیوں کے حق میں صرف قصاص ہی مشروع تھا جب کہ ذلالت و غفلت حق و ربکم و زعمتم کے ذیل میں مفسرین نے یہ بات کہی ہے اور کوئی شخص کسی کی آنکھ میں دھرتے دیتے جس سے وہ ظنی بھی ہائے تو اس پر بھی قصاص ہے ہمارے دالے کی آنکھ کو دھنی ختم کر دی ہے اور اگر کوئی شخص کسی کا دانت توڑے یا اکھاڑے تو اس کا بدلہ بھی دانا دیا جائے گا اسی طرح کوئی شخص کسی کی ناک کاٹ دے تو اس کے دالے کی ناک کاٹ دی جائے گی اور کوئی شخص کسی کا کان کاٹ دے تو اس میں بھی قصاص ہے یعنی کانٹے دالے کا کان کاٹا جائے گا۔

قرآن مجید میں قصاص فی النفس کے بعد آنکھ ناک کان اور دانت میں قصاص آیا ہے دوسرے اعضاء کا ذکر نہیں فرمایا۔ فقہ کی کتابوں میں تحصیل کے ساتھ دیگر اعضاء و اطراف کے قصاص کے مسائل بھی لکھے ہیں اگر کوئی شخص کوئی سے قصاص کسی کا ہاتھ کاٹ دے تو اسے دالے کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اگرچہ اس کا ہاتھ یا ہڈی اس طرح انگوٹھوں میں بھی قصاص ہے اگر کوئی شخص کسی کی پوری انگلی جوڑے کاٹ دے تو اس کے جوڑوں میں سے کسی جوڑے میں سے کاٹ دے تو اس میں بھی قصاص ہے اسی طرح پاؤں کاٹنے میں بھی قصاص ہے اگر کوئی شخص کسی کے جوڑے کی کا پاؤں کاٹ دے تو اس کے بدلہ اسی جوڑے سے کاٹنے والے کا پاؤں کاٹ دیا جائے گا اگرچہ بہت سی تفصیلات ہیں جو لفظ کی جانگیری اور فہم و دیکھی گئی ہیں۔

آخر میں فرمایا والمعروف و النہی بضم (اور معروف میں قصاص ہے) (مومن کی تشہاد میں جس قسمیں کہیں ہے مومن کے احکام میں جاری تفصیلات ہیں جس قسم میں مسادات یعنی برابری ہو سکے اس میں قصاص ہے اور جس میں برابری نہ ہو سکے اس میں مال دیا جائے گا۔ ہاں

میں (کتاب ایمانیات) اصل فی الشیخ کا ساتھ کر رہا ہے۔

فہو کفاراً لہ کے معنی پر اگر ایمان نہ لے لیں تو کفار ہیں، حضرت مفسرین کرام نے اس کے مطلب کیسے ہیں، اس میں یہ ہے کہ لفظ کی تفسیر میں طرفِ رافع ہے اگرچہ لازمی لفظ نہیں کہ وہی کی طرف رافع ہے، آیت کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ اسے اختلاف کے دلی ہے کہ چاروں اور قائل کو صواب کر دیا اور اپنے حق کا قصود کر دیا یعنی چاروں اور قائل کو صواب کر دیا تو اس کے لیے کہ وہ ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اور رضی اللہ عنہما اور رضی اللہ عنہما یہی امر ہے۔

اور اگر لفظ کی تفسیر چاروں اور قائل (یعنی دھم کرنے والے اور قتل کرنے والے) کی طرف رافع ہو تو پھر معنی یہ ہو گا کہ اگر وہ اسے یا مثلاً کے دلی ہے تب صواب کر دیا تو یہ لازمی کر کے اسے اور قتل کرنے والے کے گناہ کا کفار ہو گیا اب اس پر آخرت میں مواخذہ ہو گا (اور لفظ لا تکبر من عباس القولین و علی الاول اکثر الصحابہ والتابعین ومن بعدهم) (قریش میں ۶۸۸ء) یا صواب کر کے اگر وہ آپ کو دہائی جگہ سے دوسری آیت فسن عطا واصلح فافخرہ علی اللہ میں بیان فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی منقول ہے اور بعض اہل ایمان بھی یہی جہاد اور بدعتی مسلم کا بھی یہی قول ہے۔ (مواہم القریش ص ۳۳۳ ج ۲)

تھامس کا شرعی قانون نافذ نہ کرنے کا دہال تھامس کا قانون سورۃ بقرہ میں بھی بیان فرمایا ہے اور یہاں سورۃ بقرہ میں بھی، جو لوگ مسلمان نہیں ہیں انہوں نے اپنے جہاد کا قانون جاری کر کے چلے۔ اول تو قتل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا، تاہم ان کیوں اور جو سزا دی گئی ہے اس کا قائل کی حمایت کرنے والا، ان کیلئے اور جو سزا اس کی قانونی موٹھائی کرتا ہے کہ وہ قائل کے خلاف فیصلہ ہونے نہیں دیتا اور اگر دوسری ہ نہ کہ وہ اس کے اسے بچھا دے، یا اور حکام کی اسے سزا دینے کی دعویٰ کی تو وہ اس کی قتل کر دیتا ہے اور یہ قتل بھی اس کی کشتیوں میں کی جاتی ہے اور وہ اس میں بھی قتل کر دیتا ہے اور یہ قتل بھی اس میں اول تو قاتلوں کو جہت نہیں ہوتی ان کو ایلیس کا سننے کی عادت ہوتی ہے دوسرے ایلیس اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں بھی جاتی تاہم حق تھامس دلا دیا ہے تاہم بدعت دہائی ہوتی ہے اور یہاں ہوتے ہیں کہ وہ سارا ملک کو جان بخشی کی درخواست دی جاتے تو وہ بالکل ہی صواب کر دیتے ہیں حالانکہ ان کو صواب کرنے کا کوئی حق نہیں۔ کافروں نے جو قانون جاری کر کے ہیں انہی کو ان حکاموں نے اپنا رکھا ہے۔ جو تمام مسلمانوں کے قانون میں ہیں یہ ملک بھی تھامس اور بدعت کا قرآنی قانون نافذ نہیں کرتے اور اس کا بدترین پہلو یہ ہے کہ ایسے جہاں تھامس کو بدعتیہ ذمہ دہائی ہے بدعتیہ ہیں انہ کے قانون پر اعتراض کر کے کافروں نے جو تدارک نہیں دیا جس میں وہ ان قائم کرنے اور قتل دہائی کی اور ان میں ختم کرنے کو چاہتے ہیں، ان کو ہم بھی آتا ہے تو قانون پر ہی آتا ہے یہی سمجھو یہ۔

انجیل شریف میں ہدایت بھی لکھو دھما تو بیت شریف اور اس کے بعض احکام کا ذکر فرمانے کے بعد حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور انجیل شریف کا ذکر فرمایا اور حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور ان کا فرمایا والقیب علی سلسلہ انارہ نے بعضی ان غزوہ کے کہ ان انجیل کے بعد (جو قرآن شریف کے مطابق حکم کرتے تھے) ایم کے یعنی ان میں کو بھیج دیا اور بیت شریف کی تصدیق کرنے والے تھے جو ان کے سامنے تھے اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت تھی اور روشنی تھی اور جو قرآن کی تصدیق کرنے والی تھی جو پہلے سے موجود تھی انجیل میں مشیتوں کے لئے ہدایت تھی اور بصیرت تھی، اس میں یہ بتایا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی تو قرآن کی تصدیق کرنے والے تھے اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی یعنی انجیل وہی تو بیت شریف کی تصدیق کرنے والی تھی یہاں سے انجیل کا نام یحییٰ علیہ السلام آپس میں ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے تھے اور انجیل میں تو بیت شریف کی تصدیق موجود تھی بعد میں کہ وہ

بندوں کو نکلیں اور ان کی سرانگہی سے حضرت سیدہ یحییٰ علیہ السلام کی نبوت کا نہ صرف یہ انکار کر دیا اور ان کی کتاب کو دانا بلکہ اس کے کلمے کو پتھر سمجھنے لگی تو ان کے شک کے اٹھانے والی کرتی میں انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی جو ساریوں میں برابر باہمی مخالفت رہی اور صرف انی یسویوں کو یہ اثر نہ پہنچا رہے کہ انہوں نے سیدہ یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ چند سال پہلے ساری تھ جوڑ کے لکھنے پر صرف انہوں نے اپنا دھڑا ہوا جس نے لایا۔

تھ جوڑ مسلمانوں کی مخالفت میں احمد بن حنبلہ کے لئے کیا گیا ہے۔ یہودیوں کے مقاصد صرف انہوں سے متعلق ہیں اس لیے باہمی مخالفت کو دور کرنے کے لیے یہ راستہ نکالا گیا جو ہم پر مذکور ہوا۔

اللہ کے نبی اور اللہ کی کتاب میں سب ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہیں۔۔۔۔۔ بہر حال یہ ساری کفر و بدعت اور مخالفت اور مخالفت کو لوگوں کے اپنے معاملات کی وجہ سے جہالت کے نبیوں میں آپس میں کوئی مخالفت نہیں اور اللہ کی کوئی کتاب دوسری کتاب کی تکذیب کرنے والی نہیں تو ریت اور انگلیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق موجود تھی۔ جسے یہودیوں نے انصاف سے نہ عرف کر دیا اور تحریف کے باوجود اب بھی تصریحات مٹی میں جن میں آپس کی تصدیق اور تحریف آدمی کی تصریح موجود ہے، انگلیں کے ہارے میں فرمایا

وَعَدَىٰ وَالْفُتُفُF کہ وہایت ہے اور نصیحت ہے پر یہی لوگوں کے لئے مہیا کیا ہی ہے جیسے قرآن مجید کے ہارے میں

فُفُفُفُفُفُفُفُF اور هَذَانِ لِلْمَسْكِينِ وَالْفُفُفُفُفُF فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے حواجز میں ہدایت قبول کرنا اور نصیحت سے وہی قبول کرتے ہیں اور کفر و شرک سے پرہیز کرتے ہیں پھر فرمایا لِيَتَعْلَمُوا أَنَّ هَذِهِ حَقٌّ لَا تُفُفُفُفُفُفُفُF (اور ہاں ہے کہ انگلیں ہارے اس کے مطابق حکم کریں جو اللہ نے اس میں نازل فرمایا

پھر فرمایا وَمَنْ لَمْ يَتَعْلَمُوا هَذَا فَقَوْلُ اللَّهِ هَلْوَ كَلِمَاتُ هُنَّ الْفُفُفُفُفُF (اور جو شخص اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا تو یہی لوگ ہارے میں جن لوگوں کو انگلیں شریف ان کے ہی کے ذریعہ پہنچی ہیں اس کے مطابق نہ چلے اور اس کے موافق فیصلے نہ کئے اور ان میں تحریف بھی کر دی اور توحید کے لکھنے کی بجائے اپنے دین میں شرک کا لکھنا شروع کر دیا جسے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ کا چاہنا تھا اور حق خدا مان لے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا انکار کر کے کفارہ کا عقیدہ نکال لیا، پھر جب سیدہ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور انگلیں کی تصریح کے مطابق آپ کی نبوت و رسالت کا یقین ہو جانے کے باوجود ایمان نہ لائے اور کفر ہی میں ہی رہ گئے ان کو کھمبہ ہوا ہے کہ جو کہو اللہ نے انگلیں میں نازل فرمایا ہے اس کے مطابق حکم کریں باطل لکھنا کو کہ چھوڑیں اور سیدہ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان نہ لیں اللہ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کے مطابق فیصلہ نہ کرنا سوس ہی کا کام ہے، اللہ کا حق قتل سے لایا گیا ہے قتل کا مستحق نہیں یہودی سے لگ جائے کہ کہتے ہیں کفر و شرک کا ل قتل ہے اس لئے شیطان کے ہارے میں لکھنی عن نفوذ بقہ فرمایا۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا

اور ہم نے حق کے ساتھ آپ کی طرف کتاب اتاری، وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے نازل ہو چکیں اور وہ ان کتابوں کی مہم ہے

عَلَيْهِوَا حَكَمَ بَيْنَهُمْ يَمَا أَنزَلْنَا إِلَيْهِوَا لَتُفْلِحَ أَمْوَالُهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْعَقَبِ

اور آپ ہی کے سامنے ان کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور جو حق آپ کے پاس آئے ہیں وہ سب چھوڑ کر آپ ہی کی طرف احکام کا سامنا کیجئے

لَئِنْ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا - وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ

تم شیعہ سے جدا کیا گئے تھے۔ تم جو شیعہ ہو رہے تھے، اور اگر تم قبول فرماتے تو ایک ہی امت بن کر رہا کرتے۔ لیکن اگر

رَبِّبُوكُمْ فِي مَا أَنْشَأَكُمْ فَاستَغْبِثُوا الْخَيْرَاتِ - إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمُ

ان کے بارے میں جو بات ہو، اور تم کو اس کی طرف ہدایت دے گا۔ تم کو بتائے گا کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور تم کو بتائے گا کہ تم کو

بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۱۰﴾ وَإِنِ احْكُمُونَا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ هُمْ

اور تم کو اس میں جو اختلاف ہے، اور اگر تم آپ کی بات نہ مانو گے، تو تم کو بتائے گا کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور تم کو بتائے گا کہ تم کو

وَأَحْذَرُهُمْ أَنِ يَغْفِرُوا عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ - فَإِن تَوَلَّوْا فَأَعْلَمَنَّ اللَّهُ

میں سے کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور اگر تم آپ کی بات نہ مانو گے، تو تم کو بتائے گا کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور تم کو بتائے گا کہ تم کو

يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ - وَإِن كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿۱۱﴾

کہ تم کو بتائے گا کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور اگر تم آپ کی بات نہ مانو گے، تو تم کو بتائے گا کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور تم کو بتائے گا کہ تم کو

أَوَلَمْ يَكُن لَّيْلَةُ بَيْتِ لَحْمٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ قَدْ نَبَّيْتُكُمْ - وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ حَتَّىٰ يَبْلُغُوا أَجَلَكَ

اور کیا تم کو بتائے گا کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور اگر تم آپ کی بات نہ مانو گے، تو تم کو بتائے گا کہ تم کو کون سا راستہ چننا چاہیے۔ اور تم کو بتائے گا کہ تم کو

قرآن مجید دوسری شب سادہ کے مضامین کا محافظ ہے

قرآن مجید کا ذکر فرماتے ہو یہ بتانے کے بعد کہ یہ ان کی کتابیں ہیں اور ان میں ہدایت ہے اور نور ہے اور یہ کہ ان میں

ان کے ذل کے جوئے انکام کے مطابق فیصلہ دے گا کہ وہ کافر ہے اور ظالم ہے اور فاسق ہے یا بات، اس میں قرآن مجید کا ذکر فرمایا ہے

تدبیر کہ ہم نے آپ کی طرف کتاب ذل کی ہے جو حق ہے اور اس سے پہلے جو بات کی کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرنے والی

ہے (اس کی جہاد میں غمناکی کو اس سے مختلف ہونے کی کوئی چیز نہیں کہ وہ اپنے سے پہلی آسمانی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور نہ صرف

یہ کہ وہ سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے بلکہ ان کے مضامین کی تکرار بھی ہے اور تم کو بتائے گا کہ ان کی حفاظت کا غور و فکر فرمایا ہے اور

اس سے پہلے کتابیں جو یہود و نصاریٰ کے پاس تھیں ان کو انہوں نے غم کر دیا اور ان کے مضامین کا بھی محافظ ہے جو سابقہ کتابوں میں بیان

ہوئے تھے ان کتابوں میں جو مضامین ان کے بعد ان کے خلاف لوگوں کے ذہن میں شامل کر دیے تھے اور ان کے ذہن انکام کو دل دیا تھا قرآن مجید

ان کی تردید کرتا ہے اور جو کچھ ان کے ذہن میں بیان کئے گئے تھے اور جو انکام بتائے گئے تھے ان میں سے جن انکام کی اس امت کو ضرورت

ہے ان کو بیان کرتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ یہ تصدیق کے انکام بیان فرماتے ہو فرمایا کہ یہ تو بہت شریف میں مذکور تھے

(جو امت کو یہ کہے گئے تھے مشرور ہیں) اس طرح یہود و نصاریٰ کے عقائد شرکیہ کی تردید فرمائی اور بتائی کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ

علیہما السلام نے تو جیہ کی دعوت دی تھی اور شرک سے بیزاری کا حکم دیا تھا۔

[illegible]

سیدہ یونس کا ایک حکم۔ اہل عرب نے خطاب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے جس میں اس کا قصہ اور اس صلف اور دغا بازی کی مثال ہے آپ کو
خواص کے کہنے کا خطاب فرمایا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ سارا بیرون نے اپنی حضور سے ایک پروگرام بنایا تھا جو شراعت چاہتی تھا، کعب بن اسد
اور ابوہریرہ بن صہرہ اور شمس بن جہش نے آپ میں کیا کہہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلو ہم آپس میں کے دین سے بنانے کا کوئی
راستہ تلاش کریں گے اور انہوں نے آپ کو کہا کہ اسے کھڑا آپ کو معلوم ہے کہ ہم بیرون کے علماء ہیں اور وہ ہیں اور ان میں جو دانا اور سچ
ہے اگر ہم آپ کا احراج کر لیں گے تو تمام بیرون آپ کا احراج کر لیں گے اور ہمارے خلاف نہ جائیں گے ہاں آپ کی بات ضرور ہے کہ وہ سے
اور ہماری قوم کے رہنماوں کو کچھ خصوصیت ہے آپ کے ہاں فیصلہ نہ کرتا کہیں گے سو آپ ہمارے حق میں فیصلہ نہ کریں گے کہنے سے ہم
آپ پر ایمان لے کر آئیں گے اور آپ کی تصدیق کر لیں گے آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ ان کی خواہشوں
کا احراج نہ کریں اور ان سے زور نہ کریں اور ہوشیار رہیں کہ وہ اللہ کے بعض احکام سے بیگانہ ہیں۔ (المصنف فی تاریخ اہل بیت، ج ۱، صفحہ ۲۵۰)

یہودیوں کا یہ دیکھ کر تھا۔ منظور، اس پر قبول کرتا تھا آپ سے خلا فیصلہ کرنا چاہتے تھے آپ نے صاف انکار فرمایا اور اتھارہ تھالی نے آپ کی جانب نظر پائی اور یہ صاف بتا دیا

اس لالچ میں کہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے حق چھوڑنے کی اجازت نہیں... کہ اس لالچ میں کہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں حق کے چھوڑنے اور خلا فیصلہ دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اسلام قبول کرنا ہو تو حق کے لئے قبول کرے جسے شروع ہی سے حق پر چنا منظور نہیں وہ بعد میں کیا حق پر چلے گا، جوئے مسلمانوں کو پکڑنا کہ اپنی اکثریت ظاہر کر دے اسلام کے حراج کے خلاف ہے اور یہ تو قسمیں جنتیں حق منظور نہیں یہ ہی دین میں اپنی _____ اکثریت دکھانے کے لئے فیروں کا بھی ایسا ہی تجربہ است میں تھا کہ کتنی جہنم اس میں ایسا نہیں ہے اسی سے معلوم ہو گیا کہ یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقوق کو راضی کرنے کے لئے اور کفر والے کو اپنے قریب لانے کے لئے اور دینا یا اپنی اکثریت دکھانے کے لئے یہی مشورہ کر کے اسلام کے خلاف حکم کو بدل دے جرات اور مگر ای کی بات ہے اسی طرح بعض جاہل کہتے ہیں کہ مگر کو فرقے جو اپنے عقائد کی وجہ سے جدا کر رہے ہیں انہیں کا فرست کہوتا کہ اسلام کے ماننے والوں کی نظری تم نہ ہو یہ بھی امتقاد نہ ہے اسلام کا ایسے لوگوں کی باطل ضرورت نہیں ہے جو اسلام کے مدعی ہیں لیکن عقائد کے اعتبار سے کا فر ہیں، اسلام حق بتاتا ہے حق ظاہر کرتا ہے وہ صحت کی اجازت نہیں دیتا۔

جہالت کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص شریعت مقرر فرمائی..... پھر فرمایا الْحَقُّ جَهَنَّمُ جہنم جہنم عفوٰ بیہا جا کر ہم نے تم میں سے جہالت کے لئے ایک خاص شریعت اور ایک خاص طریقہ عمل مقرر کر دیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرمایا کہ جو ہمیں اسلام کے مشرک کہیں اور بہت سے احکام اور اصولوں کی قیمت میں اس لئے جس بہت بے اندیشی کے کتاب اور احکام کے رسول (عیسائے اسلام) کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمائش پر نافرمانی کی گنجلی کہ جس کو جو بعض احکام، بے محے تھے وہ منسوخ ہو گئے تو یہ شریعت شریف کے بعض احکام حضرت مصطفیٰ علیہ السلام نے منسوخ فرما دیے۔ (وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَكْتُمُونَ بَغْضَ الْإِسْلَامِ خَيْرًا مِنْ عِلْمِهِمْ)

تعلیٰ کے ارشاد: **مَعْصُومٌ**۔ فطریہ طور پر ہی معصوم ہے اور وہ ان کا مطلب سے اعراض اور گریز کرنا ہے۔ اور یہ تفسیر اہل حق کرنا کے مشاعرہ یہ ہے کہ ان باتوں کے بہت سے ہیں۔ اور ان کھنڈوں میں **الْفَسْطُ** لفظی طور پر بادشاہیت سے لوگ ایسے ہیں جو فرماں برداری سے غافل ہیں۔ ان میں سرکشی بھی ہوگی ہے مگر یہ مصرعیں ایسے سرکش ہر اسی کے تحت ہیں۔

آخر میں فرمایا: **وَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْبَاطِنِ** اور **وَمِنَ احْسَنِ مَا اَلَلَّهُ خَلْقًا لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ** (کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور فیصلہ کرنے کے اعتبار سے ان لوگوں کے لئے اللہ سے اچھا کون ہے جو ظاہر ہے اور باطن نہیں دیکھتا؟)

جو لوگ اللہ کے حکم سے خلاف و سرکشی کا پیش کرتے ہیں ان کی توقع کے لئے سوال کے یہ ہیں اور ارشاد فرمایا کیا یہ لوگ جاہلیت کے فیصلے کو چاہتے ہیں؟ اللہ کا فیصلہ سامنے ہوتا ہے جو اللہ کی کتاب بتا رہی ہے اور جو اللہ کے نبی نے بتایا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے اعراض کرنا ہے اور یہ ہے جب اللہ کا فیصلہ سامنے ہے انکار ہے تو اب کون سا فیصلہ چاہتے ہیں اللہ کے فیصلے کے خلاف تو جاہلیت کا یہ فیصلہ ہے اللہ کے فیصلے کو چھوڑنا اور جاہلیت کے فیصلے کا اختیار کرنا کس لئے ہے؟ کیا جاہلیت کا فیصلہ اللہ کے فیصلے سے اچھا ہے؟ یہ بڑا بڑا نہیں اللہ سے بد کہ اچھا فیصلہ ہے اور کوئی جیس جیس اس بات کو یقین دلائے اللہ سے جانتا ہوتا ہے کہ اللہ کی بات سے بد کہ اچھا فیصلہ ہے اور اللہ کے فیصلہ پر راضی نہیں، جاہلیت کا فیصلہ ہی انہیں مطلوب اور محبوب ہے یہ عجیب اعتقاد بات ہے اور نہ بد و بد مکرر تھی اور فصیح ہے۔

دور حاضر کے نام نہاد مسلمان بھی جاہلیت کے فیصلوں پر راضی ہیں۔۔۔ ان کے فتویٰ آیات میں یہودیوں کی عہدہ دہنی اور تمہاری تہ کر دہن ان لوگوں نے درج کے سلسلہ میں تو بیت کے حکم کو چھوڑ کر ذاتی اور ذاتی کی مزا لپٹنے اور یہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کو ہی بدل دیا تھا اللہ کے فیصلے کے بجائے اپنے گویا کردہ فیصلوں کو بطور قانون کے نافذ کر دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ معصوم کرنے کے لئے اپنے نواسہ کے جیسے تو ان سے کہنا یا کہ تمہارے موافق ہو تو فیصلہ قبول کرنا اور تمہارے موافق نہ ہو تو اس سے رنج کرنا۔ آج بھی حال ان لوگوں کا ہے جو مسلمان ہوئے کے بعد بھی ہیں اور کھنڈیں لئے بیٹھے ہیں اور نہ صرف وہ لوگ جنہیں حکمت میں چاہی ہے بلکہ وہ بھی قرآن کریم کے فیصلوں سے راضی نہیں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو ماننے سے انکاری ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ قرآنی حکام بتاؤ کہ تو قانون پر ہاتھ دھرتے ہیں ان میں سے بہت سے لوگ نمازی بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکمت کے سامنے کھڑے ہو کر بھی قرآنی حکام نافذ کرنے اور نافذ کرانے کے حق میں نہیں ہیں۔

یہودیوں اور مسلمانوں نے جو قوانین بنائے ہیں ان ہی کے ہاتھ رکھتے کے حق میں ہیں ان پر آیت شریفہ کا حضور **الْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْبَاطِنِ** پر ہی طرح صادق آ رہا ہے۔ مقدمہ نزائت میں یہ سب کس چنا ہے۔ دونوں طرف کے وکیل نہیں سمجھتے رہتے ہیں حال بھی غریب ہوتا ہے اور دقت بھی خدایہ، معمولی ساقی حاصل کرنے کے لئے کسی کی گناہی بھی غریب کرنا ہے یہ مگر بھی جاہلانہ کام پر راضی ہیں اور اس بات پر راضی نہیں کہ حاضری اسلام کے پاس جا نہیں گویا جسم کی بنیاد پر قرآن وحدیث کے موافق فیصلہ ہو جائے۔

جاہلانہ قانون کا سہارا کر دوسروں کی جائدادیں دیا لیتے ہیں مرحوم باپ کی میراث سے اس میں ہاتھوں کو گرو کر دیتے ہیں اور طرح طرح سے مصلحت اور فخر اور حق پر لپکتے ہیں خاندانہ مصالح تو قانون اسلام کے نافذ کرنے کی حاجت نہیں کرنے دیتے۔ کافرانہ کام کا سہارا کرنا یا جس کسی کا حق مار لیا تو جب مالک یا مالک ہیں مالک جلال کی بارگاہ میں غلطی ہوگی اس وقت چھٹکارہ کیسے ہوگا؟

نام کے مسلمان لوگوں نے کیا طریقہ نکالا ہے کہ مسلمان بھی ہیں اور اسلام گوارا بھی نہیں، اور عجیب بات ہے کہ جو لوگ قرآن کو

جے نہیں گئے تھے جس میں مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہو اور جس سے مسلمانوں کی حکومت میں دشمنی پڑتا ہو اور جس سے مسلمانوں کی جماعت میں ضعف آتا ہو، جو سچے بچے مسلمان ہوتے ہیں، وہ کارہوں سے ڈانٹ کر تے ہی نہیں اور ان لوگوں کے دل میں ایمان نہیں صرف زبانی طور پر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور دل سے کافر ہیں وہ لوگ کافروں سے ڈانٹ کر تے ہیں، یہ لوگ اسلام کے نام لیا بھی جیتے ہیں لیکن چونکہ اللہ سے مسلمان نہیں اس لیے کافروں کی وہی پھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے۔ انہیں یہ خوف بھی دکھائے جا تا ہے کہ ممکن ہے مسلمان کو غیب سے ہوا اثر کھل کر مسلمان ہونے کا کھلا کر دیں تو کافروں سے جو دنیاوی فوائد، دولت ہیں وہ سب ختم ہو جائیں گے۔

اور آقا محمدؐ پاسے دھرم کی کوئی تکلیف نہ تھی پاسے دھرم کوئی گراش نہ پاسے تو کافروں سے کوئی بھی دولت ملے گی اس خیال خام میں جہاں ہونا نہ چاہے دل سے خوش ہوتے ہیں نہ کافروں سے بڑا دلی کھلا کر نہ کرنے کی ہمت رکھتے ہیں نہ ان نیت میں بھی ایسے لوگ ملتے ہیں کہ سردارِ مہاشاؑ نے اپنی قہاس کا قول اور پڑھ لے لیا۔

اور آج کل بھی ایسے لوگ پاسے جاتے ہیں جو مسلمانوں سے مل گئی کر رہے ہیں اور کافروں سے بھی تعلق رکھتے ہیں کافروں کے لئے پاسی بھی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے اندر دلی حالات نہیں بتاتے ہیں نہ غیبی کائنات کے دار و دریاں اسلام کو مسلمانوں کے مشوروں اور ان کی حاکمیت اور صدارت کا دفاع کی خبریں پہنچاتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ خاص دنیا دار ہوتے ہیں اس لئے دنیاوی آخرت کے لئے سوچتے ہیں نہ مسلمانوں کی سہولت کے لئے فکر کرتے ہیں صرف اپنی دنیا بناتے ہیں اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ میں مسلمان کیا فتح پہنچاؤں گے اگر نہ دولت اور بڑا ک حال میں یہ وہ نقصانی سے ہی بھلائی نکلتی ہے۔ (اصحیٰ ما تہذیبی)

اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ یہ وہ نقصانی کو اور مست نہ دلاؤ اور ان میں ایک دھرم کے دوست ہیں جو انہیں ان سے ڈانٹ کر تے گا اور انہیں میں سے ہے (وہی کے وہ حالات مختلف ہیں بعض مرتبہ وہی انہیں دہوتی ہے کہ اسے نہ اپنے کے لئے ایمان کو پھوڑ دیا جائے یہ وہ سراپا کفر ہے اور سلبانہ منہم کا حقیقی صداق ہے اور اگر کسی نے ایمان کو پھوڑنے سے انکار کافروں سے وہی کی تو اپنی وہی کے ہندو اور بدھ انہیں میں سے شمار ہو گا اور یہ کیا کہ ہے کہ کھینچنے والے اس وہی کرنے والے کافروں کا کلی ایک فرقہ سمجھیں گے۔ بنی اللہ لا یطیعہ القوام السطینین (یا مشابہتِ عالم تو کہ وہایت نہیں دیتا) کافروں سے وہی کرتا اپنے اور دوسرے تمام مسلمانوں پر علم ہے اور یہ علم کرنے والے اپنے خیال میں اور شیادین رہے ہیں اور وہایت سے منہ موڑے ہوئے ہیں انہیں وہایت مطلوب ہی نہیں ہے اللہ انہیں وہایت نہیں دے گا۔

نفسی اللہ انی یأخنی بالفتح اوزمہ من عہدہ۔ مہاشاؑ نے عہدِ نوح میں جو میں کا تھا کہ اگر ہم یہ وہی سے تعلق نہ رکھیں اور ان سے وہی ختم کر دیں تو ہمیں اسے کتا سے دقت پڑوئی کام آنے والا نہ لگا اور اگر اسلام کا عہد ہو اور یہ وہی سے بکاڑ کر ہمیں تو ہم نہیں کے عہد جس کے یا اگر کسی قسم کی کوئی گراش آگئی قلعہ پر ہم مہاشاؑ کی کوئی تو اس کا رد یہ وہی سے جو اللہ جل شانہ نے اس سے عہد ہو جائیں گے۔ یہ خاص دنیا داری کا جذبہ ہے اپنی دنیا کی تحلوں کو جس پشتِ اہل کر دیا وہی منافع حاصل ہونے سے احتیال پڑاں بات کہہ گئے۔

اللہ جل شانہ نے اہل ایمان کو قہاس دی اور فرمایا نفسی بالفتح اوزمہ من عہدہ (سراپا ہے کہ اللہ جل شانہ کی صورت پیدا فرما دے یا اور کوئی صورت اپنی پاس سے نکال دے) بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ حج سے حج کر رہے ہیں اور بعض مفسرین نے اس سے یہ وہی کی امتیاز نہیں اور نہ کہ حج سے یہ وہی دیا ہے اور اوزمہ من عہدہ کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ

مسلمان اگر دین سے پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو مسلمان بنا دے گا۔

آج بات میں اللہ جل شانہ نے اہل قسطنطنیہ کو خطاب کر کے پس فرمایا کہ میں یہ تمام کچھ کہنا ہوتا ہے کہ یہ صاف کوئی قوم یہ مقوف نہیں ہے اگر قوم مرتد ہو جائے تو دین اسلام سے پھر جاؤ (ایسا ہوا) تو اسلام پھر بھی باقی رہے گا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھی فرمائے گا جو ایمان قبول کریں گے اور ایمان کے کھنکھوں کو چار کریں گے۔ یہ لوگ اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ یہ لوگ اہل ایمان سے تو امتیاز اور فرقی اور سرہانی کے ساتھ پیش آئیں گے اور کافروں کے مقابلہ میں قوت اور طاقت اور عزت اور مذہب کی شان دکھائیں گے یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے جان و مال کی قربانیاں دیں گے کافروں سے لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خدائی کریں گے۔

ان لوگوں کی صفات ذکر ہو چکی ہیں فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا فَفَضَّلَ اللَّهُ يُونُسَ عَلَىٰ نَارُوتَ کہ یہ سب اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عطا کرے اس میں ہر دور کے مسلمانوں کو تسخیر ہے کہ ایمان اور ایمان کے کھنکھوں پر چلنے اور اللہ کی راہ میں قربانیاں دینے کا اپنا لازمی کمال نہ سمجھیں اور مغرور نہ ہوں یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے جسے چاہے ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت سے نوازا دے۔

محبت نبیہ کہ خدمت سلطان الہی کی
شکر خدا کن کہ موفقی شہدی بخیر
محبت شمس ازاد کہ خدمت بادشاہت
و فضل و احسان مشن معطل نہ گذاشت

وَاللَّهُ وَابِعٌ عَلَیْہِمْ (اور اللہ بڑی رحمت والا ہے اور بڑے علم والا ہے اور اللہ جانتا ہے اور جانتا ہے اسے اختیار ہے اور جسے نصرت ملے اور شکر گزار ہو واپس شکر اپنے اسے سب کا علم ہے۔

اہل ایمان کی مجلس خاصہ کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اہل ایمان کی جو صفات بیان فرمائی ہیں اس میں ایک یہ ہے کہ اللہ ان سے محبت فرمائے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے اور حقیقت یہی مؤمنین و خدا کی اصل صفت ہے سورہ بقرہ میں فرمایا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الذِّیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی اللّٰہِ (اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے وہ اللہ کی محبت کے اعتبار سے بہت زیادہ محبت ہیں) اور ارشاد فرمایا لِلّٰہِ یُحِبُّ الذِّیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی اللّٰہِ (وہ اللہ کا محبوب ہیں) اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہوئے ہمراہ تیار کروا دے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا اور تمہارے کہنا ہوں کہ اللہ کو صاف فرمادے گا (جب اللہ سے محبت ہوگی تو اعمال اس کے رسول سے بھی محبت ہوگی جن کے تیار کو محبت کا معیار قرار دیا ہے اللہ کے رسول سے محبت ہوگی تو اللہ کی کتاب سے بھی محبت ہوگی اور جو اس بندہ سے محبت ہوگی جو صاف بندہ ہو جو اللہ و رسول کا فرماں بردار ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن مصلحتیں ایسی ہیں وہ جس کی مجلس میں ہوں گی ایمان کی مجلس محسوس کرے گا ایک مصلحت تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو سب سے زیادہ محبوب ہوں (اللہ و رسول سے جو محبت ہو اس بھی اور کسی سے محبت نہ ہو اور دوسرے یہ کہ جس کی بندہ سے محبت کرے تو یہ محبت صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ نے اسے کفر سے چھوڑا تو اب کفر میں وہ ایسا بن جائے گا جیسا ہی برا بن جائے جیسا کہ آگ میں ڈالنے پر نہ آئے اور جانتا ہے۔ (۱۰)

(انوار الہیاء ص ۷۷)

اہل ایمان کی دوسری صفت کہ وہ منافقوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہیں۔ اہل ایمان کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی اُذَلَّیْہِ عَلٰی اَہْلِہٖ مِثْلُ اَہْلِہٖ عَلٰی الْکَافِرِیْنَ (کہ یہ لوگ ایمان والوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہیں) اور کافروں کے لئے بدھش تیار ہو رہے ہوں گے) اس کو سورہ فتح میں بیان فرمایا مَعْلُوْطُوْنَ مِّنْہٗ السَّہْ وَالْمُنٰیفِیْنَ مَعْدَہٗ اَلْاُذْلٰۃُ عَلٰی الْکَافِرِیْنَ وَ اَخِصَّۃُ لَہُمْ (محمد رسول اللہ ﷺ اور لوگ جن کے ساتھ میں سخت ہیں کافروں پر اور حملہ میں ہیں جس میں اس صفت بھی بہت دی ہے اس کے بغیر اہل ایمان کی کائناتی مزاحمتیں غبار و چغندر و حدت جو دشمنیں آتی کافروں کے لئے بدھش سخت ہے کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان پر ظلم کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ کافر یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ لوگ قوی ہیں عزت و شرف حاصل ہے ان سے ہم مت بدھش کر سکتے اپنا جاتی ہیں اور آخری طور پر یہ اب دیکھیں کہ یہ لوگ ہم سے برتر ہیں تو ہم میں زیادہ ہیں اس کو سورہ توبہ میں فرمایا اَلَّذِیْنَ اٰتٰہُمُ الْاٰمَنُ الْعِلْمُ یَلٰوْا نَکْمَہُمْ مِّنَ الْکُفٰرِ وَ یَجْعَلُوْنَ اَلْمَکْمَلَ لَہُمْ (ایمان والوں کو ان سے دیکھ کر کہ جہاد سے قریب ہیں اور وہ قہار سے مدد ملتی محسوس کریں) ان کو ایمان کی جنگ تو بیحد رہی ہے اور کافروں سے چاروں طرف سے غبار کرنے کا علم فرمایا ہے۔ سورہ محمد میں ارشاد ہے:

لَا کَافَہٗ لَکُمْ اَمْرًا فَاِذَا حَزَبًا مِّنْہُمْ اَقْبَلُوْا مِنْہُمْ فَاَوْسِعْکُمْ وَاصْطَلٰوْا مِنْ حِوْثِہٖ اَللّٰہُ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ وَ اِنَّمَا یُؤْتِیْہِ مَا یَشَآءُ وَ اَللّٰہُ وَ اَعْلٰہُ

(جہاد سے ملنے ایک جہاد کی صورت ہے اور ان میں اور ان لوگوں میں جو ایمان کے ساتھ تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا ہم یہ فصل ہیں تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ چاہتے ہو، ہم میں اور تم میں غبار ہوگی دشمنی اور بغض بیحد کے لئے جب تک کہ تم ایمان نہ آؤ گے پر جتنا ہے)

اور حقیقت جب تک کافروں سے برکت اور چیز اہل ایمان سے اور ان سے بغض اور دشمنی نہ ہو اس وقت تک کافروں کی مصلحت ہے باقی دینی کا چند بے غم ہو ہی نہیں سکتا۔ گزشتہ آیت میں جو کافروں کو دوست نہ جانے کا حکم فرمایا ہے اس پر عمل ہونے کا بھی راستہ ہے کہ ان کو دشمن سمجھا جائے جو کافر مسلمانوں کو مصلحتی میں دیتے ہیں جن کو شریعت کی اصطلاح میں ذی کہا جاتا ہے اصولی شریعت کے مطابق ان سے رواداری دینی رکھی جائے اس طرح جو مسلمان کافروں کے ملک میں دیتے ہیں وہ وہاں کے کافروں کے لئے بدھش و دوست کی حد تک اور امور ان کے لیے ہیں (جو شرعاً درست ہوں) اسلئے جہاد دینی نہیں دینی نہ کریں۔ آج مسلم ممالک کے حکمرانوں کا یہ حال ہے کہ کافروں سے ان کا جو نزاع ہے وہ جو لوگ کافروں کے سر پر ہوں ان کے سامنے نیچے جاتے ہیں اور جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ سختی کرتے ہیں، مسلمانوں کے ایک ملک کے دارمادر سے ممالک کے مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکالتے ہیں اور ان پر قید و بند کی سختیاں کرتے ہیں اور جو کافر اپنے پاس دیتے ہیں ان کو مجبور سے لگ دیتے ہیں اور ان کی امداد بھی کرتے ہیں بلکہ ان کو راضی کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے قوانین چوری کرنے کو راضی نہیں۔ یہ سب دیباہی کے خاتمے ہیں قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہیں۔

اہل ایمان کی تیسری صفت کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اہل ایمان کی ایک اور صفت یہ بیان فرمائی اُذَلَّیْہِ عَلٰی اَہْلِہٖ مِثْلُ اَہْلِہٖ عَلٰی الْکَافِرِیْنَ (کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں افتخار و تہجد سے لیا گیا ہے عربی زبان میں محنت اور کوشش اور تکلیف اللہ کے جہاد کہا جاتا ہے اللہ کا دین پھیلانے کے لئے اس کا ہل ہلانا کرنے کے لئے جو بھی محنت اور کوشش کی جائے وہ سب جہاد ہے اور کافروں سے جو جنگ کی جائے وہ بھی جہاد ایک صورت ہے اور چونکہ اس میں جان و مال کی قربانی دی جاتی ہے اسلئے اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اسلام

میں جو اہل اسلام ہوں وہ کفر اور شرک کو مٹانے اور نپا کر دینے کے لئے ہے۔

خالق کا نکات محل صہ کی سب سے بڑی بھارت اور برابری یہ ہے کہ اس پر ایمان نہ لائیں اسے وحدہ لا شریک نہ جانیں اس کے ساتھ عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اور اس کی خالقیت اور مالکیت کو نہ سمجھا جائے اور پھر اہل کفر کی عبادت کو دیکھا جائے تو جہد کی مشروریت بالکل سمجھ میں آ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے اس کے بندے قاتل کریں تو اس پر کیوں عتاب کیا جاتا ہے جب ایمان اور کفر کی دشمنی یہ ہے تو اہل ایمان دشمن کے خلاف جو بھی کارروائی کریں جو شریعت اسلام سے موافق ہو اسے علم کیا جائے گا۔

آخر کار بھی تو مسلمانوں پر عمل کرتے ہیں ان کو قتل کرتے ہیں ان کی دکانیں جلاتے ہیں ان کے گھروں پر قبضہ کرتے ہیں اور سالہا سال انہوں نے جیلیں بنائیں لڑی ہیں مسلمان دشمنی کا جواب دشمن سے دیتے ہیں تو اس میں اعتراض کا کیا موقع ہے؟ مسلمانوں کو جنگ ہو کر رہنا چاہیے اور قتال کفر و ایمان کے۔

سورۃ توبہ اور سورۃ نمل میں فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا جَاهِدُوا الْكَافِرِينَ وَالظَّالِمِينَ وَأَعْلَلْ عَلَيْهِمْ وَأَوَّلَهُمْ جَهَنَّمَ وَبَشِّرِ الْمُتَصِفِينَ

(اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر تلخی کر ان کا ٹھکانہ داغ ہے اور وہ بری جگہ ہے)

بعض لوگوں میں مسلمانوں نے کافروں سے اس حد تک دقتی کر رکھی ہے (اور اس کا تاہم دوا دلی اور ایک جتنی رکھا ہوا ہے) کہ ان کے ساتھ جہد کہ حرام چیزیں بھی کھائی لیتے ہیں اور ان کے مذہبی اعتقادوں میں شریک ہو جاتے ہیں حد یہ ہے کہ ان کے عبادت خانوں کو مٹانے میں ان کی مدد کی کر دیتے ہیں لکن دوا دلی کرنے کی شریعت ہرگز اجازت نہیں دیتی بہت بڑا خطرہ ہے کہ ایسی دوا دلی کرتے والوں کو ان کی سطوں کو یہ دوا دلی کا فرشتہ ہے۔ (دعا کیا جائے)

اہل ایمان کی چوٹی صفت کہ وہ کسی کی خلاصت سے نہیں ڈرتے اہل ایمان کی ایک صفت یہاں فرمائی کہ وَلَا تَخْضَعُوا لِنُؤْمَةٍ أَتَّخِمْ (وہ لوگ کسی خلاصت کرنے والے کی خلاصت سے نہیں ڈرتے) یہ بھی اہل ایمان کی ایک عظیم صفت ہے جب اللہ پر ایمان لائے اور اللہ سے محبت کرتے ہیں تو مخلوق کی کیا حیثیت، وہ اکی اللہ کے ہارے کسی کے برابر کھینچے کا خیال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے حکم کی ہر تری بھی نیک دل میں نہیں منی۔

یہ سوچنا کہ اگر ہم اسلام پر عمل کریں گے سفر حضر میں ہزار چھبیس کے قتل کا طریقہ ہمیں کے ذہان دہی کے قتل کا فرمایا نہیں گے اگر واقعی دھمکی تو لوگ بری نظروں سے دیکھیں گے کافروں کا لباس نہ پہنا تو سوساکی میں رہے نہیں گے۔ یہ سب ایمانی تقاضوں کے خلاف ہے تو میں کو اس سے کیا مطلب کروا گیا کہیں گے؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجاج کرنا ہے تو اس کا خدا بندہ جیسا کہ فرماں بردار ہے مخلوق ماضی ہو یا ماضی، اچھا ہے یا برا اسے اپنے رب کے پند فرمادہ راستہ پر چھتا ہے۔

اللہ و رسول اہل ایمان کے ولی ہیں مؤمنین کی صفات یہاں فرمانے کے بعد فرمایا تَتَّقُوا اللَّهَ وَيُخْلِمِ اللَّهُ وَرُؤُوفًا وَالْمُؤْمِنُونَ الْعُضْلُونَ الْعُضْلُونَ وَنُؤُؤُونَ الزَّالِمُونَ وَالْمُؤْمِنُونَ الْعُضْلُونَ (اگر ہمارے ولی تو ہیں اللہ اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو خدا کو کلم کرتے ہیں اور نہ کو خدا کرتے ہیں اور نہ کو خدا کرتے ہیں) (والے ہیں)

اہل ایمان کی روٹی صرف اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کی روٹی میں مختصر فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے لئے۔ اہل ایمان کا کوئی دوست نہیں ہے، اگر کسی اور سے کو دوست بنانا تو خطا کریں گے جو کہ گناہ کی گتہ دہائے کافرت کا نقصان اٹھائیں گے ساتھ ہی اہل ایمان کی وہ اہم صفات بھی بیان فرمادیں اور وہ یہ کہ لازماً قائم کرتے ہیں (جو پہلی مہادت ہے) ایمان کی سب سے بڑی دلیل ہے اور مذکورہ بالا کرتے ہیں جو پہلی مہادت ہے۔ **وَقَوْمٌ ذَاكِلُوا فَسُيِّرُوا** ان کے طعنہ بننے کی نفی معنی نقل کئے ہیں ایک یہ کہ ان میں فتنہ اور فتنہ کی مسرت ہے ان کے دل اللہ کی قربان برداری کے لئے جھکے ہوئے ہیں اور بعض حضرات سے **ذَاكِلُوا** کا معنی صرف معنی مراد لیا ہے اور یہ کہ لازماً چاہتے ہوئے روگ کی حالت میں مذکورہ آیت میں معاملہ آخری میں عامیہ ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا کہ یہ آیت چاہے تھے کہ گناہ میں جانچنے تھے وہاں سے ایک سائل نے اس نے سوال کیا تو آپ نے روگ ہی میں اپنے ہاتھ سے اٹھائی ۱۳۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر کے کام میں حقیقت فرمائی اور فرما دیا کہ تم کرنے کا بھی انتظار نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی طرف فرمائی آیت کا سبب ذیل خواہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل ہی ہو لیکن اللہ کا مقرر کھین اور نہ زمین اور نہ زمینیں اور تمام مذکورہ بالا کرنے والوں کو شامل ہے۔

انکام آخر ان میں خلاصہ اور کبریا صانع نے لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ لازماً میں تمہاری ہی حرکت کرنے سے لازماً سونٹیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اللہ کی طرف سے کلمہ کا استعمال کر دیا جائے جیسا کہ سورہ دم میں فرمایا **وَصَافِيحُنَّ** ذِکْرُکُمْ **نُورُ** **فُتُو** **فُتُو** **وَجَدَ** **اللَّهُ** **لَهُ** **لَا** **تُكَلِّفُ** **فُتْمُ** **الْفُتُوتُونَ** (جو بھی مذکورہ بالا کرے جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو وہی لوگ ہیں تو آپ کو چند روزہ چھوڑنے والے)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روٹی کرنے والے ہی غالب ہوں گے: ... پھر فرمایا **فُتُو** **فُتُو** **اللَّهُ** **وَوَسُوْلُهُ** **وَالَّذِيْنَ** **اٰمَنُوْا** **لَا** **يُزَالُوْنَ** **حِزْبُ** **اللَّهِ** **فُتْمُ** **الْفُتُوتُونَ** (اور جو شخص روٹی کرے اللہ اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے سوائے کے کہ وہ لوگ ہی غالب ہونے والے ہیں)

اس میں ان لوگوں کو سمجھئے کہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے روٹی کریں اور اس تراد میں ہیں کہہ جاتے کہ ان غالب ہوتا ہے یا کہ کافروں سے روٹی دینی اور وہ غالب ہو گئے تو یہ روٹی کا سبب کی جیسا کہ کہہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا تھا کہ **تَغْلِبُ** **اَنْ** **تُصَلِّتَ** **اَلَا** **كُوْفًا** (میں اس بات سے اترتے ہیں کہ ہم پر کوئی کرش آجائے) اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اللہ کا کردہ ہی غالب ہوگا، جو اللہ کے دین کو زندہ کرنے اور پھیلانے اور بڑھانے کے لئے ممت کرتے ہیں اللہ کے لئے جیتے ہوئے ہیں یہ لوگ حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت ہیں۔

اللہ پاک کی طرف سے ان کی مدد ہوتی ہے اور ان کو عقب حاصل ہوتا ہے۔ سورہ محمد میں فرمایا **اَللَّهُ** **لَا** **يُغْلِبُ** **اَلَا** **وَسُوْلُهُ** **طَائِفَةٌ** **اَللَّهُ** **وَوَسُوْلُهُ** **وَالَّذِيْنَ** **اٰمَنُوْا** **لَا** **يُزَالُوْنَ** **حِزْبُ** **اللَّهِ** **فُتْمُ** **الْفُتُوتُونَ** (اور پہلے مسلمانوں کی عظمت کا سبب اہل ایمان جب ایمان پر بندے ہیں تاہم ان سے بچتے ہیں اللہ پر اور وہ بھی انکام

انہی کے مطابق دینی کی نگرانی اور اخلاص کے ساتھ کافروں سے جنگ کریں تو ضرور یہی لوگ غالب ہوں گے کسی بے قدری یا مصیبت کی وجہ سے کبھی کوئی رک بچنے جائے تو یہ دوسری بات ہے آیت کا یہ مطلب نہیں کہ کبھی کوئی مسلمان کافروں کے ہاتھ سے مارا جائے گا اور

شعبہ نہ ہو گا مطلب یہ ہے کہ انہما ہمارے طور پر مشاعرے اور غلبہ اہل ایمان ہی کو حاصل ہو گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ اہل ایمان جب تک ایمان پر قائم رہے انھیں اس کے ساتھ کارفرما سے لاتے رہے اللہ کے دین کو بلند کرنے کے جذبہ سے سرشار رہے عالم میں کئیابی کے ساتھ آگے بڑھتے رہے قیصر و کسریٰ کی نگرانی ان کے جہاد کی جد سے ہاتھ پائیں ہو گئیں جو سے بڑے ممالک ان کے زیرِ تحریک آ گئے اور کھار چھپتے چلے گئے لیکن جب سے اعمال شرعیہ کی پابندی چھوڑی اللہ کی طرف سے ہاتھ پائیں دیا کہ قصور و عیال کا کارفرما کی ہوائی کام کرنے لگے تو ان کے قصد میں جو ممالک تھے وہ بھی ہاتھ سے نکل گئے اور کارفرما سے عالمی طور سے ان کے مسلمانوں کو ان کا ممبر بنایا اور مسلمانوں میں بھرت دالی دی اور پس پردہ کچل کی طرح انہیں چھپا دیا مسلمان اب بھی کچل طریقہ پر حزبِ اللہ کی جماعت میں تو اب بھی غلبہ پا سکتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْضُوا الْوَأَدَّيْنِ الَّتِي تَأْخُذُونَ بَيْنَكُمْ هُرُؤًا وَلَعَبًا مِّنَ الَّذِينَ

اے ایمان والو! تم کو دو دھت اور چار دھتوں نے قہر سے دینی کہ مٹی اور کھیل چلا ہے جو دو دھت ہیں انہیں تم

أَوْكُوا الْكَيْسَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أُولِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ مِّنْهُ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۰﴾

سے پہلے کایس دلی کہ اور ہی کے طور پر چاہیں ان کو بھی مہینہ نہ چلا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

وَإِذَا نَادَيْتُم إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هَاهُنَا وَأَلْعِبَاءَ ۚ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۱﴾

اور جب تم لڑنے کے لئے چلاتے ہو تو وہ اسے مٹی اور کھیل کا چیلہ ہیں جو اس لئے کہ وہ کہہ نہیں سکتے۔

قُلْ يَا هَذِهِ أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَتَّقُونَ مَتَىٰ لَا أَنْ أَمَّا بِأَنَّهُمْ وَمَا أُزِيلُ إِلَيْكُمْ وَمَا

کہہ لڑا دیتے کہ اسے اہل کتاب تم ہم سے صرفہ اس لئے غیاب کا ہے کہ ہم اللہ کی پناہ مان لیتے اور انہی پناہ مان لیتے ہو

أُزِيلُ مِنْ قَبْلِ ۚ وَأَنْ أَكْثَرُكُمْ فَيَقُولُونَ ﴿۱۲﴾ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ

ہٹا دی طرف انہما کی طرف سے پہلے انہما کی طرف سے کہ تم میں اکثر یہ کہتے ہیں آپ پر کہ ہم انہما کی طرف سے انہما کی طرف سے کہہ لڑا دیتے

مَشْهُوبَةٌ عِنْدَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرْدَۃَ وَالْخَنَازِيرَ

انہما سے اس سے دور رہا ہے۔ انہما کو کفار کا طریقہ سے لعنہ کر دی اور انہما کی طرف سے انہما سے اس سے لعنہ کر دیا اور انہما سے

وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۱۳﴾ وَإِذَا جَاءَ وَكَلَّمَ

انہما سے شیطان کی مہارت کی یہ لوگ کہ انہما سے جتنی لوگ ہیں اور انہما سے جتنی دیا اور انہما سے اس سے اس سے اس سے

قَالُوا أَمَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ حَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۴﴾

کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حال کو وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور کفر کی ہی حالت میں نکل گئے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس کو وہ کس سے کس سے

وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْثِلَهُمُ الشُّحْتُ . لَيْسَ

آپ ہی میں سے بہت سے لوگ بھی اور تم اور ہم کے لئے جس چیز کے ساتھ لڑتے ہیں۔۔۔ مالتی بات ہے کہ

مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۱۰﴾ لَوْ لَا يَنْصَحُهُمُ الرَّبُّ يُضِلُّوْنَ وَالْأَعْيُنُ عَنْ قَوْلِهِمْ الْإِثْمُ وَأَكْثِلُهُمُ

وہ لوگ نہ تھے جس چیز میں لگ کر تھے۔۔۔ کیوں نہیں نصیحت کرتے ان کو اور اللہ کی حق بات کی راہی کرنے سے اور ہم

الشُّحْتُ . لَيْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۱۰﴾

مالتی سے مالتی، اور لڑتے رہے جس چیز میں لگ کر تھے۔۔۔

اہل کتاب اور دوسرے کفار کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو فحش کھیل بنا لیا ہے

ان آیات میں لفظ قرآنی مضمون کا اظہار فرمایا جو گذشتہ رکوع کے شروع میں تھا کہ کفار کو دوست نہ بناؤ، اب یہاں یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے کو منع فرمایا، یہاں یہود و نصاریٰ کے ساتھ لفظ وَالْعُدْوَانِ کا بھی اضافہ فرمایا تاکہ دوستی نہ کرنے کی ممانعت تمام کافروں کے بارے میں قائم ہو جائے، یہود و نصاریٰ اور دوسرے تمام کافروں میں مشترکین اللہ پر مومن نہیں، مگر وہ ہیں سب داخل ہیں ان سب سے دوستی کرنے کی ممانعت فرمادی، دالوں تو اس کا کفر ہی ثابت کرتے کہ کافروں سے دوستی نہ کرنے کا بہت بڑا سبب ہے لیکن ساتھ ہی ان کی ایک اور بدترین حرکت کا بھی تذکرہ فرمایا اور وہ یہ کہ انہوں نے دین اسلام کو فحش اور فحش کھیل بنا لیا ہے، خاص کر سب فساد کے بارے میں ان کی باتوں کی تائید ہے تو اس کا مذاق کیا جاتے ہیں۔ ظاہر ہے جب کوئی شخص مسلمانوں کے دین کا مذاق کیا جائے گا مسلمان کو اس سے دوستی کرنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے کافروں کی یہ حرکت، ابھی اور بے فحش پستی حتیٰ اس لئے فرمایا: ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ (یہ اس لئے ہے کہ یہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے)

اہل کتاب مومن نہیں سے کیوں ناراض ہیں؟ اس کے بعد فرمایا: قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ يُفْقَهُونَ مَتَا (الآیہ) آپ اہل کتاب سے فرمائیے کہ تم ہم سے کیوں ناراض ہو؟ نصاریٰ کو یہی چیز چاہیے، گوہر ہے؟ اور ہم میں کون صاحبِ پاؤں ہے؟ نصاریٰ، گوہر کی صرف یہ بات ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اللہ نے جو کتاب ہماری طرف نازل کی اس پر ایمان لائے اور اس سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں ان پر بھی ایمان لائے، یہ باتیں، گوہر اور ناراضی اور صیغہ کی نہیں ہیں، ابھی باتوں کو تم نے ناراضگی کا سبب بنالیا ہے، نصاریٰ مخالفت ہے، اور دوسرے نصاریٰ ناراضگی کا ہے کہ تم ہم سے کٹر لوگ کا حق میں یعنی اللہ کی فرمائش برداری سے خارج ہیں (چونکہ ان میں سے متعدد بے حد اطاعتی نے اسلام قبول کیا تھا اس لئے فرمایا کہ تم میں اکثر ناراض ہیں یعنی کفر پر مصر ہیں) مسلمان قرآن پر اور اس سے پہلے کتابوں پر ایمان لائے یہ تو ناراضگی کا سبب نہیں ہو سکتا۔

اب اہل کتاب کا ناراض ہونا اور اللہ کی فرمائش برداری سے بڑا اور بڑا ناراضگی کا سبب ہو سکتا ہے اور حقیقت میں کافروں کی ناراضگی کا بھی سبب تھا، اب اب بھی ہے، اہل کتاب کو اس میں سنجیدہ اور چارہ دہی ہے کہ تم سرنگھی سے باز آؤ اور مسلمان ہو کر مسلمانوں میں شامل ہواؤ۔

اہل کتاب کی شکایت اور بلا کہ: . . . پھر فرمایا: قُلْ هَلْ يَفْقَهُونَ مَتَا ذَلِكَ فَتُؤْمِنُوا بِهِدَالَهُ (الآیہ) اسے اہل کتاب تم ہم سے اس لئے ناراض ہو کہ ہم لوگ اللہ پر ایمان کی کتابوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں یہ تو کوئی ناراضگی کی بات نہیں ہے لیکن تم اپنی

سے اور چراگاہوں سے اور گاہوں میں مال لگانے سے نہیں روک سکتے۔

جو لوگ قبروں کے چھوڑنے ہوئے ہیں طرح طرح سے لوگوں سے مال وصول کرتے ہیں بے لگاری ہیں اور بزرگ بنے ہوئے ہیں اور عیون مندی ہوئی ہیں اور روشتی کے واسطے اور ہیں احوال حرام کی چیز کے بغیر لوگوں سے سب کچھ وصول کر لیتے ہیں بھلا ایسے لوگ کیا حق بات کہہ سکتے ہیں اور کیا گناہوں سے روک سکتے ہیں؟

ان لوگوں کے ہم شرب اور ہم مسک طعام ہیں ان کے منہوں پر لکاش ہیں، قبروں پر جو عیس ہوئے ہیں ان میں خود شریک ہوتے ہیں اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کھانا نکالنا اعمال جو کرے ہو یہ شرک اور بدعت ہیں، بلکہ یہ دنیا دارانہ اپنے عمل سے اپنے علم کو شرک و بدعت ماننا اعمال کی تائید میں فریضہ کرتے ہیں۔ (لا جعلا للہ سہواً)

حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کرام اللہ عنہما۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قرآن کریم میں (ورد ثلث اور ہر لوگ کی اتوار کے لئے اس آیت سے روزہ رکھنے کوئی آیت نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ پڑھ کر وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس لئے پاک ہوئے کہ وہ گناہ کرتے تھے اور دراصل ہر اہل علم انہیں نہیں روکتے تھے جب کہ وہاں میں بڑھتے چلے گئے تو ان پر خطاب نازل ہو گیا لہذا تم ہر اہل علم کو اور نبی کی ہانک کر اس سے پہلے کہ تم یہ وہ خطاب آئے جو ان لوگوں پر آیا تھا اور یہ بات جان لو کہ اس ہر اہل علم کی وجہ سے خداوند تعالیٰ ہوتا ہے اور نہ موت و حیات سے پہلے آتی ہے۔ (و کہ ابن کثیر میں ص ۲۷)

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلَعْنُوا يَمَّا قَالُوا بَلْ يَدُ اللَّهِ مَبْسُوطَةٌ

اور کہہ رہی ہیں یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ نہ تو کبھی بند ہوا ہے نہ ان کے ہاتھ اور ان کے قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کبھی نہ بند ہیں

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ - وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ قَدْ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَاؤُ

اور فریق فرما رہے ہیں کھانے پینے اور سونے و سب کی طرف سے جو آپ پر نازل کیا گیا وہ ان میں سے بہت زیادہ کثرت کی اور اگر کے زیادہ ہونے کا سبب یہی

وَكُفْرًا - وَالْقِيَامَ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - كُلَّمَا أَوْفَدُوا نَارًا

جائے گا اور ہم نے اہل دین ان کے درمیان دشمنی اور بغض و کینہ کی وجہ سے ان تک پہنچا دی ہے وہ سب کئی طرف کی ایک جہتی

لِلْحَرْبِ أَطْفَاَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا - وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْلِفِينَ وَلَوْ

اللہ تعالیٰ نے اسے بچا اور ہر جہت کو لہا کے لئے اڑاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو دہشت میں رکھتا

أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا أَكْثَرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا ذَعْنَاهُمْ جَنَّتِ النَّعِيمُ

اور اگر ان کو سب ایسا ہی اے ان کو اپنی اختیار کرنے تو ہم ضرور ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتے اور ہم انہیں ضرور عقوبت کے یہ لوگ میں داخل کر دیتے

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْبَةَ وَالْإِحْسَانَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَآكُونُوا مِنْ قَوْمِهِمْ

اور اگر وہ قائم کرتے توبہ کو اور انجیل کو اور ان کو جو کچھ نازل ہوا ہے ان پر ان کے رب کی طرف سے تو ضرور کائنات اپنے ہی سے اور

وَمِنْ نَحْبِ آزِبِهِمْ - مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ - وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءٌ مَا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱﴾

یعنی ان کے چلنے والے میں ایک جماعت ہے جو اعتدال پر ہے اور ان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو بے گناہ کرتے ہیں۔

یہودیوں کی گستاخی اور سرکشی

معاذ اللہ! پھر یہ سب ۱۱ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو بہت مال دیا تھا، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ملی کہ تو اللہ پاک نے جو مال اور دولت دیا تھا اور بڑی مقدار میں جو پیداوار ہوتی تھی اس کو روک دیا اس پر کلمہ نمازی ایک یہودی نے یہ بات کہی کہ اللہ کا ہاتھ طریق کرنے سے بند ہو گیا، کہا تو تھا ایک سی شخص نے لیکن دوسرے یہودیوں نے چونکہ اسے اس کلمہ سے نہیں روکا اور اس کی بات کو نہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اس میں شامل کر دیا اور اس بات کو یہود کا قول قرار دیا۔

ان کی تردید فرماتے ہوئے اول قریہ فرمایا کہ فَلَمَّا كَذَبْتُمْ کہ خود یہودیوں کے ہاتھ خبر خدات سے روکے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی۔

پھر فرمایا يَسْأَلُ عَنْهُمْ یعنی (بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور جس طرح چاہے خرچ کرے) یہودی بڑی بے مورد قوم تھی انہوں نے لکھا ہے ہوگی پر کمر باندھی کہ اللہ تعالیٰ کی شان عالی اور ذات اقدس کے بارے میں بھی تاریخ کلمات کہہ دیتے۔ جب کہ قوم میں ایمان نہ ہے ان کی ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں اور اللہ کو ماننے بھی ہیں اور اللہ پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہمارا ہے اور اسے کوئی چہ کم نہیں کرتا اور اسے ان خرچ کرتا ہے تم ہی بتاؤ اس نے کتنا خرچ فرمایا جب سے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا اس میں دارا بھی کچھ نہیں ہو اور اس کا مرض پانی پر تھا۔ (رواہ ابوداؤد دیلمی)

کی ہوئے کے دار سے اسے ہاتھ روکا نہ پاتا ہے جس کے پاس مال محدود ہو اور نعم ہو جانے کا دار ہو اللہ تعالیٰ جل شانہ خالق ہے اور ملک ہے اس کے خزانے سے چاہتا ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عطائي كمالهم و عذابي كمالهم العاصي لشيء اذابت ان يقول له نحن لم نكن

ہم اللہ کا بڑا کلام خطاب یا بھی کلام ہے جب میں کہی جی کارداروں کہ تم کہی جی ہاں میں دینی و جوش آجاتی ہے۔ (اسخروہ ص ۱۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیسے کھانے کے اخذ میں بیان فرمایا کہ جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے اس نے اپنی مخلوق پر کتنا خرچ کیا اس کو سوچو ہرگز کہ اسے اتنا خرچ کرنے پر اس کے خزانوں میں سے کچھ بھی کم نہیں ہو اور طریق برابر ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور ابدانہا دیکھ الٰہی جنت پر خرچ ہو گا ایسے خالق و مالک اور ادا کو یہودیوں نے فقیر کہہ دیا جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ذکر فرمایا لَقَدْ سَبَّحَ اللّٰهُ فَوْقَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَّ اللّٰهَ فَخِيزٌ وَتُخَفِّرُ اَنْفِیَاۗءَ اِلٰہِیۡتِہٖ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے چون کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں انہوں نے جو یہ کہا کہ اللہ کا ہاتھ خرچہ کرنے سے روک گیا، یہ ان کی خلاف ورزی و ستمناہی اور بددیواری ہے جس کی وجہ سے طعن قرار دیا گیا۔

فانکروہ..... اللہ تعالیٰ جل شانہ مخلوق کی طرح نہیں ہے وہ جسم سے اور اعضا سے پاک ہے حدیث قرآن میں جو عقیدہ وغیرہ آیا ہے اس

ہر ایمان والے کی اس کا جو مطلب اللہ کے نزدیک ہے ہم اسے ماننے ہیں اور جتنی کی کوشش نہ کریں کیونکہ یہ شک و بہت میں سے ہے۔

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْكَ كَثْرَتُ ثَمَرِكَ وَلَا ثَمَلُكَ أَنتَ الْكَافِرُ﴾ (اور آپ کے کدب کی طرف سے جو آپ پر نازل کیا گیا وہ ان میں سے بہت سوں کی سرکشی اور کفر کے زیادہ ہونے کا سبب بن جائے گا) مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جو کتاب نازل فرمائی وہ توجہ دیتے کے لئے ہے لیکن یہودی اس سے جاہلیت حاصل نہیں کر رہے ان میں سے چند لوگ ایمان لائے جن کی تعداد زیادہ نہیں ہے وہی لوگ زیادہ ہیں جو اللہ کی کتاب سے جاہلیت پہنچنے کی وجہ سے اس کو اپنے لئے زیادہ مہرنگی اور کھریں میں بڑھ کا رہے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ بھی نے فرمایا کہ یہودیوں کو خدا کا کیا انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد کیا اور اس وجہ سے قرآن پھیرا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی کے منکر ہوئے اور آپ کے دین کو نہ مانا۔ حالانکہ وہ آپ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (درمختار ص ۶۹ ج ۲)

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُدُّهُمْ وَلَا طَعْنُهُمْ لَأَمْلَأَ جَهَنَّمَ مِنْهُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ﴾ (اور ہم نے قیامت تک ان میں دشمنی کو اور بغض کو ادا کیا ان میں کثرت فرماتے ہیں اور ایک فرقہ دوسرے کا دشمن ہے تا قیامت تک ان کی عداوت اور بغض کا یہی حال رہے گا۔)

یہودیوں کا جنگ کی آگ کو جلاتا۔۔۔ ﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُدُّهُمْ وَلَا طَعْنُهُمْ لَأَمْلَأَ جَهَنَّمَ مِنْهُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ﴾ (کہ جب بھی انہوں نے جہنم کی آگ جلائی اللہ نے اسے بجھا دیا) یعنی مسلمانوں کے خلاف تحریک چلاتے رہتے ہیں اور ان سے لڑنے کی چاریاں کرتے رہتے ہیں لیکن اپنی چاروں میں کامیاب نہیں ہوتے یا تو مر جاتے ہیں یا مغلوب ہو جاتے ہیں اور شکست کا منہ دیکھتے ہیں یہودیوں سے ہر معاملہ پر شکست کھاتی، آخر قرآن متقول ہوئے اور انہیں یہ خبر دینے ضرور سے خبر کو جلا دین کے کے پھر بغیر میں بھی ان پر چڑھائی کی گئی اور وہ وہاں مغلوب اور مقہور ہوئے۔

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُدُّهُمْ وَلَا طَعْنُهُمْ لَأَمْلَأَ جَهَنَّمَ مِنْهُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ﴾ (اور یہ لوگ زمین میں فساد کرنے کے لئے (ڑتے ہیں) وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ) (اور اللہ دوست نہیں رکھتا فساد کرنے والوں کو) لہذا یہ اللہ کے محبوب بندے نہیں ہیں، ان الفاظ میں ہمیشہ کے لئے فسادچوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو سادہانی اور ارض کے لئے منصوبہ بناتے رہتے اور اللہ کرنے کا مشغلہ سمجھتے ہیں۔

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُدُّهُمْ وَلَا طَعْنُهُمْ لَأَمْلَأَ جَهَنَّمَ مِنْهُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ﴾ (اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور کفر کی اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتے اور انہیں ضرور نعمتوں کے دامن میں داخل کر دیتے) اس میں اہل کتاب کو تڑپ دی ہے کہ یہ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور کفر سے بھیجیں ایسا کریں گے تو ہم ان کے ساتھ رحمتوں کا کفارہ کر دیں گے اور ایمان نہ لائے اور کفر ہی بنے رہنے کی وجہ سے آہم اور لیکن اہل نعمتوں سے محروم ہوں گے۔

اللہ کی کتاب پر عمل کرنے سے خوش بیش زین کی نصیب ہوتی ہے۔ ﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُدُّهُمْ وَلَا طَعْنُهُمْ لَأَمْلَأَ جَهَنَّمَ مِنْهُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ﴾ (اور اگر وہ کام کرتے رہتے اور انہیں کد اور طعن کو اور جو کچھ ان کی طرف سے نازل ہوتا ہے ان کے کدب کی طرف سے ضرر نہ کھاتے اپنے گھر سے اور پاؤں کے نیچے سے یہ مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب اگر قرآن اور انجیل کے احکام پر عمل کرتے اور اب جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس پر عمل کرتے تو ان کو ناپاکی بھی خوب انجی طرح نواز دیا جاتا۔

مکمل آیت میں یہ بتایا گیا ایمان لائیں گے تو جنت میں داخل ہوں گے اور اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ ایمان لاتے اور احکام پر عمل

کرتے تھے کہ جس کی جگہ سے انہیں بھی خوب انجلی طرح نوازے جاتے ہوئے بھی کھاتے اور پاؤں کے نیچے بھی نعمتیں پاتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا یہ مطلب بتایا کہ ان سے خوب ہارٹشیں برتنیں اور زمین سے خوب کھانے پینے کی چیزیں اگلی جاتیں۔

معاملہ آخر میں اس دن ۵۰ مل کر لاءے، نقل کیا ہے کہ اس سے رزق میں وسعت کرو یا مزارعہ سے یہ ایسا ہی ہے جیسے کھارو میں کیتے کہ فَلَوْلَا اَنْ لِّمَسِ الْخَبْرُ مِنْ قَرْهٍ اَوْ لَوْلَا اَنْ لِّقَعَهُ (فقال انھیں سر سے پاؤں تک خبری میں ہے) اس آیت سے اور اطراف کی آیت وَلَوْ اَنْ لِّقَعَهُ الْفَرَى اَمْوَا وَافْقُوا (القیہ) سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اہل صالح میں تھے اور گناہوں سے بچنے کی صورت میں (آخرت کی خبر کے ساتھ) انہیں گناہ میں بھی پھر پریشانیوں سے نواز دیتے جاتے ہیں۔

پھر فرمایا مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ (ان میں سے ایک جماعت سے سیدھی راہ اختیار کرنے والی ایک داخل کتاب جہان سے آئے تھے جیسے حضرت محمد مصطفیٰ سلام علیہ وسلم رضی اللہ عنہما اس میں ان حضرات کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا يُخَيِّرُ فَيُفْضِلُ مِنْهُمْ سِتَّةً فَيُفَضِّلُونَ (اور ان میں سے بہت سے وہ ہیں جو بڑے کلمات کرتے ہیں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا اعملوا بالقبیح مع التکذیب بالنسب صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان لوگوں نے اہل قبیح کے اور ساتھ ہی ان کو مصلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب بھی کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغُوا مَا أَنزَلْنَا إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۚ وَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَمَا بَلَّغْتُمْ رَسُولَاتِهِ ۚ

اے رسول! آپ بلیغ کیجئے جو خدا آپ سے آپ ہی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا اور اگر آپ نے ایمان نہ لیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نہ پہنچا دیا۔

وَاللَّهُ يَفْعَلُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

اور وہ لوگوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی مخالفت کرے گا، آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا حکم کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے

سب کچھ پہنچا دے، اللہ تعالیٰ آپ کی مخالفت فرمائے گا

اس آیت شریفہ میں اللہ جل شانہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا کر حکم کیا کہ جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا اس کو پہنچا دیں، حضرت حق تعالیٰ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوت فرمایا تو آپ کے دل میں کچھ گھبراہٹ سی ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ لوگ تکذیب کریں گے اس پر آیت پڑا، نازل ہوئی۔

معاملہ آخر میں اس دن ۵۰ مل اور ارباب اہل حق میں ۱۴ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت سے کہ بَلِّغُوا الرُّسُلَ بَلِّغُوا مَا أَنزَلْنَا إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ (اور ان لوگوں سے آپ کی مخالفت فرمائے گا) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محفل ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جو حضرات صحابہ آپ کی مخالفت کیا کرتے تھے ان سے آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ چلے جائیں اللہ نے میری مخالفت کا وعدہ فرمایا ہے۔

خدا تعالیٰ کرنے والوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے

پیر اور ناچھوڑ دیا۔ (الباب الفل میں ص ۹۳)

آخر میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ﴿۱۰﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو اس کی راہ نہ دکھائے گا کہ وہ گمراہی کرنے کے لئے آپ تک پہنچیں۔

قال صاحب الروح وفيه اقامة الظاهر مقام المضمحل لان الله تعالى لا يهديهم الى اعينهم فليكن (ص ۹۳ ح ۱)۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمای بھی کوئی بات نہیں پہنچائی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو حکم نازل فرمایا وہ سب است تک پہنچایا حضرت ؑ انصاف یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ متنبہ ہو کر فرمایا کہ جو کوئی شخص تم میں سے یہ بیان کرے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ امور میں سے کچھ بھی چھپا دیا تو وہ جہنم ہے۔ (مسائل القرآن ص ۵۱ ح ۴)

یعنی اور عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضرین سے سوال۔ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اوراد کے ساتھ جو عرفات میں خطاب یا اس میں بہت سی باتیں بیان فرمائیں اور حاضرین سے فرمایا اے ہم تسلطون علی قضاہم فقلون (تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا سو تم کی جواب دو گے) کا عرض کیا۔ فقلنہ انک فقلنہ فقلنہ وانفست ونفسخت (کہ تم کو ایسی دین کے کہ بلاشبہ آپ نے پہنچایا اور اپنی ذمہ داری کو پورا فرمایا اور امت کی فیر فرمائی ہوگی) آپ نے آسمان کی طرف انحراف کی پھر لوگوں کی طرف جھکا لی اور میں ہر ہند پاک کے حضور میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ فَضِّلْہُ (کہ اللہ تو کو اور بڑا کرے) مسلم ص ۳۹ ح ۱)

پھر دوسری تاریخ کو کئی میں آپ نے طلبہ اور حاضرین سے پھر وہی سوال فرمایا اَلَا فُلُحْ فَبُحْ خُوراً انک جہنم کا میں نے پہنچا دیا اور حاضرین سے کہا کہ جہنم یاں آپ نے پہنچا دیا پھر آپ نے اللہ پاک کے حضور میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ فَضِّلْہُ (اللہ تو کو اور بڑا کرے) سرحدی قرآن فلیبلغ الشاهد الغائب جو حاضرین کو پہنچا دے۔ (امداد الاری ص ۳۳ ح ۱)

قرآن مجید کی تصریح سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اللہ نے جو بھی کچھ آپ کی طرف نازل فرمایا ہے وہ سب پہنچا دیجئے۔

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے فاصدق بصدقاً کہ آپ کو بھول کر واضح طور پر بیان فرما دیجئے آپ نے زندگی بھر اس پر عمل کیا اور آپ کے موقع پر سچ سے دریافت فرمایا کیا میں نے پہنچا دیا سب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ ہاں آپ نے پہنچا دیا اور سب نے وعدہ کیا کہ اللہ کے حضور میں ہم کو ایسی دین کے اور عرض کریں گے کہ آپ نے سب کچھ پہنچا دیا۔

روافض کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حسرت لگانا۔ یہ تو قرآن وحدیث کی تصریحات ہیں لیکن بکھوکھ ایسے ہیں جن کا یہ جاننا اور کاغذانہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ اپنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان فرما دیں لیکن آپ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اذیت اعلان نہیں فرمایا ان لوگوں کا جھوٹا دعویٰ ہے کہ انہیں حضرت امین بیت سے محبت ہے۔

جہنم اس لئے ہے کہ اہل بیت سے تو محبت کا دعویٰ ہے اور صاحب اہل بیت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کا حکم نہیں پہنچا دیا ہوگا یا پھر پانچ حضرات کے تمام صحابہ کو مار لیتے ہیں۔ قرآن مجید کی قریظہ کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم چھپانے کا جرم بتاتے ہیں۔ یہ محبت کی جھج قسم ہے کہ اہل بیت سے محبت ہو اور جس ذات والا

صلوات کی وجہ سے اہل بیت سے محبت ہوئی۔ اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھیں کہ منصب رسالت کی امدادی پھر ہی نہیں کی۔ (امید یافتہ میں بذکر اوقات و اہمات)

جب اللہ کا نبی بنی مگر حق سے اڑ جائے اور اس کا سہارا ہو چھوٹے اور فاسطیخ بسفوفیتر کی خلاف ورزی کر سکتے ہمارے حق قائم کرے گا؟ حیرت سے ان لوگوں پر کہ جس رسول کی حفاظت کا اللہ نے وعدہ فرمایا۔ اور وَاللّٰہُ یُخَبِّرُکُمْ فَرَا کہ حق تعالیٰ کی ضمانت دے دی اس رسول کے بارے میں وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے راستے اللہ کا حکم چھوڑا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اس وعدہ پر آپ کو پھر دستبردار تھا (و اہم اہم اہم) ایک نبوی مؤمن بھی اللہ پر پھر دستبردار ہے کیلئے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے رسول کو اللہ پر پھر دستبردار تھا کہ وعدہ کیا نہ سمجھا ہوا پھر یہ کیسب بات ہے کہ جن کی حفاظت بافضل کے ہو لوگ مدعی ہیں جب پچیس سال کے بعد ان کی حفاظت علی بن ابی طالب نے تو یہ کیا کہ میں خلیفہ بافضل تھا جو سے خلافت چھین لی گئی یہ ان کے خود کو ان کے حواری ان لوگوں مطعون کرتے ہیں کہ باوجود شہاد اور یہاد ہونے کے حضرات ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے اڑتے رہے اور ان کے پیچھے نازیں پڑھتے رہے اور ان کے مشوروں میں شریک ہوتے رہے۔ اللہ جل شانہ ان جوئے حواریوں کے حق کا اور ان کا اور خلیات اور اوقات سے محفوظ رکھے۔ وَلَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی حِثَّ قَالِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُہْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ

قُلْ یَا ہٰذَا الَّذِیْ لَکُم مِّنْ کِتٰبٍ لِّنُفِیْہِ الْتَوْرَۃَ وَ اِلٰہِ الْکَرِیْمِ ۝ وَمَا اَنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ شَیْءٍ

آپ فرمادے کہ اس کتاب میں جو میں لکھ کر دیتا ہوں اس میں جو کلام کو اللہ نے آپ کی طرف سے کیا وہی طرف ہاں کی گئی

وَلَیْبِذِیْنَ کَیْفَیْرًا فَمِنْہُمْ مَّا اَنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ طٰغِیَاتًا وَ کُفْرًا ۚ فَلَا کَاسَ عَلَی الْقَوٰمِ

اور ضرور طواغوت ہیں جس سے بھرتے ہیں کی سرکشی کو اور کفر وہ دشمن زیادہ کرے گا جو آپ کی طرف ہاں کیا ہے جو آپ کا قوام

الْکَافِرِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَادَوْا وَالظّٰلِمُوْنَ وَالظّٰلِمِیْنَ مِمَّنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ

پر ایمان نہ رکھتے۔ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہیں اور فرقہ صالحین اور نصاریٰ ان میں سے جو بعض اللہ پر اور آخرت کے ایمان

الْاٰخِرِ وَعَمِیْرٍ صٰلِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ اَخَذْنَا مِثْقٰتِیْ

کی ایمان لائے اور ایمان صلا کرے تو میں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ گھٹیں ہوں گے۔ یہ جو ہم نے

بِیْنِیْہِمْ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَ اَرْسَلْنَا اِلَیْہِمْ رُسُلًا ۙ فَکَلَّمْنَا جَاۤءَہُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَہُمْ تَهَوَّیْ اَنْفُسُہُمْ ۚ فَوَرِیْثًا

بی اسرائیل سے جو وعدہ ہوا وہی طرف سے رسول بھی رسول کو لے کر اس کے پاس پہنچے کہ: تم لوگوں کی خواہشوں کے مطابق تھے تو انہوں نے یہودی کی ایک

کَلٰۤیْمًا ۙ فَوَرِیْثًا یَقْسُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْا اَلَّا یَكُوْنُوْنَ لِیْسَۃً فَعَمَّوْا وَصَبَّوْا عَلَیْہِمْ سَابِیْغُ اللّٰہِ

جملہ کو کہنا یا نہ کہ ایک جملہ کو لے کر کہا اور انہوں نے کون کیا کہ جو کچھ اللہ نے کہا کہ ہم نے اور جسے اللہ نے فراموش کر دیا ہے ان پر قہر

کرنے ہی میں مختصر ہے اس لئے مسلمان ہی اقوام میں جنہیں کوئی طرف نہیں موردہ فتنگیں نہ ہوں گے۔ بحیثیت امتداد تو یہ لوگ صحیح راہ پر
چلیں گی گناہوں کی وجہ سے گرفت ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے بظاہر قانون بیان کرنے میں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں
کیونکہ وہ مسلمان ہیں ہی لیکن اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا کے اضافہ کرنے سے ایک خاص بلاغت پیدا ہو گئی ہو یہ یاد رکھیں کہ یہاں ہر امتدادی
خصوصیت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ مفت موافقت کی وجہ سے ہے اس کو اس طرح سمجھا لیا جائے جیسے کوئی حاکم وقت یوں اعلان کرے کہ
ہمارے قانون سب کے لئے عام ہے خلاف ہو یا موافق جو موافق ہے وہ موافقت کی وجہ سے مورد امتداد ہے نہ خلاف بھی اگر موافق ہو جائے
تو وہ بھی مورد امتداد ہو جائے گا

بنی اسرائیل کی عہد شکنی... اس کے بعد فرمایا لَقَدْ اٰخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ (آیہ ۱۰۱) کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان
کی طرف رسول بھیجے ان کا یہ طریقہ ہا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام جو بنی بنی کرتے تھے اس دین میں سے جو حصہ تم انہیں بھاتا
تھا اور یا تمہیں لگتا تھا اس سے اسرار میں کرتے تھے اور اس ناگواری کے باعث بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا اور بہت سوں کو قتل
کر دیا یہ مضمون سورہ بقرہ کی آیت اَتَقْتُلُوْا مَنْ اٰمَنَ وَنَزَّلَ عَلَیْہِ الْکِتٰبَ لَمَّا ظَنَّنُوْا سُبْحٰنَہُمْ وَنَزَّلَ عَلَیْہِ الْکِتٰبَ لَمَّا ظَنَّنُوْا سُبْحٰنَہُمْ میں بیان کی شان یہ
ہے کہ اللہ کی طرف سے جو بھی عہد لیا جائے اور جو قانون نافذ کیا جائے اس کو بے شک کے ساتھ قبول کیا جائے انہوں کو کوہوار ہوا یا ناگوار ہوا
فرض کے مطابق ہوا تو نہایت سائے سے انکار کرنا اور دھمکیوں کے دشمن ہو گئے یہ ایمان کی شان نہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ
عز فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم باتیں نہیں کریں گے اور ہم ان کے کھلم کھائی میں ملوث نہ ہوں
میں اور انہوں کی خوشی میں اور ناگواری میں۔ (مسند احمد ص ۱۰۳ ج ۲)

پھر کسی حکم میں اگر تم کو تکلیف ہوئی ہے تو اس پر اپنا بھی تو زیادہ ملنا ہے سرادیں میں ابھی طرح حضور کا نیند قربان کر کے لڑاؤ کے لئے
انہو شخص کی ناگواری کے باوجود نہ کو تو زیادہ دھمکا دشمنان دین سے لڑنا گناہوں سے بچنا سب چیزیں انہوں کے لئے ناگوار ہیں
لیکن ان میں اور خواب بھی زیادہ ہے۔ فرض کے مطابق ہوا تو نہایت غلاف میں ہوا تو نہایت فرض کی بندگی ہوئی اللہ کے چنگ بندے
تو اللہ کی رضا حاصل کرتے ہیں جس کی خواہشات کے پیچھے نہیں چلتے۔

بنی اسرائیل سے جو عہد لیا گیا سورہ بقرہ میں اس کے بارے میں ارشاد ہے وَ اٰمَنَّا بِمَا نَزَّلَ عَلَیْہِ الْکِتٰبَ وَ اٰمَنَّا بِمَا نَزَّلَ عَلَیْہِ الْکِتٰبَ
سے تو یہ شریف پر عمل کرنے کے لئے لیا گیا تھا، نیز سورہ بقرہ ہی میں آیت ۸۴ اور آیت ۸۵ میں بھی بعض عہدوں کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا
وَ عَصَوْا وَ اٰتٰہُمْ نٰوْنًا فَغَضِبُوْا وَ اَعْتَصُوْا (آیہ ۱۰۱) اور انہوں نے گمان کیا کہ کوئی بھی فتنہ نہ ہو گا ہمارا وہ سے اور ہر سے ہو گئے پھر اللہ
نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور بار بار ان سے اور ہر سے ہو گئے۔

بنی اسرائیل کی خطیانی اور سرکشی بیان فرمانے کے بعد ان کے اس گمان بدکا تو کہ فرمایا کہ نہ کوئی ناگواری گرفت ہوگی نہ کوئی عذاب ہوگا
انہیں یہ خیال یا تو اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت میں نہ رہے ہوگی اور یا اس لئے کہ وہ اپنے کو اللہ کا محبوب سمجھتے تھے جب یہ خیال
ہو گیا تو اور زیادہ شرارت اور مصیبت پر آمزائے اور اللہ سے ہر سے ہو گئے نہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے تجلیات و انکسار کو کچھ کر
متاثر ہوئے اور نہ حق سنا اور نہ حق کی طرف متوجہ ہوئے۔

اس سرکشی میں چلتے رہے پھر اللہ پاک نے ان پر توبہ فرمائی بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا لیکن وہ نہ رہے اور ہر سے بنے
ہے ان میں سے بہت سوں کا یہی حال رہا۔ وَاللّٰہُ یَبْصِرُ مَا یَعْمَلُوْنَ ۝ اور انہوں کے سب احوال کو جانتا ہے۔ بنی اسرائیل کے شرار

اور ہر چیز عاقل کا ذکر سورۃ فی سرائل کے پہلے رکوع میں قرآن کے تفصیل سے بیان فرمایا ہے اس کو یاد رکھ کر لیا جائے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِي لَكُمْ أَسْرَافَ يَدِ

۱۱۔ جب وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے بیان کیا کہ اللہ ہی مسیح بنی مریم ہے حالانکہ مسیح نے فرمایا ہے کہ میں فی سرائل اور

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِإِلَهِهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۚ

اللہ تعالیٰ کی حمد کے لئے اور اس پر شہادہت ہے کہ وہ ہی اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ مسیح نے فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے جدا ہوں اور میں اس کا عبادت کرتا ہوں

وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَابٍ ۚ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۚ وَمَا مِنْ

بے باور جانوں کا کوئی حصہ ہے اور یہ بھی ۱۱۔ جب وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین معبودوں میں سے ایک معبود ہے حالانکہ اللہ

إِلَٰهٌ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَشْعُرُوا عَنَّا يَقُولُونَ لَيْسَ لَهُ الْبَنُونَ يُفَرِّقُونَ بَيْنَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ ۚ

معبود کے طور پر کوئی معبود نہیں اور اگر اس بات سے باز نہ آئے تو وہ کہتے ہیں کہ ضرور ضرور ای لوگوں کو یہ بات بھی کفری ہے جسے وہ حق اللہ تعالیٰ

الْبَيْتِ ۚ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ مَا الْمَسِيحُ

حق ہے کہ وہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ضرور ہی توبہ نہیں کرتے اور اس سے سزاوارت نہیں ہوتی ۱۱۔ اللہ تعالیٰ صبر ہے رحم ہے کبھی ہے کبھی

ابْنُ مَرْيَمَ ۚ إِنَّهُ رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ وَأَنَّهُ صِدْقَةٌ ۚ

اسی مریم مگر ایک رسول ۱۱۔ جس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں اور جس کی بات سچی ہے ۱۱۔ یہاں

الضَّالَّعَمَاءَ ۚ انْظُرْ كَيْفَ تُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ۚ أَفَلَا يُؤْفَكُونَ ۚ قُلْ أَتَعْبُدُونَ

کھانا کھاتے ہیں، دلچسپی لیتے ہیں جس کے لئے لوگ جان کرتے ہیں ۱۱۔ یاد رکھئے کہ وہ لوگ کہاں آئے ہیں ۱۱۔ آپ فرمادیتے ہیں

مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ

تم اللہ کے سوا کچھ کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے ضرور اور کج کامیاب نہیں دیکھتے ۱۱۔ اللہ تعالیٰ سنیے ۱۱۔ اور جانتا ۱۱۔ ہے

قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا

آپ فرمادیتے ہیں کہ اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں غلو کا طور نہ کرنا اور اس لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرنا جو پہلے گمراہ ہو چکے ہیں اور جنہوں نے

مِنْ قَبْلُ ۚ وَاصْلُوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۚ

پہلے ہی گمراہ کرنا کیا اور میں نے راستہ سے ایک کئے۔

فصلاری کے ظفر و شرک اور ٹٹو کا بیان

من آیات میں نصیحتی کی گواہی اور ان کا کفر و شرک کا اعلان فرمایا ہے، نصیحتی کے کئی فرقے تھے جن میں سے ایک فرقہ یہ کہتا تھا کہ اللہ اور مسیح کن مریم ایک ہی ہیں مگر وہ مصلوں کے قابل تھے یہ بھی سراسر کفر ہے۔ مخالف کائناتوں میں متوالی لایا اور اللہ کا وحل ہونا بہت بڑی گمراہی ہے اور اگر یہ بات سچ ہے تو اس شخصیت کو خدا قرار دے جس نے واضح حیرت پر مبنی اسرار و کھیل سے فرما دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے جو تو فرما رہے ہیں کہ اللہ میرا اور تمہارا رب ہے اور ان سے عقیدت کا اظہار کرنے والے ان کو شیمن خداواتا رہے ہیں۔ نیز حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام نے یہ بھی اعلان فرما دیا تھا کہ جو بھی کوئی شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر بدست کو فرام فرما دے گا۔ نصیحتی نے شرک اختیار کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو شیمن خداواتا کر ان کے لئے خدا کی شخصیت کو جو یہ گمراہی اور ان کو شیمن بھی مانتے تھے شرک ظلم و ظلم سے خداؤں کے لئے قیامت کے دن کوئی مددگار نہ ہوگا۔

نصیحتی کی ایک جماعت کا یہ کہنا تھا کہ شیمن معبود ہیں ان میں سے ایک معبود اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم بدست مران علیہ السلام بھی معبود ہیں اللہ جل شانہ نے ان کا قول نقل فرما کر بیان فرمایا کہ تو ان کی تردید فرمائی و معصنہ اللہ الالہا و احد (اور ایک معبود کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے) اور پھر فرمایا و ان لم یستطیعوا فاعلموا ان لا یستطیعون البعثن (الطین تکفروا لم یستطیعوا البعث) (اگر لوگ اپنے قول سے باز آتے تو ان میں سے ہر لوگ کفر پر تھے، جس کے گناہ کے لئے وہ ناک سحاب ہے) (لا ہو لوگ تو یہ کر لیں گے ایمان لے آئیں گے وہ عذاب سے مستثنیٰ ہیں) اور فرمایا علیہ السلام ان لا یستطیعون فی اللہ و یستطیعون اللہ (کیا یہ اپنے مقابلہ کا ہتھیار کو چھوڑ کر اللہ کے حضور میں تو نہیں کرتے اور اس سے مغفرت نہیں چاہتے) یعنی انہیں کفر پر مذکور بار بار اصرار ہے ان مقابلہ کو چھوڑیں اور اللہ کے حضور میں تو یہ کریں اور مغفرت طلب کریں اگر وہ کریں گے تو اللہ مغفرت فرما دے گا اللہ غفور یدبر کیم ہے کافر و شرک تو یہ کہہ کر اور ان کا قول کر کے جو اللہ کے یہاں مستتر ہے تو اس کی بھی تکفیل ہو جاتی ہے

حضرت مسیح علیہ السلام کا عہدہ اس کے بعد حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا عہدہ بتایا کہ صالحہ صلیح حق مزین بآؤن مؤنزل (کہ مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں) رسول وہ جاتا ہے اور پیغام لے کے آئے اللہ کے رسول کھنوں کی طرف اللہ کا پیغام لے کر آتے تھے اور ان کا بہت بڑا منصب اور عہدہ تھا جو ان کے لئے بہت بڑی فضیلت کا باعث تھا اللہ تعالیٰ نے جو پیغام بھیجے وہ پیغام لے کر آئے اور حق تک پہنچا دیئے۔

خا بر ہے کہ ان میں ایک دوسرے کا شیمن نہیں ہو سکتا یعنی ایک ہی ذات نہیں ہو سکتے پیغام بھیجئے والا واحد و لا شرک ہے جس کو اس نے پیغام لے کر پہنچا دیا وہ پیغام بھیجئے والے کی خدائی میں کیسے شریک ہو سکتا ہے؟ جیسے دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے اور خدا کی اویس میں شریک نہیں تھے یہی حضرت مسیح علیہ السلام بھی تھے، ہر نبی اللہ کا بندہ ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کا بندہ ہونے کی ایک ہی بات دیتے رہے ہیں۔

حضرت مریم علیہ السلام صدیقہ تھیں اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا و انفسہ صلیفۃ اور ان کی والدہ عذاب و پاؤں بھی نہیں انہوں نے اللہ کے کلمات اور ان کی کتابوں کی تصدیق کی اور وصلہ صلیفہ ہو سکتا ہے و تفکروا علیہ (صدق اور تصدیق اور اذہ عبادت کی وجہ سے کوئی مراد مت معبود نہیں ہو جاتا تو ان کی شخص علیہ باپ کے پیچھے ہو جانے سے عبادت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام مستحق عبادت نہیں جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام مستحق عبادت نہیں وہاں پیغمبر ہیں اور

باپ کے پیدا ہونے تھے۔ ہجرات کی وجہ سے بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام مہجور نہیں ہو سکتے تھے۔ علامہ ابی دگر انہما یشہم السلام سے ہجرات صادر ہوئے تھے ان سے باقی نبی سے جو کلمہ صادر ہو وہ صرف اللہ کے حکم سے تھا جس کو ہذا ذیل اللہ بنا کر سورۃ آل عمران میں بیان فرمایا ہے۔ ان ہجرات کی وجہ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی تعالیٰ میں شریک بنانا اور عبادت کا مستحق سمجھنا سراسر حماقت اور خطا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہما السلام دونوں کھانا کھاتے تھے۔ پھر فرمایا کہ ذیل انھما الفطعمان (یعنی اور ان کی والدہ کو کھانا کھاتے تھے) مطلب یہ ہے کہ خدا کی نے جو حضرت یحییٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام کو مہجور بنانا ان کی بے وفائی اور جہالت اور حماقت اسی سے ظاہر ہے کہ جسے اپنی زندگی برقرار رکھنے کے لئے کھانا کھانے کی ضرورت ہو اسے مہجور بنا دینے سے مہجور ہونا ہے جو کسی کھانا نہیں کھاتا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو دوسرے کھانا کھاتا اور جسے وہی پانی کی ضرورت ہے وہ مہجور نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا فَتَنَّا لَهُمْ الْأَنْثَىٰ (آپ دیکھ لیتے ہیں ان کے لئے کسی طرح آیات بیان کرتے ہیں) طرح طرح سے کھاتا ہے۔ وہاں بھی کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ اپنے حق کو شریک سے باز نہیں کرتے۔ فَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ لَا يَتَذَكَّرُ (پھر دیکھ لیتے ہیں ان کی طرح جس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف جاتے ہیں وہاں اور حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

جو شخص تلخ و ضرر کا مالک نہ ہو اس کی عبادت کیوں کرتے ہو؟..... اس کے بعد فرمایا قُلِ الْيَتِيمُونَ مِنْ فِئَةِ اللَّهِ فَمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلٍ غَرَضًا وَلَا ضَلُوعًا (آپ فرمادیجئے: کیا تم اللہ کو پھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لئے ضرر اور تلخ کا مالک نہیں) یہ خدا کی کو خطاب ہے لیکن اتنا کہ مہجور تمام مشرکین کو شامل ہے۔ حضرت یحییٰ ہوں یا ان کی والدہ ہوں یا ان کے علاوہ حق کی سے کوئی بھی شخصیت ہوئی ہو یا وہی ہو کوئی بھی کسی کیلئے تلخ نقصان کا مالک نہیں تلخ ضرر اور فحاشی ہی کے بقدر اور قدرت میں ہے جب تمام انہما و مقام یشہم السلام اور دینا و کام اور دیگر تمام انسان جتنا اور فرشتے بھی تلخ و ضرر کے مالک نہیں تو تب تلخ ضرر کے کیسے مالک ہوں گے؟ جو ضرر اور تلخ کا مالک ہے اسے پھوڑ کر پھر ان کی عبادت کرنا سراسر کفر ہے اور خلاف عقل بھی ہے۔

سورۃ یونس میں فرمایا وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُبْشِرْ بِحُكْمِ رَبِّكَ لِلْمُكَذِّبِينَ (اور مت بھار اس کو جو تجھے نہ تسلیم کرتے) ضرر دے جا کر تو یہاں کہہ دے اس وقت تو ظالموں میں ہو جائے گا) پھر فرمایا اللَّهُ غَوَىٰ السُّعُفِ الْعَلِيمِ (اور اللہ نے غواہ بنائے) ہے اور ہر ذرہ کی اور ہر شے والی آواز کو سنا ہے سب کے اعمال کو جانتا ہے ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے۔ وہ سب کا اعمال کے مطابق جزا دے گا۔

اہل کتاب کو ظلم کرنے کی ممانعت اس کے بعد اہل کتاب کو ظلمی الہ میں سے بچنے کا حکم فرمایا اور فرمایا قُلِ الْيَتِيمُونَ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ ظَنِّي (آپ فرمادیجئے اہل کتاب اتم اپنے دین میں ناقص نہ ہونا) اہل کتاب نے اپنے دین میں ظلم کرنا کھانا صادر سے زیادہ بڑھ جائے تو ظلم کہتے ہیں اور یہ ظلم ناقص ہونا ہے کہ کوئی حق کی حد کے اندر رہتا ہی نہ ہے۔ خدا کی نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو آگے بڑھایا کہ خدا اور خدا کا چنانچہ اور ان کی والدہ کو بھی مہجور مان لیا۔ اور یہ وہی حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کا چنانچہ یا مادہ کا خالق اور حقوق میں مددگار نہیں ہو سکتا اور کوئی حقوق مہجور بھی نہیں ہو سکتی اور ان لوگوں نے دین میں ظلم کرنا یہ اور وہی دین میں داخل کر دیں جو اس دین میں نہیں۔ جو دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرات انہما و کام یشہم السلام کے واسطے سے ان کے پاس آیا تھا جو ان کے دین میں ظلمی ذاتی خواہشوں سے ہوتا ہے اس لئے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ (اور ان لوگوں کی خواہشات کا

اجنبی تہذیب کے گمراہوں نے جو "تہذیب" کے نام پر اپنی فحش فحاشیات کو سامنے رکھ کر اور انہی میں شمولیت کے لیے جی جی ٹی کے سرکاروں کی شہ

آنحضرتؐ کو یہ مصلحتی اندازہ و حکم کی بحث سے پہلے یہاں وضاحت کے لاکر نہ لینی، اپنی اپنی خواہشوں کو، انہوں کے مطابق اپنے دین کو بدل دینا، یہاں اس میں وہ کہہ چکے ہیں کہ: **وَصَلُّوا عَلَى كَذِبٍ** (اور صلیتوں کو کاذب کہو) یا **بِطَرَحٍ قَامٍ** (انھوں نے مصلحتی اندازہ و حکم کی بحث کے بعد بھی حق واضح ہوتے ہوئے تمہاری پرستش ہے۔ **وَصَلُّوا عَلَى سِوَاءِ النَّبِيِّ** (اور صلیت ہے)

خفت غم یہ کو خلو کر کے کی ممانعت..... میں میں خلو کر گاتوں کا پر آشوبش سے آنحضرت سرمدہ اہم پہلی اندلیہ حکیم کو نظر و تھا کر تریں
آپ کی امت بھی اس مرض میں مبتلا ہوئے آپ نے فرمایا لا تظرونی کذا اطرو النصارى ابن عربیہ قائمہ انا عیہ
بقولہ تعالیٰ ووصلہ ۔

یعنی میری تعریف میں مہمانوں کو جیسے خدائی نے ان پر مہر کی، اسی تعریف میں مہمانوں میں تو اس اللہ کا بندہ ہوں، میرے پاس کسی

پس ابو عبد اللہ و دعوۃ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (رواہ بخاری ص ۹۸)

آنحضرتؐ سے روئے غلطی اللہ تعالیٰ و علم کی حقیقت و یقین اور پھر ان کو ان کو دیکھیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا ہی اختیار ہوا۔
 سو آپ اپنے جانے کا طریقہ دیکھتے ہیں اور قرآن کی تصریحات کے ساتھ آپ کی شریعت کے علم میں ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہم اس طریقہ کی
 وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ و علم سے بہت بڑی محبت کرنے والے ہیں جس کے ساتھ ہم فرمایا ہے۔ **قُلْ مَنعَانِ وَنَحْنُ هَلْ نَحْنُ**
أَلَا نَحْنُ أَوْ مَنُولا ۝۱۵ آپ فرمادیتے کہ میرا وہ آپ کے میں نہیں ہوں مگر آپ اللہ تعالیٰ و علم سے جانے کا طریقہ ہے۔
 سو آپ کی بہت **قُلْ لَعَنَ اللَّهُ الْفَاسِقَ الْفَاسِقَ** کے لئے اس میں کہہ دیا کہ ان میں سے جانے کا طریقہ ہے نہیں بلکہ بہت دور کی کڑی اس کی
 نہیں رہی۔ **نَحْنُ** کہ ان میں سے بہت سی حقیقت کے لئے آیت ہے جو مذہب کے لئے نہیں ہے۔

مجھے یاد رہی کہ میں ۱۹۶۵ء میں بے کتاب نے فرما دیا تھا کہ انصاف انصاف کو میں ایک شرابی ہوں مانتا ہوں شاید تو آپ سے فرما سکیں کہ اس بار سے میں اعلان کر رہی کہ تمہارا جیسا ۔۔۔ بشر ہوں جس کی محبت کے علاوہ اور کچھ نہیں کہیں آپ شر نہیں تھے یہی آپ کی محبت تھی ان میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں غلامی میں بشر ہوں یہ لفظ غلامی کی طرف سے جو حلال کیا ہے۔۔۔ ان لوگوں کے لئے کہ قرآن میں جو غلام ہو جائے تو کچھ تو نہیں کر سکی کہ اس کی بچاؤ، قتل، سب (یعنی باند)

قرآن مجید میں فرمایا ہے: **يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَلُهَا قُلِ الْمَاعِلُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجِيبُكَ عَنْهَا الْقَوْمُ ۖ وَهُوَ الَّذِي يُعَذِّبُ الْمُجْرِمِينَ** (روا: آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب ہوگی؟ اس کے جواب میں کہہ دیجئے کہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے ان کا وقت اسی استغاثہ فرمائے گا) اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ قیامت کے آنے کا وقت صرف اللہ ہی کے علم میں ہے۔ لیکن نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سکھائیے کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمیں طریقہ پر قیامت کے آنے کا بھی سکھاتا۔ یہ کب محبت ہے جو قرآن کی ترغیبات کے خلاف مشورہ دیتے رہے یا نہ کرے۔ یہ اہل حقاری کی کتاب الملوغوات انہی میں نسبت میں وہ جہاں بالکتاب بعض میں بدعتی

فی زمانہ العلم وهو مشیع بدالم یعط ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلم من تقوم الساعة
(یعنی ہمارے زمانے میں کھڑے ہوئے لوگ جو ظہر کے عرصے میں آجائیں گے ان کے ہر شخص سے انہیں نے صاف سنا ہے کہ)

(پارہ نمبر ۶)

وَإِذَا سَأَلْتُمَا مَا أَثَرُ إِلَى الْمُرْسَلِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ وَمَا عَلِفُوا مِنَ الْحَقِّ

اگر آپ دونوں نے سوچا کہ جو آپ کی جانب سے آئے ہوئے ہیں، آپ سے کہہ سکیں کہ آپ کی بات سچ ہے تو

يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّمَا قَاَصَبْنَاكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِمَا يَأْتِيَنَا وَمَا جَاءَنَا مِنَ

ہم پر، یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے آپ سے سچے سچے شواہد کی بات سنی ہے، تو آپ کی بات سچ ہے تو

الْحَقِّ ۝ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوَّامِينَ الصَّالِحِينَ ۝ فَأَنَّا لَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَبَّتْ

ہم پر، یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے آپ سے سچے سچے شواہد کی بات سنی ہے، تو آپ کی بات سچ ہے تو

تَجْعَلُنِي مِنْ تَحْتِهَا أَلَمْ نَكُنْ مِنْ خَلْقِكَ قَبْلَ هَٰذَا ۖ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْفَاسِقِينَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

تو آپ سے، یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے آپ سے سچے سچے شواہد کی بات سنی ہے، تو آپ کی بات سچ ہے تو

بِأَيِّتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝

یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہیں۔

کتاب اللہ کو جس کر جوش کے نصاریٰ کا رونا اور ایمان لانا

جب آنحضرت سرور عالم نے اسلام کی دعوت دیا شروع کیا (جس کے اولین عاشقین اہل مکہ تھے جو نبی کی پوجا کرتے تھے)

تو اہل مکہ دشمنی پر اتر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرین طرح سے ستاتے تھے اور جو لوگ اسلام قبول کر لیتے تھے، انہیں بہت زیادہ

دیتے تھے اور اسے پیٹتے تھے اہل جہ سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں (جس میں عورتوں سے بھی تھے) جوش کیلئے بھارت

کر گئے جوش اس وقت قریب قریب تک تھا جہاں ایمان محفوظ رکھتے ہوئے عافیت کے ساتھ رہنے کا امکان تھا جب یہ حضرات وہیں پہنچا

گئے تو اہل مکہ نے وہاں بھی دھپا کیا پھر شام جوش کے پاس ملا کہ ان کے گئے لیکن ان کے ان لوگوں کی بات نہ مانی اور حضرات صحابہ رضی

اللہ عنہم کو ان امان کے ساتھ نکال دیا ان سب کو جہاں رسول اللہ کے چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالب تھے یہ حضرات وہاں کی سال

ان امان کے ساتھ رہے مگر جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ وہاں سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیلئے، انہیں ہوئے تو

نہ ٹھہرا (انہیں شام جوش) ان کے ساتھ اپنے بیٹے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے ان کا یہ خدا کا فضل و رحمت تھی۔

نہ ٹھہرا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحریر کیا کہ خداوندی اللہ! ہمیں گواہی دیجئے کہ آپ اللہ کے چچے رسول

جس اور میں نے آپ کے چچا کے بیٹے کے ساتھ رہا آپ سے رحمت کر لی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی امانت قبول کر لی۔ میں آپ کی خدمت میں

اَمِنْ اَنْ اَزَالَ فَرَأَىٰ تَابًا لِّهَا السُّلُوْا لِمَ تَحَرَّمُ مَا حَلَٰلَ اللّٰهُ لَكُمْ (اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تم پر رے کے حلال کر دیا ہے؟)

ایک بہت کچھ آج لوگوں میں موجود ہیں جن میں ملنا جکڑا عقلا، ابھی بہت سی حلال چیزیں کو حرام سمجھ رکھے۔ مثلاً ذی قعدہ کے مہینہ (۱۲) میں جس خالی کا مہینہ کہتے ہیں، اگر مرد و عورتیں شریعت میں شادی کرنا خوب حلال اور درست ہے لیکن ان کی اس حد سے دلگ آئے گئے ہیں اور ان کو یہاں سے شادی کرنے سے بچنے ہیں بہت سی قوموں میں یہ عورت کے نکاح جلی کو مستحب سمجھتے ہیں اور اسے حرام سمجھنے پر تیار نہ ہوتے ہیں۔ یہی حد سے آگے نہ بڑھتا ہے۔

ان میں سے حلال اور حرام کر لینا منع ہے ہی طرف تمام حلال کر لینا منع ہے حرام و حلال مقرر فرمانے کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ سورہ النحل میں ارشاد ہے وَلَا تَقْرَءُوا لَہَا نَصَیْفًا فَسَیَکْفُکُمُ اللّٰہُ ۚ ہٰذَا حَلٰلٌ ۚ وَ ہٰذَا حَرَامٌ فَتَقْرَءُوا عَلٰی اللّٰہِ الْکِبٰلَ (اور جن چیزوں کے بارے میں تمہارا دلی جھوٹا دعویٰ ہے ان کی نسبت میں صحت کہہ دیا کرو کہ حلال ہیں حلال ہے اور حلال ہیں حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی حجت لگا دو گے)

اسی ممانعت میں اللہ کی نصیحتوں سے بچنا بھی حلال ہے مثلاً سفر شری میں تھکرنا ذکر یا مشروب سے اس پر عمل کرنا حرام ہی ہے۔ جو چیز خواہش کی نہ ہو اسے با عشق خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

مقرر اور ان کی نہ ہو اسے تھک کر یا عیش خواہش سمجھ کر لینا (۲) احمد سے آگے نہ بڑھنا کہ وہاں پر یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں

ترکیبیں لوگوں نے بنائی ہیں یہ بھی حد سے بڑھ جاتا ہے۔

کسی ثواب کے کام کے لئے جگہ کی پابندی لگا لینا (۷) کسی ثواب کے کام کو کسی خاص جگہ کے ساتھ مخصوص کر لینا (مثلاً کسی مخصوص شریعت سے حاجت نہ ہو یہ بھی حد سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ جیسے بعض جگہ دستور ہے کہ قبر پر ہندو یا دینی عقیم کرتے ہیں۔ یا قبر پر قرآن پڑھتے ہیں۔ ثواب ہر جگہ سے لگا سکتا ہے۔ ہر اس میں اپنی طرف سے قبر پر ہونے کو طے کر لینا حد و انت سے آگے بڑھتا ہے۔

بعض حوالہ چیزوں کے بارے میں طے کر لینا کہ فلاں نہ کھائے گا۔ (۸) ایک صورت حد سے آگے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ بعض کھانے کی چیزوں کے متعلق اپنی طرف سے یہ تجویز کر لیا جائے کہ فلاں شخص کھا سکتا ہے۔ اور فلاں نہیں کھا سکتا جیسے مشرکین تک یا کرتے تھے۔ سورۃ الاحکام میں ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ فَلْيُكَلِّمُوا هَٰؤُلَاءِ وَلَا يَخْرُجُوا مِنْ دَارِهِمْ

اِنَّ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَا يَخْرُجُوا مِنْ دَارِهِمْ اَوْ لَا يَخْرُجُوا مِنْ دَارِهِمْ اَوْ لَا يَخْرُجُوا مِنْ دَارِهِمْ اَوْ لَا يَخْرُجُوا مِنْ دَارِهِمْ (۹) ایک صورت حد سے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ اپنی طرف سے کسی گناہ کا مخصوص خراب تجویز کر لیا جائے جیسا کہ بہت سے مفسرین بیان کرتے ہیں۔ (۱۰) ایک صورت بھی حد سے بڑھ جانے کی ہے کہ کسی چیز کے متعلق یہ طے کر لیا جائے کہ اس کا حساب نہ ہو گا۔ تاکہ حدیث میں اس کا ثبوت نہ ہو جیسے مشہور ہے کہ مفسران الہادک کہ آفری ہلکا کیا کچرا اپنا یا جو تاہین لیا جائے تو وہ بے حساب ہو جاتا ہے۔ اس لئے بعض لوگ بہت سے جواز اس روز بکن لیتے ہیں یہ سب حلال و حلال ہے۔ (حکام المشرکین)

یہ چند صورتیں حد سے آگے بڑھ جانے کی تھوڑی سی ہیں۔ اور بھی نکل نکلی ہیں۔ انتہی حد سے آگے بڑھنا درست حرام ہے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے فَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامٰى حَتّٰى يَصِلَ اِلَيْهِمْ (یا انتہی حد میں ان سے لگنے کے نزدیک بھی گت ہوتا۔) (قرآن)

اور فرمایا فَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامٰى حَتّٰى يَصِلَ اِلَيْهِمْ (یا انتہی حد میں ان سے لگنے کے نزدیک بھی گت ہوتا۔) (قرآن)

آگے مت لگنا اور جو انتہی حد سے باہر نکل جائے سو یہ بھی لوگ حکم کرتے ہوئے ہیں۔ (قرآن)

اور فرمایا وَمِنْ مَّقْصَدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ اَنْ يَنْفَعُوا خَلْقًا مِنْ دُوْنِ الْيَتَامٰى وَالْمَسْكِيْنِ وَالْمَسْكِيْنِ وَالْمَسْكِيْنِ (قرآن)

اور جو مقصد اللہ اور اس کے رسول کی فرمائش وادی نہ کرے۔ اور اس کی حد سے آگے بڑھ جائے اللہ کو آگ میں داخل فرمانے کا جس میں وہ پیش پیش رہے گا۔ اور اس کے لیے دلیل کرنے والی مزاحم ہے۔)

تیسرا حکم یہ فرمایا کہ يُحِبُّوا مَالَ الْيَتَامٰى حَتّٰى يَصِلَ اِلَيْهِمْ (یا انتہی حد میں سے کھاؤ اور انتہی سے نہ بڑھو جس پر تم ایسا نہ سمجھتے ہو۔ معلوم ہو کہ حلال

مشہور ہے کہ یہ حضرت عبدالقدوسؑ ہیں جن سے کہی کہ تم نے کفار کی لڑائی کے لئے تین دن کا جہاد سے پہلے شہر دیا ہے (یہ شہر کفار کا تھا اور یہاں تم تین دن رہے)۔

قاضی احمدؒ نے کہیں کہا کہ یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں کفار نے کھانے پینے کی چیزیں رکھ دی تھیں اور آپؐ نے ان سے کہا کہ میں نے تم کو یہاں بھیج دیا ہے کہ تم ان سے کھانے پینے کی چیزیں لے لو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔

۴۰ مِثْرًا مِیْوً وَحُطُوًا لِّیَسْتَفْکِرُوا فِی قِصْمِ نِیِّیْ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُونَ اِلَیَّ وَ اِیَّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

یعنی ان قسموں کا خیال رکھو کہ تم لوگ ان سے کھانے پینے کی چیزیں لے لو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔

تفسیر:..... یہ ان کی قسم ہے کہ میں نے تم کو یہاں بھیج دیا ہے کہ تم ان سے کھانے پینے کی چیزیں لے لو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔ یہاں سے تم لوگ نکلتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجْسٌ مِّنْ عَمَلٍ

الشَّيْطَانِ وَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ

وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ

مُنْتَبِهُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّمَا

عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْبَيِّنُ ۝

۴۱ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۲ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۳ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۴ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۵ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۶ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۷ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۸ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۴۹ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۵۰ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۵۱ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۵۲ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۵۳ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

۵۴ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ اَلَمْ یَکُنْ یَہْدِیْہُمْ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ

نور کر میں کہ کتنی دھو سے شراب اور جوئے سے منع فرمایا ہے ایسے صاف واضح بیان ہوتے ہوئے جو شخص شراب اور جوئے کو حلال سمجھے گا اس کی جاتی اور سپاہی میں کیا شک ہے! اہل جہل ثانی نے شراب کی حرمت کو دیکھا کہ اہل لہجہ میں فرمایا اھل قبضہ! اھل قبضہ! منافع الناس وانھما الخیر من نفعھما اس کو یہ شخص صحابہ رضوان اللہ علیہم سے شراب پینا چھوڑ دیا اور بعض پیتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک ابن عباسؓ کو لڑا مغرب میں ایک مہاجر جو بلی نے لاشت کرتے ہوئے قرأت میں غلطی کر دی تو اس پر آنیت کریدہ لکھیا اللہیں! اموا لا تغربوا الصلوۃ وانتم شکاری حتی یغلقوا مضطربون (سورۃ مائدہ آیت ۶۳) نازل ہوئی اس کے بعد اسے انداز سے شراب پیتے تھے کہ نہ رکعت آئے تھے نہ بلی میں آجائیں اس کے بعد کتنی سے شراب پینے کی ممانعت فرمادی اور فرمایا یسألہا المؤمن اموا الحنف والعیسوی (المنی قولہ تعالیٰ) فلیل انتم مشفقون (۵) یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا انھما ونا (۳) اور یہ سب ہمیں آگئے اور مشفق (۴) جلد ۲ صفحہ ۱۶۲) منہ ابراہیم علیہ السلام (۱)

پھر فرمایا واصلوا اللہ واصلوا الرسول واصلوا (اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور رتے رہو) یعنی اللہ و رسول کی اطاعت نہ کرو (فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا الیغ الفیض) سو اگر تم روگردانی کرو تو جان لو کہ ہمارے رسول کے احکام واضح طور پر پہنچا رہا ہے) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب اچھی طرح سکھائی کہ یہ ان فرمایا اللہ تعالیٰ کی بات پہنچا دی پھر بھی اگر کوئی خلاف ورزی کرے گا تو اپنا انجام خود کھائے گا۔

ساتھ دھو سے جوئے اور شراب کی ممانعت فرمانے کے بعد کو پاس آنی آیت میں ... حایہ صحیر لہائی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے اور ... حاکم قرآن ہی میں ممانعت اور حرمت دیکھنا چاہتے ہیں اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت نہیں سمجھتے ان کو صحیحہ فرمانی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے اور دونوں کی مخالفت سے بچنا لازم ہے۔

احادیث شریفہ میں شراب کی حرمت اور اس کے پینے پلانے والے پر لعنت اور آخرت کی سزا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں جو حکم ارشاد فرمایا اس میں سے چند احادیث کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ دانے والی چیز اگر مشین شراب ہے اور ہر نشہ دانے والی چیز حرام ہے اور جو شخص دنیا میں شراب پئے گا اور اس حال میں مر گیا کہ شراب پینا اور وہ موت کی تو آخرت میں شراب پینے کے جہنم کی شراب سے محروم ہوگا اگر فوت کا اعلان ہے ہو گیا۔ (رواہ مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد ۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا کہ ایک شخص یمن سے آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارے علاقہ میں ایک شراب ہے جو ہر جہاد سے نکالی جاتی ہے لوگ اسے پیتے ہیں آپ نے دریافت فرمایا کیا وہ نشہ داتی ہے؟ سوال کرنے والے نے عرض کیا کہ ہاں وہ نشہ داتی ہے آپ نے فرمایا "سکلی فسیحکم حرام" کہ نشہ دانے والی ہر چیز حرام ہے پھر فرمایا کہ بادشاہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آدمی کو مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص نشہ دانے والی چیز پئے گا اللہ اسے "جلیقۃ الخیال" سے پائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! "جلیقۃ الخیال" کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ وہ زمینوں کے حصوں کا بچہ ہے۔ (رواہ مسلم صفحہ ۱۶۹ جلد ۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ دانے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ (رواہ ابوداؤد صفحہ ۱۶۹ جلد ۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعنت کی شراب پر جو اس کے پینے والے پر اور اس کے پانے والے پر جو اس کے پینے والے اور اس کے طرح سے والے پر جو شراب نے والے پر اور اس کے پانے والے پر جو شراب نوشی کے پاس لے جائے اس پر اور جس کے پاس لے جائے اس پر بھی۔ (رواہ ابوداؤد وصحیح ابی داؤد)

جو لوگ بلی کا گوشت میں شراب بیچتے ہیں اپنے ہاتھوں میں شراب پلاتے ہیں اور بلی کا گوشت پر کھڑکتے ہیں وہ اپنے بارے میں غور کریں کہ وہ وہی لعنتوں کے تحت ہوتے ہیں شراب کا کھانے والا تو لعنت ہے ہی اس کو بیچنے والا پینے والا اور اس کا کھانے والا پانے والا اور جس کی طرف شراب لے جاتی جائے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ عز و جل کے دین پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے سحر خواں پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا گور چل رہا ہو۔ (رواہ بخاری)

جو لوگ روپ امر بیکہ خریدیں دیتے ہیں اور ضرعتوں کے مکمل ملاپ کی وجہ سے شراب پی لیتے ہیں خود مرے گا ان کا ایمان دیتی ہے یا نہیں؟ ایک حدیث میں ارشاد ہے: **لَا تَشْرَبُوا شَرَابَ الْفَاحِشَةِ** کہ شراب نہ پیاں جو کچھ کئے ہوئے ہے۔ (المطہ و صراح ص ۱۰۳) اس بات کا صحابی دیکھتا ہوتا روپ امر بیکہ کے شراب فروشوں کو دیکھ لیا جائے کیا کوئی برائی ان سے چھوٹی ہوئی ہے؟ شراب خوری نے انہیں ہم گنہگار قرار دیا ہے۔

حضرت ابوالفضل داؤد رضی اللہ عنہ سے چاہا کہ دیکھو یہ دوست میرا انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ کسی بھی چیز کو کھانے کا توہم شریک نہ کرنا اگرچہ میرے نکڑے کر کے کھائیں اور چتے ملا دی جائے اور قصداً نہ کھجور نہ کیک نہ جس نے قصداً کھجور میں اس سے اللہ کا نام نہ لیا اور شراب مت چھوگا کیک و دہم برائی کی گئی ہے۔ (المطہ و صراح ص ۱۰۳) جو لوگ شراب نہ چھوڑیں ان سے قتال کیا جائے۔ حضرت دہم میری مرضی اللہ عز و جل سے جان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (۱۵) اگر ہم ٹھنڈی زمین میں رہتے ہیں اور سخت لعنت کرتے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ ہم یہاں کی شراب پی لیتے ہیں جسے استعمال کر کے ہم لعنت کے کاموں پر اپنے شہروں کی ٹھنڈک پر قوت حاصل کرتے ہیں آپ نے سوال فرمایا کیا وہ شرابی ہے؟ انہی نے عرض کیا ہاں وہ شرابی ہے آپ نے فرمایا میں سے پرہیز کرو۔ میں نے عرض کیا کہ کوسا سے چھوڑنے والے نہیں آپ نے فرمایا اگر اسے نہ چھوڑے تو تم ان سے قتال کرنا ہی نہ کرنا۔ (رواہ ابوداؤد فی کتاب الاشرار)

اللہ کے خوف سے شراب چھوڑنے پر انعام۔ حضرت ابوالفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ با شہد اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور جہنم کے لئے مجھے حکم دیا ہے کہ کھانے کے سامان کو اور چوں کو اور صلیب کو (جنس کی ضد کی عبادت کرتے ہیں اور جہنم کے کاموں کو) سامان کو اور جہنم کے حکم سمجھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو کوئی بندہ کوئی گھونٹ شراب کا پئے گا تو میں اسے اسی قدر پیچ پاؤں گا اور جو کوئی شخص میرے اور شراب کو چھوڑے گا میں اسے ضرور مقدس حوضوں میں سے پلاؤں گا۔ (رواہ ابوداؤد فی السنن ص ۱۸۸)

جو باری اور شرابی کی جنت سے محرومی۔ حضرت ابوالفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ہاپ کو تکلیف دیتے ہوں اور جو کھیتے اور جو احسان دیتے ہیں اور جو شخص شراب پیا کرتا ہے وہ لوگ جنت میں

لگے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت **لَسَ عَلَى الْفٰئِزِ اَمْنٌ وَّاعْمَلُوا الْفٰضِلٰتِ** آخر تک نازل فرمائی۔

جس میں یہ بتایا کہ جو لوگ اہل ایمان تھے وہ اہل اسلام کرتے تھے اور حرم کے قانون نازل ہونے سے پہلے وفات پا گئے تھے انہیں اس نے زمانہ میں جو شراب پی لی تھی اس کا کوئی گناہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک تکلیف لے رہے تھے احکام میں فتح ہونے کا حال نہ جانتا تھا شراب حلال تھی پھر خدا فرما دی گئی اس کے علاوہ دوسری بعض دیگر احکامات میں فتح ہوا۔

آیت بالا میں فرمایا: **لَسَ عَلَى الْفٰئِزِ اَمْنٌ وَّاعْمَلُوا الْفٰضِلٰتِ** لفظ **فٰئِز** فتح حاصل کرنے والا ہے اور **فٰضِل** فاضل و عظیم الشان ہے۔ ان دونوں پر اس بارے میں کوئی گناہ نہیں کہ انہوں نے کھلایا یا انجکھ دیا تھا اگر کرتے ہیں یعنی شراب کے علاوہ دوسری حرام چیزوں سے بچتے ہیں۔ ہوس شراب پینے پر تو سوائے اس لئے نہیں کہ وہ اس وقت تک حرام نہیں تھی اور جب دوسری منوعات سے بچتے رہتے تو ظاہر ہے کہ دنیا سے بے گناہ چلے گئے اور انہوں نے نہ صرف منوعات سے پرہیز کیا دوسرے اہل اسلام بھی ایسا ہی کر رہے تھے۔ **اَعْمَلُوا** (پھر کھڑی اختیار کئے) اور ایمان پر باقی رہے۔ یعنی اس کے بعد جب بھی کسی چیز کی حرمت نازل ہوئی ایمان پر رہے اور حرام چیز سے بچے۔ **اَعْمَلُوا** (پھر کھڑی اختیار کیا اور اچھے کام کرتے رہے) یعنی جب حرمت آئی اس کی خلاف ورزی نہ کی اور نہ نیک کاموں میں لگے ہوئے تھے بدستوران کے انجام دینے میں لگے رہے۔

اس میں کھڑی کا ذکر نہیں ہوا ہے بلکہ ہر کھڑی مذکور ہے جس کا حقیق تمام منوعات سے بچنے سے ہے پھر دوسری ہر کسی حلال چیز کی حرمت نازل ہونے کے بعد اس سے پرہیز کرنے سے متعلق ہے۔ پھر قصیری ہر باقو ساقہ حالت پر استقامت کے ساتھ منوعات سے پرہیز کرنے سے متعلق ہے جس طرف اشارہ ہے کہ جب بھی کوئی چیز حرام ہوئی اس سے پرہیز کرتے رہے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے وفات پہانے والے بھائیوں کے بارے میں سوال کیا تھا لیکن آیت کے موم میں انہوں نے اپنے بارے میں بھی حکم بتا دیا کہ حرمت کا قانون آنے سے پہلے نہ شراب پیتے تھے کوئی گرفت تھی اور نہ آئندہ کسی عمل پر گرفت ہوگی جو حرمت کا قانون آنے سے پہلے کر لیا جائے۔ آخر میں فرمایا: **وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْفٰضِلِيْنَ** (اللہ اچھے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔

فائدہ۔ شراب پینے کی دنیاوی سزا اسی کوڑے سے ہے جس کی تھپتھاپت کتب فقہ میں مذکور ہیں اور آخرت کی سزا یہ ہے کہ شراب پینے والے کو دوزخوں کے دروازوں کا پورا پورا حقن ان کی پہچان پائی جائے گی۔ جس کا ذکر روایات حدیث میں گزر چکا ہے۔

شراب اور کھڑی کو دشمنی کا سبب ہیں اور ذکر اللہ سے اور نماز سے روکتے ہیں: شراب اور جوئے کے بارے میں فرمایا کہ شیطان اس کے ذریعہ تمہارے دھرم پران بعض اور دشمنی ڈالتا پاتا ہے اور ذکر نماز سے روکتا پاتا ہے۔

بعض اور دشمنی تو ظاہری ہے جو کوئی شخص جوئے میں مبتلا ہو جاتا ہے یا کھڑی پانی خوشی سے ہوتا ہے تو جلد سے جلد جیتنے والے سے بدلے لینے کی فکر کرتا ہے اور شراب کی ہر چہ وہی بدست ہو جاتا ہے تو اول فعل بکنا ہے دوسروں کو برا بھی کہتا ہے اور کئی گنا گنہگار کرتا ہے اور کئی کو برا بھی دیتا ہے۔ جس سے جز سے ملنے لگتے ہیں اور دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں اور اللہ کی یاد اور نماز سے غافل ہوتا ہے تو ایسی ظاہر بات ہے جو انکسوں کے سامنے ہے جب کسی نے شراب پی لی تو جتنے میں بدست ہو گیا۔ اب نماز اور اللہ کے ذکر کا موقع کہاں رہا جن کو شراب کی عادت ہو جاتی ہے وہ تو اس دشمن میں رہتے ہیں کہ نہ شک ہو تو اور دشمن بلکہ کم ہو تو پھر دشمن اور جب کوئی شخص جوا کھیتے میں لگ جاتا ہے تو گھنٹوں گزر جاتے ہیں جیتنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اللہ کے ذکر اور نماز کا اس کے پاس کوئی موقع ہی نہیں رہتا۔

حتیٰ کہ جو لوگ بغیر ہر بیت کے شراب کھیتے رہتے ہیں وہ بھی گھنٹوں کھیتے رہتے ہیں انہیں نہ ابھی اللہ کے ذکر کی طرف توجہ نہیں

ہوتی۔ لہذا کامرہ صحت اول سے اخیر تک گزر چکا ہے لیکن نماز اور کھانے کی طرف ذرا بھی دھیان نہیں دیتا نماز بھی اٹھنے تو جلی کا کڑی ہے لیکن اس کو سمجھ دے کہ فرمایا کہ چونکہ حرام اور حلال کی امتیاز نہ دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فرض ہے اور حرام طوطا پر اس میں مشغول رہتا ہے۔ مستحب ہے کہ اس حرام کو کئے بھی نہ دے نہ کچھ دیا جائے۔

جوئے کی تمام صورتیں حرام ہیں..... آج کے دن میں شراب اور جوئے دونوں کو حرام قرار دیا ہے اور دونوں کو تباہ کن سمجھا گیا اور سورۃ بقرہ میں فرمایا ہے **وَالْفُحْشَا الْكُفْرُ مِنْ نَجِسَاتٍ** کفرانِ ایمان کا گناہوں کے گھٹنے سے ناپا ہے جوئے کے گھٹنے سورۃ بقرہ میں اور یہاں سورۃ ناکہ میں **لَا تَشْرَبُوا** استعمال فرمایا ہے عربی میں اس کا اور تمام تقدیر ہے۔

انہاری محنتوں کے ذریعہ جسکی قدرتی جہاز کا سلسلہ جاری ہے اور انہاں مشینوں اور سامانوں اور دولت و زور و جبر و دس میں محنتی
مختلف صورتوں کا اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کا عمل کر کے بھیجے اور اس کے ساتھ اتنی محنتیں پائی کہ وہ بھیجے تو ان لوگوں کے عمل بھیجے گئے ہوں
کے ان لوگوں میں سے جس کا خیر و اعداؤ میں ہم نکل آئے گا اسے انعام کے عوض سے مقررہ رقم کوئی بھاری چستی کی چیز مل جائے گی۔
یہ امر قدر ہے یعنی خواہے ہو حرام ہے کیونکہ جو شخص محنتیں کے نام سے کہو بھیجے بھیجتا ہے وہ اس کے موہو ہونے کے خیال سے بھیجتا ہے کہ یا
تو یہ وہ ہے کہ یا جبر و دس مل کے شخص محنتیں کے نام پر وہ بھیجتا اور اگر اس وہ ہے کہ جو کا زوال مل جائے اس کا لینا اور موہو ہونے کے لوگوں کی
محنتیں لینے کی سب حرام ہے۔

اور ہر قسم کی لذتی شے میں کچھ دے کر نہ ملنے کی امید پر مال بیع کیا جاتا ہے پھر اس پر مال طے پاتے طے سے سب حرام ہے۔ گھوڑا اور
کدو پر بیہ گنا کھلیا جاتا ہے جس کا گھوڑا آگے نکل گیا اسے مارنے والے کی بیع کی کوئی قیلم نہیں جاتی ہے یہ طریقہ حرام ہے اور جو اس
طریقہ سے قلم حاصل کیا وہ بھی حرام ہے۔

چنگ اڑی اور کھڑے اڑی کے اور چید بھی نہ اٹھایا جاتا ہے یہ دونوں کام ایسی جگہ ممنوع ہیں جہاں پر ہر شخص کے حضور پر قدم لگانے سے وہ مستقل گناہ ہے اور صریح حرام ہے کیونکہ قمار یعنی خواہے شک کا کاروبار بھی صریحاً قمار ہے اور حرام ہے۔ باختر شس کا پرچہ یا شس کی کچی وہ سب صورتیں حرام ہیں جن میں شس کیس منع کی جاتی ہیں اور حلال نہ جانے پر منع کر دہ قدم سے زیادہ مال مل جاتا ہے نہ زندگی کا پرہیز یا کازاریں کا اور انکوں کا پرہیز حرام ہے اور ان میں بائبل میں منع کر دہ قدم سے جو مال نہ اٹھائے وہ سب حرام ہے۔

تلا کے جتنے بھی طریقے ہیں (مکھڑو، وغیرہ) ان سب کی آمدنی حرام ہے۔ ہر مومن کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنی لازم ہے۔
 (نہایت ضرور ہے اس لئے حرام کا ارتکاب کرنا عاقبت ہے۔)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا يَلُوكُمْ اللَّهُ يُضَيِّقُ فِيكُمْ وَيَرْوِّقُ فِيكُمْ وَيُمَاطِلُ أَيْدِيَكُمْ وَيُنْقِصُ أَمْوَالَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اسے اعلیٰ درجہ تک تم کو خود سے یاد سے شروع کرنا ہے گا یہاں سے اسے یاد کرنا چاہیے کہ اس وقت وہ تاکہ اعلیٰ درجہ تک کہ

اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٥٠﴾

[illegible]

حاجب احرام میں شکار والے جانوروں کے ذریعہ آزمائش

حاج یا عمرہ کا کوئی شخص احرام باندھ لے تو احرام سے نکلنے تک بہت سے کام موقوف ہو جاتے ہیں جن موقوف کاموں میں کھلی کا کھل کرنا بھی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ سے احرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس طرح آزمایا کہ احرام کی حالت میں تھے اور کھلی کا کھل کر نا خوب یاد چڑھ کر آ رہے تھے چنانچہ آزمائش بھی جیسے بی سارہ نکل کر آزمایا گیا تھا ان کے لئے سبچہ کے تھن چھلینے کا کھل کر نا موقوف تھا لیکن سبچہ کے تھن چھلینے کو بھرا کر کھپائی کے کوہر آ جاتی تھیں اور دوسرے موقوفوں میں یہ نہیں ہوتا تھا جس کا ذکر سورۃ اعراف کی آیت "وَلَا يَسْتَمِعُونَ عَنْكَ الْقَوْلَ فَنَفَخْنَا فِيهِم مِّمَّا يَكْفُرُونَ" میں فرمایا ہے۔

تفسیر درمختصر میں ص ۳۲۷ جلد ۳ میں ان اہل حاکم سے نقل کیا ہے کہ بہت بالا حد جب دالے امرؤ کے بارے میں چڑی ہوئی دشتی جاؤ اور ہر نہ کے ان کے ظہر کی کیچوں میں چلے آ رہے تھے اس سے پہلے ایسے حشر انہوں نے کبھی نہیں دیکھے تھے جن کا ہاتھوں سے بکڑا ہوا ہیزوں سے مارا بہت کم زیادہ آسان تھا، اللہ تعالیٰ نے صلیع لہر لیا تھا کہ اسرام کی حالت میں حشر قلعہ نہ کرنا جو حشر کرنے سے پرہیز کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو اس بات سے مطلع ہو جائے گی کہ کیسے طریقہ اللہ تعالیٰ سے کون ادا رہا ہے (اور جو غفلت حشر کر لے گا وہ گناہ کا شکار ہے) کہ گناہ کا شکار ہے (اور نہ اہل میں تاکام ہوگا)

احرام میں فکار مارنے کی جزا اور اونچلی کا طریقہ

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا حالت احرام میں (یعنی حج کا احرام ہو یا عمرہ کا) فحش کا جانور فکار کرنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص قصداً حالت احرام میں فحش کا کوئی جانور فکار کرے (خواہ اس جانور کو شت کھلیا جائے یا نہ کھلیا جائے یا نہ اس کی سزا آیت ہا میں ذکر فرمائی ہے یا نہ ہے) کہ قصد یعنی فکار ان جانوروں کو کیا جاتا ہے جو وحشی ہوں یا انہوں سے مانوس نہ ہوں ان سے دور بھاگتے ہوں جیسے شیر، گیدڑ، جیرن، گرگ، شیل، کالے، کبوتر، کھانٹ وغیرہ اور جو جانور انہوں سے مانوس ہیں وہ ان کے پاس رہتے ہیں جیسے گائے، بھینس، بھیر، بکری، مرغی، بٹار میں داخل نہیں ہیں اور جو وحشی جانور ہوں ان میں سے بعض جانوروں کا مارنا حالت احرام میں بھی جائز ہے۔ یہ استحکاماً حدیث شریفہ میں وارد ہے ان میں سے کالے، گرگ، شیل اور کھیل اور سائب اور کھجور کاٹنے والا کتا اور چوہ شامل ہیں۔ یعنی حرم کو ان کا قتل کرنا جائز ہے اور جانور حرم پر حملہ کرے اس کا قتل کرنا بھی جائز ہے اگرچہ ان جانوروں میں سے نہ ہو جن کی قتل کی اجازت ہے۔

احرام میں فکار مارنے کی جزا آیت ہا میں ذکر ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جانور فحش کی اس کا طمان واجب ہو گا اور اس کے طمان کی اونچلی یا اس طرح کر دے کے بطور جزی کی کتب شریفہ کی طرف یعنی حدود حرم میں بھیج دے مثلاً ہاں ذیاع کر یا ہاں سے "عقل مائل من النعم" (یعنی جو جانور فحش کی اس جانور کا شل بطور جزا کے واجب ہو گا اس کے بارے میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ رسالت میں تاکید اور جانور ہوتا ہے اور اس نے قتل کیا ہے مثلاً شتر مرغ قتل کیا ہے تو اس کے بدلہ ای جیسا اولاد ذیاع کیا جائے اور نہ اس جانور کا شل رسالت کے طور پر ہاں کی قیمت لگا دی جائے ان کے ذریعہ کی تحیلات کتب شافعیہ میں مذکور ہے۔

اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک رسالت میں شلیت کا اعتبار نہیں۔ یعنی "عقل مائل من النعم" سے شل صوری (یعنی ہمسائیت والی جہاد کی) امر نہیں ہے ان کے ذریعہ ایک بقدو فحشہ شل معنی ہی مراد ہے شل معنی سے مراد یہ ہے کہ حصول جانور کی قیمت لگا دی جائے مگر اس قیمت سے جانور خریدا کر بطور جزی حدود حرم میں ذیاع کر دیا جائے۔

جس حرم نے فکار کیا ہے اسے اختیار ہے کہ قیمت کے عوض جزی کا جانور حدود حرم میں ذیاع کر دے یا کسی دوسرے شخص سے ذیاع کر دے اور اگر جزی کا جانور ذیاع کرانے کے بجائے اس قیمت کو مسکینوں پر صدقہ کرنا چاہے تو یہ بھی کر سکتا ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ فی مسکین بقدو صدقہ نظر نہ ہاں کی قیمت صدقہ کر دے..... اور اگر نہ ہاں کی قیمت دینا نہ چاہے تو حساب فی مسکین نصف صاع مکدہ کے حساب سے اتنی شمار کرے یا ہر روز دے گا کہ فی مسکین بقدو صدقہ نظر حساب کر کے دینے کے بعد اتنے پیسے بھیجے گا جن میں ایک صدقہ نظر کے برابر نہیں خریدا جا سکتا تو اختیار ہے کہ یہ پیسے ایک مسکین کو دے یا اس کے عوض ایک روزہ روک لے۔

جس جانور فحش کیا ہے اس کی قیمت کو ان گونہ کرے اس کے بارے میں ارشاد ہے "تسبخنکم بہ فلو اطلق فتنکم" یعنی مسلمانوں میں سے وہ انصاف والے آدمی اس کی قیمت کا تخمینہ لگائیں۔ یہ تخمینہ اس جگہ کے اعتبار سے ہوگا جہاں وہ جانور قتل کیا ہے اگر بھل میں قتل کیا تو جہاں آبادی وہاں سے قریب تر ہاں کے اعتبار سے قیمت کا تخمینہ لگایا جائے۔

احرام میں جو فکار کیا گیا ہاں کے متعلق چند مسائل

مسئلہ: اگر جانور کی قیمت اتنی زیادہ ہے کہ جزا جانور خریدا جا سکتا ہے تو اولاد اور گائے حدود حرم میں ذیاع کر دے، بکری ذیاع کرے یا گائے یا اولاد ان میں قربانی کے جانور کے شرکا اور قربانی کے جانوروں کی عمروں کا لحاظ رکھے۔

لئے کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے اس امر کی حقیقات میں نہ یہ کہ واجب ہونے میں مفرد اور غیر مفرد کا کوئی فرق نہیں ہے کہ اگر کچھ نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مریض اور کسی کے سر میں مفرد اور ہر ایک کے سر میں اس کا ہر واجب کرنے سے آزاد نہیں رکھا

مسئلہ: فکاری طرف اشارہ کرنا فکاری کو حرام ہے اور ہر ایک کے سر میں اس کا ہر واجب کرنے سے آزاد نہیں رکھا

مسئلہ: اگر کسی غیر حرم نے فکاری اور حرم کو اس کا گوشت پیش کر دیا تو اس کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ حرم نے فکاری کو نہ اشارہ سے بتایا ہو

تذہبان سے۔

مسئلہ: اگر ایسے حرم نے فکاری کھائی جس نے ان کا حرام ہونا عاید تھا تو اس پر دہری جزا واجب ہوگی کیونکہ اس کے اور حرام میں

مسئلہ: حرم کا فکاری کو چھوڑنا حرام ہے۔ اگر کسی حرم نے ایسا کر لیا تو جہل ہوگی۔

مسئلہ: حرم کے لئے حرم اور غیر حرم دونوں میں فکاری حرام ہے۔

مسئلہ: حرم کا فکاری اور غیر حرم دونوں کے لئے حرام ہے۔ البتہ اس کے قتل کر دینے سے حرم پر اور غیر حرم پر ایک ہی جزا واجب ہوگی۔

مذکورہ کے چاروں طرف سر زمین حرم ہے جس کی مسافین مختلف ہیں۔ جہد کی طرف تقریباً کلومیٹر ہے اور عرق کی طرف تقریباً ۱۵ کلومیٹر ہے۔ مٹی اور درخت دونوں حرم میں داخل ہیں محکم جہد یہ مندر کے دست میں آتا ہے یہ حرم سے خارج ہے پرانی کنواں میں لکھا ہے کہ محکم کے حرم سے قریب میل ہے لیکن اب کہ محکم کی آبادی محکم ملک سے بہت آگے تک چلی گئی ہے۔

حرم شریف کی گھاس اور درخت کاٹنے کے مسائل

کہ محکم کے حرم کی گھاس کا ٹھکانہ ایسے درخت کاٹنا ہوگی کی ملک نہیں بنے لوگ ہوتے نہیں یہ بھی منوع ہے۔

اگر کوئی شخص حرم یا غیر حرم حرم کا درخت سے تو اس کی جزا واجب ہوگی اس طرح اگر گھاس کاٹ دی یا غیر ملک درخت کاٹ لیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اگر کوئی درخت صدقہ حرم میں کسی شخص کی ملکیت میں آگ آیا تو اس کے کاٹنے پر اس کی قیمت حرم سے حرم کی وجہ سے واجب ہوگی جس کا صدقہ کرنا حرم ہوگا ہر ایک قیمت بطور ضمان اس کے مالک کو دینی ہوگی اور اگر حرم کے کسی ایسے درخت کو کاٹ دیا جسے لوگ کاٹتے ہیں۔ تو اس صورت میں صرف مالک کو قیمت دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر وہ غیر حرموں نے مل کر حرم کا درخت قتل کیا تو ایک ہی جزا واجب ہوگی۔

احرام میں مسند کا شکار کرنے کی اجازت..... آخر میں فرمایا اَجْعَلُ لِحُجَّتِهِ ضَيْقًا فَخْصًا وَخُفَاءً لِّكُلِّ وَابِلٍ شَاوٍ (الباقی) مطلب یہ ہے کہ تیرا دل مسند کا شکار کرنا اور اس کا کھانا بھی حلال ہے اس میں حرم اور غیر حرم دونوں برابر ہیں پہلے دریا کی فکاری کے سفر میں جاتے وقت ساتھ لے گئے یا سفر میں دریا کی فکاری کر لیں یہ مسافروں کے لئے درست ہے حرم ہو یا غیر حرم اور فکاری کا فکاری حرم کے لئے حرام اور دریا یا نالہ کسی قسم کے احرام میں سے (احرام مردہ یا احرام نعل یا احرام زکوان)۔

وَقَطَعُوا لِقَاءِ الْوَيْلِقِ فَخُفَّضُوا زَيْنَ... یعنی جہاں حکام کی پابندی کرنا ہے اور اس کے اور مردہ یا کسی خالص نہ کر۔ اس کی طرف سب کو منع ہوتا ہے۔ وہاں فکاری سے حساب ہے لہذا وہاں کے لئے مقررہ ہو۔

اس عالم کی دولت سے اس لئے بھی کعبہ شریف مبارک سے غافل ہو گیا ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کا لمحہ نہیں ہوئی جب تک کہ دنیا میں ایک مرتبہ بھی ایسا نہ ہو جائے گا۔ (رداء المسلمین ص ۳۵۷) ابوبہ ایسا نہیں کوئی بھی ایمان والا نہ رہے گا تو کعبہ شریف کا حج بھی ختم ہو گا۔ کعبہ شریف کا حج ختم ہو جائے گا تو دنیا کی برہان کی اور میری ہے۔

بعض حضرات نے فقہانہ کا ترجمہ ”مفسر“ سے بھی کیا۔ بلاشبہ یہ کمزور مذہب سے مفسرین کی جگہ ہے سورۃ بقرہ میں فرمایا
وَمَنْ عَفَا وَأَمْسَكَ غَضَبَهُ فَغَنَاءٌ (اور جب تم سے کب کو لوگوں کے معصیت کو مٹانے کی جگہ اور امن کی جگہ بنایا اور سورۃ غفرت میں فرمایا
أُولَئِكَ يَرْجُونَ عَفَاكَ وَعَسَا يَنْفَعُكَ اللَّهُ مَا تَتَوَلَّى الْخَلْقَ (کیا انہیں معلوم نہیں کہ تم نے حرم کو امن کی جگہ بنا دیا اور ان کے
”مردم“ کو لوگوں کا کچھ لیا جاتا ہے) بلاشبہ یہ بات اور آیات اور امن و ایمان یہ سب انسانوں کے لیے اور بقا کا ذریعہ ہیں۔

بدی کے جانور... بدی اور جانور کا تصور نہ ذرا کعبہ شریف کی طرف سمجھا جائے بدی اور ابوبہ کی بدی ہے اور مستحب بھی اور مہربانیت جو
واجب ہیں حرم میں کوئی کیا جاتا ہے۔ مقتضیٰ اور مہربان بھی حرم ہی کے اندر کرنا لازم ہے اور عقار کے بدلے جو جانور ذبح کیا جائے
اس کے دسے میں بھی ”غلبہ“ ”بائع الخلقہ“ فرمایا ہے بدی کے جانور کا حد حرم میں ذبح کرنا لازم ہے تاں غلہ بدی کے جانور کو
میں ہی مل جاتے ہیں نہ مانتہ کہ ہم میں بدی کے جانور اپنے ساتھ لایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیبیہ کے موقع
پر اور بیت اور اس کے موقع پر بدی کے جانور ساتھ لے گئے تھے اور عام طور سے بدی کے جانور ساتھ لائے کا دستور تھا۔

الغلاف کہ... صاحب روح المعانی نے صفحہ ۳۳۹ جلد ۳ میں لکھا ہے کہ ”الغلاف“ سے ذات الغلاف مہربان ہیں۔ مہربانوں کے گلوں میں قائم
یعنی بے اہل دیا کرتے تھے بدی کے کہ کے بعد افواض کا ذکر مستقل طریقہ پر کیا کیونکہ ان کے ذبح کرنے میں ثواب زیادہ ہے۔

خاصہ یہ ہے کہ کعبہ شریف اور اس سے مختلف چیزیں جن میں شیر حرام اور بدی کے چھوٹے بڑے جانور بھی ہیں ان کو لوگوں کے قیام
اور بقاء کا ذریعہ بنایا۔ اہل عرب شیر حرام میں امن و ایمان سے رہتے تھے یہ مختلف جان بھی کرتے تھے اور دوسری طرف غنہ کے لئے بھی
لگتے تھے اور جن قبیلوں میں آہن میں دشمنی ہوتی تھی وہ بھی ایک دوسرے پر حملہ نہیں کرتے تھے اور بدی کے جانور ان کا گوشت کھاتا بھی
معمول تھا۔ پھر ان جانوروں کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے ان سب وجوہ سے کعبہ اور شیر حرام اور بدی کے
جانور یہ سب لوگوں کے قیام پر مبنی بنا دیا اور میری ہے۔

قال الحصص فی احکام القرآن صفحہ ۳۸۲ جلد ۲ وهذا الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ من قوام الناس بمناسک الحج
والحرم والاشہار الحرم والہدی والذلالہ معلوم مشاہد فلا تری شیئا من امر الدین والدنیا تعلق بہ من صلاح
التمساع والتمعا بعد الايمان فالتعلق بالحج الاثری الی کثر فتنائع الحاج فی المواسم الی یرون علیہا من مسافر
البلدان الی یجسزون یعنی وبمسکة الی ان یرجعوا الی اہلہم وانطاع الناس بہم و کثرة معایشہم وتجارتہم معہم
(المنہج صفحہ ۱۸۱)

(یعنی یہ جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مناسک حج، کعبہ، اللہ شہر حرم، بدی اور عقار یہ سب لوگوں کے قیام پر مبنی بنا دیا اور میری ہے۔ یہ ایک
جانی بدی اور مشاہدہ کی ہوئی چیز ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اصلاح مسافر و مسافر کا تعلق ایمان کے بعد محتاج سے ہے تاں کسی اور بدی
یا غریب امر کے ساتھ نہیں ہے۔ اور دیکھا جاتا ہے کہ حج کے زمانہ میں جو حاجی مختلف علاقوں سے آتے ہیں اور ان کی دکانیں کھولتے پھرتے
ہیں، وہ لوگوں سے اور لوگوں سے بہت زیادہ مسافر و تہجد کی منافع لے کر اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹتے ہیں۔)

اس پر یہ افکار ہوتا ہے کہ شراب کی حرمت سے عدل ملے گا یہ ہوا تھا وہ تو حلال ہونا چاہیے اس کو نصیحت کیوں فرمایا؟

بصورتِ محبت حدیث اس افکار کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ چونکہ شراب کی حرمت تھی تھی، ازل ہوئی تھی اس لئے اقل طور پر اس سے مزاحمت ساقط ہو اور احاطہ سب سے منع فرمادیا۔ یہ بتادے گا کہ شراب کے منافع سے پہلے ہی دست بردار ہو جائیں اور دلوں میں اس سے کسی قسم کا لگاؤ نہ رہے۔ آیت کا سبب نزول جو کہ کوئی بھی جو سیر حال اس میں ایک اصولی بات بتا دی اور وہ یہ کہ نصیحت اور طیب برابر نہیں۔

نصیحت بری چیز کو اور طیب اچھی چیز کو کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے نصیحت کا ترجمہ پاک اور طیب کا ترجمہ پاک کیا ہے۔ یہ بات کا معلوم عام ہے مگر برے اعمال اور اچھے برے سوال اور اچھے برے جواب کو شامل ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ نصیحت سے حرام مال اور طیب سے حلال مال مراد ہے اور بعض حضرات نے نصیحت سے کہ فر اور طیب سے مومن مراد لیا ہے۔ ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں البتہ قرآن کا مضمون سب کو شامل ہے۔ کس مال میں بھی حلال کا دھبہ نہ رکھا جائے اور جب اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنے لگیں تو حلال اور حرام مال ترجیح کریں اور مومن کو کافر پر ترجیح دیں البتہ علم کسی پر نہ کرے۔

حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی بندہ حرام مال کھائے یا پھر اس میں سے صدقہ کرے گا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی اور اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا تو یہ اس کے لئے دوزخ میں جانے کا قوش ہوگا۔ بے شک اللہ بری کو برائی سے نہیں مٹاتا (یعنی مال نصیحت کا کہ اس میں سے صدقہ کرنا سے تو اس میں سے حرام مال پاک نہ ہو جائے گا اور حرام کھانے کا گناہ معاف نہ ہوگا) (مسند احمد ج ۳ ص ۳۳) وَلَوْ اَغْنَيْتَ النَّفْسَ مَخْرُوقَ الْغَنِيِّتِ میں ارشاد فرمایا کہ کسی چیز کا زیادہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ بھی اچھی ہو۔ وہ دنیا میں کارزار ہے جس میں کفر کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک اچھے نہیں ہو گئے جو لوگ اسلام کے دھوپار ہیں اس میں بھی اکثر وہ ہیں جو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں۔ بعض لوگ ان کی کثرت کو دیکھ کر گناہوں کی راہ اختیار کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ گناہ چھوڑ دو تو کہہ دیتے ہیں کہ انھوں نے آدمی گناہ کر رہے ہیں یہ بھی اللہ کے بندے ہیں یہ جانتا نہ جواب ہے اللہ کے بندے تو ہیں مگر گناہگار بندے ہیں۔ تمہیں پرہیزگار بندوں کی راہ اختیار کرنی چاہیے گناہگار بندوں کے پیچھے کیوں چلتے ہو۔

ایک شخص کی قیامت..... آیت کہ میرے ایک شخص کی قیامت بھی معلوم ہوگی چونکہ ایک شخص کی دنیا اکثر بیت پر رکھی گئی ہے اس لئے ایک شخص میں وہ آدمی بیت جاتا ہے جس کو وہ بت زیادہ مال کا نہیں بلکہ جس کے حق میں دلوں کی سختی زیادہ ہو جائے وہ جیتتا ہے خواہ کسی بھی طرح ہو۔ دھاندلی بھی کی جاتی ہے وہ سے خرچ سے بھی جاتے ہیں فریق مخالف کے دلوں کے کس بھی غائب کئے جاتے ہیں۔

قطع نظر ان سب باتوں کے اکثر بیت پر کامیابی کی بنیاد رکھنا مستقل وہاں ہے اور غیر شرعی چیز ہے جب انسانوں میں اکثر بیت ہے وہیں اور کثرت حاصل ہوتی ہے جنہیں اللہ کے دین پر نہ خود چلتا ہے نہ دوسروں کو چلنے دیتا ہے ایسے لوگوں کی رائے کا شرعاً کچھ وزن نہیں دنیا میں جب سے جمہوریت کا سلسلہ چلا ہے بہت سے لوگ جنہیں علم کا گمان بھی ہے وہ بھی جمہوریت کیلئے اپنی کوشش ترجیح کرتے ہیں کہ عوامی کوششوں سے لڑیں ملک میں جمہوریت آگئی ہے گو پانچویں نے دین کا بہت بڑا کام کر دیا ہے لوگ جمہوریت کے دینی مفادات کو چاہتے ہوئے اس کے لئے اپنی کوششیں صرف کرتے ہیں پھر جمہوریت کے اصول پر جو بھی کوئی ہے وہ ہزار اللہ زندہ ہی منکر اسلام منتخب ہو جائیں اسے مبارک باد دیتے ہیں کسی مظلوم میں سو دلت ہوں اور اکیسواں دلت کسی ملحد پادریں کال ہائیں (جراحی جیسے ہے

تو میرا آپ کون ہے اور کوئی کہن تو میری موتی کہاں ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ۱۱۰ زل فرمائی۔

مفسرین کثیر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج التبت منیٰ مستظلاً بالجہ سنبلہ زل ہوئی تو بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہر سال حج فرض ہے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، حاضرین نے دوبارہ سوال کیا تو فرمایا نہیں (اگر سال فرض نہیں ہے) اور اگر میں ہاں کہہ دو تو ہر سال حج کرنا واجب ہو چکا اور اگر ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے..... اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت شریفہ میں مذکور ہوا لا یُکفہہ الجبن فکفوا لا تفتنوا زل فرمائی۔

اسباب نزول متعدد بھی ہو سکتے ہیں اس میں کوئی تداخل کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آیت کریمہ میں مسلمانوں کی اس بات کی حمایت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہابک و سلم سے اس چیزوں کے بارے میں سوال نہ کیا کہ جن کی ضرورت نہیں ہے اور جن کے ظاہر کرنے سے سوال کرنے والے کو ناگہانی ہوگی اور جواب پھانسی لگے گا تاکہ آدمی نے یہ چاہا کہ میرا شک نہ کہیں ہے آپ نے جواب دیا کہ زل میں ہے بات معلوم کرنے کی ضرورت نہیں پھر جو جواب ملا وہ مذکورہ نتائج میں تو حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم مسائل و احکام پر یا فت کیا ہی کرتے تھے پھر سوال کرنے کا حکم بھی ہے جیسا کہ سورہ اہل اور سورہ انبیاء میں ارشاد ہے فاستقلوا اقلیٰ اللہ حکم این تکسبوا لا تفتنوا فکفوا (سوال کرنا اقلیٰ علم سے اگر تم نہیں جانتے) معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت میں جن چیزوں کے بارے میں سوال کرنے سے منع فرمایا ہے وہ بالکل چیزیں ہیں جن کی ضرورت نہ ہو۔

صاحب روح البیان صفحہ ۳۹ جلد ۱ میں لکھتے ہیں۔

والسراد بہا مالا غیر لہم فہم من نحو التکالیف الصعبة التي لا یطیلونہا والاسرار الخفية التي لا یفتضحون بہا فیکما ان السؤال عن الامور الموعظہ صعب لہذا ہا کذلک السؤال عن تلك التکالیف مسجع لا یجاء بہا علیہم بطریق التفتہد لاساءتہم الادب وتر کہم ماہو الا انی بہم من الاستسلام لامر اللہ تعالیٰ من غیر بحث لہ ولا تعرض عن التکلیف والکفۃ او (ان آیات میں اشیاء صعبہ و معاملات مراد ہیں جن کے پوچھنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے جیسا کہ وہ مشکل ذمہ داریاں جن کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور وہ غیر مجید جن کے اعتقاد سے وہ روحوں کو تپتے ہیں لیکن ان چیزوں کے بارے میں سوال کرنا ان کے ظاہر کرنے کا سبب ہے اسی طرح ان ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کرنا ہے اپنی اور دوسری کی بحث و مباحث اور کیفیت و کیفیت کے بارے میں نقل و قال کے بغیر اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے جھکنے کو چھوڑنے کی وجہ سے ان پر غل کے طور پر ان احکام کے واجب ہونے کا سبب ہیں)۔

یعنی آیت ۱۱۰ میں جن اشیاء کے بارے میں سوال کرنے کی ممانعت فرمائی ہے ان سے وہ سخت احکام مراد ہیں جن کی طاقت نہیں اور وہ پابند و مجید کی چیزیں مراد ہیں جن کے ظاہر کرنے میں بعض لوگوں کی روحانی بے لگائی ہے۔ کیونکہ جس طرح گناہ و امور کے بارے میں سوال کرنے پر صحابی اس بات کو معلوم ہے کہ اس کو ظاہر کیا جائے اسی طرح تکلیف شاذ یعنی سخت احکام کے بارے میں سوال کرنا اس امر کو عظم ہے کہ حکماء ان احکام کو بطور سراسر ادراک کی پاداش میں واجب کر دیا جائے اور بطریق اختیار کرنا چاہیے تو یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کو مان لینا اور کیفیت و کیفیت کی بحث میں نہ پڑنا اس کے نزدیک کرنے کی وجہ سے ہم میں شک نہ کر دیتی جاتی ہے۔

پھر فرمایا وان فتنوا فکفوا یعنی بھڑکانا فتنوا ان فتنوا فکفوا (یعنی زل قرآن کے وقت سوال کر کے تمہارے سوالوں کا جواب

بذریعہ دلچسپی پڑ جائے گا اور سوال کا جواب ملے گا تو ضروری نہیں کہ مسائل کے مرضی کے مطابق ہو۔ ایذا و اسلوب نہ کرنا ہی سچ ہے۔ حارس
 علیہ السلام بھلا صریحاً اعلیٰ علیہ السلام القرآن صلوٰۃ ۲۸۳ جلد ۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں اہل جن جنوں کے بارے میں سوال کرنے
 سے ممانعت کر پائی جن کے جاننے کی حاجت نہیں تھی مثلاً عبد اللہ بن حذافہ نے ہم سچا پیر امیر اباب کوں ہے اس سوال کی ضرورت نہ تھی
 کیونکہ حسب کلام و تفسیر الولد للفرع اہل حذافہ ہی اہل اللہ تھے پھر اگر اہل حذافہ کے خلفہ کے علاوہ کسی دوسرے کے خلفہ
 سے پوچھا جائے ہو تو آپ اس کو خطا پر فرماتے تو کس قدر سوالی ہوتی۔

اسی طرح ۱۰ ہزار ایک سو چالیس نے عرض کر لیا: ”کیا ہر سال حج فرض ہے؟“ اس کی کوئی ضرورت نہ تھی اور رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ ہر سال فرض ہے تو ساری امت کس قدر تکلیف میں پڑ جائیگی۔

پھر فرمایا: "عَلَيْكُمْ اَللّٰهُ غَلِيًّا" اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ کسی کو اس کتاب تک جوقم نہ پڑھا تو اس کا سب سوال کے ہیں یہ سوال کاغذ نے صحاف کو دیا اور بعض صحافت نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ جو کلام تم نہیں سمجھیں دے دیتے اور صحافت ہیں انہیں جو کلام سمجھ دیتے ہیں ان کے بارے میں ہم سوال نہ کرنا کہ وہ سوچتا ہے سوال کرنے سے ان کے بارے میں شکم نہ اڑ جائے گا اور جب تک کسی چیز کے بارے میں شک نہ اڑتا تو کوئی حکم نہیں دے گا اس کے بارے میں جنہیں اختیار ہے اسے کہہ دے گا کہ یہ سوال کے اور کرنا کہ اسے تو کوئی چیز کیوں واجب کرتا ہے؟

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا حبیب اللہ تعالیٰ نے کیا فرمائش مقرر فرمائی ہے جس میں تم نہیں شائع کرتے ہو اور کیا حد مقرر کر رکھی ہے جس میں تم سے آگے نہ چڑھو اور کیا چیز ہے جو کہ تم کو روک دے جسے تم کا ارتکاب نہ کرو اور تم کو جس پرانی فرماتے ہو سے بہت سی چیزیں سے خاموشی اختیار کرنی پڑے اور یہ خاموشی کون سے چیزوں سے نہیں ہے بلکہ تم ان کے بارے میں سوال نہ کرو۔ (رواہ ابوداؤد قطانی وغیرہ) کہ اہل انہدوی فی اربعہ وقال حدیث میں ہے:

گزشتہ سوال نے سوالات کے پھر منظر ہو گئے..... ہمارے ابا! قلنا قلنا القوم من اللکم ثم افسحوا بھا حکم بن
 کریم سے پہلے لوگوں نے سوال کیے تھے کہ ان کے منکر ہو گئے تھے یعنی جب ان سوال سے کا جواب دیا گیا تو ان جوابوں سے متعلق نہ نے
 اور جو حکم اس پر عمل نہ کیا۔ یہ جو ہدای کی ایسی حالت تھی جو پہنچتے تھے ہر عمل میں کرتے تھے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے حواریوں کا یہ سوال کرنا کہ اس میں سے نامہ و نازل ہو۔ یہ تو مشہور ہی ہے نامہ و نازل ہوا تو ان لوگوں سے کہا گیا تھا جو کہا سکتے ہو تو کہا اس سے انکار کر دینا کہ جن لوگوں نے نامہ اور کلمہ کہہ دیے اس طرح قوم مشرکوں نے پہلا سے کوئی نکلانے کا سوال کیا مگر یہ وہی نکل آئی جس میں ایمان نہ لائے اور کوئی نکال نہ لایا۔

جو کوئی ضرورت پیش آگئی ہو اس کے بارے میں سوال کرنا درست ہے اور خواہ مخواہ ضرورت سوال کرنے میں اضافت وقت بھی ہے اور لائق انتساب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں حسن اسلام العمود، تکرہ کے علاوہ جیدہ (ترقی) یعنی انسان کے اسلام کی ایک خوبی ہے۔ بے گناہ کی چیز کو چھوڑ دے۔ لوگوں کو دیکھا جائے کہ اگر داخل درود و نماز تک نہیں جاسکتے تو ان تک پاؤں لگان اور دوسرے کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔

علامہ ابو بکر جصاص کا ارشاد..... علامہ ابو بکر جصاص احکام القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے آیت ۵۱ سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عورت سے نکاح ال کے بارے میں جواب و سوال نہ کیا جائے۔ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ چار نہیں فرمائے تو ہمیں اس کی حاجت نہیں لہذا احکام فقیر مخصوص ہیں ان کے بارے میں غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہمیں احکام

غیر مخصوص کے بارے میں سوال کرنا آیت کے منہم میں داخل نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں دعوت دینی اللہ کو دہی کے اواند حرمہ کے پاس لے جانے کی امدادی پیش کی تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں سے کوئی جانور ہلاک ہونے لگے تو اس کا میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو ذبح کر دے اور اس کے جوئے کو (جو بطور پیشی کے اس کی گردن میں پڑا ہو) کو بچہ دہی کا جانور ہے، (خون سے رنگ دینا) حضرت آپ نے ایک صورت حال کے بارے میں سوال کیا جو پیش آسکتی تھی۔ آپ کا اس سوال سے کہو گئی تاکہ دینی نہ ہو بلکہ اور جواب بتا دیا۔

شیخ ابو بکر بھامی نے اور دو تین روایتیں ایسی نقل کی ہیں جن میں آنکھ والے واقعات کے بارے میں سوال پیش کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دینے کا ذکر ہے اس کے بعد لکھتے ہیں اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امور غیر مخصوص کے بارے میں سوال کرنا ممنوع نہیں بلکہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد میں جمع ہوتے اور سنے گئے مسائل کے بارے میں آپس میں مذاکرہ کرتے تھے اور حضرت تابعین کا معمول رہا اور ان کے بعد فقہاء نے اپنا معمول بنایا اور آج تک ایسا ہوتا ہے اس کے بعد شیخ ابو بکر بھامی لکھتے ہیں کہ امور غیر مخصوص کے بارے میں خود فکر پر تنبیہ کرنے والے دینی لوگ ہیں جو جاہل ہیں۔ جنہوں نے حدیث کو اپنے معانی پر محمول کیا جن کا انہیں علم نہیں تھا لہذا ان کے بارے میں جو کچھ سنے سے اور ان کا فہم صحیح کرنے سے عاجز رہے۔ اسی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”أوب حامل فقه غير فقيه ووب حامل فقه غير من هو الفقيه منه“ (بہت سے حامل فقہ ایسے ہیں جو خود فقہ نہیں اور بہت سے حامل فقہ ایسے ہیں جو اپنے سے زیادہ فقہ تک پہنچ دیتے ہیں)

علامہ بھامی اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ جماعت جو احکام غیر مخصوص میں غور فکر کرنے کا انکار کرتی ہے یہ لوگ اس آیت کا صداق ہیں **يَنْهَى الَّذِينَ خَلَوْا السَّوَادَ لَمْ يَخْبَلُوا كَقَوْلِهِمْ خَلَوْا فَجَعَلْنَا لِيُحْمِلُوا لَنَا**۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَيِّنَةٍ وَلَا سَآبِقَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۚ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اللہ نے شریعت میں (ایسا) نہ کوئی بھید نہ کوئی حائل نہ کوئی رابطہ نہ کوئی حام نہ کوئی بھیل نہ کوئی نہ کوئی نہ کر

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ وَكَثُرُوا لَا يَعْقِلُونَ ۝

انہوں نے کذب پر تصدیق کی اور انہوں نے کثرت کی اور انہوں نے عقل نہ کی۔

مشرکین عرب کی تردید جنہوں نے بعض جانوروں کو حرام قرار دے رکھا تھا

اور ان کے نام تجویز کر رکھے تھے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے

دیکھیں جو کلمہ ایسا بھیلان میں سب سے بڑی گمراہی شرک ہے اور شرک کی بہت سی انواع و اقسام ہیں جن میں سے بعض اقسام ایسے ہیں کہ ان میں جانوروں کو ذریعہ شرک دیا گیا جیسا کہ سورہ نسا (۲۰) میں گزرا ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ کہنا

لَا تُحِلُّنَّ لِي مِنْ حَيْدَاتِ غَيْرِهَا ۝ وَلَا حِلَّيْنَهُمْ وَلَا مَنَاسِكَتَهُمْ وَلَا مَنَاسِكَتَهُمْ اِذَا الْاَتْعَامُ وَلَا مَنَاسِكَتَهُمْ فَلَيُبَيِّنَنَّ لِي يَخْلُقُ اللَّهُ

(میں تیرے بندوں میں سے اپنا مقدر حاصل کروں گا اور میں ان کو گرد کروں گا اور میں ان کو آرزو کروں گا اور میں ان کو ختم کروں گا جس کی وجہ سے وہ چاروں کے کانوں کو گھس کے اور میں ان کو ختم کروں گا جس کی وجہ سے اُن کی اپنی ہوتی صورت کو پازریں گے) شیطان نے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور بہت سے لوگوں کو اپنی طرف کا لکھا شُرک و کفر میں داخل دیا اور مشرکوں نے ان کے نام پر جانوروں کے کان بھی کاٹنے اور کئی طریقوں سے جانور کو شُرک کا زور دیا جس طرح ان کے نام کو پُر کر لیتے تھے۔ اسی طرح جانوروں کے نام بھی مقرر کر لیتے تھے۔

آیت بالا میں اس طرح کے چار ناموں کا ذکر فرمایا ہے۔ اول بھیرہ دوم سائب سوم صیلہ چہارم حام۔

صاحب روح المعانی نے صلوٰۃ ۳۲ جلد ۱ میں بھیرہ کی کئی تفسیریں لکھی ہیں ان میں سے ایک قول زبان کا نقل کیا ہے اور یہ کہ نقل جاہلیت سے کرتے تھے کہ جب کسی اونٹنی سے پاؤں مرتبہ پہنے پیدا ہو جاتے اور پانچویں مرتبہ کرنا تو اس کے کان کو چیر دیتے اور پھر اسے غدار بنا کرتے تھے اور اس پر سواری کرتے اور پھر اسے نہ پانی سے روکا جاتا اور نہ کسی جگہ چرنے سے منع کیا جاتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ نقل کیا ہے کہ جب کسی اونٹنی کے پاؤں پہنے ہو جاتے تو پانچویں مرتبہ کو دیکھتے اگر زہر تو آواز کر کے کھاتا ہے اور زہر تو کان چر کر چھوڑ دیتے تھے وہ پانچ مرتبہ تو اس سے سواری وغیرہ کا کام کوئی نہیں لیتے تھے اور بعض قول نقل کئے ہیں۔

سائب کے بارے میں بھی مختلف اقوال لکھے ہیں۔ محمد بن اسماعیل سے نقل کیا ہے کہ سائب وہ اونٹنی ہوتی تھی جس کے کان پہنے پیدا ہو جاتے اسے چھوڑ دیتے تھے اس پر سواری کرتے تھے اور اس کے بال کاٹتے تھے اور اس کا زہر دھو دیتے تھے۔ ہاں اگر کوئی مہمان اس کا زہر دھو لیتا تو اس کی مہمانتھی ہر ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ ”سائب“ وہ جانور تھا جسے ان کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور بہت خونوں میں جو بیماری رہتے تھے ان کے حوالے کر دیتے تھے اور اس کا گوشت صرف مسافر اور ان کی کئی طرح لوگ کھاتے تھے۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

وصیلہ صیلہ کے بارے میں بھی کئی اقوال نقل کئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ”وصیلہ“ اس کرنی کو کہتے تھے جس کے سات مرتبہ پہنے پیدا ہو جائیں۔ ساتویں نمبر پر اگر کوئی پیدا ہو جائے تو اس سے عورتیں ذرا بھی متعلق نہیں ہو سکتی تھیں۔ ہاں اگر وہ مرد ہو جاتی تو مرد اور عورت سب اسے کھاتے تھے اور اگر ساتویں مرتبہ تک عمل سے ایک چھوڑ دیتے تھے (نہادہ) پیدا ہو گئے تو کہتے تھے کہ ”وصلت الصلوا“ اس کا پٹن بھائی کے ساتھ ہزاروں پیدا ہوئی ہے (بھرا) ان دونوں کو چھوڑ دیتے تھے اور اس سے صرف مرد متعلق ہوتے تھے۔ عورتیں متعلق نہیں ہوتی تھیں۔ اگر یہ مرد ہو جاتی تو عورتیں مرد سب متعلق ہوتے تھے۔

ابو یوسف بن اسماعیل کا قول ہے کہ ”وصیلہ“ وہ کرنی تھی جس کے پاؤں پہنے سے عورتیں ملو پیدا ہو جائیں۔ پھر جب نہادہ دونوں ایک ہی عمل سے پیدا ہو جاتے تو کہتے تھے کہ یہ اپنے بھائی کے ساتھ ہزاروں پیدا ہوئی۔ لہذا سے ذرا متعلق کرتے تھے۔

حام..... کی تفسیر بھی کئی اختلاف ہے۔ بیہ کی گئی سے اسم کامل کا سینہ سے جس کا منی بچانے اور محفوظ رکھنے کا ہے۔

لہذا کہ قول ہے کہ جس سائے کے بیٹے کا پٹن اونٹنی کو حاصل کر دیا تو اس اونٹنی کو حای کہتے تھے اس پر سواری نہیں کی جاتی تھی آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ اس نے اپنی کرنی کی حالت کر لی اسے کسی جگہ پانی سے باجھا گاؤ سے بٹھا نہیں جاتا تھا ہر ایک قول یہ ہے کہ جس سائے کی پشت سے اس مرتبہ حاصل ہو کر اونٹنی پہنچے جن یعنی تھی اسے حای کہتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے اپنی کرنی کی حالت کر لی اس پر

تو یہ سب اور اچھا ہے کہ ہمارے کسی بانی اور گھاس کی جگہ سے بنایا جائے گا۔

یہ سب تحریم اور قلیل اہل جاہلیت کی اپنی خواہش اور غیہ و غیہ اور اس کے انکار کا ہمہ مسائل سب ان لوگوں نے خود پریش کر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اور شریعت سے ان باتوں کا کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ لیکن وہ یہیں کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم یوں کرتے ہیں اور شرک بھی کرتے تھے اور پھر ان کی طرف ان کی اہست بھی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اہل مشن نے فرمایا کہ "انہ نے ان جہانوں کے بارے میں یہ انتظام بنائی نہیں فرمائے بلکہ ان لوگوں نے خود کو بنائے اور انہ نے کہہ دیا کہ جو جہتہ کھولی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

وَلَكِنَّ الْإِنْسَانَ كَذِبًا كَذِبًا عَلَيَّ اللَّهُ الْكَذِبُ (یعنی جن لوگوں نے لکھا کہ وہ جہتہ پر جھوٹ پاندھتے ہیں) تمہیں تحریم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ کون کون کے لئے یہ کون کون کے اپنے طریقہ سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے۔ سو اہل قوم لوگوں کا خود پر ہم قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے پھر اس تحریم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تر، جنہاں سے ان کے یہ حکم ہونے کی کوئی تصریح نہیں فرمائی یہ گناہ اور گناہ ہے۔ شیطان کا یہ طریقہ ہے کہ لوگوں سے شرک کرنا ہے اور پھر اپنے ماننے والوں کو یہ سمجھا دے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا طریقہ ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کریم کی لٹاری چھائی نماز سے فوراً چھو کر فرمایا کہ لکھا اس مقام میں وہ سب چیزیں دکھائی گئیں جن کی تم کو خبر نہ تھی ہے میں نے یہیں جنت کو دیکھا اور دوزخ دیکھی اور میں نے دوزخ میں مردہ کی کو دیکھا اور یہاں شخص تھا جس نے "سناہ" کہا لوگوں کا طریقہ چرنی کھلا (صحیح مسلم ۵۰۰۰۰۰)

مردہ کی ہے سو اب کا سلسلہ چرنی کر دیا تھا عرب کے لوگ اسی کی راہ اختیار کر کے ہوئے تھے اور اس طریقہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے۔ آج کہ ہم میں اس کی تردید فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے اور انکسرتھم لا یخفونہ کہ ان میں سے اکثر لوگ کہہ نہیں سکتے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا

اور جب یہ کہہ دیا جائے کہ تم لوگوں کی طرف چلو اللہ تعالیٰ نے جان لو اور اس کی طرف آؤ کہتے ہیں کہ ہمیں وہ کافی ہے جس پر ہم

عَلَيْهِ آبَاءُنَا أَوْ لَوْكَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۷﴾

نے اپنے باپ دادا کو اپنا پاپا ہوں کے پیچھے نہیں لے کر چلا جاتا ہے اور اسے کوئی نہ جانتا ہے اور اسے نہ جانتا ہے۔

اہل جاہلیت کہتے تھے کہ ہم نے جس دین پر اپنے باپ دادا کو پایا وہ ہمیں کافی ہے اہل جاہلیت نے جو شرک اور کفر کے کام اختیار کر رکھے تھے اور جو قلیل تحریم کا حکم جاری کر رکھے تھے ان کے بارے میں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سند نہ تھی۔ جب ان سے پوچھا جاتا تھا کہ یہ کام تم کیوں کرتے ہو تو یہیں کہہ دیتے تھے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اس پر پایا ہے اور ہمیں اور کسی کو اس کی ضرورت نہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کے سامنے پیش کی جاتی تھی اور اللہ تعالیٰ کا رسول بھی انہیں دھمکتا دیتا تھا تو وہ اس کی طرف ہانک دیتے تھے اور یہ جہاں نہ جواب دیتے تھے کہ ہمیں باپ دادا کا عقیدہ کافی ہے انہر عمل شائے ان کی جاہلیت کا جواب دیتے

ہوئے اور ان میں سے ان لوگوں کی اہل آؤ قوم لا یصلحون حینا ولا یصلحون ۲۵) آیا ہے، آپ ان کے طرقت پر ہیں گئے اور آپ ان سے کوئی حق نہ پاسکتے ہیں اور اور جانتے ہیں ان (معلوم ہو کہ آپ وہاں سے جانتے ہیں ان کے اندر سے چھوڑا درست ہے۔
اسی کی سبب ان تمام میں فرمایا اُولَئِکَ الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ فَلَیْضِلُّنَّہُمْ اللّٰهُ جَالٍ وَکَافٍ لِّرُشْدِکَ ۲۶) آیا ہے، اس واسطے کہ اقتدار درست نہیں وہ خود بھی رہا رہیں اور جو ان کا اتباع اور اقتدار کرے گا وہ بھی رہا رہوگا۔

انہی اہل شانہ کے لئے ایک حق کامیاب تھا اَنّٰی قَوْلُ اللّٰہِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ہے۔ جو لوگ ان دونوں کا اتباع کرتے ہیں وہ لوگ قابلِ چاہ ہیں اور جو لوگ کتاب اللہ اور طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہیں ان کے اتباع میں سراپا رہا رہی اور بلا کت ہے نہ ایمان اسلام میں بہت سی بدعتیں اور شرک ہے جس جہاں ہیں اور جو لوگ ان میں سے ہوتے ہیں ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹنے کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ایمان کے اتباع کا سہارا لیجئے اور جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنے لئے جاتے ہیں۔ یہ دونوں اور شرک رکھوں گا یہ چکا لگا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف آنے کو چہرہ کی نہیں ہوتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ ۖ لَا يَتَصَرَّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کا خیال رکھو اور تم پر خود تمہارے گمراہوں کا خیال نہ رکھو۔ جب تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹو گے تو تمہارے بارگاہِ حق میں

مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

سب کاموں سے خبردار رہو کہ تمہارے بارگاہِ حق میں

اپنے نفسوں کی اصلاح کرو

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اس بارگاہِ حق میں اپنی جانوں کی فکر کریں اہمالِ صالحہ میں لگے ہیں اور گناہ سے بچتے رہیں۔ اگر خود جانتے ہیں کہ وہ دوسرا کوئی شخص جو گمراہ ہو گا اور ضرر نہ پہنچائے گا۔

اللہ کا حکم ہے یہ ایسا ہیام ہوتا ہے کہ اس بارگاہِ حق میں اپنی جانوں کی فکر ضروری نہیں لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کو اور فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ یہ آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا تَصَرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ (یعنی ہمارے بارگاہِ حق میں اس کا مطلب خدا لیجئے ہر کوئی میں اپنی جانوں کی فکر ضروری نہیں تھا یہ کھانا کھائیں) کیونکہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگ جب ملکر کوئی باتیں کر رہے ہیں (یعنی اسے اور نہ کریں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عام خطاب بھیج دے گا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۰۹/۱۰۹) (مجموعہ عزائم)

مفسرین نے یہاں میں بارگاہِ حق میں اس آیت کا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آیت شریفہ عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا تَصَرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ یہ وہ باتیں ہیں (جس میں اپنی ذات کا فکر نہ ہو جائے اور اپنی جانوں کی فکر نہ کرے) آج قیامت مانی جاتی ہے (یعنی کلیلی کا اٹھا لیا جاتا ہے) یہاں مقرر یہ ایمان دانا ہے کہ اگر تم اس بارگاہِ حق سے کہ تمہارے ساتھیوں میں سے احاد کیا جانے گا۔ یہاں لڑا دیا کہ اس وقت شہرہ کی بات قبول نہ کی جائے گی۔ اس وقت آیت پر عمل کرنے کا موقع ہوگا۔

یَهْدِي الْقَوَمَ الْفَاسِقِينَ

راہنہ قواموں کو ہدایت کرتا ہے۔

حالت سفر میں اپنے مال کے بارے میں وصیت کرنا

حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص جو قبیلہ بنی نضیر میں سے تھا، تھمروادی اور مدنی میں جا کے ہاتھوں سفر میں لگا کر شخص بنی نضیر میں سے تھا اس وصیت نے آئندہ اس وقت وہاں کوئی مسلمان نہیں تھا جڑاں نے اپنے ہاتھوں ساتھیوں یعنی قبیلہ داری اور مدنی میں جا کر اپنے مال کی حفاظت اور وہاں تک پہنچانے کے لئے وہیں جا کر اس وقت یہ دونوں ساتھی تھمروادی تھے اس نے اپنے مال کی خبر مستطاع کر سہلان میں رکھ دی اور اپنے ہاتھوں ساتھیوں سے کہا کہ میرے مال میرے وارثوں کو پہنچا دو ان دونوں نے مال کو پہنچا دیا لیکن وصیت کے وارثوں نے جب قبرستان سے سہلان کا سینا ان کیا تو اس میں ایک چاندنی کا جامہ غائب تھا اس جامہ پر سونے کا کام بھی تھا انہوں نے اس جامہ کا کٹھن لیا اور بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت میں پیش ہو کر آپ سے تھمروادی کو تھمروادی بن دونوں نے قسم کھائی کہ اس جامہ کا کٹھن ہمیں پہنچے اور ہم نے چھپا دیا اس کے بعد وہ جامہ مکہ معظمہ میں کسی بازار کے پاس مل گیا تاکہ اسے پہنچا دیں کہ یہ جامہ تھمروادی کے پاس کب سے آتا رہے تاکہ اس کے تھمروادی سے فرما دے اس کے بعد قبیلہ بنی نضیر کے مالے آملی کے ہاتھوں پر لکھ کر اسے لے کر انہوں نے قسم کھائی کہ اللہ کی قسم ہماری ہاتھوں بن دونوں کی ہاتھ کی پابندی درست ہے اور یہ جامہ ہمارے آملی کا ہے نہ تھمروادی کا ان کو اس کے بارے میں نزاع ہوئی۔ (ابو حنیفہ بنی نضیر سورۃ التہٰن)

بعض روایات میں یوں ہے کہ تھمروادی نے خود بیان کیا کہ وہ جامہ ہمدونوں نے ایک ہزار روپے میں بیچ دیا تھا ہر جامہ دونوں (تھمروادی) نے رقم تقسیم کر لی۔ جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو مجھے نہ گارنی کا اس میں ہوا اللہ میں مرنے والے کے گھر والوں کے پاس گیا اور میری صورت قبول بیان کر لی اور پائی سوزن میں کوہ اکوڑ کے اور یہ بھی بتا دیا کہ پائی سوزن میں میرے ساتھی (تھمروادی) کے پاس ہیں۔ اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت میں حاضر ہوئے اور اس شخص کو بھی ساتھ لے کر تھمروادی کے ساتھ تھا (یعنی تھمروادی بن ہمدون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والے کے بارے میں گواہی کے لئے اس کے پاس گواہی لئے تھمروادی نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تو کو اس شخص سے قسم لے کر اس سے قسم لی تو تھمروادی اس پر آمین تھا نزاع ہوئی۔ (ابو حنیفہ بنی نضیر سورۃ التہٰن))

آیت ہدایت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی سفر میں ہو اور اس کو وصیت کے آثار رکھائی دینے لگیں تو وہ وہاں میں کوئی جادے سے یہ دونوں مسلمان رہا نہ ہوئے چاہیں۔ اگر مسلمان نہیں تو دوسری قوم میں سے وہ وہاں میں کوئی جادے سے یہ دونوں جب وہاں آئیں تو مرنے والے کے وارثوں کو اس کا مال پہنچا دیں۔ اگر وصیت کے وارثوں کو ایک ہزار ہاتھوں نے پہنچا دیں تو ان دونوں کو ان کے بعد دیا گیا تاکہ وہ قسم کھا سکیں۔ قسم دلائی جاوے کہ جو دے پاس ہو وہی مال نہیں ہے۔ نواز کے بعد وہاں قسم کھانا تھا یہ ممکن (یعنی قسم میں تھمروادی اور تھمروادی) کے لئے یہ نواز کے بعد دیا کوئی وجہ نہیں۔

یہ لوگ اپنی قسم میں کہیں کہ میں کسی قسم کے بارے کوئی دیکھتی ہوں، مطلوب نہیں اگر ہمدون قسم سے کسی قسمی دیکھتا رہا کہ کوئی دیکھتی ہوں، اس کے بعد بھی قسم نہیں کھا سکیں کہ اگر ہم نے کوئی قسم کھائی تو ہم کو ان کا مال میں سے ہوں کے بعد اگر ہم میں یہ پتہ چل جائے کہ مرنے والے کا مال اور بھی تھا تو ان کے مال تک نہیں پہنچا تو وہ وارثوں میں سے وہ شخص اس بات پر قسم کھا کہ یہ مال بھی باقی ہے وہ

سورۃ المائدہ میں ہے: **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔
 یہ فتنہ بڑی ہے کیا فرق ہے؟ اور یہ وہ ہیں جو اللہ کی تعریف و ثناء کے لیے اپنی جان و مال کا قربان ہو گئے ہیں۔
 یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔
 یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔

سورۃ میں ہے: **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔
 یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔

یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔
 یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔
 یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔

یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔
 یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔
 یہ فتنہ بڑی ہے، **وَالَّذِينَ شَكَرْنَا لَهُ لَا يَمَسُّهُمُ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَىٰ** (اور جو شکر کرنے والے ہیں ان کو بڑی فتنہ سے محفوظ رکھا گیا ہے)۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسِي ابْنُ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي وَابْنِ الْمَرْيَمِ مِنْ دُونِ اللَّهِ

اور جب کہ وہ فرمایا کہ: **يُعِيسِي ابْنُ مَرْيَمَ ءَ** (یہ عیسیٰ بن مریم ہے)۔

قَالَ سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّهِ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ

کہا ہے کہ: **سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّهِ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ**

عَلَيْهِ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي ۖ وَلَا أَعْلَمُ نَافِي نَفْسِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ

کہا ہے کہ: **سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّهِ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ**

عَلَيْهِ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي ۖ وَلَا أَعْلَمُ نَافِي نَفْسِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ

کہا ہے کہ: **سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّهِ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ**

عَلَيْهِ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي ۖ وَلَا أَعْلَمُ نَافِي نَفْسِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ

کہا ہے کہ: **سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّهِ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ**

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ إِنَّهُ

تاریخ: ۱۴۰۲/۰۵/۰۵

هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

اس وقت سے جس میں آپ نے اپنی پہلی کتاب لکھی، اس کے سے پہلے میں نے اپنے لیے لکھی تھی، اس کے لیے میں نے

أَيُّهَا رَحِمَى اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَرَبُّوهُمَا عَلَيْهِ. ذَلِكَ الْفُتُورُ الْعَظِيمُ ۝ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ

[illegible]

وَمَأْفِيهِمْ - وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ جل شانہ کا دوسرا خطاب

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو اہل تعالیٰ کا سوال ہو گا ان میں سے ایک یہ بھی سوال ہے کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اللہ میری والدہ کو تمہارے ساتھ معبود بناؤ۔ یہ سوال قیامت کے دن اس وقت ہو گا جب کہ قیامت میں لوگوں نے، آخرین سب جمع ہونے کے۔

نصرتی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملے ہوئے تھے ان کے سامنے یہ سہل ہو گا کہ اسے عیسیٰ ابن مریم کی قبر نے اپنے کو دہراپی ہو، اور وہ نہ سنے کی دعوت دینی تھی اور قرآن کو گواہوں سے یہ کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سامنے جو کچھ وہ بد سب کے سامنے خطاب کرنے کے کہیں آپ کی پائی جان کہتا ہوں۔ آپ جو طرح کے شرک سے متبرک ہیں، میرے لئے یہ شہادت ثابت نہیں کہ میں شرک کی دعوت دینا کر میں نے کہا ہوتا تو آپ کو ضرور معلوم ہوتا چند کہ آپ کے علم میں نہیں ہوتا میں نے کہا بھی نہیں۔ میرے علم میں جو کچھ ہے وہ آپ جانتے ہیں اور میں آپ کی اپنی معلومات کو نہیں ہد تک آپ لیوں کو جاننے والے ہیں میں نے وہی بات کہی جس کا آپ نے عقیدہ کیا اور فرمایا ہر وہ یہ کہ اللہ کی دعوت کرو، میرا اور تمہارا رب وہی ہے۔ میں نے ان کو شرک کی دعوت نہیں دینی تو عید دینی کی دعوت دیتا رہا۔ میں جب تک ان میں موجود وہ ان کے حالات سے باخبر تھا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا، تو آپ ہی ان کے گھر میں تھے اور آپ پر فخر کی چوٹی فخر کہتے تھے۔ میرے بعد انہوں نے کیا کیا اور شرک کی گمراہی میں کیسے نہ پڑے اور عقیدہ استحسانہ میں خدا اس کا ناسخ میں کیسے آیا اس کا آپ ہی کو علم ہے۔

درمختار ہے کہ یہ مسئلہ جواب ان لوگوں کے سامنے ہوگا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسائی علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہیں۔ اس سوال و جواب سے واضح طور پر ان پر جھٹ کا تم ہو جائے گی کہ وہ دھڑلے میں عیسائی علیہ السلام کے دین پر نہیں ہیں۔ وہ ان لوگوں کے سامنے عقیدہ کثرت کا ابطال ہو جائیگا۔ یہ فرار میں ہے اور اقامت جنت کے بعد ان کو کوڑا مارا جائیگا اور پھانسی دیا جائیگا۔

اس سورت میں ان لوگوں پر جو ان کے بعض احکام پر ایمان لائے ہیں مگر ان کے ساتھ ساتھ کفر سے متعلق ہے اس سورت میں احکامات ہیں۔ زیادہ تر آیتیں ان لوگوں کے لیے ہیں۔ سورۃ الاحقاف میں ان کی ابتدا انکی صفتوں سے فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ سب قریشیں اللہ سے ہیں وہ بہ قریش کا مستحق ہے اس کو کسی مردہ قریش کی خدمت نہیں۔ کوئی مردہ اس کو نہ کہہ سکتا اور نہ اس کے امتیازات کا کمر کے اعتبار سے جھوٹ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفت کا تعقیب بیان فرمائی۔

اور فرمایا: مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اس کی عظمت ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ آسمان اور زمین سب کی نخلوں کے سامنے ہیں۔ اس الٰہ پاک نے ان کی تخلیق فرمائی ظاہر ہے کہ وہ مستحقِ عبادت ہے۔

پھر فرمایا: وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّجُومَ اس نے تاریکیاں کو بنا دی اور نور کو بنا دیا۔ روشنی اور اندھ پن میں بھی آسمان اور زمین کی طرف ان لوگوں کے سامنے ہیں ان میں بھی انکھاپ ہوتا رہتا ہے۔ کبھی روشنی ہے اور کبھی اندھ پن۔ یہ انکھاپ اور اندھ پن بھی اس کی رحمت ہے کہ وہ نور پر نور جو میں نہیں آئیں۔ ان کو جو روئے دلی کوئی ذات ہے اس کو اس نے کیلئے کی خاص نور فرمائی ضرورت نہیں سب پر عین ہے۔

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کے ساتھ خلق اور مخلوقات اور نور کے ساتھ خلق جعلی دے دے۔ اس میں قسم نہیں ہے نہ نہایت تو ہے کہ آسمان اور زمین جہاں اور جہاں ہیں اپنے وجود میں کسی دوسری مخلوق کی محتاج نہیں اور اندھ اور ابلہ اور احمق ہیں تو ہم بذات نہیں ہیں ان کو جس امکان میں زندگی ضرورت ہے جو لوگ آسمانوں کے وجود کو نہیں مانتے ان کے وجود میں ضرورت ہے۔ بہت شریف میں ان کی بھی تردید ہوئی۔

اور جو لوگ ادا کرتے ہیں چاہیں اور انھوں نے ان کو خالق قرار دیا اور ان کو خالق قرار دیتے ہیں پھر ان دونوں کو نور اور غلظت سے تعبیر کرتے ہیں) آیت شریفہ سے ان کی بھی تردید ہوئی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (کہا بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں) ایسی مخلوق اصل عبادہ میں نے اپنی کائنات کو پیدا کیا اور اس کے لیے شرکاء نہ بنا کرتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں جو بہت بڑی امتیاز اور عظمت ہے۔

پھر فرمایا: يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (اندھ پن ہے جس نے تم کو کچھ سے پیدا فرمایا) انسان کی ابتدا انکی تخلیق میں سے نہیں لیے کسی کی اصل میں ہے۔ آدم علیہ السلام پہلا آدمی ہے۔ پھر ہونے اور ان کی اصل اپنے باپ کے قوسط سے مٹی سے پیدا ہوئی۔ قرآن مجید میں خَلَقْنَاهُ مِنْ نَرَبٍ بھی فرمایا (سورہ مؤمنین) یعنی تو مٹی سے پیدا فرمایا اور خَلَقْنَاهُ مِنْ طِينٍ بھی فرمایا (سورہ صافات) یعنی ہم نے ان کو اپنی مٹی سے پیدا کیا اور خَلَقْنَاهُ مِنْ صَلْصَالٍ بھی فرمایا (سورہ مؤمنین) اس نے انسان کو خلق ہوئی مٹی سے پیدا فرمایا جو چٹکری چٹکری مٹی اور یہی مٹی فرمایا وَالْقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ (اور اب اسے تخلیق ہم نے پیدا کیا انسان کو خلق ہوئی مزی ہوئی مٹی سے۔

(سورہ انجمل)

بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو زمین کے مختلف حصوں سے مٹی جمع فرمائی۔ اس مٹی میں پانی، آئل، دیہ گیا تو زمین (کچڑ) ہو گئی۔ پھر وہ کچڑ بڑی مٹی تو مٹی کی پھر اس سے آدم علیہ السلام کا پتلا بنا دیا گیا۔ وہ پتلا سوکھا تو پتے والی مٹی ہو گئی۔ اس کے بعد اس میں روح پھونکی گئی۔ چونکہ یہ مختلف اور اس مٹی پر گزرا ہے اس لئے انسان کی تخلیق بیان کرتے ہوئے کسی قراب بھی چلتی بھی خالص بھی عدم مفسنون فرمایا۔

النِّسَاءَ عَلَيْهِمْ وَقِزَازُ الرِّمَاءِ وَجَعَلْنَا الْآخِزِينَ تَجْرِي مِّنْ تَحْتِهِمُ فَأَهَازُكُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا

۱۔ اور ان کے لئے عورتوں اور کھڑے ہو جانے والوں کی جگہ بنائی جس پر ہم نے ان کو ان کے گناہوں سے عذاب کیا اور ان کو

مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَا تُسَوِّدُ بِأَيْدِيهِمْ

۲۔ ان کے بعد کے دوروں میں اور اگر ہم تجھ پر کتاب بھیج دیتے تو اس کا ورق تو ہوتا تو ان کے ہاتھ اس سے سیاہ نہ ہوتا۔

لَقَالِ الْآيِينَ كُفَرُوا إِنَّ هَٰذَا إِلَّا إِلَهٌ مُّشَبِّهُنَّ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا مَلَكٌ ۝ وَلَوْ أَنزَلْنَا

۳۔ کیا ان کو کہیں کہ تم نے کفر کیا ہے۔ انہیں کہتے ہیں کہ یہ تو ان کے لئے ایک ایسا خدا ہے جس کی طرح ان کے لئے ایک ایسا خدا ہے۔

مَلَكًا لَّقَدْ فَتَى الْآفَرُثَةَ لَا يَنْظُرُونَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا ۝ وَلَلْنَسَا عَلَيْهِمْ فَايَلَيْسُونَ ۝

۴۔ اور اگر ہم ان کو ایک فرشتہ بنا دیتے تو ان کو دیکھنا ہی نہیں آتا۔ اور اگر ہم اس کو ایک انسان بنا دیتے تو ان کو دیکھنا ہی نہیں آتا۔

وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْتُم بِرُسُلِ مِن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝

۵۔ اور تم نے ہم سے پہلے بھی رسولوں کو مذاق میں لیا تھا۔ اور ان کے لئے وہی عذاب آگیا جس سے تم نے مذاق میں لیا تھا۔

فَلْيَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْكَافِرِينَ ۝

۶۔ لہذا زمینوں میں گھومیں اور دیکھیں کہ کافروں کا انجام کیا ہوا۔

فَرَوَاهُ نَاضِرٌ بِالْكَدِّ حَاصِلُ كَرْنِ كَا حَكَم

۱۔ اور قرآن کے وقت عرب کے مشرکین اور یمنی غلبہ تھے وہ قرآن مجید کی بھی تکذیب کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ بھی جہنم فرماتے تھے۔ یہ ان کی دین سے ہر مذہب کی بات تھی۔ ان کے لئے کھینچے گئے تھے جو پرانی باتوں کے لئے تھے۔

انہوں میں چار تھے اور تالیف اور تصنیف کا یہی دور تھی۔ انہوں نے ان کو جس دین میں یہ بات تھی کہ اس کے لئے ایک شام یہ کہتے

تھے اس سفر میں یہ عذرا کے یہودیوں کی کہ وہ ہاتھ شام میں تصدیق آتے تھے۔ ان قوموں سے ان کو پرانی باتوں کے واقعات اور

تھے ملتے تھے اور خود بھی ہاتھ شام کی یہودی کے لکھتا تھا۔ انہوں نے ان کے لئے تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے پہاڑوں سے اترتے ہوئے گھرانے کے سامنے آئے تھے جو جہنم کے لئے تھے۔ ان سے

چلتے تھے۔ ان کے ان گھرانے کے ہاتھ ہاتھ لگاتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے لئے تھے۔ ان کے لئے تھے۔ ان کے لئے تھے۔

یہودی کا ہاتھ اہل کفر کے چھپ چھپ کی زبان پر تھا۔ یہ چھپ چھپ کی زبان پر تھا۔ یہ چھپ چھپ کی زبان پر تھا۔

ہیں ہمارے جیسے ہی آدمی جن فرشتہ کو منفی صورت میں دیکھ کر ایسی باتیں کرتے اور لہجی کہہ دیتے کہ یہ تو ہمارے جیسا ہے اس میں کوئی کمی خصوصیت ہے جو ہمیں جدا کرے گا۔ لہذا فرشتہ کے سوال میں کہنے کی صورت میں بھی ان لوگوں کو جو شب ہو رہا ہے وہ شب بھی لہجی باقی رہتا اور حقیقت میں ان لوگوں کے بہانے ہیں کہ ایسا ہوتا تو ہم مانتے یہ فرق کے طالب نہیں ہیں اگر فرق نے طالب ہوئے تو یہ ان کے منہ سے ہی نکلے گا۔

استیخراہ کرنے والوں کے لیے وعید پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظرِ قرآنی دے کر فرمایا ولقد استنصرنی برسالی عن ثلاث فالحق ما لئن سحرنا منهو ما كنا لو ان به شفرة و ان (اور بادشاہ آپ سے پہلے رسالوں کے ساتھ استیخرا کیا کی۔ پھر جن لوگوں نے استیخرا کیا ان میں سے جو نے تم پر ایسا جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے)

اس میں اہل قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہے کہ کھڑے رہنے والے جو کچھ آپ کے ساتھ استیضاء کرتے ہیں مذاق ہائے بیوقوفی کی چیز نہیں ہے آپ سے پہلے جو رسول گزرتے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہوتا رہا ہے لہذا آپ بھی صبر کریں جیسے ان حضرات نے صبر کیا پھر انہم یہ بتا کر ان لوگوں سے یہ حرکتیں کی تھیں وہ ان کے دہل میں مبتلا ہوئے اور استیضاء اور سخرہ وین کی سزا میں ان کو عذاب نے گھیر لیا۔ ان معاذین و مسخرین کا بیان ہی انجام ہونے والا ہے۔ اہل صاحب الروح لیکن سب حلالہ و تعالیٰ وعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیرہ من استیضاء بہ علیہ السلام ان اصر علی الذالک صفحہ ۱۰۱ جلد ۱ (روح المعانی میں ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص آپ کے ساتھ استیضاء کرے ہم ان کی پھر سے سزا دے گا۔)

قُلْ لِمَنْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلْ لِلَّهِ ۚ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ

آپ لڑا، تنجے، کٹی، ٹیبلٹ سے جو آٹھواں میں سے آٹھواں چنگے کو، سب ہڈی کھینچے ہے اس نے اپنے کام، جسے گڑبڑ قرار دیا ہے۔

لِيَجْعَلَ لِكُلِّ فِرْقَةٍ خَلِيفَةً مِّنْهَا عَلَى الْبَرِّ وَفِي السَّمَاءِ ثَلَاثُونَ رَبْوَةً وَسُجُودٌ لِّلْغَدَاةِ مُقَدَّمٌ وَأُخَرٌ ۚ وَلَهُ مَا لَمْ نَحْصِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

ہر شخص کو قیامت کے دن اپنے طرف سے کام میں کمال ملے گا، جن لوگوں نے اہل جاہلوں کو نصیحتیں دیں، وہ اپنی نصیحتوں میں گمراہی کیلئے

سَكَنَ فِي الْبَلَدِ وَهُوَ النَّبِيُّ الْعَلِيمُ ﴿١٠﴾ قُلْ أَغْنَى اللَّهُ عَمِّي وَأَنَا فَأَكْرَهُ السَّمُوتِ

ہے ہر ایک کے لئے ایک ہی جگہ ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک ہی جگہ ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک ہی جگہ ہے۔

وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُهُمْ وَلَا يَحْسِبُ أَنَّ آيَاتِنَا أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونُ

سورۃ النحل کا ترجمہ اور تفسیر

پھر فرمایا لیخضعنکم حتی یوم القیعة لازوب فیہ ۵ الذین حسروا ۶ انفسہم لیلئذ لا یؤمنون ۵ (کہ اللہ تعالیٰ تم سب کو قیامت کے دن ضرور ماتم فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں جن لوگوں نے اپنے نفسوں کو خسارہ میں ڈال دیا وہ ایمان نہ آئیں گے) اللہ تعالیٰ نے سب کو اپنی برائی سے پیدا فرمایا وہ سب کی پرورش فرماتا ہے وہاں کے حساب کتاب سے یہ خبر دیا لیکن جن لوگوں نے اپنے نفسوں کو خسارہ میں ڈال لیا فطرتِ صلیہ کو کھو یا عقلِ شمر سے کام نہیں لیا وہ اپنی جانوں کو بے تحاشہ کر چکے۔ ان کو ایمان لان نہیں دلی تو اپنے مال کو ضائع کرتا ہے ان لوگوں نے اپنی جانوں کو ضائع کر دیا اور ایمان ہمیشہ پائی تو بوجھ نہ گئے یا الا ذالک ہذا الخسرون ۵

راست اور دان میں جو کچھ سکونت پذیر ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ پھر فرمایا ولستہا مسکن فیہ اللیل والنہار (کہ اللہ کے لیے ہے جو مکان ہے رات میں اور دن میں) سنگی ٹھہرنے کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے یعنی جود رات اور دن میں ٹھہرا ہوا ہے وہ اللہ ہی کی مخلوق ہے۔ سا کی غیر تحریک ہونے کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے یعنی جو چیز رات اور دن میں غیر تحریک ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ یہ چیزیں بھی ماضی السعوت والاخر میں داخل ہیں لیکن پھر بھی الگ سے ان کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ چیزیں ہر وقت حاضرین کے سامنے ہیں اور غرضاقاطعین بھی اس میں شامل ہیں جو کچھ کھڑے نہ بنے ہوں گے کو کچھ کر دیا وہ ہمیشہ رات اور رات حاصل ہوتی ہے، پھر فرمایا:

وهو السميع العليم ۷ کہ اللہ تعالیٰ شہداء والا ہے۔ سب اپنے اقوال اور اعمال کی طرف مبرا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف تو نہیں عمل دے ہیں۔

آپ یہ اعلان کر دیں کہ میں غیر اللہ کو دلی نہیں بنا سکتا۔ پھر فرمایا قل انھیز اللہ فھذا ولید الایام جو لوگ مشرک تھے وہ اپنے شرک کو چھوڑنے کو چاہتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ دعوتِ توحید چھوڑ دیں اور ہر دین میں شامل ہو جائیں اور یہ بات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام تشریف آئے تھے ان کی امتحان نے بھی یہی بات کی تھی کہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہم وقال الذین کفروا لو ضلھم لنعھم جھنم عن انھما او لنعھم عن انھما (کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کو حکم، یا کہ آپ ان سے فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا دلی بناؤں؟ کیسے ہو سکتا ہے؟) اللہ تعالیٰ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ سب کو نکھلتا ہے اور اس کو نکھلایا نہیں جاتا۔ اس میں مشرکین کی بے وقوفی پر صبر ہے کہ اللہ کے علاوہ جن کی پرستش کرتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اور نہ اللہ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے یہ تو مخلوق ہیں یہ کسی بات کی یا اللہ کی شانہ کو چھوڑ کر مخلوق کی عبادت کی جائے ہم خود بے وقوفی میں مبتلا ہو گئے ہیں اس کی عبادت کی دعوت دیتے ہو اللہ تعالیٰ شانہ خالق بھی ہے اور رازق بھی ہے۔

تم بھی اس کا بار بار اٹھاتے ہو اور اس کے علاوہ جن کی پرستش کرتے ہو ان کی حاجتیں بھی وہی پوری فرماتا ہے اور اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو کیونکر معبود بنا یا جا سکتا ہے وہ نکھلتا ہے اس کو نکھلایا نہیں جاتا اسے کھانے کی حاجت نہیں جو لوگ کھاتے ہیں وہ حاجت مند ہیں خود حاجت مند ہوں میں معبود ہونے کی صلاحیت کہاں ہے؟

پھر فرمایا انھیز انھیز انھیز انھیز انھیز انھیز (آپ فرمادیتے کہ اگر مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے رب کا سب سے پہلا فرمانبردار اور اول و جان سے اس کے احکام کو ماننے والا اور تعمیل کرنے والا ہوں جاؤں۔ میرے رب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ

ولا تتكون من المنظرين ٥) آپ ہر دستہ کیلئے میں سے دو جاگیں (بند اسی) میں سے دو جگہوں اور شرک اختیار نہیں کر سکتا۔
شرک چھڑا دیا۔ میرزا جی۔

آپ کہیں ہیں۔

قال صاحب الروح لان النبي عليه السلام ماعور بما شرعه الا ما كان من خصائصه عليه الصلوة والسلام وهو امام امته وعتيداهم ويحيى لكل امران يكون هو العامل او لا بما امر به ليكون ادعى للاعتقال. (ص ١٢٦)

يُهَيِّجُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

قیامت کے دن مشرکین سے سوال فرماتا اور ان کا مشرک ہونے سے انکار کرتا

مشترک کا یہ طریقہ کار شریک بھی کرتے تھے اور جب کہ چاہتا تھا کہ پاک کے باقی مت غارت ہو جائے وہ چھین کر شریک اختیار کرتا تھا کہ اپنے کیم جو کچھ کرے ہیں خدا تعالیٰ نے انہیں اس کا قصہ دیا ہے اور جو آیات و احکام انہوں نے اپنے من و عنان پائی تھیں انہیں اختیار کرتے تھے۔

انہی نے قربان کر کے سب کو ان کا عالم ہوا کہ جہان پر محبت بانٹ دے۔ اس کی آیات کو بخدا ہے۔ یہ عالم سمجھنے میں نہ آتا۔

[illegible][illegible]

مشرکین کا قرآن سے متعلق نہ ہونا اور ان کو نہ کہہ پانے لوگوں کی باتیں ہیں۔ اس کے بعد دیا و مستقسم من
 تلتلیم الکت (اور ان میں سے بعض دوسرا جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں) و جعلنا علی قلوبہم اکنات ینظرون (اور ہم
 نے ان کے دلوں پر پردے کر دیے کہ وہ اس کو سمجھیں نہیں) پر ہر سال میں قرآن سمجھنے دیئے گئے (اور ان کے کانوں
 میں بھرتی پڑا کر دیا) جس کی وجہ سے ایک طرح سے نہی کی نہیں تھکتے اور اس غمروں کی وجہ سے کہ جو کان لگاتے ہیں تو سننے اور سمجھنے کے
 لئے نہیں لگاتے بلکہ اہل حق و حق اور استغناء کے کان لگاتے ہیں۔

وَقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

تو قیام کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، تو فرمایا: کیا یہ حق نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اور ہمارے رب کی قسم۔ اس نے فرمایا: تو ذائقہ عذاب چکھو۔

يٰۤاَكْفُرُوْنَ

اے کفر کرنے والے۔

کافروں کا دنیا میں وہ بارہ آنے کی آرزو کرتا

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے کافروں کا حال بیان فرمایا ہے اور وہ جھٹکے کا ایک منظر بتلا ہے، فرمایا کہ اگر آپ ان لوگوں کا وہ حال دیکھیں جب وہ روزِ آخر پر کھڑے ہوں گے تو اس میں داخل کئے جائیں گے جو اپنی آنکھوں سے وہاں کا عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے کہ کاش ہم دنیا میں وہیں کر دیے جاتے اور اب وہاں جا کر اپنے رب کی آغوش کو نہ چھوڑتے۔ آپ یہ دیکھیں گے تو حیرت منظر ہوگا۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ یہ بات نہیں ہے کہ ایمان کی رفعت اور محبت کی عبت سے دنیا میں وہیں جانے کی آرزو کرے ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ جو کچھ اپنے سمون میں چھپائے ہوئے تھے یعنی کفر اس کا نتیجہ سامنے آگیا۔ دنیا میں جانے کی آرزو اس لئے کر رہے ہیں کہ عذابِ جہنم سے غلامی ہو جائے۔

اگر دنیا میں پہنچ دئے جائیں تو پھر بغاوت کریں گے۔..... عربی ارشاد ہوگا وَلَوْ رَفُّوا لَوُفَّ الْعَاظُ وَالْمَنَافُزُ اھلِ دُورِ ان کو دنیا میں وہ دیکھا دیا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے منع کیا گیا ہے۔ وَقَتْلُوهُمْ لَمْ يُنْفِكُوْا (یاد شدہ) اپنی اس بات میں جھوٹے ہیں کہ ہم آیات کی تکذیب نہ کریں گے اور مؤمنین جا نہیں گئے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا هٰٓىٓ اٰلَٰٓءِیْہِیْمَا وَمَا نَعْنِیْ بِمُتَفَرِّقِیْنِ ۝۱۰ (اور میں کہتے ہیں کہ ان کی اور کوئی زندگی نہیں ہے جس سے جگہ دنیا والی زندگی ہے) انہوں نے رسول کی بات کو نہ مانا نہ جب ہمیں کہے۔ پھر فرمایا وَلَوْ تَرَىٰٓ اَنْفُوْقَهُمْ اَعْلٰی رُؤْیٰہُمْ ۚ قَالَ اَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ لَقَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا۔

(اگر آپ اس منظر کو دیکھیں، تب وہ وقتی موت کے دن اپنے آپ کے ساتھ کھڑے کئے جائیں گے اور وقت اللہ جل شانہ وغیرہ نوافل کا سوال ہوگا کہ کیا ان میں سے ہے؟ اس پر وہ جواب میں کہیں گے ہاں ہمارے رب کی قسم یہ حق ہے) لیکن اس وقت کی تحدید حق کا حکم نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا فَلَقُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (کہا ہے کہ ان کی وجہ سے عذاب چکھو)۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِآیٰٓاتِنَا ۚ اِنَّهُمْ حَتٰی ۙ اِذَا جَآءَتْهُمْ السَّاعَۃُ ۙ بَغَتْہُمْ ۚ قَالُوْا یٰۤاَحْسَبُکُمْ اَنْ

بے شک انہوں نے ہار کر ڈھکی چھپی ہے، انہوں نے ان کی آیتوں کو کذب کیا، لیکن اب ان کی آیت آگئی ہے کہ ان کے ہارنے والی گھڑی

مَا قَرَّبْنَاٰۤا فِیْہِیْۤا ۚ وَهُمْ یَخْلُوْنَ ۚ اَوْ اَرَأَيْتُمْ عَلٰی ظُہُوْرِہِمْ ۙ اَلَا سَآءَ مَا یُزَوَّرُوْنَ ۝۱۱ وَمَا الْخَبْرُ

پر ہم نے دنیا میں کئی ہی اور اپنے دیکھوں کو اپنی کہوں پر ڈھکی چھپی ہے، خود فرمایا ہے وہ وہ جھوٹے اور انہوں نے ہارنے کے اور نہیں

أَتَمُّهُمْ لِقَابًا - وَلَئِنْ سَأَلْتَهُ لِمَ كُتِبَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ لَقَالَ إِنَّهُ يُلْقِيهِ إِلَهُي لَعَلِّي أُنِصُّ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ كِبَارُكُمْ

عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلْبًا فِي السَّمَاءِ فَأَتَاهُمُ

پیشہ ورانہ تعلیم کے شعبہ کے تحت

بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ وَلَا يَكُونُ مِنَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٠﴾

[illegible]

الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۖ وَالْمَوْتُ يَنْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٦٠﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

جو نکلے ہیں اور غریبوں کو وہ رہنے کے لیے نکال دیا ہے۔ ان کی طرف لوٹا جا بھیجے گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ: "ہمیں اپنے گھر کی طرف سے لوٹنا ہے۔"

آيَةُ مَنْ رَزَقَهُ - قُلْ إِنْ أَلِهَةٌ مَا دُونِي لَآتَيْنَنَّ الْفُلُوكَ سَوَافِدًا ۝

کوئی پرانی کتاب نہیں اجڑی گی۔ آپ فرما، ہے اگر وہ اس منہ پر ہوا، ہے کہ کوئی لڑائی ہو، ہے تو ان میں سے مجھ سے کوئی نہیں ہوتے۔

مشرکین مکہ آپ کی کھدب نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں

معاہدہ انٹرنیٹ پر ستمبر ۹۳ء میں لکھا ہے کہ فتنہ بن شریعت کی وجہ عمل سے طاقت ہے نہ مکتبی۔ فتنہ نے ابوجہل سے کہا کہ۔ اس وقت

یہاں میرے دو بھائی تھے، ایک بڑا اور ایک چھوٹا، ان کے نام تھے (موسیٰ علیہ السلام) اور (ہارون علیہ السلام)۔

ہے۔ کہ جب کسی (جو قرآن کی ایک قریبی شے) میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلمہ پڑھا تو اس کا کلمہ پڑھنے والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

تھکاوٹ (یعنی جانیں کو پانی پانے کی خدمت) بھی چلی جائے اور کعبہ شریف کی نگاہ برداری بھی بھیجی جائے اور انھیں شوری کی سرداری بھی

نہی کا نتیجہ ہے اور یہی بھی انہیں میں سے ہے کہ تو باقی قریش کے لئے کیا ہے؟

مذہب کی روایت سے جس نے کہا کہ میں نے اپنے اسرار کی تعلیم کسی کو نہیں دی ہے، کیا وہ اس کے لیے اسرار کی تعلیم دینے کا حق رکھتا ہے؟

کی نوبت و رسالت میں ہوتا ہے کہ اس کے چھ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے آپ کو چاہیے کہ جسے جس کی آپات سے ضد ہے خدا کی

آپ لوگوں کے امتداد ہوا نگے شریک کے خلاف کھول کھول کر چہاں کر دی ہیں اس لئے ان کے مخالف ہیں اور ان کو جہاد ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر حیرت و شگفتہ ہوئے کہ ان کے پیغمبروں کو ایسا ہی ہوتا ہے۔

اس میں دعا تھیں جس میں اہل حق پر ایمان کو لوگوں کا جھٹکا اور

کہا کہ: "تجربہ دنیا کوئی نئی بات نہیں ہے، آپ سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام سے اس کے ساتھ بھی آیا ہے، ان حضرات نے میرا کیا

جہاں ان کی قوم نے اس سے کہا کہ اگرچہ ابن ابی العاصی حضرت عقیلؓ کے ساتھ ہے لیکن اس نے ان کے خلاف فتویٰ دیا ہے اور ان کو دوست نہیں رکھتا۔ اس پر وہ ان نے جواب میں کہا کہ انا قاضی علی بن علیؓ کے ساتھ ہوں۔ ان کے ساتھ ہونا کونسا چیز ہے علم کی چیز ہے۔ اس نے اپنے واسطوں کے ذریعہ اپنے کمال کا دعویٰ کیا۔ اس کا حال ہے کہ مریض میں دھندلاہٹ یا کینسر کا دورانیہ ہو رہا ہو تو اس کا دل ہلکا ہوتا ہے لیکن دھندلاہٹ میں دھندلاہٹ ہی رہا ہے۔ حق پر احوال حاصل ہو جاتی رہتا ہے کہ انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ میں حق پر ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حق ہو۔

حضرت کعب بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر امت کے لئے ایک نذیر ہے اور میری امت کا نذیر ہے۔ (مشکوٰۃ وجامع ص ۳۳ ج ۲)

حضرت عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہارے بارے میں شک ہے کہ خولہ نہیں جیسا مجھے تمہارا سے بارے میں اس بات کا خوف ہے کہ وہاں خولہ سے وہی جانے جیسے تم سے پہلے لوگوں کو وہی مائی رضی اللہ عنہا کی قبر میں آئیں میں مقابلہ کرنے لگو جیسے ان لوگوں نے آئیں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا پھر وہ تمہیں ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کیا۔ (رواہ ابوداؤد ص ۱۵۵ ج ۱ صفحہ ۷۷)

قُلْ أَدْعَيْكُمْ إِلَىٰ مَا أَهْدَىٰ اللَّهُ لَكُمْ وَاعْبُدُوا اللَّهَ مَحْضًا حَتَّىٰ تَكُونُوا تَارِقِينَ

آپ! لڑا، چلے کہ اگر وہ قہر ہے کان، قہری انکھیں نے بے اور قہر ہے ہوں پر اللہ ہے تو اُن کے سوا کون سیوا ہے عزم کو جو جی رہا

١٥. أَنْظَرَكُنَّ لِقَائِي أَلَيْسَ لَمْ هُمْ يَصِفُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ

[illegible]

بَعَثَهُ أَزْوَاجَهُ عَلَىٰ يَهْدِكَ إِلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَمَا نُرِيهِ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

بے خبری میں یا خودکشی میں تو کیا جانوں کے علاوہ اور کوئی چارہ کیا جائے گا۔ اور ہم طلبہ کو صرف غرض غری محالے سے

وَمُنْذِرِينَ ۖ فَمَنْ أَمِنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا

میرا دل بچنے سے چاہتا تھا کہ میں اس کو ہلاک کر دوں لیکن وہ نہ ہو گا اور یہ لکھی ہیں کہ ۔۔۔ میری ماں نے ساری بات

بِإِيتَانِيهِمُ الْعَذَابُ جَمًّا كَانُوا يَلْسَنُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَا أَكُونُ لِلْكُفْرَانِ عَيْنًا أَمْ لَا يَعْلَمُ

کہ بھویا میں کہ اس صوبہ سے خطاب کیا جائے گا کہ وہ اطمینان کیا کرتے تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ میں چوتھی کتا کہ میں صوبہ کو

الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَشِيعُوا إِلَّا مَا يَنْصُرُنِي إِلَىٰ ، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ

ہمارا جس سر نہ جس پہ کاکا ہوں کہ جس لڑکتی ہوں۔ جس کو اپنی کاکا کو کہ جس اپنی چھٹی طرف اپنی کی ہوتی ہے۔ آپ لڑکتی کاکا کو کہ جس ہے لڑکتی

وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ۝

Signature

اگر اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے کی قوت سلب فرمائیں تو کون دینے والا ہے

ان آیات میں اللہ اور مجسم ہے۔ اول تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری سننے اور دیکھنے کی قوت کو ختم کر دے اور تمہارے دلوں پر میرا لگا ہے جس سے نہ کچھ سکو نہ کچھ سمجھو تا کہ اللہ کے سامان سراسیمہ رہے جو یہ چیزیں تمہیں دیے۔ تاخبر ہے کہ اللہ کے سوا ایسا کوئی نہیں۔ پھر اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کو معبود مانا کہ اس کی تعظیم ہے؟ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا خطاب اسے پاک ہے خبری میں بھی آسکتا ہے۔ اور خبری میں بھی۔ اگر خطاب آجائے تو ظالم ہی پاک ہو گئے لہذا غلط کرنے والے ظلم سے باز آ جائیں۔ سب سے بڑا ظلم شرک اور کفر ہے اس کو بھی چھوڑ دیں اور دوسرے مظالم سے بھی رک جائیں پھر فرمایا کہ پیشوایان کو قرض خبری کے لئے زمانے کے لئے بھیجا جاتا رہا۔ اس کی بددست کو جس نے قبول کیا اور اس کی بددستی کو قبول کیا وہیں پر یقین کر کے جس نے باغیانوں کو چھوڑ دیا اس نے قبول کیا اور اپنے سوال و احوال کو درست کیا۔ سو ایسے لوگوں پر تو کوئی خوف ہے اور نہ انہیں کوئی ظم ہو گا اور جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور نبیوں کی دعوت پر ایمان نہ لانے ان کی ہدفائی کی وجہ سے خطاب پیچھا گا۔

نبوت کے لوازم میں مالدار یا غریب رہاں ہونا نہیں ہے۔۔۔۔۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ نبی مال و دولت کے اعتبار سے ہم سے زیادہ ہونا چاہیے۔ چونکہ مال دنیا کا نذر و یکہ نہای جڑی چیز ہے اس لئے نبوت اور رسالت کا دارمگی مال زیادہ ہونے پر سمجھتے تھے ایسے لوگوں کی جانماند بات کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا لَا أَفْهَىٰ لَكَ مِنَ الْهَيْبَةِ الْعَبْدُ عَزُوزٌ غَرَضًا (آپ اس سے فرما دیجئے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے فرشتے ہیں) (خزانے پاس ہونا نبوت و رسالت اور قبولیت عند اللہ کی دلیل نہیں ہے۔ جس بات کی دعوت دی جارہی ہے اس میں لوگ اور ان دلائل کو گھوڑا اثرات رسالت کیلئے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اللہ ہونے کو نبوت کا وسیعہ داتا جانماند بات ہے۔ بلکہ لوگ یوں کہتے تھے کہ غریب کی باتیں بتاؤ تو ہم آپ کو کچا جانیں اس کو بھی جواب دیں اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلم سلطان کر دیا کہ وَلَا تَقْلَقُ عَنِ الْمَالِ (میں غریب نہیں جانتا) غریب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ اس کو جتنا چاہے عطا فرما دے اور غریب مالی نبوت و رسالت کی یا قبولیت عند اللہ کی شرط نہیں ہے۔

بہت سے لوگوں کو آج بھی دیکھا جاتا ہے کہ مرشد بنی صالحین اور مصطفیٰ بنی اسرائیل سے رجوع نہیں کرتے کیونکہ وہ لوگ غریب کی خبریں نہیں بتاتے اور ہر شعبہ سے بازگو یاں سنبھالے بیٹھے ہیں مائل بچے کا ہاتھوں کی طرح کچھ ہاتھیں تھکتے رہتے ہیں۔ ان باتوں میں کوئی بات تعجب نکل جاتی ہے تو ان ہی لوگوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور ان کو اللہ کا قبول بندہ سمجھ لیتے ہیں ان میں بعض لوگ صاحب کسب بھی ہوتے ہیں۔ کسب شرعاً باکل معجز نہیں ہوتا یہ بزرگی کی دلیل ہے، کسب بعض مرتبہ فاسقوں بلکہ جانوروں اور جانوں کو بھی ہوتا ہے اس کو قبولیت عند اللہ کی دلیل سمجھا جاتا ہے، ایمان اور اعمال صالحہ اور تقویٰ پر مدار قبولیت ہے جو لوگ دیار ہیں۔ بے گناہ ہیں، فاسق و فاجر میں جتنا ہیں ان کو مرشد بنانا اور ان کا اعتقاد بنانا بہت بڑی گمراہی ہے۔

پھر فرمایا وَلَا أَفْهَىٰ لَكَ مِنَ الْهَيْبَةِ الْعَبْدُ عَزُوزٌ غَرَضًا (آپ فرما دیجئے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتوں یا انبیاء میرے اندر فرشتوں والی صفات خواص نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اسی میں ہے کہ انسانوں کا ہی انسان ہی ہو۔ انسانوں میں مکمل کر اور ان کی حاجات کو اور صفات کو جان کر احکام سکھانے والے سے بھی تربیت کر کے اور مکمل سے بھی۔

مشرکین کو امر اور نہی تھا کہ عَالِمُہَا الرُّشْدُ لَا يَأْخُذُ بِالطَّغَامِ وَنُفُسُہَا الِاتِّسَافِ (اس رسول کو کیا حال ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور باز اراد میں چلتا ہے ایمان ان لوگوں کا جاننا امر اور نہی نہیں سمجھنے کہ کھانا کھانے کا طریقہ اور ہزاروں کے احکام سکھانے کی

بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر نبی نکلتا تو کما کے اور پاداش نہ پائے تو مختلف احکام کو ان تائے۔ منصب نبوت کے متعلق جو ان کے لئے ایک امت کا خاص امتیاز تھا۔ نہ تو وہ پاداش آیت میں ان سب کی تردید فرمائی۔

ان قبض الا مائدہ حق الخ (آپ فرما دیں کہ صرف اسی کا جناح کرتا ہوں جو میری طرف دئی کی جاتی ہے) اس میں الہی کا پندہ ہوں جو ہمیشہ حق ہے اس پر بھی عمل کرتا ہوں اور تمہیں یہی بتاتا ہوں آخر میں فرمایا قل خذ العصی والحصن (آپ فرما دیجئے کیا براہم ہو سکتا ہے جو براہم ہو سکتا ہو) اس میں یہ دونوں براہم نہیں ہو سکتے۔ تمہارے پاس ہتھیار کی آیت آگئیں تاکہ خدا کا پندہ پائے جس کی طاقت تمہارے داد ایک مسلم ہے اور جس کے مقابلہ میں تم پہنچی ہو سو تکس لائے اور بھی مجاہد ہیں نہیں دیکھتے۔ دے ہو۔ خدا اور حق کو چھوڑ دھرمیت کی آنکھوں سے دیکھو اور غور فکر کرو۔ الافاضل مگر زون (کیا تم خود نہیں کرتے کہ اگر تم کریم حق قبول کرنے کا راستہ مل جائے اور سب اعتراضات دفع ہو جائیں۔

علم غیب کے بارے میں اہل البیت والجماعہ کا عقیدہ اہل البیت والجماعہ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے مبادی مخلوق سے زیادہ علم اور اس علم غیب کا آپ کے ہر کسی مخلوق کو علم نہیں ہے آپ کا علم تمام اولین و آخرین سے زیادہ ہے اور علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے جس کو سورۃ آل عمران میں فرمایا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِرُ مِنْ رِئْسِهِ مَنْ يَشَاءُ اور سورۃ ہن میں فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ لیکن تمام کائنات اور غیر کائنات کو علم محدود ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہے اس لئے عالم غیب علی الاطلاق صرف اللہ ہی ہے وہ عالم غیب بھی ہے اور عالم شہادہ بھی۔ جیسا کہ سورۃ آلہ صعدہ اور سورۃ شمس میں فرمایا اور سورۃ نمل میں فرمایا قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ موت سے پہلے انصرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علم نہیں دیا کہ دے گئے تھے۔ یہ لوگوں کا دماغی پیدائش ہے اور جھوٹ ہے کہ کونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی باتیں تاکہیں کہ قیامت کے دن یہاں آیا ہو گا اور مجھے اس کا علم اس وقت دیا جائے گا۔ مثلاً فرمایا کہ وحی کوڑ پر میرے پاس بہت سے لوگ آئیں گے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو بتا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ میرے آدمی ہیں فرشتے نہیں گے کہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے دین میں کیا نئی باتیں نکالی تھیں۔

ان کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ لوگوں نے قرآن وحدیث کے خلاف اپنے عقیدے مانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے برابر بتا دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم غیب کہنے لگے۔

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا میں جو شگامت کے لئے مجھ میں سر رکھوں گا تو اللہ کی دعا دیجئے کہ ان کا جو ایمان وقت اللہ میرے بدل میں داخل ہو گے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۸۹)

اس سے صاف واضح ہے کہ موت کے وقت سے پہلے بھی سب علوم نہیں دیئے گئے۔ محبت کے دواہیہ لفظ قرآن وحدیث کی تفسیر محبت بھی نہیں مانتے عَلَمِ الْعَالَمِينَ

وَأَنْذِرْهُمْ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ أَنْ يُغْتَرَبُوا إِلَىٰ رَيْبِهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنَ دُونِهِ

اور آپ ان سے ارہیے ان کو ان کے ارادے پر جان دے۔ اور ان سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے آپ کے لانا اپنی حالت میں رہنے کے دواہیہ کے کہ ان کا کوئی

وَلَا شَيْخٌ لَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ وَلَا تَطْرُدُ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

دور ہو گا اور کوئی قلمیہ کرنے والا نہ ہو گا اور نہ ہی وہ لوگ جو اللہ سے دعا کرتے ہیں اپنے رب کو گناہ و گمراہی سے

بُری یاد دلاتے ہیں ۝ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ

تو تم پر ان کی حساب کتاب کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے اور آپ کا حساب بھی ان کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے کہ آپ ان

قَطْرُوهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ

کو دور کر دیں اور آپ ظالموں میں سے ہو جائیں اور ان کی طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کے اور ان کے لیے تاکہ وہ کہیں کیا ہمارے

مَنْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيِّنَاتٍ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالظَّالِمِينَ ۝ وَإِذْ أَجَاكَ الَّذِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

اور ان سے یہ ثابت ہیں کہ میں نے انہیں کیا کیا ظہور کرنے والے کو خوب جانے دیا نہیں ہے؟ اور یہ آپ؟ یا نہیں؟ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں

بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۝ أَنَّهُ مَنِ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا

عربی اور عربی کے آدمی سے کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے۔ یہ اپنے اور رحمت کو مقرر کر رہا ہے کہ جو کچھ تم میں سے جہالت کی وجہ سے

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِ ۝ وَأَصْلَحَ ۝ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَكَذَلِكَ نَفُصِّلُ الْآيَاتِ

کو دور کر دیں کے بعد توبہ کر کے اور اپنا حال درست کر کے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم سے جو کچھ ہم تم پر تفصیل سے آیت کو جان

وَلِيَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْمَجْرُومِينَ ۝

کے لیے ہیں تاکہ گمراہوں کا راستہ ظالم ہو جائے۔

صبح و شام جو لوگ اپنے رب کو پکارتے ہیں انہیں دور نہ کیجئے

ہو بات میں اول تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ آپ قرآن کے ذریعہ ان لوگوں کو ادا اپنے جس بات سے ہمارے

ہیں کہ اپنے رب کی طرف متوجہ کئے جائیں گے جب اس وقت وہاں ان کا کوئی دنگ اور سداش کرنے والا نہ ہوگا آپ ان کو پہنچ کریں حق

پہنچائیں اس امید پر کہ کفر اور گمراہی سے بچا جائے۔

فان صاحب الروح وجوزان يكون محلا عن حضور الامر هي اقلوهم واجيد قلوبهم. صاحب روح العالی فرماتے ہیں

یا احتمال ہی ہے کہ یہ امر کی تمہیر سے حال ہو چکی انہیں ڈرامے اس حال میں کہ آپ ان کے پرستار بن جائیں گے ہمارے میں یہ امید

ہو۔

اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا کہ جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں ان کو دور نہ کیجئے۔

تقریباً صحابہ کی فضیلت اور ان کی والدہ کی کھلم کھلا..... حال حاضر میں ۶۹۹ ج ۲ میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور عقیل

بن ابی العاص رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ یہ آیت ہمارے ہمارے میں داخل ہوئی۔ قرآن میں حاشیہ بھی اور حاشیہ بن حسن فارسی اور

دوسرے لوگ جو مکتوفہ القلوب میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (یہ لوگ اپنے قلوبوں کے دروازے بند کر کے آئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بال صریح انکار فرمایا اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں یہ وہ صحابہ تھے جنہیں دنیاوی اعتبار سے گروہ سمجھا جاتا تھا تاہم والے دروازے بند کر کے وہ اپنے آپ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو ان پر حیرت کی نظر آئی اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے اور عرض کیا کہ تمہارا جگہ پر بیٹھنے اور ان لوگوں کو ہم سے دور کر دیتے۔ ان کے کہنے پر وہ آدھی سہانے سے ہم مکتوفہ ہو جاتے ہیں حضرت کے اس وقت کوئی کپڑے تھے ان کے ہاتھ اور دوسرے کپڑے موجود نہ تھے۔ ان دروازے کے ان کو بند کرنے اور اپنے سے دور کر دینے تو ہم آپ کے ساتھ نہیں گئے اور کچھ حاصل کر گئے آپ نے فرمایا میں سوچتا ہوں کہ وہ کرنے والا نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا تو آپ میں کیجئے کہ انہوں نے کوئی مجلس خاص مقرر فرمائی تھی تاکہ عرب لوگ ہماری غفلت جان لیں آپ کے پاس عرب کے وفد آتے ہیں۔ ہمیں اس بات سے شرم آتی ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا دیکھیں۔ جب ہم آپ کو گروہ یا گروہ بن کر رہیں تو آپ ان کو اپنے ہم قدر بن کر لیں تو آپ چاہیں تو ان کے ساتھ تشریف لے کر فرمایا ہیں ایہ کہ تمہارے کہنے کے اس بات کی توثیق کے لئے نہیں کیونکہ اگرچہ آپ نے کاندھنگ لایا اور حضرت علیؓ کے لئے ہوا۔ حضرت سلمان فارسی اور خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی وقت جبریل علیہ السلام آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ مَلْكُونٌ۔ کہ نازل ہوئے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کاندھ اپنے دست مبارک سے پھینک دیا اور ہم لوگوں کو بلایا۔ ہم حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا سَلِّمُوا عَلَیْكُمْ کَلِمَاتٌ مِّنْ رَبِّکُمْ عَلَیْ لِقَابِہِ الرِّحْمَۃِ (تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم فرمایا) اس کے بعد ہم آپ کے ساتھ بیٹھ رہے تھے اور آپ جب چاہتے تھے ہمیں چھوڑ کر گھر سے ہو جاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے (سورۃ اہلبکرہ) کی آیات نازل فرمائی وَأَمْسِرْ مَلٰٓئِکَتُہٗ مَعَ الطَّٰفِیْنَ بِالْمَلٰٓئِکَۃِ وَرَبُّہُمْ بِالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالطَّٰفِیْنَ بِالْمَلٰٓئِکَۃِ وَرَبُّہٗ (اور آپ کے ساتھ ہرگز آپ سے بہت قریب ہو کر بیٹھتے تھے اور آپ یہ ہوتا تھا کہ انھیں کائنات ہوتا تو ہم پہلے انھیں جانتے تھے تاکہ آپ بالکل انھیں نہ کر سکیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا لَا تَحْمِلُوا حِمْلَہٗ لَمْ یَحْمِلْہِ حَتّٰی اَمَرُوْا اَنْ اَحْمِلْہٗ فَلَیْسَ مَعَ قَوْمٍ مِّنْ اُمَّتِیْ (میں قریب اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس وقت تک موت نہ دی جب تک مجھے یہ حکم نہ فرمایا کہ اپنی امت میں سے ایک جماعت کے ساتھ ہرگز نہ چلوں) پھر ہم لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا۔ مَعَكُمْ الصَّحَابَا وَمَعَكُمْ الصَّعَدَاتُ (تمہارے ہی ساتھ میرا بیٹا ہے اور تمہارے ساتھ میرا مرنے والا ہے)

اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کی رعایت اور دلدادگی کا حکم فرمایا اور یہی اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے رب سے لوگائے رہتے تھے۔ ان کی رعایت اور دلدادگی منظور فرمائی اور کہہ کر دروازے جو یہ کہا کہ ان کو بند کیا جائے تو ہم آپ کے پاس نہیں گئے ان کی درخواست اور فرمائی اور حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلدادگی کا خیال فرمایا تھا (جس مشقت چھپ رہی تھی کہ لوگ اپنے گھر گئے ہیں مگر ان کو مجلس میں بھڑک رہے تھے ساتھ ساتھ خواہش تھی کہ تعلق میں کی کرنے والے نہیں ہیں۔ اور یہ دروازہ جو کھولا گیا ہے جسے درخواست کر رہے ہیں ان کی بات مان لی جائے تو ان کا یہاں بھی حکم ہو جاتا ہے اور ممکن ہے کہ چاہتے تو ان کی مجلس اس خیال کی بھی اللہ تعالیٰ نے تائید فرمائی۔ اس سے جہاں ان حضرات صحابی کی غیبت معلوم ہوئی ان کو کفر میں کی وجہ سے دوسرا عرب نے حقیر سمجھا تھا۔ ہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ جو

لوگ سلام قبول کر چکے ہوں انکی رعایت اور والدہ کی ان لوگوں سے مقدم ہے جو ابھی تک منکر اسلام ہیں۔

[illegible]

وانما وظیفہٴک حسب ماعو شان منصب الرسالة النظر الى طواف الامور واجراء الاحکام علی موجبها
تفویض الواعظ وحسبها الى التلیف الخیر بوظائف هؤلاء دعاہ وبہم بالغفوة والعشیۃ الی ان قال (وہم
حسابک علیہم من شیء) اعطف علی مابہ وحسن بہ مع ان الجواب قدتم بذلک مبالغۃ الی بیان کون انشاء
حسابہم علیہ السلام بنقلہ الی سلک مالا شہدۃ فیہ اصلا وهو انشاء کون حسابہ علیہ الصلوۃ والسلام احد (یعنی
آپ کے منصب رسالت کے ثنائی شان میں ہے کہ آپ ان افراد کے مابین امور کو دیکھیں اور طایر حال کے مطابق ان کے ساتھ
عاملہ کریں اور ان کے باطنی امور کو کفران کے حساب کو تلخیص و تخریج کے حوالے کریں۔ اور ان کا طایر حال ہے کہ وہ حج و شام اپنے رب کو
نکارتے ہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں واما عن حسابک علیہم من شیء کا اعطاف اپنے باطنی امور کو حسابک من حسابہم
من شیء پر ہے۔ پھر بادجوز یکہ پہلے جملہ سے بات مکمل ہو گئی تھی اس قطع کا اضافہ کیا گیا تاکہ اس امر کا بیان مبالغہ کے ساتھ ہو جائے کہ
لوگوں کے حساب کی اور اداری خصوص علیہ طریقہ و سلم پر نہیں ہے۔ اور اسے بھی دوسرے جملہ میں (من میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
حساب کی ذمہ داری کی گئی تو کون سے کی گئی) کی لڑی میں رد ہو جائے یعنی جیسے اس سے شہد ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تکبر والوں کو قیامت کے دن انسانوں کی صورت میں نکال دیا جائے گا ان کے جسم اسے چھوئے ہوں گے جیسے چوہا چھوئے ہوئی چیزیں ہیں یا ہر طرف سے آگ چھائی ہوگی۔ ان کو دوزخ کے ڈھل خانے کی طرف چلا دیا جائے گا جس کا نام بئس ہے۔ ان کے لوہے انگوٹھ کو جلاتے دلی آگ چھسی ہوگی۔ ان کو دوزخیوں کے جسم کا پھڑپھڑایا جائے گا۔ (متفقہ تصحیح ص ۲۳۳)

مال و دولت پر تمکنت کرنا اور اس کی وجہ سے تکبر کرنا دوسروں کو حقیر جاننا بہت بڑی حماقت ہے۔ والد اور والدہ انسان کا کوئی کمال نہیں۔ یہ انسان کے وجود سے علیحدہ و خالی چیز ہے۔ انسان کے اپنے ذاتی جوہر و خلاق ہیں جن میں قہر و تسلط بھی ہے ان سے انسان میں غنفلت آتی ہے۔ اگر مال و دولت مال اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے تو یہ بھی بلند اخلاق میں شمار ہوتا ہے۔ قیامت کے دن والد اور والدہ کوئی انسان کی غنفلت اور کمال کی چیز نہیں۔ اہل ایمان جو یہ بات ہے کہ والد اور صاحب اللہ اسی ذرا سمجھا جاتا ہے خواہ کافر اور ملحد اور ذہنی اور عالم اور فاسق و فاجر ہی ہو یہ دنیاویوں کی حماقت اور حماقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذرا ایک ایمان محبوب ہے ایمان والے محبوب ہیں مگر پی محبوب ہے اعمال صالحہ محبوب ہیں اس کے پاس انہیں چیزوں میں غنفلت حاصل ہوتی ہے اور غنفلت کی شان انہی بتوں کو حاصل ہے جن میں بخوشی ہے۔ دلائل انکسرت حکم جسدہ ظلو انکسرت حکم جو طریقہ صحابہؓ ان کی اللہ تعالیٰ نے قدر دانی فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کو اپنے پاس سے مت جلاؤ اور خود ان کے پاس جم کر بیٹھا رہا کرو۔ اور جن دنیاویوں کو غنفلت مسلمانی علیہ وسلم اپنے پاس بھرا کر تبلیغ کرنا چاہتے تھے ان کی شرعی طرف توجہ نہیں لرائی حالانکہ آپ کا جذبہ شفقت پر مبنی تھا کہ کسی طرح ایمان قبول کر لیں۔

غنی اور فقیر کا فرق آزمائش کے لئے ہے

محرر فرمایا کہ غنی و فقیر ہر شخص لیسوا انھو لقاہ من اللہ علیہم غنی (اور غنی سے اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے بعض کو بعض کے ذریعہ تاکہ وہ کہیں کیا یہ لوگ ہیں جن پر ہمیں چھوڑ کر اللہ نے امتحان فرمایا اس میں یہ بتایا کہ اس دنیا میں غنی اور فقیر کا جو فرق رکھا گیا ہے اور دوسری حیثیتوں میں جو امتیاز ہے اس میں حکمت ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا ہے جو غنی ہے جو غنی ہے فقیر کو حقیر سمجھتے ہیں۔

اس طرح دوسری طرح کی چھوٹی بڑی پائی پائی باتیں ہیں اس کی وجہ سے بڑے بڑے والے چھوٹوں کو نظر خدمات سے دیکھتے ہیں یہ ایک آزمائش ہے جن کو کوئی طرح کی برتری حاصل ہے اور جو بڑے غصہ و دے والے کا شکر ادا کرنے کے ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں اگر چھوٹے لوگ نہ ہوتے تو انھیں خدا کی نعمت دینے والے کی طرف حقیر سمجھتے اور اس کا شکر ادا کرتے۔ لیکن مال و دولت اور امتیاز اللہ کے بندوں میں دوسروں کو حقیر جاننے کا طریقہ اختیار کر لیتے ہیں اور اس طرح سے امتحان میں مل جاتے ہیں اگر سب ہی برابر ہوتے تو کوئی بھی کو حقیر نہ جانتا۔

جو لوگ مال و دولت اور اللہ ادا والے ہیں ان کے تکبر کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے کو برتری کا مستحق سمجھتے ہیں۔ فرجیوں اور مسکینوں کو بھی برتری ملنے کا بھی دل نہیں سمجھتے اور وہ کہتے ہیں کہ کیا یہ مہنگی جنس کے پاس ایک دولت کا کھانے کو انہیں اس لائق ہیں کہ ان کو دیا جائے مال جائے اور ہم دجانت سے محروم رہ جائیں۔ جس دین کو انہوں نے اختیار کیا ہے اگر یہ ہمارے دین سے بھتر ہوتا تو یہ لوگ اسے کیوں اختیار کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعویٰ گزارنے کا ایک طریق بتایا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص ایسے شخص کو دیکھے جو مال میں اور شکل و صورت میں اس سے بڑھ کر ہے اپنے سے پہلے دالے کو لگی دیکھ لے۔ (صحیح بخاری ج ۴ ص ۴۷)

یہاں یہ چیز دل میں اپنے سے پہلے کو دیکھو کہ عبرت حاصل ہو۔ یہ سمجھو آئے کہ اللہ نے ہمیں بڑا دانا لاکھوں غلو سے بھر دیا ہے اور بہت زیادہ دیا ہے اور یہ میں اپنے سے لاپرواہے کو دیکھو جو اپنے سے زیادہ بڑا ہے۔ جو لوگ اللہ کی یاد میں گھر رہتے ہیں ان کے بارہ ہونے بلکہ ان سے آگے نہ جانے کی عرض کرے۔

مساکین صالحین کی فضیلت..... آیت شریفہ میں ہم مسکینوں کی فضیلت بتائی ان کی تحریف میں فرمایا لَا تَقْنُوتُوا بِالْعَنَافِ فَإِنَّهُمْ يُؤْتُونَ وَحُفَظَةُ (کہ یہ لوگ معصوم و شامس اپنے رب کا پکارے ہیں اور اس کی رضا مندی کے طالب ہیں) جو غریب اس معنت سے متصف ہیں ان کو بلاشبہ ایمان اور اہل صالح کی وجہ سے یہ فضیلت حاصل ہے لیکن اہل ایمان کی وجہ سے غریب کی وجہ سے نہیں۔ ایمان اور اہل صالحوں اور غریب کی وجہ سے اس کا یہ فائدہ پہنچا جائے گا کہ مالداروں سے پہلے جنت میں پہنچ جائے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ عطاء و مبارک رہی کے پاس بیٹھ گیا (جن کے پاس مال نہ تھا اور کپڑوں کی اس قدر کمی تھی کہ ان میں سے بعض شخص کے ذریعہ آپ میں پردہ کرتے تھے) (یعنی اس ترتیب سے بیٹھتے تھے کہ ایک کی نظر دوسرے کی دامن و غیرہ نہ پڑے) ایک شخص ان میں سے قرآن مجید پڑھ رہا تھا وہ اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے آپ قریب میں تشریف لے کر گئے آپ کے تشریف لانے پر قرآن پڑھنے والا خاموش ہو گیا۔ آپ نے سلام کیا۔ پھر فرمایا تم کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا کہ ہم کان لگا کر اللہ کی کتاب کو سن رہے تھے آپ نے فرمایا

الْحَمْدُ لِلَّهِ جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أَمَرَ أَنْ يَصِلَ إِلَى نَفْسِي مَعَهُمْ

(کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے جن کے ساتھ مجھے ہم کے چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا میں یہ حاضرین نے حلقہ چلایا اور سب کے چہرے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اب ہمارے ان کے مسکینو! تم اس بات کی خوشخبری قبول کرو کہ تمہیں تجاست کے دن اور قیام (پورا اور امداد) کیا جائے گا تم مالداروں سے آگے رہو پہلے جنت میں داخل ہو گے اور یہاں وہاں پانچ سو سال کا ہو گا۔ (رواہ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۷۷)

پھر فرمایا وَأَذِجَاكَ لِثَ السَّالِفِينَ يُؤْتُونَكَ بِأَهْلِكَ مِنْكُمْ وَبِأَهْلِكَ مِنْكُمْ وَبِأَهْلِكَ مِنْكُمْ وَبِأَهْلِكَ مِنْكُمْ (اور سب آگیا آپ کے پاس وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیت پر آپ سلام بھیجیں ان کے پاس بھیجیں وَبِأَهْلِكَ مِنْكُمْ وَبِأَهْلِكَ مِنْكُمْ (کہ تم میں سے جس نے کوئی تمہارے سب نے اپنے کو اور رحمت کو لا کر تم پر دیا ہے)

ابن حضرت کا وہ چار تھا انہیں اپنے سے اور نہ کہ اس میں ان کی والدہ کی کا حکم فرمایا کہ آپ ان کے لئے سلامتی کی دعا کریں اور ان کو تاریں کہ تمہارا رب رحیم ہے اس نے اپنے کو رحمت کو لا کر دیا تمہارے ایمان اور اہل صالح کا اجر خدا کی بخشش ہو گا۔

پھر فرمایا أَنَّ مَنْ عَمِلَ بِحَسَنَةٍ مِنْكُمْ شَوْءًا أَوْ بِإِسْخَالَةٍ مِنْكُمْ شَوْءًا مِنْ أَعْدَائِهِمْ وَأَخْلَفَ فَالْتَمَعُوا وَأَجْتَمَعُوا (کہ تم میں سے جس نے کوئی گناہ کر لیا یا دانی کے ساتھ پھر اس کے بعد پڑھ کر لی اور اصلاح کر لی اور جنت دار رحیم ہے)

لفظ جہالت میں کا تو ہم ہم نے جہالت سے کیا اس سے ملے جہالت مراد نہیں۔ بلکہ جہالت مراد ہے۔ جان بوجھ کر گناہ کرنے والا بھی

اس میں داخل ہے کیونکہ جو بھی گناہ ہوتا ہے وہ مکمل جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کو گناہ جاننے والے گناہ کرنے والا اور اس کے مؤلف وہ شخص نہ سمجھتا بلکہ طرح کی جہالت یا دماغی اور حواسات سے۔

پھر فرما کہ تفسیر الانبیا والقصص میں وہاں اسی طرح ہم اپنی تفسیر بیان کرتے ہیں تاکہ
مخبرین کا راستہ واضح ہو جائے۔ صاحبِ راجع العالی فرماتے ہیں: والقصصین منبہلہن فعل ما فعل من التفصیل یعنی آیات
کے بیان کرنے کے بعد وہ انہیں من میں سے ایک سے بھی کہہ کر آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ خبر میں کا راستہ کیا ہے یعنی ان کا کیا انجام
ہوئے۔ (۱۱)۔

قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَمْ أَتَّبِعْ أَهْوَاءَكُمْ

آپ نے دیکھا ہے ایک عورت اس بات سے عاجز کیا کہ جس کی کئی عورتیں کہیں انھیں تم کو پہچان کر کہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے انھیں تھوڑی دیر میں کام نہ ختم ہوتا۔

قَدْ ضَلَّكَ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْهَادِينَ ﴿٥٠﴾ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَ

یہاں کوئی قومی نعرہ نہ تھا اور نہ جانے کون سے دلائل میں سے یہ ثابت ہوا کہ آپ فرما دیجئے کہ بے شک میں اپنے وہب کی طرف سے نکال رہا ہوں۔

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكَ آيَاتِهِ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّبُورِ ۝

موتم نے اسے چھوڑ دیا۔ میرے بیوی بچوں کی تم جلدی کرتے ہو۔ کسی کا حکم نہیں ہے جانے لے کے، اس کی کوئی فرما ہے اور وہ بعد کرنے سے نہیں

الفصلين ﴿قُلْ لَوْ أَنِّي عِنْدَ مَا تُسْتَعْجَلُونَ بِهِ لَفُضِيَ الْأَمْرُ إِلَيَّ وَيُنْكِرُ

پروٹو کالکولیشن کے لیے ایک خاص طریقہ کار ہے۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿٥٥﴾

— *Journal of the American Medical Association*

گمراہوں کا اتباع کرنے کی ممانعت

ان آیات میں چند امور مذکور ہیں اور رسالہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتوں کا اعلان کروایا ہے۔ اولاً تو یہ فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے فرمائیے کہ میں اللہ کے حکم کا پابند ہوں۔ میں معبودانِ بطلان کی عبادت نہیں کر سکتا جنہیں تم پرکارتے ہو مجھ سے یہ امید نہ رکھنا کہ میں کبھی تمہارے باطل کا ساتھ دوں اور تمہارا یہ خرافہ خوں کا جلا کر دوں۔ (۱) (۲) اللہ تعالیٰ سے میں یہاں کہوں تو تمہاری طرح میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا اور حجابات ہانے والوں میں سے نہ رہوں گا جو حق مضمون سے جس کا سہارا کافروں میں اعلان فرمایا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ احسان فرمادیں مجھے کہ میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں مجھے پھر یقین ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ رسول ہوں اور میں مس ہات کی خدمت سے رہا ہوں اور مجھے جہادوں کا واضح میرے دلوای کی چاہنی پر قائم ہیں۔ میں پر مجھے عمل یقین ہے کہ ہر کی طرح کا شک و شبہ نہیں۔ میں قرآنی باتوں کا کہیے ساتھ اس سے سکتا ہوں؟ مجھے اپنے دماغ کی صحت پر دلیل کے ساتھ یقین ہے اور میں اس کی تھک رہ کر رہے ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہو کہ اگر آپ سچے ہیں تو قسم پر کوئی خطاب کا رد نہ ہوا۔ اسے

انکار اور تکذیب کی وجہ سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آیا؟

عذاب بھیجنا اللہ کے اختیار میں ہے۔ میرے اختیار میں نہیں، نعم اللہ ہی کا ہے مگر یہ اور تشریح حکم کا صرف وہی مالک ہے۔ وہ عذاب بھیجے نہ بھیجے میرے اختیار میں، جو نہیں اور یہ خود کہ عذاب آجائے تب ہی آپ کے دوسرے کچھ مانگا جائے جہالت و اذیت کی بات ہے۔ حق و انصاف سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کو فرمایا۔ دلائل ہوتے ہوئے حق کو نہ مانگا اور عذاب آجائے ہی کو ثابت حق کا اور یہ کھتا یہ تمہاری اپنی بات ہے۔ اور تمہارا خیال غلط ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں کا پابند نہیں کرتی جو کہہ دو کہ جسے حق قبول کرے اور اس کے لئے واضح طور پر حق کا بیان ہو چکا کافی ہے (بَقْعُ الْفَلَقِ وَهُوَ خَيْرُ الْفَصْلِ ۝)

حال یہ لڑا کہ آپ سلطان فرمانے کہ جس چیز کی تم جہدی پاتے ہو یعنی عذاب لانے کی تو میرے پاس نہیں اور میرے پاس ہے اور میرے تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہے۔ یعنی عذاب آگیا ہے۔ اور اللہ ہی کے ہند قدرت میں ہے۔ تم واضح حق نہیں دہستے عذاب چاہتے ہو اور حکم کر رہے ہو حق قبول نہ کرنا علم ہے اور اللہ کا رسول کا پتہ ہے اور وہ یا جس عذاب نہیں بھیجتی تو یہ نہ کھایا کہ آخرت میں بھی عذاب نہیں۔

وَعِثْدَةُ مَفَاتِيحِ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ

اور اس کے پاس غیب کی کلیدیں ہیں۔ اس کو اس سے علم کوئی نہیں ہوتا، اور وہ جانتا ہے جو کچھ ظہری میں ہے اور قری میں ہے اور نہیں کرتا ہے

مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا خَبْرٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَظِيٍّ وَلَا يَاسِينَ إِلَّا فِي كِتَابٍ

کوئی چھ کر ۱۱ اس کو ہوتا ہے کوئی جانتا زمین کے اندر میں اور نہیں ہے کوئی چیز اور ظلمت کر ۱۱ کتاب

شَدِيدٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنَوِّسُكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَّحْتُمْ بِاللَّيْلِ ۚ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِۦ

سخت میں ہے۔ اور وہی ہے جو تمہیں قید میں لاتا ہے رات کو چاند ہے جو کچھ کرتے ہو اس میں اور ۱۱ تمہیں اس میں اٹھاتا ہے

لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

تاکہ پوری کرانی جائے مسماں ۱۱ پھر اس کی طرف میں اٹھاتا ہے اور ۱۱ تمہیں اس کو اس کی خبر سے کلام کر کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کتابیں ہیں، ہر وہ بحر میں جو کچھ ہے وہ سب اس کے علم میں ہے پہلی آیت میں اللہ جل شانہ کے علمی وسعت قدرے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ اعمال اور ہر علم انہی کو بہت ہی جگہ بیان فرمایا ہے اور وہو یسئل شہ عظیم ۱۱ کا مہم ہر چیز کے علم کو شامل ہے اس کا مہم ہر جہات و بعدات و امکانات و مصلحتات سب کے علم کو شامل ہے اور سورۃ النہاں میں فرمایا یَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْكِنُونَ وَمَا تَقْلُونَ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ اور سورۃ النہاں میں فرمایا وَمَا تَغْزِبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ فَضْلٍ فَإِنَّهُ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ اور سورۃ کہ میں فرمایا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ اور سورۃ النہاں میں فرمایا وَإِنَّ اللَّهَ فَلَا يُخَافُ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ یعنی اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اور اصل میں لڑا یقول لَا يَعْلَمُ عَنْهُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا تُشْفَرُونَ لَكِنْ يَتَعْلَمُونَ آیت

ہاں میں جان فرمایا کہ غیب کی تجویز صرف اللہ ہی کے پاس ہیں انہیں صرف وہی جانتا ہے۔ غشی اور سمندر میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے۔ بڑا دل حسرتی تعلق ان کی اداس اور انوسہ استغاثہ اور ان کے انرا ادا سے ان سب کا غم ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ کوئی پتہ کرتا ہے اسے اس کا بھی غم ہے اور زمین کی اندر صحر میں (زمین کے اندر ساتویں زمین کی سطحی تک) اور زمین کے اوپر جو کچھ کوئی چیز ہے تریا غشک وادہ چھان گئی ہو وہ سب کتاب میں ہیں یعنی لوح محفوظ میں موجود ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مطلب سے مراد وہ ہے بڑا کتا ہے اور یا اس سے مراد ہے جو انکا نہیں بعض علماء نے فرمایا کہ مطلب وہ یا اس سے قدام اجسام مراد ہیں اس لئے کہ ایسا ہی کی دوسری قسمیں ہیں یعنی رطب یا اس اور ایک قول یہ بھی ہے کہ رطب سے کی مشق ذقہ وادہ یا اس سے ہے جان چیز کی مراد ہیں

مفسرین کی ایک جماعت نے کتاب میں سے لوح محفوظ کو مراد لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم لازمی ہے اور ابدی ہے اسے جاننے والا رکھنے کے لئے کتاب کی ضرورت نہیں۔ لوح محفوظ میں کھینچنا ایک طاعت ہے کہ جو کچھ جو میں تار ہے فرشتوں کو اس کا علم ہوتا ہے کہ یہ سب معلومات الہیہ میں سے ہے اور ایک یہ حکمت بھی ہے کہ جو لوگ مکلف ہیں وہ یہ یقین کر لیں کہ وہ اسے اعمال میں سے کوئی چیز لکھا نہیں ہے جو دیکھتے سے ہو گی ہو۔ اس کتاب کو لوح محفوظ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آخر تک سے اور دنیا میں کے دہاں کچھنے سے محفوظ ہے کہ کوئی اسے بدل نہیں سکتا۔ (درعکالی ص ۵۷۷ ع)

مطلب صرف اللہ کے لئے تھی مخصوص ہے جو جس حقوق کو جتنا علم ملاحظہ ہے اسی قدر علم حاصل ہو جاتا ہے آیات کے ذریعہ جو ہم ہر دو علم غیب نہیں۔ بعض یہ علم توگہ جو یہ کہتے ہیں کہ باطنی آئے کا علم پہلے ہو جاتا ہے وادہ بار میں جو ہے اس کے نزدیک وادہ ہونے کا علم باور میں کہ وہ جانتا ہے اس لئے یہ بھی علم غیب ہوا ہے چاند بات ہے۔ باطنی کا جو یہ مکمل جانتا ہے وہ آیات کے ذریعہ ہوا کا رخ و کچھ کہہ چلائے ہیں اور وہ بھی حقیقی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کا علم ہمیشہ سے ہے اور آیات کے بغیر یہ جب آیات نہیں تھے جب بھی وہ سب کچھ جانتا تھا اسی طرح وادہ وہ یہ کہ آخر بات سے اور اس کے بغیر وہ کا معلوم ہو جانا یہ بھی علم غیب نہیں اللہ تعالیٰ کا علم کے لئے آیات کی ضرورت ہے اور نہ آخر بات کے اسے تو ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے معلوم ہے کہ ان کی تخلیق نسل ہوگی اور ان کی نسل میں کس کس مرادور کس کس صورت سے کون کون پیدا ہوگا۔

پھر فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ (اللہ ہی ہے جو جسے چاہتا ہے اے کو اس سے سوا نہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر کو طاری فرماتا ہے جو ایک کہندہ اس تخلیق کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا الْخَشْمُ الْخَشْمُ الْخَشْمُ (مکرمہ ص ۷۷) کہ خیر موت کا بھائی ہے۔ یہ سلا اور چوگا یا سب اللہ ہی کی قدرت اور مشیت سے ہے جو وہ وادہ وادہ ہونے کا سونہ بنو یعلزم فاخر خَتْمٌ بِالْأَوَّلِ اور وہ جانتا ہے جو میں تم اعمال کرتے ہو ہر چنگ عام طور پر بات تھی کو سونے میں اور دن میں کام کرتے ہیں اس لئے خیر کرات کی طرف اور کسب عمل کو ان کی طرف منسوب فرمایا وادہ جو لوگ دن کو سونے میں اور رات کو کام کرتے ہیں انکا بھی ہر عمل اللہ کی مشیت وادہ سے ہے اور سب کچھ اس کے علم میں ہے۔ سونہ اور چوگانہ انفرادی موت و حیات ہے اور وقوع قیامت و آخری موت ہے۔

اور اس کے بعد وادہ ہو جانے کا نام صفت وادہ ہے۔ وادہ کی زندگی گزردی ہے کچھ خواب ہے کچھ بیداری خواب کا دوسری موت ہے اور ہر شخص کو حقیقی موت بھی آتی ہے اس حیات وادہ کے لئے باری تعالیٰ شانہ کے علم میں ایک مدت مقرر ہے جب یہ مدت پوری ہو جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے پاس سات کے فرشتے اور ان کے کمرے آگے پیچھے آتے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ مصر کی نماز میں ان کا اجتماع ہو جائے ہے مگر وہ فرشتے جو سات کو تمہارے پاس رہے تھے اور پہنچے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ ان سے دریافت فرماتے ہیں حالانکہ وہ اپنے بندوں کو انہی طرح جانتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پھنسا دیا؟ جواب میں عرض کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو نارا چھتے ہوئے پھنسا دیا۔ جب یہاں کے پاس گئے تھے تو اس وقت بھی وہ نارا چھتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۰۲ ح ۱۰۲ بحوالہ مسلم)

پھر فرمایا حسیٰؑ اذا جاءَ اَخَذَ حُكْمَ الْمَنُوفِ نُوْفَةً وَنُسْلًا ؕ (یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کے پاس موت آجاتی ہے تو وہ اسے دیکھتے ہوئے کا صدمہ اٹھا لیتے ہیں) یعنی زندگی بھر جو فرشتے بندوں کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں وہ کار موقوفہ انجام دیتے رہتے ہیں مگر جب زندگی کی موت قائم ہو جاتی ہے اور مقررہ عمل آتی ہے تو وہ فرشتے روح قبض کر لیتے ہیں جس کا کام یہ مقرر ہے۔

حساب الروح العالی نے ص ۱۱۹ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ یہاں نو نسل سے ایک حرکت کے انہوں یعنی دو گارہ ہیں وَنَحْمُ لَا يَنْفَرُ حُزْنٌ ؕ (اور یہ فرشتے جو روح قبض کرنے پر مقرر ہیں، کچھ بھی کوئی نہیں کرتے) ثُمَّ زُلْزِلَ اَلْاَلَى اللّٰهُ مَوَاقِنُ الْحَقِّ ؕ (پھر وہاں اس کے جاتے ہیں اللہ کی طرف جہاں کا تحقیق اور اٹلی ایک ہے)

اَلَا لَہُ الْخُفْيُكُمْ وَهُوَ اَنْزَعُ الْخَافِیْنَ ؕ (خبردار اس کے لئے حکم سے عداوت قبیلے فرمائے گا، وہ حساب لینے والوں میں سب سے پہلے حساب لینے والا ہے) جن لوگوں کا حساب لیا جائے گا ان کے کلف بھول اور خف اٹال ہو گئے۔ کسی کا حساب بدل دی اور کسی کا دوسرے سے ختم ہو گا لیکن اگر اللہ تعالیٰ سب ہی کا حساب زیادتی میں فرما دیا جائے تو فرما سکتے ہیں لَعَلَّہُ لَا يَنْفَعُہُ حَسَبٌ عَنْ حَسَابٍ وَلَا شَانُ عَنْ شَانٍ۔

پھر فرمایا قُلْ مَنْ يُنْفِخُكُمْ مِنْ طَلْعَتِ الْفَجْرِ اِلَیْہِمْ ؕ (آپ فرمائیجئے کون ہے جو تم کو نہات دیتا ہے نکلنے اور سونہری تار کیوں میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ طلعت فجر وہ فجر ہے جس کا کوئی نیتیں اور شکاکت و حساب مراد ہیں۔ جب انسان نیتوں میں دھکا دے گا تو اسے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جو لوگ پیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں پکارتے ہیں اور لوگ انہی سمیت کے وقت سب کو پھنسا کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ فَلْيَحْزَنُوا لَعَلَّہُمْ يَرْجَعُوْنَ اَوْ يَخْفَعُوْنَ اَوْ يَنْفَعُوْنَ ؕ (اگر تم میں سے جالازی کے ساتھ پرشیدہ طور پر اللہ کی یاد کرتے ہو تو پھر اس کہتے ہو لَیْسَ اَتَحْطِیْضُ عَلَیْہِمْ لَیْحُوْنَ مِنْ الشَّاکِیْنَ ؕ) (اگر تم میں سے سمیت سے نہات دیتے ہو تو پھر وہ شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے) یعنی ہمیشہ شکر میں نگہ رہیں گے۔

قُلْ اللّٰهُ يَنْفِخُكُمْ مِّمَّا وَنَحْمُ حُلًیْ حُزْبٍ ؕ (اللہ تم میں سے نہات دیتا ہے کہ تم انہیں نذر نوحون) (پھر تم ترک کرنے لگتے ہو) سمیت میں خاص اللہ پکارتے ہو۔ اور شکر گزاری کے بعد کرتے ہو پھر جب اللہ تعالیٰ سمیت اور فرما دیا ہے سب ادھر سے بھول جاتے ہو اور ترک کرنے لگتے ہو۔

سورہ یاس میں فرمایا فَلَمَّا اَنْفَحْنٰہُمْ اِذَا هُمْ نَحْوُنَ فِی الْاَوَاضِ بِغَمٍّ اَلْحَقِّ ؕ (سو جب ان کو نہات دینے والی تو وہاں تک زمین میں واقع نہات کرنے لگتے ہیں) سورہ عنکبوت میں فرمایا:

لِاِذَا رَکَبُوا فِی الْفُلَاحِ اَللّٰهُ تَحْلِیْضُ لَہُ الْبَیِّنَ فَلَمَّا اَنْفَحْنٰہُمْ اِلَی الْوِیْلَ اِذَا هُمْ نَحْوُنَ ؕ لَیَحْزَنُوْا بِمَا اَنْفَحْنٰہُمْ وَلَیَسْتَحْزَنُوْا لِمَنْ نَحْوُنَ ؕ (پھر جب کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اور اسی کی عبادت کو خالص کر کے) پھر جب

انہیں دشمنی کی طرف نہایت دہشتا ہے تو اچانک شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ وہ لشکر کی کریں بھاری دی ہوئی نعمتوں کو اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں سو وہ مغرب جان لیں گے۔ یہ شرک انسان کا حرام ہے کہ مصیبت میں اللہ کی طرف اور آرام میں غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَكَ عَلَيْكُمْ عَبْدًا أَبًا مِنْ قَوْمِكُمْ أَوْ مِنْ نَحْبِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يُلَبِسَكُمْ

اُپ کر دے گا کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر خطاب بھیجے دے تمہارے ہی سے تمہارے پاس سے چاہے وہ غلام

شیعاً وَ يَذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ أَنْ تَرْجِعُوا عَلَىٰ الْأَيْدِ لَعَلَّهُمْ يَنْفَعُوهُمْ ۝

تم کو کھٹ بھائی کرے اور بھلا دے ایک کو دوسرے کی تپ دے تاکہ تمہارے کچھ غصے پہلوئیں سے آواز کو چاہی کرتے ہیں تاکہ وہ کچھ دیکھیں

وَكَذَبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ لَأَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝ لَكِنِّي نَبِيٌّ مُسْتَشَرٌّ ۚ وَ

اور آپ کی قوم نے اسے بھلا دیا تاکہ وہ حق ہے۔ آپ کو دیکھئے کہ میں تم پر دہشتہ دار کو مقرر نہیں کیا کہ۔ ہر ایک تم کا دہشتہ دار ہے

سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝

اور تمہارے تم جانو گے۔

اللہ اس پر قادر ہے کہ اوپر سے نیچے سے خطاب بھیج دے یا آپس میں جنگ کرادے انسانوں کو بھرا بر میں جو تکفیر بھیج جاتی ہیں اور میں مصائب میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کے دلیر کے لئے ہمارے غلام کے ساتھ ہے بدل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگتے ہیں۔ ہمارے مصیبت کی جاتی ہے تو ہماری دعا میں بھول جاتے ہیں یہ تو ان مصلحتوں کا حال ہے جن میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بے شمار محنتیں لگی ہیں جو پہنچتی ہی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ اوپر سے خطاب بھیج دے، پھر برسا کر ہلاک کر دے، بہت زیادہ آزمائش بھیج دے یا سخت عذاب کی آواز میں آجائیں اور اسے اس پر بھی قدرت ہے کہ بندوں پر بھیجے سے خطاب بھیج دے، خطاب آجائے اور میں میں جھٹ جائے یہ بھیجے سے خطاب آنے کی صورت میں ہیں اور پہلے دلوں میں جھٹیں جان کر ہادی جن سے خطاب آنے کا تصور ہو سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ہر چہ جیت سے خطاب بھیجے کی قدرت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ بھی منقول ہے اللھم اعطنی من ہن ہدی ومن عظمی ومن عیبی ومن شعلی ومن قوی ومن عفو ذلک بعضہمک ان الخذل من تعنی یعنی العصف۔

(اے اللہ! میری حماقت فرما میرے سامنے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میرے آپ کی عظمت سے اس کی پناہ دے کہ میں اس سے ہلاک کر دیا جاؤں)۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۱۰)

اس روایت میں ان الخذل من تعنی کی تفسیر نصف یعنی زمین میں وحشہ کے جانے سے کی ہے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔

سورۃ نکل میں فرمایا یَعْتَمِدُ مَنْ فِي الشَّعْبِ ۚ اِنْ يَعْصِفْ بِكُمْ اَلَا اَرْضُ فَاَوْفَا هِيَ لَتُؤْذِيَ اَمَّ اَمْلَیْمُ مَنْ فِي الشَّعْبِ ۚ اِنْ لَمْ یُؤْصِلْ عَلَیْکُمْ خَاصِبًا لَتَسْتَخْلِفُنَّوْا کَثِیْفَ ذَلِیْمٍ (کیا تم اس سے ڈر گئے جو آسمان میں ہے کہ تم پر بھیج دے پھر سامنے والی جہاد مقرر ہے تم

کو معصوم ہو جانے کا کیا ہے میرا (۱۰)

اُوں بلکہ کُتھم شیعوں نے یزیدی مصلحتاً بعض بعض (یا بلا) سے تم کو ارد گرد کر کے دیکھا ہے بعض بعض کی نفی کی ہے حاصل تو یہ ہے کہ مسلمان اگر کات نکسے اپنی تعمیر و آبادی کو اس طرح سے اس میں گتے ہیں:

اُوں یہ حطوکم فرقہ مستحقین علی اہواء نفسی کل فرقہ مسکوم مشابہ لالامام، و معنی حطوکم ان یسب القادل بیہم لیسخطوا او یسخطو اہل ملاحم القادل۔

یعنی انہوں نے اس فرقہ کے کفر کے مختلف فرقے بنا دیے ہیں کہ ان کا ایک ایک مختلف ہوں۔ یہ فرقہ اپنے اپنے ایشوا کے پیچھے چلتے ہوئے غلط کرنے کا مصطب یہ ہے کہ ان کے درمیان جنگ کھڑی ہو جائے اور کل مثال کے معنی کہ میں غلط ملط ہو جائیں اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ میں گتے ہو جائے۔

مصطب یہ ہے کہ انہوں کو اس پر قدرت ہے کہ تمہارے بہت سے فرقے بنا کر آج میں جنگ کر رہے ہیں اور بعض بعض کی قدرت و حقت اور دشمنی کا محاذ چھڑا رہے۔ یہ بھی ایک سزا ہے تو آسمان سے آتی ہے نہ زمین سے نکلتی ہے۔ انسانوں کے اپنے انکار اور قصورات اور مستحکامات کی بنا پر فرقے بن جاتے ہیں اور آج میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ خدا بہت بڑا عذاب ہے یہی آسمان پر لگی تار ہے اور اس راست پر بھی اس کے ظاہر سے ہوتے ہیں۔

حضرت زید بن اسلم (تابعی) نے بیان کیا کہ جب آیت بالا نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل حق جو ا بعدہ کی کھلا مضروب بعض حکم و کتاب بعض بالسوف (تم لوگ میرے بعد کفر سے ہوجاؤ گے جس کی وجہ سے ایک دوسرے کو کفر سے قتل کی کر گئے) حضرت منی (تابعی) نے فرمایا کہ عذاب نفسی ہوا کُتھم اُوں منی سخت اُوں کُتھم مشرکین کے لئے ہے۔ اُوں بلکہ کُتھم شیعوں نے یزیدی مصلحتاً بعض بعض مسلمانوں کے لئے ہے۔ (در سنن ابی داؤد ج ۳)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی مہاجر کی مسجد پر ٹھہرے۔ وہاں آپ نے ۱۱ رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے لمبی دعا کی اور اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا۔ مجھے ۱۱ چیزیں عطا فرمادیں اور ایک کی قبولیت سے منع فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت کو کلام سے پاک فرمادے قبول ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ میری امت کو فرقہ کر کے پاک نہ فرمادے میری یہ دعا قبول ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ آج میں اس کی لڑائی نہ ہوا اس بات کو کلام نہیں فرمایا۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۷)

بھی کہہ رکھیں یہاں آپ نے کچھ لوگ فرقہ ہو جائیں یا فرقہ سے کچھ لوگ جدا کیے ہو دوسری بات ہے فرقہ سے یہ فرق ہے کہ یہی امت کو پاک نہ ہوگی۔ اس کی وہ اللہ جل شانہ نے قبول فرمائی ہے۔ پھر فرمایا لنسطور کثیف نصرت الایمان لعلہم یفقیہون (۱۱) آپ کو کچھ نیچے ہم جیسے ایات کو مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ انہوں نے کیا کام کیا ہے کہ مختلف طریقوں سے تفصیل کے ساتھ ادا کی فرمائے تاکہ کھٹکے نہ ہو اور اگر کریں اور کھٹکے کا ارادہ کریں تو کھٹکیں۔

و کذاب بہ فیو خلقت و فیو خلقت (۱۲) آپ کی قوم نے اس کذاب کی عزت کی جا رکھ دی ہے) قل انکنت علی کُتھم ہو کتب کی جتنی اگر وہ ہیں کہیں کہ کذاب کہہ آئے گا تو آپ جواب دیں کہ میں تمہارا ہوں اور تمہارا کفر مقرر نہیں کیا گیا۔ کذاب کا ۱۱ میرے کس میں نہیں ہے اللہ جب چاہے گا لے گا۔

مجھے کی ضرورت ہوتی ہے اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: وَمَا عَلَيَّ الْفُلَيْنِ يَخْلُفُونَ مِنْ حَسْبِهِمْ فِرَاشُهُ وَتَلْكُنْ دَاخِرِي
لَعَلَّهُمْ يَخْلُفُونَ ۵ اور جو لوگ اپنا کمر کرتے ہیں ان پر ظالموں کے حساب میں ہر گاہ کی نہیں ہے لیکن نصیحت ہے کہ وہ اپنے نکلیں (اگر
 وہی اور بنیادی ضرورت سے ان کے پاس جانا ہو جائے تو جو لوگ ایمان میں مضبوط ہیں اور منکر کو منکر جانتے ہوئے اپنی ذات کو محفوظ رکھ
 سکتے ہوں ان پر ان ظالموں کے حساب یعنی باز پرس اور طعن کرنے کے گناہ کا کوئی اثر نہ ہوگا جو تسخیر و استیلا میں مشغول ہوں یہ لوگ ان
 کے پاس جائیں ان کا کھجوت کریں ممکن ہے کھجوت ان لوگوں کے حق میں کارگر ہو جائے اور ظلم اور جھٹیل اور عیب جوئی سے پرہیز کریں۔
 جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔

صاحب روح المعانی ص ۱۸۳ ج ۱ نے اچھا طرز سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ وَلَا تَقْنَطُوا مِنْ عِشْقِ اللَّهِ عَسَىٰ يُعْطِيَكَ اللَّهُ فَوْزًا
بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ ۵ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کہا کہ مشرکین جیسے قرآن کریم کا احترام کرنے لگیں اور ہمہ اہل وقت و پاس سے اطمینان کریں۔
 بقرا تم سب کو حرام میں نہیں چھو سکتے۔ اور یہ بات کا طوفان بھی نہیں کر سکتے (کیونکہ مشرکین کو اپنی حرکت سے باز آنے والے نہیں کس پر
 آیت وَمَا عَلَيَّ الْفُلَيْنِ يَخْلُفُونَ مِنْ حَسْبِهِمْ فِرَاشُهُ نازل ہوئی۔ جس میں یہ بتایا گیا کہ تم اپنے اعمال میں لگے ہوئے ہوں گی
 انھیں میں شریک نہیں ہوں تم پر ان کے اعمال کی ذمہ داری نہیں۔ اور جب اعتقاد ہو جائے تو ان کی نصیحت اور غیر غیرواسی سے غافل نہ
 ہونا۔ ممکن ہے نصیحت اثر کر جائے۔

لہذا صاحب اہل کو چھوڑ دیجئے جنہیں دنیاوی زندگی نے دھوکہ میں ڈالا۔ اگلے بعد فرمایا وَلَوْ أَنَّ الْفُلَيْنِ تَخْتَلِفَا
دِينَهُمَا لَعَنَّا وَتَخْلِفَا دِينَهُمَا کوئی آیت میں اس بات کا ذکر تھا کہ جو لوگ آیت کا احترام و استیلا کر رہے ہیں ان سے عرض کر دو کہ ان کے
 ساتھ نہ بنو۔

اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ ان سے اعراض کرنا کوئی بھلوس میں شرکت کرنے پر ہی محصور نہیں ہے۔ بلکہ مستقل یہ حکم دیا جاتا ہے کہ
 جن لوگوں نے اپنے دین کو (یعنی ترک کرنے سے) اس دین اسلام کو ترجیح کے لئے اللہ پاک نے عیباً ہے لہذا وہ عیب دایا ہے ان کو چھوڑے
 رکھیں اور بنیادی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ اسی کی لذتوں میں مشغول ہیں اور آخرت سے غافل ہیں لیکن اس امر میں ہر ترک
 تعلقات کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو پہنچانے کی جائے۔ اس قرآن کے ذریعہ ان کو پہنچا کر دے رہا۔ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کی جہ سے خطاب
 میں نہ جھکے اور ہر جاگ نہ ہو جائے۔

دنیا میں جو لوگ جانتے ہیں کہ وہ جس قول میں نہیں کرتے آخرت میں ان کیلئے اللہ کے سوا کوئی دوست و مددگار کرنے والا نہ ہوگا۔
 رسول کا کام تو دعوت دینا اور واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔ تاکہ اس کی دعوت کو قبول کر کے آخرت کی بکرا اور عذاب سے محفوظ ہو جائیں۔
 لیکن اگر کوئی شخص اس بات کو نہیں سمجھتا کہ وہ اس کی اپنی حالت ہے۔

میدانِ قیامت میں نہ کوئی مددگار ہوگا نہ کوئی مددگار کرنے والا ہوگا اور اس وقت جو لوگ عذاب کی مصیبت میں گرفتار ہوں گے وہ
 چاہیں گے کہ کچھ لے کر چھوڑ جائیں۔ مگر وہ اس بات سے ناواقف ہیں کہ بدلہ لینے کیلئے کچھ نہ ہوگا اور ہر غرض ہوگی اور ہر طرح کا غرض
 دے کر جان بچھڑاتا جائے کوئی غرض اور بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا جیسا کہ سورۃ کافہ میں فرمایا الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا ۱۰
الْأُولَىٰ خَيْرٌ مِنْهُمَا فِي مَقَامِ عَذَابِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۱ فَا تَقْبَلُ مِنْهُمْ ۱۲ وَاللَّهُمَّ عَذَابُ الْبَاقِينَ (اور وہی کی جگہ قرآن مجید
 میں اس مضمون کا اصرار کیا گیا ہے۔

یہ فرمایا: **لَوْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرًا كَثِيرًا** اگر یہ لوگوں میں ہوئے ایمان کی وجہ سے خطاب میں ہمیں نے اللہ عزوجل
 فضل حصہ (ان کے لئے) دیا ہے کہ پانی سے اور بہت نرم و نازک سورہ گھڑی میں فرمایا: **وَسُقُوا مَاءً حَلِيمًا** قطع انعام (پانی کو)
 نرم پانی پلاؤ جانے کا جو کلمہ نہ کر سکا کی باتوں (اور) وعدہات اللہ کما کملوا ایتمموا (اور ان کے لئے) اور ان کا
 خطاب ہو گا ان کے کلمہ کرنے کی وجہ سے)

فَمَنْ حَبِطَتِ الْمِلَّةُ فِي الْإِسْلَامِ آیات سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کو ایسی باتوں اور محفلوں میں جانا اور شریک ہونا ممنوع ہے جو ان اللہ تعالیٰ
 کی راہوں میں کسی عقیدہ یا کتاب اللہ کی راہ میں نہ لڑائی کی گئی اسلام کی عزت و شرف کی پائی اور ان کا دفاع ادا کیا جائے۔ جن لوگوں
 میں مصیبتیں آتی ہیں ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو اہل اسلامانیت میں ہیں اور دشمنان اسلام اپنی اسلام دشمنی میں
 ان میں اسلام کا دفاع ادا کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ کا تحفظ کرنے سے باز نہیں آتے۔ اس کے لئے ان کی مجلس منع کرتے
 ہیں ادا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی شریعت کی دولت دیتے ہیں۔

مسلمان جو حالت اور حالت سے ان میں شریعت ہو جاتے ہیں اور شرعی حکم کو ادا کر رہے ہیں اس میں بعض دشمنان اسلام اپنے
 طریقہ میں اور ان کی کتابیں شریعت کہتے ہیں جن میں اسلام اور قرآن کا دفاع ادا کیا جاتا ہے۔ کوئی اور چند مسئلوں کے سبب ہم ان کو
 رہتہ و حج کے عقوبت سے ان کو نہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اپنے انعامات میں شرکت ہوا ہے۔ سائل کا جواب حرام ہے۔ اپنے دین کا دفاع
 اپنے کانوں سے منع پانی انھوں سے دینے سے سائل کو حرج نہ ہے نہ فتنہ کی وجہ سے نہ ان کی شہرت سے کسی ایسے اجتماع میں شرکت
 کرنی جس میں اپنی اسلام دشمنی کی بھی چیز کا اجتماع ہو۔ یہ وہ تو ہم وہاں سے ہٹ کر رہتے ہیں اور اہل اسلام کے لئے اور اہل اسلام کے لئے
 اللہ تعالیٰ مع الغلام العالین پر عمل کریں۔

بعض اہل حق میں جو شخص مسلمان کی باتوں کا توڑ کر یا ضروری ہوتا ہے اور ان کو ضرورتاً جواب دینا ہوتا ہے یا کسی
 نیت سے وہاں پہنچنا نہ چاہیے وہ بھی ان کے لئے ان کا جواب دے سکے۔

حق کی سمیٹ سے کہ مسلمان اسلام کو نہ دیتے ہیں۔ میں میں سالہ یا ہوا کی حرم کی اُمریں حاصل کرنے میں لگا دیتے ہیں لیکن
 اسلام کے حق اور اہل اسلام سے اور قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے ناخوش ہوتے ہیں۔ اس لئے دشمن کے اعتراضوں کو پہنچتے
 پہنچتے ہیں ان کے جواب دینے سے باز ہوتے ہیں اور بعض قوانین کی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں میں اسلام
 کے بارے میں شک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اور جہالت کی وجہ سے ان میں حق کی گائیہ عالم ہوتا ہے کہ دشمنوں کے اعتراضات سننے دیتے
 ہیں اور ان کو ان پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔

ایسے لوگوں کے لئے بالکل انتظام اور سبیل حرام ہے۔ سبیل حرام ہے کہ اسلامیت کی اُمریں پہنچتے مشق حق کے پاس
 جاتے ہیں اور وہ ان کے سامنے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور اعتراضات کی کاسٹیج دیتے ہیں اور انہوں نے جو کچھ نہ جایا جاسکے
 مذاق جواب دے کر ان کی ہر ہر سوالیہ جواب میں آکر اپنی باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں جو دشمنان دین سے کچھ کر آئے۔ ان کی
 اور دشمنوں میں داخل ہونا بالکل حرام ہے۔

قُلْ أَتَدْعُونِ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَى أَعْقَابِنَا بَعْدَ

یہ کہہ کر کہ تم دعاؤں سے کہہ رہے ہو جو نہ ہمارے لئے نفع دے گی نہ ہمارے لئے ضرر پہنچے گی اور ہم اپنے قدموں پر واپس آجائیں گے۔

فرمان فرمادیں) وَلَنْ أَغْنُوا الصَّلَاةَ وَالزُّكُوفَ (اور یہ بھی محمدؐ کی دعا کا نام کرنا اور سب اللہ تعالیٰ سے تار کو غصہ اللہ تعالیٰ سے شکر روزی (اور یہی سب اللہ تعالیٰ سے شکر کی طرف تم کو پہنچانے کے لئے ہے) اور جس کی دعا کو میں حاضر ہوں گے اس وقت سب کے لیے ہو جائیں گے۔ یہاں کی عبارت کو کیسے چھوڑ دینا اور اس کی تفسیر سے کیسے مدد ملے گی۔

پھر فرمایا وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمُوتَ وَالْأَرْضَ مَا تَعْبُدُونَ (اور یہ تار اور سب اللہ تعالیٰ سے شکر کی طرف تم کو پہنچانے کے لئے ہے) اور جس کی دعا کو میں حاضر ہوں گے اس وقت سب کے لیے ہو جائیں گے۔ یہاں کی عبارت کو کیسے چھوڑ دینا اور اس کی تفسیر سے کیسے مدد ملے گی۔

فَوَلِّهِ لُحُلِي (اس کا رواج چاہئے ہے) وَلِلَّهِ يَوْمَ تَنْفَعُ لِي الصُّورُ (اور جس کی صورت میں یہ تصویر ہو جائے گی) اور جس کی صورت میں یہ تصویر ہو جائے گی۔ یہاں کی عبارت کو کیسے چھوڑ دینا اور اس کی تفسیر سے کیسے مدد ملے گی۔

وَإِذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبْنَاهُ الْأَوْثَرُ أَتَعْبُدُ أَصْنَامًا مِمَّا لِلَّهِ ۖ إِنِّي زُرْتُكُمْ فِي مَنَاسِكِي ۖ فَإِنِّي أَبْغُضُ الْمُشْرِكِينَ ۝

اور جب یہ کہتا ہے کہ اے میرا بیٹا! تو ان کو سجدہ کرتا ہے اور میں نے ان کو سجدہ کرنے سے منع کیا ہے۔

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ۝

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو سموت اور الارض کی مملکت دکھائی تاکہ وہ یقین کرے کہ وہ اللہ سے ہے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى الْكَوْكَبَ ۖ قَالَ هَذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ۝

پھر جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ دیکھا کہ وہ چمک رہا ہے اور اس نے کہا کہ یہ میرا رب ہے۔

فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ هَذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَيْسَ لَهُ يَهْدِي رَبِّي ۝

پھر جب چاند کو چمکنا دیکھا کہ وہ چمک رہا ہے اور اس نے کہا کہ یہ میرا رب ہے۔

لَا كُتُوبٌ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۝ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِعَةً قَالَ هَذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ۝

پھر جب سورج کو چمکنا دیکھا کہ وہ چمک رہا ہے اور اس نے کہا کہ یہ میرا رب ہے۔

فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يُقَوِّمُ إِنِّي بِرَبِّي ۖ إِنَّمَا تَشْرِكُونَ ۝ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ

پھر جب سورج کو چمکنا دیکھا کہ وہ چمک رہا ہے اور اس نے کہا کہ یہ میرا رب ہے۔

لِلدِّينِ فَطَرِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَحَاجَّجَد

نے انہیں اور انہیں کو چمکنا دیکھا کہ وہ چمک رہا ہے اور اس نے کہا کہ یہ میرا رب ہے۔

قَوْمُهُ - قَالَ اتَّخَذُوا آلِيَّ فِي الدِّينِ وَقَدْ هَدَيْنَا - وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے میرے گھرانے کو میرے دین میں شریک کر لیا ہے۔ مگر میں نے تم کو ہدایت دے دیا ہے۔ اور میں اسے جو تم نے میرے دین میں شریک کیا ہے، اس سے ڈرتا ہوں۔

يَهْدِي إِلَهُ أَنْ يُشَاءَ رَبِّي شَيْئًا - وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا - أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ وَكَيْفَ

ترجمہ: میرا خدا جس کو چاہے، وہی کر دے گا۔ میرے خدا کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ کیا تم نے یاد نہیں کیا؟

أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزَلْ بِهِ عَلَيْكُمْ

ترجمہ: میں اس سے ڈرتا ہوں جو تم نے میرے خدا کے ساتھ شریک کر لیا ہے۔ اور تم اس سے ڈرتے ہو کہ تم نے میرے خدا کے ساتھ شریک کر لیا ہے، جس پر کوئی دلیل نہیں آئی۔

سُلْطَانًا - فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا

ترجمہ: اس لیے کہ تم نے ان کو شریک کر لیا ہے۔ اور تم اس سے ڈرتے ہو کہ تم نے میرے خدا کے ساتھ شریک کر لیا ہے، جس پر کوئی دلیل نہیں آئی۔

إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُتَعَذَّرُونَ ۝

ترجمہ: ان کے لیے جو ظلم کر رہے ہیں، ان کے لیے ہی امن ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو معذور قرار دیتے ہیں۔

چاند سورج اور ستاروں کی پرستش کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کا نام انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے باپ ہیں ان کی قوم بابل کے

آس پاس رہتی تھی جو آج کل عراق کا ایک شہر ہے اس وقت وہاں کا بادشاہ نمرود نامی ایک فحش تھا وہ خدا کی راہوں پر تھا۔ ساری قوم بت پرست تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد جس کا نام آذر تھا وہ بھی بت پرست تھا اور ساری دنیا کفر و شرک میں مبتلا تھی۔ اپنے ساتھ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی بیوی آمنہ بھی تھیں۔ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام اسماعیل تھا۔ ان کے باپ اور قوم کو دعوت دی اور اس بارے

میں انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ نمرود سے آپ کا مناظرہ ہوا (یعنی کا ذکر سورہ بقرہ کی آیت الصّٰمِ عَلٰی الْكُفٰی حَاجَاجٌ لِّمَنْ يَعْنِي فِی

دینہ میں ذکر ہے کہ بابل کی قوم کو انہوں نے طرح طرح سے گھمایا اور قائل کیا کہ ان قوم نے ایک مذہب ناموسیت پرستی پر چھوڑ دیا۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو ان میں سے اہل دین و ایمان کا واقعہ سورہ انبیاء (کو ۵۱) میں اور سورہ صافات (کو ۶۳) میں مذکور ہے۔

اس کے والد سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خطاب فرمایا یہاں اس کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

تَعٰلٰہُمْ اٰمٰنًا اِلٰہًا ؕ (کیا تو جن کو معبود مانتا ہے) اُنہی آرائش و فرمائش ہیں صلیٰ علیہ وسلم (میں تجھے اور میری قوم کو کبھی کبھی میں

دیکھتا ہوں اس پر کہ میں ہے بے عقلان لا یبہتہا بسم تعٰلٰہ صلا تسمع ولا یفہم ولا یفہی عٰلٰہ شینا ؕ) (نیکو ابراہیم

الطہ نے کہا ہے میرے باپ تم کیوں ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ تو اور نہ کچھ اور جس کو نہ کوئی لکھتا ہے۔

اپنے باپ کو برا سمجھ کر ان کی دعوت دی اور بتایا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو اور یہ بھی فرمایا تم میں دین پر ہوس پر قائم رہنے سے انہ

پاک کی طرف سے مذہب پیچھا کرنا ہے گا۔ ان کے باپ نے ساری سنی ان ہی کردی اور کوئی بات نہ مانی اور سنی کے ساتھ جواب دیا کہ

لَئِنْ لَمْ تَنْصَحُوا لَأَنْ يَخْلَعُوا مِنْكُمْ (آمر پڑنا ہے) تو تجھے ضرور یا ضرور غلبہ آئے گا۔ جتنی چاہو کہ بلا کے آؤ گے یا
اور تو مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مختلف مقامات سے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اس کے قابل میں ستاروں میں سے بھی صاحب
فرمانیہ حارس اور کثیر و شفیق الیاد اور انبیاء میں مہمان اس آئینے میں کہ دمشق اور اس کے آس پاس کے لوگ کو آپ سید
(سات ستاروں) کی عبادت کیا کرتے تھے۔ دمشق کے سات دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک ایک ستارہ لگا ہوا تھا۔ ان کی
عبادت کرتے تھے اور وہاں نیلے کاتے تھے اور بیعت اور ذرائع چڑھاتے تھے (آپ سید سے شمس قریم، عطارد و مریخ و شمس کی
اور زہرہ و زحل)

ایہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے اپنے عاصی سے ہجرت کرنے کے بعد دمشق کے آس پاس کبھی پیش آیا
واقعہ ہے کہ ان کو ایک چنگوڑا، نہ ٹھکرا یا۔ صاحب دارالطباعی نے اس ۱۹۸ھ میں حضرت ابن عباسؓ سے اس کے بارے میں پوچھا تو
اور حضرت قتادہؓ کی طرف میں منسوب کیا ہے کہ یہ ستارہ زہرہ تھا۔ یہ حال جو کبھی ستارہ کو خوب چنگوڑا اور شفیق تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ
السلام نے اسے دیکھ لیا تو اس وقت جو ستارہ میں موجود تھے ان سے اہل لڑخیں بکثرت ایک ایک اس پر اپنے منہ سے اس طرح کہ
یہ میرا آپ ہے تو خود سید تھے اور انکو آپ کے پاس تھے لیکن ان کو ان میں کانٹا کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا۔ وہ ستارہ چنگوڑا
چھپ گیا تو آپ نے فرمایا کہ چھپ جانے والوں کو خوب ہونے والوں سے میں محبت نہیں کرتا۔ جو چھپ گیا وہ کہاں اس قابل ہو سکتا
ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

انکی اصل بات نہ تھی حقیقت کی طرف اشارہ فرما دیا اس کے بعد یہ لفظ آ کر پڑا بہت ستاروں کے بڑا اور خوب زہرہ و شفیق
تھا۔ اس کو دیکھ کر ہی پہلے انداز کے مطابق یہ ہے کہ یہ میرا آپ ہے۔ یہ وہی خوب ہے تو اس مرتبہ فرمایا کہ اگر میرا آپ ہے تو مجھے
بجائے شامی ہوئی تو میں گمراہوں میں سے ہو جاتا۔ جب ستارہ خوب ہوا تو فرمایا کہ میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔
یعنی جو آپ ہوئے اور انکی طرح پر ایک حال پر باقی ستارہ کے ساتھ ساتھ میں نہیں ان سب کو آپ کو آپ دیکھ کر کہ گمراہوں کو دعوت
دینے کا طریق طریقہ ہے اس میں ان کو ان پر قریش بھی کہ تم غیب ہو جسے اپنے اور پر اختیار نہیں اس کو مہر دینا ہے کہ ہو۔ چنگوڑا کی مرتبہ
ستارہ کو خوب ہونے پر لوگ کسی دور میں داخل ہو چکے تھے اس لئے چاند خوب ہو جانے پر بات کا بدل بدل دیا۔

اس مرتبہ لَا أَجِبُ الْكَافِرِينَ نہیں فرمایا بلکہ میں فرمایا لَئِنْ لَمْ يَنْصَحُوا رَأَيْتُمْ لَوِ يَنْصَحُوا فَمَا لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ اس میں بھی بات کو
اپنے آپ کے اور فرمایا میرا آپ مجھے بجائے شامی تو میں گمراہوں میں سے ہوں اس میں اشارہ دیا کہ یہ فرمان کو تم لوگ ستاروں کی ہی
سے کرو اور میرا آپ سورج تھا وہ اپنی چنگوڑا شفیق سے چاند سے بڑا کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہہ کر کہ میرا
آپ ہے یہ پہلے انہوں چنگوڑا ستاروں سے بڑا ہے۔ چنگوڑا حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہی دیا میں دیتے تھے اور ذرا وقت آپ کو
دیکھتے تھے اور ان میں معبود تھا کہ قرآب سے بڑا اور کوئی ستارہ چاند و زہرہ کی طرح ایک ایک کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اس کے بعد کوئی
بڑا ستارہ صبح ہوئے اور ان میں سے لہذا انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ خدا کا بھی کہہ دیا۔ چنگوڑا بھی کہہ دیا کہ ہم ہونے والی تھی
اور تیسری مرتبہ ستارہ پرستوں کو کانٹا کرنے کا موقع تھا اس لئے سورج کے غروب ہونے کا انتظار فرمایا جب سورج غروب ہو گیا تو بہت
زوردار طریقہ پر لڑا دیا۔

بالقوام انہی موعیۃً لکھا قصہ ٹھکان ۵ (اس موعی کی قوم جن میں کلمہ شریک نکالتے ہو میں ان چیزوں سے بری ہوں جو انہوں نے)
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت یوحنا کو بتایا کہ جن چیزوں کو تم مہجور مانتے ہو ان کو تم نے حقیقی معنیوں کی وضاحت میں شریک کر رکھا
ہے۔ تمہارا طریقہ شکوکہ میں چیزوں کو قلعہ بنانا ہے۔ یہاں خداوند لاشریک کی تلقین نہیں کی شہادت اور امداد سے انکار ہوا ہے اور
خمس کی شہادت اور امداد سے چاہتے ہو کہ میں نکلے اور چھپتے رہے۔

یہاں بھی بتایا کہ میں شرک سے بری ہوں میں تم کو بتاؤں گا کہ جو تم بھی شرک سے ڈرا ہو یا نہ چاہے یہ کلمہ حقیقی میں خدا کے
خدا کی وجہ سے خداوندیت کے خلاف ہے اس بات کی طرف لسنن لکھو یہاں سنن لکھو اس من القوام الضالین ۵
آخر میں اشارہ اور پتہ بتاتے ہیں اور اشارہ دیتے ہیں کہ جو شرع کا راستہ اختیار فرما اور اس طرح فرما کہ سنن و خبیث و خبیث لفظی غلط
الفسقوت والازھم حیلہ و احاطہ من القصور کھن ۵ میں نے اپنا دل بھرا دیا اس ذات پاک کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو
پیدا فرمایا۔ میں چاہوں گا کہ اس کی طرف توجہ نہیں ہوں میں ان سے تہمیز کرتے ہوں اور شرک کرنے والوں کو نہیں ہوں۔

قوم کی حیثیت پانی کا جواب یہاں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تہمیز کی سہولت کو دیکھ کر کہ ان کو بتایا کہ جس
کے قبضہ قدرت میں ان کو ملے گا وہ ان کا تصرف ہے جس کے علم سے یہ ظلم اور غریب ہوتے ہیں صرف وہی مہدات اور پست
کے دیکھتے ہیں۔ اس کی بھی تلقین کی مہدات کو یہ حقائق ممالک کے ساتھ شرک کرنا ہے جو عقلی طور پر بھی بہترین چیز ہے اور اس بارے میں
مصدق ہونے اور شرک سے بیزاری ہونے کا ظاہر فرما دیا۔ آپ بھی ان کی قوم نے بہت برائی باری کر لی۔ وہ کہتے تھے کہ تم یہ کہتے ہو یہ
چیزیں مہدات کے آگے نہیں۔ ہم تو اپنے آپ وہاں کو ان کی مہدات کرتے دیکھتے آئے ہیں تم ہم سے جدا رہنا چھوڑنا چاہتے
ہو اور ان کو تم کو بھی بدینہ میں آنا چاہتے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا فصاحتاً نحو فی اھل و قلعہ ھدن (کیا تم مجھ سے اٹھ کے رہو۔ میں گھڑتے ہو
اور انھوں نے مجھے جاہلیت دلی کا لب مجھے جاہلیت ملی تھی جس کو میں اپنی بصیرت سے جاہلیت سمجھتا ہوں تو اب یہو اشقی کہ ایسے چھوڑوں
اسی نے مجھے جاہلیت دلی اور اسی سے میں ہر طرح کی غمراہی سمجھ رہا ہوں۔

اب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے معبودوں سے ڈرایا اور کہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واضح طور
پر فرمایا کہ ولا اصحاب ما نشر ٹھکان بہ (کو جن چیزوں سے مجھے ڈارتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا اور میری خواہش یہاں نہیں ہے حضرت
کے مالک نہیں۔ حریف فرمایا الا ان یستأر و سنن شہنا۔ تمہارا ہے یہ معبود وہی بطل کہ جو خدا اور انسان ٹھیکہ پہنچا دے گا میرا رب اگر
چاہے اپنے رب کے لیے کوئی نقصان و تکلیف بھی ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز کو سمجھا ہے۔ اور اھل تشد ٹھکان ۵ (کیا تم مجھ سے حاصل
نہیں کرتے اور میں سے ملتا ہوں یا نہ ملتا ہوں کے بعد کہ تمہارے معبودان بطل پہنچا دی گئی اور ضرر نہیں پہنچا سکتے شرک پر
اڑے ہوئے ہوتا رہا یہ مجھ سے ملتا چاہتا ہے اور مجھ سے ملنے کی کئی چاہتے۔

فان صاحب الروح ۴۰۵ عہی نعر ھون بعد ما و ضحۃ لکم عن النامل فی ان الھدکم بمعزل عن القفۃ
علیٰ شئ من النفع او الضرر فلا تشد کروں تمھارا غیر فائدہ علیٰ ضرر ہی۔ (صاحب روح ان معنی فرماتے ہیں کیا تم میرے
اشیا کر دینے کے بعد جس اس بات پر غور کرنے سے باز آگئے ہو کہ تمہارے معبود کی قسم کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو جس نے کی حالت نہیں سمجھتے
کیا اب بھی تم نہیں سمجھتے کہ وہ مجھے نقصان دینے پر قادر نہیں۔

ہے ہم اس کو دشمن اور سزا دہندگان کی تعمیر میں جان کریں گے۔ پھر حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا آپ لوط بن ہارون بن قازر بن حضرت لوط علیہ السلام حضرت یونس علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے تھے یہ انہی علیہ السلام کی رحمت پر انہیں نے بھی ایک کلمہ لکھا کہ ان کے ساتھ اپنے وطن سے ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نبوت سے سرفراز فرمایا اور چند امتوں کی طرف مبعوث فرمایا جن کا تذکرہ سورۃ اعراف (۱۷) میں اور سورۃ شعراء (۱۲) میں فرمایا ہے تفصیل جاننے کے لیے سورۃ اعراف کا مطالعہ فرمائیں۔

پھر فرمایا وَكَلَّا فَعَلُوا عَلَى الْفُلَيْنِ اور ہم نے ان سب کو جہازوں پر فضیلت دی۔ چونکہ نام انہیں فَعَلُوا سب سے افضل ہیں اس لئے مفسرین لکھتے ہیں علی عالمی عصر ہم یعنی اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں پر ان کا فضیلت دی۔

صاحب دین العالی لکھتے ہیں کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام فرشتوں سے افضل ہیں۔

پھر فرمایا وَمِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَكَوْنَتِهِمْ وَاصْوٰهُمْ یعنی ان میں حضرت کذا کرہوں کے آباؤ اور ان کی ذریعہ اور ان کے بھائیوں میں سے بھی بہت سوں کو ہدایت دی۔ یعنی اس صورت میں ہے جبکہ ہدایت عذراۃ مائے ہائے اور فضیلت سے بھی متعلق ہو سکتا ہے جس کا معنی یہ ہوگا کہ ان حضرات کے آباؤ اور زیارت اور انہوں میں سے بھی بہت سوں کا فضیلت دی۔

فان صاحب الروح ومن ابتدایہ والمفعول محذوف ای وھدیہا من ابداء ہم وابناء ہم واصوہم جماعات کثیرہ او معطوف علی کلا فضلا ومن تعصبہ ہی فضلا بعض ابداء ہم الخ۔ (صاحب روح العالی فرماتے ہیں اور میں ابتدائی ہے اور مفعول محذوف ہے یعنی ہم نے ان اباؤ اور اولاد ان کے بیٹوں اور ان کے بھائیوں میں سے بہت سی جماعتوں کو ہدایت دی اور مختلف کلا فضلا پر ہے اور من تعصبہ ہے یعنی ان کے بعض اباؤ)۔

پھر فرمایا وَاَخْبَتْنٰهُمْ وَهَدٰیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ (اور ہم نے ان کو گمراہ کیا اور ان کو ہدایت دی کہ اس میں مضمون سابق کی تقریر اور تاکید ہے۔ پھر فرمایا ذٰلِکَ هَدٰی اللہ یُھْدِیْہُ مِنْ شَآءٍ مِنْ جَنَابِہِ یہ صراط مستقیم کی ہدایت اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کی ہدایت فرمادے اس میں یہ بتایا کہ ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے کسی کو گھمنا نہیں ہونا چاہئے کہ میں صاحب ہدایت ہوں۔ حضرات انبیاء ہوں یا اولیاء سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں سب کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور صراط مستقیم پر پائی رکھا۔

پھر فرمایا وَلَوْ اَنَّ فِرْعٰوْنَ رَآءَ الْخَطْبَ عَنِیْمَہٗ مَا کَانَ مِنَ الْقٰتِلِیْنَ (اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو جہل میں کرتے تھے وہ سب ثواب کے اعتبار سے باطل ہو جاتے) کیونکہ شرک اور کفر تمام اعمال کا باطل کردہ ہے۔ حضرات انبیاء و کرام علیہم السلام سے شرک اور کفر کا معذور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان سے گناہ بھی سزاؤں میں ہوتے کیونکہ معصوم ہیں، بطور فرض یہ بات فرمائی کہ اس سے دوسرا ملحق کیا کہ جب انبیاء و کرام علیہم السلام کا یہ حال ہے تو دوسرا کوئی شخص جو شرک ہوگا اس کے اعمال صالحہ (جو بظاہر دیکھنے میں اعمال صالحہ ہیں) کا ثواب کیسے مل سکتا ہے کہ اگر وہ شرک کے اعمال باطل ہیں اور اگر کسی نے اسلام کے زمانہ میں اعمال کئے اور پھر مرتد ہو گیا تھا تو اس کے اعمال بھی باطل ہیں۔

پھر فرمایا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتٰیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَہٗ وَالْزُکْرَہٗ (یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب دی اور حکم و زکریٰ) اس میں جو الفاظ الکتاب ہے اس سے جس مراد ہے جس جس کی کو کتاب ملی موم جس میں اس سب کا ذکر تھا اور السحکم بظاہر اس

یہ لوگ وہ سب کچھ کریں گے (حفظ النمل ۱۰۰) مقررہ نسل (۳۰) آپ کی اس پیشین گوئی کا مظاہرہ ہو جا رہا ہے مسلمان بنی اسرائیل کے طور طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں اور بہت سے وہ لوگ جو مذہب کی طرف متوجہ ہیں وہ بھی مری کی گودیوں میں گھسے ہوئے ہیں ان کا وہی کسب و کار ہے جو بنی اسرائیل کے لوگوں کا تھا۔ خود ہدایت سے دور، اجتماع سنت سے بعد۔ مریدوں کو کیا ہدایت دی، محض جلد زکے لیے گدیوں میں لائے بیٹھے ہیں اور قبروں کے چہرے بنے ہوئے ہیں۔

جو دنیا کے طلب گاروں میں دل کا حال ہے، وہی جو نے دعویٰ ان تم کا طریقہ ہے جنہیں جہاد مال کی طلب ہے۔ ایسے لوگ جانتے ہو جیسے ہوئے کج مسلمانانے سے کراہ کر رہے ہیں تاکہ عام سے نہ نکٹ جائیں۔ اہل حق سے متاثرہ کرنے کے لئے چہرے ہیں جو اپنے باطل دعوے کا باطل سمجھتے ہوئے جنت بازی کرتے رہتے ہیں اور قرآن وحدیث سے اپنے مطلب کے موافق تفسیر کرتے استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے ایک دہلی غم نے آنحضرت سرور عالمؐ کی نصیحت جنت کرنے کے لیے صرف جمع میں کہہ دیا کہ قرآن مجید میں قرآن مجید والا اللہ نہیں ہے۔

اس پر ایک حافظہ صاحب اللہ کریمؐ نے فرمایا: سچے کہنے کا کہہ دیا اور جہاد باطنی حافظہ صاحب موصوف نے کہا کہ میں اس لئے جہاد ہوں کہ قرآن مجید جہاد باطنی کی ہے کہ قرآن مجید میں لا الہ الا اللہ نہیں ہے حالانکہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

مقرر کہنے کا کہہ قرآن میں لا الہ الا اللہ کہاں ہے؟ حافظہ صاحب نے کہا قرآن مجید لا الہ الا اللہ میں نکال کر بتاؤں۔ قرآن مجید لایا گیا۔ حافظہ صاحب نے نکال کر کہہ دیا (سورۃ فاتحہ سورۃ ۱) اور سورۃ محمد کو کون میں لا الہ الا اللہ موجود ہے) جب قرآن مجید میں نکال کر کہہ دیا تو مقرر کہنے کا کہہ یہ باتیں کا قرآن ہے۔ ان لوگوں نے اپنے پاس سے کھدے ہوئے۔

اپنی بات کی بجائے اسکی جہاد کرنا بالکل اس طرح کی سب باکی ہے جیسے مالک بن صیف یہودی نے نفاذیات کی جہاد سے ہوں کہہ دیا کہ اللہ نے کبھی بھی جہاد نہیں فرمایا۔

مداخل میں تو یہ بات بہت ہی زیادہ روانہ پذیر ہے کہ خود سے جو اپنا دین تراش لیا ہے اس کے مقابلے میں احادیث شریفہ کی تحریکات کو تو کیا مانتے۔ قرآن مجید کے صریح احادیث کے منکر ہیں۔ اپنی بات رکھنے کے لیے قرآن کی تفسیر کے قائل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے سورۃ توبہ میں سامعین مبارکین اور ان کے قریبین یا احسان کے لیے جو وحی اللہ علیہم و آلہم و سلمہ کا اعلان فرمایا۔ یہ لوگ اس سے انہی نہیں اور یہ جہاد انصاف کا کر کہتے ہیں جب ان کے سامنے قرآن مجید کی آیات قرآنی کی جاتی ہیں جن میں حضرات علیہ السلام رضی اللہ عنہم کی دعوت و دعائیں ہیں کہ قرآن مجید میں تفسیر ہوئی ہے بلکہ اس سے آگے نہ جا کر ان کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے یاد ہو کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی پوز تھا کہ یہ لوگ بعد میں کا فر ہو جائیں گے۔ (امیر اہل)

کسی دعویٰ اور بہت جری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جہاد کی نسبت کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن اپنی خود راہنمائی سے کھلا کہتے ہیں کہ تیار نہیں۔ جیسے بھی کر رہا کرتے گذرے ہیں یا اب موجود ہیں سب کا سب کا حال ہے۔

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ

یہ کتاب ہے ہم نے قرآن کی ہے جہاد رکھتے ہیں اس سے کھلا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جہاد کرنے والے ہیں۔ اور یہاں کہہ دیا کہ اس کے آگے نہ جاؤ۔

حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۱۰﴾

کو لائیں، اور یہ لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں اس کے لیے جہاد کرتے ہیں اور وہ اپنے نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

قرآن مجید مبارک کتاب ہے ساجدہ کتب کی تصدیق کرتی ہے

یہود نے یہ کہہ کر کہ حق تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا اس سے قرآن مجید کا انکار بھی لازم کیا۔ لہذا قرآن مجید کے نازل فرمانے کا قصصہ یہ مذکور فرمایا۔ اور قرآن مجید کی وصفات بیان فرمائی گئیں۔ اہل یکہ مبارک ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ان کی دوسری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔

صاحب روح المعانی ص ۴۲۱ ج ۱ مبارک کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **مختصر طائفة من النفع لا شفاء علی مصلح المداین و علوم الاولین والاخرین** یعنی یہ کتاب بہت زیادہ نفع کا وہ مال ہے اس لئے کہ اس میں دونوں جہاں کے مصلح ہیں اور اولین اور آخرین کے علوم ہیں۔

قرآن مجید کی صفت یہ بیان کی کہ اس سے پہلے جو ان کی کتابیں ہیں ان سب کی تصدیق کرتے ہیں۔ وہاں ہے اس میں یہودیوں کو سمجھ ہے کہ اس کتاب سے مختلف زبانوں جو کتاب تہجد ہے اس سے یہ کتاب اس کے معارض نہیں ہے بلکہ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ تو دوسری شریف پر بھی ایسا لکھا کہ اس کتاب پر لکھا: **بقرمانا و لنستلزم القرمی ومن حوّلها اورنا کآپ**۔ اس میں ہم انقرنی کے رچنے والوں کو اور جو اس کے آس پاس کے کہنے والے ہیں۔ ہم انقرنی کے منظر کا ایک نام ہے۔ نازل قرآن کے زمانہ میں چنگا آس پاس کی ہستیوں میں یہ بڑی ہستی تھی اور اپنی ضرورتوں کے لئے لوگ یہاں آتے جاتے تھے۔ اس لئے اس کو ہم انقرنی (ہستیوں کی ماں) کے نام سے تفسیر کیا جاتا تھا۔ اس میں قرآن مجید کا مقصد نازل بیان فرمایا اور یہ کہ اس کے ذریعہ اہل مکہ اور اس کی آس پاس کی ہستیوں کو حق کی دعوت دی جائے اور ان کے حق سے ڈرایا جائے۔

لقد ضمن حوّلها کا مصداق مکہ مکرمہ کے آس پاس کی ہستیاں ہیں۔ اور بعض حضرات نے پوری دنیا مراد لی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنات اور انسانوں کے لیے ہے۔ اسی لیے دوسری جگہ قرآن مجید میں فرمایا: **وَلَوْ جِئْتُمُوسَىٰ لَوَلَّىٰ سَعْيًا فَبِإِذْنِ اللَّهِ لَخَرَجَ مَعَكُمْ وَهُدًى**۔ اور ان کا ثمر یہ لوگ آخرت پر ایمان لاتے ہیں انہیں آخرت کی نعمت کا ثمر ہے اور وہ اس کے خطاب کا دار ہے۔ اس لئے ان کا ثمر آخرت میں قرآن پر ایمان لانے پر آمادہ کرتا ہے۔ اور یہ لوگ ایمان لا کر نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ کیونکہ نماز میں بار بار ایمانی کلمات پر عمل کا مظاہرہ ہوتا ہے اور نماز ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے اور دین کا ستون ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اپنے پروردگار کے کبریٰ طرف میں کفر کرے اور کہے کہ میری طرف میں وحی آئی۔ اور اس سے زیادہ

ظالم کون ہو گا جو کہیں میں یہاں کہیں نازل کرے گا جیسا اللہ نے نازل کیا اور اگر وہ اس حکم کو سمجھے کہ اللہ عالم ربوبیت کی صفات

النُّبُوتِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ بَاسْطُوْا اَيْدِيَهُمْ اَخِيْرُوْا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْلِ بِمَا كُنْتُمْ

میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ تم کو اپنی ہاتھ آج تم کو عذاب دالے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس میں سے کہ تم اپنے

يَوْمَ تَخْرُجُونَ مِنَ الْمَدِينِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ حَقٍّ وَ كُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۰﴾ اور اتر آؤ گے اس موقع پر جب کہ ظلم موت کی جہنم میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کھڑے ہوں گے کہ ان لوگوں اپنی جانوں کو۔ آئی تم اس کے بدلہ امت کا عذاب پہنچائے گا کہ تم اللہ کے امداد و ہدایت لگاتے تھے جو حق تھی اور تم اس کی آیات کے قبول کرنے سے منکر کرتے تھے)

یعنی آیات قبول کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے اور تمہارے غلوں کو آیات کے قبول کرے میں عار و ذلت محسوس ہوتی تھی۔ اور تم یہ سمجھتے تھے کہ اللہ کی آیات کے سامنے جھکتا جھڑی طور واری کے خلاف ہے۔ جس نے اللہ کے وعدہ جہنم لگا دیا اور یہ کہا کہ اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں فرمائی اور جس نے اللہ کے کلام کا معادہ اور مقابلہ کرنے کی بات کی اور جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ان لوگوں کا یہ سب عمل دنیاوی زندگی اور جاہ و اقتدار حاصل کرنے اور حاصل شدہ قومیت اور فیوضانی اور برائی کی حفاظت کے لئے تمہارے لئے ذلت کا عذاب ہے جو موت کے وقت سے شروع ہوگا۔

کافروں کو موت کے وقت عذاب پہنچاتا ہے اس کا ذکر سورہ محمد میں بھی فرمایا ہے اور شہر باہر تکلف لفظ تَقُولُكُمْ لفظاً بکثرة یعنی مکرر و غلو یعنی (میں کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی جانیں نکال دیتے ہوں گے اور ہے ہوں گے ان کے پیروں اور ہاتھوں کو) موت کے وقت جو کافروں کو عذاب پہنچاتا ہے اس کی تفصیلات امدیث شریفہ میں درج ہوئی ہیں حضرت راء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کافر کے دیا سے جانے کا پورا آخرت کی طرف پھینک دیا وقت ہوتا ہے اللہ اس وقت آسمان سے سیوا پیروں والے فرشتے نازل ہوتے ہیں ان کے ساتھ ثابت ہوتے ہیں۔ وہ اس کے پاس آکر ہاں تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ ہر ایک الموت تکریب لاتے ہیں وہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے غیث جان افرا نکل اللہ کی بارگاہ کی طرف اور روح اس کے جسم میں متفرق ہو جاتی ہے (یعنی جسم میں دھڑا دھڑا ہوتی ہے کیونکہ لہجہ نہیں جانتی) حضرت ملک الموت (زبردستی) اس کی جان کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے بچہ سو جان بچ پر لپٹتا ہو اور طاقت کے ذریعہ اس ان سے نکالا جائے۔ جب اس کی روح ملک الموت نکال لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے جو وہاں موجود ہوتے ہیں وہ پلک ہچکے کے برابر ڈرامی دیر بھی ان کے ہاتھ نہیں چھوڑتے ان کے ہاتھ سے لے کر ان ہاتھوں میں رکھ دیتے ہیں جو ساتھ لے کر آتے تھے اور روح سے ملکی بدعتی ہے جیسے زمین پر سب سے زیادہ سزی ہوئی شمس سے کبھی بدعتی ہو۔ اس روح کو لے کر وہ آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں فرشتوں کی جس بدعت پر بھی گھومتے ہیں تو وہ پلچھتے ہیں یہاں تک کہ وہ روح سے جدا ہو جائے اور اس کا رہے سے برقام لے کر جس سے وہ دنیا میں پکارا جاتا تھا عذاب دیتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے۔ یہاں تک کہ قرب و دالے آسمان تک لے جاتے ہیں وہیں تختی کر دروازہ کھولتے ہیں تو وہ دروازہ نہیں کھولا جاتا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سورہ اعراف کی آیات ۱۰۷ سے ۱۰۹ تک فرمائی:

لَا تَنْصَبُ لَهُمْ قُرُوبَ السَّمَاءِ وَلَا يَذْكُرُونَ لَعْنَةً حَتَّىٰ يَخْلَعُ الْخَمَلُ مِنْ سَمِّ الْعَصَاطِ (خمس کھولے جائیں گے ان کے لئے آسمان کے دروازے اور نہیں داخل ہوں گے جنت میں یہاں تک کہ موت سولی کے ہاک میں داخل ہو جائے) موت سولی کے ہاک میں داخل نہیں ہو سکتا لہذا کافر بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔

یہ حدیث طویل ہے جس میں اس کے بعد عذاب قبر کا ذکر ہے۔ مکتوبہ الصواع ۱۳۶۶ میں بحوالہ سند احمد ذکر ہے۔ یہی حدیث منکھ و اضعاف ثوابی ہمہ سورہ اعراف کی آیت ۱۰۷ سے ۱۰۹ تک کے ذیل میں لکھیں گے معلوم ہو گیا کہ کافر کا عذاب موت کے وقت سے شروع ہو جاتا

سے اور پھر جس بھی خطاب ہے۔ مشر میں بھی ہے اور اس کے بعد اور اس میں بھی ہے جو دائمی ہے کافر کے خطاب کی ابتداء موت کے وقت سے ہی ہوئی اور اس کی انتہا نہیں ہے۔ ابدال آباد ہمیشہ ہمیشہ خطاب ہی میں ہے کہ لفظ اللہ علی الامامین و اعدائہم علی الہدی قیامت کے دن ہر ایک علیحدہ علیحدہ آئے گا۔۔۔۔۔ اس کے بعد فرمایا لفظ جنتنا و النار فی۔ اس میں قیامت کے دن کی حاضری نہ ہو موت نہ ہو جنت نہ ہو جہنم نہ ہو (کہ تمہارے پاس تجا آئے ہو اور ہر ایک اپنے قبیلے سے اور احباب و صاحب سے اور برہمات سے علیحدہ علیحدہ ہو کر باقی دنیا حاضر ہو گا۔ سو ماریم میں فرمایا لفظ اخصیہم و عظمیٰ عذابہم و کملہم و انہ یوم القیامت فرمادے گا۔ بے شک اس نے سب کو شمار کر رکھا ہے اور ہر ایک اس کے پاس تجا آئے گا، کیا میں جو اپنے قبیلوں میں متوکل لوگوں اور قوموں میں اور ہر قوم میں ہر گروہ کے گزرا گیا ہے کہ میں ہر گروہ و شرک و معاصی پر انہیں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ان کے پاس کے یہ تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ اور وہ اس کوئی کسی کا نہ ہو گا۔ (واللہ المستقر)

پھر فرمایا کہما خلقکم اول فریۃ (یعنی جسے ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی حالت میں قیامت کے دن آگے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن تم اس حال میں جمع ہو گے ہمارے کہتے ہیں کہ پھر سے نہ ہوں گے اور سب بے قدر ہوں گے اس کے بعد آپ نے سورۃ النبی کی پڑھتے ہوئے فرمائی۔ کھنکھاندا آواز اول خلقی علیہما و غذا علیہما و انا کنا علیہما (جیسا کہ ہم نے ابتداء میں پیدا کیا تھا اسی طرح ہم ہوتا نہیں گے۔ ہمارے مذہب یہ ہے کہ ہم اس کے معائنہ کرنے والے ہیں) پھر فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت امیر اکرم علیہ السلام کو پکڑے پھر انہیں پکڑیں گے (اور انہیں ۱۴۳۳ھ)۔

سب مال و دولت و دنیا ہی میں چھوڑ گئے۔۔۔۔۔ پھر فرمایا تو کھنکھاتا و آواز علیہما و انا کنا علیہما (اور تم نے اپنے دلچسپ چھوڑ دیں اور کچھ سے تمہیں بھلا کیا) اور یہ بتایا کہ کیا میں جو برہمات اور قبیلوں میں ہر گروہ سے ہوا ہے اور جو معاصی اپنی ہمارے لئے بنائی ہیں اور جو ہتھیار کے لئے اپنے ہاتھ مانتے والے بنائے جاتے ہیں یہ سب کچھ آخرت میں کامدینے والے نہیں کیونکہ وہیں ہر ایک فرد فرما آئے گا۔

اب یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے دنیا میں تمہیں جو کچھ (مال و دولت آل و اولاد خشم و غم) عطا کیا تھا تم وہ سب دنیا ہی میں چھوڑ کر آ گئے۔ دنیا میں لوگ مال کا تے ہیں ایک کے دس جاتے ہیں تھوڑے مال کو بہت زیادہ کر لیتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مال میں آخرت کا حصہ رکھتے ہیں۔ اور مال کے شرعی حقوق ادا کرتے ہیں۔ جو مال ہی کو قصود کر لیتے ہیں۔ اسی کے لئے مرتے ہیں اور اسی کے لئے جیتے ہیں۔ تمہارے لئے اور کھاتے ہیں کھانے کے لئے۔ ایسے لوگوں کا مال آخرت میں وبال ہو گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور دنیا کے لئے وہ شخص خلیق کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔ (اور اس کا عقلی فی نسب) بن کنانی (۱۳۳ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مرے والد مرا جائے تو فرشتے انہیں میں پوچھتے ہیں (کہ اپنے مال اور مال سے کیا کیا کرتا ہے) اس نے تمہارے گھر کا اور دنیا کے لوگ یہ پوچھتے ہیں کیا چھوڑ کر گیا۔ (اور عقلی فی نسب) بن کنانی (۱۳۳ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن انسان کو اس حالت میں ادا جائے گا کہ گواہ

بھلا کچھ ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے خزا کر دیا جائے گا اس سے اللہ تعالیٰ کا سوال ہوگا کہ میں نے تجھے ہل چھڑا کیا اور تجھے یہ انعام کیا سونپا ہے کیا اور جواب دے گا کہ اس حد باب میں نے اسے فتح کیا اور خوب جو حیل اور چلتا تھا اس سے خوب زیادہ کر کے چھڑا دیا۔ اچھے واپس بھیج دیجئے میں سب آپ کے پاس لے آؤں ساتھ حمل ٹلنے کا ارشاد ہوگا کہ اچھے دور کا تھا جو نے پہلے سے یہاں کچھ تو بھروسہ عرض کرے گا کہ میں نے فتح کیا اور اسے جو حیل اور چلتا تھا اس سے زیادہ کر کے چھڑا دیا تھا اچھے واپس بھیج دیجئے میں سب آپ کے پاس لے کر آؤں گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ ایسا شخص ملے گا جس نے کوئی بھی خیر نہیں کیجی ہوگی لہذا اس کو نہ دے گی کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ (۱۰۰)

ترجمہ کرنلی بکسٹن (۱۸۳۳ء)

پھر فرمایا وہاں ہی معکم لطفعاۃ کلمہ الفین (اعینکم انھم لکم شرفاۃ) (ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں تمہارے ان سفارشیوں کو ان کی نسبت تم دہمی کرتے تھے کہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں اللہ قطع ینکم وھل عنکم ما کسبتوا فی الفنون) (البتہ تمہارا نہیں کیا تمہیں قطع ہوگا اور تمہو سے کیا کرتے تھے وہ آئے گئے ہو گئے کہ

قبائست کے ان اہل دنیا کے آپس کے تعلقات نوٹ جائیں گے۔ ہر نوجوانوں کے بارے میں جھوٹا خیال تھا کہ یہ ہماری مقدس کریمیں گئے ان سے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ سب ایک دوسرے سے جزائی ظالم کر رہیں گے اور اس وقت ملایں طور پر واضح ہو جائے گا کہ حضراتِ انجیل و کرامِ اسلام کی تعلیمات کے خلاف جو عقائد تھے اور فوسانات مذاہبِ باطل تھے۔

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ فَالِي

ہے ایک نہ انھیں کہیں تو پڑنے والا ہے اور دیکھا جائے گا کہ وہ کس طرح سے اس کا جواب دیتا ہے اور یہی اس کے علم کی سطح

تُوفِّكُونَ ﴿٥٠﴾ فَإِنَّ الْإِصْبَاحَ، وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حَبَابًا. ذَلِكَ تَقْدِيرُ

[illegible]

الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الشُّجُومَ يُعْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْخَيْرَ قَدْ قَضَيْنَا

ذائب ہے علم، ہے اس نے تہدے کے ستاروں کو پھولوں کا کونم لگے اور یہ ننگی صورتوں کی انور میں جس حجاب سے اذان ہم نے پہلے

لَا يَتَّبِعُ الْقَوْمَ يَعْلَمُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَوْعِدٌ

فعلی آزمائش میں یہی لوگوں کیسے جوم کرتے ہیں۔ اور وہ کیا ہے جس کے انہیں ایک جہاں سے پہنچنا ہو تاکہ جگہ نہ رہنے کے لیے وہ انہیں جگہ ٹھہرا دے۔

قَدْ فَضَّلْنَا الْإِنْسَانَ لِقَوْمٍ يُفْقَهُونَ ۖ وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ، فَأَخْرَجْنَا بِهِ

میں نے اپنے دل سے کہا کہ اگر میں اس کی طرف سے کسی بھی طرح کی بات کہوں تو اس کے دل میں شکوک پیدا ہو جائیں گے۔ اس لیے میں نے اس سے کوئی بات نہ کی۔

نَبَاتٌ كُلِّ شَيْءٍ ۖ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا ۖ وَمِنْ النُّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا

ہل چوس کو ۔ ہم نکلتے ہی اس سے دانے جو ایک اور سے بڑھے ہوئے ہیں ۔ اور کھجور کے پوائے کھن اس کے

مبادت بالحق المعروف مراد لی جائے تو یہ یاد آ رہا ہے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا۔

سورۃ بن میں فرمایا وَاللّٰهُ كَانَ وَجَدًا مِّنَ الْاَنسِ يَقُولُونَ بَرَحَدِي مِّنَ الْجِنِّ فَرَاغُوْهُمْ وَغَلَا شرکین کی یہ بھی جہالت اور حماقت ہے کہ پیدا تو کیا اللہ نے اور انویس میں دوسروں کا شرک کرتے ہیں اور حقوق کے ساتھ دوسماد کرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کرنا چاہئے۔ بعض مشرکین نے فرمایا ہے کہ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ کی تفسیر منسوب جن کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جہالت کو کہے اللہ کا شرک نہ علم اور حال ان جنات کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا و حَقُّوْا اِلٰهَ بَنِي وَ بَنِي بغیر علم کہ کون لوگوں نے اللہ کے لیے تمیز کئے ہیں اور بنیوں نے خود ہی نے تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کا پیدا کرنا باہر یہودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفر و شرکین کے لئے فرشتوں کا لٹ کی بنیادیں دی ہیں ان لوگوں نے جہالت کے سبب یہ سب کہہ کر یہ کیا اور انہوں نے یہ نہ جانا کہ ہم جس ذات کی طرف اولا منسوب کر رہے ہیں اس کے لیے اَوَلَا دُکُوْنُ دیکھو اور تمہیں ہے اور اس کی شان اس سے بہت بڑا بلند اور بالا ہے کہ اس کی اولاد ہو۔ اسی کو فرمایا سَبَّحُوْهُ وَ تَعْلٰی عَنَّا مَبْعُوْثُوْنَ (کہا اللہ تعالیٰ اس چیز سے پاک ہے اور اللہ والا ہے جو یہ لوگ اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں) شرکین کے ساتھ کہ شرک اور اللہ تعالیٰ کیلئے اَوَلَا دُکُوْنُ پر کر لے انہوں کی تردید فرماتے ہوئے حَرٰی فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اَنْتَ خَلَقْتَ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کا اور زمین کا یہ مثال پیدا فرمانے والا ہے اس نے عالم مطلق اور عالم مطلق کو پیدا فرمایا آسمان و زمین کا اور پیدا فرمایا اور آسمان و سات طبقہ بنا دیا اور زمین کو پھیلایا اور ایسے خالق اور بے مثال صانع اور مبدع کو اولاد کی کچھ حاجت نہیں۔ کیونکہ اللہ کی ضرورت نہ کے لیے ہوتی ہے آسمان و زمین کی تخلیق میں کوئی اس کا شرک نہیں۔ سورۃ سبأ میں فرمایا:

مَا لِهٰمُ لِهٰمًا مِّنْ شَرٰٓئِكُمْ وَاَمَّا لِهٰمُ مِّنْ مَّشْرُكٍ۔ حَرٰی فرمایا اَنْتَ بَنِي بھگوان لہ ولد و اَنْتَ تَكُنْ لَّهٗ خَاصَّةً یا یعنی اس کی اولاد کیسے ہوگی حالانکہ اس کے ساتھ اہل یعنی وہی نہیں ہے۔ اَوَلَا دُکُوْنُ سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں مقبرہ کی کمی ہے۔ سب اس کی بیوی نہیں اور نہ ہو سکتی ہے تو اَوَلَا دُکُوْنُ کیسے ہو سکتی ہے۔ وَعَلٰی کل شے اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں وہ حقوق بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں۔ خالق اور مخلوق کے درمیان رشتہ وراثت کہاں ہو سکتا ہے اور حقوق اپنے خالق کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے تو انہوں نے اَوَلَا دُکُوْنُ کی جہالتوں نے خالق کا مرتبہ نہیں سمجھا اور اپنی جہالت سے اللہ پاک کے لئے اَوَلَا دُکُوْنُ کرنا چاہئے وہ تو بھگوان شے و عَلٰی (اور وہ ہر چیز کو ہائے والا ہے) اسے شرکین کے ساتھ کہ شرک کا علم ہے اور وہ ان کے اہل شرکیت بھی باخبر ہیں وہ ان سب کا ساتھ فرماتے گا اور سزا دے گا۔

پھر فرمایا وَلَكِنَّمُ اللّٰهَ رَزَقْنٰہُ اِلٰہَ الْاَھُوْا عَالَمٌ كَلَّمْ شَرٰٓئِكُمْ وَطَاغُتُوْا (یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ ان کے معبودوں کو ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے لہذا تم اس کی مبادت کرو ان صفات جلیلہ سے جو ذات متصف ہو وہی ذاتی مبادت ہے۔ حقوق میں نہ شامل ہو سکتا ہے نہ ان صفات جلیلہ سے پھر ان کیسے شرک اور یہت ہو سکتے ہیں۔

وَعُوْا عَلٰی کل شے و وَلَكِنَّ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا تمہارا ہے) تمام چیزوں میں جسے چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے اسے تصرف فرمانے کا پورا پورا اختیار ہے۔ پھر یہ حقوق کیسے مبادت کی سکتی ہو سکتی ہے؟ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز میں تصرف فرمانے والا ہے صرف وہی مبادت کے ذاتی ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی ان صفات سے متصف نہیں اور ذاتی مبادت نہیں۔

پھر فرمایا لَا تَلُوْا كَلِمَةَ الْاِنْفِصٰٓزِ وَتَقُوْا لِنٰٓئِزِ الْاِنْفِصٰٓزِ وَتَقُوْا لِلْعَلٰیفِ الْخٰیئِرِ (انہیں اس کا ساتھ نہیں کرنا کہ وہ سب کا ہوں کہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہے پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل شہادت کی ایک خاص صفت بیان فرمائی اور یہ کہ انہیں اس کا ساتھ نہیں

کرتی ہیں اور انکا وہاں کا معاملہ فرماتا ہے اس وقت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں، یا میں اس کو نہیں دیکھ جا سکتا، جب میں نے اسے دیکھا تو اس کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا (کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے) اور انکا وہاں بھی ریت ہے اور لگاؤں جس چیز کو پہنچتی ہیں وہ ان کو بھی نہ دیکھا ہے۔ اور جو چیز میں مرئی (دکائی) دیتے وہی انہیں ہیں ان کو بھی اس کا علم محدود ہے۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کا دربار ہوا جیسا کہ سورۃ قیامت میں فرمایا: ﴿وَلَجُودًا بِمَوْعِدٍ فَاسُوءَ الْفَىٰ زُلْفَىٰ لَهَاظِرَّةٍ﴾ (اس دن بہت سے چیز سے مراد انہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے) اللہ تعالیٰ ہم تک نہیں ہے بلکہ بھی اسے سمجھیں گے، جب تک نہیں سمجھیں گے تو وہ کی جگہ میں نہیں ہو گا اور یہ دہرے ہیں کچھ میں آئے گی۔ خالق کی رویت کو اللہ تعالیٰ کی رویت پر قیاس نہ کیا جائے۔

پھر فرمایا: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الْحَيْرَةَ﴾ (اور وہ لطیف ہے) جسے وہ اس کے ذریعہ مشاہد میں لایا جا سکتا ہے اور (وہ) کہہ دیتا ہے (جو چیز کو دیکھتا ہے) (اور وہ) سمجھتا ہے (جو چیز سے انحراف ہے)۔

قَدْ جَاءَكُمْ بِصَافٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے صاف روشنی آئی ہے اور تمہاری آنکھیں کھل گئیں، لیکن جو سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کے لیے اور جو نہ سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کے لیے۔

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۚ وَكَذَلِكَ نَصْرِفُ الْأَرْيَاءَ وَيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنَبِيْنَةٍ لِّقَوْمٍ

میں تم پر نگہ رکھتا ہوں، میں تم پر نگہ رکھتا ہوں اور تمہاری طرف سے وہی روشنی ہے اور تمہاری آنکھیں کھل گئیں، لیکن جو سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کے لیے اور جو نہ سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کے لیے۔

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّمَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝

تو تمہاری طرف سے وہی روشنی آئی ہے اور تمہاری آنکھیں کھل گئیں، لیکن جو سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کے لیے اور جو نہ سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کے لیے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۚ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۚ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ مشرک نہ ہوتے، اور میں نے تمہارے لیے ان کو نگہ رکھنے کا کام نہیں دیا اور آپ ان کے لیے نگہ رکھنے والے نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بصیرت کی چیزیں آپ کی ہیں

تو جہ کے لوگ اور اللہ تعالیٰ کی صفات جلیلہ بیان فرمانے کے بعد اب اس کا دل میں غور کرنے کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے اور ان کو اشارہ فرمایا کہ تمہارے پاس بصیرت کی چیزیں آپ کی ہیں انہیں میں ان کی عقل کو سمجھ کر دے اور اس بصیرت کی چیزوں میں غور و فکر کرے تو ان کی کو پہنچا دے گا۔ اور ان کو توجہ دلائی کہ انہیں سے ہر وہ چیز سمجھیں آجائے گی۔

جو شخص غور و فکر کرے گا وہ جانے گا کہ اس کا خلق ہی کی جان کو ہو گا۔ اور جو شخص اندھا بہتے گا وہ ان کی دیکھ دیکھ کر غور کرنے سے توجہ کرے گا کہ اس کا نقصان ہی کو ہو گا، پھر رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ آپ کی ذمہ داری صرف بچکانے کی ہے بلکہ اگر آپ کے ذمہ نہیں، آپ ان سے غور کریں کہ میں تم پر نگہ رکھتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہم اس طرح مختلف پلوں سے انداک بیان کرتے ہیں تاکہ ان لوگوں پر جنت پہنچی ہو جائے اور کہ وہ ان کی سمجھ کے کہے کہ تم نے ہمارے کیا کیا۔ یعنی جو کچھ تم بیان کرتے ہو وہ سب سے سمجھیں (اور کہتے ہو کہ اللہ کی طرف سے ہے) اور کہ ہم اس کو بیان کریں ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔

نے ہر سے معذرتوں کو رد کیا ہے لہذا ہمیں بھی ان کے معذرتوں کو رد کرنا چاہیے، یہ لوگ خدا اور خدا کے سبب جزا دینے کو بھگت جائیں گے۔
 انھیں وہ لوگ شریک کے بارے میں جازبِ خاطر اور استغفار کریں گے، چونکہ یہ جزا کتبِ بدیہ کی تھی اس لیے ان کے جواب میں ہوئی۔ اس لئے ان کے معذرتوں پر بلا توجہ سے انھیں یاد کر کے اس کا سبب نہ ہو کہ وہ لوگ اللہ پاک و تعالیٰ جل شانہ سبحانہ و تعالیٰ کی شان میں ناجائز یا غلط استعمال کریں۔

لہذا یہ قول ص ۱۰۴ میں معصومہ عبدالرزاق سے نقل کیا ہے کہ کافروں کے دلوں کو اہل ایمان پر سے انھیں ہٹا دیا کرتے تھے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ شانہ کی شان میں ناجائز کلمات کہہ جاتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت **وَلَا تَسُبُّواَ الْفُتُوٰنَ** نازل فرمائی۔ حضرت علامہ کرام نے اس سے یہ مسئلہ مسجد کیا ہے کہ جو کام خود کرنا جائز نہیں اس کا سبب بننا بھی جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کو کواہل دے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے باپ کو کواہل دے گا؟ فرمایا کوئی شخص کسی کے باپ کو کواہل دے گا تو وہ اس کے باپ کو کواہل دے گا اور کسی کی ماں کو کواہل دے گا تو وہ اس کی ماں کو کواہل دے گا (اس طرح سے وہ اپنے باپ کو کواہل دینے والے بن جائے گا) (مشکوٰۃ الصالح ص ۱۶۹ از بخاری و مسلم)

بہر فرمایا **رَبَّنَا بَلِّغْهُنَا اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ** (ہم نے اس طرح براہِ راست کے لیے ان کے عمل کو حرجین کر دیا) جو لوگ کافر ہیں کفر ہی سے چپکے ہوئے ہیں کفر کو اچھا سمجھتے ہیں وہ اپنی زندگی ختم ہوئی تو میدانِ قیامت میں سب پروردگار عالم میں بھڑکی طرف لوٹیں گے سو وہ انہیں جہنم کا دروازہ کھول دیا کہ وہ اپنے گناہوں کی جڑا بھی دے دے گا سو حرجین کرنا کفر ہی ہے نہ اس سے تخریق دہرہ ہوئی فرقی نہیں چڑتا کیونکہ وہ لوگ کافر ہیں اپنے اختیار سے کفر اختیار کئے ہوئے ہیں۔
 جب حقانیت اسلام کے دلائل ان کے سامنے آتے ہیں تو اپنے اختیار سے اسلام سے دور بھاگتے ہیں اور قبول نہیں کرتے۔

کافروں کی جھوٹی قسمیں کہ گناہ مجبور و ظاہر ہو جائے تو ایمان لے آئیں گے اس کے بعد فرمایا **وَقَسَّوْا بِاللّٰهِ** **جَهَنَّمَ** کہ ایمانوں نے بہت دور اور طریقہ پر اللہ کی قسم کھائی کہ ہمارے کہنے کے مطابق فرمائیں مجبور و ظاہر ہو جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے، ان لوگوں کی یہ ایک ہی قسمیں ہیں کہ مسلمانوں کو خیال ہو کہ جن مجزبات کی فرمائیں کر رہے ہیں وہ ظاہر ہو جاتے تو اچھا تھا کہ یہ لوگ ایمان لے آتے لیکن انہیں تو ایمان لانا نہیں ہے مجزبات کی فرمائیں ایمان نہ لانے کا ایک بہانہ ہے۔

تفسیر ابن کثیر ص ۱۶۳ ج ۲ میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے قریش تک سے ایمان لانے کے بارے میں بات کی تو کہنے لگے کہ اے محمد (ﷺ) آپ ہمیں بتاتے ہیں کہ سونے کے پاس ایک لاشی جی جسے حجر میں دالتے تھے تو بارہ شخصے بیٹھ چڑتے تھے اور آپ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ میری مردوں کو زندہ کرتے تھے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ تم ٹھوکر لے لے اور ہر چہ وہ ایک ذاتی ظاہر کی قسمی آپ ہمارے لیے بھی کوئی ایسی ہی نشانی ظاہر کریں آپ نے فرمایا کہ تم کو ان ہی نشانی چاہیے ہو؟ کہنے لگے کہ صحابہؓ تو سوچتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تو میری قسم حق کر دے کہنے لگے کہ کیا ہو گا تو ہم سب آپ کا جناح کر لیں گے آپ اللہ جل شانہ سے دعا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ خود فرمائیے وہ صورتوں میں سے ایک صورت اختیار فرمائیے آپ چاہیں کہ پہلا صفا کا سورہہ بن جائے تو یہ ہو جائے گا لیکن اگر ان لوگوں نے قسم حق نہ کی تو اللہ تعالیٰ انہیں خطاب دے دے گا۔ اور اگر آپ چاہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ کفر سے توبہ کر کے ایمان لے آئیں (کہاں میں دیر لگے گی) آپ نے فرمایا کہ میں

اٹا جائے گا۔ جب یہ ایمان نہیں آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں پر گھبراہٹوں کو پھیر دینے کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ یہ اس پر پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے۔ اور کلمہ مذکور پر داخل ہے یعنی میں "وہ ایمان نہیں لائیں" کے جس طرح پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے یعنی پہلی مرتبہ جب ان کے پاس بھتیجاں آئیں جن کے مقابلے سے وہ عاجز تھے جیسا کہ قرآن کریم اور دیگر کتب میں ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆☆

وَلَوْ كُنَّا رَبُّكَ لَكُنَّا عَيْنًا لَا تَنَظَرُ ۚ وَسَوْفَ يُعْلَمُ الْغَافِلِينَ ۚ
 ﴿۳۰﴾ اے اللہ کی قسم! اگر آپ کا یہ فرمانہ ہوتا تو ہم اس کو پہلے ہی پہنچا دیتے۔ لیکن ہم نے اس کو پہلے ہی پہنچا دیا۔

وَلَمَّا سَأَلْنَا الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ أَنِ يَحْمِلُوا غَارَكُمْ لَمَّا وَفَّيْنَاكَ بِآيَاتِنَا فَمَا كُنَّا بِلَاغٍ لِّلَّذِينَ يَكْفُرُونَ ۚ
 ﴿۳۱﴾ اے اللہ کی قسم! جب آپ نے ان کو اپنا پیغام پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

أَفَعِزَّ اللَّهُ بِمَا آتَىٰكَ الْكُتُبُ وَالْحِزْبُ ۚ وَالَّذِينَ
 ﴿۳۲﴾ اے اللہ کی قسم! اگر آپ نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

أَكْفَيْنَهُمُ الْكِتَابَ الَّذِي نَزَّلْنَا مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۚ فَلَا تَكُونُ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝
 ﴿۳۳﴾ اے اللہ کی قسم! اگر آپ نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

وَكُنْتَ كَذِبٌ ۚ رَبُّكَ صِدْقٌ ۚ وَلَا تُبَدِّلْ لِكَلِمَتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝
 ﴿۳۴﴾ اے اللہ کی قسم! اگر آپ نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

وَأَن تُطِيعُوا أَكْثَرُ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكُمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ
 ﴿۳۵﴾ اے اللہ کی قسم! اگر آپ نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝
 ﴿۳۶﴾ اے اللہ کی قسم! اگر آپ نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

اللہ کی کتاب مفصل ہے اور اس کے کلمات کامل ہیں

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی آیات سناتے تھے اور اس کے احکام بتاتے تھے۔ اس کی ذات وحی کے احکامات کی تحقیق فرماتے تھے۔ وہ حقیقی ہے، مالک ہے، اور مطلق ہے، سچ ہے، عظیم ہے، اس کا پروردگار ہے جس کی طرف منسوب ہے۔ اے اللہ کی قسم! اگر آپ نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

محرک سے ہوں، جسے کہہ کر آپ اپنے ہاتھ میں پھرنے کے لئے کرنا شروع کر دیتے ہیں وہ تو آپ کے لئے ایک حلال ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے ہی پھرنے سے منع کیا ہے۔

اور حضرت علیؓ نے بھی سورۃ الانعام میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اس وحی اللہ جماع سے روایت کیا ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم جسے تو کھاتے ہیں اسے کھا لیتے ہیں اور جسے اللہ کھاتے نہیں کھاتے (یا یہاں سے بطور امتثال کے کھاتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فرمایا کہ لا تأکلوا مما ذکر اسمہ اللہ علیہ ان تکلموا بلیغ مؤمنین ۲۵ ازل قرآنی (اللہ تعالیٰ ہذا حدیث حسن طریقہ)

یعنی روایت سے معلوم ہوا کہ یہ اعتراض یہود نے کیا تھا اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ اہل فارس کے کھانے اور پھانے پر قرآن میں منع کیا تھا۔ مفسرین کثیر کہتے ہیں کہ یہاں سے اس اعتراض کا صادر ہونا محال ہے کیونکہ وہ تو صحت یقینی غیر اچھی کوشش کھاتے تھے لہذا ممکن اس بات کی وجہ سے روایت کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ مفسرین حدیث کا یہ بتا رہے ہیں کہ اعتراض کرنا ہوا وہ کہاں سوچتے ہیں کہ یہ بات کچھ پر بھی آتی ہے۔ اعتراض کرنے والے جاہلون نے صرف سوت کو کھانے لیا اور اپنے اور غیر اچھے کے درمیان بھارتی ہے اس کو نہیں کھانے لیا۔ ہندو اعتراض کر بیٹھے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہر جانور کے کھانے کی اجازت نہیں دی۔ قرآن میں امتداد فرمایا کہ پاکیزہ جانور حلال ہیں اور نجس جانور حرام ہیں۔

۳۰ اعراف میں ارشاد ہے یَجْعَلُ لَهُمُ الْحِكْمَ وَيُخَوِّمُهُمُ الْعِلْمَ وَالْخَيْالُ كَذِبٌ کہ رسول اللہ ﷺ پاکیزہ چیزیں دے گا حلال اور نجس چیزیں دے گا حرام قرار دے گا۔ یہی تفسیر سورۃ الانعام کے کھانے کے احکامات سے دی اس لئے کہ جانوروں کے جن کا اشتہار ہے وہ حلال ہیں اور جن کا اشتہار نہیں ہے وہ نجس ہیں۔ سورۃ الانعام ۱۴۵ اعراف میں ارشاد ہے یَجْعَلُ لَهُمُ الْحِكْمَ (اور جو تفسیر کا یہاں رسول اللہ کی طرف سے فرمایا ہے)۔ حلال اور حرام جانوروں کی تفسیر بتا دی لیکن جن جانوروں کو حلال قرار دے گا ان کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان کو کھانا کھانے کے قابل ہو۔

۱) کھانا کھانے کے قابل ہو۔ ۲) کھانے کی حالت میں جانور سانس لیتا ہے اور کھانا چباتا ہے۔ ۳) خون میں غلغلہ نہیں ہے۔ ۴) کھانے کے بعد کھانے کی حالت میں کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا جبکہ کھانے کے وقت نجس ہوگا۔ ۵) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۶) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۷) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۸) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۹) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۱۰) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔

۱) کھانا کھانے کے قابل ہو۔ ۲) کھانے کی حالت میں جانور سانس لیتا ہے اور کھانا چباتا ہے۔ ۳) خون میں غلغلہ نہیں ہے۔ ۴) کھانے کے بعد کھانے کی حالت میں کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا جبکہ کھانے کے وقت نجس ہوگا۔ ۵) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۶) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۷) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۸) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۹) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۱۰) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔

۱) کھانا کھانے کے قابل ہو۔ ۲) کھانے کی حالت میں جانور سانس لیتا ہے اور کھانا چباتا ہے۔ ۳) خون میں غلغلہ نہیں ہے۔ ۴) کھانے کے بعد کھانے کی حالت میں کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا جبکہ کھانے کے وقت نجس ہوگا۔ ۵) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۶) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۷) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۸) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۹) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۱۰) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔

۱) کھانا کھانے کے قابل ہو۔ ۲) کھانے کی حالت میں جانور سانس لیتا ہے اور کھانا چباتا ہے۔ ۳) خون میں غلغلہ نہیں ہے۔ ۴) کھانے کے بعد کھانے کی حالت میں کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا جبکہ کھانے کے وقت نجس ہوگا۔ ۵) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۶) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۷) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۸) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۹) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔ ۱۰) کھانا کھانے کے بعد کھانا کھانے کے وقت حلال ہوگا۔

میں نے وہ لوگوں کے اعتراضات کوئی عزت نہ دے دے۔ انہیں حلال شراب کی تفصیل بتادی، اے اللہ کے حلال کھانے کو کھانے کے نام پر اور حلال شراب کو شراب کے نام پر پکارتے ہوئے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

ان طریقوں کو ان اطفالِ ایمان کی نشان دہی کے خلاف ہے۔

سُخَّرَ مِنْهَا (اور اسی طرح ہم نے جو اسٹیج میں وہاں کے بڑوں کو کُرم بنا دیا) مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ مذکور ہے، وہی اعتبار سے جو لوگ کُرم بنے ہوئے ہیں اسی طرح ہم نے جو اسٹیج میں آپ سے پہلے ایسے لوگ مقرر کئے ہیں جو ان لوگوں کے برابر آتے ہیں، انہوں میں فتنہ فتنی تھے۔

لِيَنْكُزُوا فِيهَا تاکہ یہ لوگ غر کر رہیں یعنی اللہ کی جاہلیت بھٹکے ہیں اور اس کے خلاف شرارتیں کریں۔ جو صاحب منکُزوں (الانکُز) و ماہِ منکُزوں (ماہران) کا کُمران کی جانوں کی کے ساتھ ہے۔ اور انہیں اس کا شوخی نہیں ہے۔ اس طرح کے خلاف شرارتیں کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس کا بدلہ آپ پر ہے۔

صاحبِ معاملہ انکُزوں (لِيَنْكُزُوا فِيهَا) کے ذیل میں نصیحتیں ہیں کہ ان کو مکے مکہ کے طرفہ و جواب میں نہ راستہ پر چار چار آدمی غولہ دے تھے تاکہ وہ لوگوں کا محمد رسول اللہ (ﷺ) پر ایمان لانے سے روکتے رہیں۔ جو شخص باہر سے آتا کہ وہ کسی داخل ہوتا جانتا تھا اس سے یہ لوگ کہتے تھے کہ یہ کون اس شخص سے نفی کر رہا تاکہ وہ چار دے لیا جائے۔

درحقیقت یہ اسٹیج اور یہ علاقہ کے رئیس اور چوہدری اور اہل اللہ اور اہل مال کی تمام اناس کو جاہلیت پر نہیں لانے دیتے۔ نہ خود جاہلیت قبول کرتے ہیں نہ اپنے تمام کوئی قبول کرنے دیتے ہیں۔ جیسا کہ پورے عالم میں اس کا مظاہرہ ہے۔

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ۔

اور جب ملے ہمارے آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نہ ایمان نہ آئیں گے جب تک کہ ہم کو ایسی چیز نہ ملے جیسا کہ اللہ کے رسولوں کو ملے گی۔

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ

اللہ جانتا ہے جہاں اپنے پیغام کو بھیجے۔ عذاب ہیں انہوں کو اللہ نے یہاں اتار دیا۔

كَبِيرٌ يُسَاءَلُونَكَ آيَاتُهُ يَنْكُرُونَ ○

خدا اپنے پیغام کو اس طرح سے کہہ رہا ہے کہ

ولید بن مغیرہ کی اس جہالت کی تردید کہ ہمیں رسالت ملنی چاہئے

معاملہ انکُزوں میں ۱۸ حج ۲ میں ہوا کہ صاحبِ نزول یوں لکھا ہے کہ لید بن مغیرہ نے رسول اللہ (ﷺ) سے کہا کہ اگر موت آتی کوئی چیز ہے تو میں تم سے زیادہ اس کا دل میں کہہ کر میری عمر بھی تم سے زیادہ ہے اور میرا مال بھی کثیر ہے اور دوسرا صاحبِ نزول یہ نقل کیا ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ جو محمد صاف نے شرافت کے سلسلے میں ہم سے مقابلہ بازی کی یہاں تک کہ ہم کو کھڑا ہونے کے گھوڑے دیں کہ وہ کھڑے ہو کر رہے ہیں کہ ہم میں ایک بھی ہے جس کی طرف ہمتی کی جاتی ہے۔ اللہ کی قسم ہم اس دعا کی بابت پر ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک ہمارے پاس بھی اس طرح کی آیت نہ آئے جس سے اس سے پاس آتی ہے۔

اس پر اللہ جل شانہ نے آیت ہا انا نازل فرمائی جس میں ولید بن مغیرہ کا بھی جواب ہو گیا اور ابو جہل کا بھی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رسالت و نبوت سے ہر فرد کو یہ آیت مل چکی تھی کہ اللہ کے احکام اور اختیار سے حلق ہے اور اللہ جانتا ہے اس عہدہ سے ہر فرد کو ملتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ رسالت اور نبوت کا دل کوئی ہے اور اس عہدہ کا پلیدہ کا نقل کس میں ہے یہ کہنا کہ میں مستحق رسالت ہوں اللہ تعالیٰ پر

مذہب ہے۔ جب یہ فرقہ مذہب ہے تو تبلیغ و دعاء کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے پاس رسول بھیجے ہوں تو میں نہیں آتا۔ جب ان قرآن
لقد الا حلالہا حلالہم کا کوئی بات کوئی بات ہے کہ نبی آدم سے پہلے جنات میں انیس میں سے رسول آتے ہوں گے۔
نبی آدم کے زمین پر آنا ہوا جانے کے بعد جنات و انیس انبیاء اور کل کے تابع فرمایا یا جو نبی آدم میں سے آتے رہتے تو یہ ممکن تھا ہے
جنس قطعی ثبوت کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

بہر حال جو بھی صورت ہو اس بات کو سب ہی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت خاتم النبیین سرور عالم ﷺ رسول اللہ تھیں جن سے اور نبی و راسخ
تک جس طرح انسانوں کی طرف سے مہوٹ ہیں جنات کی طرف بھی مہوٹ ہیں۔

سورۃ احکام کے شروع میں حضرت خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں جنات کی حاضری کا تذکرہ ہوا جن کا اپنی قوم کی طرف ہمارا
ان کا سلام کی دعوت دے انھیں اذاعین اللہ و انبیاء یہ تذکرہ ہے۔

اور سورۃ النجم میں جنات سے بار بار خطاب ہوا اور انھیں حضرت ﷺ کا جنات کو سورۃ النجم سے ۱۱۱۱۱ کی دعوت پر ان کی جانے سکونت
پر تشریف لے جا کر تسلیم دیا۔ اور تبلیغ فرماتا (میں کا اہل بیت شریف میں اگر ہے اس سے یہ بات خوب ظاہر ہو اور بہت واضح ہے کہ
آنحضرت ﷺ جنات کی طرف بھی مہوٹ ہیں جن میں حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ نبی آدم کے پاس آنا ہوا جانے کے بعد جنات کی دعوت
کے لیے بھی وہی رسول مہوٹ ہے جو نبی آدم کی طرف بھیجے گئے ان کے اس قول کی اس سے تائید ہوتی ہے کہ سب جنات کی دعوت
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے بعد انیس نبی تو انہوں نے اپنی قوم سے جو باتیں کہیں ان میں یہ بھی تھا۔ ینفوا صفا انا سفا
بکہا قول من مفسد نفوس مضطربا لسانہ بدینہ یلہی الخی والی طرفی مستقیم ان کا اپنی قوم سے یہ کہنا کہ ہم نے
اپنی کتاب میں جو مومن تھے ان کے بعد نازل ہوئی جس کتاب کی تصدیق کرنے والے ہیں جس کے سامنے ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ جنات تو ریت شریف پر نکل کر تے تھے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں خداوند میں سے کوئی رسول آیا
تو وہاں کا بیچ کرتے۔

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ مِمَّا دَسَّرَ مِنَ الْحَرِّ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَاتُوا هَذَا

اور ان لوگوں نے اللہ کے لیے ایک صد تھیں اور موشوں میں سے خطر کرنا اور اللہ کی پوز کی جلی جی نہ تھا۔ ۱۳۱۱۱۱ انہوں نے اپنے دین کے

بَيْنَهُمْ وَهَذَا لَشُرِّكَائِهِمْ فَمَا كَانَ لَشُرِّكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا

ہوں کہا کہ یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ اللہ سے شکر کے لیے ہے ۱۳۱۱۱۱۔ مومنوں کے لیے ہے ۱۱۱۱۱ اللہ کی طرف بھی پہنچ

كَانَ بَيْنَهُمْ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرِّكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۱۱﴾

اور اللہ کے لیے ہے ۱۱۱۱۱۱ ان کے ذکا کی طرف بھی جاتا ہے اور اللہ کا فیصلہ کرتے ہیں۔

مشرکین نے کھیتوں اور جانوروں کو شرک کا ذریعہ بنایا

مشرکین میں جو طرح طرح سے شرک پہنچا ہوا ہے۔ ان کی صورتیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے شرکاء بنائے
بائیں مہوٹوں کے نام پر کچھ مال خرید کر دیتے تھے۔ اور بہت سالوں میں یہ عادت کے طور پر چلے آئے تھے ان کے پاس یہ جانوروں کے

کان کاذب دیتے تھے وہاں کے سب سے بہت سے جانوروں کو آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ مشرکین میں اب بھی ایسے طریقے رائج ہیں۔ آیت ہادیس ہادیس ہادیس کے ایک شرک کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے کہیں تباہ اور مویشی پیدا فرمانے میں اور یہ سب ہی کی ملکیت ہے۔ مشرکین یہ کرتے تھے کہ ان میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کا مقرر کر دیتے تھے کہ اسے صرف مسکین اور محتاج اور مسافر کھائیں گے اور کچھ خاص اپنے مسجودان پھل کے لیے مقرر کر دیتے تھے اس کے مصداق بھی انہوں نے جو ہر کر کے گئے تھے۔ اب ہوتا یہ تھا کہ جو کھانا اللہ کے لیے مقرر کیا تھا اس میں کچھ کھانا مسجودان پھل کے حصہ میں مل گیا تو اسے قلمی بندہ دیتے تھے۔ اور اگر مسجودان پھل واسلے حصہ میں کچھ کھانا حصہ میں مل پاتا جو اللہ کے لیے مقرر کیا تھا تو اسے جنت انگ کر لیتے تھے۔ یہی حقیقت اور حقائق تو یہ کہ اللہ کے علاوہ مسجودان جو ہر کرنے پر دوسری گمراہی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پکار اور فرمودہ و وحی میں بہت سہاں مسجودان پھل کے لیے باوجود کر دیا۔ پھر تیسری گمراہی یہ کہ اپنے ہاں اور باطل مسجودان کو خالق و مالک جل مجدہ کے مقابلہ میں غفلت دے دی کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ اگر ان کے حصہ میں مل جائے تو قلمی بندہ ہے۔ اور ان کے لیے جو کھانا مقرر کر لیا تھا اس میں سے اگر اللہ تعالیٰ کے حصہ میں کھول جائے تو فوراً کھا کر لیتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سننا خاصہ سننا سننا کہ یہ لوگ بے ایمان کھاتے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے فرمایا کہ سب سے بڑا گمراہی یہ طریقہ کار ہے کہ جو دولت مہارت ذکر و تلاوت کے لیے مقرر کرتے ہوں اس وقت میں دعویٰ کا تو کر لیتے ہو اور جو دولت دینا کے لیے مقرر کیا ہے اس میں سے ذکر و تلاوت میں لگانے کو تیار نہیں ہوتے۔

وَكَذَلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَّاؤُهُمْ لِيُرْثُوهُمْ وَلَيْلِيُوا عَلَيْهِمْ

اور اسی طرح مشرکوں کے لیے ان کے شریکوں نے اولاد کو قتل کر دیا تاکہ وہ ان کو چاہک کر دیں اور تاکہ وہ ان پر حق کے

دینتھیں۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوا قَدْ زُرْنَاهُمْ وَمَا يَشْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا هَذِهِ الْأَعْمَالُ

ایہ اگر خدا دیں۔ خدا رحمت والا ہے تو وہیں نہ کرتے۔ سو آپ ہی نہ ہو جو کھانا خیر کرتے ہیں اسے کھا دیتے۔ انہوں نے اپنے دلیل کے مطابق یہ کہا کہ جو کھانی

وَأَحْرُثُ جَعَلُوا لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْوِهِمْ ۝ وَالْأَعْمَالُ حَرِمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامُ لَا

کھاتی ہے جس پر پھل ہے اس کو کسی دوسری ملک کھائی کے لیے کوئی کام نہیں ہے۔ اور کچھ ہوتا ہے جسے جس کی بخشش تمام کی گئی ہے۔ اور کچھ ہوتا ہے

يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۝ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَقَالُوا

ہیں ہم یہ اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر بہتان چلاتے ہوئے ان کے عقوبت ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ وہ عقائد کرتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا

مَا بَقِيَ بَطُونِ هَذِهِ الْأَعْمَالُ خَالِصَةً لِّذِكْرِنَا وَمَحْرَمٌ عَلَى الْأَوْجَاعِ ۝ وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً

کہ جو کچھ ہوتا ہے ان کے بطن میں ہے اور یہ سب کچھ خالص ہے اور ان کی یاد میں ہے تمام قرآن و حدیث و کتب و کلام۔ اور اگر وہ مردہ ہو تو سب اس میں

فِيهِمْ فِي شُرَكَّاءَ ۝ سَيَجْزِيهِمْ وَصَلَّتْهُمْ ۝ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا

شرک ہیں۔ اور ان کے شرک میں اس بات کی سزا ہے کہ ان کو کرتے ہیں۔ یہ ایک اور حکمت ہے اور یہ ہے کہ ایک اور کلمہ اللہ میں ہے کہ جنہوں نے

أَوْ لَوْ كُنْتُمْ سَمَّاعِينَ بِلَهُمْ وَأَعَزَمُوا مَا زَالَتْهُمْ إِلَهُ أَفْتَرَاءَ عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا

تاریخ: ۱۳۹۷/۰۵/۰۵

وَمَا تَحْكُمُوا بِهِ يُدِينُ ۝

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

شرکیں کا اپنی اولاد کو قتل کرنا اور کھیتوں اور جانوروں کے بارے میں

(۱) بی طرف سے تحریر اور تحلیل کے قواعد ہونا

اس دنیا میں بدائی مافوق الفطرتی قوتوں کے تحریف دانے سے پہلے پوری دنیا جہالت، غفلت، ملامت، کفر و شرک سے بھری ہوئی تھی۔ عرب کے لوگ شرک بھی سمجھتے اور جاہل بھی، ان میں جہالت اور جاہلیت دونوں ہی طرز تہجد تھے۔ ہونی قومی طرز طرز کی تھی کہ کون کونسا کمال رکھتا تھا۔

[illegible]

اول تو یہ قریاں کہ جس سے مشرکین کاؤں کے شرکاء یعنی مشائخین نے اس پر آمادہ کر دیا کہ ان کی اولاد کو نقل کر میں اور ان کے اس عمل کا کوئی
نظر میں نہ ہو۔ مگر اس کے بعد عرب مشینوں کا نام و آواز کر دیتے تھے اور ذوق کی نقل کے بارے میں بھی اولاد کو نقل کر دیتے تھے جیسا کہ
مکرم کے بعد یہ مضمون آتا رہا۔

شیخین نے ان کی نظروں میں اللہ کے کئی کرتے کو بیان کر دیا تھا کہ وہ اس فعل میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے اور ذرا بھی محنت محسوس نہ کیا کرتے تھے۔ ان کی جگہ پر ان کے ہمراہیوں نے ان کو اس کام پر ہڑتاکر دیا کہ ان کو ہر بار کہیں اس میں سب سے بڑی بے پائی ہے کہ آفریت کے خطاب کے متعلق جو ہے اور ایک طرح سے بے پناہی کی بے پائی بھی ہے کیونکہ جب اللہ خود نہ تو تھوڑا سا بڑا کرتا تو آسمان نہیں بھی بن سکتا تھا۔ ہر ایک خدا کے اس فعل میں اس کی بے پائی بھی ہے۔

نور فؤاد (ٹاک ٹیکس پر یاد رکھیں) کے ساتھ وَالْبَسُوا عَلَيْهِمْ دِثْمَهُمْ بھی فرمایا (ٹاک ٹاک وہاں پرانے کے دین کے بارے میں)۔
 سال ۱۸۳۱ء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ لیسوا عسلاوا علیہم
 الشک فی دینہم و کانوا علی دین اسماعیل علیہ السلام فرجوا وہ یلبس الشیاطین۔ (ٹاک ٹاک انھیں اپنے دین کے
 بارے میں شک میں ڈالیں دین خود، و حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر حق شیطان کی تلمیذ کی وجہ سے اس سے ہٹ گئے)۔

مطلب یہ ہے کہ ان کو شیعہ نہیں بننے دیں گے اور ان کے بارے میں شک میں ڈال دیا جائے گا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے دین پر تھے۔ شیعہ نہیں کی تحسین کی جو اسے اس دین کو چھوڑنے پہلے اس کے بعد مشرکین عرب کی ایک اور مشرکہ جزاک کا ذکر ہوا اور وہ یہ کہ انہوں نے

موتیوں اور قیمتیوں کے بارے میں چند خوب کاریں تھیں وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان میں موتیوں کو ان کی حقیت کا استعمال پر نہیں کو ہوا
 نہیں ۱۰۰ تبتے تھے کہ ان کو صرف وہی لوگ نہا سکتے ہیں جو کہ ہم چاہیں۔ اپنے لیل باطل کے موافق انہوں نے حرام و حلال کے کھنڈہ اٹھائے ہا
 رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے جو چیز سب کے لیے حلال فرمائی اس کو بعض کے لیے حرام قرار دے دیا۔ علم اور تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کے
 قوانین میں ملے، یہ ہے اس کی قوت و جان فراموشی
 نے استعمال کرنا اور حرام قرار دے رکھا جس کی جگہ تیس آیت کریمہ صا جعل اللہ من دینہ حرمہ ولا تساکبہ ولا وحیلہ کے حلال میں
 لکھ چکی ہے۔ یہ لوگ ان چاروں کو ان کے نام پر گھڑ دیتے تھے اور ان پر سوار ہوتے اور بار بار دہائی کرتے کہ اے اللہ ہم سمجھتے تھے ان کو
 و انعم خرمہ فطہوا رہا میں جان فرمایا۔

خوب جانور ایسے بھی تھے جن کے بارے میں انہوں نے یہ سنے کہ رکھا تھا کہ جب ان کو اس کریم کے ان کے وقت اللہ کا
 نام نہیں لیں گے اور ایسی باتوں کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خواستہ دی ہے۔ حالانکہ یہ سب ان کے اپنے خود
 تراشیدہ وہاں تھے ان کی کڑیاں۔ و انعم لا یبدل کھڑون منم اللہ علیہا اللہ اعلم بحال ان کی سزا کے بارے میں ارشاد فرمایا۔
 سبحانہ بعد کا تو پھنڈوں ۵ (اللہ تعالیٰ ان کو اکثر یہ سزا دے گا جس جہت سے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں)
 مشرکین عرب نے جو حرام حلال کے خود ساختہ قوانین بنا رکھے تھے ان میں سے یہ بھی تھا کہ بعض جانوروں کے کھانے میں جو مل ہوا
 تھا اس کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ خاص جہر سے مرہوں کے لیے ہے اور ہر دینی جانور کو حرام ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب
 کچھ ذبح کیا ہو پھر کچھ مر دیا ہو تو کہتے کہ اس کو مر دہر سے سب کھ سکتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ فریج کو اس کے کھانے کی اجازت
 ہے اس تحلیل اور تحریم کا قانون بھی انہوں نے خود ہی جوڑ کر رکھا تھا وَقَالُوا مَا فِي ہٰذَا اَللّٰھُ عَلٰھُ اَللّٰھُ عَلٰھُ لَکُم مَّا دَھِش
یٰۤاٰھلِ الْاٰثٰرِ اِن کُن اٰھلِ خِیَاطَہِ کُرِیۃً یُّرَیۡمَہُ ہُوَ سَیۡرُ اَرۡشَہِہُ اَمَّا سِجۡرُہُمۡ وَضَلُّہُمۡ ہَا لَئِنۡ حَسِبۡتُمۡ عَلٰھِمۡ ۵ (اور انہیں
 اکثر یہ اس بات کی سزا دے گا کہ وہ جان کر رہے ہیں یہ ایک دھوکہ ۱۰ ہے علم ۱۰ ہے)

آفریں فرما، لَھِ عَسُو الدِّیۡنِ قُلُوۡا اِلَّا دَھۡمَ سُلَیۡمَۃً یُّعٰیۡرُ عَلٰھِ ۵ (بے شک شہرہ میں بگے جنہوں نے اپنی اولاد کو بے
 تقویٰ سے بلیغ کر کے قتل کیا کہ جو حسن خود اور دھوکہ علی اللہ علی اللہ (اور انہیں اللہ نے جو رزق عطا فرمایا اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے
 اسے حرام قرار دے لیا) قُلُوۡا عَلٰھِمۡ اَمَّا سِجۡرُہُمۡ وَضَلُّہُمۡ ۵ (بے شک یہ لوگ گمراہ ہوئے اور بے ایمانیت پہنچے ہا نہیں ہیں اور جو
 مشرکین کے شرکیہ خیالات اور رسوم و افعال اور خلافات مذکور ہوئے آفریں ان کی گمراہی اور ان کو اپنی سزا کا پہلی ذکر فرما یہ کہ یہ لوگ
 بالکل خسارہ میں پڑ گئے دیانیت گمراہ ہوئے اور آفریں کہ خطاب کے مستوجب ہوئے ان کو کوئی حق نہیں تھا کہ اپنی اولاد کو قتل کریں۔ گو
 یہ باپ تھے لیکن اللہ تعالیٰ سب کا خالق و مالک ہے۔ قتل کرنے والے اور مقتول اپنے سب اس کی حکمت ہیں۔ تاہم انہوں نے اللہ کی مخلوق کو
 قاتل قتل کرنے کا باپ اپنے اور لایا۔

یہ انہوں نے اللہ کے دینے ہوئے رزق کو حرام قرار دیا اور اس تحریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا۔ یہ سب خطاب آخرت میں عطا
 ہونے کی باتیں ہیں۔

قاعدہ کھڑکا، مشرکین کے معبودوں و بتوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ مشرکین نے ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا اور
 عبادت میں شریک کیا (اللہ اے اللہ اور شیا میں لیکن اور شیا میں ان اس کو بھی شرکا فرمایا ہے۔ جن کے کہنے پر مشرکین پہلے ہیں اور یہ سمجھتے

ہاجات اور کمیتیاں اور چوپائے انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے بڑے انعامات ہیں

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے اپنے ان انعامات کا ذکر کیا ہے اور اپنی مخلوق پر جنوں اور کھیتوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اولیٰ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے درخت کے پانچ پتے فرمائے، کچھ پائے ایسے ہیں جو مرد وراثت ہیں جن کی زمین جو زمینوں پر چڑھائی جاتی ہیں۔ جیسے کھجور کی اور بعض میزوں کی ٹھیکیں، اور بہت سے پائے ایسے ہیں جن کی شاخیں اور پتے چڑھائی جاتیں۔ اس دوسری قسم میں کھجور، آبلے، موزے ہیں جن کا پتہ ہوتا ہے ان کی مثل ہی نہیں ہوتی جیسے تھون، لہو، خیر، کھجور، آم، اور جیسے گیہوں وغیرہ جو اپنے منظر سے بے گز سے جتنے ہیں اور کچھ چیزیں لکڑی ہیں جن کی ٹھیکیں تو ہوتی ہیں لیکن انکے منظر میں بڑے چڑھائیں جاتا جیسے کھجور، بڑے لہو، وغیرہ اللہ تعالیٰ نے کسی درخت کو تنے والا بنایا اور اس کی کھنکھانے والا اس سب میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

جو چیزیں مثل ہوتی ہیں مومنہ و عبادت ہوتی ہیں جیسے تروڑ، بڑے بڑے کھیتی کے بارے میں فرمایا: وَالزَّوْجَ فَضْلًا كَلَّهٖ کہ اللہ تعالیٰ نے کھیتی پیدا فرمائی جس میں طرح طرح کے کھانے کی چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک سی آبلے اور ایک سی زمین سے نکلنے والے نخلوں میں کی قسم کا کھانا ہوتا ہے، پھر ان کے کھانا اور نخلوں اور ان کے بھی مختلف ہیں۔ صاحبِ عالم انقریل میں ۳۵۳ ص ۲۱ لکھتے ہیں: نسمرة و طعمہ مہا الحلو والحمض والجید والردی۔

یعنی کھیتوں کے پھل مختلف ہیں کوئی میٹھا ہے کوئی کٹا ہے کوئی بڑا میا ہے کوئی دلی ہے۔ پھر فرمایا: وَالزَّيْتُونُ وَالنَّخْلَانِ فَضْلًا یا فَیْسُ فَضْلًا یعنی اللہ تعالیٰ نے زیتون اور انار، پتھر، آبلے، موزے، اور سی آبلے کے پھل، دیکھنے میں دوسرے کے مقابلہ میں ہیں لیکن مزے میں مقابلہ نہیں ہوتے رنگ ایک اور مزہ مختلف ہوتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: كُلُوا مِنْ ثَمَرِہٖ اِذَا اُخْلَصَ اس کے پھلوں میں سے کھاؤ۔ جب وہ پھل لائے۔ وَاِذَا اُخْلَصَ يَوْمَ حَصَادِہٖ اور کوئی اس کے پھل کو ادا کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس حق سے پیداوار کی ذکوہ مراد ہے جو بعض صورتوں میں عطر یعنی ۱۱۰ اور بعض صورتوں میں نصف عطر ۱۱۰ واجب ہوتی ہے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ چونکہ ایک کدہ کیلئے ہے اور ذکوہ عید میں فرض ہوئی اس لئے اس سے ذکوہ کے علاوہ کھانا ہوں پر طریقی کار مراد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ شراب میں کھیتی کا لے کا حق لیر عین اللہ فرماید کہ یہ واجب تھا۔ پھر یہ واجب ذکوہ کی فرطیت سے منسوخ ہو گیا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ مذکورہ بالا آیت مدنی ہے (اگر یہ سورتہ کتبہ ہے) اس صورت میں پیداوار کی ذکوہ ضروری نہ ہوگی درست ہے۔ (کنز الدقائق ص ۳۸۸)

پیداوار کی ذکوہ کے مسائل سورہ بقرہ کی آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْوَدَّاعِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ کی تفسیر میں مذکور فرمایا۔

پھر فرمایا: وَلَا تَسْرِقُوا (اور سہ سے آگے مت نہ جاؤ) یہ ایک حد سے آگے نہ جاتے اور ان کو اللہ پرست نہیں فرماتا) عربی میں اسراف سے آگے نہ جاتے کو کہتے ہیں۔ یہ مقرر ہے سے اس لفظ کا ترجمہ فضول خرچی سے کیا جاتا ہے اور چونکہ اس میں بھی حد سے آگے نہ جانا ہے اس لیے یہ سنی بھی سمجھا جائے۔

اور فضول خرچی کے علاوہ جن افعال و احوال میں حد سے آگے نہ جانا ہے ان سب کے بارے میں لفظ اسراف مستعمل ہوتا ہے۔ اگر

کیا کیا چیزیں حرام ہیں

مشرکین عرب نے جانوروں کے کھانے پینے اور استعمال کرنے میں جو اپنی طرف سے قریح، جھلیل کا معادہ کر لیا تھا جس کا وہ پرک آیت میں مذکور ہو چکا ہے اس کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے میری طرف جو حق بھیجی ہے میں اس میں صرف ان چیزوں کو حرام بنایا ہوں۔

اول مردار (جو جانور غواہی موت سے مر جائے)

دوم دم و مسلوح یعنی پہلے والا طوق (پتہ) اس لئے لکھی کہ ذرا شرعی کے بعد جو جو طوق گوشت میں لگا رہ جاتا ہے اس کا کھانا ہرگز ہے۔ یعنی اگر کسی کو کھانا ہائز ہے، یہ دلوں اگرچہ خون ہیں لیکن محمدؐ ہونے کی وجہ سے دم مسلوح نہیں ہے۔

سوم خنزیر کا گوشت۔ اس کے بارے میں حفاظہ و حفظ فرمایا کہ وہ پورا کا پورا کھینچا جائے، پاک ہے۔ اس کا گوشت چربی بذی بال کوئی چیز بھی پاک نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نجس المین ہے اس لئے اس کا اپنے سے بھی اس کی کوئی چیز پاک نہ ہوگی۔ برخلاف دوسرے جانوروں کے کہ وہ پورا نجس بھی مر جائیں تب بھی ان کے بال اور بذی پاک نہ ہیں۔

چہر دم وہ جانور جس پر ذبح کرتے وقت طیرانہ کا نام لیا جائے۔ چار چیزوں کی حرمت جان فرما کر حالت اضطراری میں ذرا سا کھا لینے کی اجازت دینے کی جس سے وہ چار اچھے کھانے قریح طور پر جان بچ جائے اور وہاں سے اٹھ کر حال کھانے کی جگہ تک پہنچ سکے۔

ان چیزوں کی توضیح اور تشریح سورہ بقرہ کی آیت **أَسْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخنزِيرِ** (رواۃ ۳) اور سورہ، غدہ کی آیت **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ** (رواۃ ۱) کے ذیل میں گذار چکی ہے۔

آیت ہاں میں یہ بتا رہا ہے کہ کسی چیز کی حرمت علت کا فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے اور وہی صرف انبیاء کرام علیہم السلام پر ہی آتی تھی۔ انحضرت ﷺ آخر فرمایا تھے اس لئے اللہ کی وہی کا اٹھا صرف آپ پر نہ لیا اور آپ پر اس وقت تک جو حق آتی تھی اس کے موافق صرف مذکورہ چار چیزیں حرام تھیں بعد میں دوسری چیزوں کی حرمت بھی نازل ہوئی جو سورہ، غدہ میں مذکور ہیں۔

حالت ہر حرمت کا اصول ابتدائی طور پر سورہ اعراف میں **يُحَلِّلُ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يَنْهَى عَنْكُمُ الْفَحِشَاتِ** فرمایا کہ یہ ان فرمایا ہے۔ لہذا کوئی شخص آیت ہاں سے پاشندہ ال نہیں کر سکتا کہ ذکر وہ چار چیزوں کے علاوہ باقی سب حلال ہیں کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب قرآن مجید نازل ہوا تھا اس کے بعد بہت سے احکام نازل ہوئے۔

یہودیوں پر ان کی عبادت کی وجہ سے بعض چیزیں حرام کر دی گئی تھیں..... مگر بعض ان چیزوں کا تذکرہ فرمایا جو یہودیوں پر حرام کر دی گئی تھیں اور راستہ گھر کے لیے حلال ہیں۔ ان حرام کردہ چیزوں میں اول تو وہ جانور تھے جو تاجن دالے ہیں۔ تاغین دالے ہاں کدوں سے وہ جانور مردہ ہیں جن کا پیر یا کھر پھاننا حرام ہے۔ جیسے اونٹ اور خر مرغی اور مرغ۔

حضرت امی مہاشن حضرت سعید بن جبیر حضرت قتادہ اور حضرت مجاہد نے اس کی بکلی تفسیر فرمائی ہے۔ اونٹ کے دسے میں گنہر چکا ہے کہ حالت ایسا ہے میں یہ حلال تھا مگر حضرت امروکل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کو اپنے گھس پر حرام قرار دے دیا تھا۔ مگر رواجی طور پر ان کی اولاد میں اونٹ کی حرمت چلی آئی۔

مگر شریعت موسیٰ میں بھی ان کی سرائیکل ہاونٹ کا گوشت اور وہ حرام ہا قال النسطری فی المداوکی قلنا اولت النورۃ علی موسیٰ حرم علیہم فیہا لحوم الابل والینہا لحریم اسرائیل ذالک علی اللہ و اجمع تفسیر قولہ تعالیٰ

الْبَاطِلَةُ: فَمَنْ شَاءَ لِيَذْرِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٠﴾ قُلْ هَلْ مِمَّنْ شَهِدَ آتَكُمْ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ

[illegible]

إِنَّهُ حَقٌّ عَلَيْنَا، وَإِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَشْهَدُ مَعَهُ، وَلَا تَكْفُرْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَخْلُفُونَ ﴿٥٠﴾

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

انہوں کا جتنا یہ حرافہ ہے کہ نہ بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ بہت بڑی بھی مایوسی ہو جاتا ہے کہ اپنی رائے اور اپنی طبیعت کے مطابق کام بھی کرنا ہوں اور جو شخص نہ ہو گا تو یہ چاہ کرے کہ وہ اب اسے اس کام میں بھی بند کر دے اور اس کے لیے طرے طرے کی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً کہ تو یہ بتاؤ کہ جو تیرا حق ہے اس کا بھی ملے گا کہ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں حالانکہ وہی خالق مالک اور خالق ہے اور تو ہی طرف سے اسے حق ہی کی تلقین میں تو بھی نہیں دیکھتا ہے کہ اسے دیا اور حق اپنی دین و دنیا پر اقرار دیتے ہیں تو اس کے جواب میں شریکوں نے یہ بہت نکالنے کا جوہر کر دیا ہے وہ سب اس حق کی طبیعت سے نہ آتے ہیں۔ ہم نے اور ہر دے والے آپ لوگوں نے جو شریک کیا اور جو حوالے دیے ہیں وہ تمام اس حق کی طبیعت اور ارادے سے نکلا کر وہ ہمارے اس مقصد کو غلط ہے اور اس سے بڑا تو کسی

اس کی باتیں کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اہل حق اور اہل باطل سے براہی بنی تو تمہیں ان کا مومن ٹوڑنے کی ضرورت اس کے جواب میں فرمیں۔ کلمات کعبہ الدین میں قبلہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان لوگوں نے جنت شمالی اور جہنم کی تمثیل کی یہاں تک کہ ہوا و ارض چکر لگاتی تھیں یہ ثابت بھی تھا یہ کہ وہ جہنم کے خلاف کاٹھنہ بنا چاہتے۔

اس وجہ سے جواب میں قبل صریحاً ہے۔۔۔ اور میں یہاں بھی نے کہ اہل باطل سے براہی بن کر تمہیں شک نہ ہو کہ تمہارے بھائی اس کے جواب میں فرمیں۔۔۔

[illegible]

یہ جرم ہے، بلکہ ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعی نہ جانتا تو ہمیں بھی شرک پر کیوں قائل ہوئے؟ اور اگر ہم اپنی طرف سے چڑوں کو ایسے ملامت قرار دے آجے، لیکن جاہل ہے، عقل مفید راہ کی دنیاں سے کہیں اگلے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یہ سب اہل ایمان و ایمان کے لیے ہیجہ ہر دشمنان اسی صورت میں ہو سکتا ہے، چونکہ مل کرنے والوں و اہل علم سے کہے کہیں اور اور اور ہوا کی کچھ ہے، کہے کہیں ان کو مل کر نہ ہو سکتا، بلکہ یہ ہر نہ کرنے کی بجلی، اگر انسان کو گنگو کی طور پر لکھ کر دیا جاتا کہ خواہی خواہی خواہی مل ضروری کرنے کے اور مل کر نہ

اسا میں قوم جس کی انہوں نے آیتیں بہت کچھ پڑھائیں اور انہیں حضرت شوبہ بن اسلمہ پر امتحانات کرتے تھے اور آیت نئی پر آیت نیا ان میں سے خطاب میں جھگڑا ہو اور ایک کچھ کہہ کر دیکھتے تھے سب جاک ہو گئے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ میں مذکور ہے۔

ناپ تول میں کی کرنے کا وہابی۔۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ناپ تول کرنے کا وہابیوں سے ارشاد فرمایا کہ وہاں قوم نکال لی ہو پیچ و بچ میں جھگڑا کئے گئے جن کے ہارے میں تم سے پہلی آیتیں جاک ہو چکی ہیں۔

(مفسر جامع ص ۱۵۰ (ترجمہ)

مطلب یہ ہے کہ ناپ تول میں ہی خدا کا اس حرکت کی وجہ سے کثرت افعال پر خطاب آپ کا ہے۔ مولانا امجد علی صاحب نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ جس قوم میں خیانت کا وہابی ہو جائے انہوں کے دلوں میں رعب داخل ہو گا۔ اور جس قوم میں زنا کاری پھیل جائے ان میں موت زیادہ ہو گی اور جو ناپ تول میں کی کرے ان کا روزی قطع ہو جائے گا اور لوگ حق پسند کریں گے ان میں قتل و خون نہ ہو جائے گا اور جو لوگ عہد کی خلاف ورزی کریں گے ان میں شکنجہ مسلط ہو جائے گا۔

ساتھ ہی فرمایا کہ مختلف حصہ الا وضعها کہ تم کسی جان و مال کی حفاظت سے نہ دو گے اور ان کے گھر میں آیتیں ہذا میں وہاں م کے جہان میں دینی خواہش نہیں ہے۔

قال المصنف فی معالم التنزیل ص ۱۳۲ ج ۲ مفسرہ بکلف المعطى اکثر مما اوجب عليه وله بکلف صاحب الحق لو اصابا من حقه حتى لا یصلی نفسه علیہ بل امر کل واحد منهما بما یسعدہ وما لا یضرہ علیہ (۱) اور (توقی معالم التنزیل ص ۱۳۲ ج ۲) میں کہتے ہیں یعنی دینے والے کو واجب سے زیادہ دینے کا کلف نہیں ہے نہ آپا اور صاحب حق کو اپنے حق سے کم دینے کا کلف نہیں ہے نہ آپا بیکہ دلوں کا معاملہ رحمت ہے نہ کسی پر بھی تکی نہیں ہے۔

فائدہ۔۔۔۔۔ جس طرح ناپ تول میں کی کرنا حرام ہے اسی طرح جنت میں ان کو ادھار دینا حرام ہے اور جہنم میں بھی جہنمی حرام ہے اور جنت کی حد سے اس کا محکوم کرنا جس کی عداوت کی ہے۔ یہ سب حرام ہے اور جس حکاموں میں حد رحمت کرنا حرام ہے ان کی عداوت بھی حرام ہے اور جہنمی پر مشدد ہے۔

انصاف کی بات کرنا۔۔۔۔۔ (۸) جب قیامت کہو انصاف کی بات کہو۔ اور یہ خود کچھ کہہ رہی انصاف کی بات کہ جس کے مخالف پر سے۔ ماضی وچہ حق کے موافق دلائل و انصاف کرنا حق کے موافق فیصلہ کرنا اور تجدید اور ترمیم واز و اور اس کے مخالف بھی کوای دینی ہے اور اس کے خلاف حق کا فیصلہ کرنا ہے اور اولیٰ

الذین امنوا یحکموا فیما بینہم باللفظ شہدائہ للہ والقرع علی فیصلہ حکم کی تفسیر میں مذکور ہے۔

اللہ کے عہد کو پورا کرو۔۔۔۔۔ (۹) اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔ یہ چھوٹا سورۃ بقرہ کے تیسرے رکوع اور سورۃ مائدہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں مذکور ہے اور بعد اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ سے عہد ہے کہ وہ ان کا حق قبول کریں گے۔ اور اس کے مطابق چلیں گے۔ اور جس چیز میں سے منع کیا ہے ان سے اجتناب کریں گے۔ اور جو امنی عہد پر قائم ہے۔ اور اللہ ہر حکم کا جو عہد یا قہر و سارے ہی انسانوں سے لیا گیا تھا اور سب ہی نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا اقرار کیا تھا۔ پھر اس قہر و اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نے یاد دلایا انہیں پر لازم ہے کہ ان عہد کی پاسداری کرے۔ اور اپنے عقیدہ اور عمل سے اللہ تعالیٰ کی رویت کا اقرار کرے اور اس دینی کا قول کرے اور اللہ تعالیٰ سے بچا ہے۔

ان امور کو جان کر اور ادا فرمایا دلکم وعلکم بہ علیکم الذکر ذلک (یہ وہ چیز ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے تم کو یاد کیا ہے اور تم پر

اسی طرح یہ بات کہ جس پر کتاب نازل ہوئی تو ہم یہاں کرتے اور یوں عمل کر کے جو بد روایات اور خوب بدعت چن چن کر جاہلیت میں آئے بدعتیں اس بار سے جس بھی ان پر جہت پڑی ہوئی مثلاً کوئی شخص یہ افکار پیش کرے کہ قرآن تو عربی زبان میں نازل ہوا اور عربی عربی زبان نہیں جانتیں ان کی جہت کا کیا جواب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل عرب کی زبان میں نازل فرمایا یہ ان کے ساتھ خصوصاً انتہام ہے۔ اگر انہی کوئی کسی اور زبان میں نازل فرما دیا اور سارے انسانوں کو اس کے اتباع کا حکم دیا جن میں اہل عرب بھی تھے تو یہ بھی صحیح ہوتا۔ ساری مخلوق اس کی نواہی ہے وہ کسی کا پابند نہیں اس نے عربی میں قرآن مجید نازل فرمایا اور تمام انھیں اللہ کا کلام کے طور پر سمجھنے اور پورا سارے عالم کے انسانوں کو اپنے آخری رسول اور آخری کتاب پر ایمان لانے کا تکلف فرمایا۔

قرآن مجید کا مفہوم لسانی (سب لوگوں کے لیے جاہلیت) فرمایا اور سید المرسلین کے بارے میں فرمایا "موسماً تو سلاطین الا کافۃ للسان فیضوا و لغتوا" (اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لیے شریعت دینا کہ اس سے آپ کی عمومی ہدایت کا نظیو فرمادیا۔ سارے انسانوں کو آپ کی ہدایت بخانی تھی ہے۔ آپ جو شخص اللہ تعالیٰ کی جاہلیت پر ایمان نہ لائے اپنا راہ خود کرے گا اس لئے کہ تمہیں کہنے تھے کہ ہم سے پہلے دہقوں پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم پر انہی کوئی عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں اپنی آخری کتاب نازل فرمادیا اور عربوں کو حکم دیا کہ تم اس کا اتباع کرو اس پر بھی کسی کو کچھ اعتراض کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ جب اللہ جل شانہ نے سارے انسانوں کو قرآن کے اتباع کا حکم دیا تو سب پر لازم ہے کہ اس کے احکام کو سمجھیں۔

قرآن مجید کو چھ مہینے اور پانچ ماہ تک پورے عالم میں پھیلانے میں چار مہینے میں نے اسلام قبول کر لیا اور سب پڑھنے پڑھانے میں اور اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی تفسیر میں زیادہ تر غیر عربی نے بھی ہیں۔

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ كُذِّبَتْهُمْ الْمَلِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۝

یہ لوگ ہیں اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ ان کے وہ فرشتے آجائیں (آپ کا رب آجائے) آپ نے رب کی آیتوں میں سے کوئی انکار آجائے

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا رِجْسًا لَهَا لَمْ تُكُنْ أَمَنَّا مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ

جس دن آجائے رب کی آیتوں میں سے ایک کھلی آجائے گی۔ تو کسی شخص کو اس کا ایمان نہ ہوگا جو پہلے بدعت میں ہو تھا۔ جس نے اپنے ایمان میں

فِي رِجْسٍ لَهَا خَيْرًا ۚ فَلْيَنْظُرُوا إِنَّمَا تُنْظَرُونَ ۝

کوئی شک نہیں کیا۔ آپ نے بدعت پر غور کیا کہ ہم انتظار کر رہے ہیں۔

جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا کسی کا ایمان اور تو پتہ چلے گا کہ اس کی باتوں کے

کبلی آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس جو بادشاہ جہت آجائے قرآن نازل ہو چکا ہے جو جاہلیت ہے اور رحمت ہے اور اس آیت میں یہ فرمایا کہ حق واضح ہونے کے بعد اور جاہلیت مٹنے جانے کے بعد آپ کسی انتظار میں نہیں حق قبول کرو اور جاہلیت پر آپ کو آپ بھی حق قبول نہیں کرتے تو کیا انتظار ہے (ان کا حلف یہاں ہے) جیسے اسی انتظار میں ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آجائیں یا اللہ تعالیٰ ہی ان کے پاس پہنچ جائے یا اللہ تعالیٰ کی شخص بذاتِ تعالیٰ کے انتظار میں ہیں لیکن جس دن اس کی ایک کھلی ظاہر ہو جائے گی تو کسی کا فرق اس وقت اس کا ایمان نہ لائے گا اور جو کوئی صاحب ایمان یا عقلمند میں جھکا ہو جس نے اپنے ایمان میں کوئی عمل خیر نہ

کیا وہ اس کی بھی تو قبول نہ ہوگی۔

اور وہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نذر ایک ایمان بالغیب معترف ہے جب انھوں نے یہ کیا تو اس کے بعد ایمان معترف ہو گا وہ قیامت ہوگی تو اس وقت سب مؤمن ہو جائیں گے مگر اس وقت ایمان الہی ہو گا کہ وہ خدا سے گا۔ کچھ سے سورج اٹھتا بہت بڑی کشتی ہے اس وقت جو شخص ایمان الہی کا قبول نہ ہو گا۔ جو شخص کتاہوں میں جھکا ہو اور موت کے فرشتے نظر آئے تو اس وقت کی تو قبول نہیں اس سے پہلے جو توہم کی جائے اور قبول ہے کچھ سے سورج نکل آنے کے بعد مگر طرح کسی کا ایمان قبول نہیں اسی طرح تو یہ بھی قبول نہیں ہوگی۔

مکہ بخاری میں ص ۶۹ ج ۲ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ کچھ سے سورج طلوع نہ ہو۔ ۳۔ جب سورج (کچھ سے) اٹھے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی شخص کا ایمان قطع نہ ہو گا اس کے بعد آپ نے آیت ۱۵۱ اور ۱۵۲ فرمائی۔

حضرت صفوان بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف ایک دروازہ کھولا ہے جہاں تک چڑا ہے کہ اس کی دیواروں پر جانوں کے درمیان ستر سال تک چل سکتے ہیں یہ دروازہ تو پہلا دروازہ ہے۔ جب تک اس کی جانب سے سورج نہیں اٹھے گا اس وقت تک زندہ کیا جائے گا اور اس وقت تک تو یہ قبول ہوئی رہے گی کہ اللہ عزوجل نے یوم یقینی بعضی اہانت و تنک لا یقطع لکنا انھما لہم لیکن اھانت جن قبلہ و جس اسی کو جان فرمایا ہے۔ (روایت بخاری ص ۶۹ ج ۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت متقطع نہ ہوگی جب تک کہ تو یہ متقطع نہ ہوگی۔ اور جب تک کچھ سے سورج نہ اٹھے گا۔ (روایت بخاری ص ۶۹ ج ۲) کچھ سے سورج کا اٹھنا قیامت کے قریب ہو گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض فرمایا کہ ظہر ہونے کے بعد اس سے سب سے پہلی کشتی کچھ سے سورج کا اٹھنا اور آپ ﷺ کا ظہر ہونا ہے جو چاشت کے وقت لوگوں پر ظہر ہو گا۔ ان دیواروں میں سے جو اگلی ظہر ہوگی دوسری کشتی اس کے بعد قریب ہی زمانہ میں ظہر ہو جائے گی۔ (روایت مسلم ص ۳۳ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض فرمایا کہ میں جزی میں جب ان کا ظہر ہو گا تو کسی شخص کو اس کا ایمان لگتا نہ ہو گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ اور جس نے اپنے ایمان میں کسی ٹھیکہ کا کام نہ کیا ہو گا (۱) کچھ سے سورج کا اٹھنا۔ (۲) وہاں کا ظہر ہو گا۔ (۳) اولیٰ الارض کا اٹھنا۔ (روایت مسلم ص ۳۳ ج ۲)

اولیٰ الارض کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورہ قمر کی آیت ۱۰ اور واقع القول علیہم اخرجنا للہم ذائقۃ بین الازھن (الایہ) کے ذیل میں اصرار سے نقل کی جائے گی۔ آخر میں فرمایا قل انھم یظنوا انہم یستظرون ان اس میں تہذیب ہے کہ ضرور حق کے بعد ایمان نہیں آئے تو کب ایمان آئیں گے؟ جب کچھ کی طرف سے سورج نکلے گا وہی کشتی ظہر ہوگی کیا اس وقت ایمان لائیں گے لیکن اس وقت ایمان الہی قبول نہ ہو گا لہذا اس سے پہلے ایمان لے آؤ۔ اگر ایمان نہیں آئے تو انھار کرتے رہو مگر ہم انھار کرتے ہیں یا ان کو دہرائے جائے گا کہ تم کو کچھ سے سورج کا ظہر اب ہر شے اگر قرار دوں گے اور مؤمنین جنت میں جائیں گے۔

فائدہ۔..... وقت و یا کسی پر ایمان رکھنے والے بعض لوگ مغرب سے سورج نکلے گا کہل سمجھتے ہیں۔ یہاں کی جہالت کی باتیں ہیں۔ اللہ جل شانہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے سورج کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس کو آخر فرمایا ہے اور اسی نے سورج کا نظام مقرر

فرمایا ہے کہ وہ اس طرف سے لنگھتا اور اس طرف سے چھپ جاتے اسے یہ بھی قدر دہ ہے کہ سورج کو غروب دلی جہت پر پہنچا کر وہاں اسی جانب لے آئے جو سر سے وہ کیا ہے اس حقیقت کو **فَلَا يَخْضِبُ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ** میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کو مشرق سے نکالے گا اور مغرب میں چھپا دیتا ہے۔ بلکہ دونوں جہات کا نام مشرق مغرب ہی اطلاق غروب کی وجہ سے رکھا گیا اگر اللہ تعالیٰ شانہ آفتاب کی گردش کا حکم یہاں مقرر فرمائے کہ جس جانب میں غروب ہو جائے اس جانب سے نکلا کر آفتاب کو طلوع ہونے والی جانب کو مشرق اور اس کی مقابل جانب کو مغرب کہا جائے گا۔

فائدہ..... مسلمان کثیر میں ۱۴۳۲ھ جلد ۲ نے نکالیں اس مرد پر حضرت عبداللہ بن ابی قحافہ سے مروی ماقول کیا ہے کہ مجھ سے سورج نکلنے سے پہلے ایک رات غیبی باتوں کے برابر ہو جائے گی۔ لوگ گھبرا اٹھیں گے کہ کیا ہوئی یہی نہیں اور کچھ نہیں کہے۔ گھبرا کر مسجدوں کی طرف چلے جائیں گے۔ اچانک مجھ کی جانب سے سورج نکل آئے گا اور آسمان کے درمیان تک پہنچ کر وہاں ہو جائے گا اور اس کے بعد اپنے اسی طبقے سے نکلے گا جہاں سے نکلا کرتا تھا۔

مسلمان کثیر نے روایت نقل کر کے کوئی کام نہیں کیا صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور صحاح ستہ میں نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَقَالُوا شَيْعًا لَّنْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ

ہے کہ جن لوگوں نے اپنے رب میں تفریق کر دی اور کہہ کر کہہ دی کہ آپ کا رب سے کوئی شے نہیں، اس میں کمال

إِلَى اللَّهِ تُدْعَيْنَهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۵﴾

اللہ ہی کے واسطے ہے۔ ان کے وہ کام ہیں کہ انہوں نے کیا اور کیا کرتے تھے۔

دین میں تفریق کرنے والوں سے آپ بری ہیں

انسان میں سب سے بڑی بیماری تو یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کو نہ مانے یا مانے لیکن اس کے ساتھ شرک کرے اور اس نے جو حضرات انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اور میرا پناہ دین بھیجے اس کی تکذیب کرے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اور اس کے دین کو چھوڑ دے۔ اور دوسری گمراہی یہ ہے کہ وہ اللہ کو بھی مانے اس کے بھیجے ہوئے دین کے مانے گا اور ادا بھی ہو لیکن اللہ کے دین میں اپنی طرف سے ایسی باتیں داخل کر دے جو اللہ تعالیٰ کے دین میں نہیں ہیں۔ شیطان کی یہ بہت بڑی چالاکی ہے۔ بہت سے لوگ جو یوں کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے دین کو قبول کیا جو اس نے اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ بھیجا۔ اس میں بعض لوگوں پر شیطان اپنا ہتھیار چاڑھا ہے اور ان کو ایسے افکار و آراء اور اہم و ہام و بڑا بڑا دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ خداوند تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دین کے دائرہ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے خیال میں دین کے دائرہ میں ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں دین سے خارج ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ کے قبول بندے ہیں لیکن وہ بارگاہ خداوندی سے مرور ہوتے ہیں۔ اس سمت سے پہلے جو باتیں گزری ہیں انہوں نے انکی حرکتیں کیں۔ یہ وہ نصیحت کی کہ گمراہی سے صرف ہی ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا وہ اب بھی ہے کہ ہم اللہ کے مغرب بندے ہیں لیکن اللہ کے دین کو چھوڑ کر جس کی بنیاد یہ تو حید پر ہے شرک ہو گئے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے اور ان کے قتل کے ورپے ہو گئے۔

کرنے کے بعد اہل بدعت کا حال بیان فرمایا کہ اہل بدعت کا حال اہل شرک سے بھی نہیں ہے۔

گھر کا فرقوں کا تذکرہ شیطان اس گھر میں ابھر جاتا ہے کہ انسانوں کو ایسے گمراہی پر لگا دے کہ وہ اہل حق کو اپنی قوم میں سے نہیں دیکھتے۔

پھر جہان کے امت مسلمہ کے ساتھ اہل حق پر چلے گا، شک و شبہ سے متاثر نہ ہوں گا، کوئی ایسی بات نہیں سمجھتا کہ وہ اہل حق کے خلاف ہوئی ہیں۔ وہی امتوں کے ساتھ جو اس نے فرشتوں کی اس امت کے ساتھ اس کا وہی طرز عمل ہے۔ اہل ایمان کے دلوں میں ایسی چیزیں نہ آتے ہیں کہ گمراہی کی چیزیں ہیں اور ان چیزوں کے اختیار کرنے سے ایمان پر ہمارا جتنا ہے جتنے طور و عرق میں اس امت میں گمراہی ہیں اور اب جو عوام ہیں ایمان کا نام پڑھتے ہوئے بھی کلمہ حقیر کہہ دیتے ہیں۔ اور چونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو گمراہی سمجھتے ہیں اس لئے تو یہ بھی نہیں کرتے، وہ لوگ اپنے ایمان کے اندر اللہ تعالیٰ کا حلول مانتے ہیں اور جو لوگ قرآن کی قرابت کے حامل ہیں اور جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں۔ اور جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سحر میں اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں، ان سے ان لوگوں کو شک و شبہ اب اسے کمال کی سب لوگ سمجھا دیتے ہیں۔ اسلام سے خدائی ہیں اور انہیں غیبت کا ان سے جانتے ہیں۔

پھر انہی انہی ایسی بدعت اعتقاد میں ہیں جو کہ اسلام کے کمال کی گمراہی داخل کر دے۔ تو شیطان اسے اہل بدعت میں دھکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اہل بدعت نے طعن طعن کی بدعتیں نکال دی ہیں۔ اور ان بدعت کی وجہ سے بہت سے فرقے چلے ہوئے ہیں جو کہ بدعت کے اہل میں ہیں ان میں ایسی کچھ چیزیں ہیں جو کہ اہل بدعت کو اب تکہ کرتے ہیں اور میں مل کر لکھی سمجھتے ہیں اس سے تو یہ کہیں کر سکتے ہیں۔

بدعت اعتقاد میں یہ کچھ اس کے اندر کرنے والوں کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو مصائب اور آفات پہنچاتا ہے۔ غصہ اور حسد کی بیج ہے۔ تو انہی انہی گمراہی میں ہوا کہتے ہیں جو لوگ بدعتیں نکالتے ہیں اور قرآن وحدیث کی طرف رجوع نہیں کرتے جو اپنی کچھ سمجھتا ہے اور جو انہی گمراہی میں چلتا ہے اس میں داخل کر لیتے ہیں۔ انہیں ان کا کچھ ذکر یہ عمل قرآن وحدیث سے بہت نہیں سمجھتے اور انہی میں سے بہت ہیں۔ مسلمان پر پڑنے سے ان کے اہل انہی نہیں ہوتے۔ بدعتیں ان کے اندر بھی نہیں چلتی ہیں۔ ان بدعتوں کی وجہ سے بہت سے فرقے وجود میں آجاتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت پر ضروری زمانے کا جیسا فی امرائیں پر آیا تھا (پہلی طرف ان کے مطابق عمل کریں گے) جیسا کہ ایک جہاں دوسرے جہاں کے موافق حکم ہوا تھا ہے حتیٰ کہ اگر فی امرائیں میں سے کسی نے اپنی اہل سے حکم لیا، کیا تھا تو میری امت میں سے کبھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کریں گے۔ (بخاری) کہ فی امرائیں کے حکم فرماتے ہو گئے تھے۔ میری امت کے حکم فرماتے ہوئے ہوں گے۔ یہ سب فرقے اور ان میں ہوں گے۔ سوائے ایک ملت کے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہی ہے جو جنت والی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم انا علیہ وارضائی لا کہ جس ملت اور دین پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں وہ جنت والی ہے۔ (ابن ماجہ)

اب سارے فرقے گمراہی میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی دین پر تھے اور جو لوگ اس طریق سے چلے سوائے انہی انہی انہی میں ہیں۔ اور خاص طور پر وہ لوگ گمراہی میں ہیں جو حضرت صحابہؓ میں سے تھے جو کہ مسلمان ہی نہیں مانتے۔ اور جو لوگ ان میں سے کچھ سوائے انہی ہیں اور ان

النکاح ، وانطلق المفسر بالفقر واظلم منه العسر واطل (اليتلوكم) ای بعضکم بعض ، ثم حوّلهم فقال (انّ) وثلث سرّيع العتاب (لن عصاب) (وامة لعفور زحيم) لمن اطاعة ، وقال "سرّيع العتاب" مع وصفه سخطه بالامهال ومع ان عتاب النّار في الاخرة ، لان كل انت قريب فهو سرّيع على هذا ، كما قال تعالى : وما انتز السّاعة الا كحلق العسر او نحو القرب وقال : "وسرّية بعينها وثرة قرب" "ويكونون ايضا سرّيع العتاب لمن استحققه في دار الدنيا فيكون لحقها" المواقف العظيمة على هذه الجهة والله اعلم . (علامہ رحمہ اللہ) تحریر فرماتے ہیں :
 انّ الدخول في دار فرما ، وهو الذي جعلكم حلف الاخرى اس میں خلافت جمع ہے حلیفہ کی جیسے کہ بحر الخلیف جمع ہے بحر جمعہ کی اور برہنہ ایک کے گناہ جانے کے بعد آئے وہ مخفی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی احسن کا خلیفہ اور سائبہ زہراؤں کا ولی قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرما : وزفیع بعضکم فوق بعض ، اور تم میں سے بعض پر بلند یعنی غفلت میں روزی میں تقدیر اور صحت میں اور علم افضل میں "الوجہ" صرف ترک کے خلاف ہونے کی وجہ سے محبوب ہے یعنی الیہ رجعت "اليتلوكم" یا مائے حب سے محبوب اور اذکار کا حق احقان ہے یعنی تا کہ تم سے وہ اعمال ظاہر کر دے جن کا انجام انہما میرا ہے اور اللہ تعالیٰ اس طرح کہائیں کر کے ہم حاصل کرنے سے نفی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرما : انّ الدخول في دار فرما اس سے ظہر کا قضا کی اور حلدت کا احقان ہے اور ہر لی سے کیا اور اس سے بحر مطلب ہے اور بعض نے کہا "اليتلوكم" کا مطلب یہ ہے تمہیں ایک دوسرے کے گناہ یاد آئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تک میرا آپ جلدی سزا دینے والا ہے ، فرمایا کہ کرنے والے کو دوا دے ، غفور زحيم ہے اس کے لیے جس نے اس کی اطاعت کی اور ہر ایک حق تعالیٰ کی قدرت سب سے بڑا بھی ہے اور سزا آخرت میں ہوگی فرمایا جلد سزا دینے والا اس کے کو بر آنے والی قریب ہوتی ہے اور اس طرح جلدی آنے والی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : واما انتز السّاعة الا كحلق العسر او نحو القرب ، اور حلدت کا معاملہ اس آیت کی جھپٹکی طرح ہے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور فرمایا : يروؤة بعينها وثرة قرباً ۔ کہ وہ اسے اور دیکھتے ہیں حالانکہ ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ اور جو دنیا میں سزا کا مستحق ہے اس کے لئے بھی جلد سزا دینے والا ہے۔ اس لحاظ سے گناہ کے معاملے کے لئے یہ جملہ ممکن ہے۔

وقال صاحب الروح ص ۱۷ ج ۵ : وروى الذي جعلكم حلف الاخرى ، اي يخلف بعضكم بعضا كلما مضى قرن جدد قرن حتى تقوم الساعة ولا يكون ذلك الا من عالم مدبر ، والى هذا ذهب الحسن او جعلكم خلفاء الله تعالى في ارضه تنصرون فيها كما قيل ، والخطاب عليهما عام وقيل : الخطاب لهذا الامة ، وروى ذلك عن السدي اي جعلكم خلفاء الامة السالفة (و زفیع بعضکم فوق بعض) یعنی بعض علی بعض الفصل والعنسی کما روی عن مقاتل (ذخات) کثیرة متفاوتة (اليتلوكم فی ما النکاح) ای لیجعلکم معاملة من یسلیکم لیظفر ما ذا فعلون معا برضیه وما لا برضیه (ان زکات) تجرید الخطاب لرسول الله صلی الله علیه وسلم مع اصحابه اسم الرب الیه علیه الصلوة والسلام لا براز مزید اللطف به صلی الله علیه وسلم (سرّيع العتاب) ای عقاب سبحاته الاخری سرّيع الامان لمن لم يراع حقوق ما آتاه لان كل انت قريب ، او سرّيع السلام عند اوداه لعلّاه سبحاته عن استعمال السادی والامات احد (صاحب روح المعانی) فرماتے ہیں : وهو الذي جعلكم حلف الاخرى یعنی تم میں سے بعض بعض کا خلیفہ بناتے ہیں۔ جب ایک دور گزرے گا تو دوسرا آجے گا تو یہاں تک کہ قسمت آجے گی کہ ہر سب ایک صاحب علم اور صاحب برہنہ کی طرف سے ہی ہو رہا ہے۔ حضرت حسن کی سب کا واسطے ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے جس میں تصرف کرتے ہو۔ جیسا کہ بعض نے کہا کہ دونوں یہ خطاب عام ہے۔ بعض نے

کہا خطاب اس امت سے ہے اور حضرت سدی سے مروی ہے یعنی تمہیں گنوشتہ امتوں کا حلیف بنایا اور بعض کا بعض پر فضیلت و فوقیالی میں بشری عطا فرمائی ہے جس کا حضرت متاکا سے مروی ہے کہ جو حالت صحت سارے خلف درجن میں "یَسْتَلُوْا تَحْتَهُ فَمَنْ اَعْلَاهُمْ" یعنی قبیلہ سے ساتھ آؤ انہیں اس کا معاملہ کرے کہ کیسے تم اس کو راضی کرنے والے کام کرتے ہو یا راضی کرنے والے "وَلَا تَقْلَبْ وَجْہَکَ سِوَاہُ" کے حاکم حضور ﷺ کو خطاب کرنا آپ ﷺ کو علیہ السلامات سے گوارا نہ کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ "تَسْبِیحُ الْعِبَادِ" یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف اس کے لئے جلدی آنے والی ہے جس نے اس کی طرف سے ملنے والے حکام کے حقوق ادا نہ کئے۔ کیونکہ یہ آنے والی چیز قریب ہے، یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ارادہ فرماتے ہیں تو وہ بہت جلدی سے تمام ہونے والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسباب و آلات کے استعمال کی عقلانی سے پاک ہیں۔

فائدہ دیا گیا جس جو اللہ تعالیٰ نے فرق مراتب رکھا ہے اس کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ جس کسی کے پاس کوئی نعمت ہے وہ اس نعمت پر شکر ادا کرے اور جو اس سے کم مشیت کے لوگ ہیں ان کو کچھ کم صبر حاصل کریں اور بار بار مراقبہ کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہمیں مخلوق سے بڑھ کر دیا جاتا، اگر اس طرح غور کریں گے تو دوسروں کو حقیر جانیں گے اور اللہ تعالیٰ کا شہری کریں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص ایسے شخص کو دیکھے جو مال اور عقل سمیت اس سے بڑھ کر ہے تو اس کا بھی دیکھ لے جس سے کم ہے۔ (مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۱۲) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تم اس کو دیکھو جو تم سے کم ہے اور اس کو نہ دیکھو جو تم سے زیادہ ہے یا اس کو نہ دیکھو جو تم سے زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان کو حقیر نہ جانو گے۔ (ابو سلمیٰ ص ۲۵)

اور ایک حدیث میں ہیں ہے کہ جس شخص میں ۱۰ باتیں ہیں گی اللہ تعالیٰ اسے صابر اور شاکر ٹھہرے گا۔ دین میں اسے دیکھے جس سے بڑھ کر ہے مگر اس کا اللہ ارادہ اور نہا نہیں اسے دیکھے جس سے کمتر ہو مگر اللہ کی حمد بیان کرے کہ اللہ نے اسے اس شخص پر فضیلت دی ہے، ایسے شخص کو اللہ شاکر اور صابر ٹھہرے گا۔ اور جس نے اپنے ان میں ایسے شخص کو دیکھا جس سے کم ہے اور نہا نہیں اسے دیکھا ہو اس سے بڑھ کر ہے مگر اسے اس بات سے روک رکھا کہ نہا نہیں مجھے اس کا تائید ملتا تو اللہ اسے نڈا کر دیکھے گا اور نہ صابر دیکھے گا۔ (مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۸) (ترغیب)

وَلَقَدْ تَمَّ تَفْسِیْرُ سُوْرَةِ الْاِنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاِبْحَاثًا وَاظْہَرًا

☆☆☆.....☆☆☆



WILSON

سید محمد رفیع

سورة الاعراف مكية (٨٠)

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

النَّصَّ ۝ كَيْفَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَظٌّ مِنْهُ لِتُنذِرَ بِهِ وَتُكْرِى

تفسیر: یہ کتاب ہے "آپ کی طرف اشاری کی"۔ آپ کے پیش کوئی عملی ذرا کتاب اس کے ذریعہ اور ایسا ہی ہے کہ

لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ اِطِيعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءَ .

ہم نے اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کے لئے ایک اور چیز بھی کرنا چاہی تھی۔ اس کے لئے ہم نے اس کے لئے ایک اور چیز بھی کرنا چاہی تھی۔

فَلْيَبَيِّنُوا مَا تَدْعُونَ ۝ وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيِّنًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۝

$$m^2 = m_0^2 + \frac{1}{2}(\mu_1^2 - \mu_2^2) = \frac{1}{2}(m_0^2 + \mu_1^2 + \mu_2^2) - \frac{1}{2}(\mu_1^2 + \mu_2^2)$$

فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ٥

2014年12月15日

یہ کتاب مؤمنین کے لیے لکھی ہے

ابن آرمے جس امام تو فرمایا کہ آپ کی طرف سے کتاب ہزار کی گئی ہے تاکہ آپ اس کے ذریعہ لوگوں کو دلائل ایمان کی دعوت

وہی دور جو لوگ نہ مانیں ان کو بتائیں کہ اس کتاب پر ایمان لانے سے خطاب میں جتنا انہوں کے ساتھ ملے گی یہ بھی فرما دے۔ فلا یسکن

اسی صندوقِ صبرِ کرم کے چند منہ، ابھی تک نہ ہوئے غلامیں آپ کی دعوت کا جو غنہ یہ سے مقابلہ کریں اس کی آپ ادا

مردم نہ کریں آپ اپنا کام کرتے رہیں۔ میں نے بعد ازاں ان کے خطاب فرمایا کہ جو لوگ قہرمانی طرف بہادری سے لڑ رہے ہیں ان سے دعا ہے کہ

یہ وہاں ہی کا اجازت کرو اور اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے کو ان کی کوئی نیک نیت نہ ہوگا کہ یہاں سے ہٹا دے گا۔

ہے کہ تم ہیجوت حاصل کر لے ہو۔

پھر فرمایا کہ تم نے بہت سی باتیں سوچیں وہاں کہیں یہ جہاد تھا اب دلت کے مات میں آیا اور ان کے پاس ایک صوفی شہاب چچا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے روز) کافروں پر ایک فرشتہ مقرر ہو گا اور اہل ایمان کو وزن کرنے کے لیے اکامین اس ترازو کے پاس لائے جاتے رہیں گے، جو اللہ کے کافروں کے دلوں چلوں کے درمیان کھڑا نہ دیا جائے گا۔ پس اگر اس کے قول بھاری ہوئے تو وہ فرشتہ ایسی پلنداؤں سے بھر کر اس کا وزن کرے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں بھیش کے لئے سعادت مند ہو گیا اب اس کے بعد جا نصیب نہ ہو گا اور اگر اس کے قول جھگڑے، جھوٹے فرشتہ ایسی پلنداؤں سے بھر کر اس کا وزن کر دے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں بھیش کے لیے مراء ہو گیا۔ اب تم بھی اس کے بعد خوش نصیب نہ ہو گا۔ (ترمذی)

حضرت شاہ عبدالکادر صاحب منہاج القرآن میں لکھتے ہیں کہ ہر شخص کے عمل وزن کے موافق کئے جاتے ہیں ایک ہی کام ہے اگر ایمان و محبت سے علم شرعی کے موافق کیا اور برکت کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور رکھوے یا رستوں کو کیا یا موافق علم نہ کیا یا الٹا کرنے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا آخرت میں وہ کا قدر تمہیں جس کے ایک کام بھاری ہوئے تو برائیوں سے دور گذر دیا اور (جس کے ایک کام) بچکے ہوئے تو پکڑا گیا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ قیامت کے روز اہل ایمان کو ختم دے کر حاضر کیا جائے گا اور یہ ختم تمہیں گے اور ان جسموں کے وزنوں کے بلکا یا بھاری ہوئے پر فیصلے ہوں گے گا خدا اس کا حکم یا اہل ایمان کو ختم دے کر تو کا جائا ہوید نہیں ہے اور اہل ایمان کو باطن وزن دے دے یعنی قول دینا بھی قادر مطلق کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

آج جبکہ سائنس کا دور ہے اور ایسا احادیث و روایات پر قیاس کیا جاتا ہے کہ جو اہل ایمان کا قول میں آ جانا یا نکل کر ہو میں آ جاتا ہے۔ یہ عاجز بندے جن کو اللہ علی جانان و علموان نے تعزیری ہی بھاری ہے قرآن مجید کے ذریعے ہم کی حرمت کی مقدار بتا دیتے ہیں وہ اس طرح کے بہت سے آیات ہیں جو اجسام کے علاوہ دوسری چیزوں کی مقدار معلوم کرنے کے لیے دئے گئے ہیں تو اس حد و اثر ایک کی قدرت سے یہ کیسے باہر دیا جائے کہ لفظ قول میں شامل کیا گیا ہے۔ شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ اہل ایمان تو کسی وجود نہیں رکھتے اور خود میں آئے کے ساتھ ہی فنا ہوتے رہتے ہیں پھر آخرت میں کیے گئے مجمع شدہ ہیں گے اس شبہ کی موجودہ دور میں کوئی حقیقت نہیں رہی کیونکہ اب تو فیل و چیت اور ہی آئے نے تیار کر حرکات سکانت اور آواز کو پکڑا کیا جا سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے الفاظ و کلمات اور حرکات و سکنات کو حرکت میں آکر رکھنا کرنے اور پکڑا میں آئے کی طاقت دی ہے تو وہ خدا اس پر ضرور قادر ہے کہ اپنی مخلوق کے افعال و افعال کا مکمل ریکارڈ تیار رکھے۔ جس میں سے ایک بار وہ فرشتہ بھی کاغذ نہ ہو اور کسی طور پر قیامت کے روز ان کا وزن سب کے سامنے میں اس اور خدا پر ہونے لے جس چیز کی اللہ تعالیٰ نفس کا حسنت ۵ اِنَّ اللہَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۵

صاحب تفسیر مظہری علامہ سیوطی سے نقل فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ مؤمنین کے افعال کا صرف وزن ہو گا یا کافروں کے افعال بھی تولے جائیں گے؟ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ صرف مؤمنین کے افعال تولے جائیں گے (کیونکہ) کافروں کی نیکیاں تو اکارت جائیں گی۔ پھر جب تنگی کے پڑو میں رکھنے کے لیے کچھ دیا تو ایک پلازے کا تو دیا جائے گا اس جماعت نے فقارہ لَعْنَتُمْ لَعْنَتُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ۵ سے استدلال کیا ہے۔

دوسری جماعت کہتی ہے کہ کفار کے افعال بھی تولے جائیں گے (لیکن وہ پوزان نہیں گے ان کا استدلال آیت وَفَسَنُخِفَتْ مُزَانُهُمْ فَلَوْ كُنْتَ الْفَلِینَ عَسِرَوزَ اَنْفُسُهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ عَقِلُوْنَ سے ہے اور جن کی تول بھی لگی ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ہر فیصلے اپنی جان

ہو دوزخ میں ہمیشہ ہیں گئے ابدال ختم فلہا خلقوں سے ہے (یہ سوا مسلمانوں کی آیت ہے) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے زیر میں کبھی قول نکلے دلوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ ہیں گئے اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے ابدال بھی تو ہے جائیں گے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مومن کوئی بھی دوزخ میں ہمیشہ نہ ہوگا۔

اس کے بعد صاحب تفسیر مطہری علامہ قرطبی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ہر ایک کے اعمال نہیں تو ہے جائیں گے (بلکہ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ) ہر لوگ اپنے حساب جنت میں جائیں گے یا جن کو دوزخ میں بغیر حساب میدان حشر قائم ہوتے ہی چاہے وہ کون ان دونوں جماعتوں کے اعمال بدلے جائیں گے اور ان کے علاوہ باقی مومنین و کفار کے اعمال کا دن ہوگا۔

صاحب تفسیر مطہری فرماتے ہیں کہ علامہ قرطبی کا یہ اشارہ دونوں جماعتوں کے مسکن اور دونوں آیتوں (آیت سورۃ کتب اور آیت سورۃ مومن) کے مطالب کو جمع کر دیتا ہے۔ حضرت عظیم الامت قدس سرہ (ایمان القرآن میں) سورۃ احزاب کے شروع میں ایک تہجد مفید کے بعد اشارہ فرماتے ہیں کہ انہیں اس میزان میں ایمان و کفر کی وزن کیا جائے گا اور اس وزن میں ایک پلہ فانی رہے گا اور ایک پلہ نہیں کہ وہ مومن ہے تو ایمان اور کافر ہے تو کفر رکھا جائے گا۔ جب اس قول سے مومن و کافر تمیز ہو جائیں گے (تو) پھر غرض مومنین کے لیے ایک پلہ میں ان کے حسنات اور دوسرے پلہ میں ان کے سیئات رکھ کر ان اعمال کا وزن ہو گا اور جیسا کہ در مشورہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اگر (مومن کے) حسنات غائب ہوئے تو جنت اور اگر سیئات غائب ہوئے تو دوزخ اور اگر دونوں برابر ہوئے تو اعراف گرج ہوگی پھر ان کو شکست سے نکل کر سزا اور اس کے بعد عسقرت ہو جائے گی (اور سیئات غائب ہونے والے مومن بندے اور اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے)۔

کفار کی نیکیاں بے وزن ہوں گی۔ سورۃ کتب کا تفسیر فرماتا ہے کہ قُلْ خَلِيْ نَفْسِيْكُمْ بِمَا لَا تُحْسِنُوْنَ اَلْعَمَالَۃَ النَّبِيِّۦۙ خَلِيْ نَفْسِيْكُمْ فِيْ الْخَلِيْۃِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُخَيَّبُوْنَ عِبَادَكَ لَا يَكِلُكَ النَّبِيُّۦۙ اٰيٰتُكَ وَتَجِبُوْا بِلِقَائِكَ فَحِشِبْتَ اَعْمَالَہُمْ فَلَا يَحِشِبُوْنَ اَنَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرَآئِكَ

آپ فرما دیجئے کیا تم کو اپنے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گناہے میں ہیں (یہ) اور لوگ ہیں جن کی کوشش اکارت گئی دنیاوی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ انہیں کام کر رہے ہیں (یہ) اور ان میں جو مکر ہوئے اپنے رب کی آنکھوں کے اور اس کی ملاقات کے ہوا اکارت گئے ان کے عمل میں ہم قیامت کے دن ان کے لیے قیام قائم نہ کریں گے۔

یعنی سب سے زیادہ بڑے اور عسار والے حقیقت میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر ساری دنیا میں گناہوں سے اور رحمت و کوشش کر کے نفع کھاتے رہے اور دنیا بھر کو خوش ہوئے اور یہ سمجھتے کرتے رہے کہ ہم بڑے کامیاب اور سوار ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ضرور ایسا ہوگا کہ بعض بھاری بھر کم ہونے بیان والے آدمی اس حال میں آئیں گے کہ ان کے نزدیک ان کا وزن پھر کے ہے کہ ہر اچھی نہ ہوگا (پھر فرمایا کہ تم لوگ اَعْمَالَہُمْ یَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرَآئِكَ) کو چھو۔ (مسلم و اسحاق میں صحیح بخاری و مسلم)

صاحب تفسیر مطہری علامہ قرطبی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافروں کے اعمال کا کوئی اعتبار قائم نہ ہوگا۔ پھر خود اللہ ﷻ کا ارشاد اگر اسی روایت سے حضرت ابو ہریرہؓ نقل فرمایا ہے جو یہ مذکور ہوا۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکین و کفار جو دنیا کی زندگی میں اپنے خیال میں ایک کام کرتے ہیں بظاہر اپنی جانے کا انتظام کرتے ہیں اور مجھوکی

ہد کر گزرتے ہیں، اللہ کے رسول کا دورہ رکھتے ہیں انی فیہما الک۔ اس قسم کے کام بھی آخرت میں ان کو کھاتہ نہ ملائی گئے۔

سلاہ اور سنہا ہی جو بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں اور بچاؤ کر کے شمس کو مارتے ہیں، اور بیہودہ خصلت کے راہب اور پادری جو تنگی کے خیال سے شادی نہیں کرتے ان کے اس قسم کے تمام اعمال بے سود ہیں۔ آخرت میں ان کی عمر بے کھاتہ پائی گئے۔ کافر کی نیکیاں مردہ ہیں۔ اور قیامت کے روز نیکیوں سے خالی ہاتھ ہوں گے۔

پھر صاحب تفسیر مظہری آیت کے ان الفاظ کی دوسری تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یاہ معنی ہیں کہ ان (کافروں) کے لیے ترادہ نصب ہی نہ کی جاسکتی اور تو اپنے کام حال ان کے ساتھ نہ جاتی تھیں کیونکہ ان کے عمل وہاں بیکارت ہو چائیں کہ کتنا سیدھے دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔

آیت کے الفاظ مذکورہ کے تیسرے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یاہ معنی ہیں کہ کفار اپنے جن اعمال کو یک جہتے ہیں قیامت کے ترادہ میں ان کا کچھ وزن نہ ملے گا (کیونکہ وہاں اسی ایک کام کا وزن ہو گا جو ایمان کی ادالت سے شرف ہوتے ہوئے انھیں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی کے لیے دیا نہیں گیا تھا)۔

وَلَقَدْ مَكَنَّا فِي الْأَرْضِ لَكُنْهُنَّ أَهْلًا مَّعَاشٍ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَلَقَدْ

اور قیامت نے ہمیں زمین میں مکن کی جگہ دی اور ہم نے انھیں اپنے لیے اس میں زندگی کا سامان بھی کیا تاہم تم نے ان کو شکر ادا کرنے سے قاصر رہا۔ اور قیامت نے

خَلَقْنَاهُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاهُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ ۖ فَسَجَدُوا ۖ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ

تصویر پیدا کیا پھر تہدی صوری بنائیں۔ پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے

لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ

وہ سجدہ کرنے والوں میں نہیں تھا نہ کافر نہ لڑائی باز کہنے لگے کہ میں نے اس بات سے منکر کر دیا کہ وہ سجدہ میں ملے مجھ کو، اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔

خَلَقْنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاقْبِضْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ

مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو پیدا کیا کچھ ہے۔ فرمایا میں تو یہاں سے اتر چکے کوئی حق نہیں کہ اس میں تکبر کرے

فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ۝ قَالَ أَنظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ

سو تو کل جا اسے اللہ تو انہوں میں سے ہے۔ کہنے لگا کہ مجھے اس دن تک ملت دیجئے میں دن تک اٹھنے جاؤں گے۔ فرمایا ہے اللہ تو

إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ قَالَ فِيمَا أُغْوِيْنِي لَأَفْعِدَنَّ لَهُمْ صِرَاطًا

ان کو کل میں سے ہے جس میں ملت دی گئی۔ کہنے لگا کہ اس میں جو سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور ضرور ان کو کل کے لیے آپ کے سامنے راشت

السَّوْغَرِ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

دایرہوں کا۔ پھر ضرور آپ کا حق کے اس ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنی

وَسَمَاءٍ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ ۖ وَسَمَاءٌ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۖ وَسَمَاءٌ مِّنْ يَمِينِهِمْ وَسَمَاءٌ مِّنْ شَمَالِهِمْ ۚ

اور آسمان ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنی اور بائیں طرف سے اور ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنی اور بائیں

الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَ قٰسَمُہُمَا اِنِّیْ لَکُمَا لَیْنٌ التَّوْحٰیۃِ ۝ فَاٰتٰیہُمَا یَعْرُوْرًا ۝ فَلَمَّا

ہاتھ کا دیا۔ اور اس نے انکے سامنے قسم کوئی کہ بلاشبہ میں تم کو اپنی غیر خواہی کرنے والوں میں سے ہوں، اور یہاں تک کہ تم کو اس میں پہنچے، اور میں تم کو اس میں پہنچاؤں گا۔

ۛ اٰتٰی الشَّجَرَةَ بِذٰتِ لَہُمَا سَوَآئِہُمَا وَطَیۡفًا یَّخْصِفُنِ عَلَیۡہِمَا مِنْ وَّرَیۡ الْجَنۡوَ ۝ وَ نَادٰیہُمَا

اس درخت کو اچھلایا تو ان کی طرف ان کا رخ ہو گیا اور وہاں پہنچے تو ان کے چہرے پر ہراسہ پڑا۔ اور میں ان کو اس کے

زَیۡہِمَا اَلَمۡ اَنۡہَکُمَا عَنْ یَّتَلٰکُمَا الشَّجَرَةُ ۝ وَ اَقُلۡ لَّکُمَا اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۝

اب چلو اپنا اپنا جہنم سے چھوڑو اور اس درخت سے بچو۔ اور کہا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہاں پہنچو تو وہاں کا کھانا کھا لیں گے۔

قَالَ رَبَّنَا ظَلَمۡنَا اَنۡفُسَنَا ۛ وَ اِنۡ لَّحَدۡ تَغٰوُرُنَا وَ تَرْحَمُنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ

اور وہاں پہنچنے کے بعد کہہ رہے تھے کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر آپ ہماری غلطی نہ فرمائی گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو ہم ہر دم ہر کام میں

الْخٰیِرِیۡنَ ۝ قَالۡ اٰمِطُوْا بَعۡضَکُمۡ بَعْضًا عَدُوًّا ۝ وَ لَعَنۡ فِی الْاَرْضِ مُشۡشَرًّا ۝ وَ مَنَآعَ

میں سے ہو جائیں گے۔ اور اچھا تم ہر کام میں سے کچھ بھی نہیں کرو سکتے۔ اور زمین میں دھن کی جگہ ہے۔ اور کچھ مانع

اِلٰی حِیۡطٍ ۝ قَالۡ فِیۡہَا نَحِیۡوُنَ وَ فِیۡہَا نَمُوۡتُوۡنَ وَ مِیۡنَہَا تُخْرِجُوۡنَ ۝

کرنے والی جگہ تک۔ اور اپنی ہی میں ہیں گے اور اسی میں مرے گا اور اسی سے نکالے جائے گا۔

حضرت آدم اور ان کی بیوی کا جنت میں رہنا

اور شیطان کے درغلانے سے شجرہ ممنوعہ کو کھانا پھر وہاں سے دنیا میں اتارا جانا

شیطان تو مردود و مردہ بل ہو کر نکلا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو اور غرب چارہ رک دو کہ

اس میں سے کھاؤ۔ پس اتنی پابندی ہے کہ وہاں درخت کے پاس نہ جانا اس میں بھی کوئی گمراہی نہ کیا کہ وہاں سے کھاؤ۔ پس اتنی پابندی ہے کہ وہاں درخت کے پاس نہ جانا اس میں بھی کوئی گمراہی نہ کیا کہ وہاں سے کھاؤ۔

اور تعالیٰ شانہ نے ان دونوں سے پہلے فرمایا تھا کہ اِنَّا نَمُرُّۤہُنَّ عَلٰی صُلٰۤیٰ غُلُوۡۤہُ لَکَ ۝ وَ نَزَّوۡۤہُنَّ عَلٰی صُلٰۤیٰ غُلُوۡۤہُ لَکَ ۝ وَ نَزَّوۡۤہُنَّ عَلٰی صُلٰۤیٰ غُلُوۡۤہُ لَکَ ۝

شیطان اس فکر میں تھا کہ طوفان جنت سے لگا دی ہے اس کو بھی وہاں سے نکلے گا چنانچہ وہاں تک میں گناہ اور ان کے دلوں میں یہ حسد اور

کہہ رہا تھا کہ میں اس درخت کے کھانے سے جو منع فرمایا ہے اس کا اصلی جب یہ جاس درخت میں سے جو کچھ کھا لے گا وہ فرشتہ بن جائے

گا اور اسے یہاں ہمیشہ رہنے کی دولت مل جائے گی۔ اور اس نے قسم کھائی کہ میں تمہاری غیر خواہی کی بات کر رہا ہوں جس کی قسم کھائی ہو

فرشتہ بن جانے کی اور ہمیشہ رہنے کی بات ان کے سامنے رکھی وہ اس کی باتوں میں آگے اور غریب طور پر وہ اس درخت میں سے کھا

چھینے، ابھی ٹھیک طرح سے کھانے میں نہ پائے تھے اس درخت کو چکھائی تھا کہ ان کے جسم سے پکڑے کر گئے اور ایک دوسرے کی

شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اپنی شرم کی جھلکوں کو دیکھنے کے لیے جنت کے پتے کے اپنے جسموں پر جواز لے گئے (جس سے اسی وقت ظاہر ہو

گیا کہ یہاں ہمیشہ ہوا تو کھاس درخت کو کھا کر یہاں کے پکڑے تک جسم پر نہیں رہ سکتے۔)

حضرت آدم وحواء کا گناہ پر نام ہونا اور تو یہ کہنا..... اللہ جل شانہ نے وہاں کو پھانسیا جس نے تم وہاں کو اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا؟ بیش الشیطان تم وہاں کو کھلاؤ جس سے وہاں حضرت جے موسیٰ جے علی کی مثل، جنت کے پناہ تصور رہا اور تم کو کھانا قرار کیا اور مغرور طلب کی اور درخت کی درگاہ سے فتنی کر دی اور کہو: **وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَفَنَدَمُوا وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ لَنُحِيطَ بِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَفِيٌّ** (اے اللہ! وہاں سے ہر بات تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر آپ نے ہماری بخشش نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم ہمارے گناہوں میں سے سوچنا نہیں کے اللہ جل شانہ نے اکی تو پہلے فرمائی جیسا کہ سورۃ القدر میں فرمایا ہے: **فَنُفِثَ فِيهِمُ الرُّوحُ مِنْ ذِكْرِكَ فَكَذَّبْتُمْ فَتَبَا عَلَيْهِمْ** **وَالَّذِينَ هُوَ الْمُؤْمِنُ بِالْغَيْبِ** ۵

حضرت آدم اور حضرت حواء علیہ السلام کی خطا تو معاف ہوگی لیکن چونکہ انسان کی تخلیق ہی لیے تھی کہ اسے زمین کی خلافت سونپی جائے گی اور زمین پر اسے اتنی اقتدار ہے اللہ تعالیٰ نے جس سے اسے آزاد کر دیا میں بھیج دیا **إِنَّمَا قُلْنَا لِعِبَادِنَا إِنَّكَ عِبَادُونَ لَنَا غُلُوبًا**۔ تم یہاں سے اترا جاؤ تم میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے۔ **وَلَنُكَلِّمُنَّ فِي الْأُذُنِ قَسِيطًا** و **مَنَعْنَا آلِي جَنَّتِ** ۵ اور تمہارے لیے زمین میں صبر کرنے کی جگہ ہے اور ایک وقت تک تلخ حاصل کرتے ہے چنانچہ زمین میں آگے اور دور دوری شروع ہو گئی۔

ہر شخص آتا ہے اور اسے ضرر دیکھ جاتا ہے اور دیکھتا حاصل کرتا ہے ہر عمر جاتا ہے اور زمین کے اندر چلا جاتا ہے۔ ہر رب قیامت کا دن ہوگا تو اسی زمین سے سب نکل کرے ہوں گے اور حساب و کتاب کے لیے جمع ہوں گے اسی کو فرمایا **فِيهَا نَخِيلٌ وَمِنْهَا فُجُورٌ مِّنْكُمْ** ۵ حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ اور انہیں کی شہادت اور شہادت کے واقعات کے حقائق بہت سی چیزیں سورۃ القدر کی تحریر میں گزر چکی ہیں اور اس فائدہ ضرر پر متعلق اللہ اور حضرت آدم علیہ السلام کو کہے گئے ہیں میں شاہد ہوں اجمع۔

يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ فَذْكُرْكَ عَلٰىكَ لِيَّا سَا يُؤٰرِنِي سَوَاتِيْكُمْ وَرِيْثًا ۝ وَّلِيَّا سَا التَّقْوٰى ۝ ذٰلِكَ

اے آدم کی اور ہے اللہ ہم نے تمہارے لیے کہا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری شہادت کی انہوں کو پہناتا ہے اور وہ جب رحمت ہے اور تیری کا لباس

خَيْرٌ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ يَذْكُرُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ لَا يَفْتِنَنَّكَ الشَّيْطٰنُ ۝ كَمَا

پر نفع ہے وہ اللہ کی شہادت میں ہے یہ تاکہ تمہارے لیے نصیحت حاصل کریں اسے تمہاری اور انہیں شیطان سے گڑبگڑ میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے

اَخْرَجَ اٰبَوٰیكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَتَزَوَّجُ عَنْهُمَا لِيَّا سَا لِيْرِيْثًا سَوَاتِيْهَآ ۝ اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ ۝

پس آپ کہ جس سے انکی حالت میں تھا کہ وہ اس کا لباس اتار دیا تھا۔ تاکہ اللہ سے ان وہاں کو ان کی شہادت میں ہے اللہ اور اس کی قوم انہیں

فَبَيَّنَّهٗ مِنْ حَيْثُ لَا شَرَّ لَهُمْ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَّآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اپنے ہر دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے ہے اللہ ہم نے ان کو شیطانوں کو ان کو ان کا دوست بن دیا انہیں نہیں دیتے۔

لباس اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس سے پردہ پوشی بھی ہے اور رحمت بھی

گناہ شہادت میں شیطان کی انسان کا دشمن کا ذکر ہے اس نے بہت ہم کر یہ اعلان کیا تھا کہ جس اللہ اور آدم کو یہ کہاں گا اور وہاں گا اور ان کا اور ان میں سے بہت قصہ ہے اسی بندے خدا نے پاک کے شر کے گناہوں کے اور اس کا بھی ذکر ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو

جنت سے نکلوا۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے خطاب ہو رہا ہے جس میں اہل طاعت خداوند کا بھی ذکر ہے اور اولاد آدم کو بھی بھی ہے کہ شیطان کی طرف سے چمکنے ہیں۔

اول تو اولاد کو کوئی اصل شائد نے اپنی ایک بہت بڑی نعمت یاد دلائی اور نعمت لباس ہے اس کو نعمت انسانیت سے تعبیر فرمایا لباس کا مادہ رانی و لیرہ و کھنکھان کا صلیب ہے جسے تنگ خداوندی آسمان سے بارش اتارتی ہے ایسے ہی لباس کا مادہ اللہ تعالیٰ کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے اگر وہ پیدا کرنے کے بعد سے کہ کھنکھان سے نکلے۔ پھر لباس کے مادہ کا مادہ سے بنائے۔ ازل سے کہ و شرم کی تجویز کو خدا کا حکم ہے اور دوسرا مادہ یہ بتایا کہ لباس سے انسان کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور اس کے بارے میں انسان حسین اور زیبیل بن جانا ہے۔

سورہ میں لباس کا مادہ کہتا ہے ہوئے اور شائد فرمایا وَجَعَلُوكُمْ خُلَافَةً لِّهٖ فَاذْكُرُوهُ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ نَزْلَكَ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ مِّنْ رَّبِّكَ اور تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسے کرتے بنائے جو کبریٰ سے تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ (علامہ نے فرمایا ہے کہ فَلْيُحْكَمْ اَللّٰهُمَّ جو فرمایا ہے یہ بھی کبریٰ کا ذکر فرمایا ہے بلکہ سر دی اس کے مقابلہ میں اس لیے ایک کے ذکر کرنے سے دوسرے کا ذکر بھی ہو گیا)۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ سر دی سے پہلے کا ذکر سورہ اہل کے شروع میں فرمایا ہے وَقُلْ لِّلّٰهِ الْفُلُوكُ وَخُلَافَتُهَا لِّلّٰهِمَّ اور تعالیٰ نے خلیفہ بادشاہ و خلیفہ بادشاہوں کا لفظ اس لیے دہری جگہ ذکر فرمایا ہے ہر حال لباس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس سے ستر بھی جیتا ہے سر دی کبریٰ سے بھی حفاظت ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ انسان مسکین و غریب بھی تحفظ پاتا ہے یہ لباس پہلے تو دنیوی اور دنیوی تک ہی محصور تھا لیکن اب یہ بہت سی چیزوں سے ڈالا جاتا ہے۔ یہ سب اشیا اور لباس اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں جن سے لباس بھی بنایا جاتا ہے اور دوسرے کاموں میں بھی آتی ہیں۔ جسم چھپانے والے لباس کی نعمت کا ذکر فرمانے کے بعد ایک عظیم لباس کی طرف توجہ دلائی اور شائد فرمایا وَلَمَّا سَمِیَ الْفُلُوكُ ذَلَّلَتْ خَلْفَہٗ اور کھنکھان کی لباس پہ پہنچ رہی ہے۔ کھنکھان کی لباس سے پہلے کا کام ہے جو شخص کھنکھان سے پہنچے اور اہل صاف و لافض وادبہات کی بجا آوری کے سحرکات سے پہنچے۔ اور شخص کھنکھان والا ہے انسان میں چھتے محبوب ہیں ان سے کھنکھان بچا جاتا ہے خواص و سحرکات سے اور کھنکھان سے بچا جاتی ہے باز کھنکھان ہے۔

جس میں کھنکھان ہو گا اور ستر اچانکھے کی بھی کوشش کرے گا اور جس میں کھنکھان نہیں وہ زندگی کے لیے لباس پہننے کا جگن ستر موت کا اس میں کوئی ہند نہ ہو گا اس لیے دیکھا جاتا ہے کہ جن توں میں ایمان نہیں ان میں کھنکھان بھی نہیں کھنکھان تو ستر پٹی کا بھی اجتماع نہیں۔

حیا مانسان کا فطری تقاضا ہے..... چونکہ کھنکھان ہی ستر پٹی کر داتا ہے اس لیے کھنکھان کی لباس کی اہمیت جان فرمادی۔ پہلے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ستر اچانکھ انسانیت کا فطری تقاضا ہے اس لیے تو حضرت آدم اور عوا علیہما السلام نے جب شرم و ستر کھنکھان اور ان کے جسم سے کپڑے کر کے تو فوراً جنت کے پہنچے جو ستر اچانکھ لگے جلا کھنکھانوں میں سماں ہوئی تھی۔ شیطان کی بیاد سے کوشش رہی ہے کہ انسانوں کو ان شائد و سحرکات میں جھکا کر سے کھنکھان پہنا دینے کی ترغیب دے اس نے کھنکھان کے کلب کھنکھان دیکھے اور ایسے لباس روانہ کیے جس میں مریانی ہے اور جن اعضا کو چھپانا چاہتے تو ان کا اہمار ہے۔ اگر کسی کی کسی کوئی کھنکھان نہ جانتا اس بات سے شرماتا ہے کہ اپنی سوسائٹی میں جا اس کا تو کوک ہے سو جس کے کہ کھنکھان کیسے دیتی ہو اس کا کھنکھان بھی کھنکھان ہو رہا ہے۔ جو مرد کا مریان لباس، جسے لباس اور بار یکہ لباس ہی ہے یہانی کا نتیجہ ہے جسے شیطان اور اس کے اہل کار وادج دینے پر کمر باندھے ہوئے ہیں۔

بار یکہ لباس جس سے جسم نظر آئے اس کا پہننا نہ پہننا بار ہے جو مرد و عورت ایسا لباس پہننے اور شرمگانوں میں شمار ہے اور خاص

شیطان جس پر قہر پاتا ہے پر فرما : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ لا یُؤْمِنُونَ ۱۵ ہے شک ہم نے شیطان کو تو ان کا جو سہارا ہے چھوڑ دیا، اے انکار ایمان بالکل نہیں تو اتنی کمی ہے کہ انکار ایمان کے لئے سہارا سہارا عین ایمان بھی ہے اتنی حد تک شیطان کی دہائی بھی ہے کہ دے کمال تو نہیں تو ان سے شیطان کی دہائی نہیں ہے ان پر شیطان کا کڑا دھمکی ہے۔

[illegible]

وَاِذَا فَعَلْتُمْ فَاجِدْهُمْ قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهِمْ اٰبَاءَنَا وَاللّٰهُ اَمْرًا يَبْعَثُ قُلُوبَنَا

[illegible]

وَأَقِيمُوا وَجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ

تَعُوذُونَ ﴿ قُرَيْبًا مِّدَى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَاةُ ۚ إِنَّهُمْ انَّخَذُوا الشَّيْطَانَ

أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٥٠﴾

— 100 —

[illegible]

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱۰۶)

اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھاتے ہو جن کا قصیبیں غم نہیں کیا سنا کل بھی باتیں کرتے ہو۔

پھر فرمایا **قُلْ اَمَرْتُ بِالْقِسْطِ وَالْغَوْ هَکُمُ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ** (آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ تم ہر جگہ کے وقت اپنا رخ اسیدہ عمار کو اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جنہوں نے اپنی جہالت سے یوں کہا کہ اللہ نے ہمیں قسٹ کا حکم دیا ہے پہلے تو سبیلے طور پر ان کی تردید فرمائی کہ اللہ قسٹ کا مسوں کا حکم نہیں دیتا پھر انہی کے طور پر ان کی تردید کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کو نہیں کرتے اور جن کا مسوں سے منع فرمایا ہے ان کو کرتے ہو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب بھی کرتے ہو۔ یہ سب ایا گمراہی ہے۔ اب تم سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے کن چیزوں کا حکم دیا ہے اول تو یوں فرمایا **اَنَسُوا رَاسَهُ بِالْقِسْطِ** کہ میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے برعکس میں انصاف کو سامنے رکھو۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی سبب انصافی ہے کہ خالق و مالک کا رد و تعلق کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک نہ کر دیا جائے۔

انصاف میں سب احکام شریعہ یعنی اللہ کے حقوق کی ادائیگی اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی دونوں باتیں داخل ہو گئیں۔ **فَلْيُحْلِلُوا لَكَ الْقُلُوبَ** برطرف کر کے خاص کر قابل ہے غیر اللہ کی عبادت اطلاع فی العباد کے خلاف ہے اور عبادت میں دیا کوئی کرنا انصاف فی رضائے اللہ کے خلاف ہے غیر اللہ کی عبادت شریک علی حد یا کاری شریک علی ہے۔

پھر فرمایا **وَالْغَوْ اَنۡحُوتَ هَکُمُ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ** کہ تم ہر جگہ کے وقت اپنا رخ اسیدہ عمار کو نہ کھنٹی صرف معبود برحق ہی کی عبادت کرو۔ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ مزید فرمایا **وَالْغَوْ اَنۡحُوتَ هَکُمُ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ** یعنی اللہ کی اس طور پر عبادت کرو کہ عبادت کا اللہ ہی کے لیے خاص کرنا کرے والے ہوں اس میں بھی مضمون سابق ذکر ہے اور وہ یہی اللہ کی عبادت کی تاکید ہے۔

پھر فرمایا **كُفَّٰ اَنۡحُوتَ تَعُوذُونَ** یعنی اس نے جس طرح قصیبیں اللہ تعالیٰ پر فرمایا تھا اسی طرح تم وہ بارگاہوں جاؤ گے اس سے شریکین کا یہ دوسرا فرمایا کہ اس دیا میں ہیں کہ اگر مر جائیں گے آیا کا امداد کے طریقے پر ہے تو کیا سچ ہے انہیں بتایا کہ یہاں ہمیشہ رہنا نہیں ہے مرے گے پھر یہی گے اور اگر وہ شریک پر عذاب ہوگا۔

پھر فرمایا **لَقَدْ نَصَّٰ اٰدَمَ وَلَفَرَّقَا عَنْ غُلَامِهِمُ الضَّالِّفَةِ** کہ اللہ نے ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک جماعت اسکی ہے جس پر گمراہی مقرر ہو چکی ہے۔

پھر فرمایا **اِنَّهُمْ اَتَّخَلُّوْا الشَّيَاطِیْنَ فَاُولَٰئِكَ مِنْ غُلُوۡنِ اللّٰهِ وَانۡحَسَرُوۡا اَنۡفُسَهُمْ فَيُضْلَوۡا** (ان شیطان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیاطین کو دوست بنالیا اور یہ گمان کر رہے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں اول تو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے پھر شیاطین کو دوست بنالیا جن کا کام ہی گمراہ کرنے کا ہے پھر ان سے ہارے جس یو ثبیل کہ ہم ہدایت پر ہیں یہ سب گمراہی اور گمراہی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ خُذْ وَاٰزِيۡنَكَ مَعَكَ عَلَىٰ مَنۡحٰی وَاۡشْرَبُوۡا وَلَا تُسۡوۡا اٰرَآئَهُمۡ

اے ادم آدم! تم مسجد کی چٹرائی کے وقت اپنی آرائیں لے لا کر اور کھانا اور چائے اور سو سے آگے صحت پر جو ہے لکھ لاؤ **يٰۤاَيُّهَا الْمُسْرِفِيۡنَ ؕ اِنَّ مِنْ حَرَمٍ رَّبِّۤنَا اللّٰهُ الَّذِیۡ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖۤا وَالظَّالِمِیۡنَ مِنَ الزَّوۡرِ** (اے بے اعتدال لوگو! اللہ کے حرم میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو حرم عبادت سے اور جو کھانے پینے کی چیزیں بنا کر رکھی ہیں

قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ تَفْصِلُ

تجربہ کرنے والے افراد کو اس بات پر متوجہ کرنا چاہیے کہ وہ کسی بھی طرح کے تعلیمی یا پیشہ ورانہ کاموں سے غافل نہ ہوں۔

الْأَيُّ لِقَاؤُهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

— *W. L. G. & L. G. G.*

بے حیائی کی مذمت، اور طواف و نماز کے وقت ستر عورت کا خصوصی حکم

مشرقیوں عرب طرح طرح کے شریک ملتا کہ وہ احوال اور بے شری کے احوال میں جتنا فرق ہے ان کی یہ بے شری اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ عرب
شریف کا طواف ننگے پاؤں کرتے تھے مرد بھی ننگے پاؤں اور عورتیں بھی ننگی۔ اور عورتیں بے کمری تھیں کاپڑی شرم کی جگہ پر چھوڑا سا تھوڑا پیرپٹ لپکتی
تھیں اور طواف کرتے ہوئے اس کو کپڑی پہنی جاتی تھیں۔ اليوم بے پردہ عورتوں کا طواف نہ ہوتا تھا۔

ان کی اس حرکت سے بچا کرنے کے لیے آیت کریمہ **فَلْيُحْلِلُوا غُلَامَهُمْ** جندِ مخفیٰ منجید اور اس کے بعد اہل آیت **قُلْ مَنْ حَرَّمَ**
فَيْعَالُهُ لِمَنْ يَشَاءُ اخراج کیا۔ اہلِ حق نے اس کو قبول کیا۔ (مفسرین ص ۱۸۷)

علامہ ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام القرآن میں صریحاً بیان کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے اس خلیلِ خام میں جھکا جے کو جن کیزوں میں گنہگار ہیں ان میں طرفدار کرتا بھی نہیں اور بعض حضرات نے بتایا کہ یہ لوگ عقائدِ کلمہ لایا کرتے تھے کہ جیسے ہم کیزوں سے لگے تھے اسی طرح سے ہمارے کوئی گنہگار باقی نہیں رہا۔ (شیخ الاسلام نے لوگوں کو کسی کیسے کیسے بنی خدا مانے)

[illegible][illegible]

لباس نہ سنت کا حکم..... چلے کیلے بد اور کپڑے بہن کر نماز نہ پڑھنے لگے تو یہ نماز کی شان کے خلاف ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جو کپڑے بہن کر نماز میں اور صاحب و صاحبہ میں جانے سے دل متغیض ہوتا ہو اور عین اپنی بے پردگی محسوس کرتا ہو ایسے کپڑوں میں نماز نہ پڑھنا مکروہ ہے۔ ستر محض بھی ہو اور تکلفات بھی ہو مگر خوب لباس ہو (جو خلاف شرع نہ ہو) ایسے لباس میں نماز نہیں۔ فقہاء نے حکم میں ان سب کو اس کی طرف اشارہ ہے۔

[illegible]

وقت پزیرے پہنچے گا کہہ دیجئے تھے ہزاروں نے اور بھی بہت سی چیزیں اپنے ہر حرام کرگئی تھیں جن کی کچھ تفصیل سورۃ انعام میں گذر چکی ہے اس لئے ان کی تردید فرمائی اور اشارہ فرمایا کہ جو سخت اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا فرمائی (جس میں لباس بھی شامل ہے) اور اس کے علاوہ کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں بھی کسی نے حرام قرار دیا؟

اللہ تعالیٰ نے ان کو حلال قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کو تکمیل تحریم کا اختیار ہے تم نے اپنی طرف سے تحریم کر کے اللہ کے قانون میں جو دھل دیا ہے یہ گمراہی کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حلی ایمان کے لیے ہیں۔۔۔۔۔ پھر فرمایا: قُلْ هِيَ بَلِيغٌ أَنْزَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ آپ فرمادیجئے کہ یہ طبیعت اور پاکیزہ چیزیں جو اللہ پاک نے پیدا فرمائی ہیں وہ ایمانی زندگی میں اصلہً مؤمنین کے لیے ہیں کہ انہیں ان کا استعمال کر لینے ہیں اور قیامت کے دن خالص مؤمنین کے لیے ہوں گی۔ آیت میں کافروں کے لیے ان کا ذکر اسلئے بھی نہیں ہے تاہم یہی نعمتوں کے حقدار حلی ایمان ہی ہیں ان کے عقل میں کافر بھی استعمال کر لینے ہیں۔

قُلْ صَاحِبِ السُّوْجِ اٰیِ هٰی لَہُم بِالْاَصْحٰۃِ الْعَزِیْدِ کَرَامَتُہُمْ عَلٰی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْکَفَرٰۃِ وَاَنْ شَاؤْ کُوْہِمْ لَہُمَا لَیْسَ لَہَا اَلْاَسْکٰۃُ لٰسِی الْاِعْصٰۃِی الْمُسْتَطٰۃِیْنَ الْاَلَامِ وَانْصَابِ (خالصہ) عَلٰی الْحَالِ مِنْ الضَّعِیْرِ الْمُسْتَرْحٰی الْجَاۃِ وَالْمَجْبُوْرُوْہِ الْعَامِلِ لَہِ مُتَعَلِّقَہُ وَاَلَا تَالِیْعَ بِالْمَرْفَعِ عَلٰی اَنّٰہُ عَمْرٌۢ بَعْدَ عَمْرٍۭ اَوْہُو الْخَبَرِ وَلِلّٰہِیْنَ مَعْلُوْمٌ بِہِ لَہُم تَاْکِیْدُ الْخَلُوْصِ وَالْاِعْصٰۃِی (صاحب روح الحالی فرماتے ہیں۔ یعنی ان کے لئے نعمتیں ہیں اصل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے مرتبہ کی وجہ سے اور کافر اگرچہ نعمتوں میں ان کے شریک ہیں مگر مؤمنوں کے تابع ہو کر بقدر الام سے مؤمنین کی جو خصوصیت معلوم ہوتی ہے اس میں کوئی انکلاف نہیں ہے اور خالصہ ہمارے دوسرے میں پوشیدہ ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے منسوب ہے اور اس کا حال اس کا حقیق ہے اور انہیں سے خالصہ کو فروغ دے جائے اس ظاہر کہ یہ دوسری طرف ہے یا یہ کہ خالصہ طرف ہے۔

اور بعض حضرات نے آیت کا یہ معنی قرار دیا ہے کہ چنانچہ جو نعمتیں ہیں حلی ایمان سے متعلق ہوتے ہیں لیکن ان میں کدو بھی ملی ہوئی ہیں کہ تکلیف اور کٹھن بھی ساتھ لگا ہوا ہے آخرت میں ان کو جو نعمتیں ملیں گی وہ خالص نعمتیں ہوں گی ان میں کسی قسم کی کدورت نہ ہوگی۔

قُلْ صَاحِبِ مَعْلَمِ الْمَنْزِلِ مِنْ ۱۵۷ ج ۲ فِہِ حَذَفٌ تَقْدِیْرُہِیْ لِلّٰہِیْنَ اَمَوَا وَلِلْمَشْرِکِیْنَ فِی الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قُلْ اَعْمَلِ الشَّرْکَ بِشَاۡرُکُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ طٰہِیْتِ الدُّنْيَا وَہِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ خَالِصَۃٌ لِلْمُؤْمِنِیْنَ لَا حَظَّ لِلْمَشْرِکِیْنَ لَہُمَا وَلِیْلَہِیْ عَالِیۃٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ التَّبَعِیْ وَالْعَمَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ فَہُمَا لَہُم فِی الدُّنْيَا مَعَ التَّبَعِیْ وَالْعَمَ (صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔ اس عبارت میں حذف ہے تقدیر اس طرح ہے: ہِیْ لِلّٰہِیْنَ اَمَوَا وَلِلْمَشْرِکِیْنَ فِی الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کہ یہ نعمتیں دنیا کی زندگی میں مؤمنوں کے لئے ملے گی ہے اور کافروں کے لئے نہیں۔ کیونکہ تاہم یہ شریک بھی مؤمنوں کے ساتھ ان پاکیزہ نعمتوں میں شریک ہیں۔ اور وہی فی الاخرۃ خالصہ للمؤمنین اور یہ آیت میں خالص مؤمنین کے لئے شریکین کا ان میں اس کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا قیامت کے دن مؤمنین کیلئے یہ نعمتیں دکھ اور کٹھن سے خالی ہوں گی کیونکہ تاہم یہ نعمتیں دکھ اور کٹھن کے ساتھ ملتی ہیں)

درحقیقت کافران لائق نہیں ہے کہ کوئی بھی نعمت اسے دی جائے اور کسی بھی نعمت سے متعلق ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا بے حیثیت ہے اس لئے کافروں کو بھی اسے دیتا ہے حضرت بل بن سحہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر دنیا اللہ کے نزدیک مہاجر کے برے برابر بھی کوئی حیثیت رکھتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔ (روح المعانی ج ۲ ص ۱۴۶)

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا

آپ! یہ کہتے کہ میرے رب نے فحش کاموں کو نہ ظاہر ہوں اور نہ چھپے ہوئے ہوں اور گناہ کو نہ ظاہر نہ چھپے ہوئے ہے تمام قرارداد ہے

بِأَنَّهُمْ مَا لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَكِنْ أَمْرٌ أَجَلٌ ۝

اور اس بات کو لازم قرار دیا کہ اللہ نے ساتھ فرمایا کہ جس کی کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی اور یہ بھی لازم قرار دیا کہ تم اللہ کے بارے میں نہ کہہ سکتے ہو جس کی تم کو خبر نہیں ہے

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْذِنُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقِيمُونَ ۝ يَبْنِي أَدَمَ إِمَامًا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

اور اس وقت کے آگے جتنی ضرورت ہے وہ آپ کی اطلاع کی اس سے زیادہ بھی بھیجے گا جس کے ساتھ ہم بھی نبیوں کے ساتھ وہ تمام اگر اللہ سے چاہے اور اللہ سے چاہے

مِنْكُمْ يَقْضُونَ عَلَيْهِمْ إِمْرًا فَهُمْ لَا خِيفَةَ عَلَيْهِمْ وَالْخِيفَةُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

اور اللہ سے چاہے جتنی ضرورت ہو اس سے بھی تم کو اطلاع کی ہو گی اور تم کو خوف نہیں ہو گا اور وہ بھیجے گا جس سے تم کو خبر ہو گی اور تم کو خبر ہو گی

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اور جس لوگوں نے ہماری آیات کو ٹھکرایا اور ان سے تم کو خبر کیا وہ لوگ دوزخ والے ہیں اور وہ اس میں ہیں جہنم میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فحش کاموں اور ظاہری گناہوں کو حرام قرار دیا ہے

اور یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ فحش کاموں کا حکم نہیں دیتا پھر فرمایا کہ میرے رب نے انصاف کا حکم فرمایا ہے اس نے فواحش سے بچنے اور حقوق اللہ و حقوق العباد کا حکم فرمایا ہے۔

یہاں بطور تاکید پھر اس ضمن میں ارشاد فرمایا جس میں قدرے تفصیل بھی آ رہی ہے ارشاد فرمایا ہے قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۝ (آپ فرمادے کہ میرے رب نے فحش چیزوں کو حرام قرار دیا ہے تمام فحش باطنی اور ظاہری فحش کاموں میں اور ظاہری طور پر۔ لگے ہو کر ظاہر کرنا لوگوں کے سامنے سزا کوئی کرنا چاہتا ہو تو ان کو بے پردہ پھرنا، ظاہر طور پر فحش کام کرنا سب اس میں داخل ہے اور مومن بننے (اخیر طور) میں وہ سب فحش کام اور فحش کاموں میں ہیں جو بے پردہ پھرنا، ظاہر طور پر کے جاتے ہیں۔ یہ کہہ اور اس کے کوئی چھپ کر کہتے ہیں اس سب کے حرام ہونے کی تصریح ان فقہوں میں ہو گئی۔ (یہاں ایسی دالے تعلقات چھپ کر بیان ہیں اس لئے فحش منوع میں داخل نہیں ہیں)۔

پھر فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا ۝ (اور اللہ نے تم کو اللہ کی حرام قرار دیا اس میں ہر گناہ کی ممانعت بھی وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْرِ الْحَقِّ ۝ (اور اللہ نے ظہر و باطنی

کرنے کو حرام قرار دیا جو باطنی ہی ہوتا ہے۔)۔ پھر فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا ۝ (اور اللہ نے یہ بھی حرام قرار دیا کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کر دو۔ جو لوگ شریک کرتے تھے وہ اپنے باپ دادا کی تھی کہ جو بھتہ دیتے تھے اور بعض جہالت کے بارے میں بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کرتے ہیں یہ جس اللہ کے نزدیک پہچان لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا فَلَا تَمْلِكُنَّ لَهُ سُلْطَانًا کہ یہ جہاد شریک کرنا اور چیز ہے جس کی کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی

میں متکارہ کہ جب قیامت کے دن انھیں گے سو سوال جواب و حساب کتاب کے بعد کافروں کے بارے میں دوزخ میں جانے کا فیصلہ ہوگا تو کھاتھیں بن بن کر دوزخ میں جائے گی۔ وہیں کے کھاتھاتھیں پہلے داخل ہوں گی اور کچھ بعد میں جو لوگ بعد میں داخل ہوں گے ان سے ان کا کفر ان میں ہوگا کہ تم سے پہلے جنت میں سے اور انسانوں میں سے جو کھاتھیں دوزخ میں جا چکی ہیں تم بھی دوزخ کے خطاب میں ان کے ساتھ ہی ہو جاؤ۔

ای کفرایا قال اذ غلظوا علیہم فذلک من فضلکم عن الجن والانس فی الدنۃ۔ پھر فرمایا غلظوا علیہم فذلک من فضلکم عن الجن والانس فی الدنۃ۔ اچھا! کہ جب ایک جماعت دوزخ میں جانے کی تو دینی کسی دوسری جماعت پر اہانت کرنے لگی۔ دینا میں جو ان میں ایک دوسرے سے قطع تھا اور یہ بھی قطع تھا وہ سب ختم ہو جانے کا اور یہ بعد اہل جماعت اپنی ہمیں پہلی جماعت پر اہانت کرنے کی عہدہ ہاں انھیں کی شان پیدا ہوئی۔

اور بعد میں داخل ہونے والے اپنے سے پہلے اہل ہونے والوں کے بارے میں کہیں گے کہ اسے عہدہ سب ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا لہذا انھیں جو جنت چڑھتا ہے دوزخ کا خطاب دیجئے۔

یہ تفسیر اس صورت میں ہے کہ انھوں نے اپنے اہل مراد لیے جائیں اور ٹولہ ہنم سان کے سردار مراد لیے جائیں اور ساتھ یہ بھی مانا جائے کہ سردار ان قوم اور ان میں دینی قوم سے پہلے جائیں گے۔ جیسا کہ عالم آخر میں اور تفسیر ان کثیر میں لکھا ہے اور بعض حضرات نے انھوں نے سے پہلے اور سب کے لوگ اور ٹولہ ہنم سے سردار ان قوم مراد لے لیے ہیں اور اس میں دخول تاریکی و اہانت اور عہدہ کلمہ کلمہ لکھا ہے۔ یہ قول دوزخ میں لکھا ہے۔

دینا میں تو اپنے دوزخ کی بات مانتے تھے اور ان کے کہنے پر چلتے تھے اسی طرف سے جو جاہلیت پہنچانے والے جاہلیت کی طرف دانتے تھے تو ایمان کو برا کہتے تھے اور اپنے دوزخ کی باتوں پر چلتے تھے تو انھیں سے بچتا رہتے تھے اور جب آخرت میں خطاب دیکھیں گے تو گمراہ کہنے والی پر اہانت کریں گے اور اہانت تو فی سے عرض کریں گے کہ ان کو عہدہ سب سے بڑھ کر خوب زیادہ خطاب ہونا چاہئے۔

انھوں نے کہا کہ شہادہ کا لُکھنی جعفت و لیکن لا یغفلون! ہر ایک کے لیے خوب زیادہ خطاب ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ یعنی تم میں سے ہر ایک کو جس قدر خطاب ہے وہاں کا زیادہ ہے کہ اسے کہانی نہیں پاسکتا۔ پھر یہ خطاب ایک حالت پر نہیں ہے بلکہ اس میں اضافہ ہوتا جائے گا جیسا کہ سورہ اہل میں فرمایا۔

الذین یسخرنوا و یصلون عن سبیل اللہ فانہم عذابا لوزی العذاب یبدا کثرتا یغفلون! (جن لوگوں نے تمہارے اور اللہ کے راستے سے روکا ہم ان کو خطاب پر عذاب بڑھا دیں گے سبب اس کے کہ وہ لسا کرتے تھے)

پھر صاحب الجلالین الضعف بمعنی المضعف قال الشیخ الجمیل فی حاشیہ المطاوعہ الی ان المراد بالضعف هذا تضعیف الشی وزیادۃ الی ما لا یتنبی لا الضعف بمعنی مثل الشی مرة واحدة۔ (صاحب جلالین نے ضعف کی تفسیر مضعف سے کی ہے شیخ جلالین کے حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ صاحب جلالین نے اس تفسیر سے اس بار کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں ضعف سے مراد کسی شے کی لامتناہی زیادت ہے ضعف سے مراد وہ گناہیں ہیں)

اس میں یہ بات بھی لکھی کہ جب دوزخ میں تشریف کا خطاب بہت زیادہ ہے تو دوسروں کا خطاب دیکھ کر کمال ہو سکتی ہے جب خود بھی عذاب خطاب میں مبتلا ہیں۔

پھر فرمیں: وَلَقَدْ اَوَّلٰیھُمْ لَا خَرْطَھُمْ فَمَا كَانَ لَکُمْ عَلَیْہَا مِنْ فَضْلٍ کہ پہلے لوگ بعد ازاں سے نہیں تھے کہ جب ان کی مراد
یہ تھی کہ ہم پر بھی کوئی فوقیت نہ ہوگی نہ ظاہر کی تحقیر نہ دے لیے ہے نہ تہذیب کے لیے۔ فَلَقَدْ اَوَّلٰیھُمْ فَمَا كَانَ لَکُمْ عَلَیْھُمْ مِنْ فَضْلٍ
(اسلام اپنے اعمال کے بدلہ عذاب بخیر کرے۔)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَلْغَنِیُّ ۝۱۰ وَ اَسْتَکْبِرُ ۝۱۱ وَ اَعْنٰی ۝۱۲ لَقَدْ اَنْفَخْنَا عَنْ اَبْوَابِ السَّمَآءِ ۝۱۳ وَ لَا یَذْخَبُوْنَ

تو جس لمحہ میں وہ کہہ رہے تھے اے تیرا ہی حق ہے اور میں نے غرور کیا ہے کہ میں نے اپنے آسمان کے دروازے کھلے تو میں نے نہ دیا

الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلْبِغَ الْجَمَلَ فِی سَمِی الْحَیَاطِ ۝۱۴ وَ کَذٰلِکَ تُجْزٰی الْمُجْرِمِیْنَ ۝۱۵ لَقَدْ مِّنْ جَہَنَّمَ

جنت میں اسی طرح جو اس نے کمال تک پہنچا ہے۔ اسی طرح ہم بھی دیکھتے ہیں کہ جہنم کو کھولا دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ کہہ رہے تھے کہ

مِہَادٌ ۝۱۶ وَ مِّنْ قَوٰقِہُمْ غَوَاشٍ ۝۱۷ وَ کَذٰلِکَ تُجْزٰی الظَّالِمِیْنَ ۝۱۸

پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے اڑنے کا سامان دیا اور ہم بھی دیکھتے ہیں کہ جہنم کو کھولا دیتے ہیں۔

مکہ میں و تکبر میں جنت میں نہ جا سکیں گے اُن کا اور عذاب کچھ تو آگ کا ہوگا

پہلی آیت میں مذکور تین آیت کے چھوٹے جملوں اور پھر تین آیت الہیہ کے سامنے سے کچھ کر کے انہوں نے پھر وہ کہتے ہیں کہ

کی ایک حالت تھی اور وہی کوئی نہ لیتا آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے۔

پھر یہ شریف میں مومن اور کافر کی موت کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام دوسری

کی روح کو قبض کرتے ہیں تو وہی آسمانی سے نکل آتی ہے جیسے (پانی کا) بہنا ہو اور وہ مٹی کے باہر ہوتا ہے جب وہ اس روح کو لے

لیتے ہیں تو ان کے پاس ہوا دوسرے فرشتے یعنی جن اور جنت کی خوشبو میں نکلا کر آسمان کی طرف لے کر چلے جاتے ہیں جہنم میں اس کی روح کو

نہیں چھوڑتے پھر وہاں سے جتنی گھن اور جنت کی خوشبو میں نکلا کر آسمان کی طرف لے کر چلے جاتے ہیں جب اس روح کو لے کر آسمان کی

طرف چلے جاتے ہیں تو فرشتوں کی کس جماعت پر ان کا کھڑ ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کون سا کفارہ روح ہے اور اس کا کھٹکے سے اچھا

نام ہے۔ جواب دیتے ہیں نہیں ہے اور پانی میں چھوڑ دیا جاتا تھا کہ یہ کفارہ کا کھٹکا تھا۔

اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھولتے ہیں۔ چنانچہ وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے (پھر وہ اس روح کو لے کر وہاں

پہنچ جاتے ہیں) اسی کے ساتھ تو اس آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور آسمان کے مشرق میں دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں (جب ساتویں

آسمان تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بند کی کتاب مٹھن میں رکھ دو اور اسے جہنم میں چھوڑ دینا کہ وہ

میں سے ان کو زمین سے یہ پیدا کیا ہو وہی میں اس کو کونوں میں رکھ دو اور اسے جہنم میں چھوڑ دینا کہ وہ اس کے جسم میں

وہاں نہ رہی جاتی ہے (اس کے بعد قبر میں جو سوال جواب ہو گا اور کچھ جواب کے بعد قبر میں جو اس کا کرام ہو گا اس کا ذکر فرمایا) پھر کافر

کی موت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ بدیہ جب کافر نہ ہوتا ہے جانتے اور غلط کار کھاتے کہ وہ ہوتا ہے تو یہاں چھوڑ دینا فرشتے

آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ حالت ہوتے ہیں۔ اور اس کے پاس اتنی اور تک پہنچ جاتے ہیں جہنم تک اس کی کھر

سجکتی ہے پھر ملک الموت تعریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس پہنچ جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اسے خیریت جان بھڑکی یا بھڑکی

[illegible]

اس حدیث سے لا قطع لفظ انوار التسلک کا مطلب انھیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی روحانیت کی طرف اشارہ ہے جہاں جہیں وہ ان کے لیے دروازے کھولے جاتے اور ان کو وہیں سے چھٹک دیا جاتا ہے انھیں مدنی نقطہ توحید میں جو وہ اس سفر پر گزر رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں بھی متحمل بنے کہ لوگوں کے اعمال اور نہیں اٹھائے جاتے اور ان کی دعاؤں پر انھوں نے بھی توجہ نہیں دی۔ یہی وہی قول ہے کہ لا یستجیبون لہم۔ (ابن ماجہ)۔
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کرنے کا کوئی اجر نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)۔
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کرنے کا کوئی اجر نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)۔

عن طرہٴ قہم طواہل (اور ان کے احباب) والی چیزیں بھی دوسرے سے ہوں گی، ایسی ان کا دامن چھو تا سب تک ہی آگ ہو گا۔
 یہ فرمایا: وَكَذَٰلِكَ يُخَوِّی السُّعْطَانِ (اور اس طرح تمہاری کہوں کو بول دیتے ہیں) انہوں نے کافر عداوت میں کیونکہ کفر سب
 سے بڑا گنہگار ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَفِّرُ نَفْسًا إِلَّا مِنْ غَيْرِهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

ہم فیہا خلدوۃ ﴿۷﴾ وَتَرْعَا مَا فِیْ صُدُورِہُمْ مِّنْ عَلٰی تَجْرِیْ مِنْ تَعْتِبُہُمُ الْاَنْہٰرُ

ہم یہاں دینی کے اور جو کچھ ہیں ان کے ساتھ ہیں کہ ہر ایک کے لیے ہے۔ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے یہاں کی

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَنَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدانا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ

اور یہ کہیں گے کہ سب طرف سے جی کی گئی ہے مگر میں نے ابھی یہی نام نہ لیا تھا، اور نہ ہی دیکھا تھا کہ وہ جہاں جا رہا تھا اور سے کہا

ایمان اور اعمالِ صالحہ پر جو اس کی دہائی دہائی عطا کیں اور بخششیں ہیں یہ سب اس کا فضل ہے۔ جلی جنت اسی فضل کا ثمرہ کریں گے اور ان کیسے گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں نہ پہنچاتا تو ہم یہاں نہیں آتی تھیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے لفظ جنت آگے زبانی رہتا ہے یعنی (یاد رہے ہر سب کے بغیر حق نیکوکار سے پاس آئے) ہم نے دنیا میں ان کی تعریف کی اور اب ان کی مدح کی ہوتی ہے انھوں نے یہ کیا کیا۔

پھر فرمایا: **وَلَوْ فُؤَادُ أَنَّا تَلَكُمُ الْجَنَّةَ أَنْ تَفْزَوهَا بِمَا تَصْنَعُونَ** (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو دہائی جائے گی کہ یہ جنت تم کو ان اعمال کے بدلہ دی گئی جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال کی قدر دہائی فرمائی اور تم کو جنت میں داخل فرمایا۔ **فَلَا تَحْسَبُوهُ كَيْدًا**۔

وَكَاذَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَنَّا وَجَدْنَا اور جنت والے اور آگ میں آگے کہ ہم نے یہ سب سے وعدہ فرمایا تھا وہ ہم نے حق ہی پورا کیا تم نے بھی اسے حق پایا **مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۚ قَالُوا نَعَمْ ۚ قَا أَن مُّؤَيِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ** (۵)

جو کلمہ ہے سب نے تم سے وعدہ فرمایا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں! ہر ایک اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ہم نے اسے لکھ لکھ کر لوں گا

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ (۶)

جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس میں کئی حاشی کرتے تھے اور وہ ایک آخرت کے سحر تھے۔

اہل جنت کا اہل دوزخ کو پکارنا اور دوزخیوں پر لعنت ہونے کا اعلان ہوتا

جلی جنت دوزخیوں کو آواز دی کہ اور ان کو خطاب کرتے ہوئے ہیں پکاریں گے کہ تمہارے سب نے ہم سے ایمان اور اعمالِ صالحہ پر جو عہد کیا اور میرا حق اور بخششوں کا وعدہ فرمایا تھا وہ دنیا میں ہم نے بغیر دیکھے اس سب کی تعریف کی کہی تھی۔ آج ہم نے یہاں ان سب وعدوں کے مطابق انعامات پائے جو وعدے ہم سے فرمائے گئے تھے ان سب کو انھوں نے کیا کیا۔ اب تم کو کہہ کر یہ تمہارا وعدہ ہے کہ تم کو اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ دیدوں سے آگاہ فرمایا تھا کیا وہ میری یہی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کفر کی سزا سے دنیا ہی میں بغیر فرمایا تھا ان ٹھکانوں کو تم نے کیا پایا؟

اس پر ہر ایک جواب دیں گے "نفسیم" کہ ہاں! ہم نے ان سب باتوں کو سچ پایا، واقعی کتابوں اور رسولوں کے واسطے سے جو اللہ تعالیٰ نے خطاب کی خبریں دی تھیں وہ سب نیک تھیں۔ جب وہ لوگ اس کا اقرار کریں گے کہ میں سچ کہہ رہا تھا یا کیا تھا وہ سب کا قیام نے نہ مانا اور اپنی جانوں پر غم کیا۔ اس پر ایک پکارنے والا انہیں فریق کے درمیان کھڑے ہو کر پکارے گا کہ اللہ تعالیٰ کی امت ہونا انہوں پر جو اللہ کی راستہ میں حق سے روکتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھیجا تھا وہ خود قبول کرتے تھے نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے تھے اور اسی پر تم نہیں کرتے تھے بلکہ دوسروں میں کئی حاشی کرتے تھے یعنی ایک دوسرے سے دھڑکتے تھے جن کے ذریعہ دین حق میں شبہ لگائیں اور اعتراض کریں۔

یہ لوگ دین حق کو مانتے تھے نہ دوسرے پر ایمان رکھتے تھے ان کی ان حرکتوں کا نتیجہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے ملعون ہو گئے ان پر

أَهْوَلَاءَ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا يَخُوفُهُمْ عَلَيْهِمُ

وہابی کہ جس نے کسی کو قسم کھائی کہ وہ جہنم میں نہ جائے گا، وہی جہنم میں نہ جائے گا۔ یہ تو کمال خوف نہیں

وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝

اور تم نہ سوچو

صحاب اعراف کا اہل جنت کو سلام پیش کرنا اور اہل دوزخ کی سرزنش کرنا

اہل جنت اور اہل دوزخ، جو جنس ہوں، تو اس میں جماعت اپنے اپنے مقام اور مشعر پر ہو گی۔ ان دونوں کے درمیان پروردگار کا یہ کردار ایک چمکی صورت میں ہو گا جس پر وہ پہنچنا صحافت کے عجیب و غریب پیمان پر ہو گا۔ ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کا موقع دیا جائے گا جس کا ارادہ و ماضی اصحاب الجنت اصحاب النار میں ہو گا۔ تعجب ہی دوسری آیت میں دوزخیوں کا جنتیوں سے خطاب کرنے کا اور ان سے پانی طلب کرنے کا ذکر آ رہا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان کوئی حیرت انگیز واقعہ ہے جن سے ایک دوسرے کو کچھ نہیں ہے، بات کر سکیں گے۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ یہ پرواہ کیا ہو گا جو جنت کا اہل دوزخ کی طرف اور دوزخ کا اہل جنت کی طرف نہیں پہنچنے دے گا۔ بات آپس میں ایک دوسرے کی آواز پہنچتی ہے۔

پھر اس بات کا جواب ہے کہ اگر دوزخیوں میں حاکم ہوتے ہوئے آواز سے پہنچنے کی قرقر فرماتے ہیں کہ افسوس! الا حسرة لا نفعل ما نفوز اللہ! (اٹنی قسمت کی چیز میں رہا جو فی حق میں نہیں کی جاتی تھی) یا تو صاحب روح المعانی نے درست فرمایا لیکن اس بات پر دیکھا جائے کہ اگر آواز پہنچنے پر بات کرنے کے لیے درمیان میں کسی چیز کا حائل ہو گا تو ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتا، غرض نہیں۔

ایک شخص نے شک میں پڑے ہوئے ہے کہ کلف امریکہ کے کسی بھی فرد سے بات نہ کر سکتا ہے۔ پھر لڑایا کہ اعراف پر بہت سے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اپنی اہل جنت اور اہل نار کو ان کی نشانیوں سے پہچانتے ہوں گے۔ لہذا اعراف عسوف کی حق ہے جو چیز کے ساتھ ملے اعراف کہا جاتا ہے۔

آیت ۱۱ میں جس اعراف کا ذکر ہے اس سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین نے کہا ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان جو دروازہ ہو گی جسے صاحب سے تعبیر فرمایا ہے وہ اعراف ہو گی۔ آیت ۱۱ میں اس کی تشریح ہے کہ اعراف میں بہت سے لوگ ہوں گے جو اہل جنت کو پہچانتے ہوں گے اور اہل دوزخ کو بھی اور یہ پہچان کا ہر ایک کی صلاحیت سے ہو گا۔ میدان نش میں بھی اہل جنت اور اہل دوزخ سے ملتا رہوں گے۔

اہل جنت کے چہرے سفید روشنی ہوں گے اور اہل دوزخ کے چہرے سیاہ ہوں گے اور ان کی آنکھیں ملٹی ہوں گی اور جنت و دوزخ کے داخلہ کے بعد ہر طریق کی صورتوں کا مستند رہا تو خطہ جہنمی سے اعراف والے اہل جنت کو اور اہل دوزخ کو ان کی نشانیوں سے پہچان میں سے خود قرآن بھی جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے البتہ اس کے امیدوار ہو رہے ہوں گے۔ کہ انہیں بھی جنت میں داخل نصیب ہو جائے گا۔

حضراتِ فطریہ نے فرمایا ہے کہ انسانی حقوق و تعلیم دینے کے لیے فقط یہ اقدامات کے بجائے چہاں میں فرمایا تاکہ وہ سمجھ لیں کہ جب ہمارے مطلق نے چہاں میں تھان و زمین پر ان کے حاکم وہ ان خاص میں فقط یہ فرمایا سکتا ہے کہ حقوق کو اپنے کام میں ضرور ترویج کرتے ہیں کی ضرورت ہوگی۔

قال صاحب الروح وقال غرو واحد ان في حلقها مفرجا مع لغزته سبحانه على ابدانها دفعة دليل على الاحتمار والاعتدال لشكره (مر ۱۴۳ ح ۱) وفيه ايضا ان التعجيل في الخلق المبلغ في القدر والثبت المبلغ في الحكمة والوازع العالي اظهار حكمته في خلق الاشياء بالثبوت كما اظهر قفرته في خلق الاشياء بشك (مر ۱۴۳ ح ۱) (صاحب روح المعاني فرماتے ہیں کہ حضرات نے کیا ہے اللہ کو ایک ہی لغزہ میں دین و توحید کو پورا کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود اس کا قیام سے پورا کرنے میں کسی کام کو کچھ سے کرنے کی دلیل اور حیل ہاں کے لئے عبرت ہے اور یہ بات اسی ہے کہ پورا آتش میں جھڑی کو اسی قدرت میں اس سے پورا ہو کر اس کا مال غنیمت کی دلیل ہے تو قیام سے پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا قصور ہوا ہی حکمت کا اظہار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام میں پورا کرنے کو پورا کرنے کی قدرت ظاہر فرمائی۔

وہی معالجہ التذلل (ص ۱۶۳ ج ۲) قال سعید بن جبیر کان للہ عزوجل قاذراً علی خلق السموات والارض
فی السمحة والحسنة فخلقه فی سمہ اہم تعلیم الخلق الثبت والثبات فی الامور وقد جاء فی الحدیث الثانی من
شر حبس والعجالة فی الشیطان (تفسیر عالم الغریب) میں ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آسمان
اور زمین کو آپ صراطیبت اللہ میں پیدا کرنے پر قادر تھا لیکن انہیں چودھویں برس کے آگے ہی مخلوق کو تہذیب و تمدن دے دیے اور محلات
فی غیرہ کی تعمیر کی۔ اس واقعہ سے ایک طرف یہ ثابت کہ قرآن و حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور چودھویں طرف سے ہے۔

سورہ فرقان (ع) اور سورہ حم - سجدہ (ع) اور سورہ نبی (ع) میں مسنونہ اور لڑنے کے ساتھ وصالینہ پڑھنا بھی فرمادہ کہ
 آقا اور زمینوں کا اور لوگوں کے درمیان ہے سب کو چھان میں پڑا فرمایا اس کی تفصیل سورہ حم - سجدہ (ع) میں بیان فرمائی
 ہے ہاں انکا ہاتھ تھکی اس بار سے میں تفصیل سے لکھا دے گا۔
 یہاں یہ ۲۰ سال پہلے لکھا ہے کہ کون سورہ کی حرکت سے آگے آئے اس وقت نہ مان تھے زمین تھی زمین تھوڑی چھان کا
 جو آگے ۲۰ سال اس کے بار سے میں مضمین فرماتے ہیں کہ صلا اہل بیت مقدسہ لکھا ہے اسے پہلی چھان کی مقدار میں مختل فرمائی۔

تم انیسویں علی الغرض (پھر عرض ہوا) انیسواں کام ہونے کو اور عرض تختہ شای کو یہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شہادت دے چکا ہے کہ میں تم انیسویں علی الغرض قرآن اور الفرح علی الغرض انیسویں قرآن اس کو سمجھنے کے لیے بعض لوگوں سے مختلف جاؤں گی ہیں۔ اس کے بارے میں حضرات صاف صاف نہیں سمجھتے، تاہم بعض دینی علماء تعالیٰ انہیں جو بات منقول ہے وہی ہے کہ انہی علی الغرض شہادت دے چکا ہے ان حضرات کو پوری طرح سمجھنے اور احاطہ کرنے سے لڑا ہے، لہذا جو کچھ فرمایا ہے اس سب پر ایمان لائیں اور سمجھنے کے لیے کوشش کرو، میں نہ لایں۔

یہی مسلک ہے فی اور صاف بھیجے ہے حضرت امام، لکھتے ہیں کہ اسے اسواء علی العرش کا مٹی یا چھاتوں کو بیٹا کہتا اور اقوامی
 کے بعد کہتا ہے کہ اسواء کا مطلب تو معلوم ہے اور اس کی کیفیت سمجھتے ہیں کہ اسے اور ایمان اس پر لانا واجب ہے۔ اور اس
 کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

پھر سب کے لئے فرمایا کہ میرے خیال میں تو کہو کہ جس نے اس کے بعد اسے اپنی مجلس سے نکال دیا۔ (معاذ اللہ عنہ) (ج ۱ ص ۱۶۵) اس بارے میں سوال کرنے کو بدعت اس لئے فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بھی آیات نکلا جہاں جس جگہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیفیت اور حقیقت سمجھنے کے لئے کوئی سوال نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان امور کو واضح نہیں فرمایا۔ جس طرح وہ حضرات آیات قطعات پر اعتقاد انہوں نے اسی طرح بعد ازاں کے لئے بھی اسی میں خیر ہے کہ بغیر سمجھنے کے انہوں نے ایمان لے لیا۔

سورۃ آل عمران کے پہلے دو کوشش گذر چکا ہے کہ جن کے اوپر میں ذبیح یعنی بھیج دینا تھا اس کرنے کے لئے قطعات جہاں کے چھپے تھے ہیں۔ اور ان کا مطلب معلوم کرنا چاہئے ہیں۔ فَإِنَّمَا الظُّلُمَاتُ عَلَى الظُّلُمَاتِ وَلَئِنْ فَضَّلْنَا بِهِمْ زَيْجَ لَظِلُّوا فِي ظُلُمَةٍ أَوْسَىٰ وَأَبْهَىٰ تَوَلَّوْا لَهُ (الآیۃ)

پھر فرمایا يُغْفِرُ اللَّهُ ذُنُوبَهُ (اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے گا) یہ آیت کو ان پر یعنی شب کی تاریکی سے ان کی روشنی کو پھیل دیتا ہے اس کو سورۃ بقرہ میں بھی فرمایا يُكَوِّرُ السُّجُودَ عَلَى السُّجُودِ (پھونک دے گندم کو گندم پر) یہ آیت کو ان پر لپیٹ دیتا ہے اور ان کو لپیٹ دیتا ہے اور سب کے سامنے ہے اللہ کے سامنے کو قدرت نہیں کہ رات کو ان کے کلام کو بدل دے غرض فرمایا يُظِلُّونَ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْ ظِلِّهِمْ (یعنی کہ رات جلدی جلدی چل کر ان کو ظلمت کر لیتی ہے) اور ان آقا کا گذر ہوا مظلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ رات آجاتی ہے اور ان کا شب ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا وَالظُّلُمَاتُ وَالظُّلُمَاتُ فَسُحُورٌ (یعنی اللہ تعالیٰ نے سورج کو پھیل دیا اور تمام حجاب کو پھیل دیا) اس حالت پر کہ سب اس کے غم کے تابع ہیں اور اس کی مشیت و ارادہ کے مطابق چل رہے ہیں۔ ہزاروں سال گذر گئے ہوں کی یاد دہانی مقرر فرمادی اور ہر کام ان کے سامنے ہے ہیں ان میں گئے ہوئے ہیں صرف خداوند تعالیٰ کے غم سے چلتے ہیں کسی کو یہ بات ان کے بغیر محض مر لگتی تھی کہ سچ سے وہاں وہاں ہیں۔

آپ ان ذہن جس قدر درست دہن کی تحقیق بیان فرمائیے کے بعد ارشاد فرمایا أَلَا لَيْلُ الْخُلُقِ وَالْأَفْرَادِ (ظہر ارادہ کی گئی ہے پیرا فرمایا اور غم دینا)

فان صاحب الروح (ص ۱۳۸ ج ۱) وفسر بعضهم الامر هنا بالآزادة ايضاً وفسر اخرون الامر بما هو متبادل اليه والخلق بالخلقون اي له تعالى المخلوقون لا له خلقهم وله ان يأمرهم بما اراد (صاحب روح) المعاني فرماتے ہیں یہاں بعض نے امر کی تفسیر ارادہ سے لگی ہے اور دوسرے بعض نے غمی کے مقابلہ میں جو امر ہوتا ہے وہ امر بیان کیا ہے اور خلق کو مخلوق کے معنی میں لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسی کی مخلوقات ہے کہ اسی نے انہیں پیدا کیا ہے اور اسی کو اپنے ارادہ کے مطابق انہیں غم کرنے کا اختیار ہے۔

خالق ہوا (ص ۱۴۰) حاکم ہوا اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت ہے اس کے علاوہ کوئی نہ اور انی بیخ کو پیدا کر سکتا ہے اور نہ کوئی اور بخیر ہی طور پر اس کے علاوہ کسی کو غم دینے کا اختیار ہے۔

آخر میں فرمایا فَإِنَّمَا الظُّلُمَاتُ عَلَى الظُّلُمَاتِ (پھر رات ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے) صاحب معاد لکھ کر (ج ۱ ص ۱۶۵) نے ارادہ تو تارک کا معنی تعالیٰ اللہ و تعظم کھسا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ ہی برتر ہے) غفلت

ہے اور ایک قول میں بھی لکھا ہے کہ تباہ کن یعنی فساد ہے۔ پھر تحقیق کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

معنی هذه الصفة ثبت ودام بما لم يزل ولا يزال

(یعنی اللہ تعالیٰ شینہ اپنی ذات اور صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) تمام اقوال کو سامنے رکھ کر لفظ تباہ کن کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ہے با عظمت ہے، مہربان ہے پاک ہے اور اپنی صفات عالیہ سے ہمیشہ شغف ہے اور ہمیشہ شغف رہے گا اس کی ذات اور صفات کو بھی اسی زوال نہیں۔

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٧﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي

تم اپنے رب کو پکارنا دعا کی صورت میں ہو چکے ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو تباہ فرماتا ہے جو اسے "کے بڑے ادا لے چیں۔ اور فساد نہ کرو جس میں

الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ حَوْثًا وَطَبْعًا ۚ إِن رَحِمَتِ اللَّهُ قَوْمًا لَّيْسَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨﴾

اس کی اصلاح کے بعد، اور پکارنا اپنے رب کو ادا لے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے۔ ہے جب اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں سے قریب ہے

دعا کرنے کے آداب

اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور عداوت سے بچنے کے بعد ہم فرمایا کہ کسی کی طرف توجہ نہ دے اور نہ کسی سے اچھی باتوں کا سوال کرو۔ ساتھ ہی دعا کا ادب بھی بتا دیا اور یہ کہ تضرع یعنی عاجزی کے ساتھ دعا کیا کرو۔ عا میں اپنی عاجزی اختیار کرو اور اس سے مانو کہ اُمّی ہم عاجز ہیں۔ نیز یہ بھی بتایا کہ چپکے چپکے دعا کرو۔ بعض مواقع میں زور سے دعا کرنا بھی ثابت ہے جیسا کہ استفادہ ثروت، زوال و جبرہ میں زور سے دعا کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن عام حالت میں چپکے چپکے دعا کرنا چاہئے۔

سورہ بقرہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا: **إِنِّي نَادَيْتُكَ رَبَّكَ فَقُلْتُ خَفِّفْهُ** (بجھڑ کر پالنے اپنے رب کو پکارا پوشیدہ طریقہ سے کہات یہ ہے کہ قہر دعا کرنے میں ضروری تھک کا موقع زیادہ ہوتا ہے۔ اگر زور سے دعا کی جائے تو کوئی آواز کرنے کی طرف بھی دھیان دیتا ہے اور اس میں توبہ بنت جہان ہے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! کیا دعا اور رب قریب ہے یا اگر ایسا ہے تو ہم اس سے مناجات کریں یعنی خفیہ طریقہ پر مانگیں یا وہ دور ہے جسے ہم زور سے پکاریں اس پر آیت کریمہ **وَأَنذَا نَالِكُمْ عَذَابِي عَنِّي فَوْقَ نَفْسِ قَوْمِي** (الاحزاب، چارم آیت)۔ (درمختوم ص ۱۱۳)

مجھے بتادی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **"إِنَّمَا عَسَدُ هَلَنَ عَسَدِي هِيَ وَنَا مَعَهُ أَفْئِدَ كُفْرِي"** (مکتبہ الصالح ص ۱۱۹) میں (میں اپنے بندہ کے گناہ کے ساتھ ہوں وہ میرے بارے میں جو گناہ کر لے، اور میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے)

اور ایک روایت میں ہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **إِنَّمَا مَعِ عَسَدِي أَفْئِدَ كُفْرِي وَنَحْرُ كُفْرِي هِيَ شَفَعَاءُ** (مکتبہ الصالح ص ۱۱۹) (میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اور جب اس کے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے ہوں)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ تمہارا رب تم سے اس سے بھی زیادہ قریب ہے جتنی تمہاری سواری دلی کوئی کی گردان تم سے قریب ہے۔ (مکتبہ الصالح ص ۱۲۰ از علامہ مسلم)

نہیں جب اللہ جل شانہ ہمارے اس قدر قریب ہے کہ ہم میں چٹکے اور چارے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہمارے ہر حال کا کرنا بھی۔ ہمارا شرف و رازا **وَلَا يَحِبُّ الْمُشْكِنِينَ** (اپنے ایک دوسرے سے نہ چاہنے والوں کو پسند نہیں کرتا) اس میں عمومی طور پر تو ہر حال میں اشتداد و اصراف اور حد سے آگے نہ جانے کی ممانعت فرمادی۔ یا احتیاج سے نہ چاہنے والے میں بھی ہوتا ہے۔

مطرحات مندرجہ ذیل کے امور حلال کے کھانے کو دعا میں ایک احتیاج ہے کہ (مثلاً) اپنے بچے کے بچہ ہونے کے لئے کچھ جنت میں حضرت انبیاء و ائمہ و اصحاب و اسلام کی منازل حلالی جائیں۔ اگر کوئی کہہ دے تو قطعاً حلالی کی بات تو یہ بھی احتیاجی ایک صورت ہے۔ منہج ابو داؤد (مسجد) میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود مطلقاً رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بچہ کرتے ہوئے ان **الْفَلَسْفَسِ** اسٹی اسٹیلک **الْفَصْر** الاہل من بعد الحجة (اللہ انہیں آپ سے جنت کی انجمن یا پاب علیہ کلم کا سہا کرنا ہوں) کو بچہ کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جبرائیل اللہ سے جنت کا سوال کرو اور روزِ ع سے پتہ تک (اپنی طرف سے علیہ کلم) جو چاہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو موردِ ہجو و تمسخر و غیروہ میں (امور دعا میں احتیاج بھی زیادتی کریں گے۔

ذہبی کے دوسرے شعبوں میں جو حد و شرط سے آگے نہ جانے ہیں اس کی ممانعت بھی نہیں کریں گے عموم اللہ میں داخل ہے۔ کئی قومیت بڑی چیز ہے جسے شرعاً اس کی بھی حد و شرط ہیں کوئی شخص رات کو رات نماز پڑھتا ہے اپنی بیوی اور سہیلیوں کی خدمت میں رات دن ذکر و تلاوت میں لگا رہتا ہے اور یہی بچوں کی معاش کے لیے کھرمند نہ ہو اور ان کے بچے اپنی بیوی کے ساتھ نہیں رہتے جانتے اور ہونے پر بھی احتیاج اور زیادتی ہے۔

پھر فرمایا **وَلَا تَقْسِبُوا عَلَى الْاَرْضِ بَعْدَ صَلَواتِہَا** (اور زمین کی اصلاح کے بعد زمین میں قسب نہ کرو) اس سے زمین کی کھجوری اصلاح اور مطلقاً اصلاح دونوں مراد ہو سکتی ہیں۔ بخاری میں اصلاح تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہر حال کی رستہ نکال دی ہے۔ تحقیق اللہ ہی اس میں طرح طرح کے فوائد رکھ دے اس کو لاپ نہ کرو۔ اللہ کی پیروی ضروری ہے کہ نہ اپنا نہ دوسروں سے اصلاح کی جو کہ ضرورتیں ہیں ان میں رشتہ پیدا نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس سے متعلق ہونے اور ہر مطلق صلاح مراد کی جانب تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بھیجا انہیں نازل فرمائیں (اگر اس سے حق کو واضح فرما یا اعمال صالحہ کا حکم دیا اور برے کاموں سے منع فرمایا) پھر خدا میں انسانوں نے ایمان قبول کیا اب اس بعد کو قراب نہ کرو (وہایت کی راہ اختیار نہ کرو) ہر خود ہو اور دوسروں کو اس پر رہنا نہ کرو نہ اپنا نہ اس سے چھوڑنا اب معلوم ہوئے ہر حال یہ کہ دعا میں زیادتی نہ کرو۔ دوم یہ کہ تحقیق طرح پر دعا کرو۔ سوم یہ کہ دعا کرتے ہوئے دعا کو کہہ کر نہیں ہے قبول نہ ہو۔ چہارم خوب لپٹا کر دعا میں کرتے ہوئے دعا کو گپا نہیں لپ۔ **وَلَا تَقْسِبُوا عَلَى الْاَرْضِ بَعْدَ صَلَواتِہَا** اس سے معلوم ہوا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ لسانی الارض جو تمام ممالک پر صادق آتا ہے اس سے بھی یہ نہ کرو۔ کیونکہ لسانی الارض بھی دعا کی بنا پر ہے۔

صحیح مسلم (۳/۱۲۸) میں ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جس کا ستر سیاہ بادل گھر سے ہوئے ہوں۔ غم سے اس کا دل بے چین کی طرف الجھ گیا کہ تلاوت تلاوت کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہو، چائے حرام ہو، دھواں حرام ہو اور اسے حرام سے بخارا کی گئی ہو ان چیزوں سے کہہ رہے ہوں اس کی دعا کہیں قبول ہوگی؟

پھر فرمایا **اِنَّ رَحْمَةً لِّعِزِّ قُرْبَتِ بْنِ الْقُسَيْبِ** (یا قسبہ کی رحمت اچھے کارکنے والوں سے قریب ہے) اس میں مطلق

اچھے کام کی فضیلت بتائی، جسے بھی اچھے کام میں وہ سب اللہ کی رحمت شامل حال ہونے کا درجہ ہیں۔

اسی مضمون میں آج کا احسان بھی ہے۔ دعا کے جو آداب بتائے ہیں ان آداب کی رعایت کرتے ہوئے اگر دعا کی جائے تو اللہ کی رحمت نازل ہوگی اور دعا کی قبولیت کا درجہ بھی حاصل ہوگا۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا لِّبَنِينَ يَذَرْنِي رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا

اور خدا ہے جو باری رحمت سے پہلے ہواؤں کو ڈھری دینے والی بنا کر بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اب وہ بھاری پانی کو اٹھا لیتی

ثِقَالًا ۖ سُقْنَاهُ لِبَنَاتِهِ ۖ فَمَا نَزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ ۖ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ ظُلُمِ الثُّمَرَاتِ ۖ

جہیز ہم ان کو مردوں کو بھیجے گا۔ لے کر نہ کرتے ہیں ہم اس کے، اور پانی نازل کرتے ہیں۔ یہ ہم اس کے درجہ دیتے ہیں جو طرح کے پھلوں سے

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ النَّوْثَىٰ لَعَلَّكَ تَدْكُرُونَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاثَةً ۖ يَرُدُّهَا رَبُّهُ ۖ

اسی طرح ہم زندہ کرے گا مردوں کو، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو، اور جو اچھی زمین ہے اس کا جزا دیتا ہے اس کے۔ پ کے ہم سے

وَالَّذِي حُبَّتْ لَا يَخْرِجُ ۖ اِلَّا نَكْبًا ۖ كَذٰلِكَ تُصْرَفُ الرِّيحُ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۝

اور جو زمین خوب ہے اس کا جزا نہیں دیتا تو جس میں اسی طرح لوگوں کے لیے طرح طرح سے آفات چاہ کرے ہیں جو شکر گزار ہوتے ہیں۔

بارش اور اس کے ذریعہ پیداوار اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت یعنی بارش اور اس کے فوائد کا ذکر فرمایا ہے۔ اول تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو اس کی رحمت یعنی بارش سے پہلے جو ٹھنڈی دینے والی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ ہوا کئی بھاری بھاری پانیوں کو اٹھا لیتی ہیں جن میں پانی بھر دیا جاتا ہے جو زمین سے آگیا ہوا ہوتی ہے جو زمین کے اقتدار سے مردہ ہو چکی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ پانی سے مرے ہوئے پانیوں کو ایسی زمین کی طرف بھیج دیتا ہے وہاں بارش پڑتی ہے جس سے پانی نکلتا ہو جاتا ہے بزرگ ہوتا ہے کھیتوں اور باغوں میں جان چڑھتی ہے جس سے فصل سب سے نئے پیدا ہوتے ہیں یہاں سے انسان اور جانور نکل پاتے ہیں اور ششستر ہوتے ہیں۔

بارش جو زمین پر بھیجی ہوتی ہے پھر پانیوں پر برقی ہے لیکن ایسی زمین کا خصوصیت کے ساتھ کہ وہ فرمایا جس میں پانی برسنے کے بعد کھیتیں اس پر اُٹھتی ہیں اور زمینیں ترکاریوں کی پیداوار ہوتی ہے کیونکہ یہ انسان اور اس کے جانوروں کی معاش کا سبب ہے اور موسم کا فرض یہی اس سے متعلق ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ شے نے سب کا اپنا نظام بنایا۔

زمین سے پھلوں کے نکلنے کا نظام آفرمانے کے بعد مکمل طور پر اللہ تعالیٰ فرمایا کہ جس طرح مردوں کو نکالیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس سے درخت اور پھل پھول نکالے اسی طرح قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے زمین سے نکالیں گے۔

سورة طه مسجد میں فرمایا ۝ وَمِنْ اٰیٰتِ عَلٰکَ نَارِ الْاُولٰٓئِیْنَ حٰمِلَةً ۖ وَاٰتٰکَ عَلٰیهَا الْمَآءَ فَغٰوٰتٌ ۚ وَازٰتَکَ مِنْ اَلْبَیْنِیْنِ اٰتٰیٰہَا الْمَخْضِی الْمَوْتِ ۖ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ لَّدِیْنِکَ ۝ (اور اللہ کی لکھائیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسے غائب کر دے زمین کو دیکھتا ہے کہ

اور دلی ہوئی ہے بھر جب ہم آتے ہیں اس پر پانی دہلیہا نے لگتی ہے اور یہ سنتے سنتے ہے جاکہ جس سے اس کو زخم دہلیا وہ مردوں کو زندہ کر دے گا یہ شک وہ بھی پر کار ہے۔

قیامت کے دن جب یہ مرد اور بچہ کھڑے ہوں گے اور ان کے لئے پانی ہو جائے گا تو وہ پانی پائیں گے اور ان کے لئے پانی پائیں گے۔ (متحدہ عربیہ عربیہ)۔
آیت کے تحت یہ ہے **لَقَدْ عَلَّمْتُمُ الْمَعْرِفَةَ فَلَمْ يَعْرِفُوا بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ** فرمایا جس میں بصیرت اور معرفت حاصل کرنے کی طرف متوجہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ہوا انہیں بھیجی ہے جو پانی آنے کی خوش خبری دیتی ہیں مگر یہ ہوائیں پانی سے بھرے ہوئے بھاری بادلوں کو مردہ زمین کی طرف لے جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں پانی نہ رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ ہو تو پانی سے بھرے ہوئے اہل گذرے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ضرورت کی جگہ ایک قطرہ بھی نہ رہے جب پانی برس جاتا ہے تو پھر زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ نیز یہاں کہیں کہیں لہجہ لگتی ہیں۔ جمل اور میوے پیدا ہو جاتے ہیں انسان پر لازم ہے کہ اس سب کو کھ کر نصیحت حاصل کرے اور اس ذات پاک کی طرف متوجہ ہو جس کے حکم سے یہ سب ہوتا ہے۔ ساتھ ہی مفسرین بحث کو بھی سمجھنے کی وجہ سے دلی کو زمین سے مردوں کے لئے کھانا کھاتے ہیں، انھوں نے کہا کہ زمین کو زندہ کرنے کے لئے پانی دہلیا ہے اور زندہ ہوئی رہتی ہے۔

وَالْقَلْبَ الْمَغْضُوبِ يُخْرِجُ نَجَسًا (اور افسوس دہلیا زمین کا سبز ہونا ہے اس کے رب کے حکم سے اور وہاں زمین سے اس میں سے نہیں نکلتا کہ جس میں کھانا ہے جو کہتے ہیں جو یہ فائدہ کی اور مقدس بھی کہ ہو۔ ہاتھ دھو کر چھو کر ہوتی ہے انہیں زمین پر بھی رہتی ہے اور شرار زمین پر بھی اس کا نقصان ہوتا ہے لیکن انہیں زمین دہلیا کی وجہ سے پانی بہا رہا ہے جاتی ہے اور وہاں زمین میں جو کچھ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں وہ فائدہ دہلیا ہے اور تھوڑی سی ہوتی ہے) (یہ فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ فائدہ کے نہیں آتی)۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں نوسن اور کار کی مثال دہلیا ہے نوسن کا دل غیب ہے یا کیزہ ہے اس کے سامنے جو اندکی جانتی آتی ہیں اور جو قرآن کی آیات سنتا ہے وہ اس کے دل پر اثر کر جاتی ہے اور ان سے متعلق ہوتا ہے اور اس کے دل میں خوشی اور خوشیوں کی باتیں ہوتی ہیں۔

اور کار کے پاس جب جاہت پہنچتی ہے اور قرآن کی آیات سنتا ہے تو دل نہیں کرتا اس کا دل غیب ہے۔ جاہت سے متعلق نہیں ہوتا اور جاہت جاہت کا خیال آتا ہے اس کو آگے نہیں بڑھتا۔

كَذَٰلِكَ تُصَفَّىٰ ۚ أَلَا يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ ۚ أَلَمْ يَكُنْ مِنْ قَبْلُ مَلَكًا فَحَسْبُ الْإِنسَانُ ۚ (یہاں ہم طرح طرح سے آیات بیان کرتے ہیں یہاں لوگوں کے لیے دلائل ہیں جو شکر گزار ہیں اور قدردان ہیں) بیان تو سب کے لیے ہوتا ہے لیکن بعض وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جنہیں اپنے خالق کی نعمتوں کی قدر دہلی ہے۔ ان کے قلوب یا کیزہ ہیں جو کھول کر دے دیتے ہیں۔ اور بھاری پانی نعمتوں کے لیے شکر گزار ہوتے ہیں۔

قال صاحب الروح (ص ۱۳۸ ج ۸) **لِقَوْلِهِمْ تَشْكُرُونَ** نعم اللہ تعالیٰ ومنها تصريف الآيات وشكر ذلك بالتفكير فيها والاعتبار بها، وحسن الشاكرين لا نهم المتفكرون بل ذلك، وقال الطبري ذكر لقولهم يشكرون بعد لعنكم لذكورهم من باب الترفي لان من ذكر الآء الله تعالیٰ عرف حق النعمة لشكره (صاحب روح المعانی فرماتے

جس مطلب سے کہ ہم ان کے لئے اپنی نشانیاں جان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور نعمتوں کا شکر ان میں ضرور قمر اور سحر و سوزی سے کرتے ہیں اور شکر کرنے والوں کو اس لئے نہ مل سکا ہے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ علامہ بھی فرماتے ہیں مذکورہ کے بعد مذکور فرمایا توفی کے باب سے ہے کیونکہ یہ نعمتوں کی نعمتوں والا ہے کہ وہ توفی نعمت کا حق پہنچ کر اس کا شکر بھی ادا کرے گا۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَتُوبُوا عَبْدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِّنَ إِلَٰهٍ

ہے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ اے نبی تو ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اے اللہ کے سوا کوئی معبود

غیر ذہ۔ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالَ الْمَلَأُوْنَ قَوْمُهُ اِنَّا لَنَرِيكَ

کھڑے ہیں۔ اے شک میں تم پر ایک برسے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ ان کی قوم کے پاس لوگوں نے کہا کہ اگر ہمارے

فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يَتُوبُوا لِيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مجھے کسی عمل میں گمراہی نہیں ہے۔ میں نے اپنے رب سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی آدمی نہیں ہے جس سے میرے سوا کوئی معبود ہے۔ میں نے اپنے رب سے کہا کہ

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلَ رَبِّيْ وَ اَنْصَحْ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوْ عَجِبْتُمْ اَنْ

میں تمہیں اللہ کے رسول کے طور پر بھیج دوں اور تمہاری خبر دلاؤں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور میں تمہیں اللہ کی طرف سے کہتا ہوں کہ تمہیں اللہ سے

جَآءَكُمْ بِذِكْرِ مِّنْ رَبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ فَمِنْكُمْ لِيُذِيْرَكُمْ وَيَتَّقُوا وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوْ عَجِبْتُمْ اَنْ

کہتم ہو کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں اللہ کی طرف سے کہتا ہوں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور میں تمہیں اللہ کی طرف سے کہتا ہوں کہ تمہیں اللہ سے

تَرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَلَّذِيْنَ مَعَهُ فِي الْفُلِكِ وَاَعْرِفْنَا

ہم کو کیا جانتے۔ ان لوگوں نے نوح کو گھبراہٹ دی۔ ہم نے اسے اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے نخل میں گھرا دیا۔ اے اللہ! ہم نے ان

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيٰتِنَا ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عٰمِيْنَ ۝

لوگوں کو قتل کر دیا۔ انہوں نے ہماری آیات کو گھبراہٹ دی۔ وہ لوگ گمراہ تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ فرمانا اور قوم کا سرکش ہو کر ہلاک ہونا

اسے حاضرہ کی یاد دہانی اور حضرت ابراہیم کے لئے قرآن مجید میں جگہ جگہ انہما سے تعجب و تعظیم اسلام کے اور ان کی امتوں کے واقعات ذکر فرمائے ہیں کہیں ایک ہی نئی کہہ کر فرمایا اور کہیں متعدد انبیاء و کرام تعظیم و اسطوۃ و اسلام کا ذکر فرمایا۔ کہیں مذکورے مختصر ہیں کہیں مفصل ہیں۔

یہاں سورۃ الاحزاب میں حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، ابراہیم و اسماعیل و اسماعیل کی تبلیغ و تعظیم اور ان کی امتوں کے انکار و کفر و کفر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے دشمن فرعون کا

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کا تذکرہ فرمایا۔

سورہ ہود میں بھی اسی ترتیب سے ان حضرات کے واقعات ذکر فرمائے ہیں بھرا ہی ترتیب سے سورہ شعراء میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے چونکہ حضرت داؤد کا قصہ ہے اس لیے یہ عمر و نہایت سی مندرجہ ہے۔ عفرین کی یہ دعائی ہے کہ ان واقعات سے ہجرت لینے کی بجائے ہوں سوال کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں عجماء کیوں ہے؟ جسے شفقت عتی ہے بار بار تمہیں تذکرہ کرتا ہے۔

اندھل شدہ لوجہ الراحمین ہے اس نے اپنے قافلہ بندوں کی بار بار تذکرہ فرمائی تو اس پر اعتراض کرنا جہالت و حماقت نہیں ہے تو کیا ہے؟ پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی تذکرہ پہنچا کر انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کر کے فرمایا کہ اسے میری قوم اتمام فیہ کی مہارت کہ اس کے سوا کسی کی مہارت نہ کرو۔ صرف اللہ ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ ان لوگوں نے جہتہ رنگے تھے جن میں سے بعض کے نام سورہ نوح میں مذکور ہیں۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں توحید کی دعوت دی تو انہیں میں کہنے لگے لَا تَزِدْنَا الْعِلْمَ وَلَا تُفْسِدُوا الْعِلْمَ وَلَا تُفْسِدُوا الْعِلْمَ وَلَا تُفْسِدُوا الْعِلْمَ وَلَا تُفْسِدُوا الْعِلْمَ (کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور مسرت چھوڑو اور لوگوں کو اور بیوقوف کو اور سرکش کو) حضرت نوح علیہ السلام ان کے اندر سازش سے سو سال رہے (جیسے کہ سورہ عنکبوت کے دوسرے کورس میں بیان فرمایا ہے) اور ان لوگوں کی تخریب و تباہی کوئی کسر اٹھا کر نہ رکھی۔ وہ لوگ بہت ہی فحش و فحش آتے تھے طرح طرح کے کفر کرتے تھے اور ان کے سرور اور چڑھری ان باتوں میں فحش و فحش تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو اور جہنم سے ساتھ لگے ہیں وہ تو ہماری تخریب میں تمہارا قسم کے لوگ ہیں۔ (سورہ ہود)

کبھی انہیں میں میں کہتے تھے کہ یہ ہم سے جیسا آدمی ہے تو تم پر ہر روزی کرتا پاتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے مقابلہ میں بڑا ہی کر۔ یہ جیسا کہ سورہ مائتہ میں ہے يُؤْتِيهِ اللَّهُ مِمَّا يُشَاءُ (اور حضرت نوح علیہ السلام دعوت دیتے تھے کہ لوگ کفر سے باز رہیں اور نہ پلٹتے تھے اور ان لوگوں میں انگلیاں دے دیتے تھے (جیسے کہ سورہ نوح میں مذکور ہے) اور نہ صرف یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام سے اور بھانجے تھے بلکہ انہیں گروہ دیتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں گروہ نہیں ہوں میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہیں ان باتوں کا پتہ ہے جن کا تمہیں پتہ نہیں۔ تمہیں اس بات سے قہر ہو رہا ہے کہ تمہارا رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک نصیحت آگئی اور اس کا واسطہ تم میں کا ایک شخص بن گیا یہ کوئی قہر کی بات نہیں۔ جس شخص کے واسطے سے تمہارا رب کی نصیحت آئی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں ہر روزہاد کے خطاب سے ڈرامے کو بخیر یاد کرنے والوں اور ذمہ داروں کے لیے مقرر ہے۔ تم ڈرو اور کفر سے بچو اس میں تمہاری بھلائی ہے یہ رب العالمین علیٰ ہر قوم پر قائم فرمائے گا ان لوگوں نے جو خطاب سننے کی بات تھی تو اس کو سننے کی بجائے ہوں ہی ایک دھمکی لکھی اور کہنے لگے فَلْيَا أَيْمَانَ تَطْغَىٰ (جس خطاب نے تم میں دھمکی دیتے ہو وہ خطاب لے آنا کہ تم بچو ہو ان کی بھلائی کے واسطے کہ ان کو درست طور پر آنا حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی جو اہل ایمان تھے اور تمہارا میں تمہارے تھے شخصی میں ہوا ہو گئے تھے وہ نہایت پاگل اور سب کا فحش و فحش کر دیتے تھے۔

ان لوگوں نے جاہل و گنہگار نصیحت پر کان نہ دھرا۔ مگر اسی کو ہی اختیار کیا اللہ سے کہنے رہے۔ عقل و دھم کو ہارنے والے فحش و فحش اور خدا اور خدا سے بد ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہر روزی کا مفصل قصہ ان شاء اللہ صبح سورہ ہود (۱۲) میں آئے گا۔

فائدہ: تفسیر درمختصر (۱۲/۱) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح

علیہ السلام کے دو ساتھیوں میں قریش میں (جو قریشیوں کی جہتی ہے) اور یہ قریشیوں میں سب سے زیادہ اسلام پر تھیں بعد میں ان کی شکل بدل ہو کر کفر و شرک کی راہیں دکھانے اختیار کر گئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی امت یہی امت ہے جس نے کفر اختیار کیا اور امت پر کئی شرور کیے۔

وَإِلَىٰ عَادِ أَخَاهُمْ هُودًا ۖ قَالَ يَبْقُورُوا عَبْدُوا اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ ۖ

اور قوم عادی کی طرف میں کے بھائی ہود کا بھائی انہوں نے کہا کہ تم میری قوم کی عبادت کرو۔ تم سے بچنے کے سوا کوئی چھوڑ نہیں ہے۔

أَفَلَا تَتَّقُونَ ۚ قَالَ الْبَلَاءُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرُوكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا

کیا تم دارے نہیں۔ ان کی قوم سے ہود اور انہوں نے کفر اختیار کیا جواب میں کہنے لگے کہ وہ اپنی قوم کے لیے ہادی ہیں۔ کچھ وہ کہہ رہے ہیں۔ اور ہاشمی

لَنُظُنُّكَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۚ قَالَ يَبْقُورُوا لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَا يَكُنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ

یہ کچھ کہہ رہے ہیں کہ تو بھولان میں سے ہے۔ اور نے کہا کہ اسے بھولی قوم! کچھ میں سے بھولی نہیں ہے بلکہ میں بھی ہوں۔ ان سے چاروں

الْعَالَمِينَ ۚ أَلَيْسَ لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۚ أَوْ عَلِمْتُمْ أَنَّ

ہم کو۔ کیا تم کو اس کا پتہ ہے کہ وہ میں میں پیدا کیا گیا تھا وہاں اس وقت سے جب وہاں پیدا ہوا تھا۔ اسے وہاں کی

جَاءَكُمْ يُفَكِّرُ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۖ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ

خلفاء سے نصیحت آگئی تم میں سے ایک شخص کے واسطے سے تاکہ وہ نصیحت ادا کرے۔ اور یاد کرو جب میں نے تمہیں

خُلَفَاءَ مِنْ بَنِي قَوْمٍ تُؤْجِ وَرَأَاكُمْ فِي الْأَخْيِ بَصُطَةً ۖ فَاذْكُرُوا الْآيَةَ الَّتِي كُنْتُمْ

قوم قوراش کے بعد تمہارے بنو ہاشم کی طرف سے تمہارے ذیل اہل میں بھیجا دیا زیادہ کر دیا تھا تم اس کی نشانی کو یاد کرو۔ تاکہ تم

تُفْلِحُونَ ۚ قَالُوا إِنَّمَا اتَّخَذْتُمَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنُذِرُكُمْ أَنَّ يَكُونَ

کامیاب ہو جائے وہ کہنے لگے کہ ہمارے اس لیے آئے ہیں کہ تم تمہارے ان کی عبادت کریں اور ہمارے باپ اور انہیں کی عبادت کرتے تھے اسے چھوڑ دیجیے۔

فَاتَيْنَا بِمَا نَكِيدُ فَإِنَّ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ

۳۔ ہمارے پاس وہ چیز ہے جس کی تم ہمیں دشمنی دلا ہے اگر تو کہیں میں سے ہے۔ اور نے کہا تم پر تمہارے رب کی طرف

رَحْمَةٍ وَعَظْظٍ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءَ سَيَكُنُ مِنْكُمْ وَأَبَاؤُكُمْ

سے عذاب اور عسکرانہ ہو گا۔ کیا تم ہم سے جھگڑتے ہو ان ناموں کے بارے میں جو نام تم نے تمہارے باپ اور انہیں کے لیے رکھے ہیں۔

مَا كُنَّا اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۖ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۚ

اس نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نہیں لہرائی سو تم انتظار کرو۔ ہاشمی میں بھی تمہارے ساتھ نکھر کرے گا ان میں سے ہیں۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَقَطَّعْنَا ذَايِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

یہ آیت سورہ احزاب میں آئی ہے۔ اس آیت کے ساتھ پہلے آیت سے پہلے سورہ اعراف میں آئی ہے کہ کافروں نے ہماری آیات کو کھنکھارایا

وَمَا كُنَّا لِنُؤْتِيَ عِلْمَيْنِ

۱۰۱۔ ہمارے پاس دو علم تھے۔

حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ کرنا اور قوم کا ہلاک ہونا

ان آیات میں قوم عاد و امان کے مشیر حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہے۔ قوم عاد بنی قوت و طاقت والی تھی۔ یہ لوگ بڑے قد آور تھے ان کا کامل ذوالی بھی بڑا انسان کے بارے میں سورہ زمر میں فرمایا اَلْجِبَالُ سَوْدًا لِّمَنْ لَّحِقَهَا لِقَايَةُ هَٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ان جبالوں میں سیاہی ہو جائے گی کہ ان کا دایک شخص تھا جو حضرت نوح علیہ السلام کی پانچویں پشت میں سے تھا۔ اس کے نام پر اس کی نسل قوم عاد کے نام سے مشہور ہو گئی۔ حضرت ہود علیہ السلام جو اسی نسل میں سے تھے وہ ان کی طرف سے ہوئے قوم عاد کو اپنی قوت و طاقت اور طاقت پر بڑا افسوس تھا۔ جب ہود علیہ السلام نے ان کو توحید کی دعوت دی اور عذاب سے ڈرایا تو وہ اپنی قوت اور طاقت و جلال سے کہنے لگے کہ تیرے افسانے جتنا ظوفا (کرم سے طاقت کے اعتبار سے زیادہ سخت کون ہے) کون کونساں کاکات علی بھڑا کی طاقت پر غور فرمیں اس لیے آپ سے ہود علیہ السلام کا کہہ کر گئے ان کے جواب میں فرمایا۔

وَلَوْ سَازُوا اِلٰی اللّٰهِ اَلَّذِيْ خَلَقَهُمْ لَّخُلِقُوْا هَٰؤُلَاءِ مِنْ مِّثْلِ مَدَنٍ (کہا ہوا نہیں) کہنے کے جس وقت نے انہیں پیدا فرمایا وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے۔ کون تو گویا حضرت ہود علیہ السلام نے سمجھا یا کہ تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اللہ نے انہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد اس دنیا میں پیدا کیا۔ اور تمہیں بہت سی نعمتوں سے مالا مال فرمایا اس سے تمہیں پوچھنا ہے، ایسے عطا فرمائے، یا نعمت دے، یا عذاب دے (اَعَدَّ لَكُمْ بِالْعَمَلِ وَذَلٰلٍ وَجِبْثٍ وَغُلُوٍّ) تم کفرت باز آؤ اور نہ تم پر بڑا عذاب آئے گا۔

حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو یہ بھی سمجھا یا کہ تم نے جو سمجھو گویا کر کے ہیں اور ان کے نام تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے رکھ لئے ہیں۔ یہ سب تمہاری اپنی تراشیدہ دہائی ہیں تم ان کے بارے میں مجھ سے گھڑاتے ہو خود ہی معبود کو جو کرتے ہو۔ خود ہی ان کے نام رکھتے ہو اور خود ہی ان کی طرف سے کفرت کی نسبت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ یہ خالق و مالک اللہ ہے۔ وہی زمین اور مقیم و قائل قبول ہے جو اس کی طرف سے اس کے رسولوں نے بتایا ہو۔ چنانچہ ان لوگوں کا حضرت ہود علیہ السلام کی باتوں پر احتجاج نہ تھا وہ ان کو کچھ نہیں سمجھتے تھے اس لیے کہا کہ تم بے خوف ہو اور یہ بھی کہا کہ حد سے خیال میں حد سے معبودوں سے تم پر کچھ کرنا نہ چاہی اس لیے اس کی جنگی جنگی باتیں کرتے ہو اور ان لفظوں الا انصر لث بعض الھذا سنو اجد ہمارے کہنے کے تمہارے وعدے سے ہم پر کوئی اثر نہ ہوئے (وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سُلٰتٰنِکُمْ عَلٰی عَصٰتِکُمْ اَمَّا لَمْ تَنْکُنْ فِیْ الْوَاٰحِطِیْنَ) جب انہوں نے تکذیب کی اور یوں بھی کہا کہ عذاب نہ کر دے گا تو حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس لیے تم پر اللہ کا عذاب اور عذاب نازل ہو ہی چکا۔ یعنی اس کے آئے میں یہ نہیں ہے تم بھی اللہ کا دیکھ کر اس میں بھی اللہ کا عذاب نہ آئے گا۔ پھر جب اللہ کا عذاب آیا تو حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھی (انہوں نے ایمان قبول کیا تھا) سب کو اللہ تعالیٰ نے عذاب سے محفوظ رکھا۔ اور اپنی پوری قوم کو ہلاک اور چاروں پر باد کر دیا۔ قوم عاد پر جو عذاب آیا تھا سورہ صافات میں سورہ احزاب میں سورہ اعراف میں سورہ صافات میں سورہ زمر میں اس کا ذکر ہے۔

قوله فمؤمنون وکفر سائلع میں بھی ہے۔

یہ لوگ یہاں بھی نہ لائے اور جن پر سکاسوں میں جتنا تھے ان سے حضرت لوط علیہ السلام نے رد کا قول لے لے جواب دیتے رہے۔ یہاں سورۃ اعراف میں ان کی طرف ایک دیگر روایت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور یہ کہ مرد و مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے تھے سید لوط (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ یہ بے حیائی کا ایسا کام ہے جسے تم سے پہلے جہانوں میں کسی نے بھی نہیں کیا اس پر کردار کی حد پر عمل کی تم نے غیبا ڈال ہے۔ یہ خالق و مالک کی شریعت کے خلاف ہے اور فطرت انسانی کے بھی۔ ان کی دوسری جگہ روایت یہ تھی کہ راہبانی کرتے تھے جسے سورۃ عنکبوت میں وَلَظَفَلُونُ النِّسْلَ سے تعبیر فرمایا ہے۔

سورۃ شعراء میں فرمایا فَيَقُولُ الذَّكَّارُ مِنَ الْعَالَمِينَ ائْتِنَا زُجْرًا مَّوَدُونًا عاقلین لکھو و بکھم من الزواجکم بل انتم قوم خافون (کی تم سارے جہانوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو اور وہ جو اس نے تمہارے لیے پیدا کیا لیکن تمہاری وہ پاس ان کو چھوڑتے ہو بلکہ تم سے گھر جانے والے لوگ ہو) سید لوط علیہ السلام نے ان لوگوں کو کھجوا پر سکام سے روکا لیکن انہوں نے ایک نہانی اور بے پرواہی سے اپنے گھر کیے گنگ کر لے لی ان لوگوں کو لکھتی سے نکالو۔ یہ لوگ پا کھڑے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ خود پاکہیزا بننے میں اس قدر کس گمراہ تھے جن کے دل میں پاؤں کا کیا کام؟ یہ بات انہوں نے ازراہ فطرت کی تھی۔

سورۃ شعراء میں ہے لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ يَطْوَءُ لَعَنُوا مِنَ النَّاسِ جُنَّ (ان لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اسے لوط نہ کہو یا نہ آؤ ضرور ان لوگوں میں سے وہ ہے کہ جنہیں نکال دیا جاتا ہے) قَالَ اَنْتُمْ اَعْصَبْتُمْ عَنْ الْعَالَمِينَ (حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے اعمال سے غصہ رکھنے والا ہوں اور لوگ براہی بے ہوشی اور بے حیائی پر نہ رہے۔ یہ اور نکال بے ہوشی اور اعلیٰ کے ساتھ انہوں نے کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اس کا کذاب بننے سے عیبیا کہ سورۃ عنکبوت میں فرمایا۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا اِنَّكَ عَذَابُ اللّٰهِ اَنْ تَكُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ آخر میں یہ خطاب آیا اور انہیں مذہبی لوگوں کے اور سورۃ انعام میں فرمایا وَاَنْظُرْنَا عَلَيْهِمْ مغلطہ اور سورۃ شعراء اور سورۃ نمل میں بھی یہی بات فرمائی لیکن تم نے ان پر بڑی بارش برساتی اور سورۃ عنکبوت میں فرمایا

اِنَّا مَنَعْنَاكَ عَلٰی اَعْيُنِنَا عذوبہ و جزا من السماء بعدا کفوا يُضِلُّونَ (کہ ہم اس اپنی دلوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اس سب سے کہ وہ بدکاری کرتے تھے اور کیا عذاب تمہاری کیسے دہشت تھی اس کے بارے میں سورۃ ہود میں فرمایا ہے فَلَمَّا جَاءَ امْرَاَتَا جَعَلْنَا عَلَيْهِمَا سُلٰلٰتًا و اَنْظُرْنَا علیہا جعلا فَاَمِنْ سخیل فَاَمِنْ مَسْرُومَةً عِنْدَ رَبِّكَ (۳۳) جب تمہارا حکم آیا تو تم نے نہ زمین کے اوپر نہ اے مجھے کو پہنچا اور نہ کر اور تم نے اس زمین پر کنگر کے پتروں کی بارش برساتی جو لگا جاتا رہے تھے جو آپ کے دہ کے پاس سے نکلتا تھے سوئے تھے)

سورۃ تحریم میں بھی یہ مضمون ہے باب فرمایا ہے

فَاَعْلَنَهُمُ الصَّبْحَةُ مَشْرِقُ فَلَمَّا جَعَلْنَا عَلَيْهِمَا سُلٰلٰتًا و اَنْظُرْنَا علیہم جعلا فَاَمِنْ سخیل فَاَمِنْ (سو پکارا یہاں کو پہنچنے کے سورن نکلنے نکلے سو کر یا تم نے اس کے اوپر نہ لے اس کے اوپر پہنچا اور نہ کر اور نہ کر یہ تم نے ان پر کنگر کے پتروں)

ان سب آیات کو سامنے سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر تین طرح کا عذاب آیا پہنچنے لگی پکارا یہاں کی مرکز میں کائنات بھی اہل دین کا اور ان پر پتھر بھی برساتا ہے کہ ان ہتھیوں کو سورہ برأت (۱۹) میں الْمَوْءِدَةُ سے تعبیر کیا ہے یعنی اپنی ہتھیلیں سورہ

قریب تھیں۔ ان بستیوں کا تختہ الٹ دیا گیا اور ان کی جگہ حریمیت جاری کر دی گئی جو تین بھی موجود ہے پانی کنیں دوسری جگہ سے نہیں آتا ہے صرف ان بستیوں کی حدود میں رہتا ہے۔ یہ پانی پھر وہاں سے جس سے کسی قسم کا انتشار انسانوں کو پہنچتا ہو وہاں کو نہ کنیں نکلیں ہوتا۔

سورۃ صافات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی جاکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: **وَأَنكِحُوا النَّسِلَ زُورًا** غلبہم ففصلہم **وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَعْلَمُوا** اور تم ان پر صبح کے وقت اور رات کے وقت کھڑے ہو کر تم کو بھٹکھٹکھٹ کر رکھتے۔

اہل عرب تہارت کے لیے شام یا صبح کرتے تھے رات میں یہ بستیوں پر پانی تھیں جن کا تختہ الٹ دیا گیا تھا ابھی صبح کے وقت اور کبھی رات کے وقت وہاں سے گزرتے تو انھیں لوگوں کو پھار دیا کہ دیکھو کہ قرآن پڑھاؤں گا کیا انجام ہوا تم وہاں سے گزرتے ہو اور نظر میں سے دیکھتے ہو مگر کون صحت حاصل نہیں کرتے۔

فائدہ۔۔۔ قرآن مجید کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں فاحش کام یعنی عروہوں کے ساتھ شہوت رانی کا عمل کرنے میں کسی کی ہوشی پر عمل ان سے پہلے کسی قوم نے نہیں کیا۔ یہ عمل عقائد و شرائط و فطرتِ انسانی سے ہی متضاد و متضاد ہے اور کائنات کے ہر انسان کی سزا کیا ہے؟ اس کے بارے میں حضرت صاحبین امام ابو یوسف اور امام احمد نے فرمایا کہ یہ بھی ایک طرح کا زنا ہے اس کی سزا بھی وہی ہے جو زنا کی سزا ہے۔ لیکن بعض محدثوں میں سوئے سے مارنا اور بعض محدثوں میں سنگسار کرنا (یعنی حجر مار مار کر ہلاک کر دینا) ان دونوں سزائوں کی تفسیرات کے تحت فقہ کی کتاب اللہ اور میں کسی چیز میں حضرت امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ اور ان کا ایک قول یہ ہے کہ کامل اور موصول دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔

حضرت امام مالک کا بھی یہی ایک قول ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی کوئی ایسی سزا مقرر نہیں کی کہ ہمیشہ ہی کو اختیار کیا جائے بلکہ ہر امام و مفسر اس کو مناسب جانے تو دونوں کو قتل کر دے۔ اور مناسب جانے تو سخت سزا دے کر قتل میں داخل دے۔ یہاں تک کہ ان دونوں کی موت ہو جائے یا تو یہ کر لیں۔ اور اگر اس فعل کو بارہ کر لیں تو قتل کر دیا جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت قتادہ بن ابیہ رضی اللہ عنہ نے اس کو غدا کھسکا کر یہاں ایک ایسا آدمی ہے جس سے لوگ اسی طرح شہوت پوری کرتے ہیں جس طرح عورت سے شہوت پوری کی جاتی ہے اس بارے میں حکم شرعی بتایا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کو جمع فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایسا گناہ ہے جسے صرف ایک ہی امت نے کیا ہے ان کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے معاملہ کیا وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو آگ میں جلا دیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اس فعل کی کیا سزا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ آدمی میں جسب سے اونچی عورت ہو وہاں سے اونٹ سے کم کر کے پھینک دیا جائے مگر چھپتے چھپتے چھڑا دے جائیگی یہ تفصیل صحیح اللہ اور اگر ان کی میں کسی سے مخلوق (الصالح) (مس ۳۳۸) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاضل اور موصول کو جلا دیا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر بارہ مار مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأُخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ قَالَ يُقَوْمُوا عِبَادُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ

اور ان میں سے جو ایمان لائے اور ان کا بھائی شعیب تھا۔ انہوں نے کہا: تم اللہ کی عبادت کرو۔ تم سے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے پاس براہین

بَيِّنَةً مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْيَمَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَ مِّنْهُ وَلَا تَقْبِضُوا فِي

اپنی ہر طرف سے دھلی آگئی ہے۔ سو آپ اور آپ کی پیروی کرنے والوں کو ان کی چیزوں میں کٹا کر حصہ نہ دو، اور زمین میں اس کی اعلیٰ کے بعد

الْأَوْفَىٰ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ وَلَا تَقْعُدُوا

نقد، مست کرد۔ ہر قسم سے بے یار و مددگار تم نہیں ہو، ہر قسم سے بے یار

بِكَيْلٍ صِرَاطٍ تُؤْمِدُونَ ۖ وَتَصَدُّونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ مَنَ أَمَنَ بِهِ وَتَجْعَلُونَهَا حُجُجًا

پر راستہ میں کہ تم لوگوں کو گمراہیاں دیتے ہو اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہو جو اس پر ایمان لائے۔ اور ان میں اس کی حمایت کرتے ہو

وَإِذَا كُفِّرُوا ۖ إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا ۚ فَكَثِّرْهُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

اور یاد کرو جب تم قہر سے تھے سو اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھ لو کہ اللہ کرنے والوں کا کیا انجام ہوا

وَأَن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا

اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس صبح پر ایمان آئی تھی اسے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور ایک جماعت ایمان نہ لائی تو صبر کرو

حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

جس تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کر دے اور وہ سب جانوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی امت کو تبلیغ فرمانا اور نافرمانی کی وجہ سے ان لوگوں کا ہلاک ہونا

ہوا جس میں حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول نہ کرنے اور ضد و عناد پر کمر بستہ کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ان میں سے ایک حضرت شعیب علیہ السلام کی امت بھی تھی۔ ان لوگوں میں کفر و کج فہمی کیل اور ان میں اس کی کراہی ان میں دوایں پڑ رہی تھیں تھے تو ان میں سے بعض نے اپنی قوم میں ایمان لے لیا کہ سچے تھے۔ اور راستوں میں چلنے پاتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت قبول کرنے اور ایمان لانے سے منع کرتے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو مدینہ کی دعوت دی اور فرمایا ہے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ چہ دار کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے یہ ہے کہ اس دلیل آئینی کے ساتھ تم اپنی قوم میں کسی نہ کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں مکہ کر دو اور زمین میں سے فائدہ نہ کرو اس کے بعد اس کی اصلاح کروائی گئی ہے۔ اور راستوں میں امت ٹھہرو جہاں تم لوگوں کو دھمکیاں دیتے ہو اور جو اللہ پر ایمان لے آئے اسے اللہ کی راہ سے روکتے ہو۔

یہ لوگ راستوں پر چلنے پاتے تھے اور جو لوگ ہستی میں آئے والے ہوتے ان کو راستے اور روٹھکاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کم شعیب کی بات نہ کرے تم نہیں مارا لو گس کے بعد راستہ ہی حضرت شعیب علیہ السلام کے بتائے ہوئے دین میں لگی تلاش کرتے تھے اور سوچ سوچ کر اعتراض نہ کرتے تھے۔ جس کو وَتَجْعَلُونَهَا حُجُجًا سے تعبیر فرمایا۔ ”لگی تلاش کرنے“ کا مطلب سورۃ اعراف کے پانچویں رکوع میں بیان ہو چکا ہے حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ کی نعمت یا اللہ کی اور فرمایا:

والأخروا، أبو تميم الليثي فحضر مكة (اور یہ کہ وہ جب تم قہور سے ملے اس کے بعد انھوں نے قمیص کلمتہ دینی کاغذ فرمایا)
وأنظرنا كيف كان عاقبة المنصفين (اور کیا ایسا کرنے والوں کا نتیجہ اچھا ہوگا)

چونکہ اس سے پہلے دیگر احمقوں نے جاک بوجھ کی قسمیں کھرے حضرت کو اوطاعیہ اسلام کی قوم کی جاک کھ کوزہ پر اور عرض کی کہ اے احمق! اس لیے حضرت قیام علیہ السلام نے انہیں قہر والی کہہ دیا کہ قہر جاک شعور انہوں سے حضرت کے لئے۔

سورہ بقرہ میں ہے: **وَالْقَوْمَ لَا يَحْكُمُكُمْ شِقَاقِي** ان نصیبکم قتل ما اصاب قوم نوح از قوم فرود از قوم صالح ۔
وَالْقَوْمَ لَا يَحْكُمُكُمْ نَجْدِي (اے عربی قوم!) تم سے خدا کا فیصلہ ہے۔ لے اس کا واسطہ نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اس طرح کی سختیوں
 آجیں۔ جیسے قوم فرود یا قوم بھڑا یا قوم صالح پر پڑی تھیں۔ سورہ قلم مواتم سے (اور نہیں ہے)۔

یہ لوگ برا اور خد اور عداوت پر از سے ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام کو بے پروا اور بے نیچے جواب دیتے ہیں کہ اگر خدا کو آیات میں سے جہاں سے ان کے پاس تم نہیں پتا آتی اسے نکال دیں گے۔ انہی کو تم ہمارے دین میں لوگوں آ جاؤ۔ جس کا ذکر انہی کی ایک آیت کے بعد آ رہا ہے انکا باطلہ دعویٰ۔

ان لوگوں کو جب یہ بتایا گیا کہ کفر پر جھڑپ کے تو تضحیک کی طرف سے خطاب آ جائے گا۔ اس پر انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ ایک جماعت ایمان لے آئی ہے اور ہم لوگ ایمان نہیں لے آئے ہوا ایمان نہیں لائے کہ تو کہی کہ خطاب نہیں آیا اور وہ سب مشن و کام میں ہیں۔ لہذا یہ خطاب کیا تو میں نے اس مسئلہ پر مظلوم ہوتی ہیں۔

اس کے جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا فرمان اور جدی آزمائش ضروری نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی نیکیت سے جب چاہتا ہے عذاب بھیجتا ہے تو وہ ضرور ہمارے گنہگاروں تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ وہ زمین میں فیصلہ فرمادے۔

وَقَدْ عَمِرَ طَبْعًا كَثِيرًا ۖ سَبَّحَ فَيُحَدِّثُ دَاوُدَ سَعْدًا ۖ جِيءَ بِمَنْ يَخْلُقُ فِيهِ كَالْفَرْدِ ۖ يَخْطُبُ فِيهِ بِأَمْرِ كَوْنِ كَرْدِ ۖ

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا اہل ایمان کو کفر میں داخل کرنے کی دھمکت دینا اور
مکھڑے کی وجہ سے ہلاک ہونا

جو قوم کے سردار ہوتے ہیں وہ حکمران بھی ہوتے ہیں ان حکمرانوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ اسے شعیب ہم تجھے اور
اس لوگوں کو جو میرے ساتھ ہیں اپنی اپنی بات سے نکال دینا ہے یا تو تم میرے دین میں داخل آ جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے
دین میں کیسے آسکتے ہیں جبکہ ہم اسے پہناتے ہیں۔ خدا خود اسے ہم تمہارے دین میں داخل کر آ جائے گا تو اس کا حق یہ ہے کہ ہم نے اس
کے بعد اللہ تعالیٰ پر محبت نہ کی جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے نہایت ہی محبت فرمائی اور ہم نے تمہارا دین اختیار کر لیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا
کہ ہم اپنے اہل خانہ وغیرہ کے لیے ہیں اور جو دین اللہ کی طرف سے ملے گا تو اسے ہی قبول ہے۔ اس طرح سے تمام اللہ تعالیٰ پر
بیعت نہ ہونے والے ہو جائیں گے۔ کفر کا عقیدہ رکھنا اور کفر کو دین ہی سمجھنا یا اللہ تعالیٰ پر محبت نہ کرنے سے جس کا معنی یہ ہے کہ یہ دین اللہ
تعالیٰ کو پسند ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہم کو اس سے نہایت ہی دور ہے اور ہم نے سوچا کچھ کر لیں کہ کیا تو اس کو چھوڑ دینا چاہو؟ وہ
جسٹ کی بی بی بن گئی۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھیوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے لیے یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ تمہارے دین میں داخل ہو جائیں
ہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے اور بات ہے اس میں یہ سناؤ کہ یہ اہل بیت ہمارے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ ہی کے شیعہ اور خداوند سے ہوتا ہے اور
ایمان پر مبنی ہوتا ہے اس میں کمال ہے۔ جو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

ہمارے علم کے اعتبار سے ہر چیز کو سمجھنا ہے ہم نے اللہ تعالیٰ پر ایمان کیا (اللہ تعالیٰ سے ہمیں امید ہے کہ وہ تمہارے کفر و کبریت سے ہمیں
بچا دے گا اور ہمیں اپنے محبوب پر ایمان ہے کہ ہم اس سے رہنے والے ہیں اور وہ اس سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور
وہ کی اسے ہمارے آپ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کا فیصلہ فرما دے اور آپ سے یہ فیصلہ ملے گا کہ وہ اس سے ہے۔

قوم کے سرداروں نے اپنے تمام سے یہ بھی کہا کہ اگر تم نے شعیب کی بی بی کی تو تم ضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے
(اس میں نہیں نے اپنے ان تمام کو بھی حضرت شعیب علیہ السلام کے اچانک سے دیکھا جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا تھا اور اہل ایمان پر
بھی تعزیر کی کہ تم نقصان میں نہ پڑو۔ *فَاعْلَمْتُمُوهُ الرِّجْلُ فَاصْبِرُوا هُوَ دَارُكُمْ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا*)۔ (ساتھ لوگوں کو خبر دے کہ تمہارے سردار
اپنے گھر میں صبح کے وقت خود سے منہ چاہتے ہو کہ وہ گئے اس میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ جیسے قوم
شور مگڑھ کے ذریعہ ہلاک کی گئی اور اپنے گھر میں آکر سے منہ چاہتے ہو کہ وہ گئے اس میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ جیسے قوم
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو بھی جانی ہلاکت ہو رہی ہے *اَلَا تَعْلَمُ الْاُمَمُ لَمَّا بَعَدَتْ اُنْفُسًا فَاُتُوا بِالْحَمْرِ وَالْمَارِ*۔ (خود انہوں نے اپنے
رحمت سے مراد ہے جیسا کہ تم خود رحمت سے مراد ہو گئی)

پھر ارشاد: *اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا عَنْهُمْ اُطْعِمُوْا صَبِيْهًا يَّكُوْا مِنْ دَرَجَاتِهَا*۔ (جن لوگوں نے شعیب کو کھانا دیا تو وہ اپنے گھر میں سے ہی نہ تھے)
اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا عَنْهُمْ اُطْعِمُوْا اَهْلًا يَّكُوْا مِنْ دَرَجَاتِهَا۔ (جن لوگوں نے شعیب کو کھانا دیا تو وہ اپنے گھر میں سے ہی نہ تھے)
جانی میں ۱۱ خدا ہی کے ہے نہ آخرت ہی۔ اہل ایمان کو وہ خسارہ دہش ہر ہے تھے اور حقیقت میں خود خسارہ دہش نہ گئے۔

فوائد

فائدہ نمبر ۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک صاحب زادہ کا نام دین تھا ان ہی کے نام پر اس مکتب کا یہ نام مشہور ہو گیا جس

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ إِذْ أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْأَسَاءِ وَالضَّرَآءِ لَعَلَّهُمْ يَضُرَّعُونَ ﴿٥٠﴾

اور ہم نے نہ ہی کسی میں بھی بھیجا تھا کہ ان کے لیے کسی رسول کو بھیجے کہ ان کو سزا دے تاکہ وہ سزا سے ڈر جائیں۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَآءُ وَالسَّرَآءُ

اور ہم نے برائی کے مقام کو اچھے کے مقام تک تبدیل کر دیا تاکہ وہ معاف ہو جائیں اور کہیں کہ ہمارے باپوں پر بڑا غم اور مصائب پڑ چکا ہے۔

فَاَعْتَدْنَا لَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهْمًا وَيَوْمَئِذٍ ثَمَرًا مَّا كَانُوا يَشْعُرُونَ ﴿٥١﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ

اور ہم نے ان کے لیے اس دن بے شمار نعمیں اور اس دن پھل تیار کر رکھے تھے۔ اور اگر لوگوں نے ایمان لایا اور ڈر کیا ہوتا تو ہم ان کے لیے بھاری برکتیں بھیج دیتے۔

مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَعَذْنَا لَهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ أَفَمِنَ أَهْلِ الْقُرَىٰ

آسمان اور زمین سے؟ لیکن انہوں نے کذب کیا اور ہم نے ان کے لیے ان کے کسب کردہ چیزوں سے ڈر دیا۔

أَن يَأْتِيَهُم بَأْسٌ بَيَّاتٌ وَهُم نَائِمُونَ ﴿٥٣﴾ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسٌ ظَاهِرٌ فَمَا

تو کہ ان کو بے خبری سے آگاہ کر دیا جائے کہ ان کے لیے ظاہر ہونے والا بے خبری سے آگاہ کر دیا جائے۔

يَلْعَبُونَ ﴿٥٤﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ؟ وَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٥﴾

ان لوگوں کو کھیل رہے ہیں۔ اور ان کو اللہ کے مکر سے ڈر ہے۔ لیکن اللہ کے مکر سے ڈرنا صرف کھارے والوں کی بات ہے۔

جن ہستیوں میں نبی بھیجے گئے ان کو خوشحالی اور بد حالی کے ذریعہ آزمایا گیا

تو کبھی بد حالی میں مبتلا ہو جاتے تھے اور کبھی اچھے حالات میں رہتے تھے۔ لیکن ان کے لیے یہ سب آزمائشیں تھیں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ ان کے لیے کونسا حال بہتر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بات کی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھے حالات میں رکھا۔

اور جو لوگ کفر کیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے بد حالات میں رکھا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بات کی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھے حالات میں رکھا۔

اور جو لوگ کفر کیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے بد حالات میں رکھا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بات کی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھے حالات میں رکھا۔

اور جو لوگ کفر کیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے بد حالات میں رکھا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بات کی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھے حالات میں رکھا۔

اور جو لوگ کفر کیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے بد حالات میں رکھا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بات کی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھے حالات میں رکھا۔

اور جو لوگ کفر کیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے بد حالات میں رکھا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بات کی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھے حالات میں رکھا۔

اور جو لوگ کفر کیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے بد حالات میں رکھا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بات کی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھے حالات میں رکھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَأْكُلْ آثَافَهَا غَيْلِينَ ﴿٧٢﴾ وَأَوْزِنُوا أَلْوَارِيزَ الَّذِينَ كَانُوا يَسْتَخَفُّونَ

ایہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اس آئینہ کے آٹھوں کو نہ کھاؤ۔ اور وزن کرو ان لوگوں کے جو ہلکے سے ہوتے تھے۔

مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا الَّتِي بَرَكَ فِيهَا. وَكَثُرَتْ كُتُبُكَ رَبِّكَ الْخُسْفَى عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ

اور مشرق اور مغرب کے جسے بھلائی ہوئی ہے۔ اور کثرت ہوئی تھی آپ کی کتابوں پر بنی اسرائیل پر۔

يَسَا صَبْرًا ۚ وَادَّعَرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿٧٣﴾

جس پر صبر کرو۔ اور ہم نے کیا وہ جو فرعون اور اس کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اور وہ جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔

قوم فرعون پر طرح طرح کے عذاب کیے آئے اور ایمان کے وعدے کر کے پھر جانا

تفسیر۔۔۔ فرعون اور قوم فرعون جب بار بار عذاب سے بے فکر بننا اور طغیانی میں ترقی کرتے چلے گئے اور ان پر قہر بھی کرنا جو صبر کے لیے اور سرکشی کی سزا کے طور پر لڑکی بھی رہی تھی۔ یہی جہنم کے لیے وہاں چاہی گئی۔ السطوفین اور السحران اور القفل اور السطوع اور القلم قرآن کریم میں کائنات کا ذکر فرمایا: اللہ طوفان طغیان کے لوگوں پر ہے اور یہ وہ طغیان ہے جس نے ان کے لیے مشکل بناتا ہے کہ ان کی مٹی کے لیے جاکر تو یہ مطلب ہو گا کہ قوم فرعون کی تختیوں پر رہنے والی تختیوں میں یہ اب بیکے جس کی جہ سے وہ لوگ سخت عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

طوفان سے کیا مراد ہے؟۔۔۔۔۔ صاحب روح المعانی (ص ۳۳۸) لکھتے ہیں کہ طوفان طغیانی کے لوگوں کے لیے مشہور ہے اور جس طوفان کا یہاں ذکر ہے اس کی تفسیر متعدد روایات میں جو حضرت ابن عباس سے منقول ہیں پائی کہ طوفان عیسیٰ کی مٹی ہے اور حضرت عطاء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روایت کی ہے۔ اگر یہی روایت لی جائے تو مٹی یہ ہو گا کہ ان لوگوں کے ہمارے طور پر موت کی کھڑت ہو گئی۔ جب ابن عباس سے منقول ہے کہ اہل یمن کی لخت میں طوفان یعنی طغیان آتا ہے۔ اور حضرت ابو قتادہ نے فرمایا کہ اس سے بچک مراد ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ بچک کا عذاب سب سے پہلا مٹی لوگوں پر آیا تھا، یہ مٹی تو لی گئی کھڑت موت کی طرف، مٹی ہے جسے حضرت عطاء نے فرمایا ہے۔

لَا تَذِي الشَّكَاةُ ہے۔۔۔۔۔ والحصود یہ عذاب ہے جس سے مٹی کی لخت میں مٹی کے لیے احتمال ہوتا ہے۔ مٹی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الکفر حنود القضا لا اکله ولا احرمہ۔ مٹی پائنتی الشکریں میں قضا کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہے جس سے انہوں نے حرام قرار دیا ہے اور جہ ابو داؤد فی کتاب الاطعمہ یہاں وہ انکسار، والہن ماجد فی کتاب الصید وہاں صید الحیوان والحصود، مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لشکروں میں قضا کے اعتبار سے زیادہ مٹی والا لشکر ہے۔ میں اسے دیکھا تھا انہوں نے حرام قرار دیا ہے اس کے کھانے سے چونکہ لشکر میں کمی آتی ہے اس لیے خود کھانا یہ نہیں کرنا اور اس کو کھانا نہیں کرنا، واقعی مٹی بہت زیادہ ہے۔ ظاہر میں یہ کفر نہیں سمجھ رہے مگر وہی ہے اس لشکر کو بھیجتا رہتا ہے تو میںوں تک یہ لشکر کھانا کو صاف کر دیتا ہے۔ اس کو بھیج کر دیکھ کر کھانا میں نہیں آتا۔ بھگانے سے یہ ان میں اور قسم کرنے سے تم بہت نہیں مرنا، ان لوگوں میں بھیجنا ہے سب کے لیے آیت چاہی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس لشکر کے ارادہ فرمائوں کی سرکوبی

اور اس سے مستقل مذاب مرا ہے جو طاعون کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ ہر حال قوم فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس شرابی اسلام لانے کا وعدہ کیا کہ مذاب دفع ہو جانے لگیں، دفع ہو جانے کے بعد ایمان لائے۔ **فَاللّٰهُ تَعَالٰی کَتَبَ لَکُمْ فِی الْوَحْیِ اٰیٰتِیْ خَیْرًا فَمَنْ رَآَکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولَٰئِکَ اَنْفُسٌ کٰفِرَةٌ** (پھر جب ہم نے مذاب کو اس حد تک جتا دیا جس حد تک وہ پہنچنے والے تھے تو انہیں پاک و ہر پاک کو قور ہے چہ) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایسی اچلی سے ان کے فرق کرنے کا وقت مرا ہے جو انہ کے علم میں تھیں تھا۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے موت کا وقت مرا ہے تو قوم فرعون نے کسی عہد کو ہر اذہ کیا اور کفر سے منہ ہے۔

فَاَنْطَضْنَا بِغَمِّہُمْ کَافِرٌ فٰہِیْمٌ فِی الْغَمِّ۔ (پھر ہم نے ان سے انکسار پایا سو ہم نے ان کو حسرت میں اور دباؤ میں کھنکھاتا ہوا پیدا کیا) اس خبر سے کہ انہوں نے ہمدانی آیات کو چھوڑا اور **وَکَتَبْنَا لَکُمْ اٰیٰتِیْ خَیْرًا** (اور وہ لوگ ان سے غافل تھے) یعنی جو نشانیاں ان کے پاس آتی تھیں ان سے غفلت برتتے تھے اور ان کے ساتھ بے دہلی کا معاملہ کرتے تھے نہ دگر مند ہوتے نہ نصیحت کو حاصل کرتے۔ نبی اسرائیل کے احباب نے ان سے قوم فرعون کے فرق ہونے کا ذکر (سورۃ بقرہ رکوع ۶) میں کر دیا چنانچہ یہ سورۃ شعراء (رکوع ۳) اور سورہ قصص (رکوع ۱) اور سورہ نساء (رکوع ۱) میں بھی ذکر ہے اور سورہ شعراء میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

نبی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کا انکسار ہوتا۔ قوم فرعون کی بلا کہ کا ذکر فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا **وَاَوْزِنْہِ الْغُزْنَ وَلَکُمْ کِتٰبٌ یُّنصِفُخُنْزِلْ فِی الْاٰزْحٰی** (وعدہ یہ لکھی ہو گئی تھی)۔ کہ جن لوگوں کے ساتھ شرف اور کرم دی کا معاملہ کیا جا چکا تھا یعنی نبی اسرائیل جنہیں قوم فرعون نے ظلم کیا تھا اور وہ اس حد تک متعجب تھے کہ ان کے بیٹوں کو گناہ کر دیا جاتا تھا ان کو اس سر زمین کے مشرق اور مغرب کا وقت جا دیا جن میں ہم نے برکت دی۔ مگر نبی نے فرمایا ہے کہ اس سے شام کی سر زمین مرا ہے۔ فرعون کی گرفت سے احباب پا کر حسرت پا کرنے کے بعد وہ ایک شام گئے اگر یہ میدان تیرہ میں جا بیٹھیں سال تم کشتہ ہوا ہو کر پھرتے رہے۔ لیکن پھر چالیس سال کے بعد ان میں سر زمین میں تمہیں اور اللہ حاصل ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذہلی اللہ پاک نے جو وعدہ فرمایا تھا۔ **عَسٰی وَنُکَلِّمُکُمْ عَلٰی ظُنْمٍ وَنُکَلِّمُکُمْ فِی الْاٰزْحٰی** (اور ہم ارشاد دیا۔ **وَنُکَلِّمُکُمْ کَلِمَۃً وَنَبَلِّغُکُمُ الْخَبْرَ**) اور میرے آپ کی ایک بات پوری ہوگی یعنی جو ان کی نصرت کا وعدہ تھا اور پورا کیا جس میں تمہیں فی الارض بھی داخل ہے جس کا ذکر سورہ قصص کے پہلے رکوع میں ہے۔ **وَاَسْرٰی اٰیٰتِیْ عَلٰی طٰیْرٍ یُّنصِفُخُنْزِلْ فِی الْاٰزْحٰی وَنُکَلِّمُکُمْ اٰیٰتِیْ وَنُکَلِّمُکُمْ فِی الْاٰزْحٰی** (اور فرمایا حضورؐ) یعنی نبی اسرائیل کو جو سر زمین عطا کی گئی اور نصرت اور تمہیں کا وعدہ کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورا ہوا یہاں جس سے ہوا کہ انہوں نے مصیبتوں پر میر کیا اور تکلیفوں کو چھوڑا۔

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص ہے میری کے ساتھ مصیبت کا مقابلہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ہے میری کی طرف ہر طرف سے اور جو شخص میر کے ساتھ مصیبت کا مقابلہ کرے اللہ تعالیٰ اسے چھکار دینے کا نشانہ بن جائے۔

یَعْرِضُوْنَ کی تفسیر **وَاَوْزِنْہِ لَکُمْ کِتٰبٌ یُّنصِفُخُنْزِلْ فِی الْاٰزْحٰی** (اور ہم نے آپ کو کشتہ ہوا ہو کر پھرتے رہے۔ لیکن پھر چالیس سال کے بعد ان میں سر زمین میں تمہیں اور اللہ حاصل ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذہلی اللہ پاک نے جو وعدہ فرمایا تھا۔ **عَسٰی وَنُکَلِّمُکُمْ عَلٰی ظُنْمٍ وَنُکَلِّمُکُمْ فِی الْاٰزْحٰی** (اور ہم ارشاد دیا۔ **وَنُکَلِّمُکُمْ کَلِمَۃً وَنَبَلِّغُکُمُ الْخَبْرَ**) اور میرے آپ کی ایک بات پوری ہوگی یعنی جو ان کی نصرت کا وعدہ تھا اور پورا کیا جس میں تمہیں فی الارض بھی داخل ہے جس کا ذکر سورہ قصص کے پہلے رکوع میں ہے۔ **وَاَسْرٰی اٰیٰتِیْ عَلٰی طٰیْرٍ یُّنصِفُخُنْزِلْ فِی الْاٰزْحٰی وَنُکَلِّمُکُمْ اٰیٰتِیْ وَنُکَلِّمُکُمْ فِی الْاٰزْحٰی** (اور فرمایا حضورؐ) یعنی نبی اسرائیل کو جو سر زمین عطا کی گئی اور نصرت اور تمہیں کا وعدہ کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورا ہوا یہاں جس سے ہوا کہ انہوں نے مصیبتوں پر میر کیا اور تکلیفوں کو چھوڑا۔

(وَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَى الشَّيْءِ مِنْ حُلُولٍ مَّا حَزَنُوا)

یہاں میں لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (۳۷۱) (۳۷۲)

فائدہ اللہ تعالیٰ نے اس میں شام کے لیے فرمایا اس سرزمین کو برکتوں سے نوازنے کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی ہے۔ سورہ فی اسرائیل کے چہلہ کوں میں صہرائی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اَللّٰہُ یَسِّرُ لِمَنَ یَّشَاءُ سُبُلَہٗ سُبُلًا مَّشْهُوْرًا۔ اور سورہ انبیاء میں فرمایا۔ وَیَخْلُقُ مَا یَہْدِیْہٖ سُبُلَہٗ سُبُلًا مَّشْهُوْرًا۔

وَخُورُنَا یَبْنِیْ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَنْتَوَاعِلَ قَوْمٍ یَّعْظُمُوْنَ عَلٰی اَصْنَآمِہُمْ ؕ قَالُوْا

اور ہم نے فی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا اور وہ ایک ایک قوم بن گئے جو اپنے تئیں بڑھا دیتے ہوئے تھے۔ کہتے تھے۔

یَبْنِیْۤ اِبْنَعْلَ لَنَا اِلَہَآ کَمَا لَعَمَ الْہِیْۤہُ ؕ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْہَلُوْنَ ؕ اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ مَثَرُ مَا فَعَلُوْا

موسیٰ اور سے سے سمجھو گرج کر کہتے ہیں کہ ان کے معبود ہیں۔ انہوں نے کہا یہ اللہ تم اپنے مالک ہو کہ جہالت کی باتیں کرتے ہو یا نہ یہ مالک ہمیں نہیں ہیں

فِیْہٖ وَ بَیْطُنْ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ؕ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اُبَیْعُکُمْ اِلَہَآ وَ ہُوَ فَضَّلَکُمْ

اور وہ اسے یہ ہے۔ اور یہ جگہ جو کہہ کر ہے یہ وہی اصل ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم نے اسے اس حد سے لے کر کسی کو معبود قرار دیا کہ اس حد تک اس نے

عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ ؕ وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اِلٍ فِرْعَوْنَ یَسْؤُومُوْکُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ ؕ

میں جہانوں پر قبضہ کرنے اور یہاں ہم نے تمہیں اپنا دینی تہاں تہاں سے یہ تمہیں دینی تہاں تہاں سے

یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ

جہالت سے تہاں کو نکالتے تھے کہتے تھے اور تہاں تہاں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تہاں سے وہ کی طرف سے دینی تہاں تہاں سے

سمندر سے پار ہو کر بنی اسرائیل کا بیت پرست بننے کی خواہش کرنا اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان کو تجہز کرنا

تفسیر گزشتہ آیات میں فرعونوں کے جہاد کی باتوں اور ان کی خداوند اور باطنان کے فرق ہونے کا ذکر تھا۔ ان آیات میں بنی اسرائیل کی دشمنی اور کج روی کا اور اس ظلمیت کا ذکر ہے۔ جس میں یہ لوگ مصر کے زمانہ انعام میں مبتلا تھے۔ جب یہ لوگ سمندر پار ہوئے تو فرعون اور اس کے لشکر ان کو اپنی نظروں سے اڑا دیا اور ان کی اپنا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور ان کا زمین خدا تعالیٰ کی توحید پر اور زیادہ بھگتی کے ساتھ جتنے اور اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت میں مشغول رہے اور توحید کی دعوت جو یہاں تک سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ انہوں میں پڑی تھی اس کو دل میں جانتے اور چہرے اور سوغ کے ساتھ موصوفہ بنے۔ انہیں انہوں نے جب روپ اختیار کیا۔ جب سمندر سے پار ہو کر تھے یہ توحید کا کچھ لوگ ان کی پرستش میں مشغول ہیں۔ اور وہ ہیں جہاد سے ہوتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتے تھے کہ انہوں نے آپ کی کوئی ایسا معبود توحید کر دیا جو ہمارے سامنے جس کی صورت میں ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ تم لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہو ان کے یہ معبود اصل میں ان کا عقل چاہتے ہوئے والا ہے اور عقل کر ہے

ہیں وہ باطل ہے۔ کیونکہ یہ شرک ہے شرک کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا۔ شرکوں کی کیوں رحمت کرتے ہو تم تو جہنم جہنم میں معبود
تخلی کی عبادت کی تحقیر کی گئی ہے جو مجسم ہو کر تمہارے سامنے نہیں آ سکتا کیا اللہ کے ساتھ تمہارے لیے کوئی معبود ہو جو کہوں جس نے
جسیں تمہارے زمانہ کے جہانوں پر نصیحت دی؟ تم حضرات انبیاء و کرام علیہم السلام کی اولاد ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہی نبی بھیجا جس
کے ذریعہ تم نے انہوں سے کھات پائی۔ اب تم ایسی بے قرانی کی باتیں کرتے ہو کہ اسی رب العالمین میں عہدہ کے ساتھ جہانوں کو شریک
بنائے گا تمہارے۔

فرعون سے نجات دینا بھی مشکل ہے اللہ تعالیٰ کا جو انعام ہے..... وَالْأَخْيَارِ لَكُمْ مِنْ آلِ إِسْرَءِيلَ نَسُوءُ زُكُومٍ
نَسَاءُ الْعُصْبِ فَتُلْزَمُونَ لَهُنَّ وَالْمُصْرِئُونَ لَنَا نِسَاءٌ فَمَا كُنْزُكُمْ عَلَيْهِمْ سَاسٌ أَمْ قُلُوبُ الْبَاقِیْنَ اَسْمَاءُ اَمْ قُلُوبُ الْبَاقِیْنَ اَسْمَاءُ اَمْ قُلُوبُ الْبَاقِیْنَ اَسْمَاءُ
فرعون پر بدترین عقوبت کی یاد دہانی فرمائی جو فرعونوں کی طرف سے ہی اسرائیل کو پہنچا کرئی تھیں۔ یہ آیت تمہارے سے اختلاف انبیاء
کے ساتھ اور فرقہ وارانہ افہام گز رہی ہے۔ (انوار الیقین ص ۱۰) وہاں اس کی تفصیل اور تفسیر دیکھ کر لی جائے۔ وہاں غلبہ خون فرمایا اور
یہاں غلبہ خون فرمایا ہے۔ یہ فرقہ وارانہ عمل پر اصرار کرتے ہیں کہ یہاں کھسارے کے جہانوں کو کھسارے کے ساتھ لگ کر کرتے
تھے۔

وَاَعِدْنَا مُوسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتَمَمْنٰهَا بِعَشْرِ یَوْمٍ فَتَمَّ وَفِیْقَاتُ رَبِّہٖ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً وَّاَقَالَ

اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا عہد کیا اور اس راتوں کے ذریعہ ان کی تکمیل کر دی۔ اور

مُوسٰی لِاَخِیْہِ هٰرُونَ اَخْلَفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میرے بھائی کو آج میں میرے طریقہ میں کر دیتا اور اصلاح کرتے رہتا اور مفسدین کی راہ کا اتباع نہ کرنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طور پر تشریف لے جانا اور وہاں چالیس راتیں گزارنا

تفسیر..... مصر میں ہی اسرائیل بہت سی زیادہ متہور اور مجبور تھے وہاں ان کو حکم تھا کہ ان میں ایک اور گھر والوں میں نماز پڑھنا
کریں۔ یہ فرعونوں سے کھات پانے کو اب عمل کرنے اور انعام اللہ تعالیٰ کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے شریفیت کی ضرورت تھی اللہ
تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ریت شریف دینے کے لیے پہاڑ پر بلا دیا وہاں تیس دن تک اختلاف کرنے اور سرد سے کھنے
کا حکم دیا چنانچہ تیس راتیں گزارنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مسواک کر لی جس سے وہ خاص قسم کی سبک جاتی رہی جو روزوار
کے بند میں پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے مزید اس راتیں دینے کا حکم دیا۔ جب چالیس راتیں پہنچی ہو چکی ہو تو اللہ تعالیٰ نے
انہیں کو ریت شریف عطا فرمادی یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر جانے کے لیے دیا کہ وہ نے لگے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ
السلام سے فرمایا کہ میرے چچے نے اسرائیل کی دیکھ بھال کرنا اور ان کی اصلاح کرتے رہنا ہارون میں سے مفید ہیں ان کا اجراع نہ کرنا
یعنی ان کی رائے پر مت چلنا۔ حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی نبوت سے
سزاوار فرمایا تھا۔ اور خود بھی اپنی تدبیرات اور ہدایت کو پورا کرنے والے تھے لیکن قوم کے مزاج اور طبیعت کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے ان کو حیرت انگیز فرمائی۔ جب وہ پہاڑ پر گئے تھے تو انہیں اسرائیل نے ایک بہت پرست قوم کو کچھ کہہ تھا کہ ہمارے لیے
بھی ایسا معبود بنادو۔ اب غلطی تھا کہ اس طرح کی کوئی بد حرکت نہ کر نہیں اس لیے ان کی گمراہی کے لیے ان کی فریبانی۔ آخر وہی ہمارا جس کا

خطروں، قتل، امن میں ایک شخص سہری قتل میں نے زہرات کا ایک جھڑپا لیا اور فی اسرار اکل نے اسے معذور بنالیا، جیسا کہ چند آیات کے بعد یہاں سورۃ الفرقان میں آ رہا ہے۔ سورۃ فرقہ میں لکھا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السَّيْرَةَ الَّتِي سَلَكَ فِيهَا قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ شَيْئًا مِّنَ الدِّينِ وَلَا يَتَذَكَّرُونَ﴾ (ان لوگوں کو نہ چاہیے کہ وہ اس راہ کو اپنائیں جس پر ان لوگوں نے گامزن کیا ہے جن کو کچھ دین کی باتوں کا علم نہ تھا اور ان کو یاد نہ آتا ہے۔)

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِبِيعَاتِنَا وَكَفَّلَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ ارْنِي مَا تُكْرِمُنِي

اور ہم بھی یہ سطر لکے رہے تھے: "آپ نے جس نے کہہ دیا ہے کہ آپ نے جو سب کچھ لکھا ہے اس کی کاپی آپ کو آپ کو آپ کو"

وَالَّذِينَ انْظُرُوا إِلَى الْجَنَّةِ فَإِنَّ اسْتِغْرَافَهُمْ لَسَوْفَ تَرِيْقُ: وَلَمَّا جَعَلَى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ

فرمان تم بھی کرنا نہ کیج سکتے تھے یہاں کی طرف دیکھو، سو ان کے یہاں ایسا جگہ پر قرار دیا تو تم بھی دیکھو کہ کس طرح ہے۔ ہر باب میں ہے کہ یہاں ہر باغی (مرد)

جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّمُوا عَلَى صَوْعًا ۖ فَلَبَّأَ أَفَّاكٌ ۖ قَالَ سُبْحَنَكَ ثُبَّتْ إِلَيْكَ وَ

تو یہ لکھو چاکر!۔۔۔ اور غوی ہے اصل ہر کر کے۔۔۔ یہاں یہ ہے کہ اصل آیا تو مجھے کے آپ کی امانت ہے یہی آپ کے حضور میں تو کرتا ہوں۔

أَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ يَتُوسَىٰ إِلَىٰ إِصْحَابَيْكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِكَلَامِي

اور بھی ایسی آگے جاووں گی جہاں بھی پہنچوں گا۔ اگر آگے نہ جاؤں گا۔ تو اس کے معنی یہ ہے کہ میں نے اپنے کام کو ختم کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد کوئی کام نہیں رہا۔

لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيهِمْ مَلُومًا ۝ وَكَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مَا أَنْتَ بِتَأْتِيهِ السَّاعَةُ غَافِلًا ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ لِلْبَيْتِ وَإِسْحَاقُ وَإِسْحَاقُ يَدْعُوهُ يَوْمَ ذَلِكَ بِقَوْلٍ شَدِيدٍ لِقَوْمِهِ إِذْ يَسْتَصْعَبُونَ أَنِ يَحْمِلُوا حِمْلَهُ ۖ قَالَ إِنِّي أَتَّبِعُ ۖ أَطِيعُوا أَمْرًا يُسْرِعُ لَكُمْ هَٰذَا الْمَسْجِدَ وَيَكْفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ۖ فَاعْبُدُوا ۚ فَلَمَّا أَتَمَّ الْأَعْمَارَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِإِسْحَاقَ يَا بَنِي إِسْمَاعِيلَ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظَيِّرَ فَسَادَكُمْ ۚ فَاسْتَمِيعُوا أَمْرِي ۖ وَاعْبُدُوا اللَّهَ ۖ مَا شَرَكُ لَكُمْ بِهِ شَيْئًا ۚ وَلَٰكِن يَظُنُّ حَتَّىٰ لَمَّا خَلَّيَا الْبَيْتَ بِالْمَلَأَيْنِ ۖ فَزَادُوا كِتَابَ الْإِسْلَامِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَفَضَّلَ إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ الْبَنِي ۚ وَنُصِّرْهُ مَا تُشَاءُونَ ۚ وَتِلْكَ الْأُمَمُ أَرْثَتْ ۖ وَأَنْتَ لَا تَخِفُ ۖ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ لِلْبَيْتِ وَإِسْحَاقُ وَإِسْحَاقُ يَدْعُوهُ يَوْمَ ذَلِكَ بِقَوْلٍ شَدِيدٍ لِقَوْمِهِ إِذْ يَسْتَصْعَبُونَ أَنِ يَحْمِلُوا حِمْلَهُ ۖ قَالَ إِنِّي أَتَّبِعُ ۖ أَطِيعُوا أَمْرًا يُسْرِعُ لَكُمْ هَٰذَا الْمَسْجِدَ وَيَكْفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ۖ فَاعْبُدُوا ۚ فَلَمَّا أَتَمَّ الْأَعْمَارَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِإِسْحَاقَ يَا بَنِي إِسْمَاعِيلَ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظَيِّرَ فَسَادَكُمْ ۚ فَاسْتَمِيعُوا أَمْرِي ۖ وَاعْبُدُوا اللَّهَ ۖ مَا شَرَكُ لَكُمْ بِهِ شَيْئًا ۚ وَلَٰكِن يَظُنُّ حَتَّىٰ لَمَّا خَلَّيَا الْبَيْتَ بِالْمَلَأَيْنِ ۖ فَزَادُوا كِتَابَ الْإِسْلَامِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَفَضَّلَ إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ الْبَنِي ۚ وَنُصِّرْهُ مَا تُشَاءُونَ ۚ وَتِلْكَ الْأُمَمُ أَرْثَتْ ۖ وَأَنْتَ لَا تَخِفُ ۖ

11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 841. 842. 843. 844. 845. 846. 847

يَكُنْ سَيِّئًا فَعَلَهَا يَنْفَرُوا وَأَمْرٌ قَوْمِكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسِنُهَا سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَيْتُونِ ﴿٥٠﴾

[illegible]

١٤٤٠ هـ

اور اگر جانے کا راستہ، کسی تو اس کو اپنے طریقہ پر جانے کے لئے ہرگز کوئی کاروائی نہیں کرتا ہے۔ اس طرح جانے کے لئے ہرگز کوئی کاروائی نہیں کرتا ہے۔

(The following information was obtained from the records of the Department of Health, Education and Welfare, Washington, D.C., Office of Research and Statistics, Bureau of Census.)

آیات کو جھڑا کر ان سے قائل ہے۔ اور جن لوگوں نے اپنی آیات کو اور اُمت کی طاقت کو جھڑا کر ان کے اہل

00000000000000000000000000000000

أَعْمَالُهُمْ. هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَى مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥٠﴾

اے بھائی! میں نے اپنے دل کی بات کہہ دی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار الٰہی کے لیے درخواست کرتا اور پہاڑ کا چورا چورا ہو جاتا

تفسیر..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے طور پر جانے کا جو وقت مقرر ہوا تھا اس کے مطابق وہاں پہنچے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق ابن راقی کی ابتدا کا قصہ وہی پہلی تاریخ سے تھی پھر مزید اس رائے کا وہی الحیہ کے شروع کی بدعا دی گئیں اور اس ہی الحیہ کو ریت شریف و طاق کی گئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر پہنچے تو غضب و عداوت میں تھے۔ جس سے ہنگامی ہوئی اور اس کے بعد ان کو اشتیاق ہوا کہ اپنے رب کو اپنی بات کہوں۔ وہ کہیں، اللہ اور خدا سے پیش کر دی کہ اسے رب مجھے اپنا دیوار کا دیجئے، میں آپ کی ذات کے یقین بھی رکھتا ہوں اور ہم کام بھی ہم ہیں اب یہ چاہتا ہوں کہ وہ ارادگی کروں اللہ تعالیٰ شانہ کو کل جنت دیکھیں گے۔ جن میں حضرت انبیاء کرام علیہم السلام ہیں کے اور ان کی باتیں بھی ہوں گی۔ لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ کا وہ ارادہ جس سے ہوسکا۔ جنت میں جنت اور طاقت برداشت دی جائے گی۔ وہ دنیا میں نہیں دی گئی تھی۔ اس لیے سورۃ انفاس میں فرمایا لَا تَلْمِزُوهُ لَئِنْ لَّمْ يَنْفِخْ بِنُفْسِهِ لَأَيُّ الْفٰسِقِیْنَ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن پانچ باغی باغ میں جان کرنے کے لیے گئے ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

(۱) پہلے اللہ نہیں سوتا اور اس کی شانیں شان نہیں کر دیتے۔

(۲) اور اگر وہ کہتا کرتا ہے ہر پست کرتا ہے (یعنی اعمال کا وزن فرماتا ہے۔ جن کا وزن کمال اور نقص اور انعام کے اعتبار سے کمزور ہوتا ہے)

(۳) اس کی طرف دن کے اعمال سے پہلے رات کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔

(۴) اور رات کے اعمال سے پہلے دن کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔

(۵) اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اس حجاب کو ہٹا دے تو اس کی ذات کرامی کے انوار اس سب کو ہٹا دیں۔ جہاں تک حقوق پر اس کی نظر پڑتی ہے (یعنی ساری حقوق محل کرشمہ ہو جاتے) (دارالعلوم ص ۹۹)

مطلب یہ ہے کہ حقوق کے چھپنے چھپانے کے لیے ہادی پر دے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہاں پر نہیں اس کا پردہ عزت و جلال کا پردہ ہے اس کی ذات مانی کی جگہ ہو جائے تو ساری حقوق محل کر دے جاتے وہاں فسوری و شفقہ و ازل الصانع من رزقہ و هو صاحب السیسی نوراً و نورہ یحیی الخلق و لا یحیی الا من یشاء و لا یصلح مخلوقہ و اللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱) علامہ نووی فرماتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا دیکھنے سے روکتا ہٹ جائے اور وہ پردہ ہے جسے نور یا نور کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی حقوق پر نگاہ فرمائے تو اس کی ذات کا جلال تمام حقوق کو ہٹا دے)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن تم ایسا کہو کہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر پہاڑ اپنی جگہ مضرب ہے تو تم مجھے دیکھو کہ کون کے انہوں نے پہاڑ کی طرف دیکھا۔ جب پہاڑ نے اللہ جل شانہ کی جگہ اپنی تیرا چورا چورا ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام جوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوا آ (یعنی جوش میں کشادگی گزرا) اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اسے اللہ تعالیٰ ذات پاک ہے واقعی تو اس دنیا میں دیکھے جاتے سے مضرب اور ہلاک ہوتا رہے۔ میں نے خود دیدار کی درخواست کی تھی اس سے تو بے خبر ہوں اور سب سے پہلے اس بات کا یقین کرنے والا ہوں کہ واقعی آپ کا یہ ارادہ ہوسکا۔

اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ اسے موسیٰ میں نے نہیں تو ان کے مقابلہ میں بخیر اور ہنگامی کے ساتھ جن لیا (یعنی جو لوگ تہمیدے زمانہ میں موجود ہیں ان کے مقابلہ میں تمہیں یہ شرف عطا فرمایا) لہذا جو کچھ میں تمہیں عطا کیا اس کو لے لو اور شکر گزاروں میں سے ہو

ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جانیں اور تھکنہ نہ دھانے کے بعد قوریت شریف سے فرمائی: لو کہتیں میں تمہیں ہوئی اتنی اس میں احکام شریف تفصیل سے لکھے ہوئے تھے۔ ہر طرح کی نصیحتیں بھی تھیں۔ حالانکہ حرام کو واضح طریقہ پر بیان فرمایا تھا۔ اور حلال و حرام کی حدود بھی بتا دی تھیں۔ اس کے کاموں اور تفصیل سے بتا دیا تھا۔ اسی کو فرمایا: وَتَحْسِنَ الدِّينَ اَلَا لَوْ اَنَّ مِنْ شَيْءٍ مَثَلُ شَيْءٍ قَوْلُ عَصَا وَتَقْصِيْبُ الدِّينِ اَلَا لَوْ اَنَّ مِنْ شَيْءٍ مَثَلِ شَيْءٍ فَرَمَانِے کے ساتھ فعلیہ بطور قیاس بھی فرمایا کہ اسے قوریت اور مشرکوں کے ساتھ لے اور اسے مدعی یہ بھی فرمایا: وَتَحْسِنَ قَوْلُ نَبِيٍّ اَلَا لَوْ اَنَّ مِنْ شَيْءٍ مَثَلِ شَيْءٍ فَرَمَانِے کا بھی عقیدہ کہ اس نے احکام کو پکڑا۔ یہ ہیں جڑاؤ لکھے تھے کام ہیں۔ قتال صاحب الروح (ص ۵۵۹) و بعض احسنہا: فَمِنْهَا عَلِيٌّ اَحْسَنُ فَاتَهُ اَحْسَنُ كَالصَّبْرِ بِالْاِصْلَاحِ اِلَى الْاِتِّصَالِ (صاحب روح المعانی فرماتے ہیں احکام کے احسن ہوئے کا معنی یہ ہے کہ وہ سب پر مشتمل ہوں پھر وہ اپنے کرنے والے کے اعتبار کی بنا پر احسن بنتے ہیں)۔

سَبَّوْا نَبِيَّكُمْ ذَاوَالْعَظْمَيْنِ (میں مقرر یہ تمہیں اہل زبانوں کا گھر نکالوں گا) افراتوں کے گھر سے کہ اس سے؟ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مصر مراد ہے جہاں بنی اسرائیل کا ایک قول کی بنا پر افراتوں کی بادشاہت کے بعد جانا نصیب ہوا تھا۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے جبار و طاقتور سرزمین مراد ہے جس کے بارے میں سورہ مداح میں فرمایا: يَنْقُومُ الذُّلُوعِلْوُ الْاَوْحَى الْمُفْلِسَةُ النَّحْيُ كَتَبَ اللهُ لَكُمُ الْاِيْمَانَ۔

حضرت شیخ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل طاقتور سرزمین میں داخل ہو گئے اور وہاں انہیں اقتدار حاصل ہوا۔ یہ علاقہ فلسطین کا تھا جو شام میں ہے۔ صاحب روح المعانی نے ذوالعظمتین کی تفسیر میں ایک تفسیر نقل کی ہے کہ یہ وہ ہے کہ اس سے عداوت کے منازل اور ان قوموں کے مساکن مراد ہیں جو ان سے پہلے پاک ہو چکے تھے۔ اور جو حال میں حضرت حسن اور حضرت عطاء سے نقل کیا ہے کہ ذوالعظمتین سے منہم مراد ہے۔ اگر یہ معنی اپنی جات ہے تو آیت کا مطلب یہ ہے کہ قوریت کے احکام پر عمل کرو۔ خلاف درزی کرنے کی صورت میں عذاب میں مبتلا ہو گے۔ (اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

دوسرے قوریت شریف تھیں یہ لکھی ہوئی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی قریظہ ان تھیں کو لے کر اپنی قوم میں تشریف لائے۔ رقم کا حرج یہ کہ قوریت طاقتور سرزمین مراد ہے اور جسے اس لیے سَبَّوْا نَبِيَّكُمْ ذَاوَالْعَظْمَيْنِ کے بعد مراد میں فرمایا کہ سَبَّوْا نَبِيَّكُمْ ذَاوَالْعَظْمَيْنِ بِكُمُورُؤُنْ لَمْ يَلَاؤُكُمْ بَعْلُو الْعَقْبِ (کشم کشی یا آیات سے ایسے لوگوں کو برکت نہ رکھوں گا جو تمہاری شرعی احکام پر عمل کرنے سے انحراف کرتے ہیں اور ان کا پیغمبر ناحق ہے)۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ آیات سے برکت نہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر میرنگاہی جائے گی اور آیات میں تفکر نہ کریں گے اور پیغمبر و خبر کی وجہ سے کوئی ہجرت حاصل نہ کریں گے ان کے برکت نہ ہونے اور برکت نہ رکھنے کا سبب ان کا تکبر ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ آیات الہیہ سے ہجرت حاصل نہیں کرتے۔ وَحَلَا حَقْلُو لَعَالِي فَلَمَّا زَاغُوا زَاغَ اللهُ لَعَالِيَهُمْ اِس کے بعد حکمران کی حریت و حاکمیت پر مبنی ذوالعظمتین (اللہ تعالیٰ تعالیٰ) اور ان کے برکت نہ رکھنے کو یکیش غلامانہ کے علامات ہیں یا آیات بھیجے ہیں۔ (اللہ اعلم بالصواب)۔

وَإِنْ تَوَّابُ السَّبِيلِ الرَّاحِدُ لَا يَتَعَلَّقُونَ سَبِيلًا (اور اگر چاہے کہ راستہ دیکھتے ہیں تو اس راستے کا اختیار نہیں کرتے)۔
وَإِنْ تَوَّابُ السَّبِيلِ الْغَنِيِّ يَتَعَلَّقُونَ سَبِيلًا (اور اگر کسی راستہ دیکھتے ہیں تو اسے اختیار کر لیتے ہیں اور وہی پر چلتے ہیں۔ اس میں حکمران کو نصیحت ہے کہ وہ تکبر پر رہتے ہوئے آیات الہیہ سے مطلع نہ ہو سکیں گے اور ہدایت کا پھول اگر کسی میں لگے نہیں گے۔

پھر فرمایا **وَاللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِكُلِّ فٰسِقٍ** (کون لوگوں کا تکبر کرنا اور آیات پر ایمان نہ لانا اور راہِ ہدایت سے اعراض کرنا اس سب سے بڑے کراہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان آیات کی طرف سے ناخن ہے) اور یہ دلیلی اختیار کی اور ان آیات میں لکھ کر کیا اور یہ ہے کہ کام نہ لیا۔

آخر میں فرمایا **وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ عَصٰتُ الْفٰسِقِ** (جن لوگوں نے ہماری آیات کو اور آخرت کے دن کی عداوت کو جھٹلایا یعنی آخرت پر ایمان نہ لائے ان کے اعمال) (کارت ہو گئے)

وہاں جس حکام کے آخرت میں باطل کام نہ نہیں گے اگرچہ ظاہر تک کام تھے اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اپنی دنیا مانگنے اور دنیاوی ترقی کرنے کے لیے جو کچھ کیا وہ سب برا ہو گیا کیونکہ آخرت میں یہ چیزیں باطل کام بن گئیں گی۔

عَلٰی يَخْتَوٰنَ اَلَا مَا كُنُوْا بِمُقَدَّرِيْنَ (ان کو ان کے اعمال کا ہی بدلہ دیا جائے گا) لکھ کر جو اس سے پہلے کا بدلہ دینی عذاب کی صورت میں مل جائے گا۔

وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهٖمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ اَلَمْ يَرَوْا

اور موسیٰ کی قوم نے ان کے بعد ان کے حلیوں میں سے ایک بکھرے کو عجلہ نام رکھا اور کہا کہ اس میں سے کھانے کی کھانا آئی گی۔ یہ انہوں نے یہ سوچا

اَنَّهُ لَا يَكُوْنُ لَهُمْ سَبِيْلٌۭ اِلَّا عِجْلُوْهُ وَ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۱۰ وَ لَمَّا سُوْطٌۭ فِيْ اَيْدِيْهِمْ

کہ وہ اس سے بات کہیں کہ وہ انہیں کوئی بات لکھا ہے انہوں نے ان کو عجلہ نام رکھا اور وہ حکم کرنے والے تھے۔ یہ سب وہ جانتے تھے کہ انہوں نے کہا

وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْۤا ۝۱۱ قَالُوْۤا لَیْسَ لَہُمْ یَرْحَمُنَا رَبُّنَا وَ یُعْظِرُنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۱۲

کہ ہمارے وہ گروہ جو کھانا کھاتے تھے۔ اگرچہ وہ سب ہم پر ایمان نہ فرماتے تھے یہ بھی اہل ایمان سے تو ہم تو انہوں میں سے ہو چکے تھے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى اِلٰی قَوْمِهٖ غَضِبَانَ اَسَیًّا ۝۱۳ قَالَ یٰۤاٰیُّهَا خَلْقُکُمْ مَّوٰی مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ

اور جب موسیٰ اپنے قوم کی طرف اس حال میں واپس ہوئے کہ وہ غصہ میں اور سب سے بڑے کراہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے میرے بعد میری دینی نبوت کی اور

اَعٰیجَلْتُمْ اَمْرَ رَبِّکُمْ ؕ وَ اتَّقِیْ الزَّلٰتِیْۤا وَ اتَّخَذُوْۤا اٰخِیْہٖ یَحْزَنُوْۤا اِلَیْہٖ ۝۱۴ قَالَ ابْنَ اَمْرِ اٰن

کیا اپنے آپ کا حکم آئے سے پہلے تم نے جلدی کر لی اور موسیٰ نے انہیں کو اپنا بدلہ دیا اور ان کے سر کو کھانا لے کر ان کے اہل گھر لے کر آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اسے

الْقَوْمَ اسْتَغْفِرُوْنِیْ وَ کَاذِبُوْۤا یَقْسُوْۤنِیْ ؕ فَلَا تُشِیْطُ بِالْاَعْدَآءِ ۝۱۵ وَلَا تُجْعَلُوْۤا مَعَ

میرے میں جانتے والے قوم نے مجھے کوہر کہا کہ میرے قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے، چنانچہ میں انہوں کو سب بخود اور مجھے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۶ قَالَ رَبِّ اَطِیْرُنِیْ وَ اٰخِیْنِیْ وَ اَدْعِنِیْ فِیْ رَحْمَتِکَ ۝۱۷ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِیْنَ ۝۱۸

لوگوں میں غم نہ کر۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے اور میرے قریب والوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور آپ ارحم الراحمین ہیں۔

نبی اسرائیل کا زیوروں سے چھڑا دیا کر اسکی عبادت کرنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضبناک ہونا تفسیر۔۔۔۔۔ نبی اسرائیل مصر میں رہت ہوئی اور گاہ پر بتیہ کہنے آئے تھے اسی لیے جب سمند پار کر کے مصر کے علاقہ مصر سے علاقہ شبرائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہمارے لیے اسی طرح کا سمندر جاتے جو ہم اوسمیت سے نکل چکے تھے۔ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے لیے طوفانِ عرش کے لیے گئے تو ان کے پیچھے گھر سالہ اپنی شریعت کر دی۔ جس کا واقعہ یہاں کہ جب نبی اسرائیل مصر سے نکلے والے تھے اس وقت انہوں نے قبلی قوم سے (جو مصر کے اسی باشندے تھے) باز ہوا تک لیے تھے۔ یہ زہرستان لوگوں کے پاس تھے۔ ان میں ایک آدمی سامری تھا جو ستارہ کا کام کرتا تھا۔ اس نے ان زہروں کو بیچ کر کے چھڑے کی شکل بنا لی اور اس کے بدن میں مٹی ڈال دی (یہ مٹی وہ مٹی تھی جس نے حضرت ہزار تک کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے نکالی تھی) لہذا تعالیٰ نے اس مٹی میں ایسا اثر ڈالا کہ اس شخص سے گائے کے بچے کی آواز آنے لگی۔ یہ لوگ شکر سے ماتمور تھے۔ کہنے لگے خدا بڑا مومن و عارف ہے (کہ یہ تہما سمیور ہے اور موسیٰ کا بھی سمیور ہے وہ وہ محول گئے جو کہ طور پر سمیور سے ہم کلام ہونے کیلئے گئے ہیں) حضرت اہل ایمان علیہ السلام ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام غلیظہ کر تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے ان کو کھپایا کہ تم جتنے میں پڑ گئے ہو تہما رب دین ہے تم میرا تاج کہو اور میرا دم ناؤ۔ اس پر نبی اسرائیل نے کہا کہ ہم ہمارا چھڑے کے پیچھے لگے ہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نبی اسرائیل سے اور سامری سے سوال و جواب فرمایا اور وہ (کوچ مسافر) میں مذکور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تہما محل شانہ نے پہلے ہی مطلع فرمایا تھا کہ یہاں تو تہما ہے بعد گھر اسی میں پڑ گئی ہے اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام اور بیت شریف کی تختیاں لے کر تشریف لائے اور گھر سالہ اپنی کا سحر دیکھا تو بہت سخت غضبناک اور فحید ہوئے اور فرمایا **يَسْتَعْجِلُ لِي مَخْلُوقًا** (کہ میرے بعد تم نے میری ہی نیابت کی **لَا تَجْعَلْنِي غَرَضًا** یعنی کیا تم نے اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے جلد بازی کی۔

وَالْفَلَسُ **الْأَفْلُوَاحُ** **وَالْغَلَسُ** **سُرَاسُ** **أَنْصَبُ** **بُخْرُو** **أَلْوَدُ**۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی اہل ایمان علیہ السلام کا بھی مواخذہ فرمایا تو کہے کے خلاف جو سحر دیکھا تو غیرت دینی کے جوش میں تو بیت شریف کی تختیاں ایک طرف کو ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بال بیکار کر اپنی طرف کھینچ لیے۔ انہیں یہ گمان ہوا کہ اہل ایمان علیہ السلام نے نبی اسرائیل کی تعلیم میں کو اتنی کی اور وہ میں حضرت اہل ایمان علیہ السلام کی ادا کی ہو کر نے کا بھی ذکر ہے۔ تو بیت شریف کی تختیاں کا اٹھا کر بھائی کے سر کے بالوں کو بیکار غضبناک سے خالی کیا۔ حضرت اہل ایمان علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ اسے میرے بال جانے آپ میرے سر اور ادا ادا کی کے بالوں کو بیکار کریں۔ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھے کڑوا کھانا اور تہما تھا کہ مجھے لکھ کر ڈالیں۔ لہذا آپ مجھ پر اپنی کر کے دشمنوں کو بچنے کا موقع نہ دیں اور مجھے کالوں میں شہادت کریں۔ (میں ان کے کام میں ان کے ساتھ نہیں ہوں لہذا میرے ساتھ رہنا کا بھی ادا نہ ہونا چاہئے جو کالوں کے ساتھ کیا جاتا ہے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احساس ہوا کہ واقعی مجھ سے خطا ہوئی (اگرچہ خطا اجتہادی تھی) لہذا اپنا گناہ ادا دینی میں عرض کیا کہ اے میرے رب! میری مغفرت فرما۔ اور میرے بھائی کی بھی اور کسی اپنی رحمت میں داخل فرما۔ اور آپ اہل ایمان میں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر سالہ اپنی کو کہہ رہی تھی کہ جسے ان کے جوش میں اور غضب و آساف میں تھے اس لیے اپنے بھائی سے اور دیگر کرتے ہوئے ان کی ادا کی اور سر کے بال بیکار لیے تھے پھر جب احساس ہوا تو اپنے لیے اور بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے۔

عظیم اور زیادتی کی معافی مانگنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی پر زیادتی ہو جائے تو جہاں اس کی سزا کا یہ طریقہ کہ اس سے معافی مانگی جائے۔ یہ طریقہ بھی ہے کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔ لیکن ہر حال میں اس کو راضی کرنا ضروری ہے۔ بعض مرتبہ اس سے معافی مانگنے کی چند اس ضرورت نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ پہلے ہی دل سے معاف کر چکا ہوتا ہے اور بعض مرتبہ عداوت کی وجہ سے دعا کواری ہوئی ہوگی لیکن جس کی طرف سے زیادتی ہوئی ہو اسے پھر بھی اپنے لیے اس کے لیے اسے مغفرت کرنی چاہئے۔

لَیْسَ الْخَبْرُ كَالْمَعَانِیَةِ۔ امام احمد نے اپنی سند میں اس حدیث کا نصرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خبر کی طرح نہیں ہے (اور کھینچے سے نشان چھتا مٹا کر ہوتا ہے مگر سے اس کا سنا کر نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی بخیر سے ہی کشتیاری قوم نے بھڑے کو معذور ٹھہرایا ہے۔ اس وقت تو قرینت کی تختیاں کون پہنکا پھر جب اپنی آقا کو سے اکی حرکت کو دیکھا تو تختیاں کو داخل دیا جس کی وجہ سے ٹوٹ گئیں۔

القا والواج پر سوال و جواب۔ یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا بھی احترام کرنا چاہئے تو قرینت شریف کی تختیاں کو داخل دینا ایک طرح کی سزا دہی ہے۔ اس کے جواب میں مفسرین کرام نے دو باتیں لکھی ہیں۔

اول۔ یہ کہ تختیاں کو جلدی میں اس طرح سے رکھ دیا تھا کہ جیسے کوئی شخص کسی چیز کو داخل دے۔

دوم۔ یہ کہ دینی حقیقت اور شدت غضب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے بے اختیار ہوئے کہ وہ تختیاں ان کے ہاتھ سے گر پڑیں۔ اگرچہ گری گئیں بلا اختیار لیکن بے اختیار ہی کی وجہ سے اس کو القا اختیار کیا کہ جب سے یہ بات یاد اس لیے اللہ تعالیٰ سے معافی فرمایا۔ ان حسنات الاہر و حسنات الطوبیہ۔ (کیونکہ ایک لوگوں کی نیکیاں مقررین کے لیے برائیاں ہیں۔ ان سے انسانی سر ہے۔)

یٰۤاِسْرٰۤاِیْلُ کَا تَمَّ ہُو نَا و تو پہ کر۔ وَلَمَّا نَسَقْنٰ اِلَیْہِمْ اَنْفُسَہُمْ وَ زَوَّجْنٰہُمْ فَلَمْ تَلَمَّوْا (الہد) جن لوگوں نے گویا کہ اپنی گمراہی تھی انہیں اپنی گمراہی کا احساس ہوا اور تو یہ کی طرف توجہ ہوئے۔ اس میں سب سے بڑا اصل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وارادہ تھی کہ وہ اپنی کافرانہ رویہ پر بھی لیکن تھا کہ کچھ لوگوں کو ان کے تشریف لے جانے سے ہی اپنی گمراہی کا احساس ہو گیا ہو۔ یہ لوگ کہنے لگے کہ اگر خدا رب ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہماری عقلیں نہ فرمائے تو ہم جہنم کا دل میں سے ہو جائیں گے۔ لیکن ان کی تو یہ کی توہینت کے لیے اللہ پاک کی طرف سے یہ رحم نازل ہوا کہ اپنی جانوں کو کھل کریں۔ جیسا کہ سورہ فرقہ (۲۸) کی آیت وَ اَعْلٰیٰ قٰوْمٌ یُّسٰوِیْہِمْ یَلْعٰوْنٰہُ یَلْعٰوْنٰہُ یَلْعٰوْنٰہُ اَنْفُسُہُمْ وَ یَلْعٰوْنٰہُمْ اَنْفُسُہُمْ کے ذیل میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے (اور ایمان جلد ان کی توہینت کی صورت یہ سمجھ رہی تھی کہ جنہوں نے بھڑے کی پرستش نہیں کی تھی وہ ان کو کھل کریں جنہوں نے یہ حرکت کی تھی چنانچہ ایسا کیا۔)

اِنَّ الَّذِیْنَ اَتَّخَذُوْا الْاَنْجِلَ سَیٰتٰلِہُمْ عَظَبٌ مِّنْ رَّبِّہِمۡ وَ ذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوِۃِ الدُّنْیَا۔

اور جن لوگوں نے بھڑے کو معذور ٹھہرایا انہیں ان کے رب کی طرف سے ضرر ضرر پہلے کا اور ذلت پہلے کی دیا جائے گا۔

وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْثِرِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِہَا وَ اٰمَنُوْا ۝

اور اسی طرح ہم مقررہ کرنے والوں کو سزا دیا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے گناہ کے پھر ان کے پھر توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو

إِنَّ زَيْدَ أَوْ مِنْ بَعْدِهَا لَعَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْاَلْوَاخَ ۝

اگر آپ کا رب اس توہ کے بعد غفور مہربان ہے۔ اور یہ سب سوز کا عنصر ہے جو انہوں نے ان کی باتوں کے لیے لیا

وَفِي نُحُوتِهَا هُذًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَزْهَبُونَ ۝

اور ان تختوں میں جو تختہ ہوا تو اس میں ہدایت ملی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے الگ ہوتے ہیں۔

چھڑے کی پرستش کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور دنیا میں ان لوگوں کی ذلت

تفسیر..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو چھڑ دیا اور بارگاہ الہی سے اپنے اور اپنے بھائی کے لیے مغفرت کا سوال پیش کروا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا جنہوں نے چھڑے کی عبادت کی تھی کہ انہیں مغفرت ان کے رب کی طرف سے نصیب پہنچے گا اور دنیاوی زندگی میں ذلت پہنچے گی اس غضب اور ذلت سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ حضرت ابو نعیم نے فرمایا کہ غضب سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جس میں توہیت آپ کے لیے ان لوگوں کے قتل کا حکم ہو اور ذلت سے مراد ہے ان لوگوں کا یہ اقرار کر لینا کہ واقعی ہم نے تمہاری کاہنہ پر ایمان دیا تھا اور تمہاری جانوں کو قتل کے لیے پیش کر دیا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ذلت سے مراد حالت اور کیفیت مراد ہے جو ان لوگوں کو اس ذلت پیش آئی جبکہ اس چھڑے کو اٹھایا گیا اور مسند میں بیٹھ دیا گیا جس کی انہوں نے عبادت کی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ ذلت سے مراد یہ حالتیں اور ان کی یاد دہانی ہیں پیش آتی رہی اور بحالت سطر پر سوں زمین میں گھومتے رہے۔

اور علیہ رضی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مذہب میں جو یہودی تھے اور آیت کہ ہم میں ان کا ذکر ہے۔ غضب اور ذلت سے نفی اختیار کیا جاتا ہے اور یہودی قریش کے قتل کیا جاتا یہودیوں پر جزیہ مقرر کرنا مراد ہے اور یہ بات اس بیچارہ کی جان سنی ہے کہ یہودی مسلمانوں میں جو یہودی تھے وہ اپنے آپ کو اجداد کے اعمال سے بڑا داری کا بہرہ نہیں کرتے تھے وہ کھلیتک فخریہ الفطرون (اور ہم اس طرح فخر و کرنے والوں کو جلد دیا کرتے ہیں۔

اس سے فخر اہل اصمراء ہے۔ سامری اور اس کے ساتھیوں نے چھڑے کے بارے میں یہ جو کہا تھا اِنَّ اِلٰهَكُمْ وَاللّٰهُ فَاسْمٰی (پر تبار مسیور اور موسیٰ کا بھی مسیور ہے) یہ بہت بڑا فخر ہے اس کی سزا سامری کو لگی دی گئی اور ان لوگوں کو لگی دی گئی جو اس کے ساتھی تھے۔ حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ یہ صاحب بدعت ذلیل ہے۔ یہ فرمایا کہ انہوں نے کیا آیت تلاوت فرمائی۔ (مطلب یہ ہے کہ دین خداوندی میں جو شخص بدعت نکالے گا وہ پر سورۃ نکل ہو گا۔ یا جس کا تصور بدعت و آخرت میں ضروری ذلیل ہو گا)

اللہ تعالیٰ تو یہ قبول کرنے والا ہے..... وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ الصَّلَاطَ (اور ان لوگوں نے گواہ کے کام کیے) جن میں گواہوں کے ہوتے ہی بھی ہے) پھر ان گناہوں کے بعد تو یہ کر لی اور کفر کو چھڑ کر ایمان لے آئے تو آپ کا رب اس توہ کے بعد ان کو معاف فرمائے والا اور ان پر رحم فرمائے والا ہے)

واقعی چاہت تو یہ کرنے کے بعد ان کی مغفرت ہو گئی۔ مگر شرک کے بعد اسلام قبول کرنے سے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ان الاصلام بھم ما کان قبلہ (جسے تک اسلام آنا پہلے کے تمام گناہوں کو مٹھ کر دیتا ہے) اور ہر مسلمان مرد میں حرام (کوہ) سے کوئی امر انکلی کا ذکر ہو رہا ہے۔ لیکن آیت کے عمومی الفاظ میں ہمیشہ کے لیے تو یہ کی توہیت کا اعلان فرمایا اور یہ

1000

تو ریت شریف بدایت اور رحمت تھی۔ پھر فرمایا: وَلَقَدْ نَسَحْتُ عَنْ مُوسَى الْفَضْلَ اَخْلَا الْوَرَاثَ (جب موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہو کر گیا تو انہوں نے تو ریت شریف کی تختیوں کو لے لیا) جنہیں قصہ میں داخل دیا تو اس کی ایک خصوصیت تو انہیں پر عمل کرنا ہو گئی کہ ان کا قصہ درمیان میں شریکین کی حالت دیکھ کر جو قصہ کیا تھا اس کی جہ سے تختیوں کو ادا دیا تھا پھر ان کو اٹھا لیا تاکہ تعلیم و تالیف کا کام دوبارہ شروع کیا جائے۔

وَقُلْ نَسِيتُهَا غَدَىٰ ۖ رَوْحُمَةُ اللَّيْلِ نَلِّمُ لَهُمُ الْبُزْغِيَّةَ ۖ (اور اس تو رات میں بڑھ گیا ہوا تھا اس میں چار سو تھی اور رات تھی اس کو گوں کے لیے بڑھانے رب سے ڈرتے ہیں)

میرا نے دالہ دی ہیں جو حق کی اختیار کرتے ہیں۔ وہ فلک مثل قولہ تعالیٰ فی التزلزل العزيز للمؤمنين الذين
يؤمنون بالغيب (الأنعام)

وَإِذْ أَخَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا رِيقَاتِنَا ۖ كُلَّمَا أَخَذْتَهُمُ الرَّجْلَةُ قَالَ رَبِّ

اور موسیٰ نے اچھا قوم میں سے ستر مرد، ہارے واقعہ سمجھنے کے لئے انہیں لئے پھر رہے ہیں کہ انہوں نے بیکار کیا تو موسیٰ نے کہا کہ اسے میرے رب

كُوِّدَتْ أَمْلَكَتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا

اگر آپ اپنے فرائض سے پہلے ہی میں کہہ دیکھ چکے ہوں گے۔ کیا آپ اس سے چند باتوں کی حرکت کے سبب نہیں جاک کر رہتے ہیں۔ یہ ممکن آپ کی

فَتَشْكُرُ لَهَا مِنْ شَاءٍ وَتَهْدِي مِنْ شَاءٍ، أَنْتَ وَلِيَّتُنَا فَأَعِزَّنَا وَارْحَمْنَا

طرف سے کہہ گئی ہے۔ یہاں سے اڑیں جس کو چاہیں گوشتی بھی اور کھسی ہو جس کو چاہیں، دولت ہر لمحے ان کی جگہ دیتی ہے۔

وَأَنْتَ خَيْرُ الْعَمِيرِينَ ﴿٥٠﴾ وَاصْبِرْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَبِالْآخِرَةِ إِنَّا

اور غلط ہے۔ ہاتھوں میں تو سب سے بڑھ کر وہ لکھ دیکھنے والے کے ہیں۔ وہاں میں پہلوی اور اُفرات میں بھی، یہ ایک ہم نے

هَذَا إِلَيْكَ - قَالَ عَذَابٌ أُصِيبُ بِهِ مِنْ أَشْيَاءِ وَرَحْمَةٍ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ -

جیڑی طرف رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا طالب ہے جس سے تم کو ۱۰ ہونے لگے ۱۰ ہوں اور میری رحمت ہر جگہ کو شامل ہے

لَسَاكِبُهَا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

۱۰۔ میں اس کوئی انگوٹھ کے لیے کہہ دوں گا جو کبھی استعمال کرتے ہیں اور دکھا دے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو عادی آداب، بغیر، دیکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ستر افراد کو اپنے ہمراہ لے جانا اور وہاں ان لوگوں کی موت واقع ہو جانا تفسیر..... نبی ہر اہل کی عادت تھی کہ بے گناہی کیا کرتے تھے اور شبہات نکالتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرما دیا کہ جو ریت ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جو مل کرنے کے لیے ڈال فرما ہے۔ تم ان پر مل کر، جو نبی ہر اہل کہنے

لگے کہ تم کیسے یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے فرما دے کہ یہ ہماری کتاب ہے اور میرے حکام ہیں تو ہم ان کیسے
کے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے سزا دہی منتخب فرمائے تاکہ ان کو ہمراہ لے جائیں اور اللہ تعالیٰ کا حکام
سنوائیں۔ جب لوگ حاضر ہوئے اور حکام کی سزا دہی کہنے لگے میں کیا معلوم کون بول رہا ہے تم تو جب یقین کریں گے جبکہ بالکل
اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں۔ یہ ان کی کشتی کی ہاست تھی۔ ان لوگوں کو زلزلہ نے جکڑ لیا اور وہیں دھرے رہ
گئے۔ جب ان لوگوں کا یہ خیال ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی اسرا تھل کی بیوہ لگی اور دو گناٹی کا خیال آیا کہ یہ لوگ پہلے ہی سے
بدگمان ہیں اب تو وہ بار بار دہری بدگمانی کریں گے اور یوں کہیں گے کہ ہمارے آدمیوں کو لے جا کر وہیں ہلاک کر دیا۔ لہذا ہنگامہ دہی میں
عرض کیا کہ اسے میرے رب اگر آپ چاہتے تو اس سے پہلے ان کو اور مجھے ہلاک فرما دیتے جب آپ نے ایسا نہیں کیا (اور میں سمجھتا
ہوں کہ ان کا اس وقت ہلاک کرنا آپ کو حضور نہیں کیونکہ اس میں ہماری بدنامی ہے) تو آپ ان کو دوبارہ زندہ کیا اور فرمایا کہ میں
نئی اسرا تھل میں سطھوں اور بدنام نہ ہو جاؤں۔

”فَلَمَّا بَلَغَا لَحُلَّ الشَّجَرَةِ جَاءَ“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہنگامہ دہی میں معروض پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ کیا آپ
چند ہی قرون کی حرکت سے جہنم میں سے جہاں میں ہلاک فرما دیں گے۔ یعنی امید ہے کہ آپ ایمانہ کریں گے۔ مزید عرض کیا کہ ان جہنم
الاجتہاد کے یہ جہاد پیش آیا کہ ان لوگوں کو وجہ یعنی زلزلہ نے اور سامعہ یعنی بھلی کی ترک نے (کہی سورہ البقرہ) جکڑ لیا۔ آپ
کی طرف سے ایک امتحان ہی ہے۔ ”وَتَجِبَلْ بِنَا مِنْ نَفْثَةٍ وَنَفْثَةٍ مِنْ نَفْثَةٍ“ آپ اس کے ذریعہ گریہ میں ان کیسے تھے چاہیں اور
جس کو چاہیں بدنامی پر قائم رکھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر وہ لوگ بھی سالمہ نہ کھڑے ہوئے جیسا کہ سورہ البقرہ میں فرمایا اَلَمْ
يَخْلُقْكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَفْضَلْكُمْ لَكُمْ لَكُمْ تَفْضُلًا

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ شانہ سے مزید طلب کرتے ہوئے عرض کیا اَنْتَ وَلَيْسَ لَكَ طَوْلًا (اے رب آپ
امدادی ہیں لہذا امدادی حضرت فرما دیجئے) ”وَإِذْ عَصَاكَ“ اور ہم پر رحم فرمائیے ”وَأَنْتَ خَيْرُ الْعَاطِلِينَ“ اور آپ معاف کرنے والوں میں
سب سے بہتر ہیں۔ ”وَالْحَسْبُ لَنَا فِيْ هَذِهِ الْهَلْكَاءِ عَسَنَةً وَآلِ الْأَعْرَافِ“ (اور ہمارے لیے اس دنیا میں ایک حالت ہے وہاں) لکھ دیجئے
اور آخرت میں بھی۔ ”وَالْعَلْفَا الْخَلْفَ“ (اے رب ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں)

”قَالَ عَلَيْنَا“ افسوس یہ من نَفْثَةٍ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ میرا طب ہے جسے چاہوں پہنچاؤں۔ ”وَوَضَعْنِيْ وَبِغْتِ كَلْمِيْ“
خیر اور ہماری رحمت پر رجوع کو شامل ہے۔

”فَلَمَّا كَثَفَتِ الْغُلَيْظُ بَنُوكُنَّ وَتَوَلَّوْنَ الْفُرْقَانَا“ سو مغرب میں اپنی رحمت کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو حق کی اعتبار کرتے ہیں
اور رکاوٹ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں لہذا رحمت اگرچہ ہر رجوع کو شامل ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب پر
رحمت فرما سکتے ہیں اور رحمت فرماتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑی رحمت جو آخرت کی نجات ہے اور خطاب دائمی سے پیارا ہے وہ ان ہی
لوگوں کے لیے ہے جو حق کی اعتبار کرتے ہیں یعنی کفر و شرک اور ہر قسم کے گناہ سے بچتے ہیں (اس میں ملک اور جوارح کے سب افعال
داخل ہیں) اور جو کچھ ہمارا کرتے ہیں (اس میں حکام و خلق سوال داخل ہو گئے)

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ ادا سے رکاوٹ اور کفر و نصیحت کے ساتھ اس لیے فرمایا کہ اپنی اسرا تھل پر رکاوٹ کی ادائیگی بہت شاق
تھی یہ لوگ شپہ دیا میں بہت زیادہ آگے جا رہے تھے اس لیے بل فرج کر ان کے نفس کے لیے بہت دشوار تھا۔

فرماندار ہو جائیں اللہ دیا جس دست خستوں کی شکل میں ہے اور دست کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کا اقتدار ہے اور یہاں اس
ہمت کی تصریح ہو کر دست کسی کی عظمت کے اظہار کے لیے ہے بعض نے کہا دست کسی کے لیے تھا پھر کی وجہ سے دست نہیں کی

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْشُوفًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْبَةِ

جو لوگ رسول کی پیروی کرتے ہیں جنہیں وہ اپنے پاس کھلا ہوا دیکھیں، انہیں میں سے کھلا ہوا

وَالْإِنْجِيلَ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الصَّالِاتُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

پابندی ہے وہ انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور مباحیوں سے روکتے ہیں اور ان کے لیے پابندی جو چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور حلال

الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ

جو اہل گناہ پر تمام کر دیتے ہیں اور بھاری باندھنیں ہٹا دیتے ہیں۔

نبی اُمی ﷺ کا ذکر یہود و نصاریٰ کی تورات و انجیل میں پاتے ہیں

تفسیر: نبی اُمی ﷺ کے آئینہ مطہر والہین ہم بائینا یؤمنون سے دل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی رحمت کے مستحق ہیں اور
اہل ایمان ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رحمت میں جو اہل ایمان تھے اور اب جو اہل ایمان ہیں ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ رحمت اور اللہ
اس کا اب اہل ایمان و لوگ ہیں جو نبی اُمی آفرمایا ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو لوگ ان کی رحمت اور رحمت کے مستحق ہیں وہ کہیں
ایمان کا دعویٰ کریں اللہ کے نزدیک ان کا ایمان مستقیم نہیں ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ
ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبی ہیں اور یہ بھی فرمایا کرتے ہیں۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول بھی ہیں اور اللہ کے نبی بھی ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ رسول وہ ہے جو اللہ کی طرف سے مستقل
کتاب اور شریعت لے کر آیا ہو۔ نبی کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے پروردگار پر ہوتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ کتاب یا شریعت نہ ہو۔

جس نبی کے ساتھ مستقل کتاب اور مستقل شریعت نہ تھی وہ اپنے سے سابق رسول کی کتاب اور شریعت کی تکلیف کرتا تھا۔ یہ فرق اگر تسلیم
کر لیا جائے تو بعض انبیاء کے کہہ کر میں جو رسول اور نبی ایک ساتھ فرمایا ہے اور مشہور ہے کہ وہ مستقل کتاب اور مستقل شریعت والے نہیں

تھے (جیسا حضرت اسماعیل علیہ السلام انہوں میں رسول کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی مشیت کا اقتدار سے ہوگا۔ الامی اور الرسول اور انہی سے
آیت ہا میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ مروی ہیں۔ آپ کو الامی سے مطلب فرمایا۔ عرب کے کلمہ و معنی انہی سے کہتے ہیں جس نے کسی مخلوق

سے کلمہ پڑھنا دیکھا ہو (اور آپ ﷺ نے بھی کسی سے کلمہ پڑھا نہیں دیکھا تھا) اللہ تعالیٰ نے جس آپ کو اللہ تعالیٰ سے آپ کو اللہ تعالیٰ سے
معاذ فرمائے جو کسی کو نہیں دے کسی مخلوق میں آپ سے جدا کر دیا بھی صاحب علم نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم دے دیا ہے جس میں

سے وہ سب خبریں ہیں جو آپ نے عالم کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے لے کر جنت میں سب سے آفرین داخل ہونے والے انہیں کے اظہار تک
ہیں اور اس دوزخ کے احوال بتا دیے اور حضرت انبیاء و مرسلین اسلام اور ان کی امتوں کے احوال اور واقعات بیان کیے جن میں سے کسی

ایک کی بھی یہودی بخند یہ نہ کر سکتا جیسے نبی پر کر دیا اس میں علم قرآن اس کو فرمایا ہے۔

تھیجیہ کہ تا کہ وہ قرآن درست کھجوات چند ملت ہشت

اس سب تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ آپ کی حالت گرامی کے لیے مہم کی بات نہیں بلکہ یہاں اور ضرورتوں کی چیز ہے۔

سید احمد رسول اللہ ﷺ کی مزید صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا فرمایا: **الَّذِي يَجْلُو نَفْسَهُ مَشْكُوتًا جَدُّهُ لَمْ يَلِ الْفُرْقَةَ وَلَا الْخَيْلَ** (یعنی نبی ﷺ کو وہ لوگ اپنے پاس تو دیتے اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں) حضرت انبیاء کرام علیہم السلام اور خاص کر سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا آپ کی بحث کی بجاہت دینا بیہودہ تصادمی میں معروف و مشہور تھا۔ سورہ صف میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: **يَا يَحْيَىٰ بِنْتُ إِسْرَءِيلَ يَلٰٓئِلَ ۙ يٰٓيٰٓسُوۡلُ ۙ اَللّٰهُ يَجْعَلُ لَّكَ مِمَّا يَشِئُ الْمَوْتُوۡرَ ۚ وَنَسِيتُ ۙ اَبُوۡسُوۡلَ ۙ يٰٓيٰٓهٰٓنِ ۙ اَتَمْنَعُ ۙ مِّنْهُ ۚ** (اے نبی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں میرے سامنے جو تو دیت ہے اس کی قسم نبی کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی بجاہت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام ہے کہ احمد ہوں رسول اللہ ﷺ کا نام گرامی ہیں۔

تو دیت شریف میں آپ ﷺ کی صفات..... حضرت علی ابن ابی طالب نے بیان فرمایا کہ میں نے مہدائین میں عمرو بن حارث سے ملاقات کی تو میں نے کہا کہ تو دیت میں جو رسول اللہ ﷺ کی مفت بیان کی گئی ہے وہ اچھے بتا رہے، انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید میں جو آپ کی صفات بیان کی گئی ہیں ان میں سے بعض صفات تو دیت شریف میں بھی ہیں۔ یعنی یہ کہ اے نبی ہم نے آپ کو گواہ کر اور خوش خبری دینے والا اور دے والا اور انجیل (یعنی عرب) کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا تو میرا بندہ ہے۔ میں نے حیرانم و حیران کر دیا جو درشت خور و سخت مزاج نہیں ہے اور بازاروں میں شور مچانے والا نہیں اور جو ربی کا بدلہ ربی سے نہیں دیتا۔ لیکن صاف کرتا ہے اور عقل دیتا ہے اور افاضے نہیں اٹھانے کا جب تک اس کے ذریعے کئی دلی ملت کو سیدھا نہ کر دے۔ اس طرح سے کہ وہ لوگ دلائل اللہ کہیں گے اور اس کا رہنے ان کی اندھی آنکھوں کو کھول دے گا اور ہرے کاٹوں کو اور کھانے چڑھنے سے قلوب کو کھول دے گا۔ حضرت مہدائے بن عمر کا بیان بھی بخاری سے ملتا ہے (اصلاح) (ص ۵۱۲) میں نقل کیا ہے عن ربی (ص ۱۲۱) میں بھی یہ مضمون ہے۔ اس میں یوں ہے کہ حضرت مہدائے بن عمر نے حضرت مہدائے بن سلام سے یہ ذکر دیا ان مضمون کی روایت کی۔

حضرت مہدائے بن سلام سے کئی شہادتیں..... حضرت مہدائے بن سلام سے پہلے یہودی تھے اور ان کے علماء میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھتے ہی انہوں نے کہا کیا کہ یہ چروہو نہیں ہو سکتا اور آپ کی نبوت کی وہ علامات دیکھ کر جو انہیں پہلے سے معلوم تھیں آپ کو پہچان لیا اور اسلام قبول کر لیا۔ ان کے علماء و علماء یہودیوں نے آپ کو پہچان کر اور آپ کی نبوت کو حق جان کر بہت دھڑکیا کر پادھوں اور چھوڑنے کے علماء وہ لوگ مسلمان نہ ہوئے۔ ان کی جہالت و غفلت نے حضرت مہدائے بن سلام سے کھانا کاسا نہ دیا۔ یہ جو نبی دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ذرا بھی دلی ملت کو سیدھا نہ کرے گا اس سے ملت لڑا ایک ہوا ہے جسے مشرکین عرب نے باز رکھا تھا۔

یہودیوں نے آپ کی تحریف آدمی سے کئی سو سال پہلے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ تحریف لائیں گے۔ ہر ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ ہوا آپ کے ساتھ ل کر مشرکین سے جنگ کریں گے۔ لیکن جب آپ تحریف لائے اور آپ کو پہچان لیا کہ نبی ہی ہیں ہم ان کے اعتقاد میں تھے تو اس کے بعد دیکھو کہ وہی کو لڑا۔ **لَا تَلْبِسُوا حَقَّكَ بِهٖ فَاسُوفَ نَعْرِفُكَ** (تو نہ لٹکھو)۔

تصادمی بھی انجیل شریف میں آنحضرت ﷺ کی علامات چڑھتے چلے آ رہے تھے انہوں نے آپ کو پہچان لیا۔ لیکن عام طور سے وہ بھی دیکھ کر ہو گئے تصادمی کو حق کے ساتھ جو نہ لکھا ہوا آپ نے جو انہیں مہلہ کی روایت دی اور وہ مہلہ سے منحرف ہوئے اس سے صاف ظاہر تھا وہ لوگ یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں ایمان نہ لائے۔

قیصر دوم کا اقرار برقی (قیصر دم) نے بھی یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ اسکا ذکر گنج بخاری (ص ۳۳) کتاب چٹائی میں موجود ہے۔ جانتے بچاتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار یہود نصاریٰ دونوں قوموں سے کیا اور حاضر کے نصاریٰ کی اعلیٰ دیکھو کہ موجودہ بائبل میں (جو پہلے سے بھی غلط ہے) انہیں نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں روشن گوئی پائی تو اس کی تحریف ہوا کرتی تھی۔

توریت شریف کی پیشین گوئی اور اس میں بائبل شائع کرنے والوں کی تحریف

کتاب اشتہار باب ۳۳ میں اس طرح پیشین گوئی موجود ہے: خداوند یسوعا خداوند حق کے یہاں آئے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے سہی میں اسلام کو تورات شریف سے فرمایا اور کھیرے طرح اس کو لے کر اس کا مطلب یہ ہے کہ میں علیہ السلام کا مکمل مد فرمایا (قیصر شام میں ایک پناہ کا نام ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام مہمان کی کرتے تھے اور کوہ قادان سے ظہور کرنے کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سید محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ (قادان کے منظر کے پناہ کا نام ہے) اسے آیا اور شعیب سے ان پر آشکارا ہوا اور کوہ قادان سے جلوہ گر ہوا اور اس بزرگوار اللہ کے ساتھ آیا اس کے اپنے ہاتھ پر ان کے لیے آنکھیں شریعت تھی۔ وہ اپنے لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اور اس کے سامنے اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ میں ہیں اور وہ میری ہا توں کو مانیں گے۔

چونکہ اس وطن گوئی میں لفظ قادان موجود ہے جو کہ عمر کے پناہ کا نام ہے اور اس بزرگوار اللہ کے ساتھ قادان پر جلوہ گر ہونے کا تذکرہ ہے اور یہ اس بزرگوار و صاحب جہت سے جو حضرت قائم انجیل کے ساتھ مدینہ منورہ سے فتح مکہ کے موقع پر گئے تھے۔ لہذا تحریف کے بحر میں کوہ قادان بائبل ہماری چڑیں۔ اس لیے انہوں نے ساتھ تحریفات میں اضافہ کر دیا جب تحریف پر ہی اور دانت کی بنیاد رکھ لی تو اب اسے تحریف کرنے میں غلط خدا حق سے ہوا تو اس میں قیاس کی کیا بات ہے) اولیٰ قادان کا صحیح ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ دیا کہ یہ بیت المقدس کا نام ہے۔ خداوند کا ہونہ یہ غلطی تو یوں میں سے کسی نے بھی نہیں کیا کہ بیت المقدس کا نام قادان ہے۔ خود تورات سامری کے عربی ترجمہ میں لفظ قادان کے سامنے بریکٹ میں لفظ الکھا: موجود ہے (یہ ترجمہ آرتھوڈوکس نے لکھا) میں شائع کیا تھا اور یہی تحریف ان محرموں نے یہ کہ اس بزرگوار کی جگہ کسی ترجمہ میں بڑا ہوں گھبراہٹ کسی میں انہوں نے اور بعض ترجموں میں ہوا جملہ ہی قطع کر دیا۔ بائبل کا اگر یہی ترجمہ کنگ جیمز نے لکھا اور میں شائع کیا تھا اس میں بھی اس بزرگوار اللہ کے ساتھ آنے کا ذکر ہے۔ لیکن بعد میں تحریف کے دیروں نے اس کو بدل کر رکھ دیا۔ تفسیلات کے لیے اعلیٰ بائبل عربی اور اس کے تراجم اور سیرت النبی ﷺ اور سید سلیمان ندوی کا مطالعہ کیا جائے۔ یہود نصاریٰ کا عجیب طرز فکر ہے دیکھتے ہیں کہ تحریف کر کے جو قطع اور متنی ہم اپنی طرف سے مقرر کر دیں گے۔ وہی روز قیامت ہمارے لیے جہت بن جائے گا اور یہی آخر میں اللہ کی نبوت اور رسالت کا انکار کرنے کے لیے جو تدبیریں سوچا جائیں گی اور ان کا خداوندی میں کام دیں گی اور روزانہ سے چھاپ دیں گی۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ مسئلہ مسلمانوں کو جواب دینے کا نہیں ہے۔ آخرت میں نہایت پائے کا ہے۔ یہود نے انہیں کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

توریت شریف میں آپ کا ذکر نہ ہوتا ہے۔ آپس میں اس کا ذکر بھی کرتے تھے۔ اور جب ان میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ آخری ہو جاتا تو اسے برا کہتے اور ان کہتے تھے: فَصَدَقُوا نَفْسَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُخَاطَبُوا بِهِ جَعَلَهُ رَبُّكُمْ (کیا تم اس سے دبا نہیں جانتے کہ جو اللہ نے تم پر کھول دی تاکہ یہ لوگ تمہارے آپ کے پاس قرآن مجید سے جہت قائم کر لیں۔

ایک یہودی کا اپنے لڑکے کو اسلام قبول کرنے کا مشورہ دینا

مکمل بنوری (مس ۱۸۱) اس ہے کہ حضرت انس ؓ نے بیان فرمایا کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ چار سو گیا تو آپ ﷺ کی عبادت کے لیے تخریف لے گئے۔ اس کے سر کے پاس تخریف فرماوے آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ بعد میں موجودہ حال کا مظہر مقرر ہوا تھا اس کے باپ نے کہا کہ یہ اللہ تمہاری بات مان لو لہذا اس نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ یوں فرماتے ہوئے باپ تخریف لائے۔ **الحمد لله الذی هدانا لهذا الذی كنا من الغار** (سب تخریف اللہ کے لیے ہے جس نے اسے تقدر و تدبیر سے ہمارا کر دیا۔ (مکتبہ المدینہ ص ۱۳۷)

جو یہودی عہد نبوت میں مسلمان ہو گئے تھے اور صفات کے شرف سے مشرف ہوئے وہ تو رحمت شریف سے تھے حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات اور صفات بیان کیا ہی کرتے تھے ان کے بعد حواء، یہود، شی سے جو لوگ مسلمان ہوئے جن کو چاہتے تھے کہ شرف نصیب ہو اور وہ بھی تو رحمت سے آئے حضرت سرور عالم ﷺ کی ملاقات اور صفات بیان کیا کرتے تھے۔

کعب احبار کا بیان..... کعب احبار پہلے یہودی تھے۔ پھر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ میں اسلام قبول کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ تمہارا بھتیجہ میں چھٹا ہوا ہے میں کاٹھ اندک کے رسول میں میرے برادر چھوٹے ہیں خدا رشت خوین نہ سخت حراج میں وہ بازاروں میں شور مچانے والے نہیں ہیں۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف کرتے ہیں اور خلق دیتے ہیں اکی یہ اہل کد میں ہوئی اور ان کی ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ منورہ) ہے۔ اور ان کا ملک شام میں ہو گا۔ (ملک شام اور یمن و مصر زمین ہو گی جہاں ان کے صحابہ کی حکومت ہو گی اور ان کی امت کے لوگ خوب زیادہ ہو جائیں گے والے ہوں گے یہ لوگ اللہ کی حمد بیان کریں گے اور کائناتی میں بھی اور خفی میں بھی اور ہر منزل میں اللہ کی تعریف کریں گے اور ہر جگہ ہی اللہ کی تعالیٰ بیان کریں گے یہ لوگ کتاب کی مگرانی کریں گے۔ جب زمانہ کا وقت ہو جائے گا کائنات اورا کریں گے اسی جہنوں پر تہجد پڑا جس کے واسطوں میں اپنے اطراف میں یعنی ہاتھ پاؤں کو مٹھیں گے۔

اُن کا سونڈا لٹھاتا ہوا ہوتا تھا۔ اُن کے گالوں کی ایک صف لال میں لہا ایک صف لہا میں ہوتی، انھوں نے منہ (داخل اور خارجیت) میں لہا پر لہا کی۔ رات کو ان (کے ذکر) کی آواز اُنکی ہوتی جیسے شہد کی مکھیاں ہوتی ہے۔ صاحبِ عقلموں نے یہ روایت کہاں سے سنا ہے۔ اُن کے گالوں کی آواز اُنکی ہوتی ہے۔ صاحبِ عقلموں نے یہ روایت کہاں سے سنا ہے۔

مصباح میں یہ روایت صلوٰۃ کا باب اور سنن بیہقی میں صلوٰۃ ۱۵ ہجرام کو ۱۰۰ ہے اس کے بعد صاحب مصباح نے حضرت مہدائد بن سلام سے نقل کیا ہے کہ روایت میں اہل حدیث اور بعض ائمہ کی صفات بیان کی ہے (اس میں یہ بھی ہے) کہ میں نے اپنے آپ کو کے ساتھ لوگوں سے ملے۔ حضرت مہدائد بن سلام نے کہا: یہ بیان حسن تر نہ لی میں گیا ہے۔

بعض یہود کا اقرار ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں لیکن قتل کے ذریعے اسلام نہیں لاتے

آخضر علی کی خدمت میں یہودی حاضر ہوئے رہتے تھے اور بہت سی باتیں پوچھا کرتے تھے (جن کے بارے میں جاننے کے لیے اس کا کوئی نہیں تاکہا)

اس میں اپنے سوالوں کا صحیح جواب پائے اور بار بار ان کے عقین میں غصہ آتی جاتی تھی اور آپ کا جواب ان کو کافی کرتا تھا۔

وجہات کے بارے میں سوال کیا آپ نے جواب دے دیا تو انہوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہنے لگے کہ ہم کو حقاریہ ہے
ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں میرا جناح کرنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ کہنے لگے کہ میں خوف ہے کہ اگر میرا
اجناح کر لیں تو ہمیں یہودی قتل کر دیں گے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۷۱) یہاں دوسرا دل کا خوف نہیں اسلام قبول کرنے سے باز رکھتا
تھا۔ انہی یہودیوں نے آپ کو آزار دیا اور آپ کی نشانیں کو دیکھا اور دینی عقائد کو کھوکھلا کر دہی انہوں نے اسلام قبول کر لیا لیکن یہ تعداد
چند ہی تھے۔

ایک یہودی کا آپ ﷺ کو آکر مانا پھر مسلمان ہوا..... حضرت علیؓ نے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عالم کے چند چہر
آنحضرت ﷺ پر قرض تھے وہ نکالنے کے لیے آیا آپ نے فرمایا کہ اسے یہودی میرے پاس اس وقت انتظار نہ کیا میں ہے جو میرا قرض ادا
کرے اس پر اس یہودی نے کہا کہ اسے مجھ میں آپ ﷺ سے جہاد نہ ہو گا جب تک میرا قرض ادا نہ کریں آپ ﷺ نے فرمایا تو میں بھی
میرے ہاتھ بیٹھا رہوں گا آپ ﷺ اس کے ساتھ بیٹھے رہے اور اسی دوران آپ ﷺ نے علمبر سے کہ سب لوگوں کو ادا کر لیں آپ
کے ساتھ رضی اللہ عنہم سے منگی دیتے تھے اور ادا کرتے تھے آپ نے مسیحا فرمایا اور استعمال انکاری کی طرف پرتے فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو؟
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک یہودی نے آپ ﷺ کو روک رکھا ہے (جو ہم سے نہیں دیکھا جاتا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے
رہنے نے مجھے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی صحابہ (ذی یا مستحق) پر ظلم کروں۔ دوسرے دن جب دن چڑھ گیا تو اس یہودی نے کہا۔
انفخذ ان لا توالہ باؤمکذا وانفخذ انک ولسنک انظر اور ساتھ یہ بھی کہ میں اپنے آوصال اللہ کی دلوں میں پتا ہوں اور میں نے جو کچھ کہا
اسی لئے کیا کہ میں آپ ﷺ کو ان اوصاف کے سوا حق دیکھوں جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ تمہاری عہد شکنی
پیدا نہیں کی کہ میں ہوئی اور ان کی ہجرت کی جگہ حبیب ہے اور ان کا ملک شام ہو گا۔ وہ درخت خود روخت حجاز نہیں ہوں گے اور نہ ہزاروں میں
شور مچنے والے ہوں گے وہ قتل گاہ کی اوجھار نہ کریں گے اور برے اوصاف سے بچیں گے۔ میں کوئی دینا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میرا یہ مال ہے آپ ﷺ اس میں جس طرح چاہیں حکم فرمائیں۔ (رواہ البیہقی فی دلائلہم ۱)
کئی لفظ (صفحہ ۵۸)

حضرت سلمان فارسیؓ کی ہجرت کے اسلام قبول کرنے کا عجیب واقعہ..... حضرت سلمان فارسیؓ بھی حاجی خانہ کے بعد
مسلمان ہوئے یہ فارس کے رہنے والے تھے ان کا گھرانہ مشرک تھا ان کا باپ انہیں کھیت کھادی دیکھنے کے لیے بھیجا کرتا تھا۔ مشغلہ
کاشت کاری اور پیداوار تھا۔ غرضہا آتش پرست تھا۔ اس کا نام یونانیستان بن مورسلان تھا اور اپنے گاؤں کا چوہدری تھا۔ حضرت سلمان
اس کو سب سے زیادہ پیارے تھے حتیٰ کہ ان کو لڑکیوں کی طرح گھر میں رکھتا تھا اور تمام ہار نہ نکالے دیتا تھا۔ حضرت سلمانؓ کی پیدائش ہوئی
تو ان کا نام ماہر رکھا اور ہوش منیا لے کر ان کو بھی آتش پرستی پر لگا دیا۔ یہاں تک کہ حضرت سلمانؓ آتش کدہ کی خدمت میں انہماک
سے لگے کہ ہر وقت آگ روشن رکھتے تھے اور آتش کدہ کے پجاری اور مسند کے گناہ میں گئے تھے۔

حضرت سلمانؓ اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے تھے کہ ایک روز میرا باپ مکان خانہ میں مشغول ہو گیا اور
فرستہ ہونے کی وجہ سے مجھے کاشت کی خبر فرمائیے کے لیے بھیج دیا اور ساتھ ہی جلد آنے کی بھی وصیت کر دی اور یہ بھی کہا کہ اگر تو نے
واپس ہونے میں دیر کی تو میری جہاد کی فکر میرے لئے مسئلہ غلوں سے بڑھ جائے گی۔ والد کے کہنے پر میں گھر سے نکلا اور راست میں
یہاں تک کہ اگر جاگھر پر میرا گڑبہ ہو گا تو میں کوئی کھینچنے کے لئے امداد چاہوں گا۔ وہ لوگ امداد نہ دے رہے تھے۔ مجھے ان کی نماز پڑھانی اور دل میں

کہا کہ ان کا دین ہمارا ہے دین سے بھتر ہے میں نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارا دین کس کا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ملک شام میں ہے، میں شام تک رہیں، ہمارا سوئ پیچھے پر گھر، اب اس آقا تو باپ نے سوال کیا اب تک کہاں تھا؟ میں نے باپ کو اپنا پرہیزگار بنا دیا اور یہ بتا دیا کہ مجھے نصرت کی کادری پند ہے اور ان کا دین ہمارا ہے دین سے بھتر ہے۔ باپ نے کہا بیٹا ایہ تم نے غلط سمجھا ان کا دین ٹھیک نہیں ہے۔ پکارا دین وہی ہے جو حیر اور حیر سے باپ دلائل کا دین ہے۔ میں نے کہا اٹھا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بدشاہان کا دین ہمارا ہے دین سے بھتر ہے۔

جب باپ نے میری گفتگو کی تو اسے لگا کہ ہوا ہواں دار سے کہیں میں ان سے نہ ہا ملوں مجھے مگر میں بند کر دیا اور باہر میں جڑی ڈال دی۔ میں نے اس قدر ہند کی حالت میں جو سائیں کو خیر بھیج دی کہ جب شام سے سو گرا آئیں تو مجھے خبر کرنا میں ان کے ساتھ تمہارے دین کے مرکز میں پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ کھانوں کے بعد یکوشائی تیار آ گئے انہوں نے مجھے خبر کر دی۔ جب وہاں تیرا دایا جانے لگتا تو میں نے جن باپ کاٹ ڈالیں وہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ جب میں ان کے ساتھ شام پہنچ گیا تو وہاں کے لوگوں سے کہا کہ بتا تمہارے یہاں جو سائیں میں سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ہا میں جاؤ اور وہاں کا جو پاپائے اعظم بدوی سب سے افضل ہے۔ میں گرا ہر گھر میں جا کا پچھا اور اس سے کہا میں تمہارا دین کو پسند کر چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تمہاری خدمت میں رہوں اور تعلیم حاصل کروں۔ اس نے کہا بہتر چہ نہ ہو۔ میں اس کے ساتھ رہنے لگا اور رہتے رہتے اس کے کچے پیٹے سے خوب واقف ہو گیا۔ اس تو بڑا بزرگ بڑا تھا۔ مگر تھا بڑا غریب آدمی لوگوں کو صدقہ خیرات کا علم دے گا اور وہ اس کے کہنے سے لوگ صدقات و خیرات لے کر آتے تو ان سب کو اپنے پاس جمع کر لیتا اور سگھنوں کو کچھ بھی دے دیتا جب سر کیا تو اس کے عقیدہ وہی کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ میں نے ان سے کہا کہ (اے دین) نہ کہ (ایہ) بڑا غریب آدمی تھا میںیں صدقہ کرنے کا علم دیتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقات و خیرات کی رقم جمع کر دیتے تھے تو کسی فقیر کو پانہ کسی سگھن کو، بلکہ اپنے ہی غرض میں بھرتا تھا تو کس نے کہا تمہیں کیا پانہ؟ میں نے کہا آؤ تمہیں اس کا خزانہ بتا دوں؟ یہی سر کر دیا میرے ساتھ ہو گئے، میں نے ان کو اس کا خزانہ دکھایا تو انہوں نے سوائے اور چاندی سے بھرے ہوئے سات منگے رکھے دیکھے۔ منگے دیکھ کر ان کو میری بات کا یقین آ گیا تو بڑے برہم ہوئے اور ان کے دلوں میں اس پادری کی ذرا بھی وقعت نہ رہی اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہمارے ہرگز دین نہ کریں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کی حق کو سولی پر چڑھا کر چرمد تے تے مار دیا۔

اس کے بعد اولیٰ کی ایک دوسرے شخص کو اسے لگے انہوں نے گرجا کا پادری بتا دیا دوسرا شخص اس پہلے شخص سے بہت افضل تھا اور ان بات بہت بد مذمت تھا مجھے اس سے محبت ہو گئی اور ایک عرصہ تک اس کے ساتھ گرا جا میں رہا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا کہ اب آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اور کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے علم میں اب کوئی شخص اصل دین تک پہنچے ہے سوائے ملاں صاحب کے جو شہر موصل میں ہے۔ یہی تم میں ہی کے پاس ہے جاؤ، چنانچہ میں موصل پہنچا اور اس شخص کو تلاش کیا جس کا نام پند تھا مجھے بتایا گیا تھا اب اس سے ملاقات ہو گئی تو میں نے اس کو اپنا قصہ بتایا اور ساتھ رکھ لینے کی درخواست کی اس نے درخواست منظور کر لی اور میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ یہ بھی اچھا آدمی تھا۔ جب اس کی موت آچکی تو میں نے کہا کہ آپ کا میرے مصلحت کیا ارشاد ہے؟ بتایا اب کس کے پاس جاؤں؟ اس نے کہا کہ شہر نصیحت میں فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ میں نے نصیحت کا سفر کیا اور اس شخص کو احوال دیا جس کے پاس بھیجا گیا تھا اس کو میں نے اپنا قصہ بتایا اور ساتھ رکھ لینے کی درخواست کی۔ اس نے مجھے ساتھ رکھ لیا۔ یہ بھی اچھا آدمی تھا مگر دنیا داری زندگی، ہیئت کے لئے کسی کو بھی نہیں ملی۔ وہ شخص بھی مرنے لگا تو میں نے کہا اب

میرے لئے کیا اور شام ہے؟ تاکہ اب کہاں جاؤں؟ اس نے جواب دیا کہ اب تم فوراً بائیں لٹاؤ تمھیں کے پاس پہلے وہ چنانچہ میں اس کے پاس پہنچا اور ساتھ رہنے کی درخواست کی اس نے مجھے اپنے ساتھ رکھا اب بھی اچھا آدمی تھا۔ فوراً بائیں کے دروازے قیام میں سے کمانے کا جھنڈا کر لیا اور میرے پاس گئے اور کہا کہ اس کی بی بی بھی ہو گئیں۔ جب اس فوراً پھارے پادری کو سوت لے آئے پھر اسی قسم سے اس سے کہا تاکہ میں اب کہاں جاؤں؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ اسے جنا اللہ کی قسم اب میرے علم میں کوئی بھی ایسا شخص ہے جو ہمارے دین پر پادری طرح پابند ہو اب تمہیں کس کے پاس بھیجوں؟ اس پر اب قہرینی آفریقا میں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کروں کے تحریف لائے گا زائد قریب ہے۔ وہ وہی ادا اللہ لے کر آئیں گے۔ عرب سے ظاہر ہوں گے وہ اپنے شیر کو بھرت کریں گے جس کے دونوں طرف ٹکڑی زمین ہوگی اور جہاں جگہوں کے باغ ہوں گے۔ ان کی ایک نشتانی یہ بھی ہے کہ وہ یہ کھائیں گے اور صدقہ لکھائیں گے اور یہ نشتانی بھی ہے کہ ان کے دونوں سونفوں کے درمیان ہر نوبت ہوگی اب اگر تم سے ہو سکے تو عرب چل جاؤ کہ کہ پادری بھی دنیا سے سوداوار میں عرب پہنچنے کی تدبیر سوچنے میں لگا دو۔ جی کہ قبیلہ کی کلب کے کچھ لوگ فوراً پہنچ گئے جو عرب سے تجارت کے لئے آئے تھے ان سے میں نے کہا کہ اب تم جہاں کر سکتے ہو کہ مجھے اپنے ساتھ عرب لے چلو اور اس احسان کے بدلہ میں یہ بکریاں لوگاؤں میں لے لو اس بات کا کہ انہوں نے حضور کر لیا اور مجھے ساتھ لے کر چل دیئے۔ میں نے اپنی بکریاں اور گاؤں ان کو سونپ دیئے وہ مجھے دعویٰ مٹری لے گئے (جو عرب ہی کا علاقہ ہے) مگر انہوں نے میرے ساتھ خدا کی الی اور مجھے اپنے تمام ظاہر کر کے فروخت کر دیا جس شخص کے ہاتھ مجھے چاہا اس نے مجھے دینے کا ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جو قبیلہ کی قریش میں سے تھا وہ مجھے دینے کے کیا نہ دے کہ دیکھتے ہی میں کچھ کہا کہ کس یہودی شہر ہے جہاں میری اصل مردہ حاصل ہوگی۔ کیونکہ یہاں جگہوں کے باغ بھی ہیں اور شہر کے دونوں طرف ٹکڑی زمین بھی ہے۔

میں دینے میں اپنے آقا کے کام میں لگا رہا اور اسی اثنا میں سید عالم ﷺ کو سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ لے آئے۔ ایک روز میں ایک درخت پر اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ اس کا چڑا بھاٹی آیا اور کہنے لگا کہ خضابی قیل کو کھات کرے (یعنی قیل سے خضار ہوا ہے) ابھی ابھی میں ان کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص کے اندر گردہ بیچ جس کو کہتے تھے آجے اور اپنے کو بی بی بتاتا ہے۔ یہ سننے ہی مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور بے ہوش کا سا عالم ہو گیا۔ جی کہ میں درخت سے گرنے کے قریب ہو گیا۔ بی بی قیل سے ساتھ میں درخت سے اتر کر اپنے آقا کے پاس جا کر ادا دوا اور اس سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اس نے میرے منہ پر ایک ٹھنڈا ٹھنڈا کر دیا اور کہنے لگا کہ اچھا تو اپنا کام کر تجھے ان باتوں سے کیا غرض؟ چنانچہ میں انہیں دوا اور اپنے کام میں لگ گیا میرے دل میں بے چینی اور اضطراب قہر میں نے مجھے مجبور کر دیا کہ کبھی جو بات جی میں کی حقیقت معلوم کر دل اور جس شخص کو میرے آقا کے چڑا بھاٹی نے مدعی نوبت بتایا ہے اس کو کس کر دیکھوں اور اس کی نوبت کو ان نشتانوں کے ذریعہ جانوں جو فوراً ہارے پادری نے بتائی تھیں چنانچہ جب شام ہو گئی اور مجھے کام سے فرصت ملی تو میں ایک ٹھون میں تازہ بکھریں لے کر سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ قابض خریبہ رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا یہ صدقہ ہے جو آپ کے ساتھیوں کے لئے لایا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میرے سامنے سے اٹھ لو کیونکہ ہم (یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) صدقہ نہیں کھاتے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا (انہوں کے لئے صدقہ حلال تھا) کہ تم کھاؤ چنانچہ صحابہ نے کھا لیا اور آپ ہاتھ دھو کے ہوئے بیٹھ رہے۔ یہ اجزاء کچ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک نشتانی تو میں نے دیکھی اس کے بعد میں چل گیا اور پھر ساتھ پا کر کچھ بکھریں بیچ کر لے آیا اس وقت آپ قہار دہان ہو کر مدینہ میں شہر خریف لے جا چکے تھے میں نے عرض کیا یہ وہ ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں یہ سن کر آپ نے اس میں سے کھا لیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری نشتانی

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ ﷺ کے اوصاف میں سے ہیں۔..... نبی مکی ﷺ کی دوسری صفت بیان کرتا ہے جو ہے ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَوْصِيكَ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَيْهِ عَنِ الْمُنْكَرِ (وہ اپنا جانوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں)۔

رسول ﷺ نے اس فریضہ کو بھی پوری طرح انجام دیا اور آپ کے بعد آپ کے طلباء علماء صحابہ کرام علیہ السلام نے قرآن و سنت سے اور بڑی بڑی شخصیتوں کے سفارشی مشفقین ائمہ کرام فریضہ کی دعا میں آپ کی نیابت کی ذمہ داری کو چرما کیا یا حدیث شریفہ کا ملاحظہ کیا یا ہے تو معروف اور منکر کی حقیقت پر پوری طرح معلوم ہو جائیں معصومات پر عمل کرنے کے فضائل اور اجر ثواب اور معصات کی دہلیز پر ہر برس کاموں کی سرگرمی کی تفصیل معلوم ہو جائے گی۔

معصات کی تفصیل کسی قدر ہم نے آیت کریمہ لَا تَخْشَوْا شَيْئًا كَرِهَ اللَّهُ خِشْيَةَ اللَّهِ فَتُخْشَوْنَ کے ذیل میں لکھ دی ہیں۔

رسول ﷺ مکمل طہیات اور محرم شبائست میں ہیں۔..... انھیں صرف ﷺ کی تیسری صفت میں بیان فرمائی اور انھیں لَهُمُ الْعَظِيمَةُ و يَعْرِفُ غَلْبَهُمُ الْغُلْبَتُ۔

(کہ نبی اعلیٰ علیہ السلام کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور نصیحت چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں) اس میں اہمائی طور پر حلال و حرام چیزوں کو بیان فرمایا۔ پاکیزہ چیزیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے جو حلال ہیں اور نصیحت و گندہ چیزیں حرام ان کی تفصیلات بہت ہیں جس شخص کا ذہن کچھ نہ ہو عقلی طور پر ان چیزوں کو پاکیزہ سمجھتا ہے جو حلال قرار دی گئی ہیں اور ان چیزوں کو گندہ اور نصیحت سمجھتا ہے جو شریعت اسلام میں حرام قرار دی گئی ہیں۔ لہٰذا نبی صبریٰ سرانکل کی طرف ملاحظہ ہے اس میں بتایا کہ بعض پاکیزہ چیزیں جو ان کی شریعت میں حرام تھیں (جن کا بیان سورۃ النور کی آیت لَيْسَ لَكُمْ أَنْ يَحْكُمَ عَلَى شَيْءٍ میں فرمایا) ان کے لئے حلال ہو جائیں گی اسلام قبول کر لیں تو شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا حق اختیار کرنے کی وجہ سے ان پاکیزہ چیزوں کو بھی استعمال کر لیں گے جو ان کی شریعت میں حرام قرار سے ہی گئی تھیں۔ نبی اعلیٰ علیہ السلام کا جارا کرنے سے جہاں رواج دیتا ہے وہاں نصیب ہو گیا وہاں پاکیزہ چیزوں کے استعمال سے بھی بہرہ ور ہوں گے۔ شریعت اسلام میں جن جانوروں کا کھانا حلال بتایا ہے سب جانتے ہیں کہ وہ پاکیزہ چیزیں ہیں پھر ان میں یہ شرط لگادی ہے کہ انہما کام سے کر دینا کے گھگھے ہوں۔ خون نکل گیا ہو، جانور مرنے والا ہو۔ یہ سب شرطیں اسی لئے لگائی گئی ہیں کہ پاکیزہ چیز کھائیں۔ غزیر، مردہ جانور، خون، شرب اور ان جانوروں کو حرام قرار دیا گیا ہے جو غیر اہل اسلام کے کرنا کے گھگھے ہوں کیونکہ یہ سب نصیحت اور ناپاک ہیں بخلاف جانور جو مردہ ہے جس ان کے کھانے سے بھی منع فرمایا جیسے شیر، بچہ، آکھ، بلی، انگرہ، میوہ یا کچھ ان کے کھانے سے انسانوں میں درد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہیں۔

یاد رہے کہ یہاں ان لوگوں کا ذکر نہیں جن کی طبیعتیں اصل انسانی انسانی طبع کو چھوڑ چکی ہیں اور وہ بلا ہر چیز کھاتے ہیں اور کوئی بھی چیز ان کے نزدیک نصیحت نہیں ہے۔ جیسے چاکا، کدو، کدہ، کدہ کی بھی چیز کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

منکرین حدیث کی تردید۔..... دور حاضر میں انکار حدیث کا فتنہ بھی اٹھا ہوا ہے یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی حدیث ماننے کو تیار نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وحی سے اس آیت میں انھیں يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَوْصِيكَ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَيْهِ عَنِ الْمُنْكَرِ فرمادیا ہے اور حرام قرار دینے والا بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ عہد دیا کہ آپ کی زبان سہلک سے جس چیز کی حلت کا اعلان ہو گیا وہ حلال اور جس کو آپ نے حرام قرار دیا وہ حرام ہے۔ لیکن منکرین حدیث کو یہ گوارا نہیں کہ ان کو خداوند تعالیٰ نے یہ امتزاج ہے کہ رسول ﷺ کو صرف پچھلی رسالت (ذاکرہ) کا عہدہ کیوں نہیں دیا؟ اس سے

جو کہ اس کی حیثیت کیوں یہ سالی؟ آپ کے ذمہ قرآن کی تعلیم و تشریح کیوں کی؟ آپ کو ترجمہ و تفسیر کا اختیار دیوں یا نہیں؟ میں اپنے نبیوں میں قرآن کے سامنے ہر جانتے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت کے شرعی مسلمانوں کو مقرر فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ کے دین میں وہ احکام نہیں جو پوچھ ہوں سیدنا محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی جو بھی سنت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَيُضِيعُ عَلَيْهِمْ الْبُصْرَةَ وَالْأَلْهَالَ أَلَيْسَ كَقَوْلِكَ عَلَيْهِمْ۔

(کہ وہ ان سے جتنی اہل کتاب سے وہ احکام بتاتے ہیں انہوں کے لئے بوجھ تھے اور طوق بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ فرمادیا، میں (اللہ) اس کے ساتھ تمام شریعتیں آپ کے تصرف لانے پر منسوخ ہو گئیں۔ جو بھی کوئی شخص آپ کے دین کو قبول کرے گا وہ ان سب بہتوں اور سالکوں سے قطع ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری شریعت میں اپنے آخری نبی کے ارشاد پر اہل اسلام کے لئے بھیجی ہیں اور اس سمت کو تکتیوں لڑائی ہے کہ یوں دعا کریں وَمَا لَاقِلْعَمَلٍ غَلِيظًا بَصُرًا كَمَا حَفَلَتْ عَلَى الظَّالِمِينَ مِنَ الْقِلَابِ وَمَا لَاقِلْعَمَلٍ غَلِيظًا۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے دعا قبول فرمائی اور آسان شریعت عطا فرمادی۔ یہودیوں کے لئے جو سخت احکام مقرر فرمائے گئے تھے وہ اس شریعت میں نہیں ہیں اور انصاری نے رہبانیت اختیار کر لی تھی جنگوں میں رہتے تھے اپنے دشمنوں کو تکلیف دیتے تھے کھانے پینے میں ممد و جوار سے بچتے تھے وہ سب بھاری شریعت میں نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے غصوں پر سختی نہ کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی فرمائے گا۔ کیونکہ جو لوگوں نے اپنے غصوں پر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی فرمائی۔ بیان لوگوں کی بھائی ہیں جو نصلائی کے گرجا گھر میں اور یہودیوں کے عبادت خانوں میں ہادی ہو گئے ہیں۔ (مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۳)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہودیت اور نصرانیت دے کر نہیں بھیجا کہ ہوں۔ لیکن میں یہاں آئے دے کر بھیجا گیا ہوں جو گمراہی سے بھاڑا ہے اور اس پر عمل کرنا آسان ہے۔ (مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۳)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ الفیض فیفسد (کہ میں آسان ہے) اس کے احکام پر ہر شخص عمل کر سکتا ہے اس میں مضہروں کی رعایت رکھی گئی ہے اور کوئی ایسا حکم نہیں جو طاقت سے باہر ہو یا آسانی کی وجہ سے عبادت میں مشقت افتاد ہو بداشت نہ ہو مثلاً راتوں رات عبادت کرنا اور ناز و نکرنا اس سے منع فرمایا۔

تین صحابہوں کا ایک واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین شخص رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے پاس حاضر ہوئے یہ ایک آنحضرت سرور عالم ﷺ کی عبادت کا خانگی حال دریافت کر رہے تھے جب انہیں بتادیا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہنے لگے کہ کم کیا ان اور رسول اللہ ﷺ کہاں؟ آپ کو اللہ نے سب کو بخش دیا (یعنی تو زیادہ محنت کی ضرورت ہے) لہذا ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو بہت راتوں رات نماز پڑھوں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں روزانہ روزہ رکھوں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے مجھدہ رہوں گا کسی بھی ایسا حکم نہیں کروں گا۔ یہ تین سوچ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ جو چیزیں نے یہاں لایا کہنا بھرا اللہ کی قسم میں تم میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور سب سے جدا کر پیر ہو گا رہوں لیکن میں نے بھی ارادہ سے رکھا ہوں اور بے روزہ بھی ہوتا ہوں اور (رات کو) نماز پڑھتا ہوں سوا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں سو جس شخص نے میرے طریقے سے عرض کیلئے مجھ سے نہیں۔ (رواہ ابی داؤد)

یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور محبت والے ہیں ان لوگوں کا دعویٰ مراد خدا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ أَحِبَّ إِلَيْهِ وَالِدُهُ وَوَلَدُهُ وَالنَّاسُ أَجْمَعُونَ

(تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اس کی عورت اور سب لوگوں سے زیادہ کر محبوب نہ ہو جائوں) (روایتی شریعت اور)

آپ ﷺ سے ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ أَحِبَّ إِلَيْهَا حَبْلُ مَد۔

(تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ اس کی خواہش اس کے مطابق نہ ہو جائے جس کو میں نے کر آیا ہوں۔) (روایتی شریعت اور)

جب رسول اللہ ﷺ اپنے میں تشریف رکھتے تھے اس وقت مجلس میں بیٹھنے اور بات کرنے میں حاضرین کو آپ ﷺ پر تعظیم کا احوال رکھنا ضروری تھا۔ اسی کوئی نے فرمایا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ (کہ اپنی آوازیں بلند نہ کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ تمہاری بیانی فرماؤ)

وَلَا تَخْضَعُوا بِاللُّغْوٰلِ لَكُمْ فَقَضٰهُمُ لَفْصِ اِنْ تَخِطُ الْمَسٰلِكُمْ وَالسَّمٰوٰتِ لَا تَنْفَرُوْنَ

(اور آپ سے بات کرنے میں اونچی آواز نہ نکالو جیسا کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بلند آواز سے بات کرتے ہو، کہ تمہارے اہل دل خط ہو جائیں اور تمہیں پتہ نہ لگے ہو۔)

آیت ہدایت گرامر میں ہے اور میں ارشاد فرمایا لَا تَخْفَعُوا أَوْعَالَ الْفُرُوقِ بَيْنَكُمْ كَذٰلِكَ يَغْضَبُكُمُ بَعْضًا

(تم اپنے درمیان رسول کا واسطہ نہ کرنا کہ جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بات کرتے ہو۔)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت سرورِ عالم کو بہت زیادہ کرامات کرتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اس طرح بیٹھتے تھے کہ جیسے ان کے سروں پر پردے ہیں۔ آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے نہیں کہتے تھے اور آپ سے توجہ و رفاقت کرتے تو آپ کے ساتھ معلوم کرتے تھے آپ حضور ﷺ کو سنبھال کر اپنی بیانی نہیں کرنے دیتے تھے بلکہ اسے صحبت کر اپنے امتداد سے لے جیتے تھے اور بہت زیادہ آپ سے قریبی آتے تھے۔

صحابہ حبیب کے ساتھ بہت قریبی نے عروہ بن مسعود کا بطور نمائندہ گفتگو کرنے کے لئے مجھ کو اس نے قریبی کو اپنی جاکر بتایا کہ وہ مجھ کو شافعی کسری کے پاس لگے کیا ہیں اور سرورِ عالم البصر کے پاس لگے کیا ہیں اور شافعی جوشہ ثقی کے پاس لگے کیا ہیں قسم بخدا میں نے کسی لگے ہوا اپنے لوگوں میں ایسا معلوم نہ کر نہیں کیا جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ (ﷺ) آپسے اس میں معلوم نہ کر سکا ہے۔ آخر جنگ کا موقع آیا تو یہ لوگ بھی لگے نہیں پھرتوں کے (روایتی شریعت اور)۔

دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد..... حضرت سرورِ عالم ﷺ کے دیاتے تشریف لے جانے کے بعد بھی تعظیم و محترم کا رتہ وہاں جب ہے اور وہاں ہے کہ آپ کی خدمت کو آپ سے نہ آپ کے طریقہ کا اتباع کرتے آپ کا ہم راہی آپ سے لے کر آپ کا ذکر خود کرتے یا دوسرے سے فتور درآج۔ اے آپ کے دل اور اولاد و جان اور حضرات صحابہ کی عزت کرتے ان کے نام آپ سے سے اور انہیں رضی اللہ عنہم کی دعا سے یاد کرتے آپ ﷺ نے جو حکام اپنے لیے ہیں ان پر رضا اور طبیعت کے ساتھ قائل ہیں اور۔

تَنْصُرُوْهُ كَمَا مَطْلَب..... آمین تشریف میں وعز و زوالہ کے بعد و تَنْصُرُوْهُ فرمایا جس میں اہل ایمان کی ایک پہ صفت ایمان قریبی کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ یہ لوگ آپ کے دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کے دین کو

تقریباً پانچ سو ہیں اور انہی کو شیعوں سے اربعہ دین و احادیث میں گنہگار ہے۔ یہ صفت بھی صفات اربعہ میں سے ہے جو بھی کوئی مسلمان ہو جہاں کہیں بھی ہو اور دین اسلام کو بچانے اور پھیلانے اور نہ تو کھینچنے کے لئے اور نہ بے جا اور غلطی طور پر اس کام میں لگے۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو نور کا نازل ہوا اس کا اربعہ کرنا لازم ہے..... پھر فرمایا **وَأَقْبِلُوا السُّورَةَ الَّتِي تَقُولُ مَغْفِرَةً** (اور اس نور کا اربعہ کیا جہاں کے ساتھ اتارا گیا)

اللہ سے قرآن مجید اس حدیث میں کا اور سب سے زیادہ ہے۔ پہلے یہ بخیر عن الرسول البقی الاصلیٰ فرمایا۔ یہ اس موقع پر
 بالمشغور وہ وقت تھا کہ عن المشکور وجعل لهم الطیبات ونحوہ علیہم الخبیثات فرمایا کہ کامرہ بن یزید فرمایا۔ پھر اہل ایمان
 کی صفات میں وصوفہ اللہ تعالیٰ قول معذ فرمایا کہ قرآن مجید میں مل کر کے کاظم فرمایا۔

حدیث نبوی ﷺ حجت شرعیہ ہے..... آیات شریفہ کے چارے مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ دونوں کا اہتمام لازم ہے اور جس طرح قرآن کریم حجت شرعیہ ہے حدیث نبوی بھی حجت شرعیہ ہے۔ مستشرقین یہودیہ و نصاریٰ سے متاثر ہو کر بعض بڑے کلمے جاسٹ بھی یوں کہتے ہوئے کہ حدیث حجت نہیں ہے۔ ان لوگوں کا یہ قول بالکل ہے۔

[illegible]

قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

آپ فرمائیے کہ یہ کون ہے جس نے تم سب کی طرف اللہ کا دہلی ہوا۔ جس نے اسے اڑھائی سو تہائیوں کی ہر دھیمے کی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ - فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الْحَمِيمِ الَّذِي يُلَاقِي

اس کے ساتھ کوئی مفید چیز وہ ذرا کچھ ہے اور سب سے بڑا - ۱۰ اسیاں ۱۵ اے ہے۔ اس کے دھول کی R کی آبی ہے۔ R میں اس کے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ۖ ﴿٢٠﴾

۱۔ پندرہویں کے لکھنے پر سب سے پہلے ۱۲۹۷ لکھ کر دے کہ تم جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم اور آپ کی بعثت عامہ کا اعلان

اس آیت کریمہ میں نبی الہی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ کی بعثت کا مساکہ ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ آپ تمام انسانوں کو خطاب کر کے فرمادیں کہ بلاشبہ مجھے اللہ نے تم سب کی طرف بھیجا ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ وہ ہے جو انہماں اور زمین کا بادشاہ ہے اس میں جو کچھ ہے سب اللہ کی حقوق کا ملوک ہے تم سب بھی اللہ کی حقوق کا ملوک ہو۔ اس کے ملک سے اور اس کی ملکیت سے کھینچ کر نہیں ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور موت سے بھی بچتا ہے اور موت سے بھی زندہ اس پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعمید لے کر۔ یہ رسول اللہ کا ہی ہے جو

ای ہے یعنی اس نے کسی انسان سے نہیں جو عاصہ و نود بھی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور ان کے گناہات پر یقین اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے لہذا اس کا جناح گودتا کہ جائے پا جاوے۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت عاصہ کا دیگر موضوع میں بھی قرآن مجید میں تذکرہ فرمایا ہے سورہ سبا میں فرمایا:

وَمَا أَزِلْ مُنْذِرَاتٍ أَلَّا تَكْفُرُوا لِلْإِنْسَانِ نَبِيًّا وَتَلْفُتُوا وَلَكِنَّ الْكَافِرَ الْإِنْسَانُ لَا يَعْلَمُونَ۔

(اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رہا سے انسانوں کے لئے تیرہ دفعہ پرہیزگار لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔)

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ شانہ نے خصوصاً امتیازات اور فضائل عطا فرمائے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی بعثت عام ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔

(۱) دعب کے ذریعے میری دعا کی گئی۔ ایک ماہ کی مسافت تک دشمن مجھ سے ڈرتے ہیں۔

(۲) میری زمین میرے لئے عہدہ و گاوہ و پاک کرنے والی عداوی گئی (کہ مسجد کے عاصہ و نود بھی ہر پاک جگہ نماز ہو جاتی ہے، اپنی نہ ہونے کی صورت میں حج سے حدیث اسفر اور حدیث اکبر اور ہو جاتے ہیں) سو میری امت کے جس شخص کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لے۔

(۳) میرے لئے قسمت کے مال حلال کر دئے گئے اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کئے گئے۔

(۴) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی (یعنی شفاعت کرنی جو قیامت کے دن ساری مخلوق کے لئے ہوگی)

(۵) اور مجھ سے پہلے نبی خاص کر اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں عظیم انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

(امام بخاری ص ۳۸۸ جلد ۱)

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي مَحْمُودٌ بِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَمِ يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُولَدْ بِاللَّهِ أَوْ سَلَّمَ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّارِ (امام مسلمی کتاب الامان)

(قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اس امت میں جس کی کوئی میری بعثت کا علم ہو خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی ہو اور وہ اس حالت میں مر جائے کہ جو دین لے کر بھیجا گیا ہوں اس کو نہ مانا تو وہ ضرور دروغ دانوں میں سے ہوگا)

چنانچہ آپ کی بعثت عاصہ ہے اس لئے ہر فرد بشر کے لئے آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ آپ کا ارمان بیکارے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی عبادت کرتا ہو اس کو وَالْخِشْيَةُ لِقُلُوبِهِمْ لَيْسَتْ لَهُمْ فِيهَا نَبِيٌّ (اس نبی کا جناح کر ان کا جناح کر دے کہ تو عبادت پر رہو گے) اور عبادت اللہ کے یہاں مستحضر ہے وہ خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ﷺ) کے جناح میں سرگذا۔ اور منحصر ہے اس سے وحدت ادیان کے نظریہ کی بھی تردید ہوگی۔ جو لوگ اپنی جہالت سے یوں کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اور کسی بھی طریقہ اور دین کے مطابق اللہ کی عبادت کر لے اس کی اہمیت ہو جائے گی۔ (امیانتہ باللہ) یہ ان لوگوں کی گمراہی کی بات ہے۔ شیطان انسان کو خدا کا منکر دکھانا چاہتا ہے اور اگر کوئی شخص اللہ کو مان لے اور اللہ کے دین پر آ جاوے تو اسے انکی باتیں سمجھا تا ہے جن کی وجہ سے وہ اس دین پر نہ آنکھ کھاتا ہے اس مستحضر ہے۔ وہ اپنے خیال میں دھڑکی مگر ر ہے اور غیبی بھی رہے اور بھرا طرے میں اہمیت نہ پائے اور ختم میں جاوے یہ شیطان کی خواہش واقعی ہے۔

(سورۃ الاحزاب ص ۲۰۹)

سینچر کے دن نہ چاہتی کرتے والوں کو بندر بنادیا گیا جس کا ذکر یہاں سورۃ احزاب میں بھی ہو۔ سورۃ بقرہ میں بھی گنہگار چکا ہے۔

(خوارزمی ص ۲۰۹)

جس پہنچی کے رہنے والے جیل باز یہودیوں کا قصہ اوپر مذکور ہوا اس کے بارے میں ملائکہ کبیر نے کی قول نقل کئے ہیں۔ اہل جیل۔ عرصہ ۳۰۰ سال۔ یعنی ۲۰۰ سال۔ انھیں طور پر پکڑ لیا گیا تھا۔ عبرت حاصل کرنے کے لئے انھیں کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

یعنی اسرائیل پر دنیا میں عذاب آجائے گا۔ یعنی اسرائیل اپنی حرکتوں کی وجہ سے بندہ بنائے گئے ہیں اس وقت ہوا اس کے بعد ان پر بار بار ایسے لوگوں کا تسلط ہوا ان کو تکلیف دیتے رہے اور یہودی بری بری تکلیفوں میں مبتلا ہوتے رہے اس کو واؤ فسلفی و ثبات لیغش علیہم (الافیدہ) میں بیان فرمایا ہے۔ تاریخاً ثابت ہے کہ یہودیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ سے بحر اقصیٰ مصر کے ذریعہ جو کان کنی برپا ہوئی ہے۔ اور اپنی آخر کار میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت لاریہ اعمش عمر بن الخطابؓ کے ہاتھوں جو ان کی اہانت ہوئی تاریخاً ان اس سے ناواقف نہیں ہیں۔ حضرت فاروقی اقصمؓ کے بعد بھی دنیا میں مقبوری رہے اہل اور خودی کے ساتھ دھوکہ دیا جس کی بدولت وہ گھر سے رہے پچاس سال پہلے یازہویں نے جو ان کا قتل عام کیا تھا تاریخاً کھاتہ کرنے والے اس سے واقف ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھوں بھی یہودیوں سے ہاٹ گئے۔ وہ دہائی لگتی کریں گے اور اہل وقت دہائی کے ساتویں کی برپا ہوئی۔ دنیا کی قریب قریب تمام آبادیوں کے ساتھ ہوا کہیں کی بھی میں یہودی بھی ہوں گے۔ حضرت شیخ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کا کہا کہ ان کے ساتویں میں سے ستر ہزار یہودی دہائی کا ہاتھ کریں گے جو چاروں میں دھوکہ دے ہوں گے۔ (صحیح مسلم ص ۲۰۹)

چونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام میں شام میں دہائی لگتی کریں گے اور ان کے ساتویں سے وہیں سفر کرنا کہ اس لئے عمری طور پر دنیا میں سے لپٹے رہنے کے علاقے چھوڑ چھوڑ کر یہودی شام کے علاقہ میں جمع ہو رہے ہیں اور ان کی جھوٹی حکومت جو نصاریٰ کے مل بوتے پر قائم ہے وہ ان کے ایک چکر چلنے ہوئے کا سبب بن گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوئی جب تک کہ مسلمان یہودیوں سے اہل نہ کریں مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ کوئی یہودی بھی ہجر یا دولت کے پیچھے چھپ جائے گا تو دولت یا ہجر کیا کہ اسے مسلمان اہل کے ہنہ سے یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے قتل کرے اہل فرقت کا درست بیان کرے گا کیونکہ وہ یہودی ہیں کہ ان قتل میں سے ہے۔ (رواہ مسلم ص ۲۰۹ جلد ۲)

وَقَطَّعْنَهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِّنْهُمْ الضَّالُّونَ وَمِنْهُمْ ذُؤُنْ ذٰلِكَ وَبَكُونًا بِالْحَسَنَةِ

اور ہم نے انھیں میں کی جھوٹی حکومتیں کر دیں۔ ان میں ایک اہل تھے۔ ان میں دوسری طرف سے لے لی گئی تھی اور ہم نے ان کو اہل تھے اور ان کے اہل

وَالنَّبَاتِ أَلْفَنُمْ يَرْجَعُونَ ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ

انہیں تاکہ ان کی جائیں۔ پھر ان کے بعد ایسے اہل آئے جو کتاب کے وارث بنے جو ان کو لیا جی کے

عَرَضَ هَذَا الْأَدْنَى وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُ الَّذِي

ہم نے اسے دیا ہے اور کہتے ہیں کہ غریب ہماری مغفرت کر دی جائے گی اور اگر ان کے پاس ایسی چیزیں آجائیں تو اسے لے لیتے ہیں

أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ

کہ ان سے کتاب لایا گیا کہ ان کی طرف حق کے سوا کسی بات کی نسبت نہ کہو اور انہوں نے اس کو چاہا کہ وہ کتاب میں سے

وَالذَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَحْقُقُونَ ۖ أَلَمْ تَعْلَمُوا ۖ وَالَّذِينَ يَمَسُكُونَ بِالْكِتَابِ

اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو راستہ میں کہا حق لکھ لیں۔ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ وہ کتاب کو پکارتے ہیں

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ إِنَّا لَا نَضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۖ وَإِذْ تَقَرَّرْنَا الْجَبَلَ فَوَاقِهِمْ كَانَتْ

اور انہیں قائم کرتے ہیں یہ ایک صلہ کرنے والوں کا ثواب اللہ تعالیٰ ان کو دے گا اور جب ہم نے ان کو اکٹھا دیا پھر گواہ کہ وہ سچے ہیں

ظُلُمَةٌ ۖ وَظَلَمُوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۖ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ ۖ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اور انہوں نے جھوٹ کر لیا کہ ان پر گرتے ہوئے ہے ہم نے تمہیں دیا معلولی کے ساتھ پکارا اور اس میں جو کچھ ہے یاد رکھو تاکہ تم کوئی گمراہ نہ ہو۔

بنی اسرائیل کی آزمائش اور ان کی حب دنیا کا صل

ان آیات میں اول تو یہودیوں کے اس حال کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں مستقر فرمایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے خود سے تمہارے تمہارے یہاں بیکوہاں سکونت اختیار کرتے تھے۔ ان کی جمیعت اور جماعت مستقر رہی۔ انجا جمیعت جو اللہ کا انعام ہے اس سے محروم ہے۔ پھر فرمایا مِنْهُمْ الظَّالِمُونَ (ان میں مکار لوگ تھے) وَمِنْهُمْ فَاسِقُونَ (اور ان میں مکار لوگ دوسری طرح کے یعنی برے لوگ تھے) انہیں لوگ تو یہودیت اور انجیل پر قائم رہے اور پھر اللہ کے مٹری رسول ﷺ اور ان کی کتاب پر ایمان لائے اور بے لوگ شریعت نہ گھر پر بند ہے اور اپنے اس شریعتی کے حواج کی وجہ سے آخر ان کو ایمان نہ ملا پرایہ نہ ملا۔ وَنَسُوا نِعْمَتَنَا بِالنَّبِيِّينَ وَالَّذِينَ هُمْ يَرْجُونَ۔

(اور ہم نے ان کی آزمائش کی انہیں ان لوگوں میں بھی رکھا جو بد حالوں میں بھی تاکہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کے دے دیے بھی امتحان ہوتا ہے اور بد حالی کے ذریعے بھی رکھا اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہر حال میں رجوع کرتے ہیں اور آزمائش میں کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن یہودیوں نے بیکھاڑ ڈالیا ہر طرح کے امتحان میں ناکام ہوئے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ خَلْفٌ (الایم) پھر ان میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جو باخلف تھے۔ ان لوگوں کا طریقہ تھا کہ اللہ کی کتاب کے وارث تو ہیں مگر جی تو ان سے پہلے تھے ان سے کتاب تو بد حالی لیکن اس کتاب کو انہوں نے تقیر دنیا کے حاصل کرنے کے کارہی صلا کیا اور وہ بھی اس طرح سے کہ اللہ کی کتاب میں اول بدل کرتے تھے اور سوال کرنے والے کی مرضی کے مطابق مسئلہ بنا دیتے تھے۔ اس طرح سے اس سے بدل جاتا تھا۔ جب دل میں لکھا سناں ہوتا اور اس بات کی نہیں ہوتی کہ اس طرح پر دینا حاصل کر لی تو انہیں کہہ کر اپنے ضمیر کو مطمئن کر لیتے تھے مِنْهُمْ قَوْمٌ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراموش) کہ اللہ پر تکذیبی اور اصل تو یہ ہیں کہ انہیں اس لئے اپنی حرکت سے باز نہیں آتے تھے مِنْهُمْ قَوْمٌ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراموش) کہ اللہ پر تکذیبی اور اصل تو یہ ہیں کہ انہیں اس لئے اپنی حرکت تو ان کا فرمانی کا حواج ہوتا ہے وہ سچے دل سے توبہ تو نہیں کرتے گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اور میں کہتے رہے ہیں کہ اللہ معاف فرمائے وہاں ہے

پہل کی تو بہ تو بہ رہی گھونٹ گھونٹ پر

سو بولیں چڑھا کر بھی ہوشیار ہی رہا

امت محمدیہ صلوات اللہ علیہ میں بھی ایسے افراد کثیر تھے جن میں جو برابر گواہ کرتے چلے جاتے ہیں، خاص کر وہ لوگ جنہیں حرام کو نہ سمجھ سکتے تھے، عادت ہے۔ کبھی ذرا سا گنہ کا خیال آتا ہے تو انکھیں کھارے کے برابر گنہ میں قرتی کرتے چلے جاتے ہیں۔ پہل ایمان کا طریقہ نہیں۔ اہل ایمان تو اللہ کے حضور میں پہل سے تو بہ کرتے ہیں اور گناہ کا پھوڑا دیتے ہیں۔ اگر تو بہ کے بعد پھر گنہ ہو جائے تو پھر بھی تو بہ کر لیتے ہیں۔ تو بہ کا جو عالم یہ ہے کہ آنکھ نہ کرنے کا پتہ عہد ہو۔ جب یہ نہیں تو تو بہ بھی نہیں مانوس کا طریقہ یہ ہے کہ رات بھی، دن اور صبح بھی، رکے، غلہ اسید ہو، طوفانِ شیت نہ ہو، گنہوں کی بہتات ہو، یہ طریقہ کچھ نہیں۔ اسی کو حضرت عید اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ مومن اپنے گنہوں کو ایسا بھٹکتا ہے کہ جیسے کسی پیاز کے پیلے مینا ہے اور اس بہت سے ڈرتا ہے کہ اس کے ہر ذرہ نہ پڑے اور ڈر آوی اپنے گنہوں کو ایسا بھٹکتا ہے جیسے کسی ہاک پر بھی پھٹی ہو اور اس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے دفع کر دیا۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۰۹)

لَمْ يَأْخُذْ عَلَيْهِمْ بِنُفَاقِ الْكِتَابِ. (الأنعام)

کیا ان سے تو ریت شریف میں یہ مہم نہیں لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب نہ کریں گے جو حق نہ ہو؟ انہیں اس عہد کا سم بھی ہے اور ریت شریف کو چٹھے بھی ہے۔ جی۔ جانتے ہو جیسے اللہ کی کتاب میں قرآن کرتے ہیں اور عقیدہ اپنا لینے کے لئے اپنی طرف سے مسئلہ تیار کریں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عَدَاوَةِ الْبَشَرِ وَإِنَّهُ لَشَاظُنُ عَذَابٍ

(پھر کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عداوت خود ہی ہی قیمت حاصل کریں)

وَالْبَشَرُ أَزْوَاجٌ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَكْفُرُونَ (اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کو بدلہ اور ان لوگوں کی قوم سے پرہیز کرتے ہیں) یہ انہیں اس وقت کا بھی ہے۔ لیکن، انہوں نے کام کرتے ہیں اور ان قول نہیں کرتے اور گناہوں کو انہیں پھوڑا ہے۔

مُصَافِحِينَ كَإِذَا جُرِّعَ عَلَيْهِمْ خَمْرٌ پھر فرمایا وَالَّذِينَ يَحْتَبِطُونَ بِالْكِتَابِ وَالْقِسْطِ أُولَٰئِكَ يُنْفِخُ فِيهِمُ الرُّوحُ الْقُدُّوسُ وَأَنزَلَ فِيهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ أَكْرَامًا (اور جو لوگ کتاب کو شہولی سے پکڑتے ہیں اور لڑاؤ کا تم کرتے ہیں یہ ایک تمام اصلاح کرنے والوں کا جرح ضائع نہیں کرتے)

اس آیت میں ہم قانونِ جان فرمایا کہ جو شخص اللہ کی کتاب کو شہولی سے پکڑے گا یعنی اس پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر نہ دے گا۔ نہیں فرماتے گا کہ یہ طریقہ جان لیوا ہے یا نہیں فرمایا ہے جس میں انہو ختم کے بجائے انہو الفضل یعنی فرمایا۔ جس سے یہ واضح ہو گیا کہ کتاب اللہ کو شہولی سے پکڑنا جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ایمان کی بھی اصلاح ہو یعنی ایمان خاص اور خاص سے بری ہو اور وہ ایمان جو اللہ تعالیٰ کے یہاں مستقر ہے۔ اگر بعض دنیاوی تنظیمیں اسلام پر ایمان ہو اور بعض نہ ہو تو وہ ایمان اللہ کے یہاں مستقر نہیں ہے اور یہ نفسِ مصلح بھی نہیں ہذا مستحقِ اجر بھی نہیں، کتاب کو شہولی سے پکڑنے کے ساتھ لڑاؤ کا کام رکھنے کا بھی نہ کر فرمایا کیونکہ لڑاؤ ایمان کے بعد دوسرے بڑی عبادت ہے۔ معلوم ہوا کہ تمسک، کتاب کے ساتھ بالخصوص لڑاؤ کا کام کرنے کا اہتمام بھی لازم ہے۔ لہذا کو شہولی اور آداب کا لحاظ

عہد اَلْسُٹ ہر بَیْکُم کا ذکر

اس وقت شہر میں اس کی تحصیل ہوئی اور وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہادی خیران میں (جو عراق کے قریب ہے) حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا جو پہلی چھوٹی قومیں کی صورت میں تھے اور پشت در پشت ان کی نسل سے جو مخلوق پیدا ہونے والی تھی سب کو یہ طریقہ یاد رہا کہ ان کی وہی صورتیں بنائیں جو بعد میں عالم تصور میں پیدا ہونے والی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ لے لی تو کہ وہی اس کے بعد ان سے پیدا ہوا انہیں ان کے نظروں پر گواہ بنایا ان سے قرآن اَلْسُٹ ہر بَیْکُم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) ان سب سے کہہ "سُلسِلَہ" ہم کو ہی دیتے ہیں کہ واقعی آپ ہمارے رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سے یہ عہد اس لئے کیا کہ قیامت کے دن جس نہ کہنے لگو کہ تم تو اس قوم سے ہے پھر تمہیں کہنے لگو کہ اصل شرک تو ہمارے باپ داداؤں نے کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں تھے ان کے تابع ہو کر ہم نے بھی ان کے اعمال اختیار کرنے۔ سو کیا ان گناہوں کے فضل پر آپ ہمیں پاکت میں لاتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ شانہ نے تمام نسل آدم سے اس بات کا اقرار لے لیا کہ واقعی اللہ ہی ہمارا رب ہے انہوں نے اقرار کر لیا اور انی بنائیں جو گواہ بن گئے اس لئے قیامت کے دن کسی کے لئے کوئی جواز نہیں رہا اور اس بات کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ کوئی شخص قیامت سے منکر ہو کر وہ شرک کے اعمال اختیار کر کے ہیں کہنے لگے کہ مجھے تو کوئی پتہ نہ تھا۔ منکر وہ میں ہے کہ سب نے پہلی "کہہ کر اقرار کر لیا تو اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ میں تمہارے اوپر ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو گواہ بنا دوں گا اور تمہارے باپ آدم کو تم پر گواہ بنا دوں گا اور نہ تو کہ قیامت کے دن تمہیں کہنے لگو کہ ہمیں اس کا پتہ نہ تھا تم جان لو کہ جنگ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے سوا کوئی رب نہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا میں تمہاری طرف رسولوں کو بھیجوں گا جو تمہیں میرا عہد اور بیعت یاد دلانے کے اور تمہارے اوپر کتابیں نازل کر دیں گا اس پر سب نے کہا کہ جنگ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے معبود ہیں آپ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں اس موقع پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد لیا گیا (جو سورۃ الاحزاب کی آیت ۷۲ و ۷۳ احصا من الجبۃ من الجبۃ من الجبۃ ومن لوط ومن ابرہیم ومن اسمعیل ومن اسمعیل ومن اسمعیل ومن اسمعیل) میں مذکور ہے)۔

ذکر ہوا کہ یہ مکتوبات (صفحہ ۴۴ جلد ۱) میں منکر وہ کے لفظ کی ہے اس سے یہ افکار ریش ہو گیا کہ عہد کیا تھا وہ ہمیں یا انہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب عہد لیا تھا اس وقت فرمایا تھا کہ میں تمہاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا جو تمہیں میرا عہد اور بیعت یاد دلانے کے اور تم پر کتابیں نازل کر دیں گا۔

سب سے انسان دنیا میں آیا ہے سلسلہ نبوت بھی اسی وقت سے جاری ہے۔ سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے ظہور تھے۔ ان کے بعد کیے بعد دیگرے حضرات انبیاء علیہم السلام مکرر ملے لاتے رہے جب ایک نبی جاتا تو دوسرا نبی آجاتا تھا۔

سورۃ فاطر میں فرمایا:

وَاِنْ مِنْ قَوْمٍ اِلٰهٌ غَيْرُ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اور کوئی جماعت ایسی نہیں جن میں کوئی خدا پر نہ مگر وہ)

آخر میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سارے ممالک کے لئے سارے زمانوں کے لئے اور سارے جہانوں کے لئے ہے۔

آپ کی دعوت ہر شخص کو پہنچی ہوئی ہے آپ کے دین کی خدمت کرنے والے علماء و مبلغ اور دینی سارے عالم میں تفریق و تکریم اور دیگر

ذرائع سے عین کی دعوت دے چکے ہیں اور دیتے رہتے ہیں اور محمد ﷺ کی تہذیب پر ہی طرح ہوتی رہتی ہے اور یہ امر ہوتی رہی ہے۔ اگر باغرض کوئی شخص اور اور پیمانوں کے قائلوں میں رہتا ہو اور اسے دعوت نہ پہنچی ہو تب بھی عقل و ایمان خالق و مالک نے اس کو سمجھ فرمائی ہے اس کا شکنا ہے کہ اپنے خالق کو بچانے اور اس کو دہراثر تک پہنچانے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے۔

عقل و ایمان بھی یہ اور اہل سنت و جماعت کے جواب میں تعلق "مگر کہا تھا اس باغی کی کیفیت یہاں وہاں اس کا ضرر و فائدہ ہے کہ انسان یہ ضرر و فائدہ سمجھتا ہے کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے مجھے اس کی عبادت ضرور کرنی چاہئے اتنی جہت سے اعلیٰ طور پر انسان عبادت کے لئے کسی ایسی ذات کو تلاش کرتا ہے جس کی عبادت کرے۔ شیطان کے دھوکے سے بہت سے لوگوں نے شرک اختیار کر لیا اور اس کو پتہ تو یہ رہا کہ جس عبادت کرتے ہیں اور شرک کی قیامت ظاہر کرتے ہیں تو وہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ عبادت کی عبادت ہے مگر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ہے یہ جواب وہ اس لئے دیتے ہیں کہ وہ خود بھی شرک کو برا دیکھتے ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ عقیدہ ہے کہ ہمیں اپنے خالق کی عبادت کرنی چاہئے۔ اس کی عبادت میں کسی کے شریک کرنے کو برا دیکھا یا کسی عبادت کا نتیجہ ہے۔ جس کا آیت کریمہ میں اور احادیث شریفہ میں ذکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرشتہ فرمایا کہ جو بھی کوئی بچہ پورا ہوتا ہے وہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اور اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی دیتے ہیں۔ مجھے قرآن پڑھانے کو دیکھتے ہو کہ اس کا بچہ تنگ سالم پیدا ہوتا ہے۔ کیا تم اس میں کوئی مضرت سمجھتا ہو؟ پاتے ہو؟ (جس میں اس کا کوئی مضرت نہیں ہوتا۔ لیکن جن لوگوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ اس کا کان یا کوئی عضو کاٹ دیتے ہیں۔ اسی طرح فطرت اسلام پر پیدا ہونے والے بچہ کو اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی دیتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے آیت کریمہ **فَطَرْتُ اللّٰهَ الَّذِیْ فَطَرَ اَنَاسَ عَلَیْہَا لَا یُذِیْقُنِیْ لِحُلُوْلِ اللّٰہِ ذَٰلِکَ الذَّیْزِیْ الْقَیْمُ عَلَیْہَا لَا یُغْیِرُ عَلَیْہَا سُلْطٰنَ** (اور یہودی و مسلم) **وَ کَسَلْتُکَ نَفْسُکَ الْاَوْبٰتَ وَ عَلَیْکُمْ بِرُجُؤُنِیْ** (اور ہم اسی طرح اپنی آیات واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ دھجج ہو جائیں گے)

قاعدہ۔۔۔ انسانوں کو ترمیم و دران کے باپوں کی پشتوں سے نکال کر بیٹیوں کے بیٹوں میں جو کلمہ پڑھا کر فرمایا تھا۔ آج کل جہادِ آفات اور انسانی توانائی کے ذریعہ جو چیزیں ذرات کی صورت میں بن رہی ہیں اور کیمیاؤں میں بنی ہو کر سامنے آ رہی ہیں۔ انہوں نے بتا دیا ہے کہ بنی سے بنی چیز کو ایک ٹھکانے کی شکل دی جا سکتی ہے اور اس میں اس کے سب اعضا موجود ہو سکتے ہیں۔

وَ اٰتٰی عَلَیْہِم نَبَا الَّذِیْ اٰتٰیْنٰہُ الْیَتٰمَ اَنْ یَّسْلَخَ مِنْہَا فَاَتَّبَعُہُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ

اور آپ ان کو اس قصہ کا حال کر سنا جسے ہم نے اُن کے ایت دی ہے اور ان سے نقل کیا۔ پھر یہ ان کے پیچھے لگا کر فرمایا

مِنَ الْغَوِیِّیْنَ ۝ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِہَا وَ لَکِنَّہُ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَ اَتَّبَعَ ہُوْلَہُ ۝

گمراہی میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اسے اُن کی مدد سے اُچھا کر دیتے۔ مگر اس کی طرف کی ہو گئی اور اُن کی طرف سے اُن کے پیچھے لگا کر فرمایا

فَمَثَلُ کَمَثَلِ الْکَلْبِ ۚ اِنْ تَحْبِلْ عَلَیْہِ یَلْہِفْ اَوْ تَضَرْکْہُ یَلْہِفْ ذٰلِکَ مَثَلٌ

سو ان کی لکھی حالت ہے جیسے کتے کی حالت ہوتی ہے۔ اگر تو اس پر بوجھ دے تب بھی اپنے اُٹار کر اس کو کھڑا نہ کر سکتا۔ جب بھی اپنے۔۔۔ بھٹل جاتا ہے تو لوگوں

الْقَوْمَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا، فَافْضُضْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٧﴾ سَاءَ مَثَلًا

ی انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آہ قصوں کو چاہی سمجھ تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔ بدی مثال ہے ان

الْقَوْمَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسُهُمْ كَانُوا بِظِلْمُونٍ ﴿٨﴾

وہوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ایک ایسے شخص کا تذکرہ جو امتحانِ ہدٰی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی آیات کو چھوڑ بیٹھا

ہمس شخص کا ان آیات میں تذکرہ ہے یہ ان شخص تھا جس کے بارے میں تفسیر درمنثور (صفحہ ۳۸۳) میں متعدد اقوال نقل کیے ہیں۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی ہیں اور ان کے علاوہ انجین میں سے سعید بن جبیر اور ابو ہریرہؓ اور اہل بیتؑ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ حضرت قتادہؓ نے تو یہ فرمایا کہ جس شخص پر مایہ نسی قیامت کی جائے اور اس کے قول کرنے سے انکار کر دے اس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ مثال بیان فرمائی ہے۔ لیکن قرآن مجید کا یہ نکتہ قابلِ تامل ہے کہ یہ واقعہ بھی ہے۔ واللہ جان فرما کہ مرتبہ حاصل کرنے کے لئے لَفُفْضُ الْقِصَصِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی شخص کا واقعی قصہ ہے جنہیں مثال نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہ مروی ہے کہ جس شخص کا ان آیات کے بارے میں واقعہ بیان فرمایا ہے اس کا نام مسلم بن جہولہ ہے۔ یہ شخص بہرہ ریزی یعنی فائدہ میں سے تو وہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلامؑ کو شریف لے گئے اور ان کے شہروں میں داخل ہوئے کا ارادہ فرمایا تو مسلم کے بچے کے بیٹے اور قوم کے دوسرے افراد اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ موسیٰ قوت و طاقت والے آدمی ہیں اور ان کے ساتھ بہت سے لشکر ہیں اور ان لشکروں کے اوپر ہم پر غلبہ پانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ کو اور اس کے ساتھیوں کو قوم سے دفع کر دے۔ مسلم نے جواب دیا کہ جس قویا نہیں کر سکتا۔ اگر میں اتنے سے یہ وعدہ کروں کہ موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو قوم سے ہٹا دے تو میری دنیا و آخرت دونوں ہی رہا رہ جائے گی۔ لیکن وہ لوگ برابر اصرار کرتے رہے۔ لہذا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلامؑ اور ان کے ساتھیوں کے لئے دعا کر دی اس طرح اللہ تعالیٰ کی آیات سے نکل گیا۔ آیاتِ قرآنیہ کے جانے پر جس کی دماغی قہمی اس کو پس پشت ڈالی اور ایمان آیات سے بے تعلق ہو گیا اور شیطان اس کے پیچھے لگ گیا جس کی وجہ سے وہ اکل ہی کر رہا گیا اور بعض آیات میں ہے کہ جب مسلم نے دعا کر کے اسے انکار کر دیا وہ لوگ برابر اصرار کرتے ہی رہے تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلامؑ کے لئے دعا کر لی شروع کی لیکن زبان سے اپنی قوم کے لئے دعا نکل رہی تھی۔ اس کی قوم نے کہا کہ یہ کیا کر رہا ہے؟ کبھی نہ گھس کیا کروں میری زبان سے تمہارے ہی لئے دعا نکلتی ہے اور اگر میں موسیٰ اور اس کی قوم کے لئے دعا کروں تو وہ قوال نہیں ہوگی مسلم اپنی قوم سے یہ کہنے کے متوان سے شرم سے چپکا تھا۔ اب اس نے اپنی قوم کو یہ کہہ دی کہ تم اپنی قوموں کو سنگھار کے ساتھ نبی امرا میں بھیج دو۔ وہ لوگ ان سے مذاکرہ کے تو ان چاند کی طرف سے مذاکرہ جانے کا چاہنا لیکن ان لوگوں نے ایسا ہی کیا وہی اسرائیل نہایت جھگڑا ہو گئے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون بھیجا کیا پھر یہ واقعہ کیسے پیش آیا؟ حواظ پر ملاحظہ کرنے کا واقعہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلامؑ کے زمانہ میں پیش آیا

اس واقعہ میں یہ احتمال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلامؑ کی قیادت میں بنی اسرائیل نے حواظ پر ملاحظہ کرنے اور ان کے شہروں میں داخل ہونے کا ارادہ ہی نہیں کیا پھر یہ واقعہ کیسے پیش آیا؟ حواظ پر ملاحظہ کرنے کا واقعہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلامؑ کے زمانہ میں پیش آیا

تھا۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت میں بھی ہے کہ عثم اہل یمن سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی آیات و مظاہر میں اور اس نے اس کو چھوڑ دیا اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ شخص نبی اسرائیل میں سے تھا، بہر حال یہ سب ہمیں اسرائیلیات میں ہیں کوئی بات نہ ہوتی۔ انکس پہنچتی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جو حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت اسے ابن عباسؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور اسے تسلیم اللہ المسلمون المسلمین۔ پس اس والفظ ابی الحبیبکم۔ چار کرنا یہ کہ اس کا راہ وہ اس کا اسلام قبول کرے۔ لیکن اسے وہ کہہ اوقات کی غرضی تو اسے مکارا اور چھوڑ دیا اور حاکم میں چا کر مر گیا۔

یہ روایت درمنقولہ (مسند احمد) میں سنائی گئی ہے۔ یہاں اللہ ربہ و بطرائفہ و الخیرم کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ یہ صاحب درمنقولہ نے کہا ہے یہ نقل کیا ہے کہ عثم کو نبوت عطا کی گئی تھی اس نے اپنی قوم سے رشتہ لے لی اور ان لوگوں نے یہ شر مار کر کہ وہ انکس ان کے حال پر چھوڑ دے اور نہ مشورہ دے۔ مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

یہ بات تو بالکل ہی غلط ہے کہ عثم حضرت انبیاء و کرام میں ہم اسلام سے اس قسم کے امور کا کاروبار نہ کرنا شرعی اصول کے مطابق نہیں ہے۔ بہر حال صاحب قصہ جو بھی ہو۔ اس کی تعین پر آیت کی تفسیر موقوف نہیں ہے۔ جس شخص کا یہ اللہ ہے وہ اللہ پاک کی طرف سے آزمائش میں ڈالا گیا اور وہ کام ہوا اس نے وہی وہی زندگی کو ترجیح دی اور اللہ کی آیات کو چھوڑ دیا اور خود ہدایت کے چبھے چر گیا۔ لہذا مگر وہ ہوا ہی کو فرمایا ولو جنتہم لهذا بہائم لکنکما اختلفا فی الاثر و اختلفت ہوا

صاحب جلد میں لکھتے ہیں کہ جب عثم بن باہرا نے رشتہ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے جہاد کر دی تو اس کی زبان نکل کر کہنے پر آئی اور اس کا حال یہاں ہو گیا جیسے کتے کا حال ہے کہ وہ ہلکا کر جب بھی زبان نکال کر جاتا ہے اور اس کو چھوڑ دے رو بھی مٹا دیتا کہ جب بھی وہ اپنی زبان کو جاتا رہتا ہے۔ عثم کا بھی ایسا حال ہو گیا۔ زبان نکلنے کی وجہ سے کتے کی طرح جاتا رہتا تھا اور بعض مفسرین سے عثم کی زبان باہر نکلنے کا ذکر نہیں کیا بلکہ میں فرمایا ہے کہ آیت شریفہ میں اسے کتے کی اہمیت سے تنبیہ دی ہے۔

کتے کا کھڑا ہونا اور بھگا کر جب بھی زبان نکالے ہوئے جاتا رہتا ہے اور اس سے کچھ نہ کہتے ہیں اس کی زبان باہر ہے اور وہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ اس کے اصرار اور مطلب دیا گیا کیوں نہ ہو شخص مذکور جس کا آیت میں ذکر ہے کتے کی طرح سے ہو گیا کہ بہر حال میں ذلیل بنی ذلیل بنے نہ کہتے اور اس میں کتے کی مثال دی گئی ہے۔

آیت شریفہ میں ہر اس شخص کی خدمت سے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی آیات عطا فرمائے اور انکس چھوڑ کر دنیا کا عجب گھر ہو جائے اور اپنی خواہش کے چبھے گ جائے اور کفر کو اختیار کرے اس لئے فرمایا ذلک مثلی المقوم یحکموننا یا یحکموننا۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو چھٹایا ہے۔ پھر فرمایا

فانقضض الفیض لعلہم یفکروا ان (کہ قصہ بیان کیجئے تاکہ لوگ غور کر سکیں)

ذکورہ واقعات میں ہجرت اور موافقت تو سب ہی کے لئے ہے لیکن خاص کر یہود ہیں کے لئے اس اہتمام سے صحیح اور ہجرت حاصل کرنے کا موقعہ زیادہ ہے کہ انہیں نبی اسرائیل کے پرانے واقعات معلوم تھے اور آنحضرتؐ سرورہ لمردوں کو یہ واقعہ کسی انسان نے نہیں بتائے تھے وہ واقعات آپ نے بتائے تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ آپ کو ان کے راز میں بتائے گئے ہیں اور یہود ان کو یہ بات سوچنا چاہتے اگر واقعی سوچیں اور غور و بہت جری سے کام لیں تو ان کا ضمیر انکس میں ان کے لئے پر بخیر کرے گا۔

وہاں اور کھرم جسے وہاں بہت بڑی گمراہی ہے، ایسے لوگ گمراہی میں جانوروں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ آخر میں فرمایا: تَوَلَّيْتُكُمْ خَلْقَ الْغُلَّاقِلِينَ۔ (یہ لوگ غفلت والے ہی ہیں) آخرت سے بھی بے غفل ہیں اور آخرت کی ضرورتوں سے بھی۔

وَاللَّهُ الرَّسُولُ الْحَسَنُ فَادْعُوهُ بِهَا وَذُرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ.

اور یہ کہ ان کے پاس بھی وہی سچا ہے جو ہمارے پاس ہے۔ اور یہ کہ ان کے پاس بھی وہی سچا ہے جو ہمارے پاس ہے۔

سَيَجْزِيكَ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٥٠﴾

مقرر یہاں کوئی اعلیٰ کاپیٹل و جائے کار نہ ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں ان کے ذریعے اس کو پکارو

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں (جلد ۲ ص ۲۷۷) آیت ہذا کا جہز ذیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ مسلمانوں میں ایک شخص ہذا میں کیا وضو نہ کرے کہ وہ ہذا نہ کرے کہ ایک مشترک کے لئے ایسا کرے کہ اگر ہذا اور ان کے ساتھیوں کو کہتے ہیں کہ ایک ہی رکب کی عبادت کرتے ہیں ہذا کہتے ہیں ہذا ایسے الفاظ کا ہذا ہاں ہے جس سے وہ ہذا کہنا چاہتا ہے۔ اس پر آیت ذیل ہوتی ہے۔

اس آیت میں یاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اچھا اچھے نام ہیں ان کے ذریعہ اسے پکارا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ترجمہ بار بعض حضرات نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اللہ کو ان ناموں سے مہم کر دو۔ ہاں اس طرح ترجمہ کرنا درست ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس نام حسی ہیں۔ یہ مضمون سورہ ناسی اسرائیل کے آخر پر مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس نام کے ذریعے پکار دینا ان ۱۰۰ نام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور ان ۱۰۰ نام کے متصل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا سب فَلْيَخْشَ اللَّهَ سے مہم میں آجاتا ہے۔ صحیح بخاری (صفحہ ۹۳۹ جلد ۲) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لَا تَسْعَوْنَ بِمَسَامَاتِ الْأَوَّاسِ وَلَا بِحَفَظِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (یعنی اللہ کے ایک کم سہیلی خانہ سے ہم ہیں۔ جو شخص انہیں یاد کرے گا ضرور جنت میں داخل ہوگا اور جسے مسلم (صفحہ ۳۳۳ جلد ۲) میں ہے۔ فَنُزِّلَ أَنْخُضَفَا دَاخِلَ الْجَنَّةِ (یعنی جس نے ان ناموں کو پھر کر لیا وہ جنت میں داخل ہوگا)

عام بخاری دوسرے محدثین پر مبنی ہے جن میں احصاء ما من حقیقہ کے متنی میں ہے، منہج ترمذی میں خانوے نام مذکور ہیں اور منہج ابن جب بھی لیکن ان میں بعض اسامہ ہیں جو ترمذی کی روایت میں نہیں ہیں اور اگر کتب حدیث میں بھی بعض اسامہ ہیں، جو ترمذی کی روایت کے علاوہ ہیں۔ اسی لئے محضرات محدثین کرام نے فرمایا ہے کہ حدیث کا مقصود یہ نہیں کہ اللہ کے صرف خانوے نام ہیں بلکہ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ جو شخص کوئی سے خانوے اساتے متنی کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ رجال الحفاظ من حججہ رحمہ اللہ تعالیٰ فی الفیج البخاری قالوا ان الاخبار ان دخول الحجة با حصاء ہالا الاخبار بحصر الاسماء۔ (ماخوذ عن ترمذی) یہاں میں کتب میں کراہ ہے کہ حدیث کا اطلاق امام کرام پر کرنا ہے یہ مطلب نہیں کہ صرف ہمارے لئے ہے جنت میں۔ اعلیٰ کیفیت ہے یہ محضرات محدثین کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا اساتے متنی جو کتب حدیث میں لکھا ہیں ملو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں یا بعض روایات حدیث سے قرآن شریف کی آیات کا احوال حدیث کا احاطہ کر کے ان اسامہ کو جمع کر دیا ہے اور حدیث کے ساتھ ہمارے روایات کہہ دیا ہے اگر کیا ہے تو ان اسامہ عالیہ کا ذکر حدیث میں عدید ہونگا لیکن چونکہ ان اسامہ میں اکثر ایسے ہیں جو قرآن نور حدیث میں با تصریح موجود ہیں اور بعض

اسلام لایا جس کی راہی اختیار کرنے کا کیا مطلب ہے اس کے بارے میں تفسیر قرطبی اور تفسیر درمنثور میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے ناموں سے عشق کر کے اپنے بتوں کے نام کو دے دیے تھے مثلاً اللہ اللہ سے ملاحت نکالا اور اللہ اللہ سے بے مغزئی نکالا اور اللہ لہاں سے ملاحت نکالا اور لہاں سے اپنے بتوں کو موسوم کر دیا اور درمنثور میں حضرت عائشہؓ سے اس کی تفسیر یوں نقل کی ہے کہ وہ جھوٹوں لٹھا عیالیس مہاشائی لائے گئے ہوں میں ان ناموں کا اضافہ کر دیتے ہیں جو اس کے نام نہیں ہیں۔

علامت کا اس پر انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیلی ہیں۔ قرآن و حدیث میں جو اس کا نام لیا ہوئے ہیں ان کے ساتھ دوسرے ناموں سے اللہ کو صوف نہ کیا جائے، بہت سے لوگ اللہ کے ہم مخلوق کے لئے استعمال کر دیتے ہیں اور وہ اس طرح سے کہ اللہ علیہ کو چھوڑ کر کسی کا نام دیتے ہیں مثلاً عبدالرحمن کو رحمن صاحب اور عبداللہ کو اللہ صاحب اور عبدالغفور کو غفور صاحب کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس سے حق کے ساتھ ہمیں بڑا گناہ لازم ہے۔

وَمِنْ خَلْقًا أَمَّا يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

اور جن کو ہم نے آج سے پہلے ہدایت دی تھی وہ حق سے ہٹ کر حق کے مخالف بن گئے ہیں اور ان کو ہم نے آج سے پہلے آیت کا چھوڑ

سُكِّدَ رُجُلُهُمْ ۖ مَن حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأَهْلِي لَهُمْ ۖ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ أَوَلَمْ

تعمد کر ان کو ہدایت دی گئی کہ ان کو قرطبی نے سورہ میں نہیں لکھی اور اس کا یہ لقب میری تدبیر مضبوط ہے۔ کیا ان کو ہم نے

يَتَذَكَّرُوا ۖ مَا بَصَّاصِهِمْ مَن حَقُّ ۖ إِنَّ هُوَ إِلَّا نُذِيرُ الْمُنِينَ ۝ أَوَلَمْ يُنظَرُوا فِي مَلَكُوتِ

غور نہیں کیا کہ ان کے صاحب کو کوئی ہتھی نہیں ہے۔ اور تو صرف دیکھ کر حیران رہنے والا ہے۔ کیا ان کو ہم نے آسمانوں

السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَأَن عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ إِلَهُهُمْ ۖ

اور زمین کی مملکت میں اور دوسری جگہوں میں غور نہیں کیا جو اللہ نے پیدا فرمایا ہیں اور ان سے اللہ قریب آگئی ہو۔

فَيَأْتِي حَذِيثَهم بَعْدَهُ يُوَمِّتُونَ ۝ مَن يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۖ وَيَذَرُهُم

سو ان کے بعد کسی ہدایت والا نہیں گئے۔ اللہ جسے گمراہ کرے سو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ انہیں

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

گمراہی میں پھٹکے ہوئے گمراہ رہتا ہے۔

مذہبن کو ڈھیل دی جاتی ہے، اللہ جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں

ان آیات میں اول تو یہ بیان فرمایا کہ ہم نے جن لوگوں کو چاہا ان میں ایک جماعت ایسا ہے جو حق کی ہدایت دینے والی ہے۔ یہ لوگ حق کی راہ دیتے ہیں اور حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ لہذا ان کا موم ہونا اور انہیں سب کو شامل ہے۔ ان میں بہت سے لوگ وہ ہیں جنہیں دوزخ کے لئے پیدا فرمایا ان کا ذکر قریب ہی گزر چکا ہے اور یہی پانچھرتے ہیں بیان فرمایا کہ ان میں حق کی راہ دینے والے

اور حق کے موافق انصاف کرنے والے بھی ہیں۔

پھر آیات کی تفسیر کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی جو فہمی پکڑ نہیں ہوتی اس سے وہ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کے محبوب بندے ہیں مسلمان بھی ان کے غائبی حال دیکھ کر ان پر رنج نہ کریں۔ دیکھا میں اچھے حال میں ہوں، عداوت قبولیت کی دلیل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کا ایک غریبی قانون استدراج بھی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنے کفر اور بد اعمالی میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اجیل دیتے رہتے ہیں اور اسے غریبی نہیں ہوتی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ اصل اس کے لئے حیرت انگیز کامیابی کا باعث بنتی ہے اور پھر بھی دنیا میں بھی گرفت ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو اہل کفر کی خستہ گرفت ہے ہی جس میں کوئی شک نہیں۔ اسلام کے دھندلے لوگوں میں جو معاصی میں فرق ہیں ان کے ساتھ بھی استدراج ہو جاتا ہے۔ وہ اس اجیل سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو برافائدہ ہے۔ کہ نکاح اس کے چاہیے خستہ گرفت سے والی ہوتی ہے۔ اللہ کی اجیل سے ہرگز نہ کھائیں یہ گرفت لڑانے کے لئے ایک تدبیر ہے اس کو فرمایا ولفلسفی لہضم ان یجلبی فیہن۔ (اور میں انہیں اجیل دوں گا جو جبکہ میری تدبیر مضبوط ہے)

معریتہ حق بن عامر ایسے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو یہ دیکھے کہ اللہ کسی بندے کو اس کے گناہوں کے باوجود دیکھا جس سے اس کی محبوب چیز رہے۔ یا چاہے وہ استدراج ہے یا ہر رسول اللہ ﷺ نے (سورۃ انعام کی آیت) فَلْيَسْأَلْهُم مَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَهِيَ حَقٌّ عَلَىٰ عِلِّيِّهِمْ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْعُرُونَ (آفرین) اس آیت فرمائی (مکتبہ اعلیٰ ص ۱۳۳) اس آیت استدراج کا نام دہرت ہے (عزراہم) چڑھنے کے معنی میں آتا ہے اور ان کو نصیحت ملتی رہتی ہیں تو وہ خوف نہ اور غرر آخرت سے غافل ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ پکڑا جاتا ہے، چونکہ اجیل ملتی رہتی ہے اور وہ بدیہہ نصیحتوں میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اس لئے اسکو استدراج سے تعبیر فرما دیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْعُرُونَ فَهِيَ حَقٌّ عَلَىٰ عِلِّيِّهِمْ مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْعُرُونَ (سورۃ انعام کی آیت) یعنی رسول اللہ ﷺ کیا اس کے بارے میں ان لوگوں نے غور نہیں کیا آپ جو محنت اور مجاہدہ کرتے ہیں لوگوں کو حق کی دعوت دیتے ہیں ہر آخرت کی یاد دلاتے ہیں ہر اچھے اچھل پر لوگوں کی طرف سے تنگی نہیں پہنچتی ہیں اور اس محنت پر انہیں دینا کا کچھ فائدہ حاصل نہیں یہ لوگ کرنے کی بات ہے جسے اس محنت کا دینا میں کچھ میل نہیں ملتا اور ان لوگوں کو مستحب بھی رہتا ہے اسے کیا ضرورت ہے انکی محنت کرے وہ کوئی دیکھا نہیں اس کی سب باتیں سمجھتے کی ہیں اس کے افعال و اعمال سب درست ہیں اس کے اخلاق و آداب کی خوبی کے سب معترف ہیں پھر اس کی دعوت کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ بعض لوگ ضد میں آکر ہلاکت بھی کہہ دیتے تھے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو دیکھا نہیں دیکھا ہو سکتا ہے؟ چونکہ آپ ان ہی میں سے تھے ان کے ساتھ رہتے تھے اس لئے آپ کے بارے میں صاحبہم (ان کا ساتھی) فرمایا۔

لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْعُرُونَ (اے اللہ! شیخ طور پر ارشاد ہے) ان کی دعوت کی یاد دہانی کا ہے۔

یہ باتیں سرکار کو یاد تھیں اور ان کو یاد تھیں اور ان کی باتیں یاد تھیں ہیں یہ ان کی اپنی باتیں تھیں۔ والی بات دیکھا نہیں ہے اس کے بعد فرمایا لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْعُرُونَ فَهِيَ حَقٌّ عَلَىٰ عِلِّيِّهِمْ (اے اللہ! شیخ طور پر ارشاد ہے) ان کی دعوت کی یاد دہانی کا ہے۔ (اے اللہ! انہوں نے آسمان اور زمین کی یادداشت میں غور نہیں کیا کہ وہ مخلوق اللہ تعالیٰ بنظر وافی مخلوقات المشعورات و المأذون۔) کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی یادداشت میں غور نہیں کیا؟ وَإِنْ عَسَىٰ أَن يَنْفَكُونَ وَلَكِنْ أَجْلُهُمْ۔ (اور آسمان و زمین کے علاوہ دوسری چیزیں جو یہ فرمائی ہیں ان میں غور نہیں کیا) وَإِنْ عَسَىٰ أَن يَنْفَكُونَ وَلَكِنْ أَجْلُهُمْ۔

(اور کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ ممکن ہے اجل قریب ہی آنچلی ہو یا اگر زمین کے بارے میں غور کرتے اور اللہ کی یادداشت کے مظاہر سے دیکھتے اور دوسری مخلوقات کے بارے میں غور کرتے تو کچھ پہنچے کہ ان چیزوں کا خالق مالک و مدد و شریک ہے عظیم

اور اگر استحقاق منقطع کیا جائے تو اس کا یہ معنی ہوگا کہ جو یہ کہتا تھا حق کی حیثیت ہے اس میں وہی ہوگا میرا استحقاق یا نہ ہوگی نہیں۔

(راوی: روح المعانی صفحہ ۳۶ جلد ۹)

وَلَوْ كُنْتَ الْعَلِمُ الْعَلِيمُ لَاسْتَحْكَمْتَ مِنَ الْخَبَرِ وَمَا مَسَّنِيَ الْقَوْلُ (یعنی آپ یہ بھی فرمادیں کہ انہیں غیب کا علم ہوتا ہے تو میں بہت سی خبریں کر لیتا ہوں مجھے کوئی بے کوفہ نہ ہوتا ہے) (یعنی پھر یہ کہنے سے پہلے ہی اگر علم ہو جائے کہ میں سے کوئی امر چھپاتا ہے وہاں ہے تو پہلے ہی سے اس کی صورتیں اختیار کر لی ہیں کہ کتنے زیادہ سے زیادہ اور کتنا متناقص کے مواقع میں یہ کھوکھلا دل دی جائے اور آنے والے خبر دے بغیر کے لئے پوری کوشش کام میں آئی جائے انہیں حال یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں کھلیں تھی جیسا کہ پہلے سے ظہر ہو چکا تھا جس کے واقعات کتب حدیث میں موجود ہیں۔ اِنَّمَا لَا تَغْنَمُ إِلَّا الَّذِي يَنْصَرُ لِقَوْمٍ يَكْفُرُونَ

(یعنی آپ یہ بھی فرمادیتے کہ میں تو اس دامن سے دامن ہوا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور نصرت کرتے ہیں)

اندر اور اخیر کا کام ہر شے سے زیادہ اس شخص سے اس کا تعلق نہیں ہے اور اگر حق امام ہوا ہی اور تعلق اس کام کا تعلق منصب نبوت سے ہے جو شخص کی اور اس سے کوئی اختلاف نہ پہنچے یہ کوئی شری یا کوفی کا قول نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے لئے علم غیب کمالی ثابت کرنے والوں کی تردید..... آیات ۱۹ میں واضح طور پر تصریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا غیب کا علم نہیں تھا اور قیامت کا علم بھی تھا کہ آیت ۱ کی اور سورہ احقاف میں بھی اس کی تصریح کر رہی ہے بعد ازاں فرمایا قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِدَّتِي هِيَ أَجَلِي اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ قَتْلُكَ

(آپ فرمادیتے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے فرامان ہیں اور غیب کا ہمارا ہونا اور میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں) اس میں شک نہیں کہ اللہ جل شانہ نے آپ کو علم غیب عطا فرماتے تھے اور آپ کو ساری مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا لیکن یہ دعویٰ کرنا کہ رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق کو جانتے تھے ہر قیامت کب آئے گی۔ اس کا بھی آپ کو علم تھا یہ دعویٰ باطل ہے قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ داخل تاریخی امور و معاملات میں امام ذوالجلال الدین سیوطی سے نقل کرتے ہیں۔ وقد جاهدوا بالكذب

بعض من يدعي في زماننا العلم وهو متبع بمذاهب بعض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلم متى تقوم الساعة قبل ان يلقى الله في حديث جبريل ما المسئول ما اعلم من السائل فخره عن موضعه وقال مصداقاً لما رواه تعلمها وهذا من اعظم الجهول والجهل بالحرف (الی ان قال) لم قوله في الحديث ما المسئول عنها باعلم من السائل نعم كل سائل والمسئول عن الساعة هذا شأنهما ولكن هو لا يعلمه الا الله تعالى يقول ومن حولكم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على السفلي لا تعلمهم نحن نعلمهم وهذا في براءه اوهي من اواخر ما نزل من القرآن هذا والمنافقون جبرائيل في المدينة انتهى بحذاف

ترجمہ..... جابر سے مذکور میں بعض ایسے لوگ جو عالم نہیں ہیں علم کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہیں انہوں نے یہاں یہ اصولی بات کہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو قیامت کا وقت معلوم تھا ان سے کہا گیا کہ حدیث میں تو آج ہے کہ ما المسئول عنها باعلم من السائل تو اس شخص نے اس کا کمالی ثابت دیا اور یہ مطلب بتا دیا کہ میں اور تو دونوں قیامت کے وقت کو جانتے ہیں۔ یہ بہت بڑا جمل ہے اور بدترین تحریف ہے حدیث ما المسئول عنها باعلم من السائل ہر سائل اور ہر مسئول کو شامل ہے قیامت کے بارے میں جو بھی کوئی سائل

ہو گا۔ جس سے سوال کیا جائے گا سب نے ہر سال میں ایک بات ہے کہ وہ قیامت کے آنے کا وقت نہیں جانتے لیکن یہ ظن کرنے والے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہر سال میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر منتظر ہے ان کے نزدیک ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کا رسول بھی جانتا ہے ان لوگوں کی اس بات کی تردید سورۃ براءت کی آیات سے واضح طور پر بخوبی ہے اور سورۃ براءت ان سورتوں میں سے ہے جو ان میں شامل ہوئیں وہ آیات یہ ہے وَمَنْ حُوِّلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ فَمَا يَتْلُو مِنْهُنَّ عَنِ الْغَلَاظِ وَمَنْ أَعْلَىٰ الْعِلْمِ فَلْيُنْصِرْ بِاللَّهِ وَالْعَلَىٰ عِلْمُ الْغَلَاظِ

یعنی تمہارے گرد گرد و برساتوں میں سے منافقین ہیں اور اللہ دین میں سے وہ لوگ ہیں جو حق میں غلبہ زدہ ہوتے ہوئے ہوتے ہیں آپ انہیں نہیں دیتے۔ ہم انہیں جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے پڑوسی تھے۔ یہ مدعو ہے کہ جب دالے تھے آیات کی اس واضح تصریح کے بعد دیگر بھی ان کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے برابر ہے ہر امر قرآن مجید کا انکار جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر بات کے بعد سمجھتے ہیں۔ وَمَنْ أَعْلَىٰ الْعِلْمِ فَلْيُنْصِرْ بِاللَّهِ اور رسولہ بکھر اجماعاً کھلا بخیر یعنی جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم برابر ہے تو یہاں ہمارا سے کافر کہہ کر گئے۔

آج کل ایک ایک جماعت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے برابر ہے صرف علمانی اور غیر علمانی کا فرق ہے یہ ان لوگوں کی گمراہی ہے۔ حلالی قرآنی موضوعات انکیر میں بعض ایک آیات و احادیث روئے کرنے کے بعد ان سے رسول ﷺ کے حکم کی کئی ہوتی ہے تو فرماتے ہیں وَلَا يَسْأَلُ الْإِنْسَانُ عِلْمَ الْغُيُوبِ، عَلَىٰ هَٰذَا الْعِلْمِ اعْتَصِمُوا اے بکھر عہم سبنا تمہیں وَبَدَّعْنَاهُمُ الْخُفَاةَ وَكَلَّمَا بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَىٰ الْقُلُوبِ ان کا تو اقرب اللہ و اعصم بہ فہم اعصم الناس الامر و اضد ہم مخالفة لستہ ہوا لا، فہم ضد ظاہر من النساء و بانی علو المسیح اعظم الغلو مخالفا شرعہ و دینہ اعظم المخالفة و العفصو ان ہوا لا، یصدقون بالا حادیث المکتوبہ الصریحہ و یحرفون الاحادیث الصریحہ و اللہ ولی دینہ فہم من یقوم لہ بحق الصریحہ۔

ترجمہ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے اعتقاد میں جو خطہ ہے اس کی وجہ سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ ظنون کے من و کھلاف کرانے کا اور انہیں جنت میں داخل کرانے کا اور جتنا بھی زیادہ ظن کریں گے ان حضرت ﷺ سے قریب تر ہوں گے اور آپ کے انصاف میں گمراہوں کے یہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب لوگوں سے زیادہ کر آپ کی نافرمانی کرنے والے ہیں اور آپ کی سنت کی مخالفت میں سب لوگوں سے زیادہ سخت ہیں اور ان لوگوں میں انصاف سے حد بہت ہے جنہوں نے حضرت سکا علیہ السلام کے بارے میں بہت زیادہ بدگوئی اور سن کر آپ کی بددعا و دشمنیت کے بارے میں بہت زیادہ دشمنیت کی یہ لوگ صرف جھوٹی باتیں کہنے والے ہیں اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور کج گواہیت میں تخریب کرتے ہیں۔ اللہ اپنے دینی کا ولی ہے اور اپنے دشمن کو مقرر فرماتا ہے جو غیر خواہی کے لئے قائم ہو۔

بعض پہلے ان کہہ دیتے ہیں کہ یہ بات تمہیک ہے کہ آیات و احادیث سے اس معلوم ہوتا ہے کہ رسول ﷺ کا ہر چیز کا حکم نہیں اور آپ کا خدا جس وفات سے تمہیں دیر پہلے ہر چیز کا حکم دے دیا گیا تھا ان لوگوں کا یہ دعویٰ نہ صرف یہ کہ سیدہ دلیل ہے بلکہ احادیث شریفہ کی تصریحات کے خلاف ہے حضرت کل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اپنی پائے کے لئے پہلے سے انصاف پہنچا ہوا ہوں گا جو میرے پاس سے گزرنے کا پانی لے گا اور جو پانی لے گا بھی چھوڑا نہیں ہوگا۔ ضرور ایسا ہوگا کہ لوگ میرے پاس

ہے کہ ایک دوسرے سے، تو اس دور اور زندگی میں کون سے اصول ہیں جو امت کو رہنمائی کے تعلقات میں بہت سے محدودیتوں کے لئے مصلحت سے بن جاتے ہیں اور بہت دور نہیں مگر ان کے ساتھ ہی روح کی بنیادی چیز۔ یا ازادانی مقصد کے خلاف ہے۔ جن میں ان میں سے کئی ہیں، وہ ہیں جن میں ان میں یہ اصول ہیں جو ہوتے ہیں جو خلاف مصلحت میں اور یہ تعلیم کی اور یہ داشت سے کام لیں۔ نکاح کرتے وقت انہی طریقہ پر ہی بنائی اور نکاح کریں۔ ہاں اور حسن و جمال میں یہ نہیں غریبوں کی دینی داری اور طوطی خلقی کو بھی دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ انہی میں جو چیزیں نکاح میں انہوں میں بہت طاقت کی باوجود ہیں ان میں نے انہیں ۹۰٪ سے زیادہ سزا دیتے ہیں کہ انہیں اور انہی نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص بیچنا ہو ان کے جس کے انہی داخلہ کیچہ نہ کرتے ہو تو اس سے نکاح کرو یا اگر انہی نہ روکے تو زمین میں گھسنا اور (اسکا) پتلا نکالنا ہو جائے گا۔ (ابو ہریرہؓ)

حضرت فضل بن یزید: سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی عورت سے نکاح کرو یا عورت دالی ہو جس سے اور انہی میں سے انہی میں سے کوئی شخص نہ کرے اور دوسری انہی کے ساتھ میں فرما کر انہی گا۔ (ابو ہریرہؓ)

انہوں میں سے انہی میں سے بہت سے ساتھ ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق پہنچا نہیں اور ایک دوسرے کی رعایت کریں، انہی میں سے دوسرے کرتے ہیں۔ یہی اس طرح ہے کہ انہی میں سے کون ہے۔

میں انہی کو انہی میں کس طرح زندگی گزاریں؟ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ (اپنی یا تو سن یا بوی) سے افضل نہ کہے۔ انہی کی کوئی شخصیت یا انہی کوئی تو دوسری شخصیت پسند نہ کرتی۔ (ابو مسلم صحیح مسلم جلد ۱)

یہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک عورت پہلی سے پہلی انہی کی ہے وہ انہی کی طرح پہلے پہل سے لئے سیدھی نہیں ہوتی اگرچہ اس سے نفی حاصل کرنا ہے تو اسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے کہ ان کا بیع ہو چکی ہو یا نہ ہو۔ انہی کے سیدھی کرنے کے کا تو تو زکوٰۃ کے عوام میں تو زکوٰۃ عطا کر دینا ہے۔ (ابو مسلم صحیح مسلم جلد ۱)

یہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل ایمان میں سب سے زیادہ کامل لوگ وہ ہیں جو سب سے زیادہ اپنے اختلاف دالے ہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی قوموں کے لئے سب سے بہتر ہیں۔ (ابو ہریرہؓ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو چاہا جی کہ وہ انہی کی گئیں اسے تیار اور خیر کی پہلی دے انہی کی۔

ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے ذکر کرتے والی زبان میں تکلیف پر مبر کرنے والا ہیں ۲۰۔ اور انہی کی جو اپنی جان میں اور شہر کے اہل میں خیریت کرنا چاہتی ہو۔ (ابو ہریرہؓ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت پہلی وقت کی نماز چھ اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی مصیبت محفوظ رکھے اور اپنے شہر کی فرمانبرداری کرے (جو شریعت کے خلاف نہ ہو) اور ہمت کے جس روزے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (ابو ہریرہؓ صحیح مسلم جلد ۱)

یہ چند احادیث جو ہم نے ذکر کی ہیں ان میں انہی کی بہت اور اس معاشرت کے ساتھ زندگی گزارنے کے اصول بتا دیے ہیں ان پر عمل کریں تو اختلافات کوئی دلوں میں پیدا نہیں ہوئے۔ انہی کے اور میں انہی کی بیٹے کا جو ایک اور سرور ہے اس سے خلف نمودار ہوتے

أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ ﴿۱۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ فَأَدْعُوهُمْ

یا تم خاموش رہو۔ یہ ہے انہی کو کہ تم نے سوا کے بارے میں یہ کہہ دیا ہے کہ یہ تم سے زیادہ

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۱﴾ اللَّهُمَّ ارْزُقْهُمْ يَسْئَلُونَ بِهَا ۚ أَمْ لَهُمْ آيَةٌ

... کہ وہی یہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے سوا کے بارے میں یہ کہہ دیا ہے کہ یہ تم سے زیادہ

لَيَنْبِطُشُونَ بِهَا ۚ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۚ أَمْ لَهُمْ أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ قُلْ ادْعُوا

میں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں میں سے یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں میں سے یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں میں سے

شُرَكَاءَ كُمْ ثُمَّ كَيْدُونَ فَلَا تَنْتَظِرُونَ ﴿۱۲﴾ إِنَّ وَلِيََّ اللَّهُ الَّذِي تَزَالُ الْيُحِبُّونَ ۚ وَهُوَ يُؤْتِي

میں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں میں سے یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں میں سے یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں میں سے

الضَّالِّينَ ﴿۱۳﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسُهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۴﴾

کی مدد کرتا ہے۔ ۱۱۔ میں وہی کہوں گا کہ تم نے سوا کے بارے میں یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں میں سے

وَأَنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَسْمَعُوا ۚ وَتَرْجُمُهُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۵﴾

اور اسے جواب دے گا کہ انہیں میں سے یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں میں سے یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں میں سے

معبودان باطلہ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سنا سکتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ مانتے ہیں

ہو کی آیت میں سورۃ کے مسند میں شرک اختیار کرنے کا ذکر تھا ان آیات میں بھی شرکین کو جس قدر نفی ہے اور شرک اختیار کرنے

میں جرائموں نے حماقت کی جہاں سے بیان فرمایا ہے اول تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اس نے سب کو پیدا فرمایا جس نے سب کو

پیدا فرمایا ہی مہد کے لائق ہے۔ جو کہ پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود اپنے خالق جل جلالہ کی مخلوق ہیں وہ کیسے حماقت کے متحمل ہو گئے؟

شرکین کا یہ طریقہ ہے کہ جب غیر اللہ کی مہد کرتے ہیں تو یہ کہہ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہد کرتے ہیں کہ یہ بھی حماقت

کی بات ہے جن کو اللہ کا شریک بناتے ہیں وہاں شرک کرنے والوں کی یہ کھوکھلیاں کر سکتے ہیں ان کی مدد کرتا تو اللہ خود اپنی ہی مدد کرنے

سے وہ چیزیں کر لیں انھیں انھیں تو اسے پہنچا دے تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ انہوں نے جو صورتیں بنا دی ہیں وہ سب جان سمجھتی ہیں

خدا اپنے ہاں سے کمال دیکھتے ہیں خدا اپنے انھوں سے کمال دیکھتے ہیں خدا اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اور خدا اپنے کانوں سے سن سکتے ہیں ان

خدا ان کو اللہ کا شریک بنا کر ان سے مدد کی امید کرتا رہا حماقت اور بے عقلی ہے ان کو کچھ دوتا ہے نہ سن اور دیتے کا راستہ نہ داتا اسے

اختیار نہ کریں اور حال ان کا یہ ہے کہ وہ بظاہر اپنی معصوم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور حقیقت میں انھیں کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ ان کی

آنکھیں اصلی نہیں ہیں جن سے وہ دیکھیں اور ان کا اصل نہیں ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے انہوں نے خود ہی فراموشی اختیار کر لی اور خود ہی اپنے ہی دماغ سے

میں اور انھیں پوجتے ہیں یہ جہنم اور شقاوت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے معبودوں کا کفر کی ہر فرمایا اور ساتھ ہی اپنے ہی دماغ سے

خطاب فرمایا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنے معبودوں کو بالادار تم سب مل کر لکھے نقصان پہنچانے کی جو تدبیر کر سکتے ہو کر اور لکھ دے اور انھی

شیطان سے بچنے والوں اور شیطان سے بھاگنے والوں کا ذکر فرمایا اور یہودیہ کی قوموں کے توحید سے بدلتے ہیں ان کا طریقہ یہ ہے کہ جب شیطان ان کے دل میں کوئی حسد اور برکات کی فتنہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں غلطی کا ذکر کرتا ہوں۔ شیطان کے مقابلہ میں ان میں اور شیطان کے دوسروں سے چھوڑ دین پر عمل کرنا بھی شامل ہے۔ اللہ کا نام شیطان کو دہرانے کے لئے بہت بڑا اختیار ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے دل پر مضبوطی کے ساتھ جہاد کرے گا۔ وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان بچنے میں ہار جاتا ہے اور جب اللہ ہی پر سے نکل جاتا ہے تو شیطان ہار جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ۱۰۰)

سورۃ الاحزاب ص ۱۱۱ میں جو من جزو المؤمنین الحاصل الذی یووض فی غلبہ المؤمنین من الحیۃ والیس۔ فرمایا اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ شیطان جو سے ڈرتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے یا بچنے میں ہار جاتا ہے۔

فلا ھم یغلبون۔ یعنی تو ہی اختیار کرتا ہے۔ اللہ نے اب شیطان کا دوسرا نئے ہاتھ دیا کہ جس میں اس سے استفادہ کرتے ہیں تو اس سے فائدہ تک جاتے ہیں اور انہیں عمل پائی ہیں۔ شیطان کی شہادت فرما دینا جو یہودیہ میں تھا اور اللہ صاحب کا یہ بھی ہوتا ہے۔

حقائق کا انفرادیت کے بعد اس قوم کا ذکر فرمایا جو شیطانوں کے بھائی ہیں جن میں ان کے ساتھ ان کا خاص تعلق ہے وہ شیطان سے دوسروں سے کہیں نیچے۔ خدا ہی عمل کرتے ہیں۔ ان کا یہ حال ہے تو شیطان ان کو کراہی میں ہار کر بیٹھنے لگے جاتے ہیں اور ان کو کراہی کرتے ہوئے کراہی میں آئے۔ دوسرے کے بارے میں کوئی نہیں کرتے اور یہ بالکل خراب بات ہے کہ جس سے شیطان کا حضور اس کا وہی اس کی بات دہانتا تو اس کو بڑا کراہی کے ساتھ چھوڑتا ہے۔ چاہے ہر بات اس میں بچنے کا کچھ نہ ہو۔

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتُهَا قُلْ إِنَّمَا اتَّبَعْتُ مَا يُوَفِّي إِلَىٰ مِنَ

اب جب آپ نے کوئی آیت نہیں لائی تو کہتے ہیں تو لولا اجتبیہا۔ آپ نے اس میں کوئی آیت نہیں لائی۔ آپ نے اس میں

رَبِّیْ اِهْذَا بِصَافِرٍ مِّنْ زِبْجِكُمْ وَهْدًی وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُونَ ۝

رب تعالیٰ نے یہ صافر سے لیا ہے۔ صافر میں ہر قسم کی رحمت ہے۔ رحمت تو انہوں نے لے لی ہے اس لئے کہ

فرمانی معجزات طلب کرنے والوں کو جواب

آنحضرت ص ۱۱۱ میں انہوں نے ساتھ دعوت حق اپنے حق پہنچانے کے لئے سب سے بڑی چیز اہل طلبہ ہی میں اس کے بارہا اللہ جل شانہ کی طرف سے معجزات کا تصور رکھی ہوتا۔ دیکھا تھا لیکن معجزات نہ کہتے تھے کہ جو معجزہ دیکھنا چاہیں ایسا اللہ عظیم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ص ۱۱۱ کے افسانہ میں انہوں نے اللہ جل شانہ کی جانب سے دعوت حق کی تو اللہ جل شانہ نے اسے اللہ جل شانہ کے لئے معجزہ کو انہوں سے فرمائی معجزہ بھی خاص فرمایا جس میں اللہ جل شانہ کی کاپی انہوں کے کہنے کے مطابق معجزہ دہانتا ہے۔ انہوں کو کفر، ان کی معجزہ طلب کرنا بھی حد اور رحمت کے طور پر توحید حق قبول کرنا تصور اللہ جل شانہ کے لئے معجزات کو جاننا دیتا ہے۔ انہیں یہ بتایا ہوا کہ اللہ جل شانہ جو اس میں دہانتا ہے ان کا فرمانی معجزہ معجزہ ہوتا ہے تو انہوں نے اللہ جل شانہ کی طرف سے لے لیا۔

آیت کریمہ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتُهَا میں معجزات میں کافر پند ان معجزات میں لے لیا ہے کہ آپ نے نبوت کے بارے میں

ہیں۔ آپ نے اپنے پاس سے کوئی ہتھیار نہیں خواہ نہ کر دیا یہ مطلب تھا کہ اللہ تعالیٰ سے کیا یہ بات نہ منوالی تاکہ وہ ہتھیار لگتی ہتھیار خواہ کر کہ اس کے جواب میں فرما دے اقلیٰ اسیما اقلیٰ من اکثری (آپ نے کہا، بیشک کہ میں صرف اسی کا جواب کرتا ہوں جو میرے ساتھ ہے۔ اپنی طرف سے میری طرف کوئی جاتی ہے) مطلب یہ ہے کہ یہ ادا کو تو میں یہ ہے کہ وہی کا جواب کروں۔ میرے ہاتھ میں ہتھیاروں کا خواہ نہ نہیں ہے اور ہتھیار خواہ نہ ہونے پر یہی ہی قبول کرتے و مقبول دین حفاظت ہے اور ضرر و ہلاکت ہے۔ بہت سے علماء اسے خواہ نہ ہونے میں نہیں قرار دیتے۔

قرآن میں بصیرت کی باتیں ہیں اور وہ رحمت اور ہدایت ہے۔ جسے حق قبول کرے وہ اس کے لئے قرآن کریم ہی بہت بڑا ہتھیار ہے۔ کھلی ہتھیار بھی ہے اور معنوی بھی جو حق کی اور معارف پر مشتمل ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے طالب حق کو اور کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں اسی کو ہر پختہ انسان کلمہ من دانگلم (یہ ہمارے رب کی طرف سے بصیرت کی باتیں ہیں) بخیر یہ بھی فرمایا کہ وہ غلبہ و غلبہ لغو و غلبہ غلبہ (اور یہ قرآن میں ان کو ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان لاتے ہیں)

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۷﴾

اور جب تم نے قرآن پڑھا تو اسے سنا اور خاموش رہو تاکہ تم کو رحم فرمائے۔

قرآن مجید پڑھنے اور سننے کے احکام و آداب

ان آیات میں قرآن مجید سننے کا حکم فرمایا ہے اور بعض احکام و آداب ارشاد فرمائے ہیں۔ پہلا تو یہ فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے دھیان سے سنو اور خاموش رہو۔ دل قرآن پڑھنے والے کو چاہئے کہ قرآن پڑھنے میں اس کا خیال رکھے کہ جس کاٹوں میں آواز پہنچ رہی ہے وہ لوگ کام کاج میں مشغول نہیں ہیں۔ اگر لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوں یا سو رہے ہوں تو کوئی آواز میں خلل نہ کرے۔ کیونکہ کام میں لگے ہوئے لوگ قرآن مجید کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ پڑھنے والے پر لازم ہے کہ وہی صورت حال پیدا کرے کہ مضرین کے کاموں میں قرآن مجید کی آواز آ رہی ہو اور کام کاج کی مشغولیت جب سے قرآن مجید سننے کی طرف توجہ کر سکیں۔ گہری جب یہ دیکھے کہ توجہ سے سننے والے موجود ہیں تو زور کی آواز سے سلامت کرے، جو لوگ مشغول نہیں ہیں ان پر لازم ہے کہ خاموش رہیں اور دھیان لگا کر سنیں اگرچہ گھٹے بھی نہ ہوں۔ قرآن پڑھا ہوا یا نہ ہو باتیں کر رہے ہیں یہ قرآن مجید کی سبیل ہے یہ حکم کہ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو خاموش رہو اور دھیان سے سنو اور ہر غارتی نماز و نوافل کا مشاغل ہے جو لوگ امام کے پیچھے نماز میں کھڑے ہوں ان کے لئے تو غافل ہونے کا موقع ہی نہیں ہے۔ گناہ اور گناہ کا گناہ کرتے ہیں مسجد میں موجود ہیں اور جب تک نماز میں بیٹھا یا کھڑا کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ ہر لمحہ اس کی قرأت کی طرف توجہ نہ ہوں تو یہ حالت گمراہی کی بات ہے۔

امام کے پیچھے خاموش رہنے کا حکم اور امام ابو حنیفہ کا مذہب۔ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ یا کوئی سورت پڑھنا منسوب ہے۔

آیت بالا میں قرآن مجید کی سلامت کے لئے اور سلامت کے لئے خاموش رہنے کا حکم فرمایا اور اسے اس کی مشغولیت کے وقت کو اور خارج نماز کو امام سے جو کچھ مسلم سنی سے جدا تھا اس میں ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا و لا یفسد فیہ صلوٰۃ (جب امام پڑھتا ہے خاموش رہو) امام مسلم نے صرف اس حدیث کی ترجیح کی بلکہ باہتمام یہ بھی فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے الفاظ بھی عام ہیں۔

ہوئی۔ یہی وہی زمانہ تھا جس میں.....

امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھنے کے بارے میں حضرات صحابہ کے ارشادات..... ان حضرات صحابہ کرام بھی انہم کے لئے عہدہ انوار سے بھی امام مہدیؑ کے منصب کی تائید کرتے تھے۔ حضرت زید بن عروتؓ سے حضرت مطہر بن یونسؓ نے امام کے ساتھ قرأت پڑھنے کے بارے میں دریافت کی تو انہوں نے فرمایا لا فراء ومع الامام فی شیء (مجھ سمجھیں، عہدہ انوار مہدیؑ امام کے ساتھ نماز میں کوئی بھی قرأت نہیں۔)

حضرت ہارون محمدؑ نے فرمایا میں صلی و کعبۃ لہ یقرؤہا بقو القرآن فلم یصل الا ان یسکون وراہ الامام (سنی قادی باب ۱۰۰۰) نے فرمایا: حضرت سر قادی (۱)

یعنی جس شخص نے کوئی رکعت پڑھی جس میں ام قرآن (سورۃ فاتحہ) نہ پڑھی تو اس نے نماز انہیں پڑھی ۱۰۰ بارے کہ امام کے پیچھے پڑھ کر امام کے پیچھے ہوتا سورۃ فاتحہ پڑھے امام مہدیؑ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سنیں یہ سچ ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ لا حصولہ للسن لم یقرأ بفاتحة الكتاب تمنا نازع ہتھ اٹالے کے لئے عبد اللہ احمد و ہدار جل من اصحاب النبیؐ قال قول النبیؐ لا حصولہ للسن لم یقرأ بفاتحة الكتاب ان هذا اذا کان وحده۔

شرح معنی: آقا سلام اللہ علیہ، باب الفراء، الخلف الامام (میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرۃ) کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت پڑھے وہ فطرۃ پر نہیں ہے (حضرت عہدہ انوار مہدیؑ نے فرمایا: اصحت للفراء فان فی الصلوۃ اشغلا لیس کفایک ذلک الامام (قرأت کے لئے خاموش ہو جاؤ کیونکہ نماز میں تنہا پڑھنا صحیح ہے اور اس بارے میں امتیازی طرف سے کافی ہے) نیز حضرت عہدہ انوار مہدیؑ نے فرمایا لیت المدی یقرء خلف الامام علی فطرۃ (کاش ان کے مدعی بھی مروی نہ ہوتی جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے)۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ امام کے پیچھے پڑھوں؟ تو جواب میں فرمایا کہ نہیں، اور حضرت عہدہ انوار مہدیؑ کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ امام کے پیچھے پڑھنا جائز ہے تو فرمایا:

اذا صلی احدکم خلف الامام لحسن فراء لا الامام۔ یہ سب آقا و شرح معانی آقاؑ میں مروی ہیں۔

امام مالکؓ اور امام احمد کا مذہب..... اب دیگر ائمہ دین اللہ علیہم کے مذاہب کی طرف رجوع فرمائیے۔ حضرت امام احمد بن حنبل کا مذہب بھی یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ یا کوئی سورۃ پڑھنا واجب نہیں ہے اور حضرت امام شافعیؓ کا قول قدیم پر تھا کہ امام کے پیچھے پڑھنا قرأت واجب نہیں ہے اور قرأت سری میں واجب ہے اور ان کا قول جدید یہ ہے کہ سری نماز ہو یا جہری مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ دیکھنا ذکر فی کتاب مذہبہم

حضرت امام ابو حنیفہؓ کا مذہب آیت قرآن اور حدیث کے اور آثار صحابہ سے متعلق ہے اور حضرت امام مالکؓ اور امام احمد بن حنبلؓ بھی امام کے پیچھے پڑھنے کی فریضت کے منکر ہیں (ان کے نزدیک امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور نہ کوئی دوسری سورۃ البتہ احوال میں ان کے نزدیک سورۃ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے۔ دیکھنا ذکر فی کتاب مذہبہم) حال میں لدیۃ الحسلی فی السنن صفحہ ۶۰۰ جلد ۱ والما موم اذا سمع فراء الامام فلا یقرء بالحمد ولا یقرء بالقول اللہ تعالیٰ واذ قرأ فی القرآن فاستمعوا لہ واطیعوا امراکم ثم عینون ولما روی ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:

مائی انازع القرآن قال فانتہی الناس ان یقرءوا فیما جہر فیہ شیء صلی اللہ علیہ وسلم وجعلہ ذلک ان العاموم اذا کان یسمع قرأ الامام لم یحب علیہ القراءة ولا لتسبب عبدا منا والزہری والثوری وما لک وابن عیینہ وابن المبارک واسحاق واحمد قولی الشافعی ونحوہ عن سعید ابن المسیب وعروۃ بن الزبیر وأبی سلمۃ بن عبد الرحمن وسعید بن جبیر وجماعۃ من السلف ، والقول الآخر للشافعی یقرأ فیما یجہر فیہ الامام ونحوہ عن الثلبی والأوزاعی وابن عون ومکحول وأبی ثور لعموم قوله علیہ السلام "لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفتح الکتاب متقی علیہ ولما قول اللہ تعالیٰ وَاذْکُرْ اَلَّذِیْنَ اٰتٰمُوهَا فَاسْتَمَعُوْهَا وَاقْصُرْ عَلٰیکُمْ نَزْحَمُنْ قَالَ احمد فاناس علی ان هذا فی الصلاۃ . وعن سعید بن المسیب والحسن وبراہیم ومحمد بن کعب والزہری لہا نزلت فی شأن الصلاۃ . وقیل زید بن اسلم وابو العالیۃ کانوا یقرءون خلف الامام فترلت واذْکُرْ اَلَّذِیْنَ اٰتٰمُوهَا وَلَقِیْتُ الْعُلَکِمَ اَبْرَحْمٰن ط وقال احمد فی رواۃ ابی داؤد اصحح الناس علی ان هذه الآیۃ فی الصلاۃ لا ولانہ عام لہذا ولعمومہ الصلوۃ . وروی ابو ہریرۃ قال : قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم انما جعل الامام لیتیم بہ فاذا کبر فکروا ، واذ قرأ فاتصوا رواہ مسلم والی ان قال یقال احمد ما سمعنا احدا من اهل الاسلام یقول ان الامام اذا جہر بالقراءۃ لا تجزئ صلاۃ من خلفہ الا تم یقرأ ، وقال هذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ والتابعون وهذا مالک فی اهل الحجاز وهذا الثوری فی اهل العراق وهذا الاوزاعی فی اهل الشام وهذا الثلبی فی اهل مصر ما قالوا الرجل صلی وقرا امامہ ولم یقرأ هو صلاۃ باطلۃ ولا تمہا فراء ، لا تجب علی المسوق فلم یحب علی غیرہ کالسورۃ ، فلما حدثت عبادۃ الصبح لہو محمول علی غیر المؤمن . وكذلك حدث ابی ہریرۃ قد جاء مصر حادہ رواہ الخلیل باسمنا وہ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل صلوۃ لا یقرأ لہا بلم القرآن لہی عذاب الا ان تكون وراء الامام ، ولیدروی ايضا موقفا عن جابر ، وقول ابی ہریرۃ اقرأ لہا فی نفسك من کلامہ وقد خالفہ جابر وابن الزبیر وغير ہما لم یحمل انہ اذا قرأ لہا فی سکتات الامام لوفی حال اسرارۃ فلتہ یروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : اذا قرأ الامام فاتصرا . والحديث الآخر وحديث عبادۃ الآخر فلم یروہ غیر ابن اسحاق كذلك قالہ الامام احمد وقد رواہ ابو داؤد عن مکحول عن نافع بن محمود بن الربیع الانصاری وهو انی حالا من ابن اسحاق فانیہ غیر معروف من اهل الحديث وقياسہم یطل بالمسوق (ثم قال بعد سقوط الاستصحاب ان یقرأ فی سکتات الامام وفي ما لا یجہر فیہ والی ان قال) فان لم یفعل فصلاۃ تامۃ لان من کان لہ امام فقرأ الامام لہ فراء ، وجعلہ ذلک ان الفراء لا غیر واجبی علی المؤمن لہما جہر بہ الامام ولا فیما سر بہ نص علیہ احمد فی رواۃ الجماعة ، وبذلک قال الزہری والثوری وابن عیینہ وما لک وابو حنیفۃ واسحاق . (اعلام سنن تداریک)

نے اُنھی میں کہا کہ مقتدی جب امام کی قرات میں رہا تو نہ فاتحہ پڑھے اور نہ کوئی اور سورۃ غیرہ پڑھے نہ فقہ حنفی کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگاؤ اور غصہ نہ کرو اور حضرت ابو ہریرۃ کی اس روایت کی وجہ سے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا میرے ساتھ قرآن کریم میں ٹھنڈا کیا جاتا ہے حضرت ابو ہریرۃ نے فرمایا اس کے بعد لوگ اس فقہاء میں فاتحہ پڑھنے سے رک گئے جن میں حضور ﷺ پر سے حلاوت فرماتے تھے اور اسی کا خلاصہ یہ ہے کہ مقتدی جب امام کی قرات سے فقہ اس پر قراوت واجب نہیں ہے اور نہ مستحب ہے چارے امام کے نزدیک اور زہری اور ثوری مالک ابی حنیفہ ابن ابی شیبہ ک مائتہ مائتہ شافعی کے ایک قول کے مطابق اسی طرح ہے اور حضرت سعید بن المسیب وعروۃ ابن الزبیر وابو سلمہ اور سعید بن جبیر اور صفیہ کی ایک

جہالت سے بھی بکس رہی تھی اور وہ کلمہ بھی ۱۰۰۰۰ اقول یہ ہے کہ جس نماز میں ہم ترجمہ اس میں بھی مبتدئی پڑھ رہے اور اسی طرح
 اعتقاد سے حدیث ابراہیمی (رضی اللہ عنہ) میں مذکور ہے کہ لا صلوة الا بعد الفجر و بقیۃ الکتاب (اس کی نماز
 نہیں ہے جو فوج نہ پڑھے اس کے سامنے نہ بیچے۔ جو یہی اصل حدیث تھی کا بارشاد ہے والا طریق اظہار فیہ فاستغفر اللہ و استغفر
 لعلی غفر لہ لغیرہ۔ اور اس وقت ہے کہ یہ نماز ہے۔ حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ یہ نماز ہے۔
 اور اس وقت کہ جب زبانی سے بھی نہیں پڑھتے کہ یہ ایت نماز کے بارے میں نازل ہوئی اور پڑھیں اور اس وقت کہ
 قرأت میں کلام کے پیچھے قرأت کرتے تھے تو یہ ایت نازل ہوئی۔ اور اس وقت کہ یہ ایت تمام کے مطابق سب کا اس بات پر اجماع ہے
 کہ یہ ایت نماز ہے۔ جس میں ہے اور اس سے بھی کہ یہ ایت تمام ہے جو نماز کو بھی شامل ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ
 کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ ایت تمام ہے کہ اس کی ابتدا اہل جائے صلا میں پڑھتے تھے کہ تم بھی پڑھو کہ اور جب قرأت
 کرتے تھے تو نماز میں۔ (اور موسم ایسے بھی کہ یہ کلام اہم کہتے ہیں ہم نے اہل اسلام میں سے کسی سے نہیں سنا ہے کہ کلام جب
 ہم سے قرأت کرتے قرأت کرتے اور اس کے بعد ایت نازل ہوئی اور اس کا یہ منظر تھا کہ یہ ایت تمام میں اور یہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور
 تاہم میں یہ کلام دیکھتے ہیں نماز میں اور اہل عراق میں اور اہل شام میں اور اہل مصر میں لیکن میں کہ انہوں نے
 کلام کی قرأت کے پیچھے قرأت نہ کرنے والے کسی آدمی کو یہ نہیں کہ کہ یہ نماز باطل ہے۔ اور اس لئے بھی مبتدئی پڑھ رہے ہیں کہ جب نہیں کہ
 مسبوکی پر واجب نہیں ہے تو سورۃ کی طرف اور وہی پر بھی واجب نہیں ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بعد کہ وہ نماز کے لیے
 ہے۔ اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قرآن کی صحت ہے۔ قتادہ نے اپنی سند سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نماز میں کلام نہیں پڑھتے کہ یہ کلام کے پیچھے سورہ اور حضرت عمار
 رضی اللہ عنہ والی حدیث سے متفق بھی مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے اپنے اہل میں پڑھ رہے ہیں کہ ان کا
 قول ہے۔ کیونکہ حضرت عمار اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم نے یہ فرمایا ہے کہ ان کی مخالفت کی ہے پھر یہاں تک کہ آپ کا مقصد یہ کہ کلام جب
 نکتہ کرتے تو اس میں پڑھ لیا یا اس کی خاموشی کے وقت پڑھ لے کیونکہ انہوں نے بھی روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
 کلام قرأت کرتے تو نماز میں سورہ اور دوسری حدیث اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث اس میں اختلاف کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔
 امام احمد نے بھی یہی کہ ہے اور وہ ان کا بھی قول میں کافی بن محمد بن ابراہیم الاصبہانی والی جو روایت ہے وہ اس میں بھی زیادہ کوثر
 ہے۔ کیونکہ وہ حدیث میں غیر صرف ہے اور اس کا مسبوکی پر قیاس باطل ہے (کہہ سڑوں کے بعد ہے) کہ مستحب ہے کہ کلام کے
 سکون میں پڑھے اور غیر جری میں پڑھے۔ ابراہیم نے کہے تو بھی نماز تمام ہو جائے گی کیونکہ جس کلام میں سورۃ کلام کی قرأت اس کے
 لئے کافی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیثی قرأت واجب نہیں ہے نہ جری نمازوں میں نہ سری میں ایک جری صحت کی روایت
 کے مطابق کلام نہ اس کی صحت کی ہے نہ قول ہے نہ جری نہ سری میں نہ مالک اور حنفیہ اور شافعی کا۔

حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ بعض جماعتوں نے اختیار کر لیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جو شخص کلام کے پیچھے سورہ کا تو نہیں پڑھتا
 اس کی نماز ہوئی ہی نہیں۔ دیگر مسائل اختلاف کی طرف اس مسئلہ میں بھی صحابہ کے درمیان اختلاف تھا۔ دونوں طرف دلائل ہیں
 پھر اس میں ان کا ظہور کہ کہ حضرت قاتلہ بن ابی عامر کی فریضہ کے قاتل نہ ہوں (جن میں حضرت امام احمد بن حنبل بھی ہیں جو
 جماعت مذکورہ کے نزدیک امام احمد بن حنبل ہیں) ان کو خطا کا ارتکاب اور جو کلام کے پیچھے سورہ کا تو نہیں پڑھے اس کے بارے

حدیث

سورۃ انفال

۷۵ آیتیں • اردو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فَرَسًا عَلٰی اَبْنِیْہِمْ مَّخْرُوجًا مِّنْ بَيْنِ اَیْدِیْہِمْ اَنْ یَّجِدُوْا اِلَیْہِمْ سَبٰلًا ۝۲

سورۃ انفال میں رسولِ نبویؐ کی آیتیں مخرجات ہوں گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱)۔

یَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۚ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاَتَقُوا اللّٰہَ وَاصْلِحُوْا اِلَیْہِمْ سَبٰلًا ۝۲

یہ لوگ آپؐ کے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپؐ فرما دیجئے کہ انفال اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہے۔ اور تم اللہ سے ڈرو اور اس کے

ذَاتِ بَیْنِکُمْ ۖ وَاطِيعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۚ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۳

میں تعلقات کو درست کرو، اور اللہ اور اس کے رسولؐ (اللہ) کی اطاعت کرو، اگر تم ایمان والے ہو۔

انفال یعنی مالِ غنیمت کا بیان

انفال انفال کی جمع ہے، اصل لغت میں شی زادہ کو کہتے ہیں، اس لئے فرائض کے علاوہ جو لازمی چیزیں ہوں، انہیں موردِ سزا نہ کہے جائیں۔ انہیں مال کہہ دیا ہے۔ کیونکہ مال میں اصل سے زادہ چیز ہے، جس کا لازمی طور پر حکم دیا گیا ہے، جہاد کے موقع پر جو دشمنوں کے مال ہاتھ آجائیں، جنہیں مالِ غنیمت کہہ دیا ہے۔ یہاں انفال سے مراد ہیں اور اہلِ فکر و فکر بخاری کے لئے اس کے مقرر حصہ سے زادہ دینے کا احکام کر دے، اس کو بھی مال کہا جاتا ہے، مسلمان کی جنگ اللہ تعالیٰ کی مدد و مدد کے لئے ہوتی ہے، وہ مال کے لئے نہیں لڑتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ جو مالِ غنیمت میں حاصل جائے، وہ اللہ تعالیٰ کا حریص نام ہے، اس لئے اس کو انفال کہا جاتا ہے۔

گزشتہ اسباق میں اسوالِ غنیمت کا حکم پہلی اسباق میں جب کافروں سے جنگ ہوتی تھی، ان کے ہاتھ مال آتے تھے، انہیں آپؐ میں بانٹنے اور استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ آسمان سے آگ آتی تھی اور اسے جلا دیتی تھی، اور اس بات کی دلیل ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ بچاؤ نہیں ہوتا، اگر مالِ غنیمت جمع کر کے رکھ دیا جاتا تو آگ آتا تو آگ آتا تو ہوتی تو سمجھا جاتا تھا کہ اس مال میں سے کسی نے کچھ مال کیا ہے، یعنی چھپا کر رکھ لیا ہے۔

ایک نبیؐ کے جہاد کا واقعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نبیؐ نے جہاد فرمایا اور فتح کے بعد اسوالِ غنیمت جمع کئے گئے، اس کے بعد آگ آئی تاکہ ان کو کھانا نہ ملے مگر آگ نے اس کو کھانا بھی نہیں چلایا، انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم میں سے کسی نے غنیمت کی ہے، لہذا ہر قبیلہ کو ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے، بیعت کرتے

[illegible]

إِنَّا الْمُسْلِمُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ

$$= \frac{1}{\sqrt{\pi}} \int_{-\infty}^{\infty} e^{-t^2} dt = 1$$

أَيُّهَا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيَمِيزُونَ بَيْنَهُمْ يَنْفَقُونَ ۝

[illegible]

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا. لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ.

[illegible]

اہل ایمان کے اوصاف کا بیان

ان آیت میں اہل ایمان کے چھ اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اول: یہ فرمایا کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے دلوں پر اللہ کی عظمت ایسی چھا جاتی ہے کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو بیت اور عیسیٰ کی جیسے ان کے دل اڑ جاتے ہیں۔ دوسری بات کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دینی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہتا ہے اللہ کی یاد سے اس کے دل مطمئن ہوتا ہے اور جب اس کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کی وجہ سے اس کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ وہی خوف ہے کہ جب دوسری عظمتیں سامنے آ رہی ہوں تو اس سے کہنا یا جانے کہ اللہ سے تو وہ خود میں مضطرب کر رہا ہے تاہم اور ان کو نہ کہنے کی ہرگز ضرورت نہ رہے۔ ہر طرف اعلیٰ کلمہ ہر اعلیٰ خلق کے کہ ان کے دل میں ان ہی نہیں، اللہ کی عظمت بھی نہیں، نہ ہے بھی نہیں، ہذا اور اعلیٰ کسی جس پیش کے لئے کر رہے ہیں۔

اللہ کی آیات پر غصہ جاتی ہیں تو اصل ایمان کا ایمان بڑھ جاتا ہے دوسری اصفت یہ ہیں قرآن کی کہ جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات چڑھی جاتی ہیں یعنی ان کو ساری حق چیز تو ان کے شلے سے ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے یعنی نوران میں ترقی ہو جاتی ہے اور اصل ساری کی طرف اور زیادہ توجہ ہو جاتی ہے اور ایمان و یقین کی جہ سے اعمال ساری کی طرف طبیعت خود نکلو چھٹے حق ہے اور ان میں سے فرت ہو جاتی ہے۔

فیصلی: عظمت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں تو کل اہل ایمان کی محبت سے اور بہت بڑی محنت ہے اپنے سب کاموں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور سب کام پر اختیار کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا اور یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہی ازیق ہے اور کائنات کی ہمت ہے اور ہم ان کے زیرِ قبضہ پر اور ان کے قہر و قدرت پر راضی ہیں یہاں اہل ایمان کی عظیم محبت ہے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ توکل کا حکم دیا ہے اور سب توکل کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ سورہ آل عمران میں قرآن و ان تعدیلھن الموضعن تجلیں (اور امید

عندہ کل شے مائیں کو دست رکھتے ہیں (سورۃ ملک میں فرمایا: قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ) اور علیہ تو کُنُوزُ السَّمٰوٰتِ وَمِنْ هٰذَا الْمَدِیْنَةِ (آپ فرمادیتے ہیں کہ وہ مائیں ہے ہم ان پر ایمان لائے اور ہم نے اس پر کُل کیا سو قریمہ کُل لگنے کو کہ ہے کُل کراہی میں (سورۃ الاحقاف میں فرمایا: وَمِنْ هٰذَا الْمَدِیْنَةِ عَلٰی اَنْفِیْهِمْ حَسَنَةٌ) اور جو شخص حد پر بھرے اسے اس عقاب کے لئے کافی ہے۔

اور نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیکھے ہوئے مال سے خرچ کرتے ہیں۔ چوٹی: صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں اور پانچ ہیں۔ صفت یہ بیان فرمائی کہ جو کچھ ہم نے دیات اس میں خرچی کرتے ہیں وہی عبادات میں سب سے بڑی عبادت ہے۔ قرآن مجید میں نماز کے ساتھ مالی عبادت کا بھی بار دیا کہ وہ عبادت ہے۔ (ماکس ص ۱۰) یہ کہ ان کو مالی طر سے دیا جائے جیسا کہ سورۃ بقرہ کے شروع میں بیان کیا گیا ہے اور عمار و فہیم کے علوم میں سب کچھ داخل ہے۔ بالکل زکاۃ و صلوٰۃ و صدقات و عبادات کا سب کو شامل ہے۔

ذکر و عبادات والے سچے مومن ہیں۔۔۔۔۔ فرمیں فرمایا: اَوَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفَوَاقِسَ عَقَبَهُنَّ حِقَاقٌ لَّهُنَّ فِرَاقٌ فِیْ حَقِّهِنَّ وَ مَغْفِرَةٍ وَّ رِزْقٍ کَثِیْرٍ۔ (یہ لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے ان کے آپ کے پس و روپ ہیں اور مغفرت ہے اور رزق کریم ہے) اس میں اول یہ فرمایا کہ جن عبادات کا وہ پچھ مومن ہیں ان کے لئے اور عبادت اور طہارت اور رزق کریم کی بشارت دی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ جن عبادات کا ذکر وہ مومن کے اوصاف کے مقابل میں ایمان باندھ دینے کے ذکر کے وقت صحت سے ہم چاہتا اور اس کی آیات میں کراہیات کا ذکر ہونا اور اس کی ذات پر بھروسہ کرنا۔ یہ امور قلب یعنی دل سے حقائق ہیں اس کا اتمام رہت عابد فیہ کی صورت میں ملے گا اور راقص الصلوٰۃ میں تمام بدنی عبادات آئیں۔ ان کے مقابلہ میں مغفرت کا اتمام ہے (عموماً عبادت دین کے ذریعہ کمال کا ذکر ہوتا ہے) اور وہ جو غیر میں مالی خرچی کرنے کے مقابلہ میں رزق کا ذکر فرمایا، قال صاحب الروح (صفحہ ۱۶۹ جلد ۱) و ربما يقال فی وجہ ذکر هذه الاشياء الثلاثة علی هذا الوجه ان المقدمات فی مقابلة الاوصاف الثلاثة نفس الوحی والاخلاص والتوکل ويستأنس له بالجمع والمغفرة فی مقابلة اقامة الصلوة ويستأنس له بما ورد فی غیر ما خبر ان الصلوات متکفرات لما بینهما من الخطايا و انما نفس الشخص من الذنوب كما یبقی الماء عن الدنس، والمرزاق الکفریم بمقابلة الانفاق۔ (صاحب روح ارحم) فرماتے ہیں اس ترتیب سے ان تین چیزوں کے ذکر کی وجہ بعض دفعہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جنت کے دروازے تو تین اوصاف یعنی خوف، اخلاص اور توکل کے درمیان اور ایمان و مغفرت لازم قائم کرنے کے بدلے اور کئی احادیث میں ہے کہ نماز میں ایک دوسرے کے درمیان الفت کی کوئی چیزوں کے لئے کلام نہیں اور یہ اولیٰ کو انکار ہوں سے اس طرح پاک صاف کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو صاف کرتا ہے اور رزق کریم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ملے گا)

درجات جنت کی وسعت۔۔۔۔۔ حضرت عمار بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں سارے ہیں اور ان درجات کے درمیان آگ میں ان کا قاصل ہے جتنا آسمان زمین کے درمیان ہے ان میں فرمادیں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اسی جنت کی چاروں سریریں چار ہیں اور ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کا حرف ہے سو جب تم اللہ سے سوال کرو تو فرمادیں کا سوال کرو۔ (ابو ہریرہؓ کی روایت صفحہ ۱۶۹)

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سارے درجات ہیں اگر سارے جہاں ان میں سے ایک درجہ میں نجا ہو جائے تو اس ایک درجہ میں سب جا جائیں۔ (ملفوظات الساجد صفحہ ۴۶)

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَاظِمُونَ ۝

جیسا کہ آپ نے اپنے آپ کو گھر سے حق کے ساتھ آپ کو باہر نکال دیا۔ اور ایک فرقہ ایمان والوں کی ایک جماعت کو گھر پر رہنا ہی

یُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝

اور آپ سے حق کے بارے میں جدوجہد کرتے ہیں۔ جسے آپ کے بعد کو ظہور ہو چکا تھا۔ تو اسے نہ جان کر صرف اسے ہارنے کی بات کہتے ہیں کہ وہ دیکھ رہے ہیں۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ

اور جب تم سے وعدہ فرمادیا تھا کہ میں سے ایک جماعت تمہارے لئے ہے اور تم اسے لے لے رہے ہو۔ اور تم اسے لے لے رہے ہو۔ اور تم اسے لے لے رہے ہو۔

تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُجِثَّ الْحَقَّ بِكُلِّ مِثْقَلٍ ۝ وَيَقْضَعُ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝

وہ تمہارے لئے ہو جائے اور تم اسے لے لے رہے ہو۔ اور تم اسے لے لے رہے ہو۔ اور تم اسے لے لے رہے ہو۔ اور تم اسے لے لے رہے ہو۔

يُجِثُّ الْحَقُّ وَيَنْبِطِلُ الْبَاطِلُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

حقیق کا حق ہو جائے اور باطل کا باطل ہو جائے۔ اور لو کہیں اسے نہ چاہیں۔

غزوہ بدر کا تذکرہ

ان آیات میں غزوہ بدر کا ذکر ہے۔ اور رسول کے فتح تک بلکہ اس کے بعد بھی متعدد آیات میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے اور بحرِ حجاز تفصیل اس صورت کے پانچویں اور پندرہویں میں بیان فرمائی ہے۔ غزوہ بدر کا تذکرہ سورۃ آل عمران کے کدو کی شام میں اور سورۃ آل عمران کے کدو کی شام میں گزر چکا ہے۔ ہاں فرمایا ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِنُحْرِهِ وَأَنْتُمْ أَقِلَّةٌ (اور یہ بات واقعی اور حقیقی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بدر میں تمہاری مدد فرمائی کہ جب تم گزر رہے تھے)۔

آگے نہ جانے سے پہلے پورا اتفاق نہیں کر لیا نہ جانے تاکہ آیات کریمہ میں جو اتفاق ہے اس کی تشریح سمجھ میں آجائے قریش مکہ برسِ سالِ تہجد کے لئے ملکِ شام چلا کر گئے تھے کہ مسطر سے شام کو چائیں تو راست میں مدینہ منورہ سے گزر رہے تھے۔ شہرِ مدینہ میں داخل نہ ہوئے تو دوست یا قریب سے اس کی خبردارت سے غزوہ بدر پہنچ گئے۔ یہ سمجھیں کہ قریش مکہ ایک قافلہ تہجد کے لئے شام گیا ہوا تھا جس کے لوگوں نے اس تہجد میں شرکت کی تھی اور اپنے اسلحہ کے ساتھ تھے۔ قافلہ کے سر دار ابو سلیمان تھے (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) جب ابو سلیمان کا قافلہ شام سے واپس ہو رہا تھا جس میں تیس یا پچاس افراد تھے اور ایک ہزار اونٹ تھے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ قریش کا قافلہ آگے بڑھ کر رہے۔ چلو اس قافلہ کو پکڑیں جس کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ میں لوگوں کے اسلحہ تم کو عطا فرما، سے آپ نے تاکید کی کہ تم نہیں فرمایا تھا اور یہ بھی نہیں فرمایا تھا کہ جنگ کرنے سے انکار ہے میں اس لئے بعض صحابہ آپ کے سرورِ اہل بیت ہو گئے اور بعض مدینہ منورہ میں رہے، ابو سلیمان کو خط لکھا تھا کہ لوگوں میں مسلمانوں سے غم بھرتا ہو جائے اس لئے وہ راست میں راہ کیوں سے اس بات کا کوئی کاروبار نہ کرنا چاہئے کہ انہیں مسلمان جہ سے قتل کے اور پتہ نہیں ہیں۔ جب آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے سفر فرمایا تو ابو سلیمان کو اس کی خبر ملی اس نے

جائے سے پہلے ضرور جاتا ہے پھر انھیں سنے چاہئے، اور پہلے تو ان کو کچھ عرصہ کچھ گھبراہٹ دینے سے عمل نہیں ہوتا۔ جنگ کرنے سے عاجز رہ جاتا ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

یہ انہوں نے کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور جو انھیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شاق کر دیا۔

الْعِقَابِ ۚ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝

۱۰۔ عذاب دینا ہے۔ ۱۱۔ تم چھوڑ دو۔ ۱۲۔ کافروں کے لئے ہے۔ ۱۳۔ عذاب کا عذاب ہے۔

مشرکین کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی سزا ملی

ذلک کہ عذاب دینا یہ ضرور ہے مطلب یہ ہے کہ کافروں کو مارنے کا یہ حکم اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ پھر اس کو بطور عذاب دیکھنے کے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا سزا کا مستحق ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ مخالفت کرنے والوں کو سخت عذاب دیتے ہیں۔

ذلکُم فَذُوقُوْهُ یہ عذاب اہل کفر کو ہے جو ہمیشہ شریک ہوئے مطلب یہ ہے کہ اس عذاب کو چھوڑ دو مزید فرمایا وہی لفظ کافروں کے عذاب النار (پادشہ کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے) کو دیا کہ عذاب کے بعد آخرت کے عذاب کا بھی تذکرہ فرمایا اور یہ بتا دیا کہ عذاب میں کس قسم کی سزا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُتِلْتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاحْتَفَلُوا فَكُلُوا مِمَّا كُتِبَ لَهُمُ ۖ

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے مارا جاؤ اور جھگڑا ہو جائے تو ان سے کچھ کھاؤ

وَمَنْ يُؤْتِهِمْ يُوَسِّدْ ذُبْرًا ۚ إِنَّهُ مُخَيَّرٌ فَأَلْقَا إِلَىٰ يَمِينِهِ فَقَدْ بَاءَ

اور جس نے ان کو کھانے کے جوڑے دیئے وہاں سے دیا جائے گا اور بائیں ہاتھ کی طرف دیا جائے گا تو کھانے پر ہتھ پڑے گا۔

بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ مَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

اللہ کے غضب سے اور اس کا مکان جہنم ہے اور وہی جگہ ہے۔

جب کافروں سے مقابلہ ہو تو جو کچھ کھاؤ

اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ جب کافروں سے مقابلہ ہو جائے تو جو کچھ کھاؤ پھر کرتے رہا نہیں، کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے جنگ عسکری اور کچھ کھانے کا حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچ کر کھانا کھا یا رسول اللہ اور کہا میں فرمایا (اللہ کے ساتھ کھانے کی کڑی حد) (جہاد کرنا) کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ کے نام قرار دیا جائے یا حق کے ساتھ (سورہ کافرانہ) (جہاد کرنا) (جہاد کے ساتھ) پھر کچھ کھا جائے) (مومن

۱۔ ان کی توجہ اور غور و خصلت کی طرف مبذول فرمائی جائے۔

تین دن میں لڑیوں کو جو نقصان دیک کے موقوفہ خانہ میں رکھ دیا گیا ہے اس وقت اس کے غضب میں آگیا کہ اس کا حکم خدا کا ہے۔ اسی لئے کہ یہ امر ہے قرآن کو چھو نہ ہو تو خدا کا عذاب ہے۔

اور صورتیں منگنی ہیں۔ اہل بیت اور صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں پشت کچھ کر چلا جاتا یا کمر سے ایک تہائی کے تقصیر بھی گنہگار نہ ہو سکتا ہے۔ اہل بیت تو سب کے ساتھ برابر ہوں۔ بظاہر ہمارا ہوا (جس سے دشمن کو بچنے کے لیے غلط کہا گیا) اور حقیقت میں دلائل ہیں کہ غلط کرنے کی نیت رکھتے ہو۔ جس کا رد کہ غلط دلائل یا شہادتوں کہتے ہیں۔ اس کو **مفسد حق** قرار دیا گیا ہے۔ یہ تعبیر فرمایا کہ جس جگہ جنگ کر رہا ہے اس جگہ اس کی صفات جنگ چلا جانے سے جو قتال کے لئے زیادہ مناسب ہو یا کافران کی ایک جماعت کو چھوڑ کر دوسری جماعت کی طرف چلا جائے آیت کے الفاظ اس سب کو شامل ہیں اور یہی صورت میں پشت کچھ کر جانے کی اہانت ہے اور یہ ہے کہ جنگ کرنے والا مسلمان یا مسلم نہ کی کسی جماعت سے نہ چلا جائے تاکہ ان کو ساتھ لے لے اور ان کو ساتھ لے کر جنگ کرے اس کو **مفسد حق** بھی قرار دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک واقعہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان فرمایا کہ کافروں سے لڑنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کو ستر سو تھانے کا کھسکا ہوا موقد دیا کافروں نے انھیں کیا کیا کیجے سے تم لوگ کاٹ کاٹ چھوڑ آئے اور وہ یہ موقد لے گئے اور یہ کچھ کہ کر ہم جا گئے وہ لے گئے اور پاش ہو گئے پھر حضرت سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ تم تو راجہ اور امیر تیار کرنے والے لوگوں میں سے تیرا آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ تم لوگ جماعت کی طرف ٹھکانہ بن کر آنے والے ہو اور میں تمہاری جماعت ہوں (آپ کا مطلب یہ تھا کہ قرآن مجید میں وصو و قول میں بھانٹنے کی اجازت دی ہے جان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنی جماعت کی طرف ٹھکانہ بن کر ہے۔ بعد ازاں لوگوں میں شریعت ہو جائے لشکر اور جماعت کی طرف پناہ لینے کے لئے آئے ہو یہ میں آتا میرے پاس آئے ہو اور میرے ساتھ مسلمانوں کی جماعت سے ہے تم اپنی جماعت کی طرف آئے ہو اس لئے کہ لوگ نہ سمجھو (اور تہذیبی کی دلیل یہاں ہے)۔

[illegible]

بارہ ہزار کا لشکر بھی مطلوب نہ ہوگا۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ میدان چھوڑ کر اور اصرار اختیار کرنے کی حرمت اس صورت میں ہے جبکہ کافروں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے کم ہو یا یہاں پر دشمنی جو یا ترکہ ہو تو لیکن دشمنی سے کم ہو۔ اگر کافروں کی تعداد دینی سے زیادہ ہو تو اور اصرار اختیار کرنا جائز ہے۔ عن حضرت ا کا استدلال آیت شریفہ **فَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ دِينَكُمْ فَإِنَّهُ لَفِي قُلُوبِكُمْ** سے ہے اور صاحب روح البیان نے حضرت امام احمد بن حنبل سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کا لشکر بارہ ہزار جو میدان چھوڑ کر رہ گیا ہو اگر دشمنی ہے کہ کفار سے بڑے شریف میں دار ہے کہ **لَنْ يَغْلِبَ إِلَّا عَشْرُ أَلْفٍ** لیکن بارہ ہزار کا لشکر حاکم کی وجہ سے ہرگز مطلوب نہ ہوگا۔ (۱) خدایا اب استدلالی کی طرف سے یہ وعدہ ہے تو بارہ ہزار مسلمانوں کا لشکر ہونے کی صورت میں میدان چھوڑ کر چلے جانے کی اجازت نہیں ہے خود دشمنوں کا لشکر اگر کتنی زیادہ ہو اور یہ بات بارہ ہزار دینی جاہل ہے۔ بارہ ہزار کا لشکر حاکم کی وجہ سے مطلوب نہ ہوگا۔ غلطی نہ ہونے والا یہ غم کی وجہ سے مطلوب نہ ہو جائے۔ دوسری بات ہے۔ (۲) کہ جو (خوف غم) افزہ ہو درمیں کافروں کی تعداد دین کی گنا زیادہ

تھی ہر ایک فراموشی یہ تھی اس وقت تک کہ یہ کہہ کر کہ الْحَنُ حَفَّ اللہ تعالیٰ نے اس کو فراموش کر دیا۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَكَارَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ دَرَأَ

اور تم نے انہیں قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ نے انہیں قتل کیا، اور جب آپ نے پھینکا آپ نے نہیں پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا

وَالْيُسْبِينَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلََاءٌ حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ ذٰلِكُمْ ۖ وَأَنَّ

اور یسبین کے مؤمنین کے لئے عذاب ہے اچھا۔ اے اللہ سب سے زیادہ سناؤ اور سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔

اللَّهُ مُؤْمِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۝

اور اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے اور سب سے زیادہ جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے مشرکین مقتول ہوئے

فرزادہ اور میں بھائی مسلمانوں نے جنگ کی اس کے ساتھ فرشتوں نے بھی شرکت کی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ ہی مؤمنین کو قتل کرنے سے روکا ہے اور سب کی طبیعت اور ارادہ سے وہاں سے لے کر فرمایا کہ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کرنے سے روکا ہے۔ فرزادہ اور کے ساتھ یہ ایک واقعہ پیش آیا کہ حضرت جریر علیہ السلام نے رسول اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچ کر کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جنگی ہرجہ کر دشمنوں کی طرف پیچھا کر رہے ہیں، آپ نے انہیں کہا کہ اور وہی مشرکین ہیں جس سے ہر شخص کی آنکھوں میں اور ہاتھ کے تھنوں اور منہ میں آگ لگی جس کی وجہ سے وہ لوگ پیچھا کر رہا ہے کہ کڑے ہوئے سب مسلمان ان پر مل جائیں ان کو قتل بھی کرتے رہے اور قید بھی کرتے رہے، آپ نے جب ان کی طرف توجہ کی تو ان کو پتہ چلے کہ جوئے ہوئے فرمایا طَاعَتِ الْوَجُوهِ (دشمنوں کے چہرے پر عصمت ہوئے) اس پر وہ لوگ شکست کھا کر ہٹ گئے اور فرمایا وَمَنْ رَمَيْتَ لَمْ يَمُوتْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ دَرَأَ (اور یہ جو آپ نے توجہ کی تو ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے میں شکست دی اور اس کو شکست کا سبب بنادیا۔) (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۰۰) یہ سب کچھ سننے کے بعد فرزادہ اور نے ان کے ساتھ یہی فرمایا تھا کہ (کہا کہ صاحبِ امان فرما)۔

فرمایا وَالْيُسْبِينَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلََاءٌ حَسَنًا (اور اس کا اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اپنی طرف سے اچھا انعام ہے) لفظ بَلََاءٌ کا معنی ہے کسی میں بھی آتا ہے اور آزمائش کے معنی میں بھی مشرکین نے یہاں انعام کا معنی لایا ہے اور مطلب یہ بتایا ہے کہ تاکہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اپنا اچھا انعام دے کر ان سے جس میں شکست نہیں دے اس کا اللہ تعالیٰ نے جو کافرین کو قتل کیا اور بھی بھائی ان کی آنکھوں کو پھینکا لی اور ان کو شکست دی جس کی وجہ سے اہل ایمان فتح یاب اور نصرت یاب ہوئے یہ اللہ کا انعام عظیم ہے۔ بعض مشرکین نے اس کا اور امر تو یہ کیا ہے۔ صاحبِ دواعی الدنئی کہتے ہیں۔ وَأَعْدَاؤُكُمْ يُعْصِرُوهُ ہلا ہلا، اہل الحروب یعنی بعض مشرکوں نے آج تک کا یہ معنی لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو جنگ میں اپنی طرح سے آزمائے۔

اے اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے (۱۰۰) جس نے مسلمانوں کی دجائی اور فریاد کی اور ہر فراموشی (جانتے والے) سب کی نیوٹن کو اور ظاہر کو اور باطن کو بھی جانتا ہے اس کے بعد فرمایا ذٰلِكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک انعام تو یہ ہے کہ اگلی ذکر ہوا وَأَنَّ اللَّهَ مُؤْمِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ (اور اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے اور سب سے زیادہ جانتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے اور سب سے زیادہ جانتا ہے۔

[illegible]

مسلمانوں کو ایک بڑے انعام کی یاد دہانی

ہر میں جو اللہ تعالیٰ شانہ نے اہل ایمان کی مدد فرمائی یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ ہر ایک سے مسلمانوں کو امانت اور عزت عروج حاصل ہوئی اور ہر سب سے عداوت کو ختم کر دیا۔ قرآن مجید کے لئے ملک شام آیا یا کرتے تھے، اے اے اے سے قیصر کمزری کبھی مسلمانوں کی اس فتح پالی کا ہم بھول سکتے ہیں؟ مسلمانوں کی امانت ہوئی امانت کا پتہ چل گیا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی جو کامیابی ہوئی اور مشرکین نے بڑی طرح شکست کھائی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اس کا سامان کیا اور ان کی سابق کمزوری کو یاد دلایا اور اشارہ فرمایا کہ تم اپنی ہمت سے کہہ دو کہ تم تو خدا سے تھے، ضعف بھی تھے، مگر کی مدد میں تم تھے، یہ کبھی شکایت نہیں تھی، تمہیں اس بات کا دار کار دیا تھا کہ وہ تمہیں اپنے نہیں کے لئے رکھ دے، تمہیں ختم کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا کہ تمہیں مدینہ منورہ میں لٹکا دیا، جہاں رہنے کی ہر گھڑی اور دشمنوں سے حفاظت بھی ہوئی۔ ہر سب سے تمام درمیں دشمنوں سے مدد بھیجی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں قتل کی مدد فرمائی کہ تمہیں یاد دہانی فرمائی کہ تمہیں نصیب فرمائیں۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ اس سے تمام اعمال اور نیک چارے مراد ہیں اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جو حاملہ ہر میں تمہیں کے طور پر حاصل ہوئے تھے، وہ مراد ہیں۔ آخر میں فرمایا: **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** (تاکہ تم شکر گزار بنو گے)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنَكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾

اے ایمان والو! خدا کی اور رسول کی اور تمہیں کی امانت نہ کرنا۔ تمہیں کی امانت میں جادو کرنا تمہیں سے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت نہ کرو اور آپس میں بھی خیانت کرنے سے باز رہو۔
 درمختار صفحہ ۸۷ پر حضرت ہار بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب ابو سفیان کی مکہ سے روانگی ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو یاد دہانی فرمائی کہ اس کی طرف نکل کر سے ہوں اور اس بات کو پوشیدہ رہیں، لیکن بعض مفسرین نے ابو سفیان کو بذریعہ خط اطلاع دے دی کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ چلے اور یہ سب کے لئے ارادہ کر رہے ہیں، لہذا ختم اپنی حفاظت کی فکر کرنا اس پر آیت بالا نازل ہوئی اور ایک روایت میں ہیں کہ جب حضرت ابنی شہابہ بڑی سے مروی ہے کہ حضرت (جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا) کہ انہوں نے جب معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہا صر فرمایا انہوں نے کہا کہ سعد بن معاذ جو قبیلہ کریں وہ ہمیں منظور ہے۔ حضرت سعد نے یہ قبیلہ یاد کیا کہ میں جو باطل مراد میں ان کو لکھ کر دیا جائے اور یہ ان کو قیدی بنالیا جائے۔ ان کے اس قبیلہ کا علم حضرت ابنی شہابہ نے کہہ دیا کہ یہ یہودیوں کے حلیہ تھے انہوں نے یہودیوں کو اپنے گلے پر ہاتھ کاٹا دیا کرتے ہوئے یہ بتایا کہ تمہارا سہارے میں قتل کا قبیلہ ہے۔ اس پر آیت بالا نازل ہوئی۔ حضرت ابنی شہابہ کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو کھنگنے کر میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی خیانت کی ہے، لہذا انہوں نے مسجد نبوی ﷺ کے ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا کہ کہیں گے کہ میں نے کچھ چھو کر گناہ نہ کچھ ہیں کا حتیٰ کہ مرہاؤں یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا کہ میرے پاس آ جا تو تمہیں اس کے لئے استغفار دے گا۔ اب جو اس نے طوعا یا کر پاتا وہی وقت چھوڑ سکتا ہوں جب اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے۔ سات دن تک انہوں نے کچھ نہ کھانا نہ پیا۔ یہاں تک کہ کہے ہوئے ہو کر کہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو کھانا دیا۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۹۰، جلد ۱)

کی وجہ سے ہے۔ مال و لالہ کی مشغولیت اور مجاہدیت کے طریقے کام نہیں کرنے دیتی، مجاہد کی شرکت سے باز رکھتی ہے۔ لہذا بھی کئی طریقے سے چھٹے نہیں دیتی، پہلی ذکاوت کا کرنے سے بھی غصہ نکال کر تا ہے، آج فرض ہو جا تا ہے تو برسوں کا خیر کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ آج فرض ہوتے ہوئے آج کے بغیر مر جاتے ہیں، لہذا دیگر فرائض و واجبات میں بھی کوتاہی نہ ملے، کچھ نہیں اٹاتے جس میں اللہ جل شانہ نے صحیح فرمایا ہے کہ تھک رہے ہیں اور لالہ و لختہ ہیں یہ آواز کھل کی جیڑی ہیں۔ آواز کھل میں چار سے تھوڑا سیل اور لالہ تھک رہے ہیں اسی میں نکل ہوئے کھار، جیڑی نہ جائیں۔ آیت میں لکھا احوال و لالہ سے پہلے لایا گیا ہے، بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ مال کا تھکا لالہ کے تھکے سے جدا ہے۔ حضرت کعب بن عیاض نے رسول اللہ کا کھراش دیکھ کر کہا کہ ان کی شکل اعلیٰ لفظ و فہمہ بعض افعال (چاندیہ راست کے لئے ایک تھکے ہوئے میری امت کا تھک رہا ہے کہ) (مشکوٰۃ الصالحین ص ۳۳۷ از ترمذی)

اول تو مال کمانے میں دھیمان کرنے کی ضرورت ہے کہ مال حلال ہو، طلال کمانی کے ذریعہ حاصل کیا ہو، اور اس کے کمانے میں فرائض و واجبات کا خیال نہ کیا ہو۔ کمانے کے بعد اس کے خرچ کے خرچ کرنے کے بارے میں بھی شریعت کے احکام ہیں اور خلاف شرع خرچ کرنے پر ممانعت ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ کے قدم (صاف کی چوڑے) انہیں بہت نکسے گے، بہت نکسے گے، یہ خرچ خرچوں کے بارے میں سوال نہ ہوئے۔ (۱) عمر کہیں کی (۲) جہلی کہیں کوٹائی (۳) مال کہاں سے کیا یا تم (۴) اور کہاں خرچ کیا یا تم (۵) مہم پر کہ قتل کیا۔ (مشکوٰۃ الصالحین ص ۳۳۷ از ترمذی)

معصوم ہوا کہ مال کے بارے میں وہ برسوں سے لگا رہا تھا، دیکھتے ہیں کہ مال تو کمانے ہی میں حلال اور حرام کا خیال نہیں ہوتا اور پھر خرچ کرنے میں بھی شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کی، مال و لالہ کی محبت میں اور یہ ہیں کی لڑائی، کھل چوری کرنے کے لئے بہت سے حلال پیسے حرام راستے میں خرچ کر دیتے ہیں، پھر یہ مال کی طلب تو اور بھی زیادہ ہو نکھڑتی ہے، سود و سود سے بھرست بازی کے لالہ و لختہ خرچ نہیں دے کر اور خوشی لے کر اور حرام چیزوں کا کاروبار کر کے اور اپنے شرکا و تجارت کی خیریت کر کے حرامیوں کا حق نہ کرنا رہی یہ ہمارے کر کے صاحب حقوق کے حقوق کو رک کر مال خرچ کیا جاتا ہے، ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہئے کہ مجھے تو کیا ہے چاہا نہ ہے یہ مال تو دوسروں کے ہتھ میں آئے گا میں دوسروں کے لئے اپنی آخرت کیوں قربان کر دوں؟ انہیں چنگ و پھل کی فکر تو ان کی گندہ کی محبت اس چیز کو سوچنے نہیں دیتی۔ وہ اور بھی تھک رہے ہیں اور لالہ کی لڑائی چوری کرنے اور ان پر محدود مال خرچ کرنے اور ان کی شادیوں میں مل لگائے اور سوت کے بعد ان کے لئے مال چھوڑنے اور ان کے لئے گھر اور دکانے میں بہت سے کما ہوئے ہیں اور خلاف شرع بہت سے کام کئے جاتے ہیں۔

ہر چیز اسی کے لئے دی گئی تھی اس کی مشغولیت اور مجاہدیت میں بہت سے گناہ کر چیتے ہیں۔ سو گناہوں کو ہمیشہ فکر مند رہنا چاہئے کہ کہیں رسول و لالہ کی محبت میں چکر اسی میں لگی نہ ہو جائیں۔ نکل ہوئے یہ جہاں خوب کی دیکھ رہے ہیں وہاں اسی میں کامیاب ہونے پر اطمینان رکھنا چاہئے، آیت کے آخر میں اس کا لڑایا، اِنَّ اللہَ جَعَلَ الْفِرَاقَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ مَا بَيْنَهُمَا (۱) ہے۔

تھو کی پر انعام دوسری آیت میں فرمایا کہ اسے ایمان والا اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فیصلہ دے گا، جو تمہارے لئے بہتر ہو گا اور تمہارے لئے خیر ہو گا۔ فیصلہ دہی چیز سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں مفسرین نے متعدد اقوال کیے ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے جاہلستان اور لوگوں کا دور مراد ہے جس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرقی کر سکیں گے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ شانہ کی مدد مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہیں کی اس کی مدد فرمائے گا جس کی وجہ

کے قیوں کی ذمہ داری آجائے گی اور میرے خیال میں نبی باہم قصاص ملنے کے لئے مقابلہ کر سکیں گے۔ لہذا اہمیت قبول کر لیں گے اور سارے قریش مل کر دیتے اور کریں گے۔ یہ سن کر انھیں وہاں سے جوں آتی تھیں گے اسے وہی ہے اور یہ فیصلہ قریش سب سے اچھی رائے رکھنے والا ہے جس نے جو رائے وہی میرے خیال میں بھی اس کے علاوہ کوئی دوسری رائے درست نہیں ہے۔ سب نے اسی پر اتفاق کر لیا اور مجلس سے اٹھ کر چلا گئے۔

حضرت جریر علیہ السلام کی آمد اور آپ کا صحیح سالم سفر ہجرت کے لئے روانہ ہو جانا اور ہر پہلو پر ایک حقوق ہوئے اور وہ حضرت جریر علیہ السلام کا سفر خدمت ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے باخبر کر دیا اور عرض کیا کہ آپ میں گھر میں رات توڑا کرتے ہیں اس میں رات کو تیرہیں ماٹھ ہی نہیں نے مشرکین کے حضور سے آپ کو باخبر کر دیا آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ رات توڑنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس کے بعد سفر ہجرت کے لئے روانہ ہو گئے اور ایک مہی میں نئی لہر کر انھوں کی طرف پھینک دی گئی جس کے سروں میں بھڑکی اور آپ فَمَا جَعَلْنَا فِيهِ الْفُلَ لَكُمْ فَهُوَ لَكُمْ فَفَجَعَلْنَا فِيهِ لِكُلِّ قَوْمٍ هَبْطًا مِّنْهُ یعنی ہر قوم کے لئے ہبوط بنایا ہے جو اسے روانہ ہو سکے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ان حضرات راتوں رات نہ سوئے تھے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پہنچا دیا تھا تاکہ وہ ان سے مل کر رہیں۔ آپ کے پاس دھڑکی تھی جس سے (چنانچہ) اور اتنا دھڑکی ہی سچی ہے جو سچے ہوا نہ تھا تو انھیں کاٹنا تو ضروری ہے اس لیے آپ نے دشمنی بھی کرتے تھے لیکن ساتھ ہی اپنی بات سنیں رکھنے کے لئے آپ ہی کو خوب کر رکھا تھا۔)

مشرکین کی ہانپائی جب آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ سے تشریف لے گئے تو مشرکین مکہ نے اس خیال سے کہ صحیح ان کو ہم تشریف آئیں گے میرا ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روک دیا کہ چروان روکے اور وہ تھا کہ تم کریں گے لیکن جب دیکھا کہ ہٹے گئے کہ اتنا ہوا تو جو نہیں تھا اپنا سامت لے کر وہ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارا دوست کہاں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ مجھے پتہ نہیں۔ لہذا تمہوں کے مکانوں پر چلتے رہے یہاں تک کہ نہ تو رکھ سکیں گے وہاں دیکھا کہ غار کے دروازے پر کھڑی نے پہلا ہین دکھا ہے یہ دیکھ کر غصہ کر دیا اور کہنے لگے کہ اگر اس کے اندر گئے ہو تو کھڑی کا چھانکار کے دروازے پر کیسے ہو گا؟ آپ اس غار میں تین دن تک تشریف فرما رہے اس میں اسی واقعہ کا بیان ہے۔ دشمن اپنی تدبیر میں نکل ہوئے اور اللہ کی تدبیر غالب آئی۔ (الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

وَإِذَا أَثْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِيذَانُ فَاقْلُوا فَسَبَّحُوا ثَنَاءً لَّقُلْنَا مِثْلَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۴: یہاں آیت حدیث کی چلتی چلتی ہے کہ سنائی کہ آدمی چاہتا تھا کہ وہ کہہ دیتے ہیں۔ یہ وہی ہے کہ وہ کہہ دیتے ہیں۔

الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذَا قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ

ہر ایک سے ٹھنک جاتی چلی آتی ہیں اور وہ ہر ایک سے کہہ دیتے ہیں کہ اگر یہ آپ کی طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمان سے پھر

عَلَيْنَا حِجَابًا مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ آتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

بِأَسْوَاقِهِمْ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ خَبِيرًا ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِأَسْوَاقِهِمْ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ خَبِيرًا ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۰﴾

تو میں میں ہوں، اور اللہ تعالیٰ اس حال میں عذاب نہیں دے گا کہ وہ استغفار کرتے ہوں۔

مشرکین کا عذاب اور جھوٹا دعویٰ کہ ہم بھی قرآن جیسا کلام کہہ سکتے ہیں

قیودی بن عبداللہ میں سے ایک شخص نصر بن طرار سے بھی رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ دشمنی رکھتا تھا۔ مشرکین مکہ قرآن مجید سننے سے اور اس کے متبادس کوئی ایک آیت ان سے بھی مایوس تھے۔ اس کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے جب ان کا چلچلاؤ پایا گیا کہ ان کے مقابلہ میں ایک سورت کا رد و مایوس ہو گئے۔ لیکن نصر بن طرار نے ”کعبہ بنی کعبہ“ اپنے ”کے“ طریقہ پر غصہ مٹانے کیلئے یہاں کہا کہ لَوْ نَفَعْنَا قُلُوبًا مَعْلٰی هٰذَا (اگر ہم چاہیں تو ایسا کلام کہہ دیں) مطلب یہ تھا کہ یہ بات نہیں کہ ہم یہ جڑیں کھدکھاتے ہیں لیکن کہتے نہیں۔ ہمیں کوئی کھدکھاتی نہیں ہے کہ مقابلہ کیلئے ہم اس جیسا کلام نہ کر سکیں اور عربوں نے یہ بھی کہا کہ هٰذَا اَلَا سُلَاطِنُ اَلْاَوَّلٰیْنَ۔ (کہ یہ جو ہم ﷺ سناتے ہیں پہلے لوگوں کی باتیں ہیں جو ان کی بھیجی ہوئی تھیں) ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہے پہلے لوگوں کی باتیں ہیں جو ہم ﷺ نے یاد کر لی ہیں انہیں سناتے رہتے ہیں نصر بن طرار کے علاوہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی ایسی باتیں کہی تھیں۔ جیسا کہ سورۃ النعام میں فرمایا عَشٰی اَوْ اَنۡتَ نٰجِدُ لَوۡلَآئِكَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ یُکْفَرُوۡنَ اِنۡ هٰذَا اِلَّا سُلَاطِنُ اَلْاَوَّلٰیۡنَ۔ ان لوگوں کی یہ بات شرارت اور حماقت ہے جس سے بھی یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اسے جس صورت پہلے لوگوں کی کتابیں ان تک پہنچی ہیں۔ پھر بھی ایمان سے اور اور کفر پر غصہ دیتے تھے اور ان کہتے تھے کہ یہ پرانے لوگوں کی باتیں ہیں۔

نصر بن طرار کا عذاب کے لئے دعا کرتا: نصر بن طرار نے جب یہاں کہا کہ یہ پرانے لوگوں کی باتیں سناتے ہیں تو حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان سے کہا کہ اللہ سے ڈرا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس پر اس نے کہا کہ میں بھی حق کہتا ہوں۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ محمد ﷺ تو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہوں لیکن یہ بتانا کہ یہ نہیں ہیں۔ (اللہ اعلم بالصواب) اس کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ ہم انہیں اللہ کی باتیں سناتے ہیں اس لئے ہم بھی لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ نہیں سمجھا۔ پھر اس نے بارگاہِ نبوتؐ کی باتیں ہیں دعا کی کہ اسے اللہ اگر یہی نہیں کی دعوت محمد ﷺ دیتے ہیں حق ہے میری طرف سے جتنا اسے قبول نہ کرے گی سزا میں ہم پر آسان ہے پھر یہاں سے یاد رکھنی اور ان کوئی روایات کہ عذاب بھیج دے۔ اپنے خیال میں اس نے یہ بات ظاہر کرنے کے لئے کہی تھی کہ اگر وہی محمد ﷺ حق ہوتا تو ہم پر ہرگز ہر بات اور عذاب نازل ہو جاتا جب یہ بات نہیں ہے تو ہم حق ہیں۔ اس طرح کی بات یہ وہاں سے بھی کہی تھی۔ سورۃ ہود میں ان کا قول نقل فرمایا ہے وَلَوۡ لَا نَعْلَمُکُمۡ لَعَلَّہٗ یُعَذِّبُکُمۡ لَٰعۡجِبَۃٌ مِّنۡ عَمَلِہُمۡ کہتے ہیں ان کی وجہ سے اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا اور اس زمانہ میں بھی بہت سے کفار ایسی باتیں کرتے ہیں جس طرح حق کے مقابلہ میں آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آجاتا۔ عذاب آتا ہے تا حق اور باحق واضح ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے پھر باطل کی قرآن اور باطلی مصلحت سے واضح ہوتا ہے اور انہیں میں ٹھکر اور تہرہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ انہی کا پانی نہیں کہ جو عذاب بھیج کر فیصلہ فرمائے گا بھی ایسا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب بھیجے، انہی کی دعا قبول فرمائی جاتی ہے۔ کئی جلدی اور کئی دوسرے عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ بعض مشرکین نے فرمایا ہے کہ آیت کریمہ سَلٰی سَلٰی یُعَذِّبُکُمۡ واقع

مشرکین کی عبادت یہ تھی کہ بیک اللہ کے قریب بیٹھیں، بجاتے اور تالیاں پہنتے تھے

نوشہ آیت میں یہ بتایا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے تشریف فرما ہوتے ہوئے ہر اہل مکہ کا انتظار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ من کذاب نہیں دے گا اور اس آیت میں یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ من کذاب کیوں نہ دے گا کفار کی حرکتیں ایسی ہیں جو مرد کی منتھنی ہیں۔ من میں سے ایک یہ ہے کہ یہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو کہہ کر آپ کے ساتھیوں کو کہہ کر سب سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیے اور باہر عبادت گاہوں سے روک دیا۔ پھر جب سے جری میں آپ اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو مسجد حرام تک نہ پہنچے دیوار عمرہ نہ کرنے دیا اس کی ہر حرکت اس قابل ہے کہ اس پر عذاب نازل کیا جائے کہ اگر وہ کافر ان حرکتوں کی وجہ سے یہ لوگ عذاب کے مستحق ہیں، مگر من کذاب تو عمومی عذاب نہ آیا لیکن فرودہ میں ہر مردان قریش مقول ہوئے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم المزیل (جلد ۲) میں بعض حضرات کا قول نقل کیا ہے کہ وہا کسان اللہ تعالیٰ عذابہ سے عمومی عذاب مرد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ سب ہی ایک ایک کر کے ہلاک نہ کئے جائیں گے اور وہا لھنہ آلا یعذبہ اللہ میں عذاب سب سے پہلے کسی کی وجہ سے اور دوسری کی ذمہ آئیں گے اور مقول ہوں گے اور ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلی آیت میں پہلی عذاب کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں آخرت کے عذاب کا ذکر ہے۔ دوسرے قول کے مطابق تفسیر کرنے سے فلذالکو العذاب بعدا لحکمہ تکلفوں کا رد چاہنا اور واضح ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا وفا کما نزلنا علیک یہ لوگ مسجد حرام کے لوہا پہنچیں اس کے متوالی نہیں ہیں کہ جب تشریف آئی تو عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دن ہو رہا ہے کہ بعد مسجد حرام پہلے شریک کو شہداء کئے گا کوئی من نہیں ہے پھر فرمایا ان نولیک آلا اللہ تعالیٰ عذابہ کے متوالی وہی ہیں جو اہل قریش ہیں (جو کہ شریک سے بچتے ہیں) مطلب یہ ہے کہ اس کی قیادت کا اختلاف قل ایہ ان کو ہے جو بعد میں فتح مکہ کے دن متوالی ہو گئے۔ اس دن کافروں کا تسلط ختم ہوا اور مشرکین کو مار دے گئے اور بہت سے مسلمان ہو گئے ولیکن انھیں عذاب لا یغفلون (اور ان میں سے اکثر یہ بات نہیں جانتے کہ انہیں مسجد حرام کے متوالی ہونے کا اختلاف نہیں ہے اور بعض لوگ جاسم کہہ جاتے ہیں وہ غلط کہتے ہوئے ہیں۔ (کتابی ادب ص ۳۲ جلد ۱)

اس کے بعد اہل مکہ کی عبادت کا ذکر فرمایا جس کو وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے اختیار رکھتے ہوئے تھے۔ اپنے خیال میں مسجد حرام کے متوالی بھی تھے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ ہم عبادت کر کے قیادت کا حق دار کر رہے ہیں اور ان کی عبادت یہ تھی کہ مسجد حرام میں بیٹھیں جہتے تھے اور تالیاں پہنتے تھے (جتنے بھی شیطانی جہتے ہوتے ہیں ان میں بیٹھیں تالیاں پہنیں وہ سب ضرور ہوتے ہیں کہ ان کی حرکتوں کی وجہ سے سختی عذاب ہوئے، آخرت میں تو ہر کافر کو عذاب ہو رہا ہے، دیا گیا بھی عذاب میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔ اہل مکہ بھی اسلام قبول نہ کرنے سے عذاب میں مبتلا ہوئے جن میں ایک اللہ ہر کی شکست اور ہزیمت کا بھی ہے۔ اہل مکہ کو نہ ہر حرکت میں جو یہ خیال تھا کہ ہم مسجد حرام کے متوالی ہیں اور حق قیادت ہمیں مسجد حرام سے روکنے کا اختیار ہے اس خیال کی تردید فرمائی کہ اہل مکہ مسجد حرام کے متوالی نہیں ہو سکتے۔ نیز وہ ان سمجھتے تھے کہ ہم مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں اس میں عبادت کرتے ہیں اگر مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے روک دیا تو کیا ہم خود عبادت نہ کر رہے ہیں۔ ان کی اس بات کی بھی تردید فرمادی کہ تمہاری عبادت شیطانی جہت ہے۔ تالیاں پہننا، بیٹھنا، عبادت یہاں کی عبادت ہے اس سے مسجد حرام کی بے لگنی ہوتی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَسَيُنفِقُونَهَا

یہ لوگ جو کفر اختیار کر رہے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے انہیں روکا جائے تاکہ وہ اپنی دولتیں

لَمْ يَكُونُوا عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ۖ ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿۸﴾

ان کے لئے نہ ہو کہ ان کی مالوں میں سے کچھ ان کی اصلاح کے لئے خرچ کر دیں اور ان کی طرف سے ان کے لئے

لِيُؤْخَذَ اللَّهُ الْخَبِيثَاتِ مِنَ الظَّلِيطِ ۖ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَاتِ بَعْضُهُ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ كَذٰلِكَ جَمِيعًا يٰۤاَعْلٰی جَعَلَهُ

تاکہ پاک اور نیک لوگوں سے جدا کر دے اور پاک اور نیک لوگوں کے خبیثات کو جو کچھ خبیثات کے لئے

فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۹﴾

اور خبیثات میں داخل فرما دے یہ لوگ ہمارے لئے ہمارے لئے۔

اللہ کی راہ سے روکنے والے مغلوب ہوں گے اور ان کے اخراجات حسرت کا باعث ہوں گے
مفسرین کثیر صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قریش کو بدر میں شکست ہوئی اور جو زندہ رہ گئے وہ مکہ مکرمہ واپس پہنچے تو یہ یحیٰی
کے بچے پانچ تھے کہ کم لوگ تھے جو کفار کی حمایت کے لئے نکلے تھے تم لوگ تو کجی سلام گئے اور صدمہ آتا اور ہماری دعا اور صدمہ سے
بھائی بدر میں مبتلا ہو گئے۔ لہذا تم لوگ بدلے سے ہماری مدد کرو تاکہ ہم دوبارہ جنگ کریں اور محمد ﷺ سے اپنا بدلہ لے لیں۔ چنانچہ ان
لوگوں نے اس سلسلہ میں پندرہ سال لڑائی کی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ بات حق ہے کہ اسی بدلے کے فریخ کرنے کے
سلسلے میں نازل ہوئی۔

اور صالحہ انحر علی صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کہ یہ آیت میں مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر میں جاتے ہوئے اپنی حمایت پر
منزل پر منزل فریخ کرتے رہے اور انت ذبح کر کے کھاتے رہے۔ پھر عمر بن عبد العزیزؓ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہ یحیٰی کے بارے میں
نازل ہوئی جس نے اُس کے ساتھ ہر مشرکین پر چالیس اونچے پانچوں فریخ کی تھی (ایک اونچے پانچوں درہم کا ہوتا تھا)
مفسرین کثیر لکھتے ہیں کہ صوبہ نزل کر چھٹا ہے مگر مضمون عام ہے۔ جب کسی بھی محل کو فتح کر لیں تو اس کے لئے اپنا مال فریخ
کریں گے دنیا و آخرت میں ناکام ہوں گے اور نیک لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا اجر کامل ہوگا پچھلے کام کا ہونا۔ کالوں کے بھانے کے لئے
مال فریخ کریں گے مگر ناکام ہوں گے اور کسرت ہوگی کہ کم نے اپنا مال فریخ کیا لیکن قاکہ قصود حاصل نہ ہوا یہ لوگ دنیا میں مغلوب
ہوں گے اور آخرت میں بھی اور خبیثات میں داخل ہوں گے۔

لِيُؤْخَذَ اللَّهُ الْخَبِيثَاتِ مِنَ الظَّلِيطِ ۖ يٰۤاَعْلٰی جَعَلَهُ
پاک اور پاک یعنی مومن اور کافر میں اللہ تعالیٰ کی تفریق دی۔ اہل ایمان اپنے ایمان کی وجہ سے جنت میں اور اہل کفر اپنے کفر کی وجہ سے
اور خبیثات میں جائیں گے۔

وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَاتِ بَعْضُهُ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ كَذٰلِكَ جَمِيعًا يٰۤاَعْلٰی جَعَلَهُ
اور یہ لوگوں کو اکٹھا کر کے اور خبیثات میں داخل فرما دے کہ انہیں تمام محل کفر ایک دوسرے کے ساتھ رکھے۔ اسلام کے خلاف مداخلت فریخ

کافروں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے

یہ آیت کا ترجمہ ہے۔ پہلی آیت میں دشمنانِ کفاروں سے یہاں تک لڑو کہ کلمہ شریک باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کیلئے رہے۔ یعنی اہل کفر اسلام قبول کر لیں اور مسودہ ہو جائیں۔ بعض مفسرین نے قرآن کے اس سے کفار عرب مراد ہیں۔ چونکہ ان سے لڑنا یہ قول نہیں کیا جاتا اس لئے یہ عجم یا گیارہ کفار عرب سے یہاں تک جنگ کرو کہ جزیرۃ العرب میں کفر نہ رہے۔ پھر اہل کفر اسلام کا گوارہ ہو جائے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر کافروں سے لڑتے رہو وہاں تک کہ ان کی ہول یہاں تک کہ اسلام کو غلبہ ہو جائے۔ غلبہ کی دھم دھمکی ہیں ایک یہ کہ اسلام قبول کر لیں اور دین کے جزو پر چھوڑ دیا جائے۔

حضرات صحابہؓ پر اگر جہاد کرتے رہے ان کے بعد بہت سے امراء و حکماء نے جہاد پر دینی دھمکاؤں اور حاضر کے مسلمانوں نے جہاد شرفی چھوڑ دیا تو اب خود مشہور و مشہوب سورہ سے آیت کے نسخہ پر فرمایا فَإِنِ اتَّخَذُوا آلَ اللَّهِ بَعِيضَهُمْ نَاصِرِينَ (اگر کفار لوگ اپنے کلمہ سے باز آ جائیں اور اسلام قبول کر لیں تو اللہ ان کا سونہ گوارہ کر دے کرتے ہیں انھیں لشکر میں جانے کی ضرورت نہیں یہ خیال کر کے کہ انھیں ہے انہوں نے جو کچھ کہنے کے لئے اسلام قبول کر لیا ہو پھر نقل کرتے چلے جاؤ ایمان نہ کرنا تم کلمہ کے تحلف اور قبول کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے، مگر وہ جو کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ شانہ ان سے تمہاری مخالفت فرمائے گا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنی ہمدان کی طرف ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ جنگ کے موقع پر جب حضرت اسامہ بن زیدؓ کا لشکر کافروں میں سے ایک آدمی کو قتل کرنے لگے اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ اس کے باوجود انہوں نے اسے قتل کر دیا جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ عرض کر دیا آپ نے فرمایا فَلْيَلْهُمُ وَلَدُ شَهِيدٍ لا الہ الا اللہ کہتا تو نے اس کے باوجود اسے قتل کر دیا کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا يَا رَسُولَ اللَّهِ (تو خدا کا اس نے جان بچانے کے لئے کیا کیا۔ آپ نے فرمایا فَلْيَلْهُمُ وَلَدُ شَهِيدٍ عن قلبہ۔ سو نے اس کے دل کو بچ کر رکھا نہ بھگدا آپ کا مطلب یہ تھا کہ جب کسی نے اسلام کا کلمہ چڑھا یا تو اس کے لئے مسلمان بن گیا پھر پانچ سو سال پہلے۔ ہم لوگوں کا حال نہیں جانتے۔ لوگوں کو بچ کر نہیں دیکھ سکتے پھر کسی کو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے سچے دل سے کلمہ نہیں چڑھا۔ ہر کام ظاہر سے متحقق ہے لوگوں کا حال اللہ جانتا ہے۔ اگر کافر لوگ جو کہہ کر کوئی شر یا ضرر پہنچا یا ہیں گے تو ان سے اللہ تعالیٰ ہماری مخالفت فرمائے گا۔ وہ تو ظاہر اور باطن سب ہی کو جانتا ہے۔ قال ابن کثیر (ص ۳۰۹ جلد ۱) قَوْلُهُ فَإِنِ اتَّخَذُوا آلَ اللَّهِ بَعِيضَهُمْ نَاصِرِينَ انھیں لشکر کا حصہ بن گئے۔ فَإِنِ اتَّخَذُوا آلَ اللَّهِ بَعِيضَهُمْ نَاصِرِينَ تم ذکر قصۃ اسامہ بن زید الذی ذکرنا ہا فی هذه الصفحۃ وہی مرویۃ فی الصحیحین وغیرہما۔ (علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں فَإِنِ اتَّخَذُوا آلَ اللَّهِ بَعِيضَهُمْ نَاصِرِينَ یہ ہے کہ اگر وہ اپنے کافروں کے ساتھ جو کلمہ سے قتال کرنے سے رک جائیں تو تم بھی ان سے قتال سے باز آؤ۔ اگر تم ان کے باطن کو نہیں جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ ہر کام اللہ جانتا ہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بلا یہ قصد ذکر کیا جو ہم نے ابھی اس سلسلے میں بیان کیا ہے اور یہ تصدیق بھیجیں (پھر ہمیں مروی ہے)۔

دوسری آیت میں فرمایا وَإِن تَوَلَّوْا فَاغْلُظْوَ وَإِنِ اتَّخَذُوا آلَ اللَّهِ مَوْلَاكُمْ کفار اگر گروہ روائی کریں اسلام قبول نہ کریں اور تمہاری مخالفت اور عداوت پر کمر بستہ ہیں تو ان سے لڑتے رہو اور بدلہ نہ لےو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا سولی ہے تمہاری مدد فرمائے گا۔ يَغْنَمُ الْمَوْتَى و يَغْنَمُ الْفَتَنَ۔ اچھا مومن اگر چاہا تو لڑے گا۔ جب کسی کی مدد شامل حال ہوگی تو تمہارے لئے بدلہ لے گا اور جہاد چھوڑ کر جہد بے ناک کوئی شروع نہیں۔

(پارہ چہارم: ۱)

وَاَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ فَإِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ ۖ وَلِذِي الْقُرْبٰی

اور تم جان لے کہ جو شے تم نے غنیمت سے لے لی ہے اس کا پانچواں حصہ ہے اور رسول کے لئے اور قریب رشتہ داروں کے لئے

وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسْكِیْنِ ۖ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۚ إِن كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاٰنْفُسِكُمْ فَانْشُرُوْا مَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ

اور یتیموں کے لئے مسکینوں کے لئے اور مسافر کے لئے اور تم تمہاری جانوں پر اور اس حق پر جو ہم نے نازل کی اپنے بندہ پر غنیمت کے

الْفُرْقَانِ یَوْمَ التَّلٰفِ الْجَنَفِیْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ ۝

وہ جس روز کھڑی تھیں دونوں جماعتیں اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اموالِ غنیمت کے مستحقین کا بیان

کافروں سے جب جہاد کیا جاتا ہے تو ان کے اموال بھی جہاد میں آجاتے ہیں ان اموال کو شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں مالِ غنیمت کہا جاتا ہے۔ مسابقت ۱۶۱۳ کے مطابق جب کافروں سے جہاد کرتے تھے تو ان کے اموال قابض آجاتے تھے تو ان اموال کو آپس میں تقسیم کر لینے کا شرعی قانون نہیں تھا بلکہ آپس سے آگے نال ہوتی تھی جو غنیمت کے اموال کھانا کرنا کستر کر دینی تھی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اسلام میں یہ پرہیز کر لیا اور ضرر لایا کہ انہیں اموالِ غنیمت آپس میں تقسیم کرنے کی اہلیت مرحمت فرمادی۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلیسم یحل المسلم للاحد من قبلا فلیک بان اللہ وای صطلو عجزنا فلیطہا۔ (متحدہ کواثر شاہ ہے کہ ہم سے پہلے کسی امت پر اموالِ غنیمت حلال نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے صلف و کراہی کو دیکھا تو ہمارے لئے اموالِ غنیمت حلال کر دیے)۔ (ردالمحتار جلد ۲)

کافروں کا جو مال جنگ میں حاصل کر لیا جائے۔ اس کی تقسیم کے بارے میں شریعت اسلامیہ میں جو احکام ہیں ان میں سے ایک حکم اس آیت میں بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ مالِ غنیمت میں سے ہوا یا پھر اس حصہ طبعہ کر لیا جائے اور اس کے بعد باقی چار حصے چھاپا اس میں تقسیم کر دیے جائیں۔ یا پھر اس حصہ کو خرچ ہو گا اس کے بارے میں فرمایا

لِلّٰهِ خُمُسُهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسْكِیْنِ ۖ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔

مفسرین نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر کرنا ہے۔ اس شخص کے مستحقین، ہواگ ہیں جو بعد میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا مال نہیں لیکن چونکہ اس کے قانون کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے لفظ اللہ خُمُسہ سے شروع فرمایا اس کے بعد اس پانچویں حصہ کے مستحقین بیان فرمائے۔ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسْكِیْنِ ۖ وَابْنِ السَّبِیْلِ

یعنی مالِ غنیمت کے اس پانچویں حصہ کا مصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور آپ کے رشتہ دار غنیم ہیں اور مسکین ہیں اور مسافر

اللہ تعالیٰ شانہ نے مزید فرمایا کہ جب مقابلہ کا وقت آجائے، پھر ہوگی تو مسلمانوں کی آنکھوں میں کافروں کا دھوکہ فروع کی آنکھوں میں مسلمانوں کو کم ہوا دیکھیں، کھانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان شجاعت اور بہادری سے لڑے اور کافر بھی یہ سمجھ کر لڑے کہ یہ تجھ سے ہے لوگ ہیں ان کو قتل کرنا آسان ہے پھر انجام یہ ہوا کہ کافر مغلوب ہوئے اور شکست کھائی اور مسلمان غالب ہوئے اور فتح پائی اور اللہ تعالیٰ کا جو فیصلہ مقرر اور مقدر تھا اسی کے مطابق ہو کر رہا عالم آخری میں ۳۳ جلد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان نقل کیا ہے کہ بدر کے دن مشرکین کی تعداد چھڑی آنکھوں میں اس قدر کم ہو گئی تھی کہ میں نے ایک ساتھی سے پوچھا کہ جو میرے پہلو میں تھا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ لوگ ستر (۷۰) ہوتے ہوں گے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے خیال میں ستر (۷۰) ہیں۔ اس کے بعد ہم نے مشرکین میں سے ایک شخص کو قید کر لیا اور اس سے پوچھا تمہارا کتنی تعداد ہے تو اس نے کہا کہ ایک بڑا بڑی فکری ہے۔

یہ بظورہ بالمطہلفات من غلظت عن قتلیۃ وفتنھن عن حین عن قتلیۃ۔

اس میں یہ بیان کیا کہ اللہ و رسول اور صالح انسانیت ظاہر ہو گئی اور کفر و شرک کے باطل ہونے کا خوب واضح طریقہ ہر لوگوں کو ظہور کیا اب اب بھی جو شخص ہلاک ہوگا جتنی فکری ہمارے گاہ و بخت تمام ہونے کے بعد اس کو اختیار کرے گا اور جو شخص ایمان پر چلتی کے ساتھ ہمارے گاہ و بخت کے ساتھ ایمان حق پر رہے گا۔ بلاکت سے کفر رہا اور حیات سے اسلام رہا اور اسلام قبول کرنا مراد ہے۔ حق واضح ہو جانے کے بعد ہر طرح کی خدشہ بھی کھاتال ختم ہو گیا اب کافر باکھشتی آنکھوں و حلق تک میں جائے گا اور خود اپنی بلاکت کے رستہ کو اختیار کرے گا اور جو شخص اسلام پر رہے گا اور اسی طرح کافر اسلام قبول کرے گا وہ بھی دلیل و حجت کے ساتھ دین حق پر مستقیم ہوگا۔

فائدہ۔ سورۃ آل عمران کے دوسرے کورس میں بھی لکھا ہے کہ اگر کہتے ہیں یسروا فنتظہم فنتظہم و انھن الغنۃ فہرما ہے اس کا ترجمہ اور تفسیر میں دیکھ لیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۸﴾

اے ایمان والو! جب تم کسی جماعت سے لڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ وَاذْكُرُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تُنَازِعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِجَالُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۹﴾

اور اللہ کی یاد کرو اور اس کے رسول کی اور انہیں میں بھگتو، یاد کرو کہ وہ تم پر جادے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی، اور صبر کرو، صابرین کے ساتھ ہے۔ اور ان لوگوں کی طرف سے جو ہمارے اپنے گھروں سے لڑائے ہوئے لوگوں کو نکالنے کے لئے آئے

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُخِيطٌ ﴿۱۰﴾

اور وہ لوگوں کا اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں اور اللہ اپنے اعمال کو سمجھتا ہے۔

دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے تو جہم کر مقابلہ کرو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو ان آیات میں اہل ایمان کو یہ علم دیا ہے کہ جب بھی کسی جماعت سے تمہاری مدد پھیلے ہو جائے یعنی جنگ اور لڑائی کی نوبت آجائے تو

تا بہت قوی کے ساتھ جم کر مقابلہ کر حضرت مہدیؑ کی لائق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دشمن سے مل کر مجھڑ ہونے کی تمنا کرو اور اللہ سے حاجت کا سوال کرو یہاں تک کہ مجھڑ ہو جائے تو جم کر لڑو اور دشمنوں کے ہتھیاروں سے لڑو۔ (مستدرک حلی جلد ۱ ص ۱۳۵) یہ حدیث حضرت مہدیؑ کی عمر سے روایت کی ہے اس میں یوں ہے کہ دشمن سے مقابلہ ہونے کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے حاجت کا سوال نہ کرو یہ تمنا ہی نہ مجھڑ ہو جائے تو تا بہت قوت ہو اور اللہ کا ذکر نکالتے رہو۔ سو اگر دشمن کچھ بھی چاہے تو تم خاموشی اختیار کرو۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سوال تو حاجت ہی کا کرتے رہیں اور جب دشمنان دین سے لڑنے کا موقع آجائے تو کھڑی نہ دکھائیں تا بہت قدم زمین جم کر لڑیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کریں اور اللہ کے جواب میں سے یہی ارشاد فرمایا کہ خاموشی سے لڑیں۔ شہر و قلعہ سے بچیں۔ حضرت زید بن لقمہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمیں مواقع میں اللہ تعالیٰ کو خاموشی محبوب ہے۔ (حدیث قرآن کے حقیقت اور انکال کے وقت اور مس وقت جہاز و حاضر ہو۔) (ذکر اللہ علیہ السلام ص ۱۰۶) (تفسیر مہملی جلد ۲)

خوب مشغولی اور عبادت کے ساتھ جنگ کرتے کا حکم دینے کے بعد فرمایا: **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ مَكْتُوبَاتٌ**

اور اللہ کا خوب زیادہ کر۔ یوں تو اللہ کا ذکر ہر وقت ہونا چاہئے لیکن خاص کر جنگ کے موقع میں اس کی صحبت اور زیادہ ہونا چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ اللہ مانگے، تسبیح و تہلیل میں مشغول رہنا پسند ہے۔ مومن بندہ ملازمتی اللہ کے لئے ہے۔ اس کا کام اور عبادت اللہ کے لئے ہے۔ یہاں جنگ کے وقت اللہ کے ذکر سے غافل ہونے کا کوئی موقع ہی نہیں۔ اس موقع پر ذکر کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ بعد ہر جنگ کی طرف پوری مشغولیت ہو اور باطن اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو اور زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہو یہ مومن کی خاص شان ہے۔ حضرت کل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ ملازمت اللہ سے اور اگر ان سب کا ثواب فی سبیل اللہ (عز و جل) مل لیں گے تو ان کی نسبت سات سو گنا زیادہ ملے گا۔ (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے فی سبیل اللہ ایک ہزار کرنے کی یہ غفلت ہے کہ اس کا ثواب (کم از کم) سات سو گنا ملے گا۔ (تفسیر مہملی جلد ۲) اور ذکر کا ثواب اس سے بھی سات سو گنا زیادہ ہے۔ (تفسیر مہملی جلد ۲) اپنے والد سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے فی سبیل اللہ ایک ہزار آیت پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ اسے انبیاء و رسولین، شہداء و صالحین کے ساتھ ٹھکانے گا۔ (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸)

(تفسیر مہملی جلد ۲ ص ۲۰۶)

پھر فرمایا: **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ مَكْتُوبَاتٌ**۔ جم کر لڑیں گے تا بہت قدم زمین کے لڑنا کہ اگر کریں گے تو کامیاب ہوں گے۔ (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸) (حدیث ابوداؤد ص ۳۳۸)

نصیب ہو گی۔

آپس میں جھگڑنے سے بوجہ خیزی ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ پھر فرمایا: **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ مَكْتُوبَاتٌ**۔ (اور امانت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی کہ لا تُلَاقُوا الْمُشْكَلَ وَالْمُشْكَلَةُ وَالْمُشْكَلَةُ) (اور آپس میں جھگڑنا کرو نہ بدل ہو جائے کہ تمہاری ہوا بخیری ہو جائے گی) اور آپس میں جھگڑنے کی وجہ سے سادہ قلم ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور افتکار کو دیکھ کر دشمن نے خوف ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں سے مسلمانوں کی نصرت چلتی رہتی ہے۔ باہمی اختلاف ضعف کا سبب ہے۔ قلب یکجہ نہ ہیں تو ایسا ہی اتحاد اور اتحاد کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ کافروں کو شکست دینے کی بہت سی تدبیریں ہیں (مثلاً جنگی مشینیں اور اسلحہ کی فراہمی وغیرہ) ان سب سے بڑھ کر باہمی اتحاد اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ تا بہت قوی بھی جب ہی حاصل ہوتی ہے جب آپس میں اختلاف نہ ہو۔

معتدی میں اس وقت مشرکین کے پاس پہنچا جب وہ وہاں کے لئے روانہ ہونے میں جھجک رہے تھے اس موقع پر انھیں سراقہ بنی مالک بنی نعمان کی صورت میں بتائی گئی (یہ سراقہ بنی کنانہ کے سرداروں میں سے تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے) انھیں نے قریش کے لئے کہا کہ تم لوگ ہرگز اپنے اہل سے بے ہوش نہ آؤ بلکہ اپنے چلوں میں تمہارا حامی اور مددگار ہوں۔ آج تم پر کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے۔ یہ تو کہیں ہوا پھر وہاں پر بھی موجود ہو گیا۔ جب مسلمانوں اور کافروں کی صفیں مقابلے کے لئے ترتیب دینی لگیں تو یہاں بھی وہ مشرکین کی صف میں اسی سراقہ والی صورت میں موجود تھا اور عمارت بنی ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا جب اس نے دیکھا کہ حضرت جریر علیہ السلام گھوڑے کی رکاب پکڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو بیٹھیں تو وہ ہاتھ چھڑکا دیا گئے گا عمارت نے کہا کہ تو جنگ سے پہلے ہی بھاگ رہا ہے۔ اس پر اس نے عمارت کے سینہ میں دھپ مارا اور اگلے پاؤں چلا گیا اور اس نے یوں کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں میں وہ بھوکا کچر ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ یہ تو اس وقت کی بات ہوئی پھر یہ قریش شکست کھا کر کہ معتدل پہنچے تو یوں کہنا شروع کیا کہ ہمیں سراقہ نے شکست دی۔ سراقہ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ تم لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہو اہل بنی نعمان کے تو تمہارے ہانے بنی بنی بنی نہیں ہوئی مجھے تو تمہاری شکست کی خبر پہنچی ہے۔ بن لوگوں نے کہا کیا تو فلاں بن جا رہے ہو بن نہیں آیا تھا؟ اس نے قسم کھا کر کہا مجھے تو اس کی ہاتھ خبر نہیں پھر سراقہ اور دوسرے لوگ مسلمان ہو گئے تو یہ ہلاک یہ شیعہ بنی کی حرکت تھی۔ (مجاہد ترمذی ص ۱۲۲ ج ۲، الحدیث ص ۱۱۰)

شیطان نے یہ دیکھا کہ انہی اوصافِ حق (میں اللہ سے آزاد ہوں) اس کا مطلب حضرت عطاء نے یہ بتایا کہ میں مذہب ہوں کہ اللہ تعالیٰ دیکر ہلاک ہوئے ہاتھوں کے ساتھ مجھے ہلاک نہ کرے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں اللہ سے اللہ تعالیٰ ہلاک نہ فرماے۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ اللہ تختِ عذاب والا ہے تم لوگوں پر تو عذاب آنے والا ہے۔ میں کیوں تمہارے ساتھ شریک ہوں؟ بعض حضرات نے فرمایا کہ انھیں کا کلام انہی اوصافِ حق پر ختم ہو گیا اور وہ لفظ شہیدۃ العقب جملہ متفقہ ہے مگر کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے لئے یہاں بھی تختِ عذاب ہے اور آخرت میں بھی۔ انھیں اس موقع پر جو ہر ہلاک کیا تو وہ اور اس کے ساتھ ہی یہ نہیں سمجھیں کہ عذاب سے بچا گئے آخرت کا عذاب تو لازمی ہی ہے جو شہید ہے۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ لا تفسدن جہنم منکم ومن یفعل منهم فاعلم

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَوَاهُ وَدِينُهُمْ وَمَنْ

یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے جن کو دینے کے لئے ان لوگوں کو دین نے گمراہ میں ڈال دیا اور جو کوئی انھیں

يَتَّوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۱۰﴾

اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بڑا حکیم ہے۔

منافقین کی بد اعتقادی اور بد زبانی

منافقین اسٹین کا لفظ ہے مسلمانوں میں بھی اپنے کو شہید کرانے تھے اور کافروں تھے ہی وہ ان کا کام یہ تھا کہ اسلام کو نقصان پہنچائیں اور مسلمانوں پر طعن کریں۔ ان کی انہیں طعن یہاں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جب صحابہؓ تمہاری قوم میں ہوتے ہوئے اپنے سے تمہیں کتنا تعداد سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو ان لوگوں نے کہا کہ انہیں اپنے دین پر بے وفادار ہے یہ سمجھتے ہیں کہ کم چاند حق ہے جس میں

نے غالب ہو کر ہیں گئے۔ یہ اپنے اس گھمباز کی وجہ سے یہ بھی نہیں سمجھتے کہ ہم کس سے جہاد ہے ہیں اور کس سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ حضرت
عبداللہ ثمالی نے ان کے جواب میں فرمایا کہ جو شخص اللہ پر جہاد کرے وہ جہاد غالب ہے وہ قتل کرنے والوں کو ضرور غالب سے گا جو اس
سے مخاطب نہ کرے گا خود اس کی خود اتھوڑی ہو وہ اس کی مدد فرمائے گا اور جیسے وہ اپنی حکمت کے مطابق مدد ضرورت فرماتا ہے۔
اللہ عنہم من فلفظہم قرض (یعنی کے دلوں میں مرض ہے) اسے کون لوگ مراد ہیں؟ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی
مراد نہیں مراد ہیں اور یہ عطف تعبیری ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو قرآن کی کلمہ کے ساتھ آئے تھے ان کے
قہر میں اسلام کے بارے میں کذب و باطل تھا وہی کذب و باطل کو مرض سے تعبیر فرمایا۔

معلومات ضروریہ متعلقہ غزوہ بدر

قرآن مجید میں غزوہ بدر کا ذکر ہے کہ فرمایا ہے اس کا بیان آیات کی تفسیر کے ذیل میں کر دیا گیا ہے۔ اہل بدر کے قہر میں کے بارے
میں جو کچھ خدا تعالیٰ کیا اس کا ذکر آتی ہے۔ اور اللہ کو اللہ آ رہا ہے ان شاندار۔ بعض چیزیں جو انہیں جن کا مدد سے اللہ میرے کی کتابوں
میں ذکر ہے ان کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔

- ۱۔ حضور مصطفیٰ ﷺ میں شہید ہوئے اور بدر ہوا۔
- ۲۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جن میں مہاجرین کی تعداد ۶ تھی اور باقی انصار میں سے تھے ان میں سے بھی اور غزوہ بدر میں سے
بھی۔ انہی ایہ شاہد یہ صلی ۲۶۶ ہجری ۳ جلد ۳ میں حضرت ابن عباس سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔
- ۳۔ قریش مکہ جو بدر میں پہنچے تھے ان کی تعداد ۹۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ تک کے درمیان تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ ۹۵۰ آدمی تھے اور بعض
حضرات نے فرمایا کہ ایک ہزار سے بھی زیادہ تھی۔
- ۴۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے تمام باغیہ کو مشرکین میں ملاں انھیں یہاں تھی ہرگز کہے گا کھانا انھیں یہاں تھی
ہرگز کہے گا پھر یہی ہوا۔

- ۵۔ اس موقع پر مشرکین مشغول ہوئے اور جہاد کرنے کے جن کی تمکین ہاتھ کر دے ضرور لے جایا گیا۔
- ۶۔ انہیں مشغول ہونے والوں میں ابابکر بھی تھا جو مشرکین کا کڑا دھرم کر کے آیا تھا اور جس نے کفر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
حمیت انصار کے ہاتھوں سے بچ گئی کہ اپنا تھوڑی سی دھن باقی رہ گئی تھی وہ حضرت ابن مسعود کے سر کاٹ دینے سے قسم ہو گئی۔ اس کا کسا
ہو اس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مل کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے الحمد للہ فرمایا انھیں مشغولین میں سے بن
حلف بھی تھا۔ یہی شخص تھا جو حضرت جابر کو اس وقت قتل کرنے پر مامور کیا کرتا تھا۔ حضرت جابر نے اس موقع پر انصار کو تادیب کر دیا کہ
یہ کفر کا مرتبہ ہے کہ یہ قتل ہونے چاہئے حضرت انصار نے اس کو گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

- ۷۔ جو مشرکین بدر میں قتل ہوئے تھے ان کی نعشوں کو وہیں ایک کونہ میں ڈال دیا گیا۔ اہل بیت میں حلف کی دھمکی پھیل گئی تھی
جب اسے زور میں سے نکالنے کے لئے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے لہجہ ۱۱ سے وہیں چھوڑ دیا گیا اور وہ پر سے مٹی اور حجر ڈال دیے
گئے۔

- ۸۔ جب ان لوگوں کو کونہ میں ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تحریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر فرمایا کہ تمہیں
اس بات کی طرف مت مڑو کہ ان لوگوں کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کر لیتے۔ ہم نے تو اسے قتل پایا جو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ فرمایا

تھا۔ کیا قرآن نے بھی وہ دھوکا پایا جو قرآن سے دہے تم سے کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے ایسے کام فرما رہے ہیں جن میں دامن نہیں ہے آپ نے فرمایا تم سے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو بات میں کہہ رہا ہوں ان سے جو کہ قرآن زیادہ سننے والے نہیں ہو (یعنی مجھے تم سے کہہ دینا چاہیے وہ بھی سن رہے ہیں) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کو زندہ فرما دیا تھا تاکہ وہ آپ کی بات ان کو سنانے اور ان کو حضرت امیرؓ سے متاثر کر دے۔

۹۔ باد کے ان جو مسلمان شہید ہوئے ان میں چھ چھوٹے بچے تھے اور آٹھ انصار میں سے تھے۔

۱۰۔ شیطان کے بعد رسول اللہؐ نے عین دن وہ میں قیام فرمایا اور پہلے عباد اللہ عین روا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو غلامی کی خوشخبری دینے کے لئے مدینہ منورہ بھیج دیا تھا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے جان فرمایا کہ ہمیں ایسے وقت میں غلامی کی خوشخبری کی خبر پہنچی جب ہم رسول اللہؐ کی صاحبزادی (راقیہ رضی اللہ عنہا) کے دل سے غار سا ہو رہے تھے۔ یہ حضرت عکرم بن ابی وقاصؓ کی اہلیہ تھیں۔ آنحضرتؐ نے ان کو بھی بھڑکائی کہ تم غلامی کے لئے مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔

۱۱۔ فرمودہ میں ایک یہ ہفتہ پیش آیا کہ حضرت امیرؓ نے ان کی آنکھ جھٹکے سے اگل کر ان کے دھار پر آجڑی لوگوں نے چاہا کہ اسے نکالتے اور آنحضرتؐ سے عرض کیا کیا تو آپ نے فرمایا مت کاٹو۔ پھر آپ نے ان کو مارا کہ نہ دست مبارک سے آنکھ کے جھٹکے میں نہ مارا یا ان کی یہ آنکھ ٹھیک طرح تک کی ہو اس کی روشنی دوسری آنکھ سے زیادہ بھی ہوگی۔ بعض دیگر صحابہ کے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا نیز اگر ان کو تن کی آنکھ جاتی رہی رسول اللہؐ نے ان کی آنکھ پانچا صاحب مبارک اٹھ دیا اور انکل درست ہوئی ان کو دیکھ کر رسول اللہؐ کے لئے کچھ بھائی کتاب لکھ دی اور انہیں اہل بیت کی مراد سے کی جانے لگا۔

۱۲۔ جو حضرات بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت ہارثہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ بدر میں ہرگز ایسا شخص داخل نہ ہوگا جو چار یا پندرہ میں حاضر نہ ہو۔ (قال فی التہذیب صفحہ ۳۹ جلد ۳)، (تغریبہ احمد وهو علی شرط مسلم) صحیح بخاری ص ۵۶۸ جدید میں ہے کہ حارثہؓ بن اسحاقؓ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں آئیں اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ (ﷺ) حارثہؓ سے جو مجھے خاص متعلق تھا، وہ آپ کا معلوم ہے۔ سو اگر وہ جنت میں چلا گیا تو میں میر کرتی ہوں اور ثواب کی امید رکھتی ہوں اور دوسری کوئی بات ہے (یعنی وارث میں چلا گیا تو آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں۔ یعنی وہ راکھ اور کھیر کر دیں گی) (کئی روایت) آپ نے جواب میں فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ وہ ایک جنتی قوم ہی ہے۔ وہ بہت ہی جنتی ہیں اور میرا بیٹا ضرور اس اہل میں سے ہے۔ (صحیح بخاری ص ۵۶۸ جلد ۳) ان کی کثیر رحمت اللہ علیہا یہی اصل ۳۴۹ جلد ۳ میں لکھتے ہیں کہ یہ حارثہؓ عمرؓ کے دو تھے جو گھبراہٹ کرتے رہے۔ ان سے عرض سے پائی گئی ہے تھے کہ چاہا کہ ایک تیرا بھائی کی موت کا سبب بن گیا۔ جب اس شخص کو آٹھ یا نو سال کا فرماں میں داخل کر دیا گیا (جو جنت کا سب سے بلند درجہ ہے) تو جن لوگوں نے ان کو اہل میں حساب کیا ان سے مقابلہ کیا ان کے درجہ کا کیا عالم ہوگا؟

۱۳۔ جس طرح ہاجرین اور انصار میں سے فرمودہ بدر میں شریک ہونے والوں کو بڑی فضیلت ملی اسی طرح سے جو رشتے اس فرمودہ میں شریک ہوئے تھے دوسرے رشتہوں پر ان کو فضیلت ملی گئی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت جریرؓ آنحضرتؐ سے درو عالم ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے اور درجہ پانچ کا کہل بدو آپ کو دے دیں اور فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک وہ افضل المسلمین میں سے ہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اسی طرح سے ہم بھی ہمارے شریک ہونے والے فرشتوں کو دوسرے فرشتوں سے اٹھل جاتے ہیں۔ (الحجی بخاری ص ۶۹ ج ۲)

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُتَّقِينَ كَفَرُوا، الْكَفَّةُ يُطْرَبُونَ وَجُوهُهُمْ وَأَذْبَابُ رُءُوسِهِمْ، وَذُوقُوا

اور آپ دیکھیں جب فرشتے کافروں کی پہاں لٹھی کرتے ہوئے ان کے منہوں پر اور ان کے بچھوں پر دانتے دانتے ہیں اور ان کے پیچھے

عَذَابُ الْخَرِيقِ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيَكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي قَوْمَهُ لِيُظْلَمَ وَلِيُعْذِبَ ۚ كَذَٰبٌ

کہ جتنے کذاب بگڑا۔ یہ ان اہل کی جو سے جو کلمہ سے انہوں نے آگے کیجئے اور واجب اللہ نہیں پر علم کرنے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ

إِلَٰهَ فِرْعَوْنَ ۚ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَآتَاهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ

اس فرعون کی مانند تھی اور ان لوگوں کی جو سے پہلے تھے انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا سو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کو بگاڑا اور اللہ قوی

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا أَنَّهُ لَمْ يَكْ مُخِيرًا نَعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُفْعِرُوا

بے انتہا عذاب والا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ چاہے اللہ کی نعمت کا دینے والا نہیں ہو مگر قوم کو ان کی جو چاہے اللہ وہ عفوئی ہے اہل

مَا يَأْتُرُهُمْ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ كَذَٰبٌ إِلَٰهَ فِرْعَوْنَ ۚ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَبُوا

اہل کو نہ بدل دیں اور واجب اللہ تھے وہ دانتے دانتے ہے۔ جیسا کہ آل فرعون اور ان لوگوں کی مانند تھی جو ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے

بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ۚ إِنَّ

دوب کی آیات کو بھلاؤ۔ سو ہم نے ان کے سبب انہیں ہلاک کر دیا اور ہم نے آل فرعون کو ڈبو دیا اور جو سب ظالم تھے

شَرُّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ

یہ اللہ میں سے بدترین مخلوقوں میں سے ان کے کہ وہ ایمان نہیں لے سکتے اور انہیں ایمان نہ آئے گا۔

موت کے وقت کافروں کی پٹائی

ان آیات میں اول تو کافروں کے عذاب کا تذکرہ فرمایا جو انہیں موت کے وقت ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ معرکہ بدر میں جو کفار قریش مسلمانوں کے مقابلے میں آئے تھے اور بدر جنگ میں مارے گئے وہب و مختار اور بے حقہ فرشتے ان کو ان کے منہوں اور پشتوں پر مار رہے تھے اور موت کے بعد جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونے کی خبر انہیں دے رہے تھے۔ مفسران کثیر نے حضرت محمدؐ سے یہی نقل کیا ہے اور دیگر مفسرین نے اس مضمون کو عام بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت فرشتوں کا کافروں کے چہرے اور پشتوں پر مارا جاتا ہے اور ساتھ میں انہیں جہنم کی آگ کا دیکھا جاتا ہے جیسا کہ سورہ محمد کی آیت میں ارشاد ہے:

لُكُلِفَ إِلَٰهُنَّ فَكُنَّ مِنَ الْمَلَكُوتِ يُنْظَرُونَ وَجُوهُهُمْ وَأَذْبَابُ رُءُوسِهِمْ ۚ (سو کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی دہانہ لٹکیں کر رہے ہوں گے اور ان کے چہرے اور پشتوں پر مار رہے ہوں گے اور اہل آفاق معلوم ہوتا ہے اس کے عہد میں مقتولین ہر بھی آجاتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: **وَاللّٰثُ بِمَا كَفَرْتُمْ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ** کہ یہ جو کچھ موت کے حالت کے بعد کی مزا ہے تمہارا سچ کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے جہنم میں بھیجا کرتے رہے اور انہیں آگے بھیجتے رہے۔ **وَاَنَّ اللّٰهَ لَيَكْسِبُ بَطْلًا مِّنْ عِبَادِهِ** (اور بلاشبہ اللہ ہندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے) کیونکہ جو کچھ اللہ کی طرف سے کسی کوئی جاتی ہے وہ ہندوں کے اعمال کا بدلہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: **يَا كُفْرًا اَلْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ تَحْزَنُوْا** یا ہدایت اللہ۔

ان کفر میں پر جماعت کی طرف سے خطاب آیا کہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنے ہندوں کی بدعت کے لئے اپنی آیات بھیجتا ہے یہ آیات آفاقی تھی ہوتی ہیں اور آیات انہیں بھی ہوتی ہیں اور آیات مجتہد بھی جو اللہ کی کتابوں اور مجتہدوں میں موجود ہوتی ہیں۔ بندہ اگر طور و فکر سے کام لیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کو سمجھا سکیں اور اس کے نبیوں اور کتابوں پر ایمان لائیں اور ان کا ماننا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کرنے کی طرف ذہن پہلے بکھرنے کا یہ طریقہ رہا ہے کافر اللہ کی آیات کے منکر ہوئے اس کے نبیوں کو جھٹلایا اور تورہ و عید سے انحراف کیا شرک میں مبتلا ہوئے لہذا دیکھا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے عذاب ہوئے اور آخرت میں بھی کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔

سابقہ اصحابوں نے آیات اپنے کو جھٹلایا جس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمایا: **يَا كُفْرًا اَلْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ تَحْزَنُوْا** یا ہدایت اللہ۔ **وَاللّٰثُ بِمَا كَفَرْتُمْ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ** (الہ) لا جیسا کہ آل فرعون اور ان لوگوں کی حالت تھی جنہوں سے پہلے تھے اس میں یہ بتایا ہے کہ جیسے آل فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کے ساتھ معاملہ ہوا اسی طرح اس زمانہ کے کفر میں کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا۔ اللہ کے دین پر نہ آنے والے اللہ کے نبیوں اور اس کی کتابوں کو جھٹلایا گئے تو یہ بھی سخت عذاب ہوں گے ہر ایک کا بدلہ دیا جائے گا۔ **وَاَنَّ اللّٰهَ لَيَكْسِبُ بَطْلًا مِّنْ عِبَادِهِ** یا ہدایت اللہ۔ **يَا كُفْرًا اَلْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ تَحْزَنُوْا** یا ہدایت اللہ۔

(کسی تو تم کو اللہ نے بے خوفت و حفاظ میں اپنی نعمت کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بدلہ دیا جب تک وہی لوگ اپنے واقعی اعمال کو نہ دیکھیں جب لوگ خود بدل جاتے ہیں۔ کفر و شرک اختیار کرتے ہیں یا فریبوں پر گم جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی نعمت جیٹھ لیتا ہے۔ جب لوگ ایمان پہنچتے ہیں اچھے اعمال کو ترک کر دیں۔ برے اعمال میں لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت میں کمی بخیر آجاتا ہے۔ نعمت جیٹھ لیتی جاتی ہے اور بندے محنت اور عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

پھر فرمایا: **وَاَنَّ اللّٰهَ سَيَجْعَلُ لَّكُم مِّنْ دُوْنِ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** (اور بلاشبہ اللہ نکلے گا جاننے والا ہے) سب کے اعمال کو نکتا ہے سب کے اعمال کو بھاتا ہے کسی میں کیسے کوئی تعمیر فعلی یا قوی ہو جائے وہ سب سے باخبر ہے

اس کے بعد کفر آل فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا تھا ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا

پہلے **يَا كُفْرًا** یا ہدایت اللہ فرمایا اور دوسری جگہ **يَا كُفْرًا** یا ہدایت اللہ فرمایا اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان و ربوبیت کا بھی انہوں نے خیال نہ کیا جس نے پورا طریقہ پرورش فرمائی پرورش کے ساتھ پیدا فرمائے۔ حاجات پوری کیں اس کی آیات کو جھٹلایا اور سر باٹھری ہے عقلی ہے لہذا ان لوگوں کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا گیا۔ پھر آل فرعون کے فرقہ کے جانے کی تصریح فرمائی: **وَاَنْفَرْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ** اور ہم نے آل فرعون والوں کو ہلاک کر دیا۔

آخر میں فرمایا: **وَاَنْفَرْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ** اور ہم نے آل فرعون اور اس سے پہلے جو کچھ بکھرنے والے تھے جس جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اور عاد و ثمود کا کفر انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا کفر اختیار کیا اور معاصی میں بدعتے پہلے گئے۔ ان کی حرکتیں ان کی

اور وہی کام مٹ جائے۔

اگر کفر یا فوروں سے بدتر ہیں۔ پھر فرمایا ان خسرو اللواتی عندہ اللہ یحکمزہا (آپ کو لا آپ تک اللہ کے نزدیک زمین پر چنے پھرے لوگوں میں سب سے بدتر لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا) اللہ لوہ دافعہ کی طرح بے پروا ہو جائیں گے چلے جائے۔ اسی اعتبار سے یہ کتاب سب کو شامل ہے۔ لیکن عبادات میں وہ آپ پر یا نبیوں کے لئے ہوا جاتا ہے۔ صاحب روح المعانی صلی ۲ جلد ۱ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خسرو النفس نہیں فرمایا بلکہ خسرو اللواتی فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ کوہی لوگ جس دینی مسئلہ میں ہیں جس کو آپ میں سے ہیں اور اس شخص کے بدتر ہیں افراد میں سے ہیں۔ فہم لا یلمون مسنون (سو یہ لوگ ایمان نہ آئیں گے) ان کی سرکشی بہت آگے بڑھ چکی ہے اور کفر میں داخل ہو چکے ہیں لہذا ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

کھنڈ حضرت نے فرمایا ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ آپ ان کے پیچھا پائی جان چاک نہ کریں۔ آپ کے کرنے کا جو کام تھا (یعنی حکومت حق اور بارگاہِ مبین کو وہ آپ کر چکے۔

الَّذِينَ عٰهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْفُضُونَ عٰهَدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا دُعِیَ إِلَى الْحَرْبِ قَشَرُوا مِنْهُمْ فَمِنْ حُلْفَتِهِمْ لَوَالِدٌ یَّذْکُرُونَ ﴿۱۱﴾ وَإِنَّمَا تَعٰقَبُ مِنْ قَوْمٍ مَّجَاسِدَ یَبِیْضُونَ قُلُوبُهُمْ لَیْسَ مِنْهُمْ شَیْءٌ ۚ لَئِنْ لَمْ یَنْتَهِ عَنِ الْخَافِیْنِ ﴿۱۲﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن سے آپ نے معاہدہ کیا مگر وہ اپنے معاہدے کو توڑ دیتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے سو اگر آپ ان کو

تلفیقہم فی الحرب قشرؤہم من حلفہم لعائنہم یذکرون (و اما تعاقب من قوم مجاسد یبیس قلوبہم لیس منہم شیء لئن لم ینتہ عن الخافین) جب بھی ہمیں قاتل نہ ہو، وہ لوگوں کو کھنڈ کر دیتے ہوں گے کیونکہ وہ آپ کے معاہدے کو توڑ دیتے ہیں اور آپ ان کو تعاقب نہ کریں۔ (خافین وہ لوگ ہیں جن سے آپ نے معاہدہ کیا تھا کہ آپ کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہیں کریں گے۔ پھر انہوں نے ہتھیار دے کر شریکین کی مدد کی جب ان سے سوال کیا گیا تو کہنے لگے کہ ہم بھول گئے تھے۔ اس کے بعد پھر معاہدہ کیا تو اسے بھی توڑ دیا اور فز و خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مددگار بن گئے۔ ان کا سرور (کعب بن اشرف) ان کا معقلہ کیا اور اس نے شریکین کے معاہدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھ حمل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریں گے۔

اسی کو فرمایا ثُمَّ یَنْفُضُونَ عٰهَدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ (مگر وہ ہر مرتبہ اپنے معاہدے کو توڑ دیتے ہیں) کو فہم لا یظنون (اور وہ اللہ سے نہیں ڈرتے) اور وہ دشمن کی بدگالی سے بھی نہیں بچتے۔

پھر فرمایا فَمِنْ حُلْفَتِهِمْ لَوَالِدٌ یَّذْکُرُ (مگر وہ ہر مرتبہ اپنے معاہدے کو توڑ دیتے ہیں) کو فہم لا یظنون (اور وہ اللہ سے نہیں ڈرتے) اور وہ دشمن کی بدگالی سے بھی نہیں بچتے۔

(سو اگر آپ انہیں جنگ میں پائیں تو ان کے دشمن یہ ان لوگوں کو کھنڈ کر دیں جو ان کے پیچھے ہیں) یعنی لڑائی کے موقع پر آپ ان پر ایسا حمل کریں کہ یہ کام ہو جائیں۔ ان کی ناکامی اور آپ کی کامیابی کا جب شہرہ ہو گا تو ان کے پیچھے یعنی ان کے کھلم کھلا بہت سے قاتل ہیں اور

بھی منتشر ہو جائیں گے اور آپ پر حملہ کرنے کی ہمت نہ کریں گے لَعَلَّہُمْ یَذَّکَّرُونَ تاکہ ان کو عبرت حاصل ہو اور وہ جان لیں کہ قتلِ عہد کرنے والوں کا اور کفر سے جتنے جانوں کا کیا انجام ہوا۔

اہل ایمان کو خدشہ اور خیانت کی اجازت نہیں۔ اہل ایمان کو کبھی قتلِ عہد کی ضرورت پیش نہ آتی ہے اور یہ جب ہوتا ہے جب دشمن سے فخر ہو کہ وہ اپنا عہد توڑنے والا ہے اگر ہم نے اپنے عہد کی پاسداری کی اور انہوں نے اپنا عہد توڑا پھر اس کا نیک نیت میں نہیں ہے عہد کرنا تو ہمیں تکلیف پہنچتی۔ ایسے موقع پر مرنے کا یہ ہے کہ خود ہی بغضت میں عہد کریں۔ ہاں یہ کہ یہ کہ پہلے عہد کر دیں اور ان کو بتا دیں کہ ہمارا عہد راجع معاہدہ تھا ہم اسے فتح کر رہے ہیں۔ اسی کو لایا وَأَمَّا الذِّہَاقُ من قوم حذافہ فَأَنبِئْہِمْ عَنِی سَوَآءٌ۔

اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو عہد آپ نے ان سے کیا اور ان کی طرف بھیج دینے تاکہ آپ عہد وہ اس بات کے جاننے میں براہ ہو جائیں کہ آپ معاہدہ واتی نہیں رہا۔ اگر معاہدہ کیا اور ان کا معاہدہ واپس نہ کیا اور معاہدہ فتح کرنے کی اطلاع کے بغیر حملہ کرنا تو یہ خود گواہ اور خیانت ہوگی جس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے اسی کو لایا یَا اَہْلَ الذِّہَاقِ لَا تَجِبُوا الْعَاقِبَتِی۔ (یاد رہے اللہ تعالیٰ طمانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا کہ وہ کسی قحاک اور بعض مسلمانوں کے درمیان میں جھج بات آجاتی کہ چونکہ دشمن دشمن ہے، کچھ کچھ دوسرے نہیں کیا اپنا عہد توڑے۔ اس لئے ہم اپنی حفاظت کے لئے پہلے عہد کریں تو ہماری حفاظت ہو جائے گی اس خیال کو رفع کرنے کے لئے یہ بھیجتے قربانی کو گو کہ فرقہ ہمارے دشمن ہیں لیکن جب معاہدہ ہو گیا تو اب تمہارے لئے معاہدہ کی خلاف ورزی جائز نہیں اگر ان سے عہد کی خلاف ورزی کا ار ہے تو تم پہلے ان کو بتا دو ورنہ عہد فتح ہے اس کے بعد تمہیں حملہ کرنا جائز ہو گیا۔ یہاں اہل عہد کی پاسداری کا شریعت اسلام میں کتنا اہتمام ہے۔ اسی کو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس میں چار چیزیں ہوں گی وہ خاص منافق ہو گا اور ان چار میں سے ایک بغضت ہوگی تو اس میں بغضت کا ایک حصہ ہوتا ہے تاکہ آپ تک سے چھوڑ دے۔

(۱)۔۔۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے

(۲)۔۔۔ اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے

(۳)۔۔۔ اور جب معاہدہ کرے تو چھوڑ دے۔

(۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (رواہ بخاری صفحہ ۳۵۵ جلد ۱)

ہر مسلمان کو معاہدہ کی پاسداری لازم ہے حکومت سے معاہدہ ہو یا کسی جماعت سے یا کسی فرد سے اس کی خلاف ورزی حرام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں جنھوں میں میں امانی کرنے والا ہوں ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد کیا اور پھر عہد کیا اور ایک وہ شخص جس نے کسی آدمی کو لکھ دیا پھر اس کی قیمت کیا کیا اور ایک وہ آدمی جس نے کسی عہد کو کام پر لگا لیا اس سے پورا کام لیا اور اس کی عزت و رسی نہ دی۔ (رواہ بخاری صفحہ ۳۵۵ جلد ۱)

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ خَلَعَ مَعَ اَہْلِہِ اَلْمَیْمَیْنِ وَ اَلْیَمَنِیۃِ الْجَنَیۃِ

(جس نے کسی عہد والے کو قتل کر دیا جس کی قریشیوں کی نہ سوت گئے گا۔) (رواہ بخاری صفحہ ۳۵۵ جلد ۱)

خاتمہ..... تاکہ دوسرا فرقہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر دے اور پتہ چل جائے کہ انہوں نے خیانت کی ہے۔ مثلاً وہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں اور کوئی ایسی خلاف ورزی کر دیں جس سے معاہدہ ٹوٹ جائے تو پھر اپنی طرف سے عہد توڑنے کی اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں

اور جب اپنی طرف سے عہد توڑ دیتے تو ان کو اس کی اطلاع دینی ہوتی ہے کہ ہر فرد کو اطلاع دینا ضروری نہیں جب ان کے صاحب اقتدار کو
تکلیف عہد کی اطلاع سے ہی کوافائی نہ ملے، نہ ان کی اس بات میں اپنے اطراف حکومت میں خبر پہنچا سکتا تھا تو یہ کافی ہے۔

(اگر وہ صاحب اختیار یا اب المؤمنین یعنی مسلمان تھے)

وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۷﴾ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ

اور کافر نہ ہونے پر یوں نہ سوچیں کہ وہ سب سے پہلے تھے، وہ نہیں جانتے کہ وہ اپنے لئے تیار کیا گیا ہو یا نہیں ہے۔ اور ان کے مقابلے کے لئے تیار کیا گیا ہو یا نہیں ہے۔ اور ان کے

مِنْ قُوَّةٍ ۚ وَمِنْ رِيبَاتِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ ۚ

تو ہے۔ یہ بھی ہے کہ ہر قسم کے گھوڑوں سے بھی اس کے ذریعہ تم اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور ان لوگوں کو جو ان کے خلاف ہیں اور ان کے دلوں

لَا تَعْلَبُوهُمْ ۚ اللَّهُ يَعْلَمُ هُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفِّي إِلَيْكُمْ

تم میں کو کچھ نہ دے گا۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ جو بھی کوئی چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کر گئے، وہ تمہیں پورا پورا دے گا۔ اور تمہیں

وَأَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ ﴿۸﴾

اور تم ظلم نہ کیا کرتے۔

دشمنوں سے مقابلہ کے لئے سامان حرب تیار رکھو اور انہیں ڈراتے رہو

ان آیات میں اول کافروں کو بھیجے گئے کہ اگر جنگ کے موقع سے بچا نکل گئے مقتول نہ ہوں تو قیدی میں بھی نہ آئے یہ لوگ
یہ نہ سمجھیں کہ تم اللہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور اللہ کا پیغام دے گئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ہرگز نہیں رہیں، اسے ہرگز نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے ہاتھ کا توڑنا نہیں بھی انہیں محنت میں مبتلا فرمائے گا اور آخرت
میں تو ہر حال ہر کافر کے لئے ختم ہوا ہے جس کا جان قرآن مجید میں بار بار کیا گیا ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم سے ہو بھی ہو سکتے دشمنوں سے لڑنے اور ان کا دفاع کرنے کے لئے ہر طرح کی قوت تیار
رکھو۔ لفظ عاونہ عظیم بہت عام ہے یہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق تیار کرنے کو شامل ہے اور حق قوت بھی کہ وہ ہے یہ بھی عام ہے اور ہر
قسم کی قوت جمع کرنے کو اس کا عموم شامل ہے۔ ہر طرح کے ہتھیاروں کی جس زمانہ میں ضرورت ہے ان سب کا تیار کرنا اور دوسری
ہر طرح کی قوتیں تیار کرنا اور باہمی ضرورت۔ یہ سب فقہین قوت میں داخل ہیں لیکن وہ ہر طرح کی قوت تیار کرنا بھی سمجھ لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ
کے کئی حکم فرمایا آیت بالا میں جو حق قوت فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہو ہر طرح کی قوت تیار کرنا بھی سمجھ لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: اَلَا اِنَّ الْمَغْرَافَةَ الْمَرْمِيَةَ - اَلَا اِنَّ الْمَغْرَافَةَ الْمَرْمِيَةَ - یعنی قوت تیر بھجکانا ہے۔ تمہیں یاد آیا فرمایا۔ (ابو مسلم مطبوعہ)

(۱۲۳ھ)

اور حیرت بھجکانا قوت اس لئے فرمایا کہ اس میں اور سے دشمن پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرے آیت میں تو کھڑی سے لڑنا ہی سے گا اور
اور سے مقابلہ ہوتا دوسری سے تیر اندازی کر کے دشمن کو لپکا لپکا جا سکتا ہے اس لئے کہ وہ کھڑے کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سجادؓ

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أُنْذِرُكَ بِخُصْمِهِ

نہ کہہ سکتے تھے آپ کو، آپ کو جاننا چاہتے تھے کہ آپ کو کتنی ہے، کتنی ہی ہے جس نے اپنی دعا کے ساتھ دعا کی ہے، ساتھ

بِالنَّاسِ ۝ وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَ بَيْنَ

آپ کو قاتل دی اور، ہی کے ہاں میں ملے پورا فریال۔ اگر آپ سب کو مارنے کو اپنے بازو زمین میں سے تب ہی آپ ی کے دوں میں ملے

قَالُوا بِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ آتَىٰ بَيْنَهُمْ إِلَٰهًا مُّؤْتِي الْحِكْمِ ۖ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ خُذْ مَا أُتِيَكَ مِنَ الْكِتَابِ وَقَدْ خُذْنَا بِنُصْرَتِكَ خُذْهُمَا قُلْ لَهُمَا فِي الْبَاقِ الْحُكْمُ ۚ وَمَا يَكُونُ لِي بِأَمْرِ الْبَاقِ شَيْءٌ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ أَهْلَ الْبَاقِ فَهُوَ مِنَ الْفَاسِقِينَ ۚ

[illegible]

اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٠﴾

کلی جہانگیر کی ایک بے غفلت اور بے فکری ہے۔

دشمن صلح پر آمادہ ہوں تو صلح کی جا سکتی ہے

اس سے پہلے آیات میں جہد کے لئے سالانہ ہدایت کرنے کا حکم تھا اور تھقل عہد کے سلسلہ میں بعض حالات خاص۔ وہ آیات میں ہوتی

فرمایا کہ زمین کا سطح کی طرف جھکیں تو آپ بھی جھک جائیں۔ چار سو روپے کی نہیں سے سو فیصد محصولات سے حقوق کے گراں میں دارالسلام

لورڈز کی مصلحت اور مصلح کی چاہتی ہے۔ جنگ کرنا مقاصد میں نہیں ہے۔ اگر مصلح کام چننا ہے تو مصلح کرلیں اس میں پہنچی

ماہل ہے کہ ان سے جڑ بے لہذا قبول کر لیں۔ صلح کا یہ بھی لاکھ لاکھ کا کاروبار اس کی بنیاد پر چلیں چلیں تو آپس میں ایک دوسرے کے

ملک میں آگیا جہاں اس سے اہل کفر مسلمانوں کے اخلاق و اعمال سے الگ و تمیز سے متاثر ہوں گے اور اسلام کی طرف راغب

ہوں گے۔ بعض کا یہ نے فرما، اس کا لفظ ان جنس خواتین میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمان عورت سے سب سے زیادہ نفرت کریں اور ان کا نفرت

کھلی کریں تو صبح کریں۔ صاعید ہا یہ لکھتے ہیں:

والخيار ان يصلح فعل الحرب او لم يقاتله وكان في ذلك مصلحة للمسلمين فلا يباي به لقوله

تعالى وان جعلوا بينهم فجاءهم الموت وهم ظالمون

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

تعلیٰ ہے اگر وہ (کھار) سٹخ کی طرف تھیسورہ تو بھی سٹخ کی طرف ایک جادو اور اس کے کہ: این سٹخ بھی ایک مفتی میں چلادی ہے

ہر ایک مبلغ میں مسلمانوں کی بھلائی اور کچھ نہ کچھ مقصد حاصل ہو شرکار اور کرہ ہے اور وہ مقصد مبلغ سے بھی حاصل ہو رہا ہے ہر خلاف اس صورت کے کہ

سطح میں مسلمانوں کی پہلائی نہ ہو کہ یہ سطح جائز نہیں کیونکہ اس کی سطح کا تصور واقعی جہاد تک کرنا ہے لیکن جس حواسے بعض کا کرنے جو

یہاں یہ کہنا ہے کہ اگرچہ اس کی تائید سورہہ محمد کی آیت "فَلَا تَهْتَفُوا بِأَنذَارِ الْيَوْمِ أَنَّهُ يَأْتِيكُم بِغَافِلِينَ" سے بھی ہوتی ہے۔

ہاں اگر کوئی بہت عیسیٰ مسمیٰ ہو جائے کہ مسلمان کسی جگہ زندہ نہیں آجائیں اور مسیح کے بغیر کوئی صورت چھنکے کی نہ ہو تو اہل طرف

تے مچھلی کی خوش کن کی نگاہیں بے ہدیہ بات کہہ سکتا ہے کافر صبح کر کے بدھدی کردیں اور صاف اور ہو جائیں۔ اس کے لئے فرمایا

قَوْمًا لَا يَفْقَهُونَ ۝ اَلَنْ حَقَّقَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعِلْمًا اَنْ فِیْكُمْ ضَعْفًا ۚ فَاِنْ یَكُنْ مِنْكُمْ

ان لوگوں میں جو اللہ کے قہر اور جہاد کو نہ سمجھتے اور ان کے ہاں اگرچہ ایک ضعیفہ اور کمزوری ہے۔ مگر اگر تم میں سے

مِائَةِ صَابِرَةٍ یَّغْلِبُوا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَكُنْ مِنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوا اَلْفَیْنِ ۚ بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور اللہ کے فضل سے سو صابرہ لڑ کر دو سو کو فتح کر دے گی اور اگر تم میں سے ایک ہزار صابرہ ہوں گے تو ان کے ہاتھ سے دو ہزار کو فتح کر دے گی۔

وَاللّٰهُ فَعَّ الضَّعِیْفِیْنَ ۝

اور اللہ نے کمزوروں کو فتح کر دیا۔

دشمن کی دو گنی تعداد ہو تب بھی راہ فرار اختیار کرنا جائز نہیں

ان آیات میں اول تو رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ سونہیں کو جہاد کی ترقیب دیں آپ جہاد کی ترقیب دیتے تھے اور اس کے منافع بتاتے تھے جس میں سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے آپ کی ترقیب اور قرآن میں یہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم خوب جانتے تھے کہ ساتھ لڑتے تھے اور جانتے دیتے تھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ مسلمانوں میں سے اگر بیس آدمیوں کی تعداد ہوگی اور وہ جانتے تھے کہ ساتھ ہم کر لڑیں گے تو اپنے مقابلہ کاروں کے دو سو آدمیوں پر غالب آئیں گے اور اگر سو مسلمان ہوں گے تو وہ ایک ہزار کاروں پر غالب ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی تھا اور اس وعدہ میں یہ حکم بھی مضمون ہے کہ مسلمان اپنے سے دن گنا تعداد کے مقابلہ میں راہ فرار اختیار نہ کریں اور ہم کر لڑیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن گنا تعداد کے مقابلہ میں کتبہ پائے گا وعدہ ہو گیا تو اب راہ فرار اختیار کرنے کا کوئی موقع نہ رہا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۳۱ جلد اس کی تفسیر ہیں۔ شرط فی معنی الامر بمعصاۃ الواحد العشرة والواحد مئة۔ ان معصوۃ لفظ بمعون اللہ و تہدۃ فالجملة معنی بالقطعة المتعینة معنی (یہاں سے دن گنا کاروں کے مقابلہ میں ایک سو سونے کے کتبہ کے معنی میں میری شہادت لکھی گئی ہے اور وعدہ اس طرح ہے کہ اگر یہ میری کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور تاجید سے غالب آئیں گے جسی جملہ ظلی طور پر تو قرآن میں ہے مگر حقیقی انکا ہے)۔

یہ قرآن بالیقین قَوْمًا لَا یَفْقَهُونَ۔ اس میں یہ بتایا کہ اگر اس جہ سے مطلوب ہوں گے کہ وہ سمجھیں۔ سمجھنے والا کافر غرت کے دن کو نہیں سمجھتا۔ اور آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہائے کے لئے اللہ کا کافر بلند کرنے کے لئے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں لڑے ان کا نہ سمیت چاہیے اور شیطان کے چاروں کی وجہ سے ہے بخلاف اہل ایمان کے کہ وہ اللہ کی رضا کے لئے اور اس کا بدلہ کرنے کے لئے لڑتے ہیں۔ لا محالہ وہ غالب ہوں گے اور کافر مطلوب ہوں گے۔ (مکمل سورہ صاحب قروج)

اس کے بعد فرمایا اَلَنْ حَقَّقَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعِلْمًا اَنْ فِیْكُمْ ضَعْفًا۔

اس کا سبب نزول بتاتے ہوئے حضرت امام بخاری نے ص ۷۷ جلد ۳ حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب مکلی آیات ان یظنن فیفسدکم عشرؤن ضعیفؤن نازل ہوئی تو مسلمانوں کو یہ بات ہماری معلوم ہوئی کہ دشمن کے افراد میں سے جو سب بھی ان کے مقابلہ میں سے راہ فرار کرنے کی بات نہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تحفیل فرمادی اور اس کے افراد سے مقابلہ کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا اس کے

ایکے یہ حکم دے دیا کہ اگر ان لوگوں کے مقابلہ سے راہ فرار اختیار نہ کریں (یعنی جوئی جماعت کے مقابلہ سے راہ فرار اختیار کرنا ممنوع ہوگا) حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تکلیف فرمادی کہ یہودی کن افراد کے مقابلہ میں لڑنے کا جو حکم تھا اس کے بجائے اپنے سے دو گنی جماعت سے لڑنے کا حکم ہے، یا وہ راہ فرار اختیار کرنے سے منع فرما دیا تو اسی قدر ان کے صبر میں کمی نہ ہوئی۔

بعض حضرات نے عَلِمُوا اَنْ يَلْقَوْهُ خَلْفًا کا یہ مطلب بتلایا ہے کہ یہ راہ فرار میں حضرت صہابہؓ اگرچہ وہیں تھوڑے تھے لیکن جو کچھ ملی انداز میں بہت زیادہ تھا۔ لہذا ان کی جماعت سے بھی طاقتِ قدسی کے ساتھ لڑ سکتے تھے بعد میں مسلمانوں کی کثرت ہو گئی تو ان کے بعد آنے والے مسلمانوں میں صبر و استقامت کی وہ شان نہیں تھی جو ان سے پہلے والوں میں تھی اور کثرت پر بھی اعتماد ہو گیا لہذا ضعف کی شان پیدا ہو گئی۔ اللہ جل شانہ نے اس کن افراد کے مقابلہ کے بھانے کو ان افراد سے مقابلہ کرنے کے لئے تقسیم ہے دیا اور ان سے راہ فرار اختیار کرنے سے ممانعت فرمادی۔ یہ تکلیف اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے اس صورت کے دوسرے کو آج میں اَلَا تَقْصِرُوْنَ فَلَئِنْ لَمْ يَنْصَرِفُوا لَهِيَ لَكُمْ رَازِبَةٌ اس کی تفسیر وہاں ہو رہی ہے۔ لہذا ان کے مقابلہ میں راہ فرار اختیار نہ کریں لیکن اللہ جل شانہ نے ہمیشہ مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ قاریں اور مفسرین کے یہاں ان میں ہماری تعداد میں دشمن سامنے آئے اور مسلمانوں کی تعداد کم تھی یہ بھی دشمنانِ یحییٰ کو شکست ہوئی جس کے واقعات تاریخ میں مذکور ہیں۔

آیت کے ختم پر فرمایا وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اس میں یہ بتایا کہ طاقت پر بھٹنے والوں اور مصیبت زدگانے والوں کا اللہ ساتھ ہی ہے یعنی وہ ان کی مدد فرمائے گا۔ لہذا جو دشمن ہندوں کو طعانات کی پابندی اور معافی سے پیشِ انتخاب لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو اور میدانِ جنگ میں بھی طاقتِ قدسی کی ضرورت ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی مدد دینے کا ذریعہ ہیں۔ ثابتِ قدسی کا آیت میں وہ ایک تذکرہ ہے جسٹروں کے ساتھ صلہ و رحمہ اور عدالت کے ساتھ صلہ و رحمہ۔

مَا كَانَ لِشَيْءٍ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ اَسْرٰی حَتّٰی يُنْصَحَ فِی الْاَرْضِیْنَ . ثُمَّ يُدَوِّنْ عَرَضَ الدُّنْيَا

کچھ کی شان ہے اس کی نہیں کہ ان کے ایک تہائی سود ہو، جس کو جب تک کہ وہ زمین میں ابھی زمینِ عرب کی نہ کر سکے، تم دنیا کا سامان بچاتے ہو

وَاللّٰهُ يُرِیْدُ الْاِخْلَاقَ . وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنْ اِنۡدُوْا سَبَقَ لَکُمۡ فِیۡمَا اَخَذَ کُمۡ

اور اللہ تعالیٰ کہ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا کوئی پہلے سے وعدہ نہ ہو چکا ہوتا تو جو کوئی تم سے پہلے اس کے بارے میں تم کو

عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ فَاٰتُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ . اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

بڑا عذاب سخت ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں سے کوئی نیکوئی حاصل دیکھ کر ہونے کی حالت میں اور اللہ سے اور۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دلِ رحیم سے

ہمارے قیدیوں سے فدیہ لینے پر عتاب

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ غزوہ بدر میں ستر کا فرد سے لگے اور ستر کا فرد کو قید کر کے مدینہ منورہ لایا گیا۔ اب سوال پیدا ہوا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ مشورہ میں جب امتِ اُویٰ تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ کی قوم کے افراد ہیں اور دشمنِ خارجی ہیں ان کو نہ دوزخ پہنچے نہ سعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور اس وقت ان سے فدیہ لینا جائے یعنی ان کی جانوں کے بدلہ میں مال لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ

یا رسول اللہ (ﷺ) ان لوگوں نے آپ کو پہلی بار شہر کھینچے پر گھیر لیا۔ اہل ذلت و تنجس کے ہم جن کی گردنیں ہار دیں اور حضرت عیادہ بن وہاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کوئی ایسی جگہ ہے جہاں طوبہ نہ ہو سکتی ہے اور انہیں اس میں داخل کر کے آپ سے جدا دیا جائے۔ رسول اللہ (ﷺ) نے خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے اسے اختیار فرمایا۔ اس پر اہل تنجس کی طرف سے جواب نازل ہوا کہ وہ یہ کہی اور آقاؐ میں مذکور ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگلے دن جب میں حاضر ہوا تو رسول اللہ (ﷺ) عیادہ بن وہاب سے بیٹھے ہوئے دور سے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے بتائیے کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیوں دور سے ہیں؟ گھبراہٹ کے سبب معلوم ہو جائے تو میں بھی روئے نگاہوں سے دور نہ کر دوں تا آنکہ وہ اپنے آپ کو قہر سے بے حسرت بنا کر آپ کی مخالفت کرکوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وجہ سے دور ہوا ہوں کہ وہ یہ کہیں گے کہ آپ نے جو رائے دی تھی اس رائے کے اختیار کرنے پر مجھے اس قریب والے اور ملت سے دور سے خطاب آتا ہوا معلوم ہو رہا ہے۔ (مسلم ابوالخیر)

تذکرہ عقیدہ میں کوہل کے کرچھوڑنے کا جو فیصلہ کر لیا گیا تھا اہل تنجس کی وجہ سے چاہے تھا اس لئے جواب نازل فرمایا پھر خطاب کو روک لیا اور اس مال کو لینے اور کھانے کی اجازت دے دی۔ اول تو یہ فرمایا کہ یہ کی کی شان کے ادنیٰ نہیں ہے کہ اس کے پاس قہر ہی ہوں اور انہیں چھوڑ دیا جائے بلکہ غزوہ نبی کریمیؐ کا تذکرہ کی طاقت و نفل ثواب سے اور مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی سختی میں باقی نہ رہے جن حضرات نے مال لینے کی رائے دی تھی ان کے سامنے ایک مصیبت تو یہ تھی کہ امید ہے یہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور دوسری مصیبت یہ تھی اس وقت مسلمانوں کو حاجت اور ضرورت ہے کہ مال مل جائے گا تو مسلمانوں کو کافروں کے حق جلد میں قوت پہنچ جائے گی۔ اس مال لینے کے چند کچھ ذکر فرماتے ہوئے اس ارشاد فرمایا **قُلْ لِّمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ لِمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ لِمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ لِمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ لِمَنْ شَاءَ**۔ تم نہ تو اپنے حق پر اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم آخرت کے طالب خواہ اشراف میں جو اور ذرات میں۔ کافر قہریوں کو کھل کر کہنے میں کوئی مضبوطی نہ ملے گی بلکہ وہ اسلام کے پیچھے لگاؤ رہے۔ جیسے جیسے مسلمانوں کے ہاتھوں اسلام پیچھے کا مسلمانوں کی آخرت ابھی ہے کی اور دھات بکھڑوں کے۔ **وَاللَّهُ غَفُورٌ حَكِيمٌ** (اور اللہ دروست ہے عفو کرنے والا ہے) اس نے تم کو کافروں پر طلبہ یا اس کے بعد بھی طلبہ کے گھبراہٹ کی سختی کے موافق جواب چاہے گا کہ میں اس وقت ذرا سی دیر میں اس کے خوف پر لینے پر آمادہ ہوں۔

اس کے بعد فرمایا **لَا تَلْبَسُوا ثِيَابَ الْكَافِرِينَ** (اور اللہ تعالیٰ عفو کرنے والا ہے) اس نے تم کو کافروں سے پہنچنا چاہا تا کہ اس وقت سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں حضرات مفسرین نے صحابہ کرامؓ کے معنی کے متعدد اقوال نقل کئے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ اہل کفر نے اس کتاب میں یہ لکھا تھا کہ اس سوال قیمت است مسئلہ پہلے حل ہوں گے (اس میں قہر ہوں گے) یہ مذہب لینا بھی شامل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ خطاب روک لیا۔ مفسر ابن کثیرؒ نے ابن عباسؓ سے یہ کہہ دیا اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت سعید بن جبیرؓ اور حضرت عطاء اور حضرت مسن ابیہؓ اور حضرت ثیابہؓ اور حضرت مہمؓ سے یہ بات نقل کی ہے اور کہا ہے کہ مفسر ابن جریرؒ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے۔ صاحب روح المعانیؒ نے ص ۳۳ جلد ۱ پر ایک قوی بھی نقل کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات لکھی ہوئی نہ ہوتی کہ جب تک کسی قوم کے لئے جہاد ضروری واضح طور پر حکم بیان نہ ہو جائے اس وقت تک قتل نہ کرنے کی وجہ سے ان پر خطاب نہ ہوگا تو خطاب آجاتا۔ چونکہ واضح طور پر قہر لینے کی مخالفت بیان نہیں ہوئی تھی اس لئے خطاب روک دیا گیا۔ صاحب روح المعانیؒ نے اس قول کو بھی حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات مقرر اور مقدر ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی موت تک میں خطاب نہیں آئے گا (جیسا کہ اسی صورت کے روایات میں گزر چکا ہے) اس

لئے غلاب نہیں آیا اور ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ امتِ نبوی کی طرف سے اپنے رسولِ نبی کی ناپائی یہ اعلان ہو چکا تھا کہ جو لوگ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کی مظلومت کر دی گئی (اور رائے دینے والوں میں مشورہ دینے والے بھی تھے) اس لئے غلاب نہیں آیا۔ پھر صاحبِ رد من العدی نے ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ امتِ نبوی کی طرف سے چونکہ یہ مقرر تھا کہ جو وہ یہ قسم نے لیا ہے وہ تمہارے لئے محال کر دیا جائے گا اس لئے غلاب نہیں سمجھو۔ پھر اس پر کچھ سوال و جواب بھی کیا ہے۔ اس کے بعد روایتِ عدنی لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک اگر یہ تمام چیزیں مردہ ہوں جو مختلف اقوال کی صورت میں جان ہوئیں تو اس میں بھی کوئی عیب نہیں ہے۔ وبهذا يجمع بين الروايات المختلفة عن الحجر في بيان هذا الكتاب، وذلك بان يكون في كل مرة ذكر امر واحد من تلك الامور والتعويض على الشيء، بالذکر لا يدل على ما عده وليس في شيء من الروايات ما يدل على الحصر فافهم۔ (اور اسی سے ان مختلف روایات میں تطبیق ہوتی ہے جو بالکل ہم سے اس نوشتہ میں کا ذکر کر دیا گیا، اور کسی ایک چیز کے ذکر کی مراد سے دوسری چیزوں کی نفی پر روايت نہیں کرتی اور روایات میں کوئی ایسی بھی نہیں ہے جو کسی ایک کلمے سے مراد لے لے کر لے)۔

قید یوں کے احکام۔۔۔۔۔ اگر کافر قیدی میں آجائیں تو امیر المؤمنین کا لے کرے ہر سے جس میں کس باتوں کا اختیار ہے۔ اس میں چار چیزوں کا ذکر آتا ہے۔ یہاں سورۃ الاحزاب میں لکھی گئی ہے کہ کافر سے جو عہد کر لیا جائے وہ باطل ہے۔ اور سورۃ محمد میں ہے: **وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يُعَاهِدُوا لَكُمْ وَأَنْ يَأْمِنُوا**۔ اس کے چھوڑ دینا اپنے قیدیوں سے مہلک کر لینا یعنی اپنے قیدی سے کہ ان کے قیدی چھوڑ دینا ان چار چیزوں میں سے اب کس کی چیز کا اختیار کرنے کی اجازت ہے اس میں حضراتِ شہداء کرام نے کچھ تفصیل لکھی ہے۔

صاحبِ دلیہ لکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین کا اختیار ہے۔ چاہے تو کافر قیدی یوں کو قتل کر دے اور چاہے تو انہیں دی جا کر دارالاسلام میں رکھ لے۔ اہلِ شریکین میں جو اہلِ عرب ہوں اور جو عہد یوں ان کو دے دی جا کر نہیں رکھا جا سکتا۔

اب دہی یہ بات کرتا کہ سلطانِ قیدیوں کا چھڑانے کے لئے ایسا مہالہ کے کافر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے؟ تو حضرت امامِ حنفیہؒ نے اس کو جان فرما نہیں دیا اور حضرت امامِ شافعیؒ نے فرمایا کہ کیا کرتا درست ہے اور کافر قیدیوں کو مال لے کر چھوڑ دینا جائز ہے یا نہیں اس کے بارے میں حنفیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔

اہلِ امامِ محمدؒ نے یہ کہہ کر بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو مال کی عبادت ہو تو یہ بھی کر سکتے ہیں اور بالکل ہی ایسا مہالہ اس کے چھوڑ دینا نہ قیدیوں کا مہالہ ہو اور نہ مال لیا جائے اور نہ دی جا یا جائے۔ حضرت امامِ حنفیہؒ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ امامِ شافعیؒ اس کو بھی جائز کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جس احکام القرآن صفحہ ۳۹۹ جلد ۳ میں لکھتے ہیں کہ سورۃ برآۃ سورۃ محمد (ﷺ) کے بعد جاری ہوئی۔ سورۃ محمد میں جو سن لکھ دینے کی اجازت ہے اس کو سورۃ برآۃ کی آیات **فَلْيَقْضُوا الْفِتْنَةَ بَيْنَ عَنَتٍ وَخَلِّتُوهُمْ** اور **فَلْيَقْضُوا الْفِتْنَةَ لَا تَوَلُّوهُ** بالذکر **وَأَلْبِسُوا ذُرِّيَّ النَّبِيِّ عِلَاقًا** کے مضمر سے منسوب کر دیا۔ لہذا اب خدا اور من کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ جب ان سے حکمِ اللہ مقرر نہیں ہوا۔

اس کے بعد فرمایا **فَلْيَقْضُوا الْفِتْنَةَ خِلَافَةً** (سو کھاتہ اس میں سے جو جنہیں ایسا ہیست کمال کیا محال یا کچھ دہوئے کی حالت میں) اور کے قیدیوں سے صلہ یہ کہ اگر جان کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کر دیا گیا تھا اس پر عتاب تو ہوا لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی مہرانی سے اس مال کو محال اور عیب قرار دے کر کھاتہ کی اجازت مرحمت فرمادی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا **وَأَلْبِسُوا ذُرِّيَّ النَّبِيِّ عِلَاقًا** سے اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے احتراز کر **يُنِزِّلُ اللَّهُ فِتْنَةً يَأْتِيهَا أَشْجَعُ النَّاسِ** ہے اس نے تمہارے گناہ صاف فرمائے۔ سو **وَجَنَّتُمْ** (مردم فرمائے) اور کچھ تم نے کافروں سے لیا اس کے بارے میں تم پر مذمہ فرمایا اور تمہارے لئے محال قرار دیا۔

قد یہ سوال سوچ رہا ہوں اور روح المعانی میں لکھا ہے کہ ہر ایک قیدی کا فہم ہے اس وقت تھا اور اس کے علاوہ اور بھی اخص قوال ہیں۔

قاعدہ چونکہ صحابہ کے مشورہ سے بڑے ہو گئے تھے کہ دفعہ کے لئے کچھ اور دیا جائے اور جو مال ان سے لیا گیا اس میں صحابہ کا بھی حصہ ہو گیا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس میں کسی اپنے پرانے کی رعایت نہیں فرمائی اپنے چچا عباس سے بھی دفعہ لیا اور اپنے دو بچا زاد بھائیوں کو دفعہ پر بھی اپنے چچا سے وصول فرمایا۔ انہوں نے یہ کہہ کر کسی مسلمان تھے (وہ ذریعہ جنگ میں شریک کر دیا گیا) تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے صاف طور پر فرما دیا کہ ان کا حق اللہ تعالیٰ کا تھا جسے تم کو دیا ہے یہ قانون نافذ کرنے والے ہیں۔ یہ تم مخالفین کے ساتھ لڑنے والوں میں شامل ہو کر آئے تھے۔ لہذا یہی ہو کہ تم کو دفعہ پر لے کر بھی چھوڑیں گے۔ انہوں نے صاف یہاں تک پہنچا دیا کہ میں نے ۳۸ھ ہجری میں آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجازات دیجئے کہ ہم جس کی جان کا بدلہ چھوڑ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایک آدمی بھی نہ چھوڑنا اور اپنے والد کا بدلہ جس کی جان کا بخود ہی چھوڑنا وہی صحابہ سے اور نہ کہ لے کر چھوڑنا خود ہی ان میں مسابحات اختیار کرنے کا ایک نمونہ ہے لوگ مسابحات کا تو فرماتے ہیں لیکن جب اپنے پرانے کا سوال آتا ہے تو قانون بھول جاتے ہیں قانون مجھ کو ملے ہوتا ہے اور انی، جان لو مارنے لوگ قانون سے واپس ہوتے ہیں یہ مسئلہ کے طریقے کے خلاف ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَمْوَالِ إِنِّي أَعْلَمُ اللَّهُ بِقُلُوبِكُمْ خَيْرًا

۱۔ نبی و نبوت کے مفہوم میں نبی سے (۱) اللہ کے حکام کو پہنچانے والی ایسی عظیم طاقت

يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَإِنْ يَرِيدُوا

۱) اگر a, b, c صحیح عدد ہوں اور $a^2 + b^2 = c^2$ ہو تو a, b, c میں سے ایک ایک فرد اور دوسرے دو فرد ہوں گے۔

بِحَيَاتِكَ فَقَدْ خَافُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمَّا كُنْ مِنْهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

خداوند کا روبرو نہ ہونے سے چپکے اند کی غیبتات کو بچنے میں ہمارے لئے یہ کامیابی دیا ہے کہ ہم نے اسے اور بے غیبت اور ہے ۔

ہمدرد کے قیدیوں سے انصاف کا وعدہ

مفسرین کیلئے لکھا ہے کہ جب عباس بن عبدالمطلب نے یہ کہہ کر میں قرصطیل ہوں اور میرا مال غزوہ بدر میں لے کر گیا ہے تو کو میری جان کا فائدہ میں لگایا جائے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا اعطا فرمادیا جس میں انہوں نے جو طرح کی شےیں آدھیں کا فائدہ یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے بیت **بِأَمْرِ اللَّهِ النَّبِيُّ قُلِ لِّمَنْ هِيَ الذِّكْرُ نَكْمُ هُنَّ أَتَاخُذُوهُ** نازل فرمائی جس میں یہ فرمایا کہ اسے نبی احمد تعالیٰ آپ کے قبضہ میں ہیں ان کو فرما دیا کہ تمہارے دل میں ایمان ہے جس کا علم اللہ کو ہے تو اہم کو اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے انہی کی ہے اور اللہ تمہیں بخش دے گا۔ حضرت عباسؓ جب یہی طرح اسلام میں داخل ہو گئے تو انہوں نے اس وعدہ کو پچایا۔ دہرائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جیسے اور کچھ کی جگہ میں غلام عطا فرمائے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ جہاں مجھ سے لیا گیا تھا اسکے عوض اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جس غلام عطا فرمائے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مال عطا فرمادیا۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ سب نزول قرآن حضرت عباسؓ میں ہوا تھا جو لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام تمام قدیموں کو شامل ہے **لِصَاحِبِ الْقُلُوبِ** ان العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب۔

پھر فرمادے: **وَأَنْ تَقُولُوا حَبَشَتْنَاهُ** اے لوگو! کہ یہ قیدی اگر آپ کی نیابت کا داروہ کریں۔ وہ انہی جا کر جنگ کرتے

کی نیت سے لوٹ آئیں یا آپ کے مقابلہ میں شریکین کی مدد کرنے لگیں تو آپ کو گمراہ نہ ہوں۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نیت سے لڑ چکے ہیں اللہ نے جو جرم قتل سے قہید کے بارے میں جہاد کیا تھا اسے تو زور دیکر اختیار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر قدرت دے دی اور انہیں بدر میں مقول کر دیا اور قیدی بن کر مدینہ میں حاضر کر دیا۔ یہاں تک کہ پھر انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ پھر آپ کی مدد فرمائے گا واللہ علیہم اورد اللہ کوب کچھ معلوم ہے وہ سب کی خیر کا حال جانتا ہے۔ عجب کچھ وہ حکیم بھی ہے اپنی حکمت کے مطابق اپنی مخلوق میں تصرف فرماتا ہے جس کو چاہے اور جتنا چاہے اور جس کو چاہے انصاف دیتا ہے۔

لَا الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ وَإِذَا مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ

أَوْوَا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا أَمَّا

انہوں نے قہد دی اور مدد کی وہ انہیں میں ایک دوسرے کے اولیاء ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی

لَكُمْ مِنْ وَلَا يَتَرَهُمْ مِنْ شَيْءٍ وَخَلَّى يَهَاجِرُوا وَإِنْ اسْتَنْصَرُواكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمْ

تجہدان سے ہر مدت کا کوئی تعلق نہیں ایک دوسرے کو چھوڑ نہ کریں اور اگر قوم سے دین سے مدد طلب کریں تو تمہارے دین کی

النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

مدد لازم ہے سوائے ان قوم کے مقابلہ میں کہ ان میں اور تم میں کوئی معاہدہ ہو اور اللہ تعالیٰ ان کاموں کو دیکھتے ہے اور تم کرتے ہو

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِنْ تَعْلَمُونَهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ

اور انہیں لوگوں نے کفر کیا وہ انہیں میں ایک دوسرے کے اولیاء ہیں اگر تم جانتے کہ ان کے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد ہو گا

كَبِيرٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ وَإِذَا مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَهَاجِرُوا

اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ انہوں نے ایمان

أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَزَكَاتٌ كَرِيمٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا

اور جو مدد دی یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقی ایمان والے ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور زکوٰۃ کریم ہے اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی

وَجْهَهُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اور تمہارے ساتھ ان کی جہاد کا یہ لوگ تم میں سے ہیں اور جو لوگ دیکھ رہے ہیں اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے قریب تر ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يَخْلَىٰ مَن يَشَاءُ وَيَعْلَمُ

اللہ تعالیٰ جو چاہے ملا جلا کرتا ہے۔

خاصی اسلام میں کے درمیان۔ میراث تقسیم کرو گے گا اگر کوئی مسلمان کسی کا فر کا چچا ہو یا کوئی کافر کسی مسلمان کا چچا ہو تو ان کے درمیان میراث باری نہ ہوگی۔ اگرچہ وہ اسلام میں رہے ہوں۔

پھر فرمایا: اَلَّذِي تَخِلَفُ عَنْكُمْ فِي الْاَرْضِ فَسَدًا كَثِيرًا۔ کہ جو احکام اور یہ بیان کے سنا کر ان پر عمل نہ کرے اور ان کی خلاف ورزی کرے تو زمین میں بڑا فساد و فساد ہوگا۔ اگر اپنے دینی بھائیوں کی مدد کے جوش میں معاہدہ کی خلاف ورزی کر بیٹھیں یا کافروں کو اپنا دلی یا ارٹ بھائی یا خاص کے ساتھ رکھیں ہوں گے اور زمین میں بڑا فساد ہوگا اور بڑا الم و تکلیف پائیگا۔

پھر فرمایا: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَخَلَعُوا (الایہ) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور ان کی راہ میں چھپا ہوا دشمن لوگوں نے مہاجرین کو نکالتا دیا اور ان کی مدد کی یہ دونوں خاصیتیں یعنی مہاجرین اور انصار سچے سچے مسلمان ہیں نہ کہ ان کی طرف سے ان کے لئے کوئی منفعت کا وعدہ ہے اور ان کے لئے کوئی فائدہ والی روزی مقرر ہے جو ہجرت میں ان کا منصب ہوگی۔ اس آیت میں جہاں مہاجرین کی مدد ہے وہاں انصار و ہجرت کی بھی تعریف ہے اور دونوں خاصیتوں کا منفعت کی بشارت دی گئی ہے قرآنی آیت میں ان میں سے کون سی مضمون بیان فرماتے۔

اور آیت فرمائی: وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ (ایہ) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور تنہا رہے ساتھ مل کر جہاد کیا سو یہ لوگ بھی تم ہی میں سے ہیں اور تمہیں میں شمار ہیں۔ یعنی تم کو اہلیت کی غیبت حاصل ہے اور ان کو کو یہ غیبت حاصل نہیں لیکن جب ایمان کے تحت سے چلے کر آئے تو تمہیں میں شمار ہیں۔ ایمان کی غیبت سب کو حاصل ہے۔ البتہ مراتب میں تفاوت ہے اور احکام میراث میں تو سب برابر ہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق کسی رشتوں سے ہے افضل اور غیر افضل ہونے سے نہیں ہے۔

نایابوں فرمایا: وَأُولَئِكَ الْأَرْحَامُ بغض نہیں کرتا۔ اور جو لوگ آپس میں رشتہ دار ہیں ان کی کتاب میں ایک دوسرے سے قریب ترین ہذا رشتہ داروں کی بنیاد پر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے جس کی تفصیل سورۃ نساء کے دوسرے آیت میں کرنا چاہیے جس سے میراث کا وہ حکم منسوخ کر دیا گیا جو وہاں ہجرت میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کے بعد جاری کر دیا گیا تھا۔ یہ حکم مذکورہ صریح اور مصداق سب کو شامل ہے بلکہ ظاہر انفس کی اصطلاح میں جن کو ذوی الارحام کہا جاتا ہے ان کو بھی شامل ہے البتہ ان سب کے درمیان ترتیب ہے جو کتب (افضل میں مذکور ہے۔

پھر فرمایا: اِنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ (یہ) جو اللہ چاہے وہاں ہے) اس میں صحیح ہے کہ احکام کی خلاف ورزی کرنے والے یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے اعمال کی خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر شخص کے اعمال کا ہم سے وہ سب کے ظاہر و باطن سے باخبر ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دے گا اور فرما میرا داری کرنے والوں کو سزا دے گا۔

ثُمَّ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ فِي الْاَوَّلِ ذِي الْحِجَّةِ ۱۳۱۲ھ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَوَالًا وَآخِرًا وَبِاطْنًا وَظَاهِرًا

☆☆☆☆ ☆☆☆☆

سُورَةُ التَّوْبَةِ

اس کا دوسرا نام سورۃ بارات بھی ہے اس میں کافروں سے بارات کا اعلان ہے اس لئے اس کو سورۃ بارات کہا جاتا ہے اور غزوۂ تبوک کے موقع پر جو کتبائی پیچھے رہ گئے تھے ان کی توبہ کا بھی اس میں ذکر ہے اس لئے دوسرا نام بھی معروف ہو گیا۔ یہ سورت مصحف مشکئی کی ترتیب میں سورۃ انفال اور سورۃ آل عمران کے درمیان ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھنے کی وجہ..... دیگر سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہے لیکن سورۃ بارات کے شروع میں نہیں ہے۔ جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سوال کیا کہ کیا بات ہے آپ نے سورۃ انفال کو جو مثنوی میں سے ہے (یعنی جس کی آیات سو سے کم ہیں) سورۃ بارات سے پہلے رکھ دیا حالانکہ بارات ان سورتوں میں سے ہے جن کی آیات سو سے زیادہ ہیں اور آپ نے ان دونوں کو ملا بھی دیا اور حدیث یہ کیا کہ ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی گئی اور ان دونوں کو ملا کر صحیح طویل (یعنی سات سورتوں) میں شامل کر دیا ایسا کرنے کا کیا باعث ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کا ہاتھ اس میں سے کسی کو نکال کر فرماتے تھے اس آیت کو اس سورت میں شامل کرو جس میں طوالت طوائف مضمون ہے اور سورۃ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مد سورہ میں تحریر ہونے کے بعد شروع میں نازل ہوئیں اور سورۃ بارات ان سورتوں میں سے ہے جو آخر میں نازل ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور آپ نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ سورۃ بارات سورۃ انفال کا حصہ ہے بلکہ دونوں کا مضمون ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے اس لئے میں نے دونوں کو ملا دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی گئی (کیونکہ اس بات کا علم تھا کہ دونوں سورتیں متعلق ہیں اور اس بات کی توثیق تھی کہ دونوں ایک ہی ہیں) اور میں نے ان کو ملا کر صحیح طویل (یعنی سات سورتوں) میں شامل کر دیا (مطلب یہ ہے کہ سورۃ انفال کے بعد چھ سورتیں تھیں اور آیات کے اعتبار سے غریب لکھی گئی ہیں اور دونوں کا مجموعہ سات کرسات لکھی سورتیں ہو گئیں جن کو صحیح طویل کہا جاتا ہے)۔ (رواہ ترمذی فی باب التفسیر یا کہ سورۃ طوایف)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیان سے معلوم ہو گیا کہ سورۃ انفال اور سورۃ بارات کو اس لئے ملا یا گیا ہے کہ دونوں کا مضمون آپس میں ملتا جلتا ہے اور درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی گئی کہ واضح طور پر ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ارشاد فرمودہ کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے دونوں سورتوں کا پیچھے کا پیچھے حصہ معلوم ہوتا۔

قرآن مجید کی ترتیب میں ہے کہ سورۃ طلاق کے بعد اول صحیح طویل یعنی سورۃ بقرہ سورۃ آل عمران سورۃ نساء سورۃ مائدہ سورۃ انعام سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کا مجموعہ ہے ان کو سات لکھی سورتیں بھی کہا جاتا ہے اس کے بعد دوسری ہیں شہنشاہی لیکن کہا جاتا ہے یہ دوسری ہیں جن کی آیات سو سے کم نہ ہوا ہیں۔ پھر دوسری ہیں جنہیں مشکئی کہا جاتا ہے۔ یہ سورتیں سورۃ آل عمران سے شروع ہیں اور سورۃ آل عمران سے لے کر فتح قرآن شریف تک جو سورتیں ہیں انہیں متصل کہا جاتا ہے پھر ان میں بھی تفصیل ہے سورۃ

اس کے بعد برکت سے عبادت شروع کرنے کی صورت میں بعض قراء سے سہرا پڑھنے کا جواز نقل کیا ہے لیکن اس کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ ہے والصحيح عند الامام ابو نؤی بالاجماع والعود باللفظ (جو صحیح ہے وہی اثر کے نزدیک اس کے دائمی ہے اور ابتدا کی شرائط سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں)۔ حضرت امام شافعی نے جو یہاں لیسوا بلکہا بالسيف لست فیستلای حضرت علیؓ سے منقول ہے اور ابن القاسم سراج القاری شرح شافعی میں لکھتے ہیں۔

قال ابن عباس سألت علياً وحسب الله عهداً لم يكتب في يومه بسم الله الرحمن الرحيم فقال: لا بسم الله امان و برأه ليس فيها امان تولت بالسيف.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ سورۃ برکت کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی تو انہوں نے فرمایا اس لئے کہ بسم اللہ تو امن کا پیغام ہے اور سورۃ برکت میں امن نہیں ہے و سہرا کے ساتھ ذیل ہوئی ہے۔ اب ایک حق اور وہ کی ہے اور وہ یہ ہے کہ سورۃ برآۃ کے درمیان سے کسی جگہ سے عبادت کی ابتدا کرے تو جس طرح دوسری سورتوں کے درمیان سے عبادت کی صورت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھنا وہ پڑھنا وہی درست ہے۔ اسی طرح سورۃ برآۃ کے درمیان سے ابتدا کرنے کی صورت میں بسم اللہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اعتبار ہے یا نہیں؟ حقیق ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ میں نے اس کے بارے میں حنفیوں کی کوئی نص نہیں دیکھی اور علی الاطلاق بہت سے اہل اراء نے سورتوں کے درمیان سے عبادت شروع کرنے کی صورت میں دونوں باتوں کا اختیار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ برآۃ کے درمیان سے شروع کرنے کی صورت میں بھی دونوں صورتیں جائز ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ ابو الحسن کلاہی نے اپنی کتاب رجال القراء میں سورۃ برکت کے درمیان سے عبادت کی ابتدا کرنے کی صورت میں بسم اللہ پڑھنے کا جواز لکھا ہے اور اسحاق جہری کا کہنا ہے نہ پڑھنے کی طرف ہے۔ پھر آفریں حقیق ابن الجوزی نے دونوں کی تائید کی ہے اور کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ گویا وہی نتیجہ کے قائل ہیں۔ یعنی پڑھنا نہ پڑھنا دونوں کی گنجائش دی ہے۔

فائدہ یہ جو بعض مصاحف میں سورۃ برکت کی ابتدا میں حاشیہ پر اھو ذی بلفظ من السلاو من خطب الجبار من شر الکفار لکھا ہوا بہت سے علماء اس کے پڑھنے کو مستحب یا سنت لکھتے ہیں۔ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ (کہا کرتی اللہ ہی ارشید ہے)

إِنَّ إِلَهَهُ عَزَّوَجَلَّ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَإِنَّهُ يَتِمَّ كَلِمَتَهُ

Abstract—The purpose of this study was to determine if there were differences in the prevalence of musculoskeletal disorders among different types of workers. The subjects included all employees of a large manufacturing company who had been employed at least one year. A questionnaire was sent to each employee asking about his or her job duties, work schedule, and symptoms of musculoskeletal disorders. The results showed that the prevalence of musculoskeletal disorders was higher among workers in jobs requiring heavy lifting than among workers in jobs requiring light lifting. The prevalence of musculoskeletal disorders was also higher among workers in jobs requiring repetitive motions than among workers in jobs requiring non-repetitive motions. The prevalence of musculoskeletal disorders was also higher among workers in jobs requiring prolonged standing than among workers in jobs requiring sitting. These findings suggest that employers should take steps to reduce the risk of musculoskeletal disorders by modifying job duties, work schedules, and work environments.

شَرَّ أَتْلَعَهُ مَا مَنَعَهُ. ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٠﴾

$\frac{d}{dt} \left(\frac{\partial L}{\partial \dot{x}} \right) = \frac{\partial L}{\partial x}$

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ سے بڑی ہیں

تفسیر آیات ہامی کی تفسیر دیکھنے کے لئے یہ ایسی تفسیر لکھا گیا ہے کہ جس وقت سرورِ اہل بیت (علیہ السلام) نے اس وقت کواری چار تفسیریں جن میں پہلی قسم کے تواتر ہوئے تھے جن سے عقائد میں جویر ہوئے۔ حاکم و صحابہ و ائمہ و دیگر تفسیرت خلافت اپنے حق میں ہے کہ ساتھ سرور کے لئے کفریہ لے گئے تھے۔ اس موقع پر شریکین نے آپ کو مکہ معظمہ میں داخل کرنے سے دیا اور بدی و فساد کے بعد اس حال کے لئے صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس صلح میں یہ تھا کہ ایک فریق دوسرے فریق پر مقدم نہیں کرے گا اور نہ کوئی فریق کسی فریق کے علیط پر حملہ آور ہوگا۔ یہ واقعہ پیش آیا کہ قبیلہ بنی کر نے (اور قریش کا موقف تھا) اہل بیت کے وقت قبیلہ بنی نضیر پر مقدم ہو کر اور قریش کو لے کر بنی کر کو تھپا کر دینے اور دینے ہوں ان کی مدد کے لئے جیسے اس طرف سے قریش نے عبد شمس کی یکسوئی بنی نضیر پر مقدم کرنے والوں کے ساتھ دیکھا جس کے بعد مسلمانوں کے علیط ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ نے جنگ کی تیاری کی اور ارشاد میں اپنے صحابہ کو لے کر مکہ معظمہ پہنچے اور مکہ معظمہ پہنچے تو کافروں کا دوسرا فریق وہ تھا جن سے صلح کا معاہدہ ایک خاص سبب کے لئے کیا گیا تھا۔ وہ لوگ اپنے معاہدہ پر قائم تھے۔ تعلق عبد شمس یا تھا جیسے قبیلہ بنی نضیر اور قبیلہ بنی کنانہ یا انہوں قبیلہ بنی کنانہ میں سے تھے۔ ان سے جتنی مدت کے لئے صلح ہوئی تھی سرورِ اہل بیت کے نزول کے وقت اس کے اختتام میں چند سال باقی تھے۔

مشترکین کا قصہ افریقہ و حبشہ میں سے کچھ مدت کے بعد معادہ ہوا تھا اور پھر افریقہ و حبشہ میں سے کسی قسم کا معادہ نہ ہوا۔
 پہلا افریقہ میں قریش کی انہوں نے معادہ واحد یہ کیا تو اس کا قصہ وہی کہ معادہ اور مہابت کے تحقق نہ تھے اور کو تو یہ مہابت ہی جزیرہ
 عرب سے نکال دیا اور قریش کو یہ راستہ نہیں بھر سکی اور اس طرح کا زمانہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ یہ مہابت کی گئی کہ شیراء الحرم میں ان
 سے قریش نہ کیا جائے اور شیراء الحرم گزر جانے کے بعد ان کے گلی کا قصہ ہو گیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ کفر ہے تو ہر گز نہیں اور اسلام
 کے کاہن نے انہیں (جس میں خازن ہیں) پر حصار اور رکھیں اور ان کا سب سے زیادہ اہم ہے، تو انہیں قتل کریں یہ قید کریں تاکہ وہ اب
 اپنے ہو گئے۔ دوسرا افریقہ و حبشہ میں سے کسی خاص محلہ کے لئے صلح کا معادہ کیا گیا تھا وہاں پر قائم رہے اور شخص نہیں کسی کو ان کے
 دے میں یہ قسم دیا **لَا يَهْدِيَنَّوُا الْيَهُودَ فَلَمْ يَهْدُ** کہ ان کے معادہ وہاں کی مدت تک پہنچا کر وہ یہ تکبر و عداوت نہ کر سکیں بلکہ ان کا
 طریقہ نہیں ہے جب مقابلہ فریقین ہوتا ہے اور ہر ایک اپنا اور دوسرا کو اپنے لیے مہبت پر مارنے کا اہتمام کریں۔ یہ حکم قبلہ نبی صبر و افریقہ
 میں کے متعلق تھا اگر اہل ایمان بھلے عہد کریں گے تو تنہائی کے خلاف ہو گا۔ موسیٰ کا کام ہے کہ تنہائی اختیار کرے اسی لئے افریقہ
 قرآن **اِنْ اَمْتٌ بِغَيْبٍ فَهَنْتِ** (یا اشرار! تنہائی کرنے والوں کو پسند نہ آئے)

تیسرا فرقہ (جس سے کئی مدت کے تئیں کے بغیر معاہدہ ہوا تھا) پہلا فرقہ (جس سے کئی قسم کا معاہدہ ہوا تھا) ان کے بارے میں سورہ اہزاب کے شروع سے ذکر و تفسیر الہامی پھر زوال بغداد الہیہ تک تشریحات میں احادیث فراہم ہوں گا کہ ہم دیکھیں کہ کئی مدت والی

کی اور کافروں سے لڑنا کہ تم ان کو مار جو نہیں کر سکتے۔ سرزمین عرب میں چار صیغے ہلاک اور چار بار کے بعد بھی پہنچ سکتا کہ جزیرہ عرب سے پہلے کے ائمہ قبل کی طرف سے آواز ہو رہا ہے تم انہی کو مار لاؤ گے کہ تم ان کو خیر و برکت لیں گے۔ اللہ کا ارشاد تو ان دونوں کی طرف سے نہیں ہے نہ ہی تم انہی کی بیعت اختیار نہ کی تھی لیکن اس میں وہ لوگ بھی داخل ہوئے جن پہ کچھ بھی مبادیہ نہ تھا۔

۹۴۔ میں حضرت ابو بکرؓ کے زیر اہدیت حج کی ادا کرائی اور مشرکین سے برادرت کا اعلان برادرت کے مفہوم کو یہاں وہاں علیہ اللہ و رسولہ فرمایا کہ وہاں ہمارے ہمارے میں حج بولا تو حج مکہ کے بعد پہنچا تھا اس میں حضرت ابو بکرؓ تھے۔ حضرت علیؓ میں کے ذریعہ موافقت حج میں اعلان کر دیا کہ انہی اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہے اور اس کے علاوہ بھی بعض امور کا اعلان کر دیا کہ تم انہی سے برادرت حضرت ابو بکرؓ کا اعلان کرنے پر مامور فرمایا۔

حجی بخاری (اصول و احکام) میں حضرت ابو بکرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں حج میں رسول اللہؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو میرے ساتھ کر بھیجا تھا اس میں انہوں نے یہ انکار (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو) کہ اس کو ان کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا ان میں میں بھی تھا تاکہ یہ لوگ مکہ میں اعلان کر دیں الا لا یصح بعد النعام مشرک ولا یطوف بالبيت عربی۔ (خبردار اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص گئے ہوئے کی حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے) مشرکین گئے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ اعلان کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو رسول اللہؐ نے امیر حج کا کر بھیجا دیا تھا پھر پیچھے سے حضرت علیؓ کی بھی بھیجا تاکہ ان کے ذریعہ اعلان کر دیا جائے اور یہاں کی پہنچی کہ آپؐ کی خدمت میں یہ رائے پیش کی گئی تھی کہ اہل عرب کا یہ طریق ہے کہ میرا ہر شخص مہم کے بارے میں کسی شخص کے اعلان کا مستقر سمجھتے تھے جو خاص کسی قبیلے کا ہو جس سے عہدہ تھا۔ رسول اللہؐ کا عہدہ قبیلے کی حیثیت سے تھا نہ تھا مسلمانوں کی حیثیت کا کام ہونے کی حیثیت سے تھا اور ان اسلام کی طرف سے تھا لیکن اہل اہل تھا کہ وہ اسے اپنی بائیم کا عہدہ سمجھیں اس لئے حضرت علیؓ نے کہو بھیجا یا نہ سمجھا جو اپنی بائیم ہی کے ایک ٹراہے تھے۔ حضرت علیؓ نے سورہ برادرت کے مطابق اعلان کرتے تھے اور مشرکین کو پہلی طرح اعلان نہ کرتے تھے چونکہ اسے جسے اجتماع میں شخص ادا کرائی نہ تھا اس لئے حضرت ابو بکرؓ سے برادرت اور ان کے حضرت ابوبکرؓ نے اس کا سر پر لگایا۔

معاہدہ بخاری (سورہ ۹، سورہ ۱۰) میں ذی بن نجیح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ آپؐ کو اس حج میں کیا پیغام دے کر بھیجا گیا تھا (جس میں آپؐ اعلان کرنے پر مامور ہوئے تھے) انہوں نے فرمایا کہ مجھے چار چیزیں دیں کہ اعلان کرنے کا حکم ہوا تھا۔ اولیٰ یہ کہ تم کو بیت اللہ کا طواف کوئی شخص نہ لگائے نہ کرے۔ دوم یہ کہ رسول اللہؐ کا جس قبیلے سے عہدہ ہے تو وہ صرف اپنی مدت تک ہے اور جس سے کوئی عہدہ نہیں اس کو پھر بار کی مہلت دی جا رہی ہے (چار سال تک ذی بن نجیح میں نہیں بھرے۔ مسلمان اس سے کوئی عرض نہیں کریں گے یہ مدت ختم ہو جانے کے بعد ان کے خون کی خانہ کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ سوم یہ کہ جنت میں مومن کے ساتھ کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہوگا۔ چہاں یہ کہ اس سال کے بعد مشرکین اور مسلمین (حج میں) جمع نہ ہوں گے یعنی کسی مشرک کو اس سال کے بعد حج کرنے کی اجازت نہ ہوگی نیز صاحب معاہدہ بخاری ص ۲۲۹ جلد ۲ لکھتے ہیں کہ یہ چار بار کی مدت مقرر کی گئی کہ اس کے بعد انہی نہ ہوگی۔ اس کی ابتداء حج کے دن سے ہے جس میں برادرت کا اعلان کیا گیا تھا اور یہ مدت اس ذوالحجہ سے کہ اس دن حج کا آخر تک چلی ہو کہ مدت کا شمار اعلان کے بعد ہی سے مقرر ہو سکتا ہے۔

فاما السبع الا شہرہ الخمر (ف) حضرت محمدؐ اور ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں میں شہر الحرم کا ذکر ہے ان سے وہی

میں سے مراد ہیں جن کا شرعاً حودت میں ذکر یا ہے ان لوگوں کے ساتھ معاہدہ یا تمین و ملت کا تھا اور جن سے کوئی معاہدہ تھا ان کو چار ہادی
 مسیت دی گئی اور جنہوں نے بغض عہد کی تھا یعنی قریشیوں کو چار ہادی دت میں سے میں دن ذی الحجہ کے ہر پورا عہد عزم کا
 تہذیب نے تنک کی مہلت دی تھی۔ صاحب مہملہ اسطر علی نے یہ بات بھی ہے ہر طارہ نسلی نے بھی وہ ایک اسطر علی میں یہی فرمایا ہے۔
 صاحب دوحہ العنانی نے بھی یوں ہی کتابت اسطر الحرم سے وہ میں مراد نسلی ہیں جو عرب میں معروف مشہور تھے (یعنی
 ذوالقعدہ ذوالحجہ عزم اور ربیع الثانی کے قریب) اس وقت ہارات کا اعلان ہوا تھا۔ ان میں سے صرف میں دن ذی الحجہ کے اور
 ایک عہد عزم کو بتی رہ گیا تھا اور جب تک پہنچنے کے لئے حج میں پائی مین کا فصل تھا۔ اگر میں پائی میںوں کو بھی حساب میں لگایا جائے تو
 عہد عزم کی وجہ سے حد تک چار مہینوں سے زیادہ کی مہلت نہیں دی گئی۔ آیت کریمہ میں یہ فرمایا کہ جب اسطر الحرم کل چار مہینوں کو
 نقل کر دیں بھی پانچ دن کو یک روز اور انیس دن کو ایک دن کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین میں نے فرمایا کہ ان کو قلعہ نہ کر دو باہر نکلنے
 سے روک دو اور ان کے لئے یہ مہلت کی جگہ میں جیل یا جیلوں تک کے راستوں میں یا نحوہ شرکین کو اس میں داخل نہ ہونے دو۔ فلین قاضوا
والخاصہ المصلوۃ والذکر الخ کا فعلوا اسبیلہم یعنی اگر وہ شرک سے پرکھیں اور اسلام قبول کر لیں اور لڑتے کام کریں اور نہ کو دوبارہ
 کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ ان پر چھتے پھر نے کی اور نہ مصلوۃ میں داخل ہونے پر کوئی پابندی نہیں۔ ان الله علوز و حنم (بہ شک اند
 بخشیدہ) میں ہے ایسے اسلام قبول کر لیا تو زمانہ کر میں جو چوکیا تھا حساب قسم سے اس پر وارد گیر نہیں۔

واخفضوا لہم سے دشمنوں کا محاصرہ کرنے کا جو در معلوم ہوا اور واخفضوا لہم نقلی مراد ہے۔ سے معلوم ہوا کہ دشمنوں سے حفاظت
 کے لئے ان سے جو چوکیا بنے کے لئے اپنے مکان اور شہروں میں پناہ لیں اور ضرر کرنے کی ضرورت ہے۔

عبارتوں کو بصرہ میں انکشاف نظر ان مفسرین میں سے ہے کہ فلین قاضوا و الخاصہ المصلوۃ والذکر الخ کا فعلوا اسبیلہم سے
 معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص شرک یا کفر سے توبہ کرے تو اسے نقل نہ کیا جائے۔ لیتہ مصر اور میں کا حکم دیتی ہے۔ گاہ۔ جو شخص قصد اللہ چھوڑے
 اور اس پر اصرار کرے اور نہ کو قاضی نامہ مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اسے مجبور نہ کرے اس کا چھوڑ دینا اس وقت تک واجب نہیں جب
 تک کہ وہ نماز نہ چھوڑے اور نہ کو قاضی نہ۔

پھر فرمایا ان اخذتم من الظہور کلن منہ جوارث فاجزأ غنی بمنفع کلام اللہ۔

(اگر کوئی شرک آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیجئے۔ یہاں تک کہ اللہ کا کلام نہ۔)

طراز و بکر صاف لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی کافر قریشی ایمان طلب کرے تو اسے ایمان دینا جائز ہے اور ایمان طلب
 کر کے مسلمانوں کے پاس آئے اللہ کا کلام ہے اور چوکیا کھینچی یا کرم کی جوت کے دالاک معلوم کرے تو اس کے لئے ایسا موقع فراہم
 کیا جائے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی کافر عزم سے دالاک تو عہدہ اور دالاک رسالت کا مطالبہ کرے کہ وہ
 لکھنے کے بعد وہاں دالاک کو ایمان لئے اور بعد از مدہاب ہوگا کہ پہلی طرح جہت قائم کریں اور جہت رسالت کو واضح طور پر بیان کریں
 اور جب کوئی شخص عزم سے توبہ اور رسالت کے دالاک طلب کرے تو دالاک بیان کرنے اور جہت قائم کرنے سے پہلے اس کو اس کا توبہ نہ
 نہیں پھر لکھتے ہیں کہ فلن انکلفہ عاقبتہ سے معلوم ہوا کہ اسلام مسلمان پر واجب ہے کہ جو کوئی کافر قریشی ایمان نہ کرتے اس کی حفاظت
 کرے نہ کوئی شخص اسے قتل نہ کرے اور کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچائے۔ نیز لکھتے ہیں یہی واضح ہوا کہ جو لوگ اہل ذمہ ہیں۔ مسلمانین
 کے ذمہ ان کی حفاظت واجب ہے تا کہ کوئی مسلمان ان پر ظلم نہ کرے۔

کافر قریشی کو وہاں اس کی چاہے امن پہنچانے کا جو عزم جس سے یہ مستحب ہوا کہ کافر قریشی کو اور اسلام میں مستقل طور پر قیام نہ کرنے

مختصراً عرضہ مطلب یہ ہے کہ اسی ایسی خوب نہایت خواہشوں کے مصاحب روحِ عالمانی جو اسے کہنے کے بعد نصیحت میں کہ افسوس
لعینہ شفاء حیدر اور سیدہ زہرا علیہ السلام کی طرف ترقی ہے اس کے بعد نصیحت میں کہ چھل جانے والے یاں بھی غمروہ ہے
کہ شفاء حیدر اور سیدہ زہرا علیہ السلام کی طرف ترقی ہے اس کے بعد نصیحت میں کہ چھل جانے والے یاں بھی غمروہ ہے

اس کے بعد فرمایا وہ خطوط لکھ لکھیں میں نے لکھا: (اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے پھر غیب فرمائے) انھیں جو قصہ ہے اسے فرمادے۔ تمہارا کام تھا کہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی قضاء و تدبیر جو کہ ہے وہ واقع ہو جائے تو کوئی اور اللہ تعالیٰ اس طرح کو قیض دے گا اور تم فرماؤ گے کہ جو ان کی توبہ قبول فرمے گا یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر فضل ہے۔ یہ سب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمادے کہ اسے اس موقعی نعمت سے نواز دے گا اور تمہارے حق میں صرف آراء اور رائی کی کڑا کھل جائے گا اور اس امر کا قبول نہ لے گا۔ جیسے کہ ان خطیبین نے اور حکمران نے اپنی عقل کو مشکل میں فرو برد۔

مشترکین کے دوسرے حصے بعد میں مسلمان بن گئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے اور اسے حضور کے کہیں اس امر کا قبول نہ کرے گا۔ یہ وہی خبر ہے جس کا اندازہ و تفسیر مکی ہے۔ وہ اپنی نعمت کے موافق جس کو چاہے نواز دے۔ کسی کلاس میں داخل نہیں ہے۔

[illegible]

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ قرعہ فیجی بچوں کو دے جاؤ گے اور تمہارا استحقاق نہ ہوگا؟ کیا خیالی ہے کہ کروڑوں مسلمان شہر و دیہاتوں میں امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے جہاد کر رہے ہیں اور ان کے رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں کے ہاتھوں میں گواہ قرار دیا جا رہا ہے۔

[illegible]

ما كان الله ليعذبكم بقوله حتى يغفر اليكم ان الله غفور رحيم (الحجرات: 24)

(کہاؤ ان سے کہ ان کے پاس ہے کہ صرف میں کہنے سے چھڑا ہے جا میں سے کہ چاہی ۱۰۔ اور ان کی ہائی نہ کی ہے آئی) آخر میں فرمایا: **وَاللّٰهُ عَزِيزٌ مُّسْتَمْسِكُونَ** (اور اللہ تعالیٰ تہجد کے کاموں سے قائم ہے اور اپنے حکم کے مطابق جڑا ہے)۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَيْدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۖ وَفِي النَّارِهِمْ خَالِدُونَ ۝ إِنَّمَا يَعْبُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ أَمِنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ أَمِنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ نہیں دیا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ ۱۰۔ میں اپنے ہاتھوں اور جانوں سے **وَأَنْفُسِهِمْ ۖ أَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ** جہاد سے جو اللہ کے فضل سے زیادہ ہے جہاد سے جہاد میں لوگ کامیاب ہیں۔ ان کو سب اہل عرف سے نہیں دیتا کی **بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ ۖ وَجَنَّتْ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ** اور اللہ تعالیٰ ہر ایسے لوگوں کی عبادت دیا ہے جن میں جہاد وہی نہیں ہیں جو لوگ اس میں جہاد کرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَآ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

جہاد کے بڑا اجر ہے۔

مشرکین اس کے اہل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں

عالم المتروک میں مسلمانوں میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب غزوہ بدر کے موقع پر مجاہدین کو قید کر لیا گیا تو مسلمانوں نے کہا کہ عمارہ کی کہ تم کراختیار کے ہوئے ہو اور تمہارے ساتھ قطع رحمی بھی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مشرکین نے کہ

سے ہجرت کر کے یہ مسجد گرد آقا (اور اس بار سے میں حضرت علیؑ) نے سخت ہاتھیں کیں، میں تو اس کے جواب میں ہم اس کے کہا کہ آپ ایک بھری برائیاں تو کر گئے ہیں کیا بات ہے کہ بتاری ٹوٹیاں (کرٹیں) کر گئے حضرت علیؑ نے سے فرمایا کہ جسے یہ سہوہ ٹوٹیاں ملتی ہیں؟ ہم اس کے کہہ کہ ہاں! ہم مسجد حرام کو آباد کر گئے ہیں اور کعبہ کی درباری کرتے ہیں اور حجاب کو پانی پاتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ: مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَغْفِرُوا مَعَاجِدَ اللَّهِ (آخر تک) نازل فرمائی اور یہ بتایا کہ مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ مسجدوں کو آباد کر گئے۔ مشرک ہوتے ہوئے مسجد کی آبادی کا کوئی معنی نہیں۔ کعبہ شریف تو شرک کے دشمن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ کعبہ اور کعبہ کی مسجد کی بنیاد تو عید ہے جو لوگ اپنے اقرباء و اول سے یہ کوئی سہوہ ہے ہیں کہ ہم کا فر ہیں یعنی اللہ کے پیچھے ہوئے دین کو نہیں مانتے ان کا مسجد کو آباد کر، کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہاں یہ لوگ شرک کرتے ہیں اگر نمازی کوئی آبادی کر دے یعنی اس کے متولی بن کر کچھ رو رو بار کی دیکھ بھال کرے تو کلمہ و شرک بھی بیادت کے سامنے سچے حقیقت سے ہر مسجد حرام میں ہوتے تھے تو بیلیاں اور بیلیاں بچاتے تھے (جیسا کہ سورہ اذلیل کے چوتھے دو کراغ میں ذکر ہے) لایا آباد کر، اللہ تعالیٰ کے نزدیک آباد کرنے میں شرم نہیں ہے۔ صاحب معالم اشتریل (مترجمہ جلد ۱) میں لکھتے ہیں: أَيُّ مَا يَهْدِي لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَغْفِرُوا مَعَاجِدَ اللَّهِ لَوْ جَبَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْهُمْ مِنْ ذَلِكَ لَأَنَّ الْمَسَاجِدَ أَمَّا تَعْمُرُ لِعِبَادَةِ اللَّهِ وَحْدَهُ لَعَنَ كَانُ كَافِرًا يَأْتِيهِ فُلَيْسُ مِنْ شَيْءٍ أَنْ يَغْفِرُوا (یعنی اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا مشرکوں کا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ مشرکوں کو اللہ کے گھر سے روک دیں کیونکہ مسجد میں خاص اللہ کی عبادت سے آباد ہوتی ہیں۔ جو اللہ کا گھر ہے مسجد آباد کرنا اس کا کام نہیں ہے) اگر فرمایا لَوْ كُنْتُ حَقِيقَةً حَبِطْتُ غَسْبُطُ الْعَمَلِ الْفَنِيمِ ان کے سب اعمال کا رت چلے گئے (کیونکہ کلمہ کے ساتھ کوئی بھی عمل اگرچہ بظاہر عبادت ہو تو قدرت میں کوئی ثمر نہیں ہے) وہی اللہ! غنم خالفون (اور وہ ہمیشہ اور دشمن رہتے رہے ہیں)۔

مسجد کو آباد کرنا اہل ایمان کا کام ہے..... اس کے بعد فرمایا أَمَّا يَغْفُرُ مَعَاجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْرِ بَالِهِ وَالْوَلَامُ وَالْأَخَرُ وَالْعَمُ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْفَرْكَوَةُ وَلَمْ يَغْفُرْ إِلَّا اللَّهُ (اللہ کی مسجدوں کو کسی لوگ آباد کر گئے ہیں جو اللہ اور قدرت کے دین پر ایمان نہ آتے اور جنہوں نے نماز تو تم کی اور ذکر و دعا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ آئے) اس میں بتایا کہ مسجد کو آباد کرنا اہل ایمان کا کام ہے جو اللہ پر ایمان آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے مقررہ رسوم و فرائض کو انہما ہوتے ہیں (اس میں دو چیزوں کا خصوصی ذکر کر دیا یعنی نماز و قیام کرنا، ذکر و دعا اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں آتے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو اللہ کا کام بھیجے ہیں ان پر عمل کرنے میں قوم یا قبیلہ اور اہل وطن کے امتزاج نہیں دیکھتے کہ کوئی کیا کہے گا۔ اللہ کے دین پر کسی کا خیال کے بغیر عمل کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ پھر ان لوگوں کا آخری انہما ہوتا ہے لَوْ كُنْتُ حَقِيقَةً حَبِطْتُ غَسْبُطُ الْعَمَلِ الْفَنِيمِ ان کے سب اعمال کا رت چلے گئے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت تک پہنچنے کا راستہ بتا دے گا۔ دنیا میں اللہ کی امامت اور عبادت میں لگا، شعیب ہو گا اور پھر یہ اہل امت اور مدت جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بن جائے گا مسجد بنانا اور اس کا علم یا سبق سننا امامت کرنا نمازیوں کی واپسی ضرورتیں پوری کرنا یہ سب مسجد کی آباد کاری میں داخل ہے۔ لیکن مسجد کی آباد کاری کی یہ دوسری شان ہے ہے اس سے بڑھ کر ہے اور وہ ہے کہ مسجد کو آباد کرنے سے، ذکر سے تلاوت سے، فطیحہ حق سے، قدر میں قرآن سے آباد رکھا جائے کیونکہ مسجد کی اصل نہ دینی امور کے لئے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عبادت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب تم کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا دھیان رکھتا ہے تو اس کے لئے ایمان کی گواہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: أَيُّ مَا يَهْدِي الْمَسَاجِدَ لِعِبَادَةِ اللَّهِ مِنْ أَمْرِ بَالِهِ وَالْوَلَامُ وَالْأَخَرُ (اللہ کی مسجدوں کو کسی شخص آباد کرنا ہے جو اللہ پر آخرت کے دین پر ایمان لایا)

مساجد میں کیا کیا کام منسوخ ہیں۔..... جیسے اہل حق صاف نگاہ رکھنا اور دُعا و غُیرت سے مسجد کو آباد رکھنے کی غنیمت ہے وہاں حق چیزوں سے پرہیز کرنے کی سخت ضرورت ہے جو مسجد میں کرائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان چیزوں کا وہ کتابِ مسجد کی آباد کاری کے خلاف ہے۔ مساجد میں ایسا اشعار پڑھنا جو نئی اقتدار سے جانتے ہوں خود فرد و فردیت کا نارا، یہ ہزار چیزیں کھانی کی مسجد میں جہانِ اُمس میں جڑی کی طرح تہہ کو مارنے پانی کی بدبو بھی شامل ہے اور مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا۔ مساجد میں تحویکِ ظلم، انانگام شدہ چیزیں حواشی کرنا، غلو کی ہے ساری کرتا۔ یہ سب امور مسجد میں منسوخ ہیں اور مسجد کی شان کے خلاف ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو شاعر یا کہ دو کاتب کو پیش کر کے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو شہرہ و بیعت کو پیش کرنے والے کی آواز سننے کا کام دے دوں گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے جو چیزیں دیکھی ہیں ان میں سے کسی کو بھی نہیں جانتا تھا۔

یہ حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں بیٹھا ہے یا بیٹھا ہے تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے بات کرو۔ (مشکوٰۃ و مسطوطی ص ۱۰۰) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں پر ایک ایسا نوازہ آئے گا کہ مسجدوں میں ان کی باتیں دلچسپ اور دلجو ہوں گی۔ سو تم ان کے پاس مت بیٹھا کیونکہ ان لوگوں کی عیادت نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ و مسطوطی ص ۱۰۰) ان کی باتیں دلچسپ ہوں گی۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ فعل مہلک نہیں ہے ان کے پاس جتنے کرپا ہوا نہ کرنا۔ حضرت حکیم بن حزامؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مساجد میں حد و محض میں جاری کرنے سے اور (فیرونی) کا شعار نہ ہونے سے منع فرمایا۔ (حدیث وارد سنن ابی داؤد) حضرت عطاء بن یقربا نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں روشتوں میں بیجا زور کرکے ان کے کھانے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جو شخص انہیں کھائے ہوئی مسجد کے پاس نہ آئے اور فرمایا کہ اگر تمہیں کھانا ہو تو ان کو کچا کرکھاؤ۔ جس سے ان کی بدبو مٹ جاتی جائے گی۔ (حدیث وارد سنن ابی داؤد) علیؓ نے اپنے مصلحت سے فرمایا۔

ایک لڑکے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا مسجدوں میں اختلاف کرنا اور نمازوں کے انتظار میں بیٹھا رہنا بھی مسجد کی آباد کاری ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) ہمیں طہنی ہونے کی گنجی قوت مردانہ رکھ کر رکھنے کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو کسی کو طہنی کرے یا خود طہنی ہو جائے بے شک میری امت کا طہنی ہونا یہ ہے کہ دروغ سے کھانا کرے (اس سے شہادت دے جائے گی) پھر عرض کیا کہ ہمیں سیر و سیاحت کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا میری امت کی سیر و سیاحت جہاد کی شکل اللہ میں ہے۔ پھر عرض کیا کہ ہمیں رہبانیت اختیار کرنے کی اجازت دیجئے (جیسا کہ نصرانی لوگ ترک دنیا کو کرنا ترک نمازوں میں اور جنگوں میں بیٹھ گئے تھے) آپ نے فرمایا میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نمازوں کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھا کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۸ ج ۱ صفحہ ۱۰۹)

سجود کی صفائی کا اجر و ثواب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے ثواب کے کام بیش کے لئے یہاں تک کہ کوئی شخص اگر مجھ سے اپنی چیزیں نکال دے جو دیکھنے میں ناگوار ہو (اگرچہ معمولی سا کواڑ، بکرا کا کتا، یا توڑا ہوئی مجھے امت کے ثواب کے کاسوں میں دیکھا گیا ہے جو مجھ پر میری امت کے گناہ بخش کے ثواب سے بڑھ کر میں نے کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو پھر آج مجھ کی کوئی صورت یا آیت صفائی کی ہو پھر وہ اسے قبول کرے۔ (ترمذی ص ۲۱۱)

ہوئے اللہ فرمایا اللہین آمنوا وجاهدوا فی سبیل اللہ جہاد اللہ و انفسہم اعظم فرجۃ عدا اللہ۔ (جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ جب کا شہاد سے اللہ کے نزدیک یہ لوگ بہت بڑے ہیں اور یہ لوگ ہی چارے کے کامیاب ہیں) آخر یہ فرمایا: یُسَلِّمُوْهُمْ وَیُطْمِئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِرَحْمَةِ مِّلَہٗ وَرَحْمٰنٍ وَحَسْبُ لَہُمْ فِیْہَا نِعْمٌ مُّقْتَدِرٌ۔ (اے لوگ آپس میں رحمت دینا ہے اپنی رحمت کی اور خاص مدد کی اور ہمارے دلوں میں امن کے لئے وہی نعمتیں ہوں گی۔ خدا تعالیٰ فیہا عطا (وہاں میں پیشہ ہیں کے لائی اللہ عطاۃ فیہا عظیم۔) یہ شک اللہ کے پاس ہے) ۴۷ ج رہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَکُمْ وَاٰلَآءَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنْ السُّعُوْبُ الْکٰفِرُوْنَ عَلٰی اَیِّمَیْنِ۔

اے ایمان والو! اپنے ایمان کو اور ایمانوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں چند کرتے ہیں۔

وَمَنْ یَّتَّخِذْہُمْ مِنْکُمْ اَوْلِیَآءَ فَہُمْ الظَّالِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ

اور تم میں سے جو تم سے دوستی کرے گا تو یہ مال ہی تم کرنے والے ہیں۔ نہیں کہہ سکتے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی

وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالٌ اِفْتَرَفَتْ بَیْنَہُمَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَہَا وَ

اور بھائی اور بہن اور دو املاک جو تم سے ٹکراتے ہیں اور دو تجارت جس کے نہ پٹے سے تم ڈرتے ہو

مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَہَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنْ اَسْوَدَ رَسُوْلِہٖ وَجَہَہٗ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرْضَوْا اَعْلٰی

اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو جیسے اللہ اور اس کے رسول (جس کے رسول اللہ کے لئے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوئی تو اللہ کو یہاں تک کہ

یٰۤاَیُّهَا اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ۝ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الضَّالِّیْنَ ۝

اللہ تعالیٰ آپ کے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت نہیں دے گا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے باپ، بھائی، بیوی، اکبر، قبیلہ، مکان، دوکان، آل، اولاد کی کوئی حقیقت نہیں

گزشتہ آیات میں جہاد اور ہجرت کی غفلت بیان فرمائی۔ جب ہجرت کا حکم ہوا تھا اس وقت ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اس امر کو

قبول کر لیا لیکن ہجرت کرنے میں پس و پیش کرتے تھے اور ہجرت کی ہمت کرنے سے باز رہتے ہوئے تھے۔ یہ آیات ان لوگوں کے

بارے میں نازل ہوئیں۔ معاملہ اشتریل (صفحہ ۴۷ جلد ۲) میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب کی کریم اللہ نے مدینہ منورہ کو

ہجرت کرنے کا حکم فرمایا (اور یہ دعوت تھا تجسیم مدینہ منورہ) دارالاسلام قتادہ مدینہ منورہ کو ہجرت کرنا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تو بعض لوگوں نے ہجرت

کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن ایمان سے ان کو ہجرت کرنے سے روکا اور انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ضائع نہ کریں۔ ان کی یہ بات سن کر ان پر

ترس آ گیا اور ہجرت کا ارادہ چھوڑ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے یہ آیت: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰلَہٗ ذٰلِکُمْ اَوْلِیَآءَ (۱) نازل فرمائی

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ تمہارے باپ اور بھائی اگر کفر کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں اور ایمان کے مقابلہ میں انہیں کفر محبوب

ہے تو انہیں دوست نہ بناؤ کیونکہ وہ محبت اور دوستی کے لائق نہیں ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ بھی ایمان قبول کر لیجئے اور تمہارے ساتھ ہجرت

کرتے اب وہ کافر ہیں اور تم مؤمن ہو تمہارا دین تو قبول کرے نہیں اور اس کہتے ہیں کہ تم ہجرت کر کے چلے گئے تو ہم ضائع ہو جائیں گے،

جو لوگ اللہ کے راہ میں اپنی جانیں قربان نہیں کرتے وہ اس جہنم میں ہیں کہ ان سے وہابی کی ہمارے۔ وہ ایمان قبول کرتے۔ کیا نہیں اور ان میں پرستگار ہیں جو ہے جو کہ ان میں سے ہر جہت کے (خوف) ہے اور ان میں کا جڑ ہے انہیں کرتے وہ ان میں ان میں نہیں آتے اور ان میں کہنے انہیں ایمان نہ ملے کہ ہے وہ انہیں تہذیب دینی جانوں پر ظلم ہوا اس آخری بات کو ان میں فرمایا۔ وَمَنْ يُولِكُمْ فَكُمْ فَلَوْلَا كَلَامُ الْعَاقِلِينَ (اور تم میں سے جو لوگ ان سے وہابی نہیں تو وہ لوگ ہی ظلم کرتے ہمارے ہیں انہیں ان سے وہابی رکھنا چاہیں اور انہیں محبوب ہے ظلم کی بات ہے اور یہابی جانوں پر ظلم ہے۔ وہ ایمان لے آئے اللہ کے ہو گئے تو اللہ کے حکموں کے سامنے کوئی عقل اور کوئی رشتہ داری باقی نہیں جو اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے ان کے کوئی کچھ دوسری ہے بلکہ ان کا فرما دیا اور ان کو اللہ کا نہیں ہے وہ دوسری نہیں ہے۔

فرار غریب کہ بیکانہ از خدا باشد خداے یک تن بیکانہ کو آشنا باشد

ہب آیت ہا۔ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ اَنْتَ عَلِمْنَا اَنْتَ عَلِمْنَا نازل ہوئی تو بعض لوگ جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور ہجرت نہیں کی تھی کہنے کے کہ اگر ہجرت کرتے ہیں تو ہمارے مال ضائع ہو جائیں گے اور ہمارے غنم ہو جائیں گی اور گھر و زمین ہو جائیں گے اور رشتہ داروں کو ہمارے جانیں کی اس دوسری آیت فَلَمَّا اِنْ كَانَ الْاَمْرُ كَھٰمْ (اور یہ) نازل ہوئی۔ (مسلم احمد ابن مسعود سے) جس میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کی بانی یہ بیان کر دیا کہ اگر تم اللہ سے باپ اور بیٹے اور بیوی اور بچے اور کنبہ اور رشتہ دار کے مال جو حق ہے نہ کرنا کہے ہیں اور وہ ہجرت جس میں تم مشغول ہو اور ہجرت کرنے کی وجہ سے اس کے ناکام ہوئے گا نہیں دے رہے اور اپنے گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں چھوڑنے کی نسبت زیادہ محبوب ہیں۔ تو تم اللہ کے حکم کا انکار کرنا۔ یہ انہی چیزیں جنہیں ہجرت سے روک دیتی ہیں یہ تمہارے لئے عذاب کا باعث ہے یہ عذاب انہیں بھی نہ سکا ہے اور افسوس میں تو ہر حال ترک ہجرت کرنے پر عذاب ہے ہی۔ اگر اسی حالت میں مر گئے کہ ہجرت نہ کی بلکہ اس کے بغیر ایمان قبول نہیں۔ فَالَّذِي يَصْلَحُ لَكَ مِنْ مَّا فَلَاحَكُمْ فَاحْلُوْهُ (اور اچھا علی ملواری عن الحسن (صوفی احمد)) سورۃ نساء (آیت ۵۸) ان میں ہجرت پر اللہ ہوتے ہوئے ہجرت نہ کرنے والوں کے لئے فَلَمَّا اِنْ كَانَ الْاَمْرُ كَھٰمْ (اور یہ) نازل ہوا۔ مسلمانوں نے فرمایا ہے اللہ کی عین پر نظر نہ رکھنا اور رشتہ داروں اور کنبہوں کا چھوڑنا رشتہ داری کی محبت میں چھوڑنا ہجرت کو چھوڑ دینا ایمان سے الگ ہے اور اصل سے الگ ہے۔

آخر میں فرمایا وَاللّٰھُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الضَّالِّیْنَ اور جو لوگ لافاق ہیں اللہ کی فرمانبرداری نہیں کرتے کافروں سے وہابی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دے گا کہ وہابی عقل سے کام لیں اور اپنے نفع اور ضرر کو سمجھیں۔ وہی کو اللہ کی رضا کے مقابلہ میں ترجیح دے گی اس کی مراد میں کا یہ حال ہوا۔

فائدہ۔ ایمان قبول کرنے کے بعد ایمان کے تقاضے انسان کو شرعی احکام پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ شرعی احکام میں بہت سی ایسی چیزیں آجاتی ہیں۔ جو محسوس کرنا ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہجرت بھی ہے چھوڑ بھی ہے حرام مال کا چھوڑنا بھی ہے۔ شرعیات کے مطابق انہوں سے قطع تعلیق ہونا بھی ہے اور بہت سے امور ہیں جو محسوس کرنا ہوتا ہے۔ جو لوگ یہ جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے اور اس کا حق سب سے زیادہ ہے اور مال بھی اس نے دیا ہے اور رشتہ دار یاں بھی اس نے پیدا فرمائے ہیں انہیں اسلامی احکام پر عمل کرنے میں کچھ بھی دشواری نہیں ہوتی وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت اسی علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے اندر تین چیزیں ہوں گی من کی وجہ سے وہ

— 2 —

پہلے انھیں جیسے انداز میں کھڑکھڑائی کہ دوسری تمام چیزیں ان سے زیادہ محبوب تھیں۔

اور ان کی ہر ایک بات سے عقل و فہم کے لیے بہت کچھ سیکھا جاتا ہے۔

تیر اور انھیں جسے اللہ نے نکر سے پیدا کیا اور انہی نکر میں جانے کو میرا ہی برا کچے جیسے ایک مٹی ڈالے جانے کو برا لگتا ہے۔

(continued)

پچھلے دنوں سے جو بھی روایت ہے کہ سالِ ۱۹۸۰ء نے اسلام آباد کو قمر میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسخ نہیں کیا کہ

تمہ کو بھی اس کے ذریعہ اس کے باپ اس کی تمام دولتیں تمام گناہوں سے زیادہ محبوب قرار دیا جائے گا۔ (ابو عبد اللہ رحمہ اللہ)

ایمان کی مثالیں سے مراد یہ ہے کہ ظالمات اور مجاہدات علی اللذات محسوس ہونے لگیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی حاصل

کرنے کے لئے ہر طرح کی مشقتیں برداشت کرنی پڑیں۔ آسمان بھول جائے۔

فائدہ..... محبت وہ طرح کی ہوتی ہے ایک محبت طبیعت میں اختیار نہیں ہوتا اور دوسری محبت اختیار کی پر محبت عقلی ہوتی ہے اور

جس محبت کا جذبہ ہوا اس سے محبت اختیار ہی مراد ہے چونکہ غیر اختیاری امور کا اعتدالی نے اپنے بندوں کو تکلف نہیں پایا اور طبعی محبت

اختیاری نہیں ہے اس لئے ہمارے شعبہ میں بہت ملکی اور اختیاری ہی مراد ہے۔ ان کی شخص کے دل میں کبھی ظہور آتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔

کی اور مال کی محبت ہو تو اس پر موانعہ نہیں ہے بشرطیکہ یہ محبت اختیار کی محبت پر غالب نہ آجائے۔ ایمانی تقاضوں کا ہر کار کا بعض

بچوں کو خوش کرنے کے لئے تصویریں خریدیں۔ بکھرے بکری کی دلی لگاتے انھیں بکھرے شرقی لباس پہنا دیاجان کی دہائی خیرہ ہو چکی ہے۔

کے لئے رشتہ لے لی۔ ان کو زیادہ مال فراہم کرنے کی نیت سے سونے لیا۔ جرائم نگاروں میں طمانیت کر لی اور کسی طرح کے گناہوں میں

ملوث ہو گئے۔ یہ دوستوں کا خوشی کرنے کے لئے، اور اچھی موڈ پر لی، ضرورتی لباس پہن کر اپنا آرام کمالی کے لئے لی، اور صحت کمالی یہ سوچ رہا تھا ہے، اور اپنے

[illegible]

الحب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله

ایں بات کی جیسے کہتے ہوئے ہر جہت کا جائزہ لیتے ہوئے احوال جاری انجام دیتے ہوئے یہ مقام حاصل ہوا ہے کہ کہی بہت سی

انہوں نے اس کے سہلی خواہی سے ازدواجی تعلیق ہے۔ یہ مقام بہت مبارک ہے اور پروردگار ہے۔ نہ کہ یہ کھرب لکے حاسن ہو جائے۔

[illegible]

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاجِنَ كَثِيرَةٍ، وَيَوْمَ خِزْيِ إِذْ أَعْيَجَبْتُمْ كُرُوكُمْ فَلَمْ تَغِيْبِ

یہ جانی بات ہے کہ اللہ نے بہت سے مواقع میں شہادی دعا فرمائی اور انہیں کے دی گئی۔ جب قصیدہ اپنی طوالت پر پہنچا تو کہہ کر اس کو اٹھاتے

1. 1990年12月1日以前，在《民法通则》施行以前，民事行为是否有效，应当根据行为发生时的法律、政策及习惯来判断。

عَلَيْكُمْ يَا وَلَدَاتِ عَالَمٍ أَرْسَلْتُ بِكُمْ رَحْمَةً وَلِيَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُخْلِفُونَ لِلنَّاسِ أَمْوَالَهُمْ حَقَّ هَبْلِهِمْ

۱- کسی نے کہا کہ وہ ایک دفعہ اپنی لڑکی - ۱۵ سال کی تھی - کو باغ میں لے کر گیا، جہاں وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔

سَيَكُونُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ

بولے ہیں کہ یہ سب منجھ سے ہیں۔ لیکن ان کے لئے نظر ہوا۔ دیکھیں کہ انہیں تم نہیں دیکھتے تھے۔

كُفَرُوا. وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَن يَشَاءُ.

اور اللہ نے کافروں کو عذاب دیا۔ یہ سزا ہے کافروں کی۔ پھر اللہ کے بعد اللہ جس کی چاہے توہ قول فرماتے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

غزوہ حنین میں مسلمانوں کا کثرت پر گھمنڈ ہونا

اور اس کی وجہ سے اولاً شکست کھا کر ہٹا کر پھر اللہ تعالیٰ کا مدد فرمانا

ان آیات میں اول تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے یہ فرمایا ہے کہ اللہ نے بہت سے مواقع میں تمہاری مدد فرمائی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ غزوہ حنین میں مدد فرمانے کا واقعہ یاد دلایا۔ حنین (جس کا نام اب بھی ہے) ایک منظر اور طائف کے درمیان ایک جگہ ہے کہ فتح ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی طرف تشریف لے گئے۔ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بہت بڑی جماعت تھی۔ بعض صحابہ کے منہ سے یہ نکل گیا کہ آج ہم کی کی وجہ سے مطلوب نہیں ہو سکتے۔ اللہ کا کرنا یہاں ہوا کہ مسلمانوں کو اول شکست ہوئی اور بہت زیادہ پریشانی ہوئی اور چند افراد کے علاوہ سب لوگ ہٹا کر کھڑے ہوئے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔

غزوہ حنین کا مفصل واقعہ اس واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کر لیا ہے تو مالک بن عوف لغری نے جو ان کا سردار تھا ان کو فتح کیا۔ ان کے ساتھ نہایت، غلہ، خوراک، خیرات، جو سودا، بکرا اور کچھ نئی چال میں سے بیچ ہو گئے ان لوگوں کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے قبل کریں۔ ان کے لوگوں کی خبر ملنے پر جب آپ نے ان کی طرف تشریف لے جانے کا ارادہ کر لیا تو مالک بن عوف نے اپنی صحبت اور اپنے اسوہ اور عورتوں اور بچوں کو مقام حنین میں جمع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدردہؓ کو ان کی خبر لینے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ تم اندر جا کر دیکھو کہ حال معلوم کر کے ان کی خبر لے آؤ۔ حضرت عبداللہ بن ابی حدردہؓ تشریف لے گئے اور ان میں داخل ہو کر ان کی خبریں لیں۔ اور حالات معلوم کئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے باخبر کیا اور بتایا کہ ان لوگوں کی نیت جنگ کرنے کی ہے۔ آپ نے مکہ معظمہ سے جب ان سے مقابلہ کیلئے سفر شروع فرمایا تھا تو آپ کے ساتھ ہی ہزار افراد اور وہ تھے جو فتح مکہ کے لئے مدینہ منورہ سے ہجرت آئے تھے اور وہ آری حنین میں اس سے ساتھ ہو گئے تھے۔ حضرت بلال بن عقیلؓ نے جان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے اسی اثناء میں ہزار غیر کا وقت آیا اس وقت ایک گھڑ سوار آئی آپ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے آگے چلا گیا تھا اس میں پہاڑ پر چڑھا تھا میں نے دیکھا کہ کسی ہزاروں سب کے سب اپنی جہت میں ہمارے اسوہ اور اپنی نکریں کو لے کر حنین میں بیٹھ ہو گئے ہیں آپ نے مسکرا کر فرمایا میں شاید اس کو یہ سب مسلمانوں کے مالی قیمت ہوں گے آئے وہ ملی رات میں حضرت انسؓ، عبد اللہ بن عمرؓ، جابرؓ، زیدؓ کی قیادت کرتے رہے اور ابوہریرہؓ مختلف کھانوں میں گھومنے پر مجبور ہو کر پھر آئے۔ وہ اپنے کاشن کی خبر دے گئے۔

جب پہنچ ہوئی تو مسلمانوں کے لشکر اور پی جہازوں کی جمیعت کا مقابلہ شروع ہوا یہ پہلے لکھا جاتا ہے کہ بعض مسلمانوں کی زبان سے یہ بات نکل گئی تھی کہ اس وقت ہماری تعداد بہت ہے افراد کی کمی کی وجہ سے شکست نہیں کھا سکیں گے۔ پی جہازوں کے لوگ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے انہوں نے حیران دہی شروع کی تو مسلمان پشت پیچ کر بھاگ گئے۔ دشمن کے مقابلہ میں صرف رسول اللہ اور آپ کے ساتھ چند افراد رہ گئے تھے جن میں حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ بھی تھے آپؐ برابر پہاڑ سے رہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِكَ عَذَابُكَ ۔

(اے اللہ! ہمیری طرف آجاتا ہے، رسول اللہ ہیں، میں محمد بن محمد اللہ ہوں، اس موقع پر رسول اللہؐ سفید پتھر پر سوار تھے اور بطور دروازے پر چڑھ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ غَلِيْبُ الْمُظْلِمٰتِ

اِنَّا اُنْصِبُكَ لَا مَحْذَبَ

(میں بھی ہوں اس میں کوئی جمیعت نہیں میں میدان طلب کی اولاد ہوں)

اس موقع پر آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور عرض کیا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ (اے خدا پی دہا زل فرما) آپؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو کہ اسے انصاری کی جماعت ادھر آنا ہے جماعت پھر وہ (جنہوں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے جمیعت کی تھی) کا پھر آؤ۔ یہ حضرات آواز سن کر ایک کینے رہے اور رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے رہے۔ یہاں تک کہ سوائے ایک شخص ہو گئے اور وہ بارہ جنگ شروع ہو گئی رسول اللہؐ نے لشکریوں کی ایک ٹہنی بھر کر مشرکین کی طرف پھینک دی اور فرمایا جماعت اللہ جو وہ (ان کی صورتیں بگاڑ جائیں) گا اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ لشکریاں دشمنوں کی آنکھوں میں پڑ گئیں اور ان میں کوئی بھی ایسا باقی نہ رہا جس کی آنکھ میں کوئی نہ چڑی ہو۔ تھوڑی دیر کی گئی تو پی جہازوں کے ساتھ جمع ہونے والے قبائل کو شکست ہو گئی۔ ان میں بہت سے مقتول ہوئے اور بڑی تعداد میں قید کر کے خدمت عالی میں حاضر کئے گئے جن کی شکلیں بگڑ گئی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں کے اسواں اور عمریں بڑھ گئے اور سب مسلمانوں کو بطور مال قیمت مل گئے۔ (جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ ان کے اسواں اتنا مال ملے گا کہ مسلمانوں کے بالے قیمت ہوں گے)

جن لوگوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول نہیں کیا تھا پی ہی ساتھ چلے آئے تھے انہوں نے جب اللہ کی مدد دیکھی تو اس موقع پر اسلام قبول کر لیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو فتح پائی تھی پ فرمائی تو آپؐ نے بال قیمت کو (جس میں اونٹ، بکریاں اور غلام بائیاں بھی تھے) مقام حرا پر لے جانے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ ہاں لے جا کر سب جمع کر دینے جائیں اور حضرت مسیح بن نصر انصاریؓ کو ان اسواں کو لے جانے کا حکم دیا اور ہاں۔

مقام اوحاس میں مشرکین سے مقابلہ اور ان کی شکست ۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد میدان سے بھاگنے والے دشمنوں کی ایک جماعت نے مقام اوحاس پر چڑھا لایا اور دعا دے گا کہ یہ لوگ جنگ کریں گے رسول اللہؐ نے ان کے مقابلہ کے لئے حضرت ابو عامرؓ کو بھیجا کہ ان سے جنگ ہوئی تو ان پر غلبہ پالیا۔ لیکن حضرت ابو عامرؓ جس شہید ہو گئے جن کے بعد ان کے پوتا اور بھائی حضرت ابوموسیٰؓ نے جنتا مسجد اور اوقاف کیا اللہ تعالیٰ نے فتح پائی انہیں ب فرمائی اور انہی کے ہاتھوں وہ شخص مقتول ہوا جس نے حضرت ابو عامرؓ کو شہید کیا تھا۔ جنگ اوحاس کے موقع پر بھی بال قیمت ملا جن میں مشرکین کی بہت سی عمریں بھی تھیں۔

طاغوت کا ہی تصور پھر وہاں سے نکالیں خود دشمن سے خارج ہو کر رسول اللہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں تک کہ بنی موطیٰ بنی ہوازن کا سردار اس کے ساتھ دوسرے لوگ حضورؐ سے ملے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ان اور ایک ہی جگہ سے نکلتے ہیں۔ ان کا تصور بنی نضر کے اندر ہے جو بنی نضر کے لوگ تیر چھٹے رہے اور باقی نہیں آئے۔ مسلمانوں میں بہت سے لوگ دبی ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تحقیق استعمل فرمائی اور اس کے بعد وہ لوگ کے اندر چھر چھٹکا لیا یہاں زمانہ میں چھر چھٹکا ایک آلہ تھا اور حاضری کی پابندی ترقی یافتہ ملک انگلینڈ ہے اور اقدار کی جان بے کافر حضرت سلمان فارسی نے اپنے ہاتھ سے گھٹائی بنائی تھی اور استعمال کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ جب شیخیابی کی کوئی صورت نہ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کل لوگوں کو جاہلی کے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے دایسے ہونے اور چپلے وقت جان دے مائی۔

(اساتذہ ان کو جاہلیت کے دور ہمارے لئے قرعی کافی ہو چکا تاکہ ہمیں ان سے نجات پائے)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بنی موطیٰ کا وفد (جو طاغوت کے رہنے والے تھے) آنکھ دھیل دھیلان الہامیہ میں رہنے منور میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا اور پھر رقیقہ سلطان ہو گیا (پھر ہے کہ طاغوت دھیلے دھیلے تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو زخمی کیا تھا۔ پھر بھی آپ انہیں جاہلیت کی دعا سے کرشمہ فرمایا ہے)

پھر ان میں تقسیم ہوا تمام آپ طاغوت سے دایسے ہونے تو مقام ہرانہ میں پہنچے آپ کے ساتھ مسلمانوں کا فخر عظیم تھا۔ ہاں پہلے قیمت کے اصول سمجھ دیجئے کہ تھے ان میں بنی ہوازن کے قیدی بھی تھے ان قیدیوں کی تعداد چوبہتر تھی جن میں سے پانچ اور تیس بھی تھیں اور بہت بھاری تعداد میں کھوت بھی تھے اور کرباں بھی تھیں۔ آپ نے ان کو اپنے فخر میں تقسیم فرمایا۔ پھر ان کی درخواست پر جانکس سے چار ہاتھ لے کر ان کے قیدی کی دایسے کر دیے کہ ان بنی ہوازن نے اسلام قبول کر کے اس کی درخواست کی تھی۔

جیسا کہ پہلا عرض کیا گیا طاغوت بنی موطیٰ جو بنی ہوازن کا سردار تھا وہ طاغوت میں حضورؐ سے ہو گیا تھا۔ آپ نے ان کو کٹر بھی کیا اور اسلام قبول کر کے بہت پاس آجائے تو اس کے کھنڈے کو لگ کر اس کا مال دایسے کر دیا گا اور اس کو کھوت بھی دے دیں گا جب دایسے بنی موطیٰ وہ بات پہنچی تو اس نے اسلام قبول کر لیا اور آنحضرت ﷺ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس کے مال و مال دایسے کر دیے اور سواوت بھی حمایت فرمادیے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہرانہ سے مرہ کا اہرام باندھا اور کو منظر پہنچ کر مرہ وادایا پھر یہ منورہ حالت اور سلامتی کے ساتھ شریف لے آئے۔ (سنن ابوداؤد، تہذیب السنن، ابن ماجہ، مسند احمد، مسند ابی یوسف، مسند ابی داؤد، مسند ابی حنبلہ)

خیمین میں فرشتوں کا نزول مسلمانوں کو الگ الگ گھست ہوئی اور ایسی گھست ہوئی کہ زمین کے لئے ٹھک ہو گئی اور جب اس کا وہی ہوا کہ بعض مسلمانوں نے یہ کہہ دیا کہ آج تو ہم خدا میں بہت زیادہ جی گھست کا احتمال ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دعا فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے یہ سیکھنا دل فرمائی جس کی وجہ سے آپ ٹوبہ زیادہ ایمان اور سکون قلب کے ساتھ باخوف و مطمئن چلے پھر سوار رہے اور صحابہ پہنچی سکھتہ نازل فرمائی اور سکون و اطمینان کے ساتھ بار بار دیکھ کر نے کہ جس سے دشمنوں نے گھست خالی۔

قرآن مجید میں فرمودہ (انہیں کا ذکر کرتے ہوئے) وَتَسْزِلُ جُنُودًا لَّهُمْ فَرُوزًا بھی فرمایا (اور اللہ نے انہیں ہر سے نہیں تم نے نہیں دیکھا کہ اسب سے عالم ہوا علی (ص) اور اس فرماتے ہیں یعنی السلامۃ قبل لا للفساد ولكن للحين الكفار وتصبح المسلمین لانہ ہروی ان السلامۃ لہم بعد الفلاح الاہم بعد (فرشتوں کا نازل حمل سے کیا اقبال کے لئے نہیں تھا کہ اس لئے تھا کہ وہ کار کو بڑا لیا نہیں اور مسلمانوں کو بہادر کی نگاہ سے ہے کہ فرشتوں نے اقبال صرف بد میں کیا تھا) یعنی انہوں سے فرشتے مراد ہیں۔

اس بارے میں کہہ رہا ہے کہ فرشتے جنت کرنے سے لئے نہیں بلکہ کافروں کو ہارانی اور مسلمانوں کو دلیہ جانے کیلئے نازل کئے گئے تھے۔ تاکہ یہ بات راہیت کی جاتی ہے کہ فرشتوں نے جوہر کے صوفیہ کے علاوہ کسی صوفیہ پر لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ صاحب دین العالی (دارالحدیث) نے بھی جسود غلیظہ کو وہاں کی تسمیر فرشتوں سے کی ہے اور لکھا ہے کہ جمہور نے اسی کا اختیار کیا ہے کہ فرشتوں نے جوہر کے علاوہ کسی اور صوفیہ پر لڑائی نہیں کی اور وہ مسلمانوں کے عقوب کی توجیہ کے لئے ہر مشرکین کے عقوب میں مدد دینے کیلئے آئے تھے۔ پہلے افسوس آں یا ارمیا ہے کہ انہوں نے لڑائی بھی کیا تھی میں انہی میں تھا ہے کہ واپس لے سند یعول علیہ یعنی اس کی کوئی سند مستند نہیں

فہم نے کہا: افرارہ سے ہے بعد فریاد و عذاب المیعن کھڑا ہے۔ (کہا اے بے فکران! کوٹا آب و آواز فہم سے ہے اور فہم نے کو ذلالت حمل آگے الحکام فہم نے اور یہ فکران کی مراد ہے۔) (یہ تو نہیں ہیں) اور اگر غرت میں جو سزا ہے وہ نہایت ہی سزا کے علاوہ ہے۔ تو فرما چم کے اور پاس دینی خط اب میں چلا آؤ گا۔ آفر میں فرما دیا

يُؤْتِيهِ اللَّهُ مِنَ الْغَيْبِ بِمَا يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيمٌ ۝

پھر ان کے بعد ان کے گھر سے نکل کر ان کے گھر کے سامنے والی سڑک پر آئے۔

یہ چار نکاتوں پر جائیں وہ تو اپنا کا خطاب سیکھ پھر لیتے ہیں اور اس وقت کے دھماکی خطاب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ انہیں جو لوگ قرآن سے قیام پائیں اللہ تعالیٰ ان میں سے جس کو چاہے تو آپ کی توفیق دے دیتا ہے جو کلمہ چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ انہیں میں سے آپ کے ایک ہی کلمہ پر توبہ نہ کی جیسے کہ ان کے ساتھ کہنے لگتے ہیں آپ قہ۔ جب شکست ہوئی تو خاک ہو کر خاکو بند ہو گیا انہیں ان حضرت سرور عالم سے کچھ سمجھنے پر ابلیس آ کر مسلمان ہو گیا آپ نے ان کو اس کی قوم پر حال بھی بدلا دیا۔ پھر اور بھی بہت سے نبی و رسول نے لوگ مسلمان ہوئے جسے جب تک میں قتل نہ کرنے سے قیام رکھتے تھے۔ خاک میں میں ہا کر کھاسا، طرح طرح کا صرصر کے بعد ابلیس نے انہیں اپنے تئیں بعد میں وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اسلام کے بننے سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا اور مستحق جنت ہوئے۔ ان لوگوں کو فرمیں جو کہ ان کا اللہ تعالیٰ نے سب مخالف فرما دیا۔

ماکھ بن حوف نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے چند اشعار کہیں اور ان کی تفسیر کے لئے نقل کئے جاتے ہیں۔

ما كان زانيت ولا سمعت بمنزله
وأوفى وأعظم للحريل إذا اجتدى
وإذا المكتبة عرفت ما بها
ليكن له لبث على مثاله

في الناس كله مثل محمد
ومنى تشابه ترك عفا في غد
بالسمهري وصوب كل مهنة
وسط الهاء اخذوا في مرصد

2023

(۱) میں نے تمام لوگوں میں تمہارا رسول بننے کا حق عطا کیا ہے۔

(۲) خوب نہ ہو مایں کثیر دینے والا جب کہ وہ حکومت کرے اور جب تو چاہے تو تجھے اس بات کی خبر دیے سے جو کل ہونے والی ہے (اور جو آپ نے فرما چکا تھا کہ ہزاروں کے بل بل کر نکالے بغیر مسلمانوں کے لئے مایں قیمت ہوں گے اس کی طرف اشارہ ہے)۔

۲۳) اور جب شکار سے انگوٹھ لگے غزوں کے ساتھ اور برنگوار استعمال کر لی جائے تو گویا وہ شیر ہے اپنے بچوں (کی) عمرانی پر ہمارے کدو میان پر گھٹات کی جگہ میں۔

وذكر هذا الحافظ ابن كثير في البداية وبعده ۳۶ جلد ۱ والخالف والبالغ الا بعد الذل انتفى في اجتهد كما في القاموس (اسے جاننا ان شیر نے ابداد انتہا میں ذکر کیا ہے بالذات اس شیر کو کہتے ہیں جوانی کچھ میں چھاپا ہو)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا الْأَشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَا مِهِمْ هَذَا :

ترجمہ: ۱۰۔ اے مشرکین! ہم تم پر ناپاک ہیں سو وہ ان سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ جائیں
وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْدَهُ فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۱﴾
اور اگر تم سے ڈرتے ہو تو قریب نہ آئیں اپنے افسوس سے تم کو کہے گا اگر چاہے یہ ایک دن جانتے ہو اور حکمت یہ ہے ۔

مشرکین نجس ہیں مسجد حرام کے پاس نہ جائیں

یہ آیت بھی سورۃ بقرہ کی شروع کی آیات میں سے ہے جن کا اعلان ہے کہ حضرت علیؑ کے کدو بیچ کے سونے پر کرنا حرام میں حضرت علیؑ کا بیچ تھے۔ جن چیزوں کا اعلان کیا تھا ان میں سے بھی تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیچ نہ کرے اور کوئی شخص نہ بونے کی حالت میں طواف نہ کرے (جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے) اس آیت میں جو یہ حکم فرمایا کہ مشرکین پیہ پی ہیں سورہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آئیں۔ اس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر وہ مشرکین کو حج نہ کرنے دیا جائے مسجد حرام میں نہ آنے دینے کا بھی مطلب ہے۔ اگر کسی کا کار کا مسجد حرام میں یا کسی بھی مسجد میں داخل ہونے کی اہدات دی جائے تو حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک یہ جائز ہے اور پایہ ہونے سے مردان کی اندرونی ناپاکی یعنی عذر شرعی اور نکر یہ مرد ہیں۔ اس امر میں کوئی مرد یا عورت یا بچہ یا کوئی عورت نجس اہل جو جسم پر کوئی ظاہری نہایت لگی ہوئی ہو تو ان نہایتوں کی وجہ سے داخل نہ ہونے دیا جائے گا اور اس میں تاخیر اور کار کا حکم ایک ہی ہے۔ دیگر ان کا مذہب اس سے مختلف ہے۔ صاحب روح المعانی نے حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا یہ مذہب نقل کیا ہے کہ کسی کا کار کو خود ہی ہو یا جو لے کر آیا ہو کسی بھی صورت میں مسجد حرام میں داخل کرنے کی اہدات نہیں ہے۔ اگر کاروں کی طرف سے کوئی قصداً لے تو امام اہل سنت میں سے ہر نقل کر اس سے منکر کرے۔

یہ تو ان حضرت کا مذہب مسجد حرام کے داخلہ کے بارے میں ہے۔ اور دوسری مساجد کا مسئلہ حضرت امام شافعیؒ دوسری مسجدوں میں کافر کے اندر کی اجازت دینے میں امام مالکؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ تمام مسجدوں کا حکم برابر ہے کسی بھی مسجد میں کا کار کا داخلہ جائز نہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے جو آیت کا یہ مطلب بتایا ہے کہ کاروں کو حج اور عمرہ کرنے سے روکا جائے اور بعض حالات میں کاروں کے مسجد حرام میں داخل ہونے کی اجازت ہے اس کی دلیل میں حضرت جاز کا یہ ارشاد پیش کیا جاتا ہے جسے (در مستدرک) ۱۳ جلد ۱ میں حضرت عبد الرزاق وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا إِلَّا أَنْ يَكُونُوا عِدَّةً مِنْ أَهْلِ

طبعاً۔ (کشرکین اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جائیں مگر یہ کوئی شخص نہ ہی ہو گا) یہ معلوم ہے کہ کافر مشرک ہونے میں کلام باطنی اور ذہنی اور دماغی مشرکین سب برابر ہیں۔ جب کلام و اجازت دے دی کی تو معلوم ہوا کہ یہ کافر کے داخلگی اجازت ہے۔ جس میں اس کی ممانعت کے کہ ان کو حج یا عمرہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ حدیث بالا در مشور میں موقوفہ نقل کی ہے لیکن علامہ ابن کثیر صاحب نے ایک مبالغہ افراں (صفحہ ۳۷۷) میں صرف موقوفہ دونوں طرح نقل کی ہے بلکہ لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں طرح صحیح ہو۔ حضرت چاروں نے بعض اوقات اشارہ انہی کے طور پر نقل کر دیا۔ مگر اپنی طرف سے نقلی اسے دیا۔

مراہتل اور ذہنی ہے کہ کئی کیفیت کا بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے مسجد کے آخری حصہ میں ایک چنگو لگوا دیا کہ وہ مسلمانوں کی لذت میں اور ان کا کرک و نگاہ و بکھیں۔ عرض کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں مسجد میں ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ مشرک ہیں۔ آپ نے فرمایا انا شہداء میں ہا پاک نہیں ہوتی لیکن آدم ہا پاک ہوتا ہے۔

اور علامہ نے اس واقعہ کو شرح معانی الآثار کے سب سے پہلے باب میں نقل کیا ہے۔ ان کی روایات کے الفاظ یہ ہیں فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس الازرار من المجلس الماس شیء انما المجلس الماس علی الفہم۔ (لوگوں کی کھانسیوں میں سے زمین پر نہ کھجی نہیں ان کی کھانسیوں میں اپنی جانوں پر ہیں)

لہذا میں اصل کا واقعہ بھی اس پر روایت کرتا ہے کہ کافر کو مسجد میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ لہذا ایک شخص تھے جنہیں حضرت صحابہؓ گرفتار کر کے لے آئے تھے اور ان کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا تھا۔ بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ (صحیح بخاری ص ۲۹۷)

فَلَا يَنْفَرُ نَوْمُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (لا ہے) کشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اس کی تصریح فرمانے کے بعد ماثلاً فرمایا اور ان جلستم غلبۃ لعلوا فلبسکم اللہ من فضلہ ان شاء (اگر تم فقر سے دارتے ہو فقر یہ اللہ تمہیں اپنے فضل سے ملے گا کہ اگر چاہے)

اس کا سبب نزول جاتے ہوئے در مشور میں حضرت ابن عباسؓ سے یہاں نقل کیا ہے کہ مشرکین جب حج کے لئے آئے تھے تو اپنے ساتھ خدا (گواہوں، جہاد و جہاد) بھی لے آتے تھے اور اس کو فروخت کرتے تھے۔ جب حج کے لئے ان کا آوارہ گاہ یا گاہ مسلمانوں نے کہا کہ آپ ہمیں گواہ کی چیزیں کہاں سے ملیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات نازل فرمائی اور ان سے وعدہ فرمایا کہ اللہ اگر چاہے تو اپنے فضل سے ملے گا۔ حضرت سعید بن جبیر اور حضرت جابرؓ سے بھی یہ بات منقول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ مسلمان کافروں سے اور ان اعمال تجارت سے بے نیاز ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رزق کے دوسرے دروازے کھول دیے اور انہیں جو صحابی شہادت کا اللہ پیشہ قرار دیا۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

ان لوگوں سے جنگ کر۔ جو اللہ اور آخرت کے دن کو ایمان لاتے نہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں سمجھتے

وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ

اور ان کو حق کو قبول نہیں کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کتاب دی گئی تھی جن سے یہاں تک جنگ کر کہ وہ ہاتھ ہو کر دولت کی حالت

اور سوا کاٹنا دینا ان کے پاس عام تھا۔ میں نے حضرت ابن عباسؓ کی کتابوں میں بھی۔

ان کتاب کا یہ حال یہاں تک کہ ہوتے فرمایا: **وَأَقْبَحُكُنَّ فُلُوبِ الْحَقِّ**۔ کہ وہ بنی مین اسلام و قول نہیں کرتے۔ ان کی یہ صفات اور ان کے یہ عادات و تقاضاں کتنی ہیں کہ ان سے جنگ کی بات اگر اسلام و قول کر لیں تو پھر جہاد نہ زیادہ ہے یا زیادہ جو ہمیں اس صورت میں ان سے قتال نہ کیا جائے اور جنگ نہیں کی جائے گی۔

پھر فرمایا: **يَطْلُقُ الْفَحْرِيَّةُ عَنْ يَدِ**۔ اس میں لفظ فحریہ یہ ہے کہ امر ہے اس کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ میں تمہیں جزیہ یا مقرر کر، یا کیا وہ خود آ کے دلا کر لے لے کی دوسرے کے ذریعہ جیسے کہ تکبیر جزیہ لینے سے ان کی فحریہ میں۔ نوٹ میں دیکھو۔ یہ امر بھی کہ وہ کبھی یا کر جزیہ پہنچے یا تو اس میں ان کا اعزاز ہے۔ اس کے اسلئے کہ واسطے تہذیب و اخلاق نہ پائے نہ ان کو مجبور کیا جائے کہ خود آ کر لیں اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ وہ حضور اور فرما نہ ہو اور نہ ہی خود آ کر لیں۔ بعض کا یہ ہے اس قول کے مطابق ہیں تو یہ کیا ہے کہ تحت ہوا کہ حیرت منی کہ جزیہ دینے منظور نہیں اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ تھوہ ہاتھ ہاتھ جزیہ نہ منظور کریں۔

پھر آفریں فرمایا: **وَهَبْ صَاعِدَ ذُرِّي** کہ اس حالت میں جزیہ یہ کہ جو اہل ہوں۔ بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ وہ گھر سے ہو کر دے کریں اور جو مسلمان لینے والے وہ وہ گھر وصول کرے اور حضرت ابن عباسؓ سے قتال ہے کہ ذی کا کھانا پکڑ کر ان کو دیا جائے تاکہ **اَعْطِ الْحَزْبِيَّةُ يَدِي** (اس ذی جزیہ سے ہر بعض نے فرمایا ہے کہ وصول دینی کرتے ہیں) اس کے او حق اللہ تعالیٰ یا **عَدُوَّ اللَّهِ** (اس اللہ کے دشمن) ان کا حق اور اگر وہ حضرت امام ثانیؒ نے فرمایا کہ زمین کے ذیل میں بے اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں جو کام دینے چاہیں گے ان پر عمل کریں گے اور مسلمانوں کی حاجت میں دے گا یہ قول صاحب روئے الدعائی نے (مطالعہ صحیحہ) میں نقل کیا ہے۔ نیز یہ اخیر میں لکھا ہے کہ یہ نقل مسلمانوں کا ان میں سے کسی قول پر بھی عمل نہیں۔ وہ اپنے نائب کے ذریعہ جزیہ پہنچا دیتے ہیں ان سے لینا ہوتا ہے۔ لیکن طریقہ یہ ہے کہ ان کو مجبور کیا جائے کہ خود لے کر آئیں۔ یہ قول انہیں صحابہ ہوں اور اس کے علاوہ ذی اہل اسلام کے ضعف کی وجہ سے جاری ہے۔ (امام)

صاحب روئے الدعائی نے اپنے زمانے کے ملک اور امرامی حکایت کی کہ مسلمان امرامہ تک سے جزیہ وصول کر لیتے ہیں لیکن آتی تو یہ حال ہے کہ مسلمان کسی ملک میں جزیہ لینے کا قانون جاری کرتے ہی نہیں۔ یہ لوگ کافروں سے دار سے ہیں جزیہ مقرر نہیں کرتے بلکہ ملک میں بننے والے کافروں کو مسلمانوں سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور ان کا کرام کرتے ہیں۔ ان کو اسلئے کامیاب مانتے ہیں۔ امت قوی مسلمانوں کو بہت دور و صلے سے اور کھڑک اور کھڑکی قیامت اور شاعت اور جاست اور بعض اور طرقت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے تاکہ ان کو کھڑک وکیل بھیجیں اور وکیل جا کر نہیں۔ فقہائے لکھا ہے کہ ذی کافروں کو اور اسلام میں کوئی عداوت خاندانہ یا دینی کی اجازت نہیں دینی ہمارے کی۔ اسلام کے خلاف ہونے سے پہلے جو ان کا عداوت خاندانہ ہو اور وہ عداوت ہو جائے تو اس سے زیادہ دیکھتے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے لباس میں اور سوار میں میں اور وہ نہیں میں اور مسلمانوں کے لباس اور سوار میں دیکھو وہ عداوت دیکھا جائے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار نہیں ہو سکتے اور ہتھیار بند ہو کر نہیں چل سکتے۔ مسلمان ان سب انکسار کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں کیونکہ کفر اور کافر سے بغض نہیں ہے۔ (امام ابوہامد) مسلمانوں کے ملکوں میں کافروں کی مشنریں کام کر دیتی ہیں۔ چاہے اور فریب مسلمانوں کو اپنے بن داخل کر دیتی ہیں لیکن مسلمانوں کے اصحاب اقتدار و راہگی تو یہ نہیں دیتے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اس میں عداوتی ہے اور کافروں سے

اوستے بھی ہیں اور جیسے بھی ہیں، ملک مسئلوں کا ہوا اور کفر کی کھلی تضحیل ہو یا ان کا اسلام کی کھلی بڑی خلاف ورزی ہے جس کو صاحبِ وقتہ انہیں سوچتے۔ لاف بھلاہم۔

جزیرہ کی مقدار کیا ہے؟ اس کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک جزیرہ وہ ہے جو آپس کی رضامندی اور صلح سے متقرر کیا گیا ہے۔ جتنی مقدار پر اتفاق ہو جائے اسی قدر لے لیا جائے اس میں ہر فرد سے وصول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ علماء یہاں وہ جس طرح چاہیں آہستہ میں وصول کیا کرے اور اگر دشمن کو پتہ چلے کہ وہاں جتنے جتنے حصے ہیں ان کے لیے وہاں چلے جائے اس کے مطابق عمل کرتے رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں اس معاملہ فرمایا تھا کہ آپ کی شجاعت سب کو سزا دے دی اور صلہ دار کیا کہ صلہ داروں کو کہتے ہیں یعنی ایک تہمدار ایک چارہ دار ہر صلہ کی قیمت کا اندازہ لگے کر دے گا یا تھا کہ ایک اوقیہ چاندی کی قیمت کا ہو گا۔ ایک اوقیہ چاندی دو ہجم کا ہوتا تھا۔ ایک ہجم کا وزن ۱۳ ماشا کہ ہے اور ۱۰۰ ماشاں کی ہوتا تھا۔

خود دوسری صورت ہے۔ ہے کہ میرا کون سا نہیں ہے۔ کے ملک پر قابض ہو کر انہیں اس کی ملک پر باقی رکھے اور اس پر ہی کسی مخصوص رقم مقرر کرے۔ یہ حضرت عمرؓ سے مالدار آتی ہے۔ سلطان انہیں اس رقم مقرر کئے تھے جن میں سے یہ مالدار چار سو سو مالہ کرنا لازماً تھا۔ جو شخص متوسط درجہ کا مالدار ہو اس پر چوبیس سو درہم مقرر کئے تھے یہ مالہ اس سے ۱۰۰ درہم تک لے جاتے تھے۔ جو شخص مالدار نہ ہو۔ حرووی کے کھانا کا مالہ اس پر ۱۰۰ درہم تک لے سکتا تھا۔ اگر کسی مالدار کے پاس مالہ اس سے زیادہ ایک سو درہم وصول کیا جاتا تھا۔

مسک..... عورت، بچہ، پانچ اور دو ہزار روپے عنت کر کے کمانے کے اکیس نہیں اور دو لوگ جو اپنے عہدات خاںوں میں رہتے ہیں تو کوئی سے ان کا تعلق طلب نہ ہوں تو کوئی پر کوئی جڑ نہیں ہے۔

مسئلہ۔ اہل کتاب و نہ پرست و آتش پرست ان سب سے جزیہ لیا جائے گا۔ ایسا اہل عرب جو نہ پرست ہیں ان پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا۔ لیکن یہ کہنا جائے گا کہ اس کا معقول کرارہ یہ تھا کہ اس لئے تمہارے۔

مسئلہ مسلمانوں میں سے جو لوگ مرتد ہو جائیں۔ (العلیاء زابطہ) ان پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا۔ ان سے بھی یہ کہا جائے گا کہ اسلام قبول کر لو، ورنہ تمہارے لئے کئے گئے کارے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ

اور خیر خواہوں نے کہا کہ عزم رکھنا چاہیے اور خود ہی نے کہا کہ سچا اور کا چاہیے۔ جو اس کی باتیں ہیں جو اس کے منہوں سے نکلتی ہیں۔

يُضَاهِيُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتِلْهُمْ إِنَّهُ نَافِلٌ يُؤْفَكُونَ ﴿١٨﴾

یہ میری انہوں کی طرف سے باتیں کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کمر لیا تھا۔ وہ انہیں خبر دے کر ہے، کہ وہ لائے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے

أَحْبَارُهُمْ وَرُؤَسَاءَهُمْ أَزْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ : وَمَا أُمِرُوا إِلَّا

نہ کہ پھر کہ اپنے جانوں کو اور بدنوں کو دھپ کا لالچ دیکھ کر غصہ کر لیں اور جانوں کو بھی دھپ کا لالچ دیکھ کر غصہ کر لیں۔

لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ۚ لَآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَيُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَيُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ وَيُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ

مصر کے ایک معاشی مسئلہ ہے کہ یہاں کی معیشت کی شرح نمو 2% ہے جبکہ دنیا کی شرح نمو 4% ہے۔

یہود و نصاریٰ کی تردید جنہوں نے حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا بتایا

بائی آیت میں اہل کتب سے قتال کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان سے یہاں تک قتال کر کہ وہ مکمل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیرہ اوار کریں۔ اس کے بعد یہود و نصاریٰ کا عقیدہ شریک بنانے پر آیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جیسے دوسرے مشرک اپنے مشرک میں گئے ہوئے ہیں اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی مشرک ہیں یعنی انہیں انعام کامل اللہ سے اپنا حلق جوڑتے ہیں انہوں نے قوم مدیہ کی دعوت دی تھی اور اسی دعوت کو لے کر وہ پاک کی طرف سے جھوٹ ہوئے تھے بعد میں ان کے ماننے والوں نے (جو ماننے کا جھوٹ دہانی کر کے ہیں) تو مدیہ کو چھوڑ دیا اور اللہ کا شریک اختیار کر لے ہورہا ہوں۔ اسی طرح شریک بائیں کرنے لگے۔ یہودیوں نے تو یہاں کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے یہاں کہا کہ مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کا قول واکر کرنے کے بعد فرمایا **فَذَلِكُمْ فَتْنُهُمُ**۔ سلطو انہیں کہ یہ ان کی باتیں ہیں جو ان کے مہربانوں سے نقل ہوئی ہیں۔ یہاں تو ان میں جھوٹ ہے۔ ان کی باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں کی باتوں کی کوئی دلیل اور کوئی سند نہیں۔

پھر فرمایا **يٰۤاَهْلَ الْاٰمِنَاتِ قُلِ الْاَلٰهَيْنِ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلِ**۔ (ان سے پہلے میں لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کی باتیں ان کی باتوں کے مشابہ ہیں) حضرت ان مہربانوں نے فرمایا **اَللّٰهَيْنِ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلِ** (جنہوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا) سے مشرکین مراد ہیں جنہوں نے فرشتوں کو اللہ کی زوجیاں بنایا اور اس عقیدہ کے جو لوگ ہیں یعنی یہود و نصاریٰ وہ اپنے اسلام کی بات پر کھڑے ہوئے ہیں (ماہ الحال ص ۱۴۳ جلد ۱)

پھر فرمایا **لَا تَطْلُبُوْهُمُ** اللہ اس کا ظنی معنی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پاک کرے اور حضرت ان مہربانوں نے اس کے بھاری معنی لئے ہیں اور فرمایا کہ اس سے لعنت کرنا مردار ہے۔ اسی **يٰۤاَهْلَ الْاٰمِنَاتِ**۔ (وہ کہاں گئے ہمارے چار ہے ہیں) ان کو توحید کی دعوت دی گئی ہے اسے چھوڑ کر مشرک اختیار کئے ہوئے ہیں اور حق کو چھوڑ کر باطل میں گئے ہوئے ہیں۔

تحلیل و تخریم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ پھر فرمایا **وَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّكُمْ كَفَرْتُمْ وَرَفَعْتُمْ فُؤَادَكُمْ** اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سنسوسم کر ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے اہل (یعنی علماء یہود) کو اور انہیں (یعنی نصاریٰ کے دواغوش) کا چرچہ بنایا اور اس کے ان مہربانوں کو (یعنی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہربانوں کے ساتھ تارک دینا ہو کہ اپنے ان گھروں میں رہتے تھے جو جنگوں میں جالیتے تھے اس لئے وہاں کا ترجمہ بدل دیا گیا۔

حضرت ہدی بن حاتم ہے جو پہلے ضرائفی تھے (بعد میں مسلمان ہوئے) انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت میری گردن میں ہونے کی صلیب تھی۔ آپ نے فرمایا اے ہدی اپنی گردن سے اس رست کو نکال کر پیچک وہ میں نے اس کو پیچک دیا۔ اہل آیت آپ **وَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّكُمْ كَفَرْتُمْ وَرَفَعْتُمْ فُؤَادَكُمْ** پر حد رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ہم اپنے مہربانوں اور دواغوشوں کی عبادت تو نہیں کرتے مگر یہ کہوں کر فرمایا کہ مہربانوں اور دواغوشوں کو آپ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے کہ یہ لوگ جو چیخ رہے ہیں عمامہ کو اس قسم سے مڑ کر لیتے ہو اور جو چیخ رہا ہے کہ یہ تو اسے نکال کر لیتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں ابوہامہ تھا آپ نے فرمایا یہاں کی عبادت ہے۔ (ماہل تاریخ ص ۱۴۷ جلد ۱)

اور مشن تردید وغیرہ میں اسی طرح سے ہے کہ ہدی بن حاتم نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سورۃ برآئت کی آیت **وَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّكُمْ كَفَرْتُمْ وَرَفَعْتُمْ فُؤَادَكُمْ** پر حد رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ ان کی عبادت نہیں

الفسفور ٹھکان فرمایا جو لوگ شرک کی وجہ سے شرک میں اور جو لوگ شرک نہیں کسی دوسری وجہ سے کافر ہیں مثلاً خدا سے تعالیٰ کے جو نام نہیں مانتے یا اس ذات پر اعتراض کرتے ہیں یا اس کی کتابوں اور اس کے نبیوں کو بھٹاتے ہیں ان دونوں قسم کے دشمنوں کی ناکامی کا تذکرہ فرمایا کہ ان کو خداوند شرک سے بچا جائے گا۔ یہاں یہ بھی لکھا کہ ان کو بچھڑا دے گا۔ ظہر ہو ان کے ارادوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ اپنے دین کو ضرور غالب فرمائے گا۔ یہ جتنے رچیں خدا کرتے ہیں ان کی نیکیوں اور ارادوں پر خاک پڑے گی اور دین اسلام بلند اور غالب ہو کر رہے گا۔

غالب ہونے کی تین صورتیں ہیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ دلیل اور حجت کے ساتھ ظہر ہو اور یہ غالب ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کوئی بھی نہیں خواہ دین اہلانی کا دینی ہو خواہ دین پرست ہو۔ خواہ عقل پرست ہو خواہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہو خواہ ظہر ہو اور دین حق ہو وہ اپنے دعویٰ اپنے دین کو لے کر دلیل کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے نہیں آسکا اور اپنے دعویٰ کو کج ثابت نہیں کر سکا۔ اسلام کے دلائل سے یہود و نصاریٰ اور مشرکین مذہب حق اور دین سب پر حجت قائم ہے۔ اس اعتبار سے دین اسلام ہمیشہ غالب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے کمال بھی فرمایا اور قرآن مجید میں اعلان فرمادیا۔

أَلَيْسَ لَكُمْ دِينَكُمْ وَيُنْفِخُ فِيكُمْ غُلْفُهُمْ (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین نکال کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی) اسلام دین کمال ہے انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ دیگر تمام دین ان کے سامنے والے صرف چند تصورات اور غور و مشاہدہ و معقولات کو لئے چمکتے ہیں۔ طوالت قیامین ہاں لیتے ہیں اور پھر انہیں توڑ دیتے ہیں۔ (بلکہ ہیں کہتے ہی نہیں کہ یہ قانون اللہ کی طرف سے ہے) اور وہ سائنس و قانون کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے منسوب کریں اسلام نے انسانوں کو ہر شعبہ زندگی کے انکام دینے میں اور اخلاق و عبادت کی تعلیم دینی ہے جن کی تصریحات اور تفصیلات قرآن مجید میں اور احادیث شریفہ میں موجود ہیں۔

دوسری صورت: اسلام کے غالب ہونے کی یہ ہے کہ دنیا میں نئے والے کلمہ و شرک چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں اور دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو اور اسی کا رائج ہو۔ یہاں قیامت سے پہلے پہلے ضرور ہوگا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت محمدی علیہ السلام کے زمانے میں اسلام خوب اچھی طرح پھیل جائے گا اور دین بدل و انصاف سے بھر جائیگی جیسا کہ احادیث شریفہ میں اس کی تصریح آئی ہے۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ رات اور دن ختم ہونے سے پہلے یہ ضرور ہوگا کہ کائنات اور جہاں کی پرستش کی جائے گی (یہ مذہب جاہلیت میں وہ بت تھے) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ (کیا میں یہ سمجھتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت شریفہ **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ صَمَدٌ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ لَهُ أَلْفُ مَلَكٍ مُّقَدَّمُونَ ۝ يُحِيطُ بِالسَّاتِرَاتِ فَالَّذِينَ سَرَيْنَ عَنْهُمْ يُسْأَلُونَ عَنْ سِرِّهِمْ فَهُمْ بِالْغَيْبِ عَالِمُونَ ۝** نازل فرمائی تو یہ وہاں پر ہوا کہ ہے۔ یعنی دین حق تمام دینوں پر غالب ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک اللہ چاہے گا یا ہوا گا (جو آیت شریفہ میں مذکور ہے) اور اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ اور اچھے انسان کا جس کی وجہ سے ہر اس شخص کو موت آجائے گی جس کے دل میں دہلی کے دہانے کے برابر اچھی ایمان ہوگا۔ اس کے بعد صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن کے دل میں کوئی خیر نہ ہو کی لہذا وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (رواہ مسلم ج ۳ ص ۳۹۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی دنیا میں وہ بار بار شریف آدمی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا **وَيَسْئَلُ الْمَلَأَ حَتَّى يَجْلُزَ لَكَ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمَلَأَ كَلْبًا** غیر الاسلام یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام ملتوں کو باطل کریں گے

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جن کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ ساری ملتوں کا ختم فرما دیں گے۔ (مسند احمد جلد ۳ ص ۳۷۷)

تیسری صورت:..... اسلام کے غالب ہونے کی یہ ہے کہ مسلمان اقتدار کے اعتبار سے دوسری اقوام پر غالب ہو جائیں اور یہ ہو چکا ہے جب مسلمان جہاد کرتے تھے اللہ کے دین کو بے کرا کے بناتے تھے اور اللہ کی رضا پیش نظر تھی اس وقت جی جی ہوئی حکومتیں پاش پاش ہو گئیں۔ قیصر اوسری کے ملکوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ ان میں جو قبضہ کیا ہے وہ تمام باغی ممالک گئے اور مشرکین اور اہل کتاب میں بہت سے لوگوں نے جزیہ دینے شروع کر لیا اور مسلمانوں کے ماتحت رہے۔ صدیوں یورپ اور ایشیا افریقہ کے ممالک پر مسلمانوں کا قبضہ رہا (اور اس وقت بھی تھیں برائے نام، پاشا صروف تھے اور اب بھی مسلمانوں کی حکومتیں زمین کے بہت بڑے حصہ پر قائم ہیں۔ اگر اب بھی جہاد کی تکمیل اللہ کے لئے ممکن نہ ہو جائے اور آج بھی میں اتفاق واقفا کر لیں۔ کافروں سے بغض رکھیں۔ کافروں کی حکومتوں کا پناہ سہارا نہ دیا تو اب بھی وہی شان و شوکت آسکتی ہے اور پہلے جی۔

اللہ کرے اس ناپ کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہم پر ہوا چکا ہے اور اس کے بعد اس کا قیام ہو گا اللہ تعالیٰ حضرت عیسا علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمین پر مٹی سے بنا ہوا کوئی گمراہ یا ہوں سے چاکلیہ کو کوئی شہید یا باقی نہ رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ اسلام کا حکم داخل نہ فرما دے۔ عزت والے کی عزت کے ساتھ اور اذیت والے کی اذیت کے ساتھ حدیث کی روایت کرنے کے بعد حضرت مقداد نے فرمایا کہ جس تو کلمہ سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو گا۔ (مشکوٰۃ لمصابیح ص ۱۰۷ ص ۱۰۸)

جن کو اللہ تعالیٰ عزت دے گا انہیں لکھ اسلام کا قبول کرنے والا بنائے گا اور جن کو اللہ ذلیل کرے گا وہ حق تعالیٰ ہو گا یا مجبور ہو کر جزیہ ادا کرے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كُنْتُمْ فِي الْخَبَرِ وَالزُّهْمِ أَلْيَ أَمْوَالِ الثَّانِيَةِ بِأَلْيَ الْبَابِ

اے ایمان والو! اولیٰ بہت سے خبر اور زہم ایسے ہیں جو لوگوں کے دل یا اہل غریب یا کماتے ہیں

وَيَصْدُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْتَنُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُلْفِقُونَهَا فِي

سبیل اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے ملنے والی راہ میں لائق

سَبِيلِ اللَّهِ قَلِيلٌ مِّنْ بَعْدِ آيِ الْيَوْمِ ۖ يَوْمَ يُخْضِرُ عَلَيْنَا فَايَ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكَلِّمُنَا بِهَا جَبَابُ هُمْ

کچھ کہتے ہیں کہ وہ ایک خطاب کی طرف ہی توجہ نہیں دیتے جس میں اللہ تعالیٰ کی آیت میں چکا جائے کہ ہم ان کی باتوں

وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۚ هَذَا مَا كُنْتُمْ يَأْتِيكُمْ لَذَلُّوْا مَا كُنْتُمْ تَكْتَنُونَ ۝

کریں اور پشتوں کو دیکھا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے مالوں کے لئے جمع کیا تھا۔ سو اب اسے تم تجھ لو گے تم حق کرتے تھے

یہود و نصاریٰ دین حق سے روکتے ہیں

اس آیت میں اول قول کتاب کے علاوہ مترادف کلمیں روایتی اختیار کرنے والے لوگوں کا حال بیان فرمایا ہے کہ یہ لوگ اہل طریقہ پر لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ ان میں اہل لوگ پر بھی کرتے تھے اس لئے کہ کھیرا کا اضافہ فرمایا۔ ان کا اہل طریقہ پر مال کھانا

میرے بچا کر دیتے تھے میں خوف رستے تھے اور اپنے پاس سے احکام نکالتے تھے اور اس پر اپنے محاصرے سے پہلے نے کہا ہاتھ تھے۔ اہل ایمان کو خطاب فرما کر اہل کتاب کے علاوہ دشمنان کی حرام غزوی کا حکم کہ ظالموں میں اس طرف اشارہ ہے کہ تمہارے اندر بھی اس طرف سے ظلم اور دشمنی ہو سکتی ہے۔ ان سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو نے جو کوئی دیکھا ہے کہ ان کا بھی حال ہے، نہ صاحب شریعت نہ صاحب طریقت اندر سے خالی ہیں۔ تصوف سے عاری ہیں غالب دنیا میں گمراہ فحش فحش ٹولہ ولایت نہیں رکھتی نہیں۔ لوگوں سے مل بھول کرنے کے لئے طرفین طرفین کے درمیان ہے۔ حضرت امام غزالیؒ نے کہا ہے کہ جو کوئی شخص کو اس کے درمیان درمیان ہونے کے خیال سے دیا جائے گا اس کا لینا اس شخص کے لئے حلال نہیں بلکہ اندر سے حاکم ہو کر دینے والے کو اس کا اندرانی حال معلوم ہو تو پرہیز کرنا۔

اہل کتاب کے علاوہ دشمنان کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ کی راہ سے وہ کہتے ہیں ان لوگوں نے رسول اللہؐ کو پہچان لیا کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں جن کے تشریف لانے کا انتظار تھا لیکن ان لوگوں نے آپ کی صفات کو بدل دیا اور اپنے ماننے والوں کو یہ یاد کر لیا کہ وہ نبی نہیں ہیں جن کے انتظار میں تھے۔

یہود و نصاریٰ کے علاوہ دشمنان کا جو طریقہ اسلام کے مہدول میں تھا سامی تک وہی ہے یہودیت اور نصرانیت کے مذہبوں پر ہوتے ہیں کہ اسلام دین حق ہے۔ یہ خود کو قبول کرتے ہیں اور غائبانہ ماننے والوں کو قبول کرنے دیتے ہیں۔ انہوں نے بہت حدی اہم انہیں اپنے عقائد کو جسے جو غائبانہ کے لئے چھوڑ لی ہیں۔ مختلف طریقوں سے یہ لوگ مسلمانوں کو جہانوں کو اپنے دین میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اہل کائنات دیتے ہیں۔ اور ہم بھی قبول کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسلمانوں پر جو دین ان کے لئے ہوا نہیں آتے جب اسلام مل میں۔ حق ہوتا ہے جو ہر کوئی طاقت سے غلبہ کی گمراہی سے نہیں نکال سکتی۔ جتنے اصول کفر اور شرک کو پیچھاننے کے لئے خرقہ کھاتے ہیں اور اسلام کے پھیلنے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کا نتیجہ صفر و جہنم میں مل رہا ہے۔

اسلام کے مہدول سے دشمنان اسلام کی کوششیں رہی ہیں اور اب تک ہو رہی ہیں۔ ان کو دیکھا جائے تو اسلام کی طاقت کو کھرسر سے ایک گھر سے بھی آگے نہ بڑھتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو آگے بڑھا دیا اور کروڑوں افراد اس وقت سے آج تک اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور براہِ ہندو ہے ہیں۔ دشمنوں کی کوششیں ٹل گئیں۔ اسلام برابر آگے بڑھ رہا ہے۔ گنجل رہا ہے۔ یورپ، امریکہ، کینیڈا، افریقہ، آسٹریلیا اور ایشیا کے بہت سے ممالک کے غیر مسلم مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اسلام قبول کر رہے ہیں اور اب یہ نیا باب اللہ تعالیٰ رکھنے والوں میں ہے دلیل و حجت سے اسلام ہمیشہ غالب ہے اور اپنے پیچھے ڈکے اقتدار سے بھی اب چرے عالم میں گھر گھر داخل ہو رہا ہے۔

دشمنان اسلام ہمیشہ سے کچھ ہے جس کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اہل اسلام کے ساتھ ہے اور یہ بھی سمجھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہی کوششیں اسلام کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتی اپنی ناگہمی سے اسلام دشمنی پر کئے ہوئے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا پھر بھی مخالفت سے باز نہیں آتے۔ یورپ، امریکہ میں انھوں نے مسلمان دہشتے ہیں۔ دشمنان اسلام ان کی ڈانٹیں سنتے ہیں۔ لڑائی دیکھتے ہیں اسلام گنجل رہا ہے۔ جہاں جگہ رہے ہیں۔ ان کی جگہ مسجدیں بن رہی ہیں پھر بھی دہشت کی آنکھیں نہیں کھولتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اسلام ان کی طاقت سے اسلام کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ جو لوگ کفر و شرک والے لوہاؤں کے مذہبوں میں رہا اپنے عوام کو اسلام پر آتے نہیں دیتے اور ان کو کفر ہی پر مطمئن نہ کھنکی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی ہمتوں کے باوجود ان کے عوام اہل سے اپنے دین سے مطمئن نہیں ہیں۔ سرکاری

اور اس طرح سے بھی چھپاتے پھرتے تو ہم اس کی طرف پشت کر لیتے ہیں اس لئے جو بیعتی اور پہلو اور پشت نہصاب کے لئے مخصوص کیا گیا۔ (اللہ تعالیٰ ہمہ الصواب)

فائدہ: سورۃ چاندی کو چونکہ بین الاقوامی طور پر عمل میں ہونے کی حیثیت حاصل ہے اور اسلام میں انہیں اٹھان قرار دیا ہے۔ اس کے لئے جس قسم کا بھی بدلہ اس کو سونا چاندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب سے دنیا میں لوٹ آئے ہیں تو چونکہ ان کے دیر چاندی سونا خریدنا جاسکتا ہے۔ اس لئے وہ چاندی سونے ہی کے حکم میں ہیں اور مال تجارت بھی سونے چاندی کے حکم میں ہے۔ سورۃ چاندی ہو بدلہ تجارت یا نقد کاش ان سب پر ذکوہ فرض ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ ذکوہ کا دھرم کے مطابق فرض ہو وہ حساب سے ملانی چاہی رہے تو باقی مال کو کٹر کر لیں کہہ جائے گا جس پر حد تک مال میں کمی آئی ہے۔ اسی لئے بعض احادیث میں فرمایا ہے عا وبلغ ابن لوطی ذکوہ فلو کس فیلس یکنو یعنی جو مال اس مقدار کا کچھ جائے جس پر ذکوہ فرض ہوتی ہے اور اس کی ذکوہ لیا کر دی جائے تو وہ کٹر کر لیں۔ (ردالمواہب ج ۲ ص ۲۸۸ جلد ۱)

ذکوہ ایک عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر فرض فرمائی ہے۔ قرآن میں یہاں جگہ کو ذکوہ اور کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور دفعہ سہرہ میں فرمایا ہے فَوَيْلٌ لِلْمُصْطَفِينَ الْإِنْسَانِ أَلَيْسَ لَهُمْ آيَاتٌ أَنْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَائِرُ (سورۃ بقرہ) جس کے لئے جو ذکوہ لیا جائے کہ سورۃ آخرت کے حکم میں اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ذکوہ کا تعلق شرک اور ان لوگوں کا کام ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ذکوہ کا دھرم دھرم کے مطابق دوسرے اہل عبادت بھی واجب ہیں قرآنی کہ نہ خدا کو فخر اور نہ خدا کے حضور وہاں باپ اور دیگر رشتہ داروں پر تو دھرم کے مطابق خرچ کرنا۔ یہ سب حقوق ہیں جو مال کے حلق میں اور حقوق دہان کے علاوہ کوئی شخص جتنا بھی اندکی رضا کے لئے خرچ کرے گا اس کا ثواب پائے گا جس کا کئی صدقات کیا جاتا ہے لیکن فرائض اور عبادات میں خرچ کرنے کا خاص دھماکہ رکھتے ہیں کہ آخرت میں مواخذہ ہو۔

فائدہ: آیت کہ میں اور اسونا چاندی دونوں کو جمع کرنے کا ذکر فرمایا بِمَا وَلَا يَخْشَوْنَ فرمایا کہ حشر کی حشر کے لئے سورۃ کی حشر اور ان کی جو نقد (چاندی) کی طرف راجع ہے۔ بعض علماء نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ سورۃ چاندی ایک ہی چیز ہے لہذا اگر کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ چاندی ہو اور مسجد و محلہ وہاں میں سے ایک بھی حساب کو نہ پہنچا ہو تو سونے کی قیمت بھی چاندی کے حساب میں لگادی جائے گی مطلب یہ ہے کہ دونوں کے مجموعہ کی قیمت اگر حساب چاندی کے برابر ہو جائے تو ذکوہ فرض ہو جائے گی۔ چاندی ہونے کا کیا حساب ہے اس کی تحصیل کے لئے اور دھرم کے بعد آیت وَأَمَّا الْفُلُوكَ الْبَلْغُورَ کی تفسیر دیکھئے

لَإِنَّ رِجْدَةً الشُّعُورِ عِنْدَ اللَّهِ أَشْنَاءُ عَشْرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور یہ اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے تھیں ان میں بارہ سینے چھ دن میں وَمِنْهَا أَرْبَعَةُ حُرُورٍ ذَلِكَ الْيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تَغْلِبُوا فِيهِمْ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا

سے چار سینے دست راستہ ہیں ۔ یہ دیکھ سقیم ہے۔ سو دن تھیں میں تم اپنی جانوں پر غم نہ کرو اور قسم الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً۔ وَاغْلِبُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○ اِنہا

شرکیں سے قتال نہ کرنا کہ وہ غم سے قتال کرنے لگتا اور جان و مال کو اللہ کے متعلقوں کے ساتھ ہے۔ تھیں کی قسمت

(یعنی نام نے کرواح طور پر نہیں بتاتے تھے کہ فلاں مقام پر جانا ہے اور فلاں قوم سے جنگ کرنا ہے) ایسا مولوی ایسا تھا کہ کبھی ایک بار ہے تھے کبھی دوسرا جس پر اس کے کانوں کا زور تھا اور جھوٹی بھی چال رہی تھی۔ گریختہ تھی اور سزاوارتہ کا اور وہاں جس خوفناک میدان تھے اور دشمن بھی خود ایں زور دیتا تھا۔ آپ نے اس طرح طور پر مسلمانوں کو یہ بات چاہا ہے تاکہ دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے چوری کر نہیں اس مولوی پر آپ کا جہاد کے لئے حضور مآبہ بھی چاہا اور مسلمانوں میں سختی اپنانا کر کے تھی، اللہ تعالیٰ شانہ نے اہل ایمان کو مخاطب فرمایا کہ تمہیں یہ بات ہے کہ تمہاری اللہ کی اور ایں نفاق دین میں پرہیزگار بن گئے کیا آخرت کے بدل میں دنیا والی زندگی پر راضی ہو گئے حالانکہ دنیا والی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بہت کمزوری ہی ہے۔ ہرے فرمایا اَلَا تَسْمَعُوْا اَنْ تَقْعُدُوْا عِلْدًا بِلِسَانِ الْاِیْمَانِ (اور تم کہہ دے کہ اللہ تمہیں ایمان کا خطاب ہے حالانکہ تمہارے بدل دوسری قوم کو یہ خبر ہے کہ اللہ تم کو ایمان کی خبر نہیں پہنچا سکتا۔

آخر میں فرمایا واللہ اعلمی مخلوق خضرہ قلقلو۔ اللہ ہی جی ہر کار سے وہ خطاب بھی دے سکتا ہے اور تمہارے بدلہ دہسری قوم بھی پیدا فرما سکتا ہے (جو تم سے زیادہ دغا پرورد اور باور آشوبانوں کو تیرا دے سزا پر تیرا دے جنگ کے طریق بھی یاد کر سکتا ہے۔ انڈیا میں کشوک کے انرم جہاد میں نہ گئے تو اُن کا اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا جو جانے گا یا نا ثواب پائے گا آخرت کی نعمتوں سے بہا ہاں ہوگا۔)

بعض حکیم عہدہ لہذا کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے آخرت کا خطاب مراد ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اس سے نہایت روشن کر رک لیا جاتا ہے۔ (سوامی انارکریا)

حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول مقام کے اعتبار سے مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ کھجوریں اور دھانوں کی پیداوار جمع کرنے کا موقع نہ کیا تھا اور چھوڑ کر چاہا نہیں جاتا تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پتہ دیا گیا کہ اگر تم جہاد کے لئے نئے نئے علاقے بارش دی جانے کی راہ گزراں نہ کیا تھے اور پھل حاصل کر بھی لے کر آؤ، تو آج نہ ہوتے دالے برسوں میں بارش رک جانے کی وجہ سے ان چیزوں سے محروم ہو گئے۔ میں ان لوگوں نے سستی آگاہی کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھجور کی صورت میں دوسری جگہ ان کے بارے میں من "بعد مسا کما ہو یومع غلوط غریبہ خلیفہ قرطیب نے سستی کے بعد یہ حضرات غزوہ میں شرکت نہ کر گئے تھے تو سستی نہ فرماؤ سے ظاہر ہوئی کہ ان خطاب تمام قومین سے فرمایا تاکہ پیوستہ رہی، ہر ایک تم جو مسلمانوں کو سستی مل جائے اور نہ کی، اور میں خوشی خوشی نکل کر آؤں ہوں اور نہ دیا کے لئے اس طرح کی ایسی نعمتوں سے محروم نہ ہوں۔

اسے تعالیٰ کے وارث قرار دے کر مسلمانوں کی بہت بڑی جمعیت کو شک ہانکے کے لئے کھلی گھڑی چوٹی جس میں تھیں ہزار مسلمان تھے اور اس سے پہلے کبھی بھی مسلمانوں کی تعداد اس قدر کم نہیں تھی۔ شریک شریک ہوئی تھی اور ہر ایک بھی صرف آٹا ہاٹا اور چند روپے مارا، کیونکہ ان حضرات کو تو کچھ نہ کچھ سے انھوں نے جو میلہ پست ہوئے اور مقابلہ میں آنے کی ہمت نہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے رسول کی مدد فرمائی جب اپنے سامعی کے ساتھ عداوت میں تھے..... اللہ جل شانہ نے مسلمانوں سے یہ بھی خطاب فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ کی مدد نہ کرو گے تو اس سے اللہ کو اور اللہ کے رسول کو اور اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے رسول کی مدد فرمائی جب انہیں مکہ کے کافروں نے مکہ معظمہ سے نکال دیا اور وہ اپنے سامعی کے ساتھ عداوت میں تھے۔ حالانکہ انہوں نے درمیان سے بچنے کا سہل راستہ مل گیا اور ساتھ ہی کے ساتھ چھپنا چاہا مگر جب جنس خاندان کے مذہب تک پہنچ گئے اس وقت بھی ان کی مخالفت فرما دیا اور جو لوگ تلاش میں گئے تھے ان کو یہ کام دیکھ کر بداد اور بھڑکار ڈور سے نکل کر پیچ کر گئے حالانکہ انہوں نے مخلوق کو فرما کر مخالفت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوا۔ یہ سفر ہجرت کے اہم واقعات ہیں اور یہ سفر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے جب آپ نے سفر کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ جگہ

انہی اور آپ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کو مراد لے کر لکھا ہے کہ جب مسیح ہوائی تو انہوں نے حضرت علیؓ کو آپ کی جگہ پایا اور اس سے پوچھا کہ آپ کے ساتھی کہاں ہیں اس پر انہوں نے اسی غلطی کی وہ لوگ آپ کی تلاش کرنے کے لئے چل دیئے اور عارفوہ کے ساتھ پہنچ گئے اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ ان میں سے ان کو کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف نہ دیکھ کر سنے میں دیکھ سکتا ہے آپ نے فرمایا لا تَخْضَعُوا لِي فَقَدْ ضَعَا (مگر میں نہ ہوں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے) آپ نے تمہیں دن بھر غلاموں میں مقام فرمایا حضرت ابو ہریرہؓ کی تہ کا تمام عامر میں لمبے و دراز اندازت کو دھولے جا کر پیش کر چکا تھا وہ دنوں حضرت اس کو پیٹتے تھے۔ میں دن گزارنے کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے اور وہیں دن تھا پہنچ گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ عجزی نے غار کے دروازہ پر ہمارا پردہ ڈال دیا ہے اور کچھ کران لوگوں نے سمجھا کہ اگر یہ حضرت اللہ کے ہوتے تو یہ جاننا کہہ دیتے۔ (مشکوٰۃ لمصابیح ص ۳۳۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر ایمان کا نازل فرمایا اور آپ کے قلب مبارک پر تسلی فرمائی آپ نے نہایت اطمینان کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کو نقل دلی کہ مگر میں نہ ہوں یا شب اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

غار کے اندر کے ساتھ وابعدہ بختونہ فہم نزو غار بھی فرمایا کہ اللہ نے اپنے رسول کی ایسے نظروں کے دار میں سے مد فرمائی جنہیں تم نے نہیں دیکھا۔ ان نظروں سے کیا مراد ہے صاحب عالم ابن خزیمہ نے اس بارے میں تین قول لکھے ہیں۔ اول یہ کہ اس سے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجے گئے تھے کہ کافروں کی آنکھوں کو پھیر دیں اور ان کی نظریں آپ پر نہ چڑیں۔ دوم یہ کہ فرشتوں نے کفار کے دلوں پر مصیبت الہی اس کی وجہ سے ابلیس ہو گئے۔ سوم یہ کہ خاص ای وقت پر فرشتے نازل ہوئے اور انہیں ہے بلکہ ہم میں وہ کے لئے جہز تھے آئے تھے۔ مراد ہیں۔ گویا وابعدہ بختونہ فہم نزو غار جملہ ساتھ ہے جس میں وہ کے ساتھ پرچہ مد فرمائی تھی وہ وہائی پھر فرمایا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَالْكُفْرَانِ كَغُلَقِ الْأَنْثَىٰ بِعَدْلِ الْغُلَاقِ (اور اللہ نے کافروں کے کلمہ کو کیا کر دیا) اس سے کل شرک مراد ہے جو حق متعین تک کیلئے تیار ہو گیا۔ شرک الہی اہل ایمان کے مقابلہ میں بھی مراد ہے کہ بت نہیں کر سکتے وَكَلِمَةُ الْإِيمَانِ كَالْمُغْلَقِ الْغُلَاقِ (اور اللہ کا کلمہ ہی اللہ ہے) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کلمہ اللہ سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مراد ہے یہ بیحد سے بلند ہے اور بلند ہے کہ بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ کافروں کے کلمہ سے ان کا وہ حضور و مراد ہے جس میں انہوں نے سنے کر لیا تھا کہ مسیح ہونے پر آپ ﷺ کو شہید کر دیا جائے گا اور کلمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کا وہ حضرت مراد ہے۔ (سوانح ابن کثیر ص ۱۰۰)

آیت کے فقر فرمایا وَهَٰذَا نَعْلَمُ مِنْكُمْ كَلِمَ اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَيَّ ہا ہے وہی ہوتا ہے اسی کا وہ غالب ہے جد و نکیم بھی ہے اس کی طرف سے بھی ایسے حالات پیدا کر دیئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اہل ایمان مشکلات میں پھنس جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان مشکلات سے نجات دے دیتا ہے اور اس میں بڑی بڑی سختیاں ہیں جن میں ایک سختی یہ ہے کہ اہل ایمان کا ایمان مضبوط ہو جائے اور پھر مشکلات و مصائب سے نہیں گھبراتے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے اہل ایمان کو بڑی مشکلات سے نجات دلائی ہے۔

فانکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ سفر ہجرت میں اور عارفوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے خادم خاص حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے اَلَا يَقُولُ لِبَصَاحِہٖ۔ پھر فرمایا اس سے حضرت ابو ہریرہؓ کی مراد ہیں۔ چونکہ قرآن مجید میں ان کے صاحب ہونے کی تصریح ہے اس لئے حضرت علماء نے فرمایا کہ ان کی صحابیت کا منکر کافروں کا۔ (بصاحہم اللہ) جنہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کے بغیر جہاد بھی اس بات کا تسلیم کرتے ہیں کہ عارفوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ تھے اور لا تَخْضَعُوا لِي فَقَدْ ضَعَا کا مطلب انہیں کہنا۔

کاغذ اپنے لئے ہی الٹ کر رکھ جسے وہ افضل اپنی اہل و عیال کے پانچ میں جو یہود کے سکھانے سے ان میں رہی کسی کی ہیں۔ اعداد اپنے تعالیٰ الامہ میں عمر لکھیں۔

الْبِرِّ وَالْإِخْلَافِ وَاتَّقُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذْر

کلی کوڑے ہو گئے ہیں اور بھاری ہوئے کی حالت میں، اور یہی، اور میں اپنے چاہی ہو، دلوں سے جہاں سے چاہتا رہے ہے

لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكُمْ وَلَٰكِنْ

اس کے نزدیک ہمارے ہر آدمی کے لیے ایک جہاں ہے اور ہر جہاں کے لیے ایک آدمی ہے۔

بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوْ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ وَيُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ :

سہل ہے۔ وہ دیکھ کر اُٹھ کر آئی۔ وہ تقریباً اسی کی قسمیں نکالتی تھی کہ وہ ہم میں حالتِ اول کو ہم ضرور آپ کے ساتھ لے گئے۔ یہ اللہ کا آپ کا قاب و قاب ہے۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٥٠﴾

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

غزوہ جہوک میں مؤمنین مخلصین کی شرکت اور منافقین کی بے ایمانی اور بد حالی کا مظاہرہ

جب تک چلنے کے لئے حکم نہ ہو مسلمان بھاری تعداد میں آپ کے سراپ چلنے کے لئے تیار ہو گئے اور ان کو کچھ اور جہاد بھی

فنا جس نے مجھ کو خوار و خلیل کر کے آپ سے اس بات کی اجازت لے لی تھی کہ آپ کے ساتھ نہ جائیں اور اس وقت تک قتل کر سائے

ایک لکھنؤی کا دوسرا فریق تھا جو باجی کے لئے اور شہریت کرنے کے لئے ساتھ چلایا تھا جس باتوں کا تذکرہ ہی صورت میں آیا۔

جانوں اور مالوں سے جہاد کرو اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم کھینچے ہو۔ عجب فلاح اور نفع والا کلمہ ہے یہی ہے آیت ۱۰۲

حضرات نے نہایت باور و دلچسپی سے اس کا مطالعہ کیا۔ یہ کنگ الفاظ میں اس سب باتوں کی تمجید کرتے ہیں کہ ان کے لیے بھی کوہِ ادریاں ہاں تھا۔ لیکن لفظاً اسے

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فکر ہے کہ اگر عرض خود شرقی ہے اس کے لئے جوئے خروج کا حکم کیسے ہوگا؟

[illegible]

میں سے مکمل بنا جائے اور امراض والوں کو سنبھال دیا جائے۔ جیسا کہ امت شریفہ جس علی الضعفاء ولا علی القوی

نکلے، ہر تکرار درست بھی، نکلے، ہر حجاب بھی، جو امن بھی، سوتا بھی، دیرا بھی۔ اس کے بعد اس منافقین کا حال یہ جان لیا، انہوں نے کہا، یوں کے ساتھ

ہاں حضورؐ کیسے کیا تھا۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ طالب دنیا ہیں۔ ان کو یہ معلوم ہوتا کہ جدی ہی سے کوئی دنیاوی سامان مل جائے گا۔ یہی طریقہ ایسا ہوتا کہ اسے مشقت کے بغیر برداشت کر لیتے تو آپؐ کے ساتھ ہو لیتے۔ اس کے ساتھ گتے میں ان کے اسلام کے خارجی دھڑکی کا بھرہ نہ پاتا، جن دنوں وہی مصالح کے لئے انہوں نے طغیاء اسلام قتل کیا ہے اس موقع کی امید بدستور ظاہر رہتی لیکن سطر کے بارے میں وہ انہوں نے غور کیا تو انہیں محسوس ہوا کہ یہ سطر بہت لمبا ہے اور سخت تکلیف دہ ہے۔ لہذا ان کا غلطیاً کل کر سامنے آ گیا، اور انہوں نے عہد اوت جائے ہی کو اپنے لئے پھانسی کیا اور ساتھ ہی کے منافقین قہوڑی بہت تکلیف و تھکیل پاتے ہیں لیکن حبیب زادہ کا ساتھ آتا ہے تو ان کا کافی مکمل ہوتا تھا۔

حبیب! حضرت سرور عالمؐ جو کہ سے دلیس عظیم لے آئے تو ان لوگوں نے تمہیں کہا کہ کیا تم میں سے ہمارے کی قوت اور طاقت نہ تھی اگر تم میں سخت ہوتی اور ہمارے سب میں ہوتا تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلتے اس کے بارے میں پہلے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی و سب خلقوں کے لئے لو مستطاعا لہم خاضعہم من انفس کے حضورؐ میں کرنے کا ذکر کر چکے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر فرمایا یٰلَیْلَکُمْ انفسہم (یہ لوگ اپنے نفس کو بڑا کر رہے ہیں) کیونکہ کافی کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ کے عہد اوت جائے گا تو پھر کرنے کی بات ہے اپنے آپ کو انداز میں داخل کرنے کا ادھک ہا چکے ہیں۔ پھر فرمایا واللہ یعلم لکم الظنون۔ کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ خبر دے گا کہ جو میں نے بتائی ان کا یہ کہنا کہ ہم میں سخت ہوتی یا ہمارے سب میں ہوتا تو ساتھ چلے چلتے یہ سب جھوٹ ہے یہ کھنکھوت اور طاقت ہوتے ہوئے ساتھ نہ گئے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ؕ لِمَ اُذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی یَتَّبِعَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْکٰذِبِیْنَ ۝

اللہ نے آپؐ کو عفو فرما دیا، آپ نے انہیں جاننا ہی نہ دیا۔ آپ کے ماننے والے لوگ غیور۔ یہ جانتے ہو رہے تھے کہ آپؐ انہوں کو عفو نہ کر لیتے۔

لَا یَسْتَاذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ

آپؐ سے وہ لوگ اجازت نہیں دیتے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے مال اور جانوں سے جہاد کریں

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ ۝ اِنَّمَا یَسْتَاذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْتَابَتْ

اور اللہ متقین کو جانتا ہے۔ آپؐ سے وہی لوگ اجازت دیتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے دل شک

قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِیْ رِیْبٍ یُّتَرَدَّدُوْنَ ۝ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَعَدُوْا لَهٗ عَدُوًّا

میں پاس ہوتے ہیں سو وہ اپنے شک میں جرجر ہیں اور اگر وہ لوگ گتے کا ادھک کرتے تو اس کے لئے ضرور

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ اِلْعَاقِهِمْ فَتَبَّعَهُمْ وَقَبِلَ اِقْعُدُوْا مَعَ الْفٰعِدِیْنَ ۝ لَوْ خَرَجُوا

جہاد کرتے لیکن اللہ نے ان کے لئے یہ حکم نہیں فرمایا سو ان کو روک دیا، نہ کہا کہ جیتے جانوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ اگر وہ تم میں شامل ہو کر کل

فِیْكُمْ مَّا اَرَادُوْكُمْ اِلَّا عِبَالًا وَّلَا اَوْصَعُوْا خَلَّیْكُمْ یَبْغُوْنَ كُمْ الْفِتْنَةَ ؕ وَفِیْكُمْ سَاعِقُوْنَ

ہوتے تو یہ لوگ نہ کرنے کے سوا کچھ نہیں کرتے تو تمہارے وہاں بھی نہ رہی کی گھر میں ہی کے ساتھ جاتے جاتے اور لہجہ سے اللہ لوگ ہیں جو ان کے لئے جہاد کرنے

لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ لَقَدْ ابْتَغُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلِ وَ قَالُوا لَكَ الْأُمُورُ

حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُوَ كَرِيمٌ ﴿١٠٠﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِّي وَلَا تَنْفِتْنِي •

[illegible]

أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَهِيبَةٌ ۝

Figure 1. *Phragmites australis* (a) and *Spartina patens* (b) in the marsh.

مناقشین جھوٹے عذر پیش کر کے غزوہٴ تہوک کی شرکت سے روک گئے

مذہبیت سے توبہ نہ جانے کا فیصلہ تو کر ہی چکا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر غدار چلنے کے شریک نہ ہونے کی اہمیت سمجھتے رہتے آپ نے اجازت دی تھی اس اجازت پر غدار چلنے کی طرف سے خطاب ہو جائیگا خطاب میں بھی ایک لطف ہے اول میں فرمایا عفا اللہ عنک (یعنی اللہ نے آپ کو عاف فرمایا) اس کے بعد خطاب فرمایا اور میں فرمایا کہ آپ نے لوگوں کو اجازت دی کہوں کی، یہ وہی عفا اللہ عنک اور مجھوں نے کہا تھا کہ آپ اجازت دینے میں جلدی نہ فرماتے تو معصوم ہو جاتا کہ سچا غدار چلنے کے لئے والے کو ان میں اور مجھ کو کون ہیں؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کام ایسے کئے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ تھا۔ اول: یہ کہ قرآن مجید کو کتب کے ساتھ ہی ساتھ ان کے شرکاء کو کر کے لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے ہر جہاد میں جس کے لئے یہ لیتے ہیں، اس کے ساتھ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی فرمایا تھا۔ (جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۵)

سب سے پہلے دعا کی فرماتے ہیں کہ یہ عتاب ترک ہو لی رہے آج کا وعدہ سب سے میں توقف فرماتے تو ایسا تھا۔

[illegible]

جب دین الگوانی نے حضرت اسی مہمان سے گفتگو کیا ہے کہ یہ آیت ہے ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ہونے والی قسمی کی قسم جہاں میں تہا کہیں وہاں کوئی خدشہ نہ تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ ۳۹ آئی ہے۔

پھر اگرچہ کہ جن تین تہہ رہے ساتھ نہیں گئے۔ ان کے جانے کا کوئی ہی ذوق نہ رہا کہ جانے کا نام نہ لیں تو کچھ سامان کرتے۔ یہ بیان کا

بھی انتہا نہیں کیا اور آپ سے عہد نامہ لے کر اپنے لئے آپ پران بھی لکھ کر ہمیں اجازت مل گئی۔ مہارت نہ دی جاتی تھی اب بھی ان کو جانتی تھی اگر واقعی جانے کا اور وہ وہاں جانے کے لئے جاری کرتے چار کچھ خدو افقی پیش آجا اور اجازت لے لیتے تو اجازت لینے کا کوئی معنی بھی نہ ہوتا۔ ہاتھ پائی کیوں کہ ہاتھ لے کر کچھ اور وہی خدو افقی کی طرف سے بھی یہ نہیں ہوا کہ یہ لوگ نہ جانیں۔ عمومی طور پر اس وقت سے ان کو روک دیا اور ان فقہار سے ساتھ جانے کی توقع نہیں دی اور عمومی طور پر انہیں چھینے والوں یعنی اہل کج اور افقی متعدد ہیں کے ساتھ رہ جانے کا پہلو نہ تھا۔ یہی ہے یہ فیصلہ ہو گئے اور جانے سے روک گئے۔

پھر فرمایا کہ اے مسلمانو! گئے نہ جانے سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ فائدہ ہی ہوا کیونکہ اگر یہ تمہارے ساتھ نکل جاتے تو تمہارے ہمارے میں شر اور فساد کو بڑھانے کا ہی کام کرتے اور تمہارے دوسروں کو ہر روز کی قرع میں دوزخ دہڑے دہڑے پھرتے۔ مثلاً کٹائی بھائی کرتے تمہارے دوسروں کو فرقہ والا ہے اور جھولی خیریں ازا کر تمہارے دلوں میں انتشار پیدا کرتے۔ دشمن کی تعداد زیادہ تاکر تمہارے دلوں کو مرعوب کرنے کی دوا دھمپ میں گتے۔ حرید فرمایا وَلْيَحْكُمْ سَلْبُونَ لَهْمُ (اور تمہارے اندر ایسا لوگ ہیں جو ان کے لئے جاسوسی کرتے ہیں) گو ساتھ چل کر آگئے ہیں لیکن ان کی نیت جہاد کی تکمیل اذ کی نہیں ہے۔ تمہارے اندر مکمل کر تمہاری خبریں لینا اور ان لوگوں کو پہنچانا جو تمہارے ساتھ نہیں آئے یہ ان کا مشغلہ ہے۔

وَالْحَقُّ عَلَيْنَا يَا لَيْلِي۔ (اور اللہ کو کھانوں کا پوری طرح علم ہے وہ ان کے علم کا بدلہ دے گا اس کے بعد وہ انہیں کی اجازت کی پرانی شرائط کا ذکر فرمایا اور انہیں فرمایا لَقَدْ يَنْقُضُ الْعَهْدَ مِنْ قَبْلِ (کس خدو سے پہلے ہی وہ خدو کی راہ نکال کر چکے ہیں) یہ لوگ خدوہ اللہ کے موقع پر بھی راست سے دھس چکے تھے وَلَقَدْ يَنْقُضُ الْاَهْلُو اور آپ کو تکلیف دینے کی کاروائیوں میں اللہ اور پھر اور طرح طرح کی انکار دیاں اور ایذا پہنچانے کی تدبیریں کرتے رہے۔ خدو خدو، السخو، وظہر، فخر اللہ وغیرہ کا ہر روز (یہاں تک کہ چھوڑ دے) آج پہلے اللہ کا حکم غالب ہوا اگرچہ انہیں تا کوئی دور باقا اس میں رسول اللہ ﷺ کی ہی ہے کہ ان کی تدبیریں اور شرائط پہلے سے جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ فرمایا۔ آئندہ بھی ان کی متعدد کاروائیوں کا خیال نہ لیا اور آپ جو یہ لوگ لوگ کے لئے آپ کے ہمراہ اور اللہ نہ ہوئے اس سے بھی روک دے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اسلام کو راجائی اسلام کی دشمنی پر کمر بستہ رہنا یہ ان کی پرانی عادت ہے۔

اس کے بعد ایک منافق کے چاہن کر وہ خدا کا ذکر کیا اور فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ اَعْلَنَ لِي وَلَا تَخْشَى اور میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے جو یہاں کہتا ہے کہ مجھے جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت دیجئے اور مجھے خدو میں نہ لانے۔ معاملہ انتریں (صفحہ ۲۹۹) میں لکھا ہے کہ جب میں قس ایک منافق تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے خدو نہ تک میں شریک ہونے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کیا تجھے روٹیوں سے جنگ کرنے میں رغبت ہے اس نے کہا کہ ہاں رسول اللہ ﷺ (میرا حال یہ ہے کہ کوئی توں سے مجھے مشتاق ہے اور کوئی کوئی کہ کہ توں میں نہیں رہتا روٹیوں کی گور سے جنگ کی لڑائیاں دیکھ کر مجھ سے میری نہ ہوگا آپ مجھے نہیں دینے کی اجازت دیجئے اور مجھے خدو میں نہ لانے۔ میں مال سے تلوار کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس نے یہاں تک کہا تھا اور منہ بھرتے کے ساتھ اس کو کوئی مفاد ہی نہ تھی۔ حضرت سرور عالم ﷺ نے اس سے عرض فرمایا کہ اس کو اجازت دے دی۔ اس پر اجازت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَا هِيَ الْعَهْدُ سَلْبُونَ۔ (خبردار وہ خدو میں نہ چکے ہیں) اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لانا اور نہ وقت اختیار کرنا یہ سب سے بڑا خدو ہے۔ وَاِنْ جَهَنَّمَ لَشَجَرَةً لِكُلِّ مَلَكٍ (اور ہر شجر جنم کا کرہں کو اپنے ٹھہرے میں لینے والی ہے ایمان کے اس خدو کی مراد ہے

جس میں وہ بچے ہیں۔

إِنْ تُصِيبَكَ حَسَنَةٌ فَسُؤْهُمْ ۖ وَإِنْ تُصِيبَكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ

اگر آپ کو اچھی حالت آتی ہے تو انہیں سؤ ہے، اور اگر آپ کو کبھی مصیبت لگی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی اپنا کام سمیٹ لیا تھا

قَبْلَ وَ يَكُونُوا مِنْهُمْ قَرْحُونَ ۝ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا ۚ هُوَ مُوَلِّنَا ۚ

اور پشت بھر کر فاش ہوتے ہوئے گل دیتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کے علاوہ ہمیں کتبہ کی جگہ سے ہمارے لئے کچھ اور ہے، وہ ہمارا

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ هَلْ تَرْتَبِصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسَيْنَيْنِ ۚ

کہا کرتے ہیں تو انہیں اسے اللہ ہی پر بھروسہ کریں، آپ فرمائیے کہ تم لوگ اسے جس طرح دیکھ کر رہے ہو کہ ہمیں دو بھائی ہیں جسے نیک کہائی میں ہے

وَنَحْنُ نَرْتَبِصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا ۚ فَتَرْتَبِصُوا

اور ہم تمہارا سہارا ہے جس پر تمہارا کھنکھار کرتے ہیں کہ اللہ تم پر ایسا عذاب بھیجے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب آئے، وہ ستم اللہ کا ہے

إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ۝

ہم آپ کی نگرانی میں، سہارا اللہ کا ہے۔

منافقین کی بد باطنی کا مزید تذکرہ

تفسیر: ان آیات میں منافقین کی مزید بد باطنی کا اظہار فرمایا ہے مطلب یہ ہے کہ اسے نبیؐ کی لوگ ایمان کے حلقے میں کہتے تو آپ کے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اندر سے ان کا یہ حال ہے کہ اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پہنچی جائے مثلاً دشمن کے مقابلہ میں کامیابی ہو جائے یا غنیمت مل جائے تو انہیں یہ بات دہری لگتی ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں کہ آپ کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو یا کسی بھی طرح کی کوئی نیک فلاح مل جائے اور اگر آپ کو کبھی تکلیف لگی یا کوئی بھگدڑی کی غریب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں کیسا بھلا ہے، ہم نے پہلے ہی اصرار کیا کہ پہلو اختیار کر لیا تھا اس کے ساتھ گتے تو ہم بھی مصیبت میں پڑتے ہیں یہ انہیں کرتے ہوئے اپنے گھر کو دیکھیں ہوتے ہیں اور خوش ہوتے ہوئے پشت بھر کر گل دیتے ہیں انہیں کی شان تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر حال میں رہے، ان کو اصل میں بھی آپ کا ساتھ ہی اور مصیبت میں بھی۔

روح المعانی (مجلد ۱۱ جلد ۱۰) میں مولانا ابی حامی معرفت جہاں جیسے نقل کیا ہے کہ جو منافقین غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ گئے وہ لوگوں سے کہتے رہے کہ اس کی (ﷺ) اور ان کے ساتھی تو بڑی مصیبت میں پڑ گئے۔ بڑی مشقت کا سزا اختیار کیا وہ اب یہ پاک ہو کر رہیں گے مگر جب انہیں یہ خبر ملی کہ دشمن ہر طرف ہو گیا اور آپ ﷺ جنگِ سالمہ اپنے صحابہ کے ساتھ واپس تشریف لائے ہیں تو انہیں یہ حال کہ اس پر آنحضرت ﷺ نے ان نصیحتاتِ حسنة فسنوؤھم نازل ہوئی۔

انکے بعد فرمایا قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا۔ لیکن آپ ان سے فرما دیجئے کہ ہمیں بھی حالت پیش آئے گی جو اللہ تعالیٰ نے

ہمارے لئے عقوبت فرمائی ہے۔ غرض کہ غلطی اور بہتری ہو یا کسی قسم کا کوئی حادثہ ہو جائے یا نہ تکلیف سے اور چار سو جائیں یہ سب یکساں ہی طرف سے مقرر ہوئے عقوبت ہے۔ غرض مولا کا اندازہ اندازہ کر رہے ہمارے دل سے ہم اس کی تھنہ اور قدر پر راضی ہیں سب یکساں کی طرف سے ہے اور ہوسنی ہر حالت میں اس نے ٹھہر رکھی ہے۔ غرض غصہ ہو جائے، ہل چلتی ہو جائے تو یہ بھی ٹھہر ہے اگر تکلیف پہنچ جائے تو اور جواب سے اعتبار دے وہی ٹھہر ہے اور ہم میں سے جو لوگ جام شہادت نوش کرتے ہیں یہی ٹھہر ہے۔ غرض اے غفلتو کل الغلو منون اور مومنون، جیسا کہ اللہ ہی پر مقرر کر دیا ہے سارے امور اللہ ہی کے سپرد کر دیں اور اسی سے ٹھہر، غلطی اور غلطی کی پیروی نہ کریں۔ مومنین کا ہر دور صرف اللہ ہی ہے وہ اسباب بھی اختیار کر لیتے ہیں لیکن ہر دور اسباب پر اور تھنہ ہوں پر اور اپنی قوت اور حالت پر نہیں کرتے۔ اسباب و اعتبار کرنا اختیار پر اور توکل کے خلاف نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے توکل بھی سکھایا اور اسباب بھی اختیار فرمائے اور اسباب اختیار کرنے کا حکم بھی دیا آپ ﷺ نے جو فرمایا اور جو کر کے دکھایا اہل ایمان اسی کا اختیار کرتے ہیں نہ کہ اسباب کریں یا اسباب پر مقرر نہ کریں۔ اسباب روح المعانی آیت ہے۔ بیان یہو صلو الامور الیہ سبحانه ولا یجالی ذلک الشیث جالا سباب العالیۃ اللہ تعالیٰ یحصد علیہا (اس طرح کہ حالت اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کر دیں اور معروف اسباب اختیار کرنا اس کے خلاف نہیں ہے جب کہ اسباب پر مقرر نہ ہو)۔ (صفحہ ۱۱۵ جلد ۱)

پھر فرمایا قل هل یرون یغیثون یا لا یغیثون فیخسبون (الایام) کہ اسے مقرر اور پانی میں دوسری حالتیں ہیں جو انسانوں کو پانی دیتی ہیں ایک بھی صورت حال دوسری تکلیف دہ حالت تم ہمارے بارے میں نہیں کہیں اور اس حالوں کے منتظر رہے ہو کہ کچھ آگے لگے ہو کہ بہتر حالت پیش آتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے تو وہ تو اس ہی حالتیں کا کہہ کی ہیں غرض غصہ ہو جائے ہل چلتی ہو جائے اور کسی طرح کی بہتری سے اللہ تعالیٰ میں نواز دے تو یہ بھی ہمارے لئے بہتر ہے اور اگر کوئی تکلیف دہ صورت پیش آجائے تو ہمارے لئے وہی ٹھہر ہے۔ ہمارے افراد متوال ہوتے ہیں تو شہادت کا ادب پاتے ہیں اور ان میں ہر مصیبت پر اور ہمت ہے۔ ہمارے لئے ہر صورت حال بہتر ہے اور ہم ہر حال میں نفع میں ہیں اور یہ بھی سمجھ لو کہ جیسے تم ہمارے بارے میں حالات کے ساتھ گھبراہٹا سازگار ہونے کے منتظر رہتے ہو ہم بھی تمہارے بارے میں منتظر ہیں لیکن ہمارے اور تمہارے انتظار میں فرق ہے۔ تم ہمارے بارے میں اور بہتر صورتوں میں سے کسی ایک بہتری کے منتظر ہو (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) لیکن ہم تمہارے بارے میں ایسی کے منتظر ہیں کہ ہمیں استعمال کے بغیر اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیج دے یا تمہارے ہاتھوں تم کو عذاب دے۔ اب تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور سمجھ لو کہ انجام کے طور پر تمہاری ہی ہر دہائی ہوگی۔

قُلْ أَنْتُمْ مَوْلَاكُمْ أَوْ كَرِهُوا لَنْ يُتَّقِبَ مِنْكُمْ ۚ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ وَلَا مَنَعَهُمْ

آپ ﷺ کو اپنے کام غلط سے روکنا کہ یا غلطی سے ہر کام سے قبول نہ کیا جائے گا، یا ہر تم ہمارے دل کو ہر اس کے صورت قبول

أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنْتُمْ حَقِرُوا يَأْتُوهُمْ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا

کے جانے سے کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ہر اس کے رسول کے ساتھ کر لیا، یہ لوگ لڑائیں چاہتے

وَهُمْ كَسَالٌ وَلَا يُؤْتُونَ إِلَّا وَهُمْ كَرِهُوا ۝ وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ

تم سستی کے ساتھ ہر حق نہیں کرتے تم غلاموں کے ساتھ ہر اس کے مال ہر اس کی اولاد تمہیں نہ دلیں

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ الصَّافِينَ ۝ إِنَّكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ لَكُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ الدِّيَارَ لَقُتَهُ لَعْنَةُ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَعْنَةُ الْبَغِيِّ ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ الدِّيَارَ لَقُتَهُ لَعْنَةُ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَعْنَةُ الْبَغِيِّ ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ الدِّيَارَ لَقُتَهُ لَعْنَةُ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَعْنَةُ الْبَغِيِّ ۝

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں اور اہل بیت علیہم السلام کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور اہل بیت علیہم السلام کے لئے چاہا ہے وہ تمہیں اور اہل بیت علیہم السلام کے لئے بہترین ہے۔

وَيُطَهِّرُ الصَّافِينَ ۝ إِنَّكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ لَكُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ الدِّيَارَ لَقُتَهُ لَعْنَةُ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَعْنَةُ الْبَغِيِّ ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ الدِّيَارَ لَقُتَهُ لَعْنَةُ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَعْنَةُ الْبَغِيِّ ۝

اور صاف کو صاف کرتا ہے۔ اے اہل بیت! تم لوگوں کے لئے بہترین امت ہو۔ اور اگر تم لوگوں کے لئے نہ ہوتے تو تم لوگوں کے لئے لعنت ہوتی۔

مَلَجًا أَوْ مَفْرُوتًا أَوْ مُدْخِلًا لَّوَلَا إِلَيْنَا وَهُمْ يَجْعَلُونَ ۝

ملا جاتا ہو یا بکھرا جاتا ہو یا داخل کیا جاتا ہو۔ اور اگر تم لوگوں کے لئے نہ ہوتے تو تم لوگوں کے لئے لعنت ہوتی۔

مہرِ نقیض کا مال مقبول نہیں، جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں

صاحبِ دینِ اعلیٰ فرماتے ہیں کہ آیت فَلْيَنْصَبُوا ظُفُوفَهُمْ وَكُلُوا۔ حدیثِ نقیض کے بارے میں تازل ہوئی جس سے کہا تھا کہ میں رسولِ نبی کو کھانا کھانے کے لئے لے کر آیا ہوں۔ اسی لئے مجھے ساتھ لے کر آیا۔ لیکن مال کے لئے یہ آپ کی حد کر دیں گا اس کے جواب میں فرمایا کہ تم خوش سے خرچ کر یا خوشی سے تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔ قبول نہ ہونے کے وہ مطلب ہیں ایک یہ کہ مال کے لئے آؤ گے اللہ کے رسول اللہ قبول نہ فرمائیں گے اور دوسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ثواب نہ دے گا۔ صاحبِ دینِ اعلیٰ سمجھتے ہیں کہ دونوں ہی معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ فَلْيَنْصَبُوا ظُفُوفَهُمْ۔ یہ شک ہے کہ تم ہر مال کو لے کر آؤ گے کہ اس میں نہ ہو۔ لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں ہر قسم کے مال کو شامل ہیں۔

اس کے بعد مہرِ نقیض کے کفر اور کفر میں سستی اور خرچ کرنے میں جدلی کا ذکر فرمایا وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلُ مِنْهُمْ ظُلُمَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا فِيهَا۔ اور مہرِ نقیض (ان کے صدقات کو قبول ہونے سے منع کرنے والی کوئی چیز اس کے کفر اور انہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ہر رسول کے ساتھ کفر کیا اور کفر کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں اور گو وہ اسلام کے دلی اور کفر کو چھپاتے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کا کفر ان کے اذیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہر جاہلِ ایمان کے جواب سے ہر افریقہ ہے ہر جوابیوں کی سب سے بڑی ہر سب سے بڑی طاقت ہے اس کے لئے آتے ہیں تو سستی کے ساتھ ہارے ہی آتے ہیں۔ گویا کہ ان پر بہت بڑی مصیبت آگئی۔ چونکہ دل سے لڑنا نہ جانتے تھے انہیں دکھانے کے لئے نہ جانتے ہیں اس لئے بدل کا اثر اس طرح بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں میں ہم سے آتے ہیں اور اس طرح سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ، کوئی کفر و فحش طرح سے انہیں کرتے جلدی جلدی نہانے کی دھن میں رہتے ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ منافق کی لڑائی ہے جو بیٹھا ہوا سونے کا انگارہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی بزدلی آجاتی ہے اور شیطان کے ہاتھوں جتنوں کے درمیان ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر چاروں طرف سے مار لیتا ہے۔ (یعنی جلدی جلدی کھڑے کر لیتا ہے ان میں سے اللہ کو ڈرا دیا کرتا ہے۔) (روایہ مسلم)

یہ تو ان کی لڑائی کا حال ہے اور جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع آتا ہے تو مسلمانوں کو دکھانے کے لئے جدلی کے ساتھ خرچ کرتے۔ جب ایمان نہیں تو آخرت کا نتیجہ بھی نہیں لے سکتا۔ لیکن جب ایمان بھی نہیں۔ جب ثواب کی امید نہیں تو خوش دلی سے خرچ کرنے کی کوئی چیز نہیں۔ (امام جلدی سے خرچ کرتے ہیں۔)

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلُزَّكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطُوا مِنْهَا

وہ جس شخص کو وہ چاہے جو وہ چاہے کہے۔ اس کی ہر بات کو اس نے سنا۔ اس نے اس کی ہر بات کو سنا۔ اس نے اس کی ہر بات کو سنا۔

إِذَا هُمْ يَخْطُونَ ﴿١٠﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آلَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا

قیامت کی آفتوں سے بچنے کے لیے ہمیں جو کچھ کرنا ہوگا اس کی وضاحت کے لیے ہمیں اس کے ذریعہ سے آگاہی دینی ہوگی۔

اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرِسَالَاتٍ ۖ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿١٥﴾

میں بھی کافی حد تک غم میں اپنے غم سے بے جا فخر کرتا ہوں کہ وہ اس کے لیے میری طرف سے ایک نیا ہے۔

تخلف سے آزاد مال دیا جائے۔

مصادیق ذکر کو داتا تے ہوئے جو تھے نمبر پر مؤلفۃ المفلوذب کا ذکر فرمایا کہ ہمارے میں ہم ان شہداء احمد و سلمہ سے میں کام کر رہے تھے۔

مصادیق ذکر کو داتا تے ہوئے پانچویں نمبر پر وفقی السوگلب فرمایا کہ مؤلفۃ المفلوذب کی بیعت ہے۔ یہ مفلوذب کو کہنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ جس میں شخص کی حکمت میں کوئی لحاظ ہو اور اس لحاظ کو مکاتبہ سے معنی یوں کہہ دے کہ کتاب دینے سے تو آزاد ہے۔ اسے مکاتبہ کہتے ہیں جب کسی آقا نے اپنے لحاظ کو مکاتبہ دیا یا وہ آپ اس آئی آزادی کے لئے مال کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے آقا کو مال دے کر آزاد ہو جائے تو اس مکاتبہ کو کوآ کے مال سے دیا جاتا ہے۔

پچھلے نمبر پر مفلوذب فرمایا۔ یہ عام کی بیعت ہے اس سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جن کے نہ قرض ہو اور ان کی کاغذ کاغذ نہ ہو اگرچہ وہ لوگوں پر ان کے قرضے ہوں۔ لیکن ان کے وصول کرنے سے عاجز ہوں یا پھر لوگوں کو کوآ کے مال سے دیا جاسکتا ہے۔

تو دینی نا گھیری (صفحہ ۱۸۷) میں لکھا ہے کہ قرض دار کو کوآ دینا تاکہ اس کا قرض ادا ہو جائے عام فقہاء کو دینے سے ساری ہے البتہ اگر قرض میں لکھا ہے کہ جس آدمی پر قرض ہو اس کی حکمت میں ان کا مال نہ ہو جس سے قرض ادا کرنے کے بعد بقدر نصاب مال بچ جائے۔ اسے کوآ دینا جاتا ہے۔ (اسی وجہ سے لوگوں پر قرض ہوتے ہیں لیکن مال بھی پاس ہوتا ہے اس مال سے قرض ادا کر دیں تو قرض ادا ہو کر بھی بقدر نصاب ہلد اس سے بھی زیادہ مال بچ سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو کوآ دینا جاتا نہیں ہے لوگوں کو یہ بتا کر کہ ہم مقررہ میں کوآ لیتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کو کوآ کا مال حاصل نہیں ہے اور نہ ان کو دینا جاتا ہے۔ تحقیق کو کوآ کو پاس فرماتے ہوئے تو میں نمبر پر دینی مکمل اللہ فرمایا۔ دینی مکمل اللہ ہے کیا مراد ہے اس کے بارے میں امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اس سے وہ حضرات مراد ہیں جو جہاد کے لئے نکلے تھے۔ اپنے ساتھیوں سے چھڑ گئے اور ان کے پاس خرچ نہیں ہے۔ کھانا پینا بھی ہے اور ان کی بھی پہنچا ہے۔ ان کو کوآ کا مال دے دیا جائے۔ امام نووی نے فرمایا ہے کہ وفقی سبیل اللہ سے جان مراد ہیں جو قافلہ سے چھڑ گئے اور ان کے پاس مال نہیں ہے اور ان کو خرچ کرنے کے لئے اور مگر قفلہ کے لئے کسی کی ضرورت ہے اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس سے طالب علم مراد ہیں جو دینی علوم کے حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ایک کلاس میں لگے ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ تاج ہوں۔ (امروا بنی سنو ۲۰۰۷ء)

محققین ذکر کو داتا تے ہوئے آٹھویں نمبر پر وفقی السبیل فرمایا۔ دینی مکمل مراد زبان میں سہرا کہہ سکتے ہیں۔ جو اس ضرورت سے مراد ہے اس کے پاس سطر میں مال ہو جو نہیں ہے تاکہ کوآ کا مال دیا جاسکتا ہے اگرچہ اس کے گھر میں لکھا ہی نہ ہو۔ جو لوگ غازیوں کی جماعت سے چھڑ گئے یا جان کے قافلہ سے علیحدہ ہو گئے۔ حاجت مندی کی وجہ سے ان کو بھی کوآ دینا جاتا ہے جیسا کہ پہلے گزارشات کے احتیاج کو دیکھا جائے گا ان کے گھر ان میں اگرچہ خوب پارہ مال ہو یا نہ ہو یا نہ ہو یا نہ ہو یا نہ ہو۔

مؤلفۃ المفلوذب وہ لوگ تھے جنہیں نبی اکرم ﷺ تالیف قلب کے لئے سوال ذکر کو داتا تے سے مطلع فرمایا کرتے تھے، یہ لوگ اپنے قبائل کے سردار اور سردار تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے ان کے قبیلوں کے اسلام قبول کرنے کی امید تھی اور ان میں ایک قسم دینی نہیں دینے شر کے لئے مال حاجت فرماتے تھے اور یہ کہ لوگ اپنے بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن ان میں ابھی نہیں تھی، آنحضرت ﷺ انہیں سوالیہ صداقات میں سے حاجت فرمادیتے تھے تاکہ وہ دین اسلام پر شے ہیں اور بہت ہو جائیں۔ علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ میں مشیخت الکتاب کی یہ تین قسمیں لکھی ہیں اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کسی غیر مسلم کو آنحضرت ﷺ نے تالیف قلب کے لئے مال ذکر کو داتا سے

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم کسی کا قرض نہیں دی جاسکتی۔

مسئلہ مدرسوں میں اگر زکوٰۃ دی جائے اور اس میں مستحقین غلام کو خرید دے، یا جائے یا ان کو کھانا دے کر مالک بنادے جائے تو زکوٰۃ اور ہمارے جانے کی اجابت کے طور پر کھانا کھلا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اسی طرح مال زکوٰۃ سے مدرسے کے کتب خانوں میں مال زکوٰۃ سے کتابیں جمع کر دینا یا غلام کے لئے کلاف، سبزے اور چار پائیس جمع کر دینا اور ان کو بخاریہ دے دینا اور جائے وقت ادا نہ ہونا اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ تحلیک نہیں ہوئی۔ ان چیزوں کے لئے زکوٰۃ اور صدقات و اہل کے علاوہ اصحاب اہل بیت سے مستحق چھوڑ کر دیا جائے۔

مسئلہ کسی مرتبہ میں سے حاکم کی مجلس یا کنسرٹ لمبرو کی اجرت یا مال زکوٰۃ سے ادا کی گئی کر دی جائے اور سر میں کو قبضہ نہ کر لیا جائے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ تحلیک نہیں ہوگی۔

مسئلہ اگر مال زکوٰۃ سے ادائیگیں خرید کر ہسپتال میں رکھ دی جائیں اور مستحقین زکوٰۃ کو دے دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یہ نہیں رکھ جانے کہ یہ ادائیگیں صاحب نصاب کو اور بنی ہاشم کو دے کر قرض کر دی جائیں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص مقرر ہو جائے اور صاحب نصاب نہیں ہے اور اس کے کہنے سے لاکھ بچے جو قرض ہے وادارہ کر دے یا کوئی شخص اس کی طرف سے قرض لوگوں کو مال زکوٰۃ سے دے۔ تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر قرض دار کے کتب خانوں کی طرف سے مال زکوٰۃ قرض کی گئی ہو یا قرض دینے والے مال زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں صاحب مال جمع کر لیا۔

مسئلہ اگر دکاندار یا کسی بھی شخص کو کوئی مقرر ہو اور اس کے پاس ادائیگی کے لئے مال نہ ہو تو جس کا قرض ہے وہ اپنے قرض کو زکوٰۃ میں منہ نہیں کر سکتا۔ یاں یہ کر سکتا ہے کہ قرض وادارہ کو باکر زکوٰۃ کی رقم اس کے ہاتھوں میں دے دے۔ پھر اس سے اس وقت اپنا قرض وصول کرے۔ جب اس کی تحلیک میں مال پہنچ گیا تو اب زبردستی بھی وصول کر سکتے ہیں کیونکہ قرض لوگوں کو اپنا قرض وصول کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ اگر کسی کو قرض کے طور پر مال دے دیا اور ادائیگی زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرط ہے کہ مستحق کو دینے وقت زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت کرے اور ایک طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت سے دوسرے مال سے الگ کر کے کسی بکس وغیرہ میں رکھ لے اور یہ نیت کرے کہ فقراء آتے رہیں گے تو اس میں سے دیتا رہوں گا اس صورت میں فقراء کو دینے وقت نیت کا احتیاط نہ ہو تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مال منہ دہارتے وقت جو نیت تھی وہی کافی ہے۔

مسئلہ جس شخص کو زکوٰۃ دی جائے کسی عمل کے عوض میں نہ ہو لہذا امام مہدیان اور مدرسہ اوردی بھی لازم کی گئی کہ جس زکوٰۃ نہیں دی جائے لیکن ایہ الغائبین علیہا اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے۔

مسئلہ جنہیں امیر المومنین نے زکوٰۃ کے اموال وصول کرنے پر مامور کیا یا ان کے علاوہ چھٹے بھی مصادر ہیں جن میں سب میں اس شخص کا غیر صاحب نصاب ہو ضروری ہے جس کو زکوٰۃ دی جائے۔ ولفی البحر النور الفی صفحہ ۲۵۹ جلد ثلوثیہا حلت للعسی (العامل) مع حرمة الصدقة علیہ لانہ فرغ نفسه لہذا العمل فیحتاج الی الکفایۃ وفیہ ایضا بعد صفحتہ ولا یحلی ان الظہور لا یمنعہ علی الوجہ کلہا۔ (بخاری میں ہے کہ ہمارے زکوٰۃ کے تمام ہمارے کے ہمارے ہمارے ہمارے کے لئے زکوٰۃ میں سے لینا جائز ہے اس لئے کہ اس نے اپنے آپ کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے فارغ کیا ہے لہذا وہ

شرارت کی کھات کھاتاج ہے اور ایک صلہ کے لئے کھایا ہے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ تمام مصروف میں فقیر اہل قیاد کا ہونا ضروری ہے۔
 تصحیح ﴿لَقَدْ كُنْتُمْ فِیْہِ سَیِّئًا مَّعٰیۃً﴾ تفسیر قرآن کا حشر ہے تو بہت عام ہے لیکن حضرات ائمہ تفسیر اور فقہاء کرام نے اس کو نہیں
 لیا اس لئے بعض حضرات نے اس سے وہ مطلب نیک مراد لئے ہیں جو اپنے ساتھیوں سے وہاں نہیں ہوا، پھر جس سے ہوا، بعض حضرات نے وہ
 لوگ مراد لئے ہیں جو طرح میں اپنے ساتھیوں سے جگہ جگہ یا کسی خاص محل میں یا اشغال کیا ہے کہ اگر ان کی ملکیت میں حالت ہو تو اقوام
 میں شامل ہوں گے اور اگر ان میں مالی بوجھریاں موجود ہوں تو ان میں داخل ہو جائیں گے اور اہل اقوام سات جتنے ہیں اور اس کو یعنی
 متعلق ہوا اور متعلق الطمان کو مختلف قسم بنا کر بیان کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اہل یہ لوگ تفسیر کی
 شریف میں داخل ہیں لیکن یہ وہ ان کو اس لئے بیان فرمایا کہ مطلق تفسیر کی بہ نسبت ان کی ایسی زیادہ ہے کیونکہ یہ اہل تفسیر کی
 حضرات کے لئے لکھا ہوا ہے اور حاجات اللہ کے اندر ان میں سے ہے۔ ان کی طرف زیادہ احسان دینا چاہیے۔

آج کل ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو تفسیر قرآن اور احکام و مسائل کے بارے میں صرف کاہن چھوڑ کر جو چاہتے ہیں اپنے پاس
 سے کہہ دیتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کئی شکل اللہ کے علوم میں مسجدیں اور سے اشفاقانے، مسافر خانے، کنوئیں اور کھیتوں اور
 روفی و اوروں کے ملازمین کی تنخواہیں دینا مسلمانوں کے مصداق میں خرچ کرنا بہت کم تر متین چلنا کے کیلئے اس میں نہیں کا نظام کہ ہر
 غریب بہت کے کھانے میں خرچ کرنا یہ سب جائز ہے۔ یہ ان لوگوں کی جہالت کی باتیں ہیں۔ مسخرین اور مہر میں اور فقہاء جو کہ قرآن
 مجید کو سامنے رکھ کر مسائل اخذ کئے ہیں ان کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے قول کی کوئی حیثیت نہیں جو عربی زبان کا ایک میٹھی نہیں جانتے اور
 قرآن مجید کی ایک صورت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہ لوگ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ کوہ کابل جہاں چاہو طرح کر دو شمشک تفسیر کی کوئی
 ضرورت نہیں۔ یہ بات چاروں مذہبوں کے خلاف ہے کہ ہر کام میں ذکر و کمال خرچ کرنے کی بہادرت ہوتی تو قرآن میں آٹھ تفسیریں
 بتانے کی ضرورت ہی کی گئی؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا حکم دیا کہ یہاں تو ان سے قرآن مجید ان انفسہ فسرہ
 علیہم صلوة لعلہ من الفیہم فہو علی ظہر اہم۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ذکر و فہم کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر
 ان کے فقیروں کو دے دی ہے۔ (صحیح بخاری، مسند ابی یوسف ص ۱۵۵)

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ذکر و فہم میں دواہوی کی جب فقرہ کو دے دی جائے۔ جو لوگ شمشک کی شرد کو مولو یا ناچ قرار دیتے
 ہیں ان کے سامنے صاف دیکھیں۔ آ رہا ہوا ہوا کا کھلو دینے ہوئے ہیں۔

مسئلہ - چاندی سونا نکلنے اور مالی تجارت میں جزا کو فرض ہے اس کی ادائیگی کا طریقہ ہے کہ ہر سال چاند کے حسب سے
 جب ریل گزر جائے پھر سے مال سے چاندی چھین کر اس میں مال دے اور اس کی قیمت دے گئے اس سے بھی ذکر و فہم ہونے کی بہادرت
 سے گنہگار ہو۔ سو دے جس ذہنی روپے اور ایک جزو میں دھرو چہ اور ایک لاکھ میں آٹھانی جزو روپے کے سوا حق حساب لگایا جائے۔

مسئلہ - جس شہر میں جتے ہوئے ذکر و فہم ہوئی۔ وہاں کی ذکر و فہم کے فقرہ خرچ کی جائے۔ ہاں اگر دوسری جگہ کے لوگ
 زیادہ دینے ہیں یا ان پر اقربا ہوں تو ان کے لئے بھی دینا مناسب ہے۔

مسئلہ - بعض لوگ حج کرنے کے لئے چند اچھے بھرتے ہیں اور بعض صاحب حیثیت انہیں ذکر و فہم کی رقم سے دے دیتے ہیں
 جب ایک روپے کے دے دیتے ہیں تو سوال کرنے والا صاحب نصاب ہو گیا تو اب اسے بھی ذکر و فہم دینا چاہئے نہیں۔ لوگ اس بات کا انکل
 خیال نہیں کرتے۔ جس کی یہ اللہ تعالیٰ نے حج فرض نہیں کیا وہ حج کے نام سوال کرتا پھر سے اور تو یہ طریقہ ہی غلط ہے دوسرے جب دیتے
 والا صاحب نصاب ہو گیا تو اب اس کو ذکر و فہم دینا چاہئے نہیں رہا۔

مسئلہ - بہت سے لوگ لڑکیوں کی شادی کے لئے ذکر و فہم دے دیتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ لڑکیوں اور لڑکیوں کی

شہادی کی حیثیت کی جتنی رسول اللہ ﷺ کا طریق اختیار کریں اور اس پر دلائل و قرائن واضح ہیں۔ اصل لفظ اقرباب قبول کا ماحم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سامنے ہمارے ذرا سا رچ بچی نہیں ہوتا بلکہ اقرباب و قبول کے بعد جو شیئی والے کو بکسر بخود بخود بخیر و برکت کی سرمدی درخت کو دے اس میں خیر ہی خیر ہے۔ دیا کا دل کی گناہگار کی شکل چھٹا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

اور سہی بات یہ ہے کہ اگر کسی کا باپ صاحب نصاب ہوتا ہے تو کو تو چاہا تو نہیں ہے۔ اور اگر کسی صاحب نصاب اور اسے بھی تو کو تو چاہا تو نہیں بلکہ اگر صاحب نصاب نہ ہوئے اور غیر بنی ہاشم ہوئے تو بخیر و برکت کو تو ایک آدمی کے دینے سے بعد صاحب نصیبت میں مل آتا ہے۔ جب تک وہ مال ملکیت میں رہے گا اس وقت تک تو کو تو چاہا تو نہیں ہوگا۔

مسئلہ بعض قوموں میں رواج ہے کہ اپنی قوم کی رگوں میں رسول کر کے چنگ میں شیخ کرتے رہتے ہیں اور اس مسئلہ کا اصل دھیان نہیں رکھتے کہ جب تک یہ مال فقرا اور مساکین کی ملکیت میں نہیں جایا گا اس وقت تک ان سب کی رگوں میں اور انہوں کی جنوں میں بے نیکی نہیں دی جی ہذا جلد سے جلد مصارف کو اقسام کو خرچ کر دینا لازم ہے۔ بعض عرصہ میں ہوتا ہے کہ چنگ کار چاہے ہوگی تو چنگ پر کسی حکومت نے قبضہ کر لیا۔ یا ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا تو ان سب صورتوں میں ان سب لوگوں کی رگوں کی دوا ہو جاتی ہے جس کے اسوالم سے کہ چنگ میں شیخ کر دیے تھے۔

مسئلہ جو لوگ سوال کرنے کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں عموماً صاحب نصاب ہوتے ہیں۔ چھوٹے سونے نکا خداوں سے ان کی ملکیت میں زیادہ دیر ہوتا ہے ہذا سوال کرنے والوں کو تو کو تو دینے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر کسی سوال کرنے والے کو دوسری قوم پہلے یقین کر لیں کہ یہ حق تو کو تو ہے۔ گنج بخاری (صفحہ ۲۴۴ جلد ۱) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسکین و یتیم جو لوگوں کے پاس گھومتا پھرتا ہے۔ اسے ایک قدر یاد دے تھے یا ایک گھر یاد گھر میں اور اس کی جی نہیں مسکین و یتیم جو لوگوں کے پاس جاتا جس سے اس کی ضرورت پوری ہو اور اس کے حاجت مند ہونے کا پتہ نہیں چلتا تا کہ اس کو قصود دے دیا جائے۔ وہ کو کڑے ہر کو لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ واقعی حاجت مند کو تلاش کر کے تو کو تو کال دیا جائے۔ بہت سے لوگ بہت زیادہ حاجت مند ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے سوال نہیں کرتے اور تنگ ہو کر اپنے گھروں میں اپنی زندگیاں گزارتے ہیں ایسے لوگوں کا خاص خیال کیا جائے۔ یہ واضح رہے کہ کو تو کو بھی نماز کی طرح سے فرض ہے۔ جس طرح نماز کے احکام و مسائل کا جاننا اور نماز کو شرعی قواعد کے مطابق پڑھنا طہارت کے لئے پاک پانی کا دیکھنا وغیرہ ٹھیک کہہ کر پڑھنا یا کھانا کھانا کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور ہر چیز میں نماز میں پڑھی جاتی ہیں گنج طریقیہ پر ان کو یاد کرنا لازم ہے اس طرح سے تو کو تو کے مسائل اور احکام کا جاننا بھی ضروری ہے تو کو تو کال میں کو کھانا پڑھنا یا جس مصرف میں چاہا خرچ کر دیا جس انجمن میں چاہا خرچ کر دیا۔ تو کو تو دوا ہوا نہ ہو۔ یہ فرض کی دوا ہوگی کا طریقہ نہیں۔ مال طلال کا دوا بدل مبالغہ میں خرچ کر دے تو کو تو فرض ہو جائے تو ٹھیک حساب سے دیا کر اور جس کو دوا کے بارے میں پہلے یقین کر لو کہ یہ حق تو کو تو ہے۔

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ ذُوْا اٰذُنٍ خَيْرٍ لِّكُمْ يُؤْمِنُوْنَ

اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وہ تو کان ہیں۔ آپ فرمادے کہ وہ نبی کے لیے خیر کا کان ہیں اور ایمان

یَاٰھُوْا وَیُؤْمِنُوْنَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ . وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ

اوستے ہیں اور اہل ایمان کے لیے رحمت ہے جو تم میں سے مومن ہیں۔ اور وہ لوگ اللہ کے رسول کو

رَسُولَ اللَّهِ لَعْنَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٌ ۖ يَعْلَمُونَ بِأَنَّ اللَّهَ لَوْ يَشَاءُ لَأُزِيلَنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ

آیت ہے۔ ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو رسول اللہؐ اور اس کے رسولؑ

اَحَقُّ اَنْ يُرْسُوهُ اِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّهُ مَنْ يَحَادِدِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

اس وقت سے وہ جانتے ہیں کہ انہیں رخصت کر دینا تو بہت آسان ہے۔ ان لوگوں نے ان سے تو انہیں چاہا کہ اللہ کی اور اس کے رسول

فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا - ذٰلِكَ الْغُرَى الْعَظِيْمُ ۝

وہ لاکھ کر رہا ہے۔ اور جہنم میں خالی رہے گا۔ یہ بڑی بڑی بات ہے۔

منافقین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں

اور منافقین کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھاتے ہیں

منافقین جو کدوئی سے جڑیں نہیں لگاتے رسول اللہ ﷺ سے حق میں تباہی کا ماتہ بھی کہتے رہتے تھے۔ ساتھیوں نے تو قسمیں کھا کر کہتے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ساتھ ساتھ دیکھتے تو ان کے بارے میں ڈال دیتی جو پیچھے ہو گئی کرتے تھے۔ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ جو تو تکلیف دیتے ہو تو اس میں رسول اللہ ﷺ کی کیا تکلیف ہو گی تو اس پر ان میں سے بعض لوگوں نے جواب دیا کہ کوئی بات نہیں ہے ان کو راضی کرنا اور کھانا آسان ہے۔ اور ان میں کان میں مٹی جو کہیں لپکتے ہیں اور بار کر لیتے ہیں اگر کوئی ہماری بات پہنچے گی تو ہم دوسری بات کہہ دیں گے۔ اور وہ اس کو سن کر یقین کر لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ میں محمد بن حنفیہ سے نقل کیا ہے کہ ایک منہ حق میں منہ سے بات کہتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سن کر منافقین کے پاس لے جاتا تھا۔ اس کا مقصد یہ نہیں تھا بلکہ نفل غوری تصور تھی اور منافقین کو یہ بتانا تھا کہ یہ کھوتہ ہمارے بارے میں ایسا کہتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں جب اس سے کہا گیا کہ یہ نہ کر جسے طرہ عمل سے آپ ﷺ کو تکلیف ہو گی تو اس پر اس نے کہا کہ ان کو کھانا آسان ہے۔ وہ بات سن لیتے ہیں اور ان لپکتے ہیں ان کی غرض یہ کہ ان میں سے کوئی نہ کہے۔ مٹی اور زہن چھپ کر کہتے ہیں نہ غور فرماتے ہیں۔ رسول تو آپ ﷺ کی باتیں بطور نفل غوری کے نقل کرنا اور ہر بار سے آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ ایسا بات نہ کہو اور فراموش کرتے ہر بات سن لیتے ہیں اور یہ فراموش کر کے انہیں کوئی نفع کی کچھ نہیں اس میں کوئی طرح سے تکلیف نہ ہے۔ اللہ شانہ نے فرمایا قُلِ الْغُرَى عَلَيْكُمْ وہ فراموش کر دیتے تھے۔ اور میں حق سے منع نہیں ہو کر ان کے لئے میں غیبت نہ ہوں یہ ان پر کان نہ دھرتے تھا تم نے یہ جو کچھ کہہ رہے ہو ان سے کہیں گے آپ ﷺ پر یقین لے کر ان کے اور ان کی شہادت کا وہ اس نہ ہو گا۔ یہ شہادت اور شہادت ہے۔ مگر فرمایا يَوْمَئِذٍ يَخْلَعُ کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں وَيُلَاقُونَ لفظ يُلَاقُونَ اور ایمان والوں کی بات کا یقین کرتے ہیں۔ جو شخص مؤمن ہیں ان کو کہتا ہے میں اور ان کی باتوں کو کہتے اور جانتے ہیں اور منافقین کے طور پر جلتے سے نظر نہیں آتے اور ان سے منہ نہ نکالتے جو یہ کہتے ہو کہ ہماری ہر بات سن لیتے ہیں اور ان لپکتے ہیں اور آپ ﷺ کو حقیقت حال کا پتہ نہیں چلتا یہ قہار احمقہ فیصل ہے۔

مگر فرمایا وَرُحْمَةً يُفْقِنُ الْعَمَلَا بَشَكْلِهِمْ آپ ﷺ کی ذات گمراہی تم میں سے ان لوگوں کے لئے دھت ہے جو ایمان لائیں۔ صاحب روئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الَّذِينَ آمَنُوا انہیں سے منافقین مراد ہیں جو ممکن ممکن مراد نہیں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ

الاستفسار والفساد وبلال عدن بالمسکین اذا قلتم و المراد به هذا الاقامة على وجه الخلود لا انه الفرد الكامل المناسب للنظام المدح ای فی جنات اقامة و خلود ووعلى هذا جنات كلها جنات عدن لا یعلمون عنها جولا فی اعصر ما قل۔ (کہا گیا ہے کہ عدن کا معنی ہے بہت و اشترک اور عدلن بالمسکین اس وقت کہا جا رہا ہے کہ کئی نہیں آقا صلی علیہ وسلم کے پاس سے پہلے وہی طور پر دنیا مراد ہے کیونکہ یہی مقام تشریف کے مناسب پہلے کا فراوان ہے یعنی رہائش کے اور ہمیشہ کے باغات میں اس جہاد پر تمام جنتیں۔ جنات عدن میں جنتی اس سے لگائیں جائیں گے۔ اہل آخرہ)

سورۃ صاف میں اہل ایمان کو خطاب فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا اس میں بھی و مساکن طيبة فی جنات عدن فرما رہا ہے اس سے بھی یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ عدن سے کوئی مخصوص جنت یا جنت کا کوئی مخصوص مقام مراد نہیں بلکہ یہ تمام مشہور ہے کہ ہر جنتی کا جنت میں مستقل مقام ہوگا۔ جنت کے علاوہ دوسری جگہ جانا نہ ہوگا۔ سورۃ حج میں فرمایا یَسْتَوُونَ فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَنَاصِبُ حَتَّىٰ يَدْخُلُوا فِي الْوَاقِعِ (وہاں ان کو درجہ کی تکلیف نہ پہنچی کہ اور وہاں سے نکالے جائیں گے) سورۃ کہف میں فرمایا لَا يَخْفَوْنَ فِيهَا جَوْلًا کہ وہاں سے کسی شخص کو نہ پھرتا نہ کریں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل جنت اپنے باغوں اور اپنے مکانوں میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ جگہ دائمی رہنے کی جگہ ہوگی وہاں سے نہ نکالے جائے گا احتیال ہوگا نہ وہاں رہتے رہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

پھر فرمایا وَرَوْضَانِ فَمِنْهُمْ اُولٰٓئِكَ رِضًا مَعَدًى تمام نعمتوں سے بڑی ہے۔ یعنی اہل ایمان جن نعمتوں میں ہوں گے وہ اپنی جگہ بڑی بڑی سے مثال نہیں ہیں۔ لیکن ان سب نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے اے جنت والو! عرض کریں گے اے اللہ سے ہم حاضر ہیں اور قبول ارشاد کے لئے موجود ہیں اور ساری نعمت آپ کے بقصد قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سوال ہوگا کہ تم راضی ہو گے۔ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں گے حالانکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز عطا نہ کروں؟ عرض کریں گے کہ اس سے آپ اس سے افضل اور کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کرتا ہوں اس کے بعد بھی بھی تم سے راضی نہ ہوں گا۔ (کنز الدہری)

پھر فرمایا فَلِلّٰهِ غُلُوۡسُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یہ جو کچھ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی نعمتوں کا ذکر کر رہے ہیں وہ بڑی کامیابی ہے۔ اس میں منافقین سے تمہیں ہے کہ نہ کیا جو تمہاری ہی ہے اور تمہیر ہے اس کے لئے کفر و تمہیر کہ اس کی ایسی نعمتوں سے گریز کر رہے ہیں اور تمہیری بہت بڑی ہے کہ جو کامیابی تمہارے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایمان قبول نہیں کرتے یہ ان کی بے وفائی ہے اور بڑی کامیابی کی طرف سے غفلت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاَعْلَظْ عَلَيْهِمْۚ وَاُولٰٓئِكَ مُجْتَهِمٌۚ وِبٰلْسِ التَّوْبِيۡرِۚ

اے نبی! کفاروں سے اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا عذاب دوزخ ہے اور وہ برا عذاب ہے۔

يَخْلِفُوْنَ يٰۤاَشْدُوۡا مَا قَالُوۡا۔ وَاَلْقُوا كَلِمَةً اَلْكَفَرُوۡا وَكُفِّرُوۡا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

وہ لوگ مشرک کہاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا عذاب انہوں نے کفر کا قول کیا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے

وَهُتَوَّابًا لَّمْ يَنَالُوا ۖ وَمَا لَكُمْ اِذَا اَنَّ اَعْدَاءُكُمْ اَتَتْكُمْ وَرَسُولُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَاِنَّ

یہ تو کاروبار کی بات نہیں دینی اور صرف انہوں نے اس بات کا جواب دیا ہے کہ تم نے اس کے رسول کے لیے سچے شخص سے انہیں اور ان کے رسول کو ملایا

يَتَوَّابًا يَكُ حَنِيذًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمْ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۚ فِي الدُّنْيَا

توبہ کریں تو یہ جہنم کے لیے جہنم کا دروازہ اور اگر توبہ نہ کریں تو اللہ انہیں دنیا و آخرت میں

وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ ۝

اور نہ ان کا طالب ہے اور ان کے لیے نہ ہے زمین میں مددگار نہ ہو۔ نہ ان کا مددگار نہ ہو۔

کافروں اور منافقوں سے جہاد کرنے اور ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا حکم

ہم کافروں سے اور منافقوں سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیفیں پہنچانی تھیں۔ یہ لوگ اسلام کے خلاف منصوبہ بناتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر و ہمت اور دگرگاہ حکم فرمایا تھا کہ جہاد کی پہاڑتہ سے ایسا کرنا شروع میں اذنی للذلیلین یقتتلون بانہم ظہنوا فرمایا پھر کفار سے جہاد اور قتال کا حکم دیا جو اس صورت میں مذکور ہے۔ اور یہ جن آیات کا ترجمہ لکھا گیا ہے ان میں سے پہلی آیت میں کافروں اور منافقوں سے جہاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لفظ جہاد بطرح کی کوششوں کو مثال ہے۔ جو اللہ کا نکل بند کرنے کے لیے اختیار کی جائیں۔ اس کی ایک صورت قتال کرنا یعنی جنگ کرنا بھی ہے۔ مگر یہی نہ فرمایا کہ کافروں سے جہاد یا صرف یعنی قتال کرنے کا حکم دیا ہے اور منافقین سے ان کے حل کے مطابق جہاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ یعنی ان سے جہاد یا صلح کا حکم فرمایا ہے کہ انہیں نصیحت کی جاتی رہے اور ان پر جہت تو تم کی ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسی ہی کرتے تھے منافقین کو قتل نہیں فرمایا کیونکہ یہ عابری طور پر اسلام کے عہد اور تھے۔

مریدانہ یا وظیفہ ظہنہم کہ عام کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرنے میں سختی اختیار کیجئے کافروں سے تو جنگ میں سختی کا برتاؤ کرنا ہی تھا۔ منافقوں کے ساتھ سختی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا مشرعیہ نافذ کرنے میں سختی رہتی ہوتی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو ملتہ المسلمین کی طرح ان لوگوں پر بھی احکام مشرعیہ نافذ کئے جائیں اور تو ان میں اسلام نافذ کرنے میں کوئی عہدیت نہ کی ہوئے۔ اگر کوئی کام یہاں کرنا نہیں جس کی وجہ سے خدا وادب ہوئی ہو تو اس کے نافذ کرنے میں مصلحت نہ کی جائے۔ (راجع روح المعانی ص ۱۸۱ تا ۱۸۲)

پھر فرمایا وَاَعْلُوْا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَاَنْتُمْ الْغٰلِبُوْنَ (ان کا لٹکانہ ذرا ہے اور وہی جگہ ہے کہ ان میں اور ان سے بڑھ کر ہے۔ یعنی اور آخرت میں اپنے کلمہ اور توفیق کی وجہ سے وہ ذرا میں داخل ہوں گے۔ وہ ذرا کو معمولی چیز نہ سمجھیں۔ وہ ان کا گناہ ہے۔

منافقوں کی مکاری اور جھوٹی قسمیں۔ آگے جہنم سے پہلے آیت مَخْلُوفُوْنَ بِاَعْدَائِهِمْ فَاَقْلَوْا کہ سب ذرا جان لینا چاہیے۔ سب ذرا کے بارے میں مگر یہی نے متعدد روایات لکھی ہیں۔ صاحب معالم القرآن (جلد ۳ ص ۲۰۷) نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص تمہارے پاس آئے وہاں ہے وہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ جب وہاں جاتے تو تم اس سے بات نہ کرنا نہ دسی۔ یہ بھی نہ گزری تھی کہ نبی آنکھوں والا ایک شخص آگیا اسے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا کہ وہ تیرے ساتھی تھے کہیں برا کہتے ہیں۔ وہ فوراً آگیا اور اپنے ساتھیوں کو لے آیا اور وہ سب لوگ قسم کھا کئے کہ ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا اور

[illegible]

اب وھلوا ایصالہ یا فخرًا سے متعلق جب نازل معلوم کیجئے اور وہ ہے کہ منافقین میں سے بارہ آدمی جو کہ کے راست میں ایک گھنٹی پر ٹھہر گئے۔ انہوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزریں گے تو ہوا تک دانت کی اندھیری میں آپ پر غصہ کر کے آپ کو شدید کر دیں گے۔ ہر رائی کش تیر لاکھ اور انہوں نے آپ کو ان کی بیخوں کا حال بتا دیا اور عرض کیا کہ ان لوگوں کے پاس کسی عقل کو سمجھ دین جو ان کا رشتہ دوسری طرف مولا دے۔ آپ نے حضرت حذیفہؓ کو اس کام کے لئے بھیج دیا۔ صاحب مہملہ ماہِ قمر میں صفحہ ۳۲۷ پر مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صاحب روئے العالی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳۹ھ کے پہلی کی رات کو اپنے تھے تو اسے قدرے تحصیل کے ساتھ تھا ہے اور وہ یہ کہ حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ جب آنحضرت سرور عالم ﷺ کو آواز دیا تو وہ کہہ کر سے اٹھیں اور یہ تھے تو میں آپ کی کوٹنی کی ہانک بکڑے ہوئے آئے۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں یہاں تک کہ جب ایک گھنٹی آگئی تو وہاں بارہ آدمیوں کو پایا جو سواروں پر سوار تھے اور انہوں نے راستہ روک رکھا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتادی آپ نے جو زور سے آواز دی تو وہ لوگ چلنے پھرنے پر چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے پہچان کیا کہ یہ کون لوگ تھے؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نہیں پہچان سکتے۔ کیونکہ یہ لوگ چروں پر کچڑے بانٹ رہے ہوئے تھے۔ اب ہم نے ان کی ساریوں کو پہچان لیا۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ منافق تھے جو قیامت تک منافق ہی رہیں گے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کا کیا ارادہ تھا؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا ان کا ارادہ یہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو گھنٹی میں چپے کر دیں ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ان کے قیدیوں سے پیسے لے کر ہمیں بھیجتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا سر تکڑا بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات کارہ نہیں کہ اہل عرب سے پیسے لیں کہ ان کو کھڑے کر دے۔ ایک قوم کو ساتھ لے کر قتل کیا یہاں تک کہ جب اللہ نے آپ کو سب دے دیا تو ان لوگوں کو قتل کرنے کے بعد چاروں میں ساتھ تھے۔ (امو منافقین کی بیخوں اور رکھنوں کو ان اللہ ﷺ نے بیان فرمایا وھلوا ایصالہ یا فخرًا۔ انہوں نے اس جزاکاروں کو جس میں کامیاب نہیں ہوئے۔

جمعہ صبح ۱۳ صفر ۱۰۳۳ ہجری میں سے آپ نے اس کے بعد کسی منافق کی لڑائی جہاد نہیں چاہائی، باقی رات ہی یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی بنی نہاد جہاد کو جانے میں کیا مصیبت تھی؟ اس کے بارے میں صحیح اُماریہ میں لکھا ہے کہ اس کے بیٹے عبد اللہ کی فوجی کے لئے ہر قبیلہ بھرتی کی قومی کی طرف قلب کے لئے ایسا فرمایا، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا گروہ ہے کہ ۱۰۰ کا ۱۰۰ ہے تو میں اس لئے کہ اس کی قوم کے خزانہ دولتیں مسلمان ہو جائیں۔ (۱)

روحِ اعلیٰ صوفی حضرت احمد رضا ہے کہ آپ نے طرہ بیان کو بھی سید کرتا ہوں کہ میرے اس قلم سے قبولِ غفران کے ایک جزو افرادِ مسلمان ہو جائیں گے پھر لکھتا ہے کہ انا تعالیٰ نے آپ کی امی پیری کی اور ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ عہدِ خلافتِ نبویؐ کو جو آپ نے اپنے کرتے و عطا فرمایا تھا اس کو یہ تیسرا وعدہ پٹی کی کتابوں میں لکھی ہے کہ آپ کے بچا عباسؓ کو جب بدر کے قیدیوں میں لایا گیا تھا اس وقت ان کے بدن پر کچھ نہ تھا۔ فقہِ اہلِ بدھ اور بھاری ہوئے کی وجہ سے کما کچھ ہاتھ کے جسم پر ٹھیک آتا تھا۔ اس وقت عہدِ اہلِ نبیؐ سے اپنی کرتہ پہنا رہا تھا۔ خدا آئے اسے کسی کی عطا کات کے لئے اپنا کرتہ کفن میں داخل کرنے کے لئے فرمایا۔ (روحِ اعلیٰ صفحہ ۱۵۰ ص ۱۰۱)

اس کے بعد فرما: وَلَا تَصْحَحْ أَلْوَاهِدَ وَلَا تَصْحَحْ (۱۰) آیا بعد توڑے سے لفظی اشکاف کے ساتھ ہندو صلوٰۃ پہنچے گا۔
نہی سے اس کی تفسیر و کھل جائے۔

وَإِذَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِهَا وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهَا اسْتَذْكُرْكَ أَفَلَا تَلْوُحُ

۱۰۔ یہ کہانی میرے چرن کی جاتی ہے کہ انہی نے انہیں دیکھا ہے، انہی کے ہاتھوں کی مٹھائی کہ چھو کہ انہیں میں سے حضور کے لئے ان کے سب سے اہم ہے۔

مِنْهُمْ وَقَالُوا آذِنَا تَكُنْ مَعَ الْفَجْدِينَ ۝ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ

(Handwritten signature)

عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٥٠﴾

واسعت ہوتے ہوئے منافقین کا اجازت طلب کرنا کہ غزوہ کا میں نہ جائیں

مناقصین کا مال بیاتے ہوئے سرمایہ کو بہ قرآن کی کوئی صورت نازل ہوتی ہے جس میں اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہ کے ساتھ صلہ کر کے دیکھ کر نے کا حکم ہوتا ہے جو ان میں سے پیسے والے اور مالی وسعت والے اہل بازاریت چنے کے لئے خاص ضرورت ہوتی ہے اور جتنے ہیں کہ ہمیں چھڑا دیجئے۔ مگر ان میں بیٹھے ہو جانے والوں میں ہمیں بھی شمار فرمائیجئے۔ اس میں ان کی بے خبری کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں مردوں میں شمار ہونے کا پتہ نہیں۔ ضعیفوں اور کوروں کے ساتھ مگر ان میں بیٹھے ہوئے کا چار ہیں۔ ان کے اہل پر صبر رکھائی گئی (یعنی انہیں اپنے خلع و نقابان کی بھی کھنکھیں۔)

لِئَنَ الرُّسُولِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَهْدًا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ

نہی پہلے وہ لوگ جو آپ کے ساتھ جہاں آپ نہیں تھے اپنے ہاں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا اور یہ "جنگِ مقدسہ"

مَا يُنْفِقُونَ ﴿١٠﴾ إِنَّمَا السَّهِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُوكَ وَفَمَ أَغْنِيَاءُ : رَطُوا

ہم نے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے جس سے ہم اپنے مقاصد کو بہتر طریقے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا أَمْوَالَكُمْ الَّتِي رَزَقْنَاكُمْ مَعَ الْغَوَالِبِ ۖ وَقَطِّعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٠﴾

— *Chlorophyll a* (mg/g) = $\frac{12.7}{1000} \times \text{Absorbance} \times 1000$

ساتویں عرض میں ساری یہ ہے۔ تھے جنہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اپنے دل سے چری طرح تیار ہیں آپ کے ساتھ سطر میں جہاں جاتے ہیں۔ لیکن سواری نہ ہونے کی وجہ سے گھبر ہیں۔ آپ کہیں سواری نہ ملے۔ فرمایا: وَلَا احْضَرُوا اَصْحَابَكُمْ عِلَّةً آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی مسافر نہیں تاکہ تمہارے لئے سواری کا انتظام کروں۔ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ لِمَا تَصِفُّونَ من الرفع حرولا الا يحضروا فانهم يفتنون (اے وہاں حال میں رہیں ہونے کا ان کی آنکھوں سے اس وجہ سے کہ سواری ہے تھے کہ وہ رخ کرنے کے لئے نہیں پاسے) اول تو یہ حضرات مضطرب تھے واقعی مضطرب ہی تھے جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ پھر انہوں نے اسی پر انگلیاں نہیں کی اور واقعی آخر کو بھی ہزار نہ سمجھا اور انہیں یہ گوارا نہ ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جانیں لو غور، پیچھے رہ گئے۔ وہ خدمتِ نبوی میں نہ جہاد ہونے کے جہاز کے لئے سواری کا انتظام فرما دیں۔ جب آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی انتظام نہیں ہے تو اس پر بھی میں نے کی اور اپنے دلوں میں یوں نہ کیا اب تو میں نے اپنی آخری کوشش کر لی اب جہاد میں نہ گئے تو کیا حرج؟ وہ اپنی مضطرب دلی مجبوری پر رنجیدہ ہو رہے تھے اور رخ بھی معمولی نہیں ان کے چہروں پر آنسوؤں کی لڑی تھی اور وہ اس دلی میں تھک چکے تھے کہ باسے ہمارے پاس انتظام نہیں ہے۔ انتظام ہوتا تو ہم ضرور ساتھ جاتے۔ اس سوچ پر جہاں ادواک سوچ رہے تھے جو ہم نے خدو کاہ پر پیچھے ہٹ رہے تھے ان میں وہ حضرات بھی تھے جو ہڈ دھوتے ہوئے بھی جہاد کی شرکت کے لئے تیار رہے تھے۔ حضرات صحابہ کا مٹنے امت کے لئے کسی کیسی کاقلی اللہ اور اہل ایمان جھڑی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے بعض حضرات کے لئے سواری کا انتظام فرما دیا اور بعض حضرات کے لئے انتظام کی صورت یہ ہوئی کہ وہ کبھی عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مسعود کی راست میں یا میں بن امیر سطر کی راستہ ملاقات ہو گئی۔ یہ دونوں دوتے ہوئے ہوا رہے تھے۔ یہ یمن نے اور اہل یمن کی قوم کیوں اور یہ ہوا جہاد میں نے تیار کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس کوئی انتظام نہیں تاکہ آپ کے ساتھ سفر میں جا سکیں۔ آپ ہمارے لئے سواری کا انتظام فرما دیں۔ حضرت ﷺ کے پاس بھی سواری نہیں تھی جو حمایت فرما رہے تھے ہمارا دنا ہی وجہ سے ہے کہ شرکت جہاد سے رہے ہمارے ہیں۔ اس پر یمن نے اپنی ایک اونٹنی پیش کر دی اور اپنے پاس سے ایلو تو ش گھوڑے بھی دے دیں اور غلطی میں نہ کے ساتھ یہ ہوا کہ وہ رات کو کھانا بچھتے رہے اور دوتے رہے اور یوں دعا کی کہ اے اللہ! آپ نے جہاد کا علم فرمایا اور اس میں شرکت کی ترغیب دی پھر مجھے مال نہیں دی جس سے میں جہاد کی شرکت کے لئے قوت حاصل کر لیتا اور آپ نے اپنے رسول ﷺ کو (اس وقت) مال عطا فرمایا تاکہ میرے لئے سواری کا انتظام فرما دیتے۔ اب جہاد سے عراق کے بدل میں یہ کہتا ہوں کہ جس کسی مسلمان بے گناہ کوئی تکلیف پہنچی ہے کسی کا گھر پر کوئی دلی حق ہے میں اسے معاف کرتا ہوں۔ جب حج ہوئی رسول اللہ ﷺ نے سوال فرمایا کہ اس رات کس نے صدقہ دیا۔ کسی نے بھی جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا آج رات جس نے صدقہ دیا وہ وہ کھڑا ہو جائے اس پر غیب میں یہ ذی کفر سے ہونے اور اپنا حال بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم خوشخبری قبول کرو کہ تم اس ذات کی جس کے جہنم میں میری جان ہے تیرے لئے مقابلہ کو کا جواب لکھا گیا۔

غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے قبیلے کے چند اطراف نے بھی حضرت ابوموسیٰ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی تھی کہ جہاد سے لئے سواری کا انتظام کیا جائے اس وقت آپ نے ان کے لئے جو

اور ان کے لئے مقرر کیا۔ (ایک ستر و چونتیس)

اس کے بعد فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُلُوا لِعَالِمِ الْأَرْوَاحِ مَا تَقُولُونَ وَلَا تُكَلِّمُوا الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا يَبْذُلُونَ فِي سَفَرِهِم بِحُلِيِّهِمْ حَتَّى إِذَا أَصْبَحُوا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ فِي الْيَوْمِ الْآخِرِ إِذْ ذُكِّرُوا بِهِ لَا يَتَذَكَّرُونَ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱) یعنی مومنو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ کہو اس پر راضی ہو گئے کہ جو کچھ کہو، وہ جاننے والی مخلوق کے سامنے نہ جائیں (یعنی مومنو! اللہ سے ڈرو کہ جس سے تم کہہ سکتے ہو اور ان کا عتاب اور عرش بھی نہیں ہے بلکہ ان کی نہیں جانتے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے میں نہ کرنا کہ یہ وہ نہیں اور یہ لوگ جاننے پر راضی ہو گئے۔ وَقُلُوا لِعَالِمِ الْأَرْوَاحِ مَا تَقُولُونَ اور اللہ نے ان کے دلوں پر میرا کافی اثر کر دیا ہے کہ یہ وہی تکلیف اٹھا کر آخرت کے بہت بڑے ثواب اور بلند درجات کا مستحق ہو بہت بڑی کامیابی ہے۔

☆☆☆ ☆☆☆

سے داخلی ہو گئے تو (اس دن وہ دعویٰ ہے) انہیں کچھ قطع نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مشن ہے، اچھی نہیں ہے، نہ وہ سب ہو سکتے تھے۔
 آپ کی جو قیمت ہے، ان فہم اور حجب بن کر حیران کے ہاتھوں سے پار سے میں ڈال دیوں۔ یہاں آئی تھے جو اپنے کلمات کی وجہ سے
 جناب میں شریک نہیں ہوئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود وہاں تشریف لائے تو آپ نے مسجد کو آگھوس کر ان کو اس کے
 ساتھ ساتھ نہیں لے گئے اور ان سے بات چیت کریں۔ (یہ نظم انظر صواعقہم) پلٹ کر آنے کے لئے تھے۔

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ

اور یہی لوگ کفر و نفاق میں سب سے زیادہ ہیں اور ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو احکامِ باری فرماتے ہیں ان سے واقف نہ ہوں

وَأَنَّ لَهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَكْرِضُ بِكُلِّ الْدَوَاءِ

اور ان کے پاس ہے ایک حکیم اور ان میں سے کئی ایسا ہے جو اپنے آپ کو اپنے کلام کی طرف سے مقرر کرتے ہیں اور ان کے لئے ہے کفر و نفاق۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۝ وَاللَّهُ يُجْمِعُ عَلَيْهِمْ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُوْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

ان کا ہر ایک کمال ہے اور ان کے لئے ہے دائرۃ السوء اور اللہ ان کو جمع کرتا ہے اور ان میں سے کئی ایسا ہے جو اللہ کے دین پر ایمان لائے ہیں

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًى عِنْدَ اللَّهِ وَصَلُّوا الرُّسُولَ ۝ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۖ سَيُدْخِلُهُمْ

اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اسے اللہ کی راہ کی خاطر کر رہے ہیں اور رسول کی دعا بھی لینے کا درجہ جانتے ہیں۔ فرما رہے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جو کچھ کرتے ہیں

اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَفْوٌ رَحِيمٌ ۝

اللہ تعالیٰ رحمت میں مہربان ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

دیہاتیوں میں سخت نفاق والے بھی ہیں اور مخلصین بھی

ان آیات میں اعراب یعنی دیہات کے رہنے والوں کا حال بتایا ہے۔ اول تو یہ بتا کر دیہاتی کلمہ و کلمات میں بہت سی سختی میں
 کے ماحول سے دور ہونے کی وجہ سے ان کا کئی حال ہوا چاہے کہ اللہ کے احکام کا انہیں سمجھ نہ ہو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے
 ایمان و یقین اور ہم اہل کے ماحول میں درج ہو کر سے نہیں اور نفاق سے بھی اور اللہ کے احکام کو بھی نہیں لیکن اگر کلمہ سے دور رہی کی
 وجہ سے ان میں کفر بھی شروع ہے اور کفر اور جہالت میں بھی آئے گئے ہیں۔ فقال صاحب المروج (اصحاح ۳۰ جلد ۱) اشدد کفرا
 ولفافا من اهل الحضر الكفار والماتنين لئو حشبه وفساد قلوبهم وعدم محالطتهم اهل الحكمة وحرمانهم
 اجتماع الكساف والسوء وهم اشد شرا واليه الله (اور اس سبب ان کے ایمان فرماتے ہیں دیہاتوں کے کفار و منافقین اپنے کفر
 و نفاق میں سخت ہیں جس سے ان کی طبیعت کا، ان سے ایمان کے دل سخت ہیں اور اہل علم سے کلمہ نہ ہونے کی وجہ سے اور کتاب و سنت
 کے سنت سے محروم ہونے کی وجہ سے اور ان کے بہت زیادہ حشایہ ہیں۔)

دیہاتیوں میں عموماً ظلم و جاتی ہوتی ہے، جن میں اولاد (باب فی استیصالہ) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سکن البادية
 جفا ومن تبع الصيد غلب ومن حل السلطان ظلم۔ (جو شخص دیہات میں رہے وہ سخت جرات والا ہو اور جو شخص شکار کے پیچھے لگا وہ

داخل ہوا اور جو شخص صاحب اقتدار کے پاس آتا جا ہر بار وہ شخصے میں نہ گیا اور حقیقت یہ بات کا حراج ہی یہ ہے کہ طبیعت میں سختی آنے کی بنا پر ہم سے دور رہتے ہیں جس کی وجہ سے کل سے بھی بکرم رہتے ہیں اس کے بعد یہ باتیں کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو خود بخود میں کچھ فریج کر دیتے ہیں تو اسے ایک قسم کا جبر نامہ اور جبر نامہ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اب کے سیدہ اور انہیں اس لئے یہ فریج ان کے نفس پر شاق کر رہا ہے جیسے خواہ وہ خود کا جیوں بھگت رہے ہوں اور اس نکل کی صفت کے ساتھ ان کی عداوت کا یہ ہم ہے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کرشموں کے منتظر رہتے ہیں کہ ان پر کوئی ایسی کرشمہ نہ پڑے جس سے ختم ہو جائیں۔ لہذا تو قی نے فرمایا عَلَيْهِمْ دَاوُودُ السَّلَوةُ۔ (ایسی لوگوں پر بری کرشمہ نہ پڑے والی ہے) کہتا نہیں یہی ہم مسلمانوں کی برائی کہتی ہے جی جی کی۔ مگر ایک جگہ سے سنئے مگر اور کفرائیل ہونے والی امیدوں میں ناکام ہونے والوں کی آواز نہیں جو مسلمانوں کے خلاف نہیں الی الی میں دہائیں۔ وَالَّذِينَ سَمِعُوا عَلَيْهِمْ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے کفر و غفلت کی باتیں سننے والا ہے اور ان کے اصول کو اور ان کی نیتوں کو بار بار دہا کر دیتا ہے کہ ان کے اعمال اور اعمال کے مطابق سزا دے گا۔ یہ باتیں کی دوسری قسم کا ذکر فرماتے ہوئے اور شریف فرمایا وَمَنْ يَلْمِزْكُمْ فِي بَاطِلٍ وَالَّذِينَ وَالْأَعْيُنُ وَالْأَفْئِدَةُ اور یہ باتیں میں بعض ایسے لوگ ہیں جو اللہ اور اُمت کے دل پر ایمان داتے ہیں اور جو کچھ فریج کرتے ہیں اسے اللہ کی نذر کی کہ اور رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا رد یہ دیتے ہیں۔ ان کا مقصد اور جبر نامہ حاصل کرتا اور اللہ کو راضی کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے دہا کر لینا ہے۔ لہذا جو مال فریج کرتے ہیں اور جو مال فریج کیا ہے یہ لہذا وہ ان بدی کے ساتھ نہیں بلکہ پوری پشت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لئے مال فریج کرتے ہیں ان کے اعمال جو فریج ہو رہے ہیں وہ اُسی دہانہ کی نذر کی کہ سبب ہیں اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا زِينَتَكُمْ ہے۔ جمع ہے۔

وَالشُّبُّونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ۚ رَضِيَ

اور بہاؤی اور افسردگی سے جو لوگ جھٹکے لے جانے والے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے انکسٹین کے ساتھ ان کی بیوی کی، جیسی سے خاص ہے۔

اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

وہ لفظ سے داخلی ہوئے اور اپنے لئے جس کے لئے ایسے ہمارے چہرے کے ہیں ان کے لئے لکھ کر ہوتی ہیں جس میں عیسیٰ کا بیٹا ہے

أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

سبقت لے جانے والے مہاجرین اور انصار

اور ان کا اتباع کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے

اس آیت میں حضرت امیر المومنین اور انصار اہل بیت علیہم السلام جو ساقیین اور ساقیہ تھے ان کی تعریف فرمائی اور جنہوں نے انسان اور اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا ان کی بھی تعریف فرمائی اور یہ سلطان فرمایا کہ اخلاص سے راضی ہوا اور وہ بھی اللہ سے راضی ہوئے۔ ان کی اخروی نعمتوں کا بھی تذکرہ فرمایا کہ ان کے لئے ایسے باغ تیار فرمائے ہیں جن کے پچھلے گھریں چادری ہوں گی اور یہاں میں ہمیشہ ہمیشہ رہوں گا اور اگر میں فرمایا کہ یہ بڑی کامیابی ہے۔

جن حضرات نے اسلام کی طرف ہجرت کی مہاجرین میں سے ہیں یا انصار میں سے اور جن حضرات نے ان کا اتباع کیا اور یہ اجماع ان حضرات کے ساتھ تھا ان سب کی فضیلت اور محنت آیت بالا سے ظاہر ہو رہی ہے جنہوں نے انعام کے ساتھ ان کا اتباع کیا ان میں وہ صحابہ بھی ہیں جو ان کے بعد مسلمان ہوئے اور وہ لوگ بھی ہیں جو صحابہ کی تعلیم پر تہ سے مشرف ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان ہوئے لیکن مہاجرین و انصار کی دلوں پر چلے نہیں تاہم ان کا کہا جاتا ہے۔ اس آیت سے واضح طور پر مہاجرین اور انصار کے بارے میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس امت کا انعام ہے کہ یہ حضرات جتنی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، مسلمانوں کو لیکن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہیں۔

روافض کی گمراہی..... روافض کا جو یہ کہنا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ مسلمان نہیں تھے اور یہ کہ تمہیں چار صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے (انصار یا اللہ ان کی یہ بات آیت بالا کی تکذیب کا دعویٰ ہے جو شخص کسی آیت کی تکذیب کرے وہ خود کافر ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو مہاجرین و انصار اور مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اعلان بھی ان کے عقیدہ میں تھا چار صحابہ کے علاوہ باقی سب دروغ میں ہیں اور خاص کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما کے مذہب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا اور ہمیشہ ہمیشہ ان کے جنت میں رہنے کی خوشخبری دے دی تو اس پر وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد ہو گیا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی اس وقت معلوم نہیں تھا کہ یہ رضاء اللہ کی کا اعلان فرمایا کہ یہ لوگ مرتد ہو جائیں گے۔ (اصحیٰ و باہق امایا اللہ) اہل بیت کی نجات میں اللہ تعالیٰ کی طرف جہل کی نسبت کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اعلان کو ماننے کے لئے تو نہیں۔ محمدؐ وہی اور زید بن ابیہاشمؓ کی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ **فَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيُلْهِمْ فِي طَعْنِهِمْ يَغْمِظُونَ**۔ جسے اللہ گمراہ کرے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی گمراہی میں مبتلا کر دیا (چھوڑا ہے) آیت بالا میں مہاجرین و انصار میں جو مسلمانوں کو لیکن تھے اور ان کا اتباع کرنے والوں کی محبت بیان فرمائی۔ اور اس کے بعد والے کرم میں مطلق مہاجرین و انصار کی تعریف فرمائی۔ اور سورۃ فتح کی آیت **لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَسْتَأْذِنُكَ نَحْنُ الْمُخَيَّرُونَ لَعَلَّكُمْ تَفْقَهُونَ فَلَوْ يَهُمْ قَالُوا لَوْلَا السَّيْفُ عَلَيْنَا لَقَدْ أَخَذْنَا مِرَّةً**۔ جسے اللہ راضی ہوئے کا اعلان فرمایا جنہوں نے حدیث کے ساتھ یہ روایت کی تھی جن میں حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ بھی تھے اور سورۃ فتح کے ختم پر تمام صحابہ کی تعریف بیان فرمائی اور فرمایا **فَضَحَضُوا مَضْحَضَةً وَنَسُوا لَاحَ وَطَلَبُوا نَحْصَةً لِحَصَّةً عَالِي** **الْكَلْبُورِ خَضَاعَةً يَضْمُحُونَ** (الایہ) اور ان کے لئے اگر عظیم کا وعدہ فرمایا ان سب آیات کی تصریحات کے خلاف۔ روافض کہتے ہیں کہ ہجر نہیں چار صحابہ کے کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔ انہیں حضرات صحابہ پر کفر پکڑنے پر تو اصرار ہے لیکن اپنے مؤمن ہونے کی طرف ادا دعویٰ نہیں۔ اپنی طرف بھی تو دیکھو قرآنی آیات کے منکر ہو کر تم کہتے ہو کہ مؤمن ہو کیا حضرات صحابہ کرام کو کفر کہہ دینے سے آخرت میں نجات ہو جائے گی۔ یہ آخرت میں خود مؤمن ہو کر پیش ہونے کو کیوں ضروری نہیں سمجھتے۔ لہذا خادۃ کا کفر۔

حضرات مہاجرین و انصار اور ان کا اتباع کرنے والے جتنی ہیں

قائد..... وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ وَفِيهِمْ يَتُخَفُونَ جو فرمایا ہے اس میں قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضاء اللہ کی کا اعلان ہو گیا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ حضرات صحابہ کرام کا اتباع کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جنہیں اہل سنت و جماعت کہتا ہے تاہم یہ سب سے فرقے اسلام کے دعویدار ہیں لیکن ان میں جو بھی کوئی حضرات صحابہ کے طریقہ کو نہیں دیکھتا وہ سب

رسول اللہ ﷺ کے والدین بکر بن عبد مناف نے اپنی جانوں کو تھوڑوں سے باندھ دیا اور کہنے لگے کہ ہم اپنی جانوں کو انہیں کھولیں گے جب تک رسول اللہ ﷺ جی اپنے دوست مبارک سے ہمیں نہ کھولیں۔ آپ کا بپا ہن کی طرف گزرو جو اور یہ وقت فرما دیے کہ کون وگے ہیں؟ عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں جانے سے روک گئے تھے انہیں اپنی عقلی کاموں میں ہوا ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ جب تک آپ نہ کھولیں گے اور ان سے راضی نہ ہوں گے اس وقت تک وہ بند ہی رہیں گے آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں بھی انہیں نہیں کھولوں گا جب تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو کھولنے کا حکم نہ ہو گا ان لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑا اور رسول انوں کے ساتھ جہاد میں نہ گئے۔ ابن ابی ہب نے فرمایا کہ میں نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار ہے جب تک حکم نہ آئے گا میں ان کا ہاں یا نہ ہاں توئی نے آیت کریمہ واصبرون لقصصنا (والایہ) جہاں فرمائی کہ آپ نے ان کو کھول دیا۔ چونکہ یہ متراستہ شخص نہیں تھے اور اپنے گناہ کا اقرار بھی کر لیا ہوتا ہے کہ جہاد کا مقیم بنا اور جہاد سے پیچھے وہ جانے والے تھے اس لئے انہوں نے تو یہ کر لی اور پہلے سے بھی جنگ میں کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے پیچھے بھی گئے اور انہیں اور دیگر جنگ کاسوں میں گھرے اس لئے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ کھوکھالے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا اور جنگ میں کورے عمل سے ساتھ چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تو یہ قبول فرمائے کی کہ غرضی وہی عسی ظلم ان یظلم علیہم کہ مغرب اللہ ان کی تو یہ قبول فرمائے گا (چنانچہ ان کی تو یہ قبول ہوئی) ان اللہ عظیم ورحیم (ابا شہابہ) مغفرت فرمائے (اللہ اور رحیم کرنے والا ہے)

جب ان لوگوں کی توبہ قبول ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے پاس جو یہ اسماں میں انہیں نے ہم کو بھیجے اور وہ جہاد کی شرکت سے روکا۔ لہذا ہم ان کا صدقہ کروچے ہیں آپ نے فرمایا اٹھو اسماں میں سے کہو لینے کا حکم نہیں ہوا اس پر ایت کریمہ صَلَّوْا عَلَیْہِمْ مَّصَلَّوْا عَلَیْہِمْ وَلَوْ کُفَّہُمْ بَعْدَ ذَٰلِکَ ہُوَ لَکُم مِّنْ عَمَلِکُمْ جَزَآءٌ مَّا کُنتُمْ تَعْمَلُونَ کے ساتھ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب توبہ سے گناہ معاف ہو گیا تو صدقہ کے کار خلیج و تازیہ کا کیا حکم ہے؟

حکیم الامت قدس سرہ نے یہاں القرآن میں اس کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ تو یہ سے متاثر نہ ہو جا تا ہے لیکن گاہے
انکی غلطی و کوتاہی رہ جاتا ہے اور گواہی چاہنا ضروری نہیں لیکن اس سے آنکھ اور کانہوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جس
مصدق سے خصوصاً یہ مدعی ہے فصلہ تفتنی غضب الرب اور اگر اہل عدالت سے موعایہ غلط ہو کہ وہ دفع ہو جاتی ہے۔)
وصل علیہم ائ ضلونا ذل سکر اہم۔ (اگر آپ ان کے لئے دعا کیجیے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے امینان قلب کا دایہ
ہے۔ وافتح سمیع علیہم۔ اور اللہ شہداء اور جاننے والی ہے) (وہ سب کی باتیں مستطابہ اور سب کے احوال کا خبردار ہوتا ہے جاتا ہے اسے
معلوم ہے کہ کن کو کون نے جھوٹے خبر پیش کی اور حقیقی شخصین نے چھوٹی سے توپ کی اور انعام کے ساتھ اپنے اسباب پیش کئے اور
حقانی کو ان کا بھی علم ہے۔

جن حضرات نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اپنی جانوں کو ستنوں سے باندھ دیا تھا یہ کہتے حضرات تھے اس کے بارے میں متعدد قول ہیں۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ یہی شرط تھی اور سعید بن جبیر اور یزید بن اسلم نے فرمایا کہ تھا فرما رہے تھے۔ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ یہ سات آدمی تھے۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ پانچ آدمی تھے اور ابن مسعود میں حضرت ابوبکر کا نام گرامی خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اگرچہ مشہور یہ ہے کہ ان کا سبھ کے ستنوں سے اپنے آپ کو باندھ دیا تھا لیکن شرط کے سلسلہ میں تھا

(کیا نہیں نے پیسے سے شاد ہو کر کے تیار ہوا کہ تمہارے گھر کا ٹیلف ہو چکا ہے اور (سوال پوچھ کر) ص ۳۳۳-۳۳۴)۔

حاصلہ ان کثیر (صفحہ ۳۸۹) لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ **وَاَحْزَوْنَ الْغُرْفَةَ** یعنی **غُرْفَتَهُمْ** اگرچہ چند خاص افراد کے، اسے میں نازل ہوئی لیکن اس کا شہر تمام کنواریوں کے لئے عام ہے۔ جو کنواریوں میں بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ٹیک اٹھال گئی کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کنواریوں میں لگا رہتا ہو تو یہ نہ کہے کہ میں تو کنواری ہوں۔ ٹیک کاموں میں کیا لگوں یا کرنا نہ نہیں چھوڑتا؟ یہیں تک نہیں ہو ٹیک کام لگائی نہ چھوڑے۔ یہ ٹیک کام بیانات کا کارخانہ بھی بنتا رہیں گے اور پکی تو لکھنے والے کا بھی ذریعہ بنیں گے۔ کنواریوں کے ہوتے ہوئے بھی بشرط خاص ٹیک اٹھال لکھیں گی میں شمار ہوتے ہیں، **وَالْمَا كَانَ حَظًّا لِّلْغُرْفَةِ**۔

پھر فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا قَوْلًا يَكْفُرُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ** اس کا شان نزول یہ ہوا کہ (درست ص ۳۳۳-۳۳۴) میں لکھا ہے کہ جب ان حضرات کی تو یہ قول ہو گئی جنہوں نے اپنی جانوں کو ستنوں سے باندھ دیا تھا تو پھر بنے تکلف مسلمانوں کے ساتھ رہنے سے نکال دیے گئے اور یہ عقین نے کہا کہ کل تک تو یہ لوگ اسی حال میں تھے جس میں ہم ہیں ان سے کوئی بات کرتا تھا اور ان کے پاس کوئی شخص نہ تھا آج کیا ہوا (کہ سب مسلمان ان سے خوش ہیں اور ہم سے بدستور ناراض ہیں) اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے آیت کریمہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا قَوْلًا يَكْفُرُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ** اور **وَالْمَا كَانَ حَظًّا لِّلْغُرْفَةِ** نازل فرمائی (کیا انہیں معلوم نہیں کہ بلا شائد اپنے بندوں کی تو یہ قول فرماتا ہے اور صدقات قبول فرماتا ہے اور بلا شائد بہت سے تو یہ قول کرنے والا ہے رحم کرنے والا ہے اس میں سنا تھا کہ جو اب اسے یاد کرتا ہو یہ کفر ہے جو کہ کل تک یہ لوگ ہماری ہی طرح سے تھے آج ان کی شان ہی اور ہے اور ہم سے تکلف ہیں اس میں توب اور اعتراض کی کوئی بات نہیں لگائی پہلے سے سوچیں تھے اور اپنی بے خبری اور حاضری پر ناگہمی ہوئے اور تو یہ بھی کی اور صدقہ لگائی دیا اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے طالب ہوئے اور تم وہی اپنے خلق پر ہوتے ہوئے ہمارے دلوں میں ایمان نہیں اپنے کئے پر غصہ نہیں تو ان کے جیسے کی طرح ہو سکتے ہو۔

پھر فرمایا **وَقُلِ الْغُرْفَةُ الْمَسْرُورَةُ عَلَيْكُمْ وَرَسُولُكُمْ وَالْمَغْرُورُونَ**۔ (اور آپ ان سے فرمادیتے کہ کل کے ہوا اللہ تعالیٰ سے اعمال کو کچھ لے گا اور اس کا رسول بھی اور مومنین بھی کچھ لیں گے) حضرت مجاہد تاہی نے فرمایا کہ یہ مسجد کے طور پر فرمادیا ہے انہیں جو بھی کوئی شخص کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ شانہ کو تو ہر حال اس کا علمی ہے اور ازل سے سب کچھ جانتا ہے اور جب کوئی عمل کسی سے صادر ہوا اس کے وقوع کو بھی جان لیتا ہے۔ نیز لوگوں کے اعمال مخلوق سے بھی پرشیدہ نہیں رہتے۔ جب جبر کوئی عمل کرے گا اگر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہو گا تو آپ بھی اسے جان لیں گے اور مومنین کے ساتھ جس کا جو عمل سماتے آئے گا وہ بھی اس سے واقف ہو جائیں گے اگر کوئی شخص برائے عمل کرے تو بعض مرتبہ نہاں بھی اس کی ذات اور غریبی سماتے آتی ہے اور اس عمل پر دنیا کے حذاب میں بھی جہاں کر دیے جاتے ہیں۔ **وَسَوْفَ نُلَاقِي إِلَىٰ عَالَمِ الْغُيُوبِ وَاللَّهِ لَا يَكْتُمُ سِرًّا شَيْئًا** (اور مقرر یہاں ہی ذات پاک کی طرف لوٹنے کا ہوا ہے جو ظاہر اور پرشیدہ تمام احوال و اقوال اور نیوؤں کو جانے والا ہے۔ وہ بتا دے گا کہ تم لوگ کیا کرتے تھے) اس میں یہ بتایا کہ دنیا کے بعد اگر کسی کی ذات بھی ہے وہاں حجاب اور مداخلہ ہے۔ منقہ اپنے لحاظ سے باز آ جائیں اور مومنین جن سے کنواریوں کے ہیں وہ بھی اس کے اختیار و اختیار میں اور گناہوں سے پرہیز کریں۔

پھر فرمایا **وَاَحْزَوْنَ الْغُرْفَةَ** یعنی **غُرْفَتَهُمْ** **وَالْمَغْرُورُونَ** علیہم **وَالْمَغْرُورُونَ** علیہم (اور یہ لوگ ایسے ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آئے تک سختی ہے وہ انہیں حذاب ہے اس آیت میں ان جن صاحبوں کا ذکر ہے بلا شائد کہ

آنحضرتؐ سے روئے لمبا ہو گیا۔ یہ منورہ پہنچنے لگی تھی کہ راستہ میں ہی آپؐ نے بعض صحابہ کرامؓ کو جنہوں نے مسجد شہداءؒ آگ لگا دی اور اسے کر دیا، ان حضراتؓ نے آپؐ کو دیکھا کہ وہ صلیب پر عیسیٰؑ کا نقشہ بن کر چلے گئے۔ بعض حضراتؓ نے منہ کے پھلے ہو کر عیسیٰؑ کا منہ بھی چھو لیا ہے۔ معاملہ اشتریل میں ہے کہ رسول اللہؐ نے مسجد شہداءؒ کو جلانے کا حکم دے کر یہ بھی حکم دیا تھا کہ اس کو کڑا لٹکانے کی جگہ بنادیا جائے جس میں مردہ جانور اور مردہ اور بچہ نہ ڈالی جائے کریم۔ حافظہ لکھنے کیلئے یہ بھی لکھا ہے کہ مسجد شہداءؒ کو جانے والے بارہ آدمی تھے اور ان لوگوں کے منہ بھی کھینچے ہیں۔ جب ان کا داخل کیا تو اپنی منہ کیگے مخاطبہ بھی پڑھیں کہ ان کے منہ ہار میں سے کیا ان کو خدا تعالیٰ بخشے (کہ منہ تو صرف فتنہ ہی کا کاروبار تھا) اللہ تعالیٰ نے ان کی تحفہ یہ فرمایا، اسلام اور مسلمان اور مسجد، کہ نہ یہ اور کلمہ پڑھتا ہے، بنا اور ان ایمان میں تفریق! اللہ اور ان شخص کے لئے سلامان فرودیم کہ جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی کی۔ یہ ان کے ماحصل ہیں جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی کی اس سے اور ماحصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کو حکم فرمایا لا تَقْعُدُوا عَنْ صَلَاةٍ (آپ اس میں کمی کرنا بھی نہیں) مخاطب آپ کو ہے لیکن مسلمان آپ کے کمال تھے اس لئے سب مسلمان اس کے مخاطب ہیں۔ پھر فرمایا لَمَسَّكَ اللَّهُ عَلَى الْقَوَىٰ مِنْ لَوْلَ يَوْمَ أَهْلُ الْاَنْفِقَامِ قِيلَ (ایسا وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی ان سے نکالی پر ڈالی گئی وہاں کی یادداشتی ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس سے مسجد، ہر راہ ہے اور رسول اللہؐ نے یہ منورہ پہنچ کر رکھائی تھی۔ مسجرت کے بعد آپؐ نے یہ دعائیہ قیام میں قیام فرمایا انہی دنوں میں یہ مسجد تعمیر فرمائی اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی مسجد بنے آپؐ سواری کرنا بھی بدلتا اس مسجد میں شہداءؒ سے تعریف ادا کرتے تھے۔ (امام بخاری مسلم)

(اس واقعہ کا شہر سے اور حدیث میں کچھ نہ تھا آج کل مسلسل تھا جبکہ اس کے بعد حکم دیا گیا کہ آپؐ نے جب یہ مسجد نے قیام تو حضرت جبرائیلؑ نے اس کا کعبہ چھین کر کے ڈالا تھا۔ اس مسجد کی یہ بھی غیبات ہے کہ رسول اللہؐ نے اس کو ڈالا فرمایا کہ اس میں نماز پڑھنا ضرور کرنے کے برابر ہے۔ (امام بخاری مسلم)

پھر فرمایا فَبِذَلِكَ رَجَعُوا لِيُحْمِلُوا اَنْ يَطْفَرُوا وَ اَنْ يَطْفَرُوا اَنْ يَطْفَرُوا۔ (اس میں اپنے آدمی ہیں جو یہ پندہ کرتے ہیں کہ خوب پاکی حاصل کریں اور اللہ بہت پاکی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) حضرت ابو جابر حضرت ہر حضرت انس رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا کہ جب آپؐ تشریف فرما فَبِذَلِكَ رَجَعُوا لِيُحْمِلُوا اَنْ يَطْفَرُوا۔ چاروں آدمی تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اس کی جماعت اپنے ملک اتنے پاکی اختیار کرنے کے بارے میں تمہاری تعریف فرمائی ہے کہ تمہارا کیا کیا چیز کی ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں اور نہ زیت نہ ہاتھ تو غسل کرتے ہیں اور پانی سے استحباب کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بات ہے لہذا اہم اس کے پابند رہو۔ (امام بخاری مسلم)

حافظہ ان کثیر الہی تعمیر میں نکلتے ہیں کہ یہ دعوت مسند پر عرض کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم پہلے چھروں سے استحباب کرتے ہیں پھر پانی سے دھوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص صرف چھروں سے نہ پالا چھوٹا استحباب کرتا اور نہ اس سے پہلے ہوتی نہ (یعنی چھوٹا استحباب عبادت کے لئے معاف ہے اس سے زیادہ) تو صرف چھروں کے استحباب کرنے کے بعد اس کا کہنا درست ہے۔ ماحصل ہے اہل عرب چھروں ہی پر انکشاف کرتے تھے قہار کے نمازیوں نے چھروں سے استحباب کرنے کے بعد پانی استعمال کرنے کا طریقہ بھی اختیار کیا جس کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی اور رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چھروں کے پابند رہو۔ لہذا تمام مسلمانوں کے لئے یہ قانون ہو گیا کہ پھر پہلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے بھی دھویا کریں۔ اہل قبا کی پاکیزگی کی تعریف فرمائے کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا وَ اَنْ يَطْفَرُوا۔

فَلْيَضْحَكُوا بَإِذِكِ الْغَيْظِ كَيْفَ يَكْفُرُ الْأَوَّلُونَ كودست رکھتا ہے۔ اس میں یہ بتا دیا کہ جو شخص بھی باپ کیوں سے بچنے اور ان سے دور رہنے والی کنگ جاتے تو اس کے سامنے کادست رکھتا ہے گا وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ جب ظاہری باپ کی سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے تو اور زیادہ محبوبیت کا دار بند بننے کا کیونکہ باطنی باپ کی زیادہ کنگی ہے اس پر غور کر لیا جائے۔ اس بات کے قیاس نظر حضرت امیر المومنین علیؑ سے لیا گیا کہ پائی سے طہارت حاصل کرنا تو بادشاہ بھی بات ہے لیکن آیت میں گناہوں سے پاک ہونے والوں کو اللہ کا محبوب بتایا ہے۔ درحقیقت اللہ کا علوم پر طرح کی گنجش کو شامل ہے نہ ان سے پاک ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے اور ظاہری باپ کیوں سے پاک ہونا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

پھر فرمایا فَمَنْ يَضْحَكُ بَإِذِكِ الْغَيْظِ كَيْفَ يَكْفُرُ الْأَوَّلُونَ کیسے غش بکھر ہے جس نے اپنی عبادت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے پر نہ رکھی تو اللہ تعالیٰ پر کبھی ہو یا وہ غش بکھر ہے جس نے اپنی عبادت کی بنیاد کسی گھائی کے کنارے پر رکھی ہو جو کرنے والی کو ہوس رہی ہو۔ مجاہد عبادت اس جاتے والے کو روزگار کی آگ میں لے کر آج سے جس جگہ پائی پڑتا ہو وہاں پائی زمین کا ٹکڑا بن جاتا ہے اور جس کنارے سے کاٹا جائے اس میں اللہ کی جگہ کو کھلی رہ جاتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جگہ کی طرح یہ جگہ بھی مضبوط ہوگی لیکن چونکہ وہ اللہ سے خالی ہو چکی ہوتی ہے اس لئے وہ خود ہی دیر میں گر جاتی ہے اس کو غش خفا خوف خوف۔ فرمایا یعنی جن لوگوں نے اغراض ظاہری کے لئے مسجد کے نام سے عبادت بنائی اس کے لئے گناہیں ہے۔ جیسا کہ پائی کی کٹائی ہوئی زمین اللہ سے خالی ہونے کی وجہ سے جلدی گر جاتی ہے اور صرف یہی نہیں کہ ان کی یہ عبادت کرنے والی ہے وہ دوسری گڑھ کی ہے کیوں کہ اس کے جانے جانے والی گڑھ کی گہرائی کو لوگوں کا گناہ روزگار میں ہوگا۔ کیونکہ اعمال ظاہری روزگار میں لے جانے والے ہیں۔ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا جنہوں نے مسجد کے نام سے عبادت بنائی اور اس میں اپنی اغراض ظاہری پر داخل کر دی ہیں۔ مسجد شاعرانہ میں سے ہے انہوں نے اسے کفر کا مرکز بنادیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے کی گناہیں گنہگار سے چپکے ہے۔ پھر فرمایا لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ اللہ تعالیٰ ہی فَلْيَضْحَكُوا کہ انہوں نے جو عبادت بنائی بیعت ان کے دلوں میں گنجش رہے گی کیونکہ جس فرض سے مسجد بنائی تھی پر ہی نہ ہوئی مجاہد و منہم کر دی گئی اور جہاں کی گئی اور جانے والوں کی رسولی بھی ہوئی۔ جان کے دلوں کا کاٹنا ہے جو بیعت بھرتا ہے گا أَلَا أَنْ فَطَمَحَ فَلَوْلَاقِيَهُمْ۔ مگر یہ کہ ان کے دلوں کے گڑھے ہو جائیں یعنی وہ مرجائیں گے تو یہ دلوں کی کھٹک ختم ہوگی۔ ان خود ہیں گے نہ کھٹک رہے گی۔ (البتہ آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ اپنی جگہ مستقل ہے۔ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ اور اللہ مہربان اور رحمت والا ہے)

فاما کہہ جو مسجد گنجش کی بنیاد پر بنائی گئی اس سے کون سی مسجد مراد ہے؟ بعض اہل بیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مسجد قبا مراد ہے۔ لیکن بعض روایات میں ہے کہ اس سے مسجد نبوی مراد ہے۔ سب سلسلہ (صفحہ ۳۳۳ جلد ۱) میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپؐ مگر میں حریف رکھتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہاں مسجد میں کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد گنجش پر رکھی گئی آپؐ نے کہا کہ گناہیں اپنی مٹی میں لیں اور ان کو زمین پر مارا اور فرمایا کہ مسجد گنجش پر میری مسجد ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لَمْ يَضْحَكُوا بَإِذِكِ الْغَيْظِ۔ سے مسجد نبوی مراد ہے۔ مقتدین نے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ اس میں مسجدیں (مسجد قبا اور مسجد نبویؐ) حضرت علیؑ کی بنائی ہوئی ہیں اور ان کی بنیاد گنجش پر ہے۔

فاما کہہ اگر کوئی شخص دور حاضر میں تفریق بین المسلمین پارہ نمود کے لئے خود خود عبادت گاہیں بنائے تو کوئی مسجد مراد ہے نہ کہ اس

کئی قیمت خریدیں اس لئے اسے مسجد بنائے گا، اب نہ ملے گا۔ بخدا دعا پڑھتی بہت کی جائے گی کہ ہمارا کام چمک چمکی ضرور اس کا حاصل بخدا کا فضلہ خریدیں اس لئے اس کو آواز دلاؤ اور دعا ہم کر لیں گے ہمارا دعا قبول اپنے صم کے لئے اپنی مسجد بنائے گا۔ اس سے مسجد بنائے گا۔ اس مسجد کے آداب ہمارا ہو جائے گا جو ہر مسجد کے ہیں۔ اگر کوئی شخص چاہتا ہو اور خیر و صلاح کے لئے مسجد بنائے تو بہتر ہے کہ اس میں قرآن نہ پڑھیں جو اس کا ہے۔ سو ان کی سزا میں ہے۔ لیکن اگر کسی نے اس میں نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائیگی۔

[illegible]

اس کے بعد طبیعت کے کم ہوا دوس نے یہ نکتہ نکالا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے مستحق تھے انہیں خلافت نہیں دی گئی حضرت علیؓ سے تمام سونپن کو محبت ہے اس لئے ان کی ذات کو سامنے رکھ کر یہودیوں نے اپنے کام ہوتا کے یہ جھوٹا بیڑا لٹائی یہودی خواہاں کہ وہ گئے ہوں لیکن جن لوگوں کو گھرا کر دیا تھا ان کے ساتھ زیادہ ملتے جلتے کہوں کا شمار بھی دشوار ہے۔ حتیٰ کہ ایک فرقہ حضرت علیؓ کی لوہیت کا بھی قائل ہو گیا اور ہر طرح کے جتنوں اور جبر و غصہ کے قاعدے نے اپنے پیش نظر کوئی نئی دینی بات نہ لگی ہو اپنے سوچے سمجھے ایسے ایسے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں (ناموس پر کاہنوں کا ہر نکتہ کار)۔

دو دھڑ میں ایسی بہت سی جماعتیں ہیں جن میں سے ایک جماعت نے اسی ۲۰۰۰ء میں قرآن رکھا ہے یہ لوگ پہلے پہل میں قرآن کو کابروں کے سامنے رکھ دیتے ہیں، دھڑا کو عربی کے صیغے میں نہیں بتا سکتے، دوسری آیت کی تفسیر خود سے بھی دانت نہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے سامنے حضرت قرآن کا کھیل دکا کر سامنے آئے ہیں جس کی وجہ سے اعلیٰ درجے کی حاجت کے بھی منکر ہیں اور نمازوں کی قرآن کے کچھ اور اثرات ہیں جو انہیں سمجھنے والے لوگ ہی تو کارکن قرآن والی کامی کرتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو (انہیں کا سامنا ہے۔ چاہے نہیں ہے) قرآن کے نام پر اپنی عمری کے بدل میں یہاں لیتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی انکار کو اپنی حجت کا دعویٰ

انھوں (نہی) پہنچی مقصد کے لئے نہیں ہے، صرف اللہ کی رضا مندی کے لئے اور اللہ کے رسولوں کی تعمیل کرتے ہوئے لگا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اس کو ثواب اور قیمت کے بدلے کے ساتھ اس کے گمراہیوں کو اس سے گناہوں سے دھو کر دے گا۔ (۱۰۰) مگر اس کی نوبت مل کر (مطلب یہ ہے کہ اگر مشہور ہو تو اس شہادت کی وجہ سے سختی جنت ہوگی اور اگر نہ ہوگا تو اس کی نوبت مل کر بھی نقصان میں نہیں۔ آخرت کا ثواب تو کبھی کسی ہی نہیں اور بعض مرتبہ اس ثواب کے ساتھ مال قیمت بھی مل جاتا ہے، گو کھو بھی صحیح البخاری (مسند ۳۶۱) جلد ۱۲۰ کل اللہ للصلح جلد ۱۲۱ سبیلہ بان یوفی اللہ ان یدخلہ الجنة اور جمعہ ما للامام ابو و غنیہ۔) (مجید بنوری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے حکمت دی ہے کہ یا تو اسے شہادت دے کر جنت میں داخل کرے گا یا وہ کج عالم ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جنت سے ساتھ)

فائدہ: جہاں غیبت تانتا ہے جو و علیہ علیہ حقاً فی التورۃ و الانجیل و القرآن۔ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی جہاد شروع تھا۔ یہ جو مشہور ہے کہ شریعت مسیحی میں جہاد نہیں تھا یہ ان لوگوں کی تریف ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں اور اس نسبت میں بھولے ہیں۔ صاحب معالم الحق لڑتے ہیں۔ وہ یہ دلیل علی ان اهل الحلال کلهم امر و الجہاد علی ثواب الجہاد

مؤمنین کی صفات: ان کے بعد مؤمنین کی صفات بتائیں اور یہ صفات ہیں: (۱) الْمُحْسِنُونَ (توبہ کرنے والے) (۲) الْعَامِلُونَ (مہارت کرنے والے) (۳) الْحَامِلُونَ (سمجھان کرنے والے) (۴) الْمُتَحَنُّونَ (دراز اور کٹھنہ والے) (۵) الْمُزَاجِعُونَ (دراغ کرنے والے) (۶) الْمُجْتَهِدُونَ (مجدد کرنے والے) (۷) الْأَمْرُونَ بِالْعَفْوَ (بھلائیوں کا حکم دینے والے) (۸) وَالْمُتَّقُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اور ایمان سے رکھنے والے) (۹) وَالْحَامِلُونَ لِيُخْذُوا دَعَا (اور اللہ کی صوابی کی حفاظت کرنے والے) (۱۰) اگر میں فرمایا وَمِنْ الْمُؤْمِنِينَ عَمْرَانُ (ان لوگوں کو بتا دے)۔

الناسون کی ترکیب کو لیتا ہے جو نے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ جنت کا درجہ ہے ای طرح سے دوسرے اہل ایمان کے لئے بھی جنت کا درجہ ہے جو اعلیٰ الجہاد لہذا یعنی جس طرح ایمان کے لئے جنت کا درجہ ہے ای طرح سے دوسرے اہل ایمان کے لئے بھی جنت کا درجہ ہے جو مذکورہ صفات سے متصف ہیں اور جہاں کی یہ ہے کہ جہاد عام اعمال میں فرض میں نہیں ہوتا۔ جب فرض میں نہیں ہے تو جو لوگ اس میں مشغول نہ ہوں دوسرے دنیا کی کاموں میں لگے ہوں گے۔ ان کے لئے بھی اللہ کی رضا ہے اور جنت ہے۔ اس جنت کی خوشخبری دینے کے لئے وَيُنْفِرُ الْمُوْمِنِينَ فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر ایمان کے رسول پر ایمان لایا اور لہذا قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ کے نام ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنی ای زمین میں بیٹھا رہے جس میں چاہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں سو رہے ہیں جنہیں اللہ نے محبوبین کی شکل اللہ کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ ایمان کا درجہ اس کا ہے۔ جتنا ایمان دین کے درمیان ہے سو جب تم اللہ سے سوال کرو کہ جنت اللہ کی راہ میں کمال حاصل دینی حصہ ہے اور اس کے لوگوں کو جنت کا عرض ہے اور اس سے جنت کی خبریں پہنچتی ہیں۔ (مجید بنوری ص ۳۶۱ جلد ۱)

مطلب یہ ہے کہ جنت تو اپنے اہل میں چھوڑا کمال حاصل کرنے سے بھی ملے گی لیکن مجاہدین کے لئے جہاد تعالیٰ نے سورہ جات تیار

فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کافر اور ان کے ساتھی جو تھے اور اہل صالح میں ان کے شریک حال تھے ان میں تمہارے لئے اس وقت سے جو جہان اس بات کے لئے ہوا آخرت کے لئے ہے باپ سے استفادہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس بات میں ان کا واسطہ نہیں ہے۔

آخر میں فرمایا اِنِّیْ بَصِیْرٌ عَلَیْہِمْ لَا اَؤْذَ حَلِیْمٌ۔ کہ یا اشرار! اہم لفظ یہ ہے مہول تھے وہ دوبارہ ان کے باپ نے جو بڑی سختی تھیں کہیں انہوں نے غم سے کام لیا اور شفقت کی وجہ سے استفادہ کا وعدہ فرمایا۔ جب تک استفادہ کے فتح کی امید تھی اس کے لئے استفادہ کیا پھر جب یہ واضح ہو گیا کہ استفادہ کرنا ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتا تو استفادہ کرنا چھوڑ دیا۔ مضمون ہلا سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ کسی کافر اور مشرک کے لئے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے کہ کافر کے ساتھ کیسا ہی تعلق ہو خواہ اپنا رشتہ دار ہو اور خواہ کیسا ہی محسن ہو اس کے لئے استفادہ کرنا حرام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ طے فرمایا کہ کافر اور مشرک کی کبھی بخشش نہ ہوگی تو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا ہی بھی بے سود ہے۔ اہل غالب و سہل اللہ علیہم کے بچہ تھے۔ بہت بڑے بعد بھی تھے انہوں نے آپ کی بہت مدد کی۔ دشمنوں سے آپ کو محفوظ رکھنے میں۔ خارجی اسباب کے اعتبار سے ان کا بڑا کردار ہے۔ جب ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگنے کی ممانعت فرمادی گئی تو آگے ہر کسی کے لئے اس کی کچھ آٹھن کہاں ہو سکتی ہے؟ اگر کسی کے والدین یا دونوں میں ایک کافر یا مشرک ہو تو مغفرت کی دعا کرنا ممنوع ہے۔ بہت سے فرتے اپنے ہیں جو اسلام کے مروجہ اور ہیں لیکن اپنے عقائد یا عقائد کی وجہ سے اسلام سے نفرت ہیں وہ مرنے والے ہیں تو یہ جانتے ہوئے کہ اس کا عقیدہ مکر یہ تھا۔ بعض ایذا رور اور مساجد اور ایسے شخص کی نماز جنازہ میں حاضر ہو جاتے ہیں بلکہ نماز جنازہ میں جھڑپتے ہیں اور اسے رد و ادائی کے عنوان سے تعبیر کرتے ہیں اس میں اولیٰ قرآنی ممانعت کی واضح خلاف ورزی ہے دوسرے حاضرین کو ہر فرقہ کا یہ شخص تھا اس فرقہ کو اس حکم میں اس لئے ہیں کہ کفر یہ عقیدہ وہ اس کی کبھی مغفرت ہو سکتی ہے۔ (اہل اہل باطل) قرآن کے خلاف کسی جہاد سے؟ بہت سے بیاد اور صحابی مکر یہ عقیدہ وہ ان کو موت کے بعد حرم کھد دیتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوگی یا اس پر رحمت ہو جائے۔ یہ رد و ادائی کی شریعت اسلام کے سراسر خلاف ہے۔

وَمَا كَانَ لِلّٰہِ لِیُجِزَّ قَوْمًا اَبَدًا اِذْ هَدٰہُمْ حَتّٰی یُجِزَّ لَہُمْ مَا یَشْتَوْنَ ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحْکِیْ سِرًّا وَّ عَلَیْمًا ۝

اور اللہ جس کو کسی قوم کو چاہتا دینے کے بعد گروہ کرے وہ جس کے وہ چاہے اور جو اس کو چاہے اور جو اس کے لئے ہے وہ چاہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ ۚ وَ مَا لَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلٰیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ۝

یہ اللہ کے لئے ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کو زندہ کرے اور مرے دے اور جو اس کے لئے ہے وہ چاہے اور جو اس کے لئے ہے وہ چاہے۔

کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ گمراہ نہیں کرتا

صاحب روح الباقی کہتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں کو قتل دی ہے جنہوں نے ممانعت نازل ہونے سے پہلے مشرکین کے لئے استفادہ کیا تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ وعدہ دیا نہیں ہے کہ اہل ایمان کی خدمت اور منافقہ دارمانے کو تم نے مشرکین کے لئے استفادہ کیا کیونکہ جب کہ استفادہ کرنا ممانعت نازل فرمانے سے پہلے تھا جن لوگوں نے استفادہ کیا اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو گمراہی قرار نہیں دے گا۔ ہاں جب بات واضح طور پر بیان کر دی گئی تو اس کی خلاف ورزی یا ممانعت نہ ہو سکتی اور سب منافقہ ہو گیا۔ اِنِّیْ بَصِیْرٌ عَلَیْہِمْ لَا اَؤْذَ حَلِیْمٌ۔ کہ یا اشرار! اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے وہ جانتا ہے کہ کس نے ممانعت نازل ہونے سے پہلے کوئی عمل کیا اور کس نے

ممانعت نازل ہونے کے بعد خلاف ورزی کی۔

میں کاموں پر گرفت ہو سکتی ہے وہ کام ہی ہیں جن کی پہلے اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے واضح طور پر ممانعت کر دی جاتی ہے اس کو سختی سے تنبیہ و تحذیر ملتی ہے۔ ممانعت کے بعد جب بندے خلاف ورزی کرتے ہیں تو مذمت اور مواخذہ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ وَالْاَزْوَاجُ الْاِثْمٰتِ (یہ ایک عذبتی سی کے لئے ملک ہے جس میں کاموں کا اور مذمت کا وہ ذمہ فرماتا ہے اور مصدق ہے اس کے علاوہ تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں ہے۔ حافظہ ان کثیر نے اپنی تحریر میں صفحہ ۳۶۹ جلد دوم میں جبر سے نقل کیا ہے کہ اگر میں یہ جو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ اس میں اہل ایمان کو تائب ہے کہ مشرکین اور کفار سے ان کا اور اللہ کی مدد کا یقین رکھو اس پر مجبور نہ کرو اور اس کے دشمنوں سے خدا اور اللہ تمہارا ولی اور مددگار ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اَشْبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ

بادیعت نے نبی پر اور مہاجرین پر اور انصار پر مہربانی فرمائی جنہوں نے اس کے بعد جنگ کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا جبکہ ان میں سے ایک

مَا کَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فِرْقَیْهِمْ وَلَهُمْ لَقَدْ تَابَ عَلَیْهِمْ ۚ اِنَّہُمْ لَیْزُوْقُوْنَ جَزِیْمًا ۝ وَّ عَلَی الشُّکُوْثِ

کروا کے وہ آپ میں دو قسم ہو چکے تھے، ممانعت نے ان کو تائب کر لیا۔ چوتھ مدت میں جو صحابہ جبرم لڑنے والے تھے اور اللہ نے ان میں سے کچھ انھیں جہنم کے مال پر

الَّذِیْنَ غُرِفُوْا ۚ عَلٰی اِذَا ضَاغَتْ عَلَیْھُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاغَتْ عَلَیْھُمْ اَنْفُسُھُمْ

ان کو تباہ کر لیا ان کا سوا حق ہی بچا رہا تھا یہاں تک کہ جب انھیں زمین لڑائی کے میدان پر لگے ہوئی ہو اور وہ لوگوں کے ہاتھوں سے جبرم لڑنے والے تھے انھیں جہنم کے مال پر

وَعُظُوْا اَنْ لَا مَلْجَا مِنْ اِلٰھِ اِلَّا اِلَیْہِ ۚ ثُمَّ تَابَ عَلَیْھُمْ لَیْسُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

ان سے جنگ کر کے انھیں لے کر آئے انھیں جہنم کے مال پر لگے ہوئے تھے انھیں جہنم کے مال پر لگے ہوئے تھے انھیں جہنم کے مال پر لگے ہوئے تھے انھیں جہنم کے مال پر لگے ہوئے تھے

اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار پر مہربانی فرمائی جب کہ انہوں نے

مصیبت کی گھڑی میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دیا

باب یوب کا اصل معنی رجوع کرنے کا ہے۔ بندہ اللہ کی طرف گناہ کے بعد رجوع کرتا ہے اس لئے اسے تائب اور تواب کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربانی کے ساتھ رحم فرماتا ہے۔ مہربانی فرماتا ہے اسی لئے انقصوہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل فرماتا تو یہی تو توبہ کا قول فرماتا۔ معاملہ میں آسانی فرماتا تائب اللہ علیہ اس سب کو شامل ہے۔ قتال صاحب القصاص تائب اللہ علیہ ولفقہ التوبۃ ورجوع بہ من التذلل والی التخلیف ورجوع علیہ بفسطہ و قبولہ وھو تواب علی عبادہ (صاحب کاموں کہتے ہیں تائب اللہ علیہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق دی اس میں اسے توبہ کی آسانی فرمائی یا اپنے فضل و قبولیت کے ساتھ اس پر توبہ فرمائی اور وہ اپنے بندوں کے لئے تائب ہے کہ اللہ تائب کا جو ترجمہ یہ کیا گیا ہے اس میں اس مطلب کو سامنے رکھا گیا ہے۔ تائب اللہ تائب اللہ اللہ تعالیٰ سے اور ان مہاجرین و انصار سے کون سا گناہ تھا جنہوں نے غزوہ تبوک میں شرکت کی اور گناہ کی وجہ سے توبہ کی اور توبہ قبول ہوئی۔ تائب کے معنی میں تائب فرماتا ہے۔ معاملہ میں آسانی دینا تو یہی توفیق

فرمایا ہے سب کچھ آتا ہے اس لئے آپ کا ایک عام ترجمہ کر دیا گیا ہے جو یہ ہو گا کہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین اور انصار کی جو تعریف فرمائی (کس لوگوں نے فتنہ کی گھڑی میں نبی پاکرم ﷺ کا جناح کیا یا کوئی نئی قسم اور کیا مصیبت تھی اس کے بارے میں تفسیر حدیث اور سیرت کی کتابوں میں جو دیکھ لکھا ہے اس میں سے ایک بات حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ فتنہ کی وہ کیا گھڑی تھی جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے اس پر انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنوک کی طرف روانہ ہونے وقت گری کا زمانہ تھا ایک منزل پر ہمارے قوت میں سخت پیاس تھی۔ پیاس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ ہم پہنچتے تھے کہ ہماری گردنیں بھی کٹ کر گر پڑیں گی۔ ہر کوئی انھیں اقتداء سے حاجت کے لئے بھی جاتا تھا تو وہاں آئے میں پیاس کی شدت کی وجہ سے یہ سمجھ لیتا تھا کہ میری گردن کٹ کر گر جائے اہل ہے۔ پیاس کی شدت کی وجہ سے بعض دشمنوں نے یہاں تک کیا کہ لوٹ کو لوٹ کر اس کی اونچائی کو چھو کر پڑا اور شرابی حاصل کرنے کے لئے اسے اپنے پیٹ پر رکھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! تعالیٰ نے آپ کو دعا کرنے کا عمل عطا فرمایا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ آپ نے مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ ابھی ہاتھ پہنچیں گے تھے کہ بارش ہوئی شروع ہو گئی اور خوب بارش ہوئی۔ جس سے حاضرین نے اپنے سرارے رتن بھر لئے۔ پھر ہم نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ بارش کہاں تک ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ لنگر کے حدود سے آگے نہیں بڑھی۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۳ جلد ۹ و قال رواہ ابو داؤد الطبرانی فی الاوسط و رجال ابو یوسف)

عالم متعزّل میں یہ بھی لکھا ہے کہ فرزند جنوک میں جو حضرات شرکت کرنے کیلئے گئے تھے ان کے پاس سواریاں بھی بہت کم تھیں ایک لوٹ پر ان افراد کو خبردار سوار ہوتے تھے اور ان کے پاس توڑ پھنی سڑک کا جو سامان تھا وہ انکی گھوڑی میں جس میں چھوٹے چھوٹے کینز تھے جو پرانی گھوڑوں میں پڑ جاتے ہیں اور دیکھو فتنہ میں میں دو ہونے لگی تھی جو تھوڑی بہت گھوڑی میں جس اور بھی ختم ہو گئیں تو گھوڑوں کی گھنٹی کو چس کر اس کے اوپر سے پانی پلینے تھے۔ سات سو کلو میٹر کا ایک طرز سفر بخت گری اور سفر کی تکلیف کا یہ عالم نہیں حالات میں حضرات صحابہ کرامؓ نے فرزند جنوک میں شرکت کی۔ تمام مجلسیں صحابہ کرامؓ نے ہی چار ہو گئے البتہ بعض لوگوں کو جو خود اساتذہ کرامؓ اور وہ بھی ساتھ ہو گئے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کی ہلاکتی اور زندگاری کو دیکھتے ہیں کی تعریف اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور وہ انھیں کو دیکھتے ہیں انہیں کا فر کہتے ہیں۔ عدا ہم اللہ تعالیٰ۔

تین حضرات کا مفصل واقعہ جو غزوہ جنوک میں جانے سے رو گئے تھے

اس کے بعد ان تین حضرات کی تہہ بول فرمایا کہ انھوں نے نہ کہ فرمایا جو انھیں بھی تھے اور غزوہ جنوک میں ساتھ نہ گئے تھے انہوں نے بالکل صحیح ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالی میں صاف صاف عرض کر دیا کہ ہم بغیر خدا کے رو گئے تھے۔ یہ حضرات کعب بن مالک، بلال بن اسید اور سرہرہ بن ربیع تھے آیت کریمہ ﴿وَأَخْضِرْنَا خُضْرًا تَوَنُّوْنَ﴾ اخضر میں اچھالی طور پر ان کا ذکر ہو چکا ہے یہاں دوبارہ ان کا ذکر فرمایا ہے کہ انھوں نے ان تین حضرات پر بھی اپنی صبر پائی سے توبہ فرمائی جن کا معاملہ بخاری میں آیا تھا ان تینوں حضرات کو زمین تک معلوم ہوئے مگر ہر اپنے غنیمتوں میں بھی غفلت محسوس کرنے لگے یعنی ان کا بھنا پڑا اور دشوار دور ہو گیا۔ اول تو اللہ تعالیٰ کی ہماراں کے رسول ﷺ کی بارگاہی ہماراں سے متعلقہ کا حکم کو کوئی کی نہ نہ ہوئے یہ سب باتیں مل کر بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے جس کا واقعہ تفصیل سے حضرت کعب بن مالکؓ کی زبانی امام بخاریؒ نے کتاب المغازی (جلد ۱ ص ۱۶۳) میں بیان کیا ہے۔

حضرت کعب بن لکھ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے گئے تو مجھے بہت زیادہ فکر لاحق ہو گئی میں سوچتا رہا کہ میں آپ کی ناکامی سے کیسے بچوں گا اس بارے میں یہ بھی خیال آیا تھا کہ مجھ سے خدا تعالیٰ کر دے اور اپنے گمراہوں سے بھی اس بارے میں مشورہ کرتا تھا جب آپ داخل مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو بھٹت بولنے کا جو خیال آیا تھا وہ بالکل ختم ہو گیا اور میں نے یہ طے کر لیا کہ کچھ ہی یوں گا اور کچھ ہی کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے نکل سکا ہوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے ہی آئے آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تھے تو اول مسجد میں جاتے تھے وہیں دو رکعتیں پڑھ کر تشریف فرما ہو جاتے تھے۔ جب آپ اپنے اس محل سے فارغ ہو گئے تو دو لوگ آگئے جو غزوہ تبوک میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور اپنے اپنے خدا تعالیٰ کرتے تھے اور تمہیں کہاتے رہے۔ یہ لوگ خدا میں اتنی سے تکیہ نہ کرتے تھے۔ آپ ظاہری طور پر ان کے خدا قبول فرماتے رہے۔ ان کو یہ بت بھی فرمایا اور ان کے لئے اشتغال بھی کیا اور ان کے باطن کو اللہ کے پیر ملایا۔

حضرت کعب بن لکھ نے بیان کیا کہ میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ سکرانے چپے کوئی نصیب والا شخص سکرانا ہو پھر ملایا آجا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے پیچھا ہوا (غزوہ تبوک میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟) کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا واقعی میں نے سواری خرید لی تھی۔ لہذا حق اصرار صحابہ نامی سے کسی کے پاس بیٹھا تو میں اس کی ناراضگی سے خدا تعالیٰ کر کے نکل سکا تھا میں بات چیت کرنے کا احکام جانتا ہوں لیکن میں بھٹتا ہوں اور اس پر قسم کھاتا ہوں کہ اگر ان میں آپ کے سامنے بھٹتی بات پیش کرے کہ آپ کو اس کی ضرورت ہو تو مغرب ہی اللہ تعالیٰ (کی بات بیان فرما کر) آپ کو کھٹ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں اپنی بات بیان کروں تو آپ ٹھکرتے ہوں گے لیکن میں اس میں ناراض سے معافی کی امید رکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے کوئی خداوند تھا اور بھٹتا تو ہی میری میں اس موقع پر تھا جبکہ آپ سے پیچھے رہ گیا ایک وقت ملا اور مال دلا میں بھی گئی نہیں ہوا۔ میری بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے کچھ کہا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تمہارے بارے میں فیصلہ فرمائے۔

حضرت کعب بیان فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے اٹھا اور قبیلہ بنی سدر کے لوگ میرے ساتھ ہوئے انہوں نے کہا اللہ کی قسم جہاں بھی ہمارا علم ہے اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ کیا تم یہ نہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح طر فحش کرنا جیسے دوسرے لوگوں نے اپنے خدا تعالیٰ کے اور پھر رسول اللہ ﷺ کا اشتغال فرماتا تھا کہ مجھے کافی ہو چاہتا تھا کہ حق ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ واپس جا کر اپنے بیان کو چھٹا دوں (اور کوئی خدا تعالیٰ کر دے) پھر میں نے ان لوگوں سے کہا یہ تو بتاؤ میرا شریک حال اور کوئی شخص بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں تو ہی ہیں انہوں نے بھی اسی طرح اپنا بیان دیا ہے جیسے کہ تم نے بیان دیا اور ان کو وہی جواب دیا گیا کہ تم کو کیا گناہ میں نے پوچھا وہ لوگ کہ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مراد ان سے اللہ تعالیٰ بن ماریہ ہیں۔ ان لوگوں نے میرے سامنے ایسے دو شخصوں کا ذکر کیا جو صاحبین میں سے تھے۔ میں نے کہا کہ میں ان دونوں کی اللہ کو کرتا ہوں۔ جہاں کا حال ہو گا وہی میرا حال ہو جائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم نوائی سے بات چیت کرنے سے منع فرمایا۔ لہذا لوگ ہم سے بچ کر رہنے لگے اور کھیر بدل گئے۔ میرا تو یہ حال ہوا کہ زمین بھی مجھے دوسری زمین معلوم ہونے لگی ہو گئی

چہاں بہت قوا اٹھ گئے وہیں کپڑے سے لے کر پٹو اور کپڑے سے لے کر کپڑے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ کچھ دن پہلے انھوں نے قرآن مجید کی رونق و طاقت کرتے تھے اور وہ آپ کو قبول ہونے پر مبارکباد دیتے تھے۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف فرما رہے ہیں آپ کے چاروں طرف وہ حضرات موجود ہیں۔ میری طرف محمد بن حنفیہ اللہ روزتے ہوئے آئے یہاں تک کہ مجھے بے مصالحتی کیا اور مبارکباد دی۔ میں ان کے اس عمل کو کبھی نہیں بھولوں گا اس سے علاوہ ہجرین میں سے کوئی بھی میری طرف اللہ کریم نہیں آیا۔ (مجاہد کی یہ سچی کہ اگر کبھی اچھے تو مجھس پہلی بار جو سکون و اطمینان سے سنا تو میری جہتی تھی وہ لوگ جانتی سب کی طرف سے ایک شخص کا کلمہ ادا نہ کر سکتے تھے)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا پس وقت آپ کا چہرہ وہاں کہ خوشی سے چمک رہا تھا آپ نے فرمایا کہ تم خود بخیر ہی تو ہاں کرو۔ جب سے تمہارا چہرہ روشن ہوئی ہے تو ہر آج سے بہتر کوئی دن نہیں گزرے گا (اس سے اسلام لانے کا وہاں تک سبکی ہے کہ لا کہنی نہ پڑے، اندری میں شیطانی) رسول اللہ ﷺ کا جب کوئی خوشی کا موقع آتا تھا تو آپ کا چہرہ کالوریا پر روشن ہو جاتا تھا جیسے چاند کا نکلا ہے۔ ہم آپ کی خوشی کا وہاں سے بچوان لیتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ کر تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی توبہ میں اس بات کو شامل کر لیا کہ میں اپنا سامرا ہاں اتنے ہی تو کر لوں کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا کے لئے طرح کر دوں کہ آپ نے فرمایا کہ ہاں کر لو کہ تمہارا سے لئے بہتر ہو گا میں نے کہا اچھا تو میں اپنے ابو جہد تک لیتا ہوں جو کچھ مجھے خبر کے ہاں فیست سے ملتا تھا۔

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے مجھے کچھ ہی کے ذریعہ نجات دی ہے اور میں نے اپنی توپ میں اس بات کو بھی شامل کر لیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا کچھ ہی دلوں کا کچھ کچھ تو میں نے کہہ دیا لیکن میرے علم میں مسلمانوں میں کوئی ایسا شخص جو حج کوئے کے بارے میں ابھرتے نہ ہو جو اس کا کیا ہو۔ میں آج تک اس پر قائم ہوں، وہ آپ سے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے حج کوئے کا عہد کیا اس وقت سے ہے کہ آج تک کبھی میں نے نہ سنا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ باقی زندگی میں بھی میری حفاظت قرآن کے گواہ اللہ تعالیٰ شہدائے تو بقول کرمانے کی پڑا رہتے رہے ہوئے (آیت شریفہ لفظ لکھنا اذ علی النبی والفقہاء جریف سے لے کر واخلفوا مع الفضائل) تک ثابت نہ فرمائیں) حضرت کب۔ نے یہ بھی فرمایا کہ سنت اسلام کے بعد اس سے بڑی کوئی نعمت مجھے حاصل نہیں ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حج یا بات کہی کہ انھی یا ان میں جھوٹ کہہ دیا تو میں بھی بدام نہ نہ ہوا جیسے دوسرے لوگ ابھی نے خدویش کر کے چلاک ہو گئے۔

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَخَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

حضرت کعب بن مالکؓ نے ان لوگوں کے دلوں میں قیدوں کے واقعوں سے بہت سے فوائد مستطاب ہو گئے ہیں۔

(۱) مؤمنین تبدیل پر لازم ہے کہ ہمیشہ سچ بولیں۔ سچی بات کہیں۔ سچ ہی میں اجات ہے اور جھوٹ میں جرات ہے۔ منافقین نے فرود جات کہ عہدہ پر جھوٹے طرز و فطرت کر کے دنیا میں آئی جا میں جھڑپیں لیں آخرت کا عذاب اپنے سر لے لیا اور غلامین منافقین نے سچ بول کر اور سچی ہوئی کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائے گا اعلان فرما دیا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کا برے ہے اور تحقیق سے جھوٹ بولے چند دن تک نہیں بے کاس کا جھوٹ چل جائے لیکن پھر اس کی بال بال مکمل ہی جاتی ہے اور ازلت کا سبب بیکار ہو جاتا ہے۔

(۲) امیر المومنین اگر مدب جانے تو بعض افراد کے بارے میں متعلقہ کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ عدالت المسلمین کا حکم دے سکتا ہے کہ اس لڑائی میں جس سے سلام کام بند کر دیں۔ جب وہ سچے راجہ جانے تو متعلقہ فرم کر دیا جائے۔

(۳) بعض عربی ائمہ کا یہ عقائد ہو چکا ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارگاہ میں اور قلعہ کی مصیبت میں جتنا توڑتے ہوئے تھے اور اس کا یہ خط لاکر قہر ہارے پاس آجاؤ ہم تمہاری قدرانی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان پر استقامت بخشی اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی ہی کو سامنے رکھا اور بادشاہ کے خط کو ٹھکر میں جھونک دیا۔ اگر وہ اس بدعت اپنے مزارع میں کیجے نہ جاتے اور شاہ فرسان کی طرف چلے جاتے تو اس بدعت کی ظاہری مصیبت بظاہر دور ہو جاتی لیکن ایمان کی دولت سے محروم ہو کر آخرت پر باد ہو جاتی۔ اس قسم کے ائمہ اہل بدعت اور افتادات سامنے آتے رہتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا کرے اور استقامت پورے۔

(۴) حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے باوجود مسجد میں حاضر ہوتے رہے نمازیں پڑھتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام بھی پیش کرتے رہے۔ یہ بھی نہیں سوچا کہ چلو آپ نہ ملے ہم چھوٹے جیسا کہ ان لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے جن کا تعلق اصلی نہیں ہوتا۔

(۵) جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم آجائے تو اس کے مقابلہ میں کسی مزین قریب کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ حضرت قتادہ جو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور انہیں سب سے زیادہ محبوب تھے جب انہیں سلام کیا تو جواب نہیں دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے سلام حکم کی کمالیت تھی۔

(۶) جب آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں جنہیں حضرت کی تو پر فرمائے گا ذکر کرتا تو حضرت صحابہؓ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کو جلد بشارت دینے کی کوشش کی اس سے معلوم ہوا کہ وہی معاملات میں کسی کو کوئی کامیابی حاصل ہو جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو بشارت دینی چاہئے اور اس میں جلدی کرنی چاہئے۔

(۷) پھر جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو پکا اعلان شدے کے بعد اپنے گھر سے نکلے تو حضرت صحابہؓ نے بوق در بوق اس سے دعا کہ میں کہیں اور برابر انہیں مبارکبادیں دیتے رہے یہ مبارکبادی تو قبول ہوئے پر بھی معلوم ہوا کہ وہی امور میں اگر کسی کو کامیابی ہو جائے تو اسے مبارکباد دینی چاہئے۔

(۸) جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ پہنچے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے اور وہ لوگوں سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی اس سے معلوم ہوا کہ وہی مبارکبادی کے ساتھ ملے طور پر مبارکباد دینا بھی مستحب ہے۔

(۹) آنکھوں کے لئے گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا اور جو گناہ کیا ہو اس پر چھپنے سے نام ہونے سے تو یہ قبول ہو جاتی ہے (اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی جتنی کامیابی لازم ہوتا ہے) لیکن تو یہ کہ قرب مل قبول جانے کے لئے عہد کی عمل کرنا مستحب ہے۔ اور تو یہ قبول ہونے کے بعد بطور شکر کہ مال خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔ ملاحظہ ہو جو مشراہ ہے اس میں یہی بات ہے کہ تو یہ کی قیادت جلد ہو جائے اور قبول کرانے کے لئے نعمت کے ساتھ کوئی اور عمل بھی شامل ہو جائے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تو یہ قبول ہو جانے کے بعد جو یہ عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بطور صدقہ اپنا مال خرچ کرنے کی نیت کی ہے۔ یہ نیت اگر پہلے سے تھی تو ملاحظہ ہو کہ اس کی طرح ایک عمل چاروں گروہ میں نیت کی تھی تو بطور ادا سے شکر تھی۔

(۱۰) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری تو یہ کیا بھی بڑا ہے کہ میں اپنا مال بطور صدقہ خرچ کروں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب خرچ نہ کرو کچھ مال دو کہ اس پر انہوں نے کہا کہ تو میں اپنا پیورا مال صدقہ لیتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مال صدقہ کر کے ہی پیشانی میں نہ پڑ جائے۔ بات اگر کسی نے یہ مال صدقہ کرنے کی ضرورت مان لی (جو زبان سے ہوتی ہے) تو اس کو یہ مال

صدق کرتا وہ اب سے لیکن اس سے پہلے بھی کہا جانے کا کہ اپنے ہوا رہنے والی جگہ کے لئے اہل ضرورت کو کھدوا کر لے گا اور کھدوا جب تیری طبیعت پر کھڑا ملے تو وہی روک لیا تھا اس شخص کا بال صدقہ کرنا تاکہ زبردستی پرانی طرح عمل ہو جائے۔ حضرت کعب کعبہ کے ہاتھ میں جو کچھ نہیں تھی۔ جس سے یہ بھی ماس لئے ہمتاں روک لیا تھا اس کے برابر میں صدقہ کرنے کا کھدوا میں نہیں ہے۔

(۱) جس شخص جس قدر کسی کھدوا سے بچنے کا انتہام کرنے کا کھدوا کر لیتا ہے اس سے عموماً ساقی قیلا آتے رہتے ہیں جن میں اس کھدوا کے کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ ایک بڑا امتحان ہوتا ہے۔ حضرت کعب نے چونکہ بیٹھ جی بولے کا کھدوا کر لیا تھا اس لئے اس بار سے میں ان کا بار بار امتحان ہوتا رہتا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿۱﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایمان کے ساتھ ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ایمان کے ساتھ ہو جانے کا حکم

اور یہی وہ آیتوں میں حضرت کعب بن لکھ نور ان کے ہاتھوں میں ان کی توجہ قبول ہونے کا ذکر ہے۔ کج بھاری میں ہے کہ یہ آیت بھی انہی آیات کے ساتھ نازل ہوئی۔ حضرت کعب اور ان کے ساتھیوں نے کج ہوا اور کج عمل کی وجہ سے نہایت ہولی (جنی) کا حدیث شریف میں ذکر ہے اس آیت میں چنانچہ کی نصیحت اور ضرورت ہانے کے لئے حدیث اسلمین کو حکم فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور ایمان کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ سے ڈرنے کا حکم قرآن مجید میں جگہ جگہ دیا ہوا ہے اس آیت میں بھی یہی حاصل ہونے کا ایک طریقہ دیا اور وہ یہ ہے کہ صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ عربی میں صادق کہہ کر کہتے ہیں۔ دین اسلام میں صدق کی بہت بڑی نصیحت اور تعلیمات ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی ایمان والوں اور اعمال سب میں ضرورت ہے۔ اس کی ضد کذب یعنی جھوٹ ہے جھوٹ سے دین اسلام کو بہت سخت نکتہ ہے اور اس کی شدت نہ سمجھتے تھے۔

مومن اللہ پر لازم ہے کہ ان وعدوں میں چاہا اور جو مکتوبی سے کرتا ہے۔ وعدوں کے ساتھ جو رہنا سہنا ہو اس میں چنانچہ کو سامنے رکھے۔ اگر چنانچہ جی ٹھیک نہ ہو تو جھوٹ بولے گا اور دھوکہ دے گا۔ سورۃ زمر میں فرمایا وَالَّذِينَ عَاهَدُوا بِالْعَلْفِ وَنُفِثُوا بِهِ أَوْ كُفِّلَتْ لَهُمُ الْمَنَظَرُونَ (اور جو شخص کسی نے کرا یا اور کسی کی قسم دین کی سو یہ دھوکہ دے دے ہیں) اس میں چنانچہ اختیار کرنے والوں کی طرف فرمایا ہے اور انہیں صفت بھی کی ہے صحت بتایا ہے۔ سورۃ حجرات میں فرمایا يَتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو) اور ان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ دھوکہ دے جو ہے ہیں اس میں یہ بتایا کہ ایمان میں چنانچہ ہونا لازم ہے۔ اگر دین کی کسی بات کو نہ مانا یا عقائد دین کے کسی عقیدہ میں شک کیا تو وہ لوگوں کے سامنے ظاہر مسلمان ہونے کی وجہ سے مومن سمجھا جائے گا لیکن اللہ کے پاس مومن نہ ہوگا کیونکہ اس کے ایمان میں چنانچہ نہیں ہے بلکہ عملی طور پر بھی ایمان کے تحت نہیں کو چہا کر کے دکھانا لازم ہے۔ اللہ کی راہ میں مالوں سے جہاد کریں اور یہ سب کھدوا کی کھدوا میں سے چھری چکانی کے ساتھ ہوا اللہ کی خواہشوں کے لئے نہ جان جانے کی پرواہ ہونا بل فرج ہونے سے جس میں کوئی غفلت اور غصہ محسوس ہوتی ہو۔

الملاحق - وثيقة المجلس التشريعي رقم ٢٠٠٤/٢٠

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اُحد سے فارغ ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیرؓ پہ آپؐ کا گھر
ہوا۔ آپؐ نے ان کا استقبال چاہا کیونکہ آپؐ رحمانِ مہربان اور رحمتِ مہربان تھے۔ (در مختار، ج ۱۹، ابن الکثیر، المصنف، ج ۱)

جو شخص عالم نہ ہو وہ طرز انفق سے یہ ظاہر نہ کرے کہ میں عالم ہوں۔ مگر کوئی شخص عالم بھی ہو اور مسئلہ معطوم نہ ہو تو دلیل سے مسئلہ نہ بتائے کیونکہ اس میں اس کا دعویٰ ہے کہ میں جانتا ہوں اور یہ دعویٰ صحیح ہے یا جہر دلیل سے جانتے میں قطعی ہو جاتی ہے اس میں چارہ بھی نقصان ہے اور سوال کرنے والے کو بھی دھوکہ دینا ہے اور گمراہ کرنا ہے۔

اگر کسی کے پاس مال یا عظیم اہل کمال نہ ہو تو اپنی عقلی حالت کے خلاف ظاہر نہ کرے، کیونکہ یہ صدق و سچائی کے خلاف ہے۔ حضرت امام جنت الی کریم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ایک سونہ ہے اگر میں جھوٹ سوٹ (اے) جھانے کے لئے، (پاس) کہ دوں کر شوہر نے مجھے یہ پوچھا کہ یہ ہے جو حقیقت میں خدا کا ہوا تو کیا اس میں کچھ گواہ ہے؟ آپ نے فرمایا: **أَشْفَعُ بَعْدَ ظَنِّكَ لَهَا** (میں تو فی الواقع اس کے جس شخص نے جھوٹ یہ ظاہر کیا ہے کہ مجھے یہ سچ دینی گئی ہے حالانکہ اسے نہیں دینی گئی اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لئے (یعنی سر سے پائس تک وہ جھوٹا ہی جھوٹا ہے) (مشکوۃ المصابیح ص ۱۸۸) بدایہ المسلم اس حدیث کا مفہوم بہت عام ہے۔ ہر قسم کے جھوٹے دعوے یا دہلی کو شال ہے۔ سچ اور جھوٹ ان دونوں میں مختصر نہیں، اعلیٰ و

توالی اور پاس اور اعلیٰ اور اذہم ان سب میں سچ اور جھوٹ کی شانیں ہیں جو پہنچتی ہے ہر شخص بننے والی گمانی کرے اور جو سچ کو اختیار کرے اور ہر طرح کے جھوٹ سے بچے۔ اصلاح بیان الہاس یا بعض دیگر مواقع میں جھوٹ، ہر کسی کی اجازت دی گئی ہے وہ مستحق ہے۔

حضرت علامہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی جانوں کی طرف سے مجھے جو سچ دینا کی ضمانت

۱۔ ۱۸۸ میں نہیں دیتے کی ضمانت دے جاؤ گے۔

Abstract

Shirley

۳۔ جو ناختمیہ ہے۔ اس کو بھی نہیں دیا کہ۔

فانظر الى

۶۔ غنائیوں کو (حکیم ہرن داتی سے) بجائے رکھو۔ (حکیم ہرن داتی ص ۴۵)

عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے جاپااس وقت رسول اللہ ﷺ حصار کے گھر میں تشریف فرما تھے میری والدہ نے کہا میں تجھے دے دوں گی ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ میں نے گھوڑے کا ارادہ کیا تھا آپ نے فرمایا اگر تو اسے بکھو گئی خدای تعالیٰ تیرے ساتھ میں ایک جھوٹ نکھار جائے گا۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریمؐ کو راضی کرنے کے لئے بھی جھوٹ بیان کرنا پڑا ان کے جودہ نہ کریں وہ بھی سنا رہے۔

حضرت عیوبؑ نے مسعودیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کو پڑھ کر اور پکڑ کر رکھو، جس کی کاروائی کا یہ ہے کہ ہر ہے ایک جنگی جنت کے طرف لے جاتی ہے اور انسان کو اس کا اختیار کرتا ہے اور جس کی جی پر عمل کرنے کی قہر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدق ہو گیا کہ وہ ۲ ہے اور تم جھوٹ سے بچ کر لوگوں جھوٹ مٹا کر گامی کی طرف لے جا ۲ ہے اور وہ گمراہی اور گمراہی میں پہناتی ہے اور انسان جھوٹ کا اختیار کرتا ہے اور جھوٹ ہی کے لئے فکر مند رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کہ وہ ۲ ہے کہ وہ ۲ ہے۔

حضرت امیرالمومنین (ع) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ارشاد فرمایا کہ جب میرے اندر چار شخصیتیں ہوں تو ساری دنیا بھی آ کر تجھ سے ملتی رہے تو کوئی غریب نہیں۔ (۱) امامت کی عظمت (۲) اہل بیت کی صفائی (۳) اطوار کی خوبی (۴) اللہ کی پاکیزگی۔ (مقدمہ سورۃ النورۃ ص ۱۰۰)

سادقین کی مصاحبت

یہی صدیق کی فضیلت اور اہمیت اور اس کے مقابل ہر عظمت کذب ہے اس کی خدمت اور شرافت و وقار سے معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مسلم بن زید نے وضع المصابیح الفاضلین کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ کمونوا علیہم علی حدیثہم جو لوگ سادقین ہیں انہیں کی طرح ہو جاؤ یعنی صدیق کی کواکب اور گہواروں کی مثال و مثال میں سادقین کی راہیں چلو۔ اور جس اللہ کے خلق پر آیت: ازل ہوئی اس کی مناجات سے یہی معنی زیادہ اظہر ہے۔ کیونکہ حضرت کعب اور ان کے دونوں ساتھی جو نبی اکرم (ص) اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کیساتھ جاتے تھے وہ ان کے ساتھ مل صدیق میں شریک نہ ہوتے تھے لیکن اطلاع کا مومن اس بات کو بھی بتاتا ہے کہ سادقین کی صحبت اختیار کر۔ صحبت کا جزا اثر ہوتا ہے۔ ابھی صحبت اور بری صحبت دونوں بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں جو انہیں کی صحبت اٹھائے گا اس میں خوبی پیدا ہوگی اور جو بری کی صحبت میں رہے گا اس میں برائیاں آتی رہیں گی چنانچہ اگر اس کا غصہ برائیاں سے ہٹا دے گا اسی لئے رسول اللہ (ص) نے ارشاد فرمایا لا تنصاحب الا ناصبا ولا یافکھا ولا یافکھا الا غلیظا۔ صرف مومن کی صحبت اختیار کر اور غریب (یعنی طغیانہ طغیانہ) غلیظ کے ساتھ کوئی نہ رکھو۔ (راہ ترقی) حضرت ابو ہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے سو تم میں سے ہر شخص خود کرے کہ اس کی دوستی کس سے ہے۔ (راہ ترقی) (اگر اچھے لوگوں سے دوستی ہے تو تو اچھا آدمی بن جاؤ ورنے لوگوں سے دوستی ہے تو کچھ لے کر برا آدمی ہے)

پس ہر شخص کو معاشرت کے لئے اچھے چنے کے لئے مسافرت کے لئے اور مصاحبت کے لئے سادقین کی صحبت اختیار کرنا لازم ہے جیسے ساتھی ہوں کہ یہ جی خواہو یا نہ خواہو یا کسی چیز ہے جس کا مومن مضامین دیتا رہتا ہے۔ آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان کے ساتھ ہونے میں ٹھکانی کی صفت سے نصف ہوں گے ٹھکانی کا حکم دینے کے بعد ان کے ساتھ ہونے کا حکم دیا ہے اپنے لئے بھی سادقین کی مصاحبت کا ذکر کریں قرآنی مواد کے لئے بھی ایسی کوئی مصاحبت سادقین کے ساتھ بھی ہیں ان کی کتابیں بھی پڑھیں۔ کتاب بھی بہترین ساتھی ہے مگر کتاب ابھی ہو۔ چنانچہ کئی بھرا دیکھ لوگوں کی بھی ہوتی ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ

یہ حدیث ہے اس نے اس واقعہ کے دیکھنے والے یہاں کے لوگوں کے لئے پڑ چکے تھے کہ رسول اللہ کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ جائیں اور نہ

وَلَا يَرْعَوُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظُلْمٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا

بات کہ وہ رسول اللہ کو چھوڑ کر اپنے جان کو بے کر چھوڑ جائیں۔ یہ ان وجہ سے کہ انہیں جو بھی کوئی ظلم یا کھینچ یا ہتک اللہ کی

لَا مَخْصَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَتَلَوْنَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَتْلُونَ مِنْ عَدُوِّ

وہ میں پیچھے نہ رہے کہ جو حق پر رکھے یہ جس سے کاروں کو جس جاتی ہے اور جس سے جو بھی کوئی کفر لے لیتے ہیں تو اس سب کی

جہاد اور تعلقہ فی الدین میں مشغول رہنے کی اہمیت اور ضرورت

دین اسلام کامل ہے، محض ہے۔ جامع ہے۔ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر مبنی ہے۔ انسان میں اذکیہ، یات بھی ہیں اور عہد ملت بھی، اختلاف بھی ہیں اور کتاب بھی، بعد شریعت کے طریقے بھی ہیں اور عہد ملت کے احکام بھی۔ یہاں شریعت بھی ہے اور عہد ملت بھی۔ ہر شے کی مثال کرنے کے جتنے طریقے ہیں ان کے احکام بھی بتاتے ہیں۔ آخر کو مائے لوراش کو لکھا دے اے اے عہد ملت کا کامل ہونا کرنے کے لئے جہاد اور قتال بھی ضروری ہے اور یہی دین کا ایک ضروری اور بہت اہم کام ہے۔ فقہ حدیث شریف میں پوری فاضل لکھایا ہے اور وہ اسلامیہ (الجہاد)، لیکن مبارک فرما دے جہاد میں لگ جائیں تو تعلیم و حکم کا کاموں کرے گا۔ جس سے یہی صومہ داخل زندہ رہتے ہیں۔ اور فقہ کی دوسری کاپی چلا ہے اور زندگی کے تمام شعبوں کے احکام معلوم ہوتے ہیں۔

جہاد کی قسمیں..... اس لئے عام حالات میں جہاد فرض میں نہیں ہے فرض بھی اسی وقت ہوتا ہے جب دشمن کسی علاقہ پر حملہ کرے اور یہ۔ عام حالات میں جہاد فرض لکھایا ہے۔ جس جہاد فرض لکھایا ہے اور دین کی دوسری ضرورت، یات بھی ہیں۔ خصوصاً جبکہ صومہ اسلامیہ چلے گا اور پھر لکھایا گیا لازم ہے کہ یہی ہو سکتا ہے کہ یہ وقت جہاد کے لئے ہر فرد داخل کرے گا۔ اسی کو قرآن و وساک کی الفطرتوں (الفسوف والکافۃ) کہل ایمان کو یہ نہ چاہئے کہ سب ہی لکل لکل کرے ہوں یاں ایسا ہو کہ جہاد میں لگ جائے۔ چیں ہر فردی جماعت میں سے چھوٹی جماعت یا بڑے اور صومہ میں مشغول رہنے والے لگے ہوں۔ جہاد میں جانے والے جہاد کو قائم رکھیں جس سے فرض لکھایا ہو رہا ہے۔

تعلقہ اور تعلقہ کی ضرورت..... جو لوگ جہاد میں نہ لگیں وہ اپنی اپنی کچھ حاصل کریں۔ یعنی ایک جماعت صومہ دین پر جانے والوں کی بھی رہے گی کے ساتھ صومہ دین حاصل کرنے والے لگے۔ چیں اور سروری صومہ پر اکتفا کریں۔ بلکہ تعلقہ فی الدین حاصل ہونا بھی ضروری ہے۔ صومہ کی وسعت بھی حاصل ہو اور صومہ کی گراہی میں آکر اس کا قائل ہو جائیں کہ یہ کچھ نہیں کہ کسی آیت اور اس حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے اس کو (تعلقہ فی الدین) سے تعبیر فرما جو لوگ جہاد میں نہیں لگے وہ ایمان میں اور صومہ میں حاصل کریں اور جو لوگ جہاد میں لگے وہ بھی وہیں آکر حاصل کریں۔ یہاں نہ ہو کہ صومہ میں سے باہر ہیں۔ اگرچہ اصل میں یہاں سے جہاد سے تعلقہ اولیٰ شریعت کی قبیل نہ کر سکیں گے۔ جب لوگ جہاد سے واپس آجائیں تو وہ حضرات جو صومہ کی تحصیل میں مشغول تھے ان واپس آئے والوں کو ان سے دعا مانگیں یعنی دینی احکام مکمل کریں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچتے چیں اسی کو (تعلقہ فی الدین) لکھا جاتا ہے (تعلقہ فی الدین)۔ جہاد میں نہ جانے والے فوت ہو کر رہتے ہیں تاکہ ایک جماعت جہاد میں لگی (ایمان) کے پاس ضروری صومہ چکے سے ہے اور جب یہ جماعت واپس آجائے تو یہ صومہ دین میں مشغول رہے اور دوسری جماعت چلی جائے۔ جب جہاد ہمیشہ ہی فرض لکھایا ہے اور صومہ دین کو نہ روکنا بھی ضروری ہے اور جو چیزیں لگی جائیں یا جہاد اور ضرورت یات بھی ہیں تو یہ کہ ضروری ہوگا کہ فرض لکھایا ہو کہ نہ کر سکتے کے لئے ایک جماعت جہاد میں لگی جائے اور اس کی واپس نہ جانے سے پہلے ہی دوسری جماعت جہاد کے لئے روانہ ہو جائے کہ۔ جو لوگ صومہ میں مشغول تھے وہ صومہ دین کے پیچھے ان سے کہہ واپس نہ لے کر رہیں اور جب وہ واپس آجائیں تو ان کو احکام شریعت میں فرق نہ کرنا حدیث کی قسمیں ہیں۔

پھر فرض لکھایا ہے صومہ کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ صومہ شریعت محفوظ رکھیں اور ان کو بچھنے نہ دے۔ قرآن مجید کا محفوظ رکھنا

(مطلوبہ مصاحف پر غور کر کے ملاحظہ کوٹ بھڑا دیا جائے) قرآن کی ظاہر کو کھنڈا رکھنا احادیث شریفہ اور ان سے مصحف علوم کو کھنڈا رکھنا۔ قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے جو احکام و مسائل میسر ہوئے ہیں ان سے مستحب کے ہیں ان کو کھنڈا رکھنا بلکہ علوم عربیہ صرف دیکھو، معانی بیان اور عربی لغت کا کافی رکھنا بھی لازم ہے کیونکہ ان چیزوں پر قرآن مجید و حدیث کا فہم متوف ہے اگرچہ چیزیں مخلوط ہوں گی تو علم عربی اور لغت ہی اپنے پاس سے نکال کر لے کر ہیں اور قرآن و حدیث کے مفہوم اور معانی بدل دیں گے۔ ہر شخص پر علقہ اندام اسلام کا پانا اور ان کا حق و دین بخار کے احکام و مسائل پانا اور خدا کا دیکھنا اور پاد رکھنا طہارت و نجاست کے مسائل پانا اور ان کی احکام کا پانا جائز ہے۔ ہر شخص کو خداوند اسطرح سے پہنچا دینا ہے۔ جو لوگ تہذیب کر لے ہیں ان کو تہذیب کے مسائل پانا فرض ہیں جس کی طرح جو لوگ زراعت میں صنعت و حرفت میں خدمت میں لگتے ہوئے ہیں اپنے اپنے مشاغل اور کام کے بارے میں احکام و مسائل سمجھیں جو ان پر فرض ہیں۔ تاکہ خلاف شرع طریقوں سے مال نہ کمائیں۔ محنت بھی کریں اور مال حرام لے اور مال کما لے میں خلاف شرع امور کا ارتکاب کر کے ان کو گارہوں اس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے اپنے کام و بار اور کام کما لے کے بارے میں شریعت کے احکام معلوم کریں ان کے پاس مال بچہ و خصوصیت کے ساتھ جو بے زکوٰۃ اور دالے زکوٰۃ کے مسائل معلوم کریں۔

لوگوں کو دیکھا جائے کہ غیر قوموں کی طرح اپنے کو آزاد سمجھتے ہیں اور جیسے چاہتے ہیں زندگی گزار لیتے ہیں نہ اس میں نبی کے حقوق کا پتہ، نہ اولاد کی تعلیم کی قربت میں باپ کو دیکھ کر قریاء کے حقوق کی ادائیگی کا طرہ حال کمانے کا دھیان۔ یہ طریقہ اہل ایمان کا طریقہ نہیں ہے۔

انقرضی لکھا کہ نام ہے مہربان میں اس بات کا مفہم بہت زیادہ عام تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فتویٰ کی قرابت کرتے ہوئے فرمایا معرفۃ النفس مالہا وما علیہا کرہ نفس کا یہ بیان لینا کہ میری زندگی سہل کی جائے۔ میں نہ اندازت میں کسی کن چیزوں کا مسئلہ ہوں اور وہ کیا چیزیں ہیں جن کا انجام اور میرے ملازم ہے۔ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ان سب کو جانے اور جاننے کے مطابق عمل کرے اس میں پرہیز دینی کا کھنا اور اپنی جان پر نالہ کرنا آگیا اور تحقیقات یافتگی بہت جاہل خرافات سے اور لطفہ و فاس اللہین کے مفہم میں یہ سب احکام و مسائل آجاتے ہیں احکام و مسائل کا جو علم ہے اور جو امور و اقوال اور ذکر کے نفس سے متعلق ہیں اور حقان سب کو مثال ہے حضرت حسنؒ سے کسی نے پوچھا دریافت کیا انہوں نے پوچھا جواب دے دیا مسائل نے کہا کہ دوسرے فقہاء آپ کی مخالفت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا تم نے کوئی فتویٰ لکھا ہے اس کے بعد فتویٰ کی قرابت کرتے ہوئے فرمایا انصار الفقہاء الزائد علی الدنیا والرقب فی الامور، البصیر بعبادۃ المداوم علی عبادۃ ربہ الورع الکفاف عن اھرام المسلمین العقیف عن اھوالہم المصحح لجماعتہم یعنی فقیہ وہ ہے جو غایت سید غایت ہو اور اس کی طرف رغب ہو، اپنے دین میں بھیرت رکھتا ہو، اپنے رب کی عبادت میں لگا رہتا ہو، پرہیزگار ہو، مسلمانوں کی سید برائی کے بارے میں نہ دیکھتا ہو (یعنی ان کی گفتگوں نہ کرتا ہو ان پر تہمت نہ دھرتا ہو) ان کے مالوں سے دور رہتا ہو اور مسلمانوں کی جماعت کا خیر خواہ ہو۔ (ابن عساکر ص ۱۱۵)

تھقف فی الدین بہت بڑی دولت ہے جس کو بھی حاصل ہو جائے وہ بڑا سعادت مند ہے۔ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا طریقہ من بود اللہ بہ عوایظہ فی الدین کہ اللہ تعالیٰ جس کو خیر سے نوازے گا وہ طریقہ میں ہے اسے تھقف فی الدین کی دولت ملے فرماتے ہیں۔ (صحیح بخاری ص ۱۱۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو وہ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مالہ میں ہیں ان میں عرض کیا انھیں عیظہ فی الدین۔ کہ اسے اسے تھقف فی الدین نصیب فرما حضرت عمرؓ نے فرمایا عیظہ فی الدین ان تسودوا یعنی اس سے پہلے فقیر نہ ہو اگر تم کو سہولت ملے گی کہ اسے۔ (یعنی اگر تم ہی سے اللہ میں لگتا چاہیے) (صحیح بخاری ص ۱۱۵)

اٰمَنُوْا فَرَّادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاَقَامَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَرَّادَتْهُمْ

یہ کہ سورت سے امن سے بچنے کو نہ دیا اور وہ کوئی بولے ہیں اور امنی لوگوں کے دلوں میں مرض سے اس کی سورت سے امن سے

يُجَسَّأُ اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَ هُمْ كَافِرُوْنَ ۝ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً

کندہ کی کافری نہ دیا اور وہ امنی حال میں مر گئے کہ وہ کافر ہیں یا وہ کفری دیکھتے کہ وہ ہر سال اپنے کو اس کی

اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

سورت میں اس سے کہ ہیں کہ وہ دیکھتے ہیں سورت کو جس وقت نازل کرتے ہیں اور جب کوئی سورت نازل ہوئی ہے تو ان میں کچھ لوگ اس سے

هَلْ يَرٰكُمْ مِنْ اَحَدٍ ثُمَّ اَنْصَرَفُوْا صِرَافٌ ۝ فَلَوْبُهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

دیکھتے ہیں کہ تم میں کوئی نہیں دیکھتا نہیں وہ کہہ رہے ہیں دیکھتے ہیں ان کے دلوں کو کچھ دیا اس سے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کچھ نہیں

ان کافروں سے قتال کرو جو تمہارے آس پاس ہیں

ان آیت میں اول اہل ایمان کو یہ حکم دیا کہ جو کچھ تمہارے آس پاس رہتے ہیں ان سے قتال کرو۔ اور اس انداز سے اہل ایمانی اور

انگرو کی زندگی گزارو (جس میں جنگ کی تیاری کرتے رہے اور جنگ کا سامان فراہم کر رہے بھی داخل ہے) کہ وہ لوگ تمہارے اندر

مخفی کریں۔ وہ تمہیں اپنی طرف سے داخل نہ کریں۔ صاحب عالم اشعریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ یٰٰلَہٰذَکُمُ

فِیْہِ الْفِتْنَةُ (جو لوگ تم سے قریب ہیں) اسے غریب اور غریب میں سے والے یہودی مرد ہیں اور جو لوگ ان کے آس پاس تھے اور

بعض مسافروں نے فرمایا کہ اس سے ہم کے لوگ مرد ہیں۔ کیونکہ وہ شام میں تھے اور وہاں قیصر رومی کی حکومت قائم تھی اور شام بسطام

عراق کے مدینہ وغیرہ سے قریب تر ہے۔ آیت کی تفسیر میں دونوں قول اس زمانہ کے حالات کے پیش نظر تھے جیسے جیسے مسلمان مختلف

ملاقوں میں جاتے تھے ان کے حالات کے اعتبار سے آیت شریک کا حکم شامل ہوتا چلا گیا۔ جس زمانہ میں جہاں کہیں بھی مسلمان ہوں ان

کافروں سے قتال کریں جو ان سے قریب تر ہیں۔ قریب والے دیکھ رہے ہیں کہ تو اس کا دور والے کافروں پر بھی اثر ہے کہ باہر فرمایا

وَلِیَحْذَرُوا الْفِتْنَةَ عِلْفَ اَس کے بارے میں صاحب عالم اشعریؒ نے لکھتے ہیں بسطام حبیہ کا لوگ تمہارے اندر رہتے اور

میں اس وقت کہ تمہیں باہر حضرت حسن سے غلطی کی تفسیر کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ حصہ اعلیٰ جہاد اعلیٰ یعنی جب کافروں

سے مقابلہ و قتال ہونے لگے تو ہم کہ مقابلہ کرو وہ تمہارے اندر رہی اور کوہری محسوس نہ کریں۔ بلکہ انہیں یہ محسوس ہو کہ تم لوگ تو اس دور

شاکست والے ہو رہنے والے اور باہر فرمایا اختیار کرنے والے نہیں ہو۔ باہر فرمایا وَاَعْلَفُوْا اَنَّ اِلٰہَکُمْ مَعَ الْفٰطِنِیْنَ (اِس کا اس بات کو جان لو

کہ وہ فتنوں کے ساتھ ہے اور وہ فتنوں کے ساتھ جس تمہاری مدد فرمائے گا تمہاری اختیار کرو۔ گناہوں سے بچ کر شریعت کے خلاف کام نہ

کرو علم مذہبی سے یہ چیز کرو۔

مع فتنوں کی کافروں کا تعلق..... اس کے بعد مفسرین کی ایک حرکت یہ نکال کر فرمایا اور وہ یہ کہ جب قرآن کی کوئی سورت نازل

ہوتی ہے تو لوگ انہیں میں اہل کی کے طور پر پوچھتے ہیں کہ کیا اس آیت کے ذریعہ تمہارے ایمان میں کیا ترقی ہوئی۔ اور کیا اضافہ ہوا؟

اور اصل شہادتے فرمایا کہ جو اہل ایمان ہیں ان کے دلوں میں قرآن کی سورتوں کے نازل ہوتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اور ان کے دلوں میں مرض بھی نکلتی ہے ان کی دل کی تپا کی محسوس سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے اس سے پہلے جو سورتیں نازل ہو چکی تھیں اب تک انھیں کے منکر تھے اب جو نئی سورت نازل ہوئی اس کے بھی منکر ہو گئے اور ساتھ ہی اس کا مذاق بھی چلا جائے ان کے کفر میں اور اضافہ ہو گیا اور یہ کفر بڑھتا اور کفر میں ترقی کرتے جا رہے ان کے کفر پر مرنے کا سبب بن گیا۔

یہ فرمایا کیا ساقی کوکے یہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک بار ہرجا آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، ہر ارض میں چھتا ہوتے ہیں، جہاد میں ہوتے کا غم ہوتا ہے تو چھپتے، دھاتے ہیں جس سے ان کا مذاق کھل جاتا ہے اور اس کی وجہ سے دساہتے ہیں۔ پھر بھی تو نہیں کرتے اور نصیحت بھی حاصل نہیں کرتے۔

پھر منافقوں کا ایک اور طریق کار ذکر فرمایا اور یہ کہ جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو چھپکے سے فرار ہونے کے لئے ایک اور سر کی طرف گھبریں، یہ دیکھتے ہیں اور اس ناک میں دھرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی نکلتے ہوئے نہ دیکھے۔ آپس میں کہتے ہیں کہ کدو ہمیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ اگر کوئی مسلمان دیکھ رہا ہو تو وہ میں نہیں میں پیٹھ دیتے ہیں سب دیکھا کہ کسی کو بھی نظر نہیں پڑ رہی ہے تو چھپکے سے چلے جاتے ہیں۔ اپنے خیال میں انہوں نے بڑی ہوشیاری کی لیکن اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایمان سے بھیر دیا۔ صاحبِ معالم اشتریل لکھتے ہیں کہ یہ اس سورت میں ہوتا تھا جب کوئی ایسی سورت نازل ہوتی تھی جس میں منافقین کے بارے میں جو جہاد کا مضمون نازل ہوتا تھا اور منافقین کے منہ پر عتاب ہوتے تھے

آخر میں فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ**۔ کہ ان لوگوں کی پڑکھیں اور ان حرکتوں کا ناہموار اس وجہ سے سامنے آیا کہ دیکھتے نہیں ہیں۔ اگرچہ اور حقیقت کا لکھتے تو یہ منافقت اختیار کرتے تھے ان سے احتفاظ نہ کرتیں جہاد ہو گئی۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بشر تمہارے ہاں رسول آیا ہے۔ جو تم میں سے ہے۔ تمہیں جو تکلیف پہنچے وہ اس کے لئے تھک رہا ہے اور تمہارے حق کے لئے حرص ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فَإِنْ قُلْتُمْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اچھی نے سامنے رکھ دیا اللہ تعالیٰ ہی کا پورا کرتا ہے۔ ہر طرف سے دشمنی کرنے آپ فرمائیے کہ جو ہے اللہ تعالیٰ ہے۔ اگلے حاکمِ مہذب کے اہلِ نبی۔

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

میں نے اسی پر تکیہ کیا اور وہی میرا خدا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ عالیہ اور اخلاقِ حشہ کا بیان

یہ جدا جہتیں ہیں جن پر سورۃ قلم بعد ہی ہے۔ پہلی آیت میں سورۃ خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی بعض صفات بیان فرمائی ہیں۔ اول تو یہ فرمایا کہ تمہارے پاس ایک رسول آیا جو نہ سے مراد رسول ہے (اس پر مثنوی کی تلخیص دالالت کرتی ہے) اور یہ رسول تمہیں میں سے ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ بشر ہے تمہاری جنس میں سے ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ کمالِ عرب سے ہے۔ دوسرا مطلب یہ کہ

جوتے پہنے کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ تر جوتے پہنے، باندھ کر نکلتے آگے جب تک جوتے پہلے رہتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی سور ہو جسے جانور سے سارے ہونے والا زمین کے تیزوں کمزوروں اور گھٹتی چیزوں اور کاغذ اور اینٹ پتھر کے ٹکڑوں سے محفوظ رہتا ہے ایسے ہی ان چیزوں سے جوتے پہنے والے کی بھی حفاظت ہوتی ہے۔ (علامہ مسلم) نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ (جب چلے چلے جتے تھکے) ذیل کا ترنٹ ہائے تو ایک ذیل میں نہ چلے جب تک کہ دوسرے ذیل کو درست نہ کر لے (پھر دونوں کو یکساں کر چلے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک سوزہ بچن کر نہ چلے) کیونکہ ان صورتوں میں ایک قدم اونچا اور ایک قدم نیچا ہو کر توازن کچھ ٹھیس رہتا۔ (علامہ مسلم) آپؐ امت کو اسی طرح تعلیم دیتے تھے جیسے ماں باپ اپنے بچان کو نکالتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے باپ ہی کی طرح ہوں میں تمہیں سکھاتا ہوں (پھر فرمایا کہ) جب تم قضا و عبادت کی جگہ پہنچو تو کھڑکی کی طرف نہ مڑ کر نہ پشت کر وہاں آپؐ نے میں پتھروں سے استسجا کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ یہ سے عذر دہی سے استسجا نہ کرو اور انہیں ہاتھ سے استسجا کرنے سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۹)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بیٹاب کرنے کا ارادہ کرے تو تھک کر دیکھ بھال لے (حفاظت کی جگہ نہ ہو جہاں سے چٹخیں اتریں) اور ہوا کا رخ نہ ہو وغیرہ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۹) نیز آپؐ نے سوراخ میں بیٹاب کرنے سے منع فرمایا (کیونکہ ان میں بہتات اور کینے سے کمزور رہتے ہیں) اگر کتبہ حدیث میں زیادہ سطح نظر اعلیٰ جائے تو اس طرح کی بہت سی تعمیرات سامنے آجائیں گی جو براہ شفقیت پہنچتی ہیں۔ اسی شفقیت کا کھٹکھٹا تھا کہ آپؐ کو یہ گوارا تھا کہ کوئی بھی کوسمن خطاب میں مبتلا ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی وہ اس کے پوراں طرف روشنی ہو گئی تو یہ دہانے اس آگ میں آکر کرنے لگے وہ شخص ان کو دہانے کے آگ میں نہ کر رہی لیکن وہ اس پر غالب ہاتے ہیں اور نہ روشنی کرتے ہیں۔ یہی میرا حال ہے کہ میں تمہیں اور اس سے چاہنے کے لئے تمہاری کمران کو بکارتوں اور حقیر و ذلتی اس میں کرتے ہو یعنی جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے وہ اپنے اعمال و روزگار میں ڈالنے کا سبب بناتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو کلمہ ہوں پر دہیدیں جاتی ہیں اور خطاب کی خبر یہی دی ہیں ان پر دہیدیاں نہیں دیتے۔ (علامہ بخاری، مسلم)

پھر فرمایا کہ اگر لوگ دگر دہانی کریں حق کو قبول نہ کریں۔ محبت، شفقت اور امانت درست والے رسول کی تعظیم نہ کریں تو آپؐ ان کی طرف سے ایسا پہنچنے کے بارے میں شکرت ہوں آپؐ یوں ارمان کریں خسبى الله الا الله الا هو۔ (کہاں گھٹے کا پی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں) غلبه تو خلت وغروب العرش العظيم (میں نے اس پر غلبہ کر کے ہر روز عرش کا مالک ہے) اگر کل جی امانت نہیں کاہر ان کے استسجائوں کا سب سے بڑا اھمیا ہے اس سے مشکل ترین کام آسان ہو جاتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں شخص صحابہ و شام سات مرتبہ خسبى الله الا الله الا هو غلبه تو خلت وغروب العرش العظيم کہنے سے اللہ تعالیٰ اس کی تمام قومندوں کی کائنات فرمائے گا۔ (تیسری این ٹیوٹ ص ۵۵)

بسم الله الرحمن الرحيم سورة النورۃ والحمد لله اولاً وآخرأ و بآخرة و باطناً



● ۱۰۰ آیت قرآنی

[illegible]

net.fishbase.org/links/links.html

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع یافتہ کے اہم سے کم و بیشتر اپنی اپنی بات کہتا ہے۔

أَلَمْ يَرْسَلْنَاكَ آيَاتِ الْكِتَابِ الْعَزِيمَةِ ۝ أَكُنْ لِلنَّاسِ غَنِيًّا ۝ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَن أَنذِرِ

طرح یہاں ہے: کتاب خیمہ کی، پانچواں کواہد سے آج کے ہم نے نہیں جس سے ایک شخص کی طرح وہی شکل کہ

النَّاسَ وَيُخَوِّرُ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَذَا

ہم نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ ہم نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ ہم نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

لَجْرُ مُيُتِّينَ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى

مکمل چھوڑا ہے۔ ہاشر تھراپی وہ ہے جس نے آہستہ آہستہ کو اس طرح سے بھیج دیا کہ وہ اس کے منتظر ہو۔

الْعَرْشِ يُدَبِّرُونَ الْأُمُورَ مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ عِنْدِهِ . ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ . أَفَلَا تَذَكَّرُونَ .

ہر کام کی ترقی و ارتقاء کے لیے اس کے اندر کے ہر فرد کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ضروری ہے۔ اس کے لیے ہر فرد کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ضروری ہے۔

إِنِّي مُرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ہر کسی طرف سے ہم سب کو گھیرے ہوا ہے۔ اس لیے سچا وعدہ کر، کچھا ہے پڑا شہر ہی تھرکتی گا اور اگر وہ سچا نظر لاتا ہے مگر اس سے اس کا بارہ لوٹا واپس آگے نہ کہیں وہیں لوگوں کی

الْفِيلِ بِالْهَيْطِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَفَمَ شَرَابٍ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ إِنَّمَا كُنَّا نَعْمُرُ ۝

۱۔ اعلیٰ ترین محافل سے جو ملازمین اسے سرکاری قلم کے بار میں لائیں گے ان کو کاپیاں بھیج دی جائیں گی اور وہ ایک خطاب سے جس سے کہہ سکتا ہے۔

توحید و رسالت اور معاویہ کا اثبات

سورہ نوری کی آیت اہل کتاب میں ہے کہ تم ان کے ساتھ جہاد نہ کرو۔ یہ جہاد صرف یہود کے لئے ہے۔

حق العرش علی احقر قال (صاحب روح المعانی فرماتے ہیں یہاں سورہ فرقان کی ہے جو کہ تحت النبی کے حواشی تمام کمال طور پر چمکی ہے۔) الخ و لیسوا من حضرت محمد سے تشریح کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ امیر کا فیصلہ فرماتے ہیں اور اس سے امیر کا کائنات کا معاملہ نمونہ ہوا۔ انہوں نے پارہ ہجرت کے معاملات حتیٰ کہ قرآن بھی (کلاس ۶۵ ج ۱)

ما من شئین الا من بعد الله (اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی سفارش کرنے والا نہیں ہے اس کے حضور میں کسی کو سفارش کرنے کی جرأت نہ ہو گی۔) اور وہ جسے اجازت دے دے وہی سفارش کر سکے گا اور یہ سفارش صرف دل ایمان کے لئے ہو گی۔ سورہ سجن میں فرمایا۔ ما لعللکم من حمیم ولا شفیع یفزع (خدا تمہارے لئے نہ کوئی دوست ہو گا نہ کوئی سفارش کرنے والا نہ کوئی جس کی بات مانی جائے)

پھر فرمایا ذلکم الذی انکم فاعلنہ وہ اللہ تعالیٰ آپ سے سہارا کی عبادت کرے۔ اولا لا یخزون (کیا تم نصرت حاصل نہیں کرتے) الہ من حفتکم حمیم (ایسی ہی طرف تم سب کو دے کر دیتا ہے) وعند اللہ حقا (اللہ نے وعدہ فرمایا ہے اس کا وعدہ حق ہے اس کے علم میں قیامت کا جو وقت مقرر ہے اس وقت آجائے گی سب زندہ ہو جائیں گے پھر پھر میں ہوں گی۔ حساب دینا ہو گا۔ قیامت آئے میں ہوں۔ یہ کہہ رہی ہیں اس کی وجہ سے کہلی گئیں یہ نہ کہے کہ انہوں نے کسی اللہ کا وعدہ دیا ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور الاحقر وعد صادق یحکم فیہا ملک عادل قاضی (بادشاہ آخرت کا عدہ ہے اس میں وہ بادشاہ فیصلہ فرماتے گا جو عادل بھی ہے اور بارگاہی بھی ہے) (مختصر ج ۱ ص ۳۳۵)

لما یندوا الخلق لم یغنیہ یعنی اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتا ہے۔ پھر (امت سے کہہ رہا ہے) اولا لا یخزون (کیا تم نصرت حاصل نہیں کرتے) اس کا جواب ہے کہ تمہارے میں یا کر جہاں اور جہاں جانے کے بعد کیسے زندہ ہوں گے۔ ان لوگوں کو بتایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ فرمایا وہی وہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس میں فرمایا وهو الذی یسلو الخلق لم یغنیہ وہو یفوز علیہ (اور وہی اولیٰ اور یہی فرماتا ہے کہ وہی وہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے زیادہ آسان ہے)

یہ امر حق کر لیا ان کی کجی کے اعتبار سے فرمایا ہے کہ جس نے کجی یا بد فرمایا ہے اسے تو تمہاری کجی کے مطابق وہی بد فرمایا کرنا آسان ہو جائے چلا کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کا حکم کی وجہ سے انہوں پر رہا ہے۔

انکہ بعد اللہ ایمان والی تمہاری بڑا کا ذکر فرمایا لینسوی ظہن امسوا وعلو الضلالت بالقیسط (اے کائنات ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ جلد سے جو ایمان لائے اور ایک عمل کے کو ظہن کھڑو انہم شراب من حمیم وغداً ینم اسما کھڑو) لینسوی ظہن امسوا (اور جس لوگوں نے کفر کیا انہیں کھڑو اور گرم پانی پینے کیلئے ظہن امسوا کہنے والے کہ خطاب ہے اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے) سورہ کو میں اس کو کھڑو ہونے گرم پانی کے بار سے گرم فرمایا ہے وسلوی امسوا حمیم الظلم انما غیم (اور ان کو گرم پانی پلایا جائے گا۔) جہاں کی آسمان کا کائنات (الکائنات)

هو الذی جعل الشمس ضیاء والنمر نوراً وقدرۃ مناراً لیتعلموا عدۃ السینون والجباب

نہ وہ ہے جس نے سورج کو روشنی بنایا اور چاند کو نور بنا دیا اور اس کے لئے حوٹیں مقرر فرمادی تاکہ تم زمین کی کجی جانے اور سورج کو سمجھ کر ان

ما خلق اللہ ذلک الا بالحق یفصل الایۃ لعلکم یعلمون (۱) ان فی اختلاف الیل

یہ بھی نہ ہے حق ان کے ساتھ پیدا فرمائی ہیں۔ وہ جاننے والوں کے لئے تمہیں کے ساتھ کجی جان فرماتا ہے۔ یہ ایک بات یہ ان کے

یہ خدا کے اختیار سے بارہ مہینے گزرنے پر فرض ہوتی ہے اور رمضان کا مہینہ بھی پندرہ ہی کے حساب سے نکلا جاتا ہے جو تقریباً سال کا نوواں مہینہ ہے اور حج بھی پندرہ ہی کے حساب سے اور انہی نووں میں گارنٹ گزرتا ہے مدت کے پچیسوں میں بھی گندہ کا اختیار ہوتا ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ چاند کا حساب باقی رہ کر فرض نکلا ہے۔ (گو تاوی معاملات میں شمسی سال سے حساب کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے) پر اگر بارہ مہینہ حلقہ ذلالت اَلَا مَالِحِق (الذی تعالیٰ نے یہ چیزیں پس ہی سے قائم کر دی ہیں انہیں فرمائی ہیں انہی کی تحقیق میں جلی جلی تحقیق ہیں۔

بِفَضْلِ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (الذی تعالیٰ دانش مندوں کے لئے خوب واضح طریقہ پر دلائل بیان فرما رہا ہے)

یہ نکتہ کہ ہم ہیں وہ یہ طوں کا طریقہ اختیار رکھے ہوئے ہیں وہ ان دلائل سے مستفید نہیں ہوتے پھر فرمایا اِنَّمَا هِيَ اَعْلَافٌ مُّجْتَمِعَةٌ وَمَا عَمِلُوا عَلَيْهِمْ اِلَّا سُبُوْرًا وَالْاَرْضُ اَلَا يَاتِی الْغُلُوْمُ بِالْغُلُوْمِ (پادشاہت دان کے آگے چھپتے آتے ہیں اور ان سب چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں میں پیدا فرمائی ہیں ان لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو درجے ہیں کرات کے بعد ان کا آسمان کے بعد رات کا آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا طرک واضح دلیل موجود ہے ان کا الٹ پھیر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اور اس کے اختیار سے ہے اور چاہے تو ان سرحدیں ہو جائے مگر ہمیشہ ان ہی دن دن رات چاہے تو ہمیشہ رات ہی رات رہے لیکن اس نے بدلہ کی مصلحت کے لئے ایسا نہیں کیا آسمانوں میں زمین میں جو کچھ پیدا فرمایا ہے اس کا ایک ایک رونا پہنچا کر دالے کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اس کی وحدانیت کی اور توحید پر حاکم کی کوئی دیتا ہے ان چیزوں کو کہ وہ لوگ نصیحت و مہجرت حاصل کرتے ہیں جو خالق مالک جل مجدہ سے دارتے ہیں اور مکر میں ہیں شان میں کوتاہی ہے ایمان ہے نہ یقین ہے یہ لوگ دلائل سے منکر اور مستفید نہیں ہوتے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَ رَبِّهِمْ اَوْ رَضُوا بِالْحَیْوَةِ الدُّنْیَا وَاطْمَأْنَنُوا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۰﴾

وہ لوگ جو اللہ سے نہیں آگے کی امید نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس پر مطمئن ہو گئے اور وہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں۔

اُولٰٓئِکَ مَا لَهُمْ مِنَ النَّارِ مَا کَانَ لَآئِکُمْ لَیْسَ لَیْسَ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ یَهْدِیْہُمْ رَبُّہُمْ

اچھے لوگوں کا لکھا کہ ان کے اعمال کی وجہ سے سوزنا ہے۔ یہ لکھ کر لوگ ایمان لائے اور ایک قسم کے ایمان کا رب ان کے ایمان کی وجہ

بِاٰیٰتِنَا یَهْدِیْہُمْ ۚ فَجَنِّزْہُمْ اِلَیْہِمْ اَلْاَنْہٰرَ فِیْ جَنَّتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ وَدَعَوٰہُمْ فِیْہَا بِخُبْرٰکَ اَلْاَنْہٰرَ

سے انہیں رہا کر دے گا ان کے لیے چھ مہینے چاروں سال کی رحمت کے دنوں میں سال کے۔ میں میں ان کی یہ بات ہوگی کہ اب اللہ تعالیٰ پاک ہے

وَجَنِّیْثُہُمْ فِیْہَا سَلٰمًا ۚ وَآخِرُ دَعَوٰہُمْ اَنْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳﴾

اور میں میں ان کا خیر نظام ہو گا اور میں کی آخری بات بعد طوبیہ قطع ہوگی۔

اہل مکر کی سزا اور اہل ایمان کی جزا

ان آیات میں اہل توہین لوگوں کے لئے وعید اور فرمائی جنہیں قیامت کا اور وہاں کا کوئی نکتہ نہیں اور دنیاوی کسب کچھ سمجھتے ہیں اور

ہری طرح دعا نای میں ہی لگا رکھا ہے اور اس دعا میں زندگی سے طوفان میں ایسے لوگ ہر روز لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات سے غفل ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ اپنے اعمال کی وجہ سے یہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے وہ ان کا ٹھکانہ ہے انہیں نے اعمال ہی ایسے کئے جو انہیں دوزخ میں لے جائیں۔ یہ مداخل ایمن کو ثابت دلی اور فرمایا کہ یہ لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی وجہ سے انہیں نجات کی راہ دے گا یعنی جس طرح انہیں ان کا ایمان دلی ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا اسی طرح آخرت میں ان کو جنت میں چمکے گا راستہ بتا دے گا وہ اپنی اپنی راہ چل کر اپنے اپنے منازل و مسکن پہنچ جائیں گے۔

یہ حدیث شریف میں فرمادے کہ جتنی وہاں اپنے اپنے گھر ان سے زیادہ بچا لے والے ہو گئے ہیں۔ کوئی ان میں اپنے اپنے گھر ان کے راستہ کی پکارت ہے۔

یہ حضرات انہوں میں ہوں گے جو یحییٰ اور آرم کے باغ ہوں گے ان کا تو سلام ہو گا آخری بات الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہو گی ملاقات کے وقت جو دعائیں تلاوت کیے جاتے ہیں انہیں تہیکہ جاتا ہے یعنی ہوئے انہیں کرتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ہی پاکی پاتا کریں گے یعنی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کہتے رہیں گے اور آخر میں ایک دوسرے سے نصیحت ہوں گے تو یہ کہیں گے۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سب طرح تمہیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہاں کا پروردگار ہے) اصل جنت اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تہیکہ میں ہمیشہ اور ہر وقت مشغول رہیں گے اور وہاں کی جگہ کا ذکر یہ تسبیح اور تہیکہ ہی ہو گا۔

صحیح مسلم ص ۳۴۹ میں ہے يُصَلُّوْنَ السُّبْحَ وَالْمُعِيدَ كَمَا ظَلَمُوْنَ النَّفْسَ ان کی تسبیح اور تہیکہ ایسے جاری ہو گی جیسے (اور ان میں) تہیکہ اور اس میں جاری رہتا ہے یعنی تسبیح اور تہیکہ سے نہ ٹھکیں گے اور نہ اکتائیں گے نہ وقتوں کی مشغوریت انہیں تسبیح اور تہیکہ سے نہ فکر نہ رکے گی۔ جتنے فرشتے تسبیح اور تہیکہ میں لگے ہوں تمام کا تمام اہتمام ہے جس میں ان کا انہیں حکم ہوتا ہے اسی طرح اہل جنت ہر وقت اللہ کی تسبیح اور تہیکہ میں مشغول ہوں گے۔ وہاں کی نعمتیں اور عیب چیزیں مٹا کر کرے گا ان کے لئے جو ان کے لئے ہے جہان اللہ لگا گا۔

تفسیر ابن کثیر ص ۱۵۵ میں حضرت ابن جریر سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی پروردگار پر ہوا ہوگا اور اہل جنت کو اس کے کھانے کی خواہش ہو گی تو وہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کہہ دیں گے ان کی خواہش کے مطابق فرشتے اسے حاضر کرے گا اور جب فرشتے آئے گا تو سلام کے الفاظ ادا کرے گا جس کا وہ حضرات جواب دیں گے جب وہ اپنی خواہش کی چیزیں کھا لیں گے تو آخر میں الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہیں گے۔

لفظ دعا کا ترجمہ مطلق کام بھی کیا گیا ہے اور بعض مفسرین نے بھی چیز کے طلب کرنے کا معنی بھی لیا ہے اور بعض حضرات نے دعا کا ترجمہ بھی کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ کی تسبیح پان کریں گے اور وہ کہیں کہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہیں گے یہ چیزیں حق تعالیٰ کے فضل و کرم کے اعتبار سے دست میں آ رہا ہے اس کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہوا کہ ان کے لئے کسی چیز کی کوئی کمی نہ ہو گی جو ان کی ضرورت کے لئے انہیں نہیں ملنے لگتا کہ ملو پروردگار اب ہم کی بھلائی کے لئے اور حضرات دعا کا جواب دیں گے۔

یہ دعا فرمائی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ سَلَامًا اس کے تمام الفاظ میں ہر سلام آگیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان پر سلام آئے گا جیسے کہ سورہ یحییٰ میں فرمایا سَلَامٌ عَلَیْكَ لَا غَمَ ذِیْکَ وَرَحْمَةٍ اور فرشتے بھی سلام کرتے ہوئے داخل ہوں گے جب کہ سورہ زمر میں فرمایا وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یا خلیلون علیہم من کل باب سلام علیکم وما صنعتکم فہم غفیلون اللہ تعالیٰ اور انہیں میں بھی ایک دوسرے کا سلام کریں گے۔ جنت دار السلام ہے وہاں سلام ہی سلام ہے سورہ انعام میں فرمایا لَا یَسْمَعُونَ فِیْہَا الضَّرَّاءَ وَلَا تَالِیَہَا وَلَا فِیْہَا سُلْسُلًا (وہاں میں

فَقُلْ إِنَّا الْغَيْبُ بِيَدِهِ فَأَنْتُمْ رَوَّاءُ إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝

ترجمہ: بیشک غیب کا علم اللہ ہی کو ہے، سو تم انتظار کرو، میں تم سے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

مشرکین کی گمراہی اور اس کے قول و عمل کی تردید

اس آیت میں اہل تہذیب و تمدن کی گمراہی کا ذکر ہوا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ شانہ کی قہر و کھڑداری سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت کرتے ہیں ان میں بعض چاند اور بھی ہیں جیسے بعض حیوانات اور بے جان بھی ہیں جیسے انسان، دھواں، مٹی، پتھر اور یہ ان کے سمجھنے میں باطل تھی اور ضرور پہنچنے سے باطل ہی عاجز ہیں، جو باطل ضرور کچھ بھی نہ ہو کچھ اللہ کی عبادت نہ کرنا اور اپنے خالق کو چھوڑنا بہت بڑی حماقت ہے اور بہت دور کی گمراہی ہے۔ جب مشرکین کو ان کی گمراہی پر سمجھ لیا گیا تو انہوں نے اپنی حماقت سے یہ کھانا کھانا کھانا اصلی تصور کر لیا کہ اللہ ہی کی عبادت کرنا ہے، یہ ان چیزوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی بارگاہ میں جاری سفارش کر دیں گے مگر اس بارگاہ اور شرک پر ہوتی رہنے کے لئے شیطان نے مشرکین کو یہ سمجھایا کہ مشرکین ہیں سمجھتے رہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو بھی، سنے ہیں اور شرک کرنے سے اس لئے گمراہ کیا کہ ان مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہی چاہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہے کہ شہدائے حق کیا ہمارے ان اعمال کے بارے میں خبر نہیں ہے اور اس میں ہوتا ہوا ان کے کرنے کا اس سے علم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ شرک سے بچا رہا ہے اس لئے اپنے رسولوں کے ذریعہ شرک سے منع فرمایا ہے اور اسے سب سے بڑی نافرمانی قرار دیا ہے اور جن لوگوں کے بارے میں مشرکین نے سنا تھا کہ ان کے عقیدہ میں ہے یہ عقیدہ انہوں نے اپنے پاس سے تیار کیا ہے۔ جو فعل اللہ تعالیٰ کو ماننا ہے اس کے لئے ضرور ہی ہے کہ یہ عقیدہ اور ہر عمل اسی سے معلوم کرے جو اس کی کتابوں اور رسولوں کے واسطے سے معلوم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس کی مخلوق کو شریک بھی کر دیا پھر ان کے بارے میں سفارشی ہونے کا عقیدہ بھی تراشا یہ سب امر گمراہی ہے جن لوگوں نے باطل مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارش کرنے کا واسطہ اور اپنے پاس سے اس عقیدہ کو تیار کیا ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ فَتَحْسَبُونَ أَنَّكُمْ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (آپ فرمادیتے کہ تم اللہ کو عبادت نہ کرتے ہو شہداء سناؤں میں اور زمین میں کیسے جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے تو تمہارے تیار کردہ مشرکوں کو سفارشی نہیں کیا، اس کا ہم پر بھی کوئی پتہ نہ تھا ان میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے سب کا علم ہے ان کے علم میں تو ان چیزوں کو سفارشی ہونا نہیں اور تم ہر دور سے لوگوں کو سفارشی ہیں، جو جی اس کے علم میں نہ آتا ان میں سے نہ زمین میں ہے اور نہ اس کا جو اس کے علم میں نہیں ہے تم اس کے وجود کے کیسے قائل ہو گے، کوئی چیز وجود میں ہو اور اسے اس کا علم نہ ہو تو کمال ہے تم کمال کے پیچھے گئے ہو۔ مطلب یہ کہ تم جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارشی مانتے ہو اللہ تعالیٰ نے تو ان کو سفارشی نہیں بنایا ان کے سفارشی ہونے کا عقیدہ تمہاری اپنی آفٹ اور اپنی تیار ہے کسی عقیدہ کی عمل کو خود سے تیار کر لینا اور اسے اللہ کی رضا مندی کا سبب سمجھ لینا یہ جرم ہے اور گناہ ہے جو خدا کا سبب ہے یہ چیز نجات دینے والی نہیں اور نہ اس میں داخل کرانے والی ہے۔

یَا قَوْمِ لَا تَجْعَلُوا دِينَكُمْ تِلْكَ الْأَفْئِدَةُ الَّتِي لَا تُنْفَعُ وَلَا تُضُرُّ وَلَا تَنْجِي ۚ سَلْكُمْ فِيهَا مَوْلَىٰ ۚ وَإِنَّكُمْ فِيهَا لَمَكِينُونَ (اور ذات پاک ہے اور اس سے رتر ہے جو وہ شرک کرتے ہیں) یَا قَوْمِ لَا تَجْعَلُوا دِينَكُمْ تِلْكَ الْأَفْئِدَةُ الَّتِي لَا تُنْفَعُ وَلَا تُضُرُّ وَلَا تَنْجِي ۚ سَلْكُمْ فِيهَا مَوْلَىٰ ۚ وَإِنَّكُمْ فِيهَا لَمَكِينُونَ

کا یہی ہے، یہی قیاس تھا تھا، یہی اسلام ہے، تھے یہ لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور بہت سے لوگ ایمان کو چھوڑ کر کافر ہو گئے اور بہت سے لوگ کافر تھے لیکن مشرک بھی ہو گئے۔

حضرت قتادہ سے تحریر اور مؤرخین ۳۳۳ھ میں نقل کیا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہ السلام کے وہاں جہنم تھیں یہ سب جاہلیت ہے حق شریعت ہے، ان لوگوں نے اختلاف کی راہیں نکالیں اور بہت سے لوگوں نے وہی حق کو چھوڑ دیا جو موسیٰ کا فرما رہا تھا کہ تم تمہاری عبادتوں کے لئے صرف نوح علیہ السلام کی طرف رجوع کرو، جن لوگوں کی طرف رجوع ہوئے ان کی بہت پرستی ہو رہی تھی کہ ان کے پاس کھانا اور سوخا نوح علیہ السلام میں ذخیرہ ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے گھر چلنے والے تھے کہ وہ پھر پہلے لوگ مشرک ہو گئے تھے مشرک خطاب کے مستحق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ عمل سے پہلے مشرکین پر خطاب نہیں بھیجا جاتا اس کے بارے میں فرمایا:

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رِزْقِكَ فَتَنَّا لَبَسْتَ عَلَى الْفَالِطِينَ - اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے سے بات نہ ہو جیسی ہوتی تو ان کے درمیان اس چیز میں فیصلہ نہ پکا ہوتا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور ان کی بات ہے جو پہلے سے ہوتی جیسی ہے اس کے بارے میں محدود اقوال ہیں۔ اولیٰ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست کے لئے جو ایک اصل مقرر فرمادی ہے اس اصل سے پہلے ہلک نہیں فرمائے گا اور مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اصل مقرر نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دیتا کہ کون سا (جھٹلانے والوں) پر خطاب بھیج دیتا اور تمہیں حق اور اصل کا فیصلہ ہوتا لیکن اصل کفر ہلک ہو جاتا اور اصل ایمان باقی رہ جاتا۔ دوم: حضرت موسیٰ نے آیت کا مطلب بتاتے ہوئے پادشاه فرمایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ سے پہلے سے یہ بات ظاہر نہ کی ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے ثواب اور عذاب کا فیصلہ نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ فیصلہ قیامت کے دن ہوگا اس لئے، چنانچہ میں یہ فیصلہ نہیں کیا جاتا کہ ثواب والوں کو نہیں جہنم دے گا اور مستحقین عذاب پر نہیں عذاب آجائے۔ سوم: تیسرا قول مفسرین سے نقل کیا گیا ہے جو دل کو نہیں لگا لیتا مگر اس نے اس کا ذکر چھوڑ دیا۔ یہ مضمون سورۃ بقرہ کی آیت کان الناس لئفۃ واحده کے ذیل میں بھی گذر چکا ہے مراجعت کر لی جائے۔

پھر فرمایا وَمَنْ يَلْمِزْهُمْ فَيَلْمِزْهُمْ لِيَوْمِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (اور وہ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کہیں ہزار نہ ہوئی) لیکن تم جو مجھ کو لکھتا جا رہے ہیں اس کا تصور کہوں نہ سنا؟ چونکہ ایمان نہ آتا نہیں جانتے تھے اس لئے انکی باتیں کرتے تھے مطالب حق کے لئے ایک ہی جملہ نکالی ہے۔

پھر سے بہت دیکھے لیکن فرمائی مقررہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ کسی کا پتہ نہیں ہے جو لوگوں کی مرضی کے مطابق مجھ سے ظاہر فرمائے، پھر یہ بھی سمجھ لیں جانتے کہ سب جہنم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنے کو فرمائی مقررہ دیکھ رہے تھے ایمان نہ آتا تھا کہ وہ جانتے تھے۔ لہذا ان کے مطابق مجھ کو پیچھے میں بھی اللہ تعالیٰ کی مقررہ ہے۔

پھر فرمایا قُلْ إِنَّمَا الْخَلْقُ لَدُنَّ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا خَلْقٌ مِمَّنْ يَفْقَهُونَ ذَا الَّذِي يَدْعُونَ لِيُخْلِقُوا لَهُمْ جَسَدًا إِنَّهُمْ شَاقُونَ (آپ فرما دیجئے کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے جو تم کو سمجھ رہا ہے میں بھی تمہارے ساتھ نظر ہوں) اللہ ہی کو معلوم ہے کہ تمہاری فرمائش پوری ہوتی ہے یا نہیں؟

اور بعض مفسرین نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ تم نے موجودہ مخلوقات کی قدرت کی عواہد بیان نہ کرائے بلکہ عواہد خدا کی جہ سے فرمائش مخلوقات کے بارے میں کہے کہ تمہارا یہ کفر اور عداوت اللہ تعالیٰ کا باعث ہے۔ قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ تم پر کب عذاب آجائے گا لہذا تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کروں گا۔

إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ غَافِلِينَ ﴿٦٠﴾ هَذَا لِكَيْ تُبْلَوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا نَسَقَتْ وَمُرُدًّا إِلَىٰ

اپنے پروردگار کی عبادت سے غافل بننے کے لیے۔ تاکہ ہر نفس کو اس کے لیے جو کچھ چاہے اور جس کی طرف لوٹے۔

اللَّهُ مَوْلَاهُمْ الْحَقُّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٦١﴾

اللہ ہی ان کا مالک ہے۔ ان سے ان کے لیے جو کچھ چاہے اور جس کی طرف لوٹے۔

باطل معبود اپنے پرستاروں سے نہیں گئے کہ ہم تمہاری عبادت سے غافل تھے

اس آیت میں دو قوموں کا ایک خطر بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنی ذلت پر غور نہیں کرتے۔ جو کہ سب اشیاء پر غور کرنے سے منع ہونے والوں میں سے ہیں۔ ان میں سے اکثر مشرکین بھی۔ مشرکین میں سے یہ بات کہہ سکتے تھے کہ وہ بھی حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ شرک کرنے والوں کو تمہارا تہوار ہے۔ معبود جن کو اللہ تعالیٰ نے سوچا ہے کہ اسے تعالیٰ جگہ پر ختم ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کے درمیان جدائی کر دی جائے گی۔ ان مشرکین میں سے یہ بات کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنی پرستش کرنے والوں سے نہیں گئے کہ تم ہماری عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں سے کہاں خود ہم تمہارے پرستار تھے۔ اس پر ان کے معبود کہیں گے کہ تم سے اور تمہارے درمیان اللہ کا وہ ہے ہم تمہاری عبادت سے غافل تھے۔

بعض مشرکین نے یہاں یہ اشکال کیا ہے کہ وہی کی بات کا یہ ہم ہیں اسے سمجھتے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ کیا اشکال ہے۔ ان سے یہ کہہ کر مشرکین سے کہہ دینے کی توجہ سورہہ فتح میں موجود ہے کہ اسی ذیل میں یہ بات بھی آئی کہ جو اللہ تعالیٰ کو اس بات پر کہہ دیا کہ میں نے تمہاری عبادت سے غافل تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کو کوئی کے طور پر پیش کرنا بھی جوتے ہوگا۔ ہر صورت مشرکوں اور ان کے معبودوں کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہو جائے گا۔ (خود ایک ہی طرف سے ہوں جیسا کہ قرآن سے ان کا تعلق تھا اور بہت جلد دور ہو گئے تھے اور واضح ہو جائے گا کہ مشرکین کا کوئی خدا نہیں ہے۔ جن کو ان کو بتا دیا کہ ان کی حق کی اور ان میں ان کے گھر اپنے عبادت گزاروں سے جدا ہو چکے ہوں۔ ان کی سورہہ الاحقاف میں صاف صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اللہ تعالیٰ سے جدا کر دیا۔ لَقَدْ أَنْفَضَ إِلَهُكُمْ وَهْلَكُمْ فَانْصَرَفُوا (اور تم تمہارے پروردگاروں کی شفاعت کرنے والوں کو ان سے الگ کر دیا۔ ان کی نسبت تم دعویٰ کرتے تھے کہ تمہارا ہوا ہے اس میں شریک ہیں۔ واقعی تمہارا ان کی کا تعلق ختم ہو گیا۔ تمہارا دعویٰ ہی سب کی گواہ ہو گیا۔)

آخر میں فرمایا ہذا لئلا تظنوا انکم مفلحون۔ اس میں بھی دو قوموں پر غور کرنے کے ہوتے۔ اہل کو باقی لے لے کر یعنی ہر ایک کے اپنے اپنے عمل کا نتیجہ سامنے آنے کا جس میں مشرکین کے شرک کی حقیقت نکل جائے گی اور انہیں معبود ہونے کا کہہ سکتے ہیں۔ ان کی عبادت کرتے تھے ان سے کہیں جو کچھ ان کی عبادت کی وجہ سے آتا تھا۔ ان کے خلاف ان کے لیے ان کو ان کی ساری آزمائشیں ختم ہو جائیں گی اور انہی تعالیٰ کی طرف لوٹنے کے ہائیں گے جو حقیقی پروردگار ہے۔ اور جو ہر جگہ پر ہے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کو معبود ہونا ہے۔ وہ سب کا مالک ہے۔ اور ان کو بھی کام نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کا سوا ہی ہے۔ ان کے تعلق سے اور وہ جو ان کی طرف سے لا مولا ہی لہذا فرمایا۔ ان کو مولا نہ کہہ سکتے تھے۔ ان کی طرف سے ان کی کوئی دعا نہ ہو گی۔

قُلْ مَنْ يَرْثُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْنُ يَمْلِكُ السَّحَابَ وَالْأَبْصَارُ وَمَنْ يُخْرِجُ

آپ کو، جسے اللہ نے زمینوں سے رزق دیا ہے۔ یہ وہی ہے جو کونوں اور آنکھوں کا ملک ہے اور وہی ہے جو

النَّحْلِ مِنَ الْمَيْتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ

نعم و حمد سے اور حمد و ثناء سے لگاتار ہے اور وہی ہے جو تمام کائنات کو قیام دے گا۔ اور وہی ہے جس نے نہایت ہی

قُلْ أَكْفَرًا عَتَقُونَ ۖ قَدْ لَكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ الْحَقُّ ۚ قَالَا مَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۚ فَأَنَّى تُصِرُّونَ ۝

آپ کو کہہ دیجئے کہ اگر تم کو کچھ نہیں ڈرتے تو اللہ تمہارا حقیقی رب ہے۔ سو یہ حق نے جو تمہاری بات چیت سے "بے جا نہیں بلکہ بے جا ہے اور

مشرکین سے سوال کہ تمہیں کون رزق دیتا ہے اور تمہارے کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے

اور تمام کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟

دیا جس جو لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کو انہی تعالیٰ کا شریک بنا کر کعبے اس کے در سے میں ارشاد فرمادیا کہ ان سے

اور وقت فرمائیے کہ آسمان اور زمین سے تمہیں کون رزق دیتا ہے اور تمہاری سنتے کی قوت اور اور دیکھنے کی قوت کا مالک کون ہے یعنی

تمہارے کانوں اور آنکھوں پر کیسے اور اختیار ہے کون ہے جس نے یہ چیزیں تمہیں دی ہیں اور جو اس کی طاقت فرما ہے وہ وہ چاہتا

توان کو سب کر لیتا ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ مردہ سے زندہ کو کون نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو کون نکالتا ہے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ عالم میں جو

تصرفات ہیں ان کی تدبیر کون فرماتا ہے؟ جب ان لوگوں سے یہ سوالات کر کے تو ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں ہو سکا کہ

ان افعال کا مالک اللہ اور ان صفات سے متعلق صرف اللہ ہی ہے۔ جب وہ یہ جواب دی تو آپ فرمائیے کہ پھر تم اس رزق کی

خلاق اور مالک سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اس کو چھوڑ کر جو مردہوں کی عبادت کرتے ہو وہ تمہارے نزدیک بھی بے اختیار ہیں۔ ان کی

عبادت کیوں کرتے ہو؟ وہ ذات پاک جس کی وہ صفات ہیں جو وہ چاہے کر کی گئیں ہیں وہی واقعی اور حقیقی رب ہے۔ اس کے مالک

اور سب حقیقی ہونے کا اثر اس کی کرتے ہو اور پھر مردہوں کی عبادت کرتے ہو۔ تو سراپا کفر ہی ہے اور حق کے بھوکرائی کے سوا وہی

کیا کیے؟ ہوتے ہوئے کفر ہی میں جسے سب سے بڑی حماقت ہے۔ حق کو چھوڑ کر کہاں چلے جا رہے ہو؟ (محل کو چھوڑ دینی کی طرف

دلائل آقا حق اور مثال یعنی حق اور کفر ہی کے درمیان کوئی چیز نہیں ہے۔ جو حق سے دور ہو کفر ہی ہے۔ دونوں میں تھک رہے۔ حق اور

کفر ہی دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

کَذَلِكَ حَقَّتْ لِرَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَهْلُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ

یہ امر ثابت ہے کہ اللہ نے اپنے حق و انصاف کو سچائی کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک ایسا خدا نہیں ہے۔ آپ فرمائیے کہ تمہارے شرکاء میں

ہُنَّ يَسْبُدُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ يُبْدِئُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ۝

انہی میں سے جو مخلوق کو پیدا کرتے ہیں اور پھر اسے دوبارہ پیدا کرتے ہیں۔ سو یہ اللہ ہی ہے جو پہلے مخلوق کو پیدا کرتا ہے اور پھر اسے دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ سو یہ

فصل اول در بیان کلیات

جب قرآن کی پہلی جارت ہوئی تو قرآن نے اگلے یعنی سید عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جارت بھی چاہت ہوئی اس کے بعد فرمایا کہ میں ان لوگوں نے ایسی چیز کو چاہا یا چاہا کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہے۔ قرآن کو سمجھنے نہیں اور نہ سمجھنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ مگر اگر کہتے تو اس کی حقیقت اور حقیقت سمجھ میں آتی تھی اب سمجھانے پر کہے ہوئے ہیں تو اس سمجھانے کا نتیجہ کچھ نہیں گئے۔ یعنی ان کی کھڑی بکار کا یہ کام نہ سنے آجیگا۔ وہ جس میں دلیل اور دلائل ہوں گے اور کلمہ پر مبنی کی جہ سے آخرت میں دلائل خدا اب میں جھکا ہوں گے ان سے پہلے کھڑی بکار نہ کرے۔ انہوں پر خدا اب آپ کا ہے۔ کچھ سمجھنے میں کا انہما کیا ہوا اور پھر فرمایا ان میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس میں اتھرتھرت ہوئی کہ اتھرتھرت ہے کہ آپ اپنے کام کے جانیں۔ بہت سے لوگ وہ ہیں جنہیں ایمان لانا نہیں ہے آپ کو نتیجہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ایمان نہ لائے گا اس کی مزاحمت کے لئے اللہ تعالیٰ مسدود ہی کو خوب چاہتا ہے۔ وہ اس کے آخری سزا دے گا۔ حرج فرمایا کہ یہ لوگ جو کھڑی بکار پر مصر ہیں جسے قائم ہونے پر بھی نہیں آتے اور آپ کی قسم جی نہیں کرتے تو ان سے فرما دیجئے کہ میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے تم میرے مٹنے سے بڑی ہو کر تمہارے مٹنے سے بڑی ہو کر سمجھو میرے عمل کا ثواب ملے گا تمہاری بد عملی کی سزا جہنم کے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَهْزِئُ بِكَ أَمَّا تَسْمَعُ أَفَمَنْ يَلْمُكَ لَو كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٠﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اس طرح کے نظریات جو کہ ایک طرف تو انسانی وجود کی تاریخی و کھوپڑی کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف

تَنْظُرُ إِلَيْكَ. أَأَنْتَ تَهْدِي الْعَمَىٰ وَلَوْ كَانُوا لَا يَتَّبِعُونَ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُظْلِمُ النَّاسَ

1. *Phragmites australis* (Cav.) Trin. ex Steud.

مَنْ أَكَلَهُ أَنْتُمْ تَطْلُوتُونَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ كُنُوزًا لَهُمْ خَالِدَةً ۖ إِنَّكُمْ أَجْمَعُونَ

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

[illegible]

$\frac{1}{x^2} = x^{-2}$

وېبپاڼه: www.iranicaonline.org | اړيکونه: info@iranicaonline.org | www.iranicaonline.org

اور اگر کسی نے یہ سچا کہا تو اسے سزا دی جائے گی۔ یہی سچا ہے جو کہ اس نے کہا ہے۔

عن أبي بصير عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: من أحب أن يحسن عيشه فليحسن عيشه في الدنيا.

اس کے بعد قیامت کے دن کھانکے منظر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **وَيَوْمَ يُخْفَرُ لَهُمْ جَهَنَّمَ كَأَن لَّمْ يَلْبَسُوا شَيْئًا** (اور انہیں جہنم دکھائی دے گی جیسے کہ وہ اس میں اندھن کو کھینچ کر لے گئے تھے) اور ان کے ایک حصہ میں صرف ایک گڑی گھسے ہیں جن میں ایک دوسرے کو کھینچتے ہوں گے (یعنی جب وہیں حاضر ہو گئے تو جو دنیا میں کسی گڑی گھسی اور بڑی گھسی جو عرصہ دراز تک رہے تھے اس سہارے کی حالت کو انہیں سمجھیں گے کہ گویا ہم صرف ذرا سی ہی دنیا میں رہے اور بڑی گھسی، یہ قیامت کے دن کی گھسی کو دیکھ کر دنیا اور بڑی گھسی کی مدت دراز کو بھول کر انہیں سمجھیں گے کہ گویا دن میں سے صرف ایک گڑی سی ہی دنیا گزاری ہے۔

۱۰۔ **وَيَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْجَارُ عَنْ عَصَاهُمْ** (اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر جس قسمیں کھائیں گے ہم ایک گڑی سے زیادہ نہیں، یہ ایسے جو فرمایا کہ انہیں میں ایک دوسرے کو کھینچتے ہوں گے۔ یہ کھینچنا صرف کھینچنے کی حد تک ہوگا۔ انہیں میں ایک دوسرے کی کوئی نہ دھکیں کر رکھیں گے۔ وہ تو کب ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے پر چھٹکارا دیں گے۔ اور سارے تعلقات وہاں ٹوٹ جائیں گے۔ پھر فرمایا **فَلْيَحْشَرُوا الْفِتَنَ كَذِبُهُنَّ وَآفَاتَهُنَّ وَفُتْنَهُنَّ**۔ جن لوگوں نے فتنہ کی ملامت کو اچھا یا بُھائی قیامت کے دن کا کھڑا رہا ہے اور جڑ امر کا اٹھارہا یا بڑا لوگ نقصان میں پڑ گئے اور اپنی جانوں کو ہلاک کر دیا۔ دنیا میں جان سے بے وفائی ہوئے آخرت میں شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

پھر فرمایا **وَأَعْلَوْا تِلْكَ الْفِتْنُ تَعْلَمُونَ** (اور سو فیصلت اٹھانے جہنم) اور جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اگر اس میں سے تموز اس حد تک کہ آپ کو دکھادیں یا تم آپ کو فتنہ سے دور رہنے سے ہی پاس میں سب کو آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو عذاب میں مبتلا کئے جانے کی وجہ سے نازل ہوئی تھی جس سے ان کے بارے میں فرمایا کہ جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تموز اس عذاب اگر ہم آپ کو دکھادیں یعنی آپ کی حیات ہی میں اس کا نزول ہو جائے یا ہم آپ کو اس سے پہلے وفات دے دیں سو یہ دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ آپ کے سامنے ہی عذاب آجائے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ کے بعد ان پر عذاب آئے یعنی دنیا میں عذاب آجائے اور انہیں دیکھیں، ہمارے پاس ان کو آتی ہے جو جو عذاب ہے (یعنی آخرت کا عذاب) اس میں تو یہ منکر اور کفر کو جہنم دکھائی دے گا۔ **فَلْيَحْشَرُوا عِلَى مَا يُفْتَنُونَ**۔ پھر یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کو ان سب کا علم ہے وہ اپنے علم کے مطابق جلد سے گا۔

پھر فرمایا **وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولَهُمْ لَقِيَهُمْ لَظْفُظًا وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ** (کی قیامت کے دن ہر امت کا رسول موجود ہوگا۔ جو نہاں میں ان کی طرف سے ہوتا تھا۔ انہیں موجود ہوں کی دوران کے رسول بھی موجود ہوں گے جو اہل فکر کے فکر اور اہل ایمان کے ایمان پر گواہی دیں گے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ اس آیت کا یہ مفہوم سورہ نساء کی یہ آیت **لِكُلِّ أُمَّةٍ جَاءَتْ خَلْقٌ أَهْلُهُمْ** اور سورہ زمر کی آیت **وَجَاءَتْهُم بَاسْتِغْنَاهُمْ وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ** کے موافق ہے اور بعض مفسرین نے آیت ہا کا یہ مطلب بتایا ہے کہ دنیا میں رسول امتوں کے پاس آئے ان کی باتوں سے کھنڈ جب کی اور اس کی کھنڈ جب پر جو ان پر عذاب آیا اس آیت میں اسی کا ذکر ہے مطلب یہ ہے کہ ہر امت کے لئے ایک ظہیر ہے۔ وہ ظہیر جب ان کے پاس آجائے اور ان کا کام پہنچا دیتا ہے پھر اس کے بعد کچھ لوگ ماننے میں اور کچھ لوگ نہیں ماننے تو آگے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اہل ایمان کی نجات ہو جاتی ہے اور کافر ہلاک کر دیے جاتے ہیں اور کسی پر ظلم

وَلَكِنَّ الْكُفْرَ هُمْ لَا يَعْلَمُونَ لیکن انکار لوگ نہیں جانتے جو کجاست کے لئے میں ایک کرتے ہیں۔ عَمُوْا مُخْصِيْنَ وَبَعِثْتُ
وَالِهَهُ فَرَجَعُوْنَ (وہ زندہ فرماتا ہے اور صحت پاتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے) اس میں مگر میں بعثت کے اعتبار کی تردید
ہے جو میں کہتے تھے کہ صحت کے بعد کیے زندہ ہوں گے اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے اور صحت پاتا ہے اور یہ تمہاری فکروں کے سامنے
ہے اسی سے کچھ اور کد صحت کے بعد بھی زندہ فرمائے گا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے اور دلی چیز آئی ہے جس میں سبوں کے لئے شفا ہے اور ہدایت ہے
وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵﴾ قُلْ يَفْضِلُ اللّٰهُ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلُ ذٰلِكَ فَلْيَتَوَخَّوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْعَلُوْنَ ﴿۶﴾
اور رحمت ہے مومنوں کے لئے۔ آپ فرمادیتے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے پہلے یہ چار سو سال پہلے توئی ہیں یہ اس سے بہتر ہے جو مصلح کرتے ہیں۔

قرآن موعظت ہے، سبوں کے لئے شفا ہے اور ہدایت و رحمت ہے

مگر میں سے خطاب کرنے کے بعد مومنین کو خطاب فرمایا لیکن اے مَنِيْهُنَّ اُنَّس سے شروع فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب
تجلی کی ہے اور ہدایت نازل فرمائی ہے وہ تمام انسانوں کے لئے ہے سب انسان اے قول کریں۔ جن لوگوں نے اے قول کر لیا ان کے
لئے خوشخبری ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام اور رحمت و کرام پر خوش ہونا چاہئے کہ جس اللہ نے وہ جو موعظ فرمایا جس کے مقابلہ میں
ساری دنیا بچا ہے۔ دنیا میں لوگ جو کچھ سمجھتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے انعام کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ قرآن مجید کو موعظت
(نصیحت) اور سبوں کے لئے شفا اور مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت بتایا۔ موعظت کا معنی نصیحت کو کہتے ہیں جس میں براہین کو سمجھانے
اور کام پر عمل کرنے اور حکام اطاعت اور محاسن اعمال اختیار کرنے کی تلقین اور تعلیم ہو اور آخرت کے احوال اور سوال کی تدبیر ہو۔ قرآن
مجید میں بار بار سب امور کے اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

قرآن مجید کو جِلَّةُ اَلْمَنَامِ الطُّفُوْر بھی فرمایا لیکن اس کے ذریعہ دلوں کی بیماریوں کا علاج ہوتا ہے اور جو شخص اس کی ہدایت پر عمل
کرے اس کا دل دماغی بیماریوں سے شفا پاتا ہے۔ خدا کیونکر بھلائی خود پسندی اور حب دنیا اور سب امور جو انسان کے
دل کو جا کرتے ہیں قرآن مجید میں ان سب کا علاج ہے اس علاج کو اختیار کر کے شفا حاصل ہوگی۔ نیز قرآن مجید کو ہدایت اور رحمت بھی
فرمایا اس میں اَفْضَلُ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ کا اضافہ فرمایا۔ قرآن مجید ہدایت اور رحمت تو سب کے لئے ہے لیکن چونکہ اس سے اعلیٰ ایمان ہی مستفید
ہوئے ہیں اور اسے اپنے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت بنا لیتے ہیں اس لئے نصیحت کے ساتھ ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہونے کا
تذکرہ فرمایا۔ یہاں ایسی ہے جیسا کہ سورۃ فرقہ کے شروع میں قرآن کے لئے فَهُدًى لِّلْكَافِرِيْنَ فرمایا ہے جو یہ فرمایا کہ اللہ کے فضل اور رحمت
پر خوش ہو جائیں۔ صاحب دارک المثل نے بھی قرآن مجید پر انعام و کرم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے فضل فرمایا کہ
قرآن مجید نازل فرمایا اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی جو رحمت عظیمہ ہے اور انعام بزرگ انعام ہے۔ اللہ کے فضل اور رحمت پر خوش
ہونے کا حکم فرمایا کہ کہ بہت دینی عقیدتیں ہیں ان میں پریشانی بھی خوش کی جاسے اور سرست کا اظہار کیا جائے کہ ہے نہ انہیں ہدایت ہے نہ
اور آخرت میں نعمتوں سے بلا مال ہو اس پر خوش ہونا اور چیز سے اور دنیاوی نعمتوں پر اترنا اور سری چیز ہے۔ مگر چیز کا حکم دیا گیا ہے اور

دوسری چیز سے منع فرمایا گیا، یہاں پر اترنا مست ہوا اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھلا دیتا ہے اور اس میں دوسروں کی حقیر بھی ہوتی ہے اس لئے اس سے منع فرمایا گیا کہ سورہ انعام میں ہے **حَتَّىٰ يَظَاهِرُوْهُمَا** اُنکو آغوشِ بغض سے دوسروں کے حصص میں فرمایا بظلالِ لغو لغو لا ظفر **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ** ظالمین آخرت سے متعلق اہل اور حق میں بغض ہونے میں چونکہ جب دنیا کا کل نہیں اور اللہ تعالیٰ کی فکر کرنا ہی کا اور یہ ہے اس لئے نمود ہے امت با میں اسی کا حکم فرمایا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ اہل دنیا جو کوئی شیخ کرتے ہیں تحت اسلام اور تحت قرآن کے سامنے اس کی کچھ بھی مثبت نہیں کیونکہ دنیا تھوڑی ہے اور فانی ہے۔

قُلْ اَرَاَيْكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلٰلًا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ

آپ فرما، جبکہ کرم کا جو رزق اللہ نے تمہارا دے گا، اہل فرمایا تم نے اس میں سے کوئی چیز کو حرام اور حلال کو حلال کر لیا، آپ فرما، جبکہ کرم کے حصص

اَكُوْنَ لَكُمْ اَمْ عَلٰی اللّٰهِ تَتَكَبَّرُوْنَ ۝ وَمَا ظَلَمُ الَّذِيْنَ يُفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ

اس کی اہانت ہی ہے یا اللہ پر فخر کر کے ہوں اور قسمت کے دن کے بارے میں ان لوگوں کا کہا نہیں ہے بھلا ہے

الْقِيَمَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلٰی النَّاسِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

محبت دہانتے ہیں۔ یا اللہ کو فخر کرنے والے ہیں اور ان میں سے بہت کم شکر دہانتے ہیں۔

اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے

اللہ جل شانہ نے بندوں کو یہاں فرمایا ان کو مذکور بھی حکم فرمایا ان کی جاہلیت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو سمجھاتا فرمایا اور اپنی کتاب میں نازل فرمایا کہ اللہ کے رسولوں اور اللہ کی کتابوں نے احکام بتائے اور حلال حرام کی وہ خصوصیات بتائیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں خاتم الانبیاء و سید المرسلین اللہ علیہ السلام پر یہ کمال فرمایا اور آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا قرآن وحدیث میں حرام و حلال کی خصوصیات موجود ہیں۔ شریکین نے جو اپنی طرف سے حرام و حلال کو جو کر دیا ہے اس کی بھی تردید فرمائی اور مستحکم پر علی صلب اصول اور اسلام کے لئے بھی غلطی فرمادی کہ اللہ تعالیٰ کی جاہلیت سے ہمت کر اپنے طور پر حلال و حرام قرار دیں اور واضح طور پر بتا دیا کہ تحلیل تحریم یعنی حلال و حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے بندوں کو اس میں دخل دینا حرام ہے اور موصول ہندگی کے خلاف ہے۔ اللہ نے جو رزق نازل فرمایا ہے تم نے اس میں سے بطور غلو بعض کو حلال اور بعض کو حرام کیوں قرار دیا اللہ تعالیٰ کا حق تم نے کیسے استعمال کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تحلیل تحریم کی جاہلیت دی ہے یا اللہ پر محبت دہانتے ہو۔ حلال وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ حلال قرار دے اور حرام وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ حرام قرار دے۔ تمہارا دینے یا نہ دینے کو اس کے حلال یا حرام پر ہرگز اثر نہیں ہے۔ جو کچھ اس نے حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے۔ جو کچھ اس نے حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے۔ تم کہتے ہو اس کا حق ہے کہ یہ تحلیل تحریم اللہ نے کی ہے کہ کچھ تحلیل تحریم کا حق ان کو ہے۔ حلق کے حرام کہنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوا بلکہ اور حلق کے حلال کہنے سے حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی۔ شریکین عرب نے بعض جانوروں کو حرام قرار دے رکھا تھا جس کا ذکر سورہ ناعہ کی آیت **فَسَابِعُضُ اللّٰهِ مِنْ سَبْعِ مِثْقَالٍ** کی تیسرے میں سورہ انعام کی آیت **وَقَالُوا لَعْنَةُ اللّٰهِمْ وَحَزَنٌ جَعَلَهُمُ الْاٰلِهَةَ** کی تیسرے میں گردہ کا ہے۔ مستحکم پر علی صلب اصول اور واقعہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے تحلیل تحریم کو راست یا باغیہ طور پر نہایت میں لے کر رکھا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو عقیدہ تو حلال کو حرام نہیں سمجھتے لیکن ان کا کل

اس میں ایمان کے سحر سے بکھو پر شبیہ تانے میں جس کوئی شیعہ یہ بتایا ہے کہ راستہ سے تکلیف دینے والی چیز چھوڑ دی جائے اور خصوصیت کے ساتھ کیا کو ایمان کے شعروں میں شمار فرماتا ہے بروہ عمل جو ایمان کے تقاضوں کے موافق ہو اور اللہ کی رضا کے لئے ہو وہ سب قریب خداوندی اور خدا کے اہلی کا ذریعہ ہے۔ اولیٰ ایمان کی طرف میں جو **الَّذِينَ آمَنُوا** فرمایا ایمان کے تمام تقاضوں کو شامل ہے۔ فراموشی سے لے کر سختیاں تک جو بھی کرنے کے کام ہیں وہ سب اللہ کا قرب حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں۔ یہ ایمان کے تقاضوں کا ذکر ہوا میں عمل کرتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے تقاضے بھی ہیں جن کا تحقق ان اعمال سے ہے جن کے ارتکاب کرنے سے منع فرمایا ہے اس کو **وَالَّذِينَ آمَنُوا** یعنی میں ایمان فرمایا۔ حرام سے لے کر مکروہ و مکرہ تک جو اعمال ترک کرنے کے ہیں ان سے بچنا بھی رضائے الہی کا ذریعہ ہے۔ ہر پرہیزگاری ہے ایک حدیث میں ہے: **هِيَ الْمَحْلُومُ تَكُنْ عَبْدَ اللَّهِ** کہہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا کیا کرنے سے دوسروں سے بڑھ کر عبادت گزار ہوگا (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۴)

جو شخص اس صورت میں عمل کرتا ہے اور خیریات سے بچتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا اہتمام کرتا ہے جسے **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** میں ایمان فرمایا ہے ایسے شخص کا اپنے آپ کے عمل کے اعتبار سے قرب الہی حاصل ہوگا اور اس سے بڑی دلائل حاصل ہوگی۔ جس وجہ کے اعمال ہوں گے اور جس قدر دنیاوی اشغال و انکار سے ذہن فارغ ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے ملنے والی اس قدر قرب پائیگی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

جنگ بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اِنَّ اللَّهَ تَعَالٰی قُلٌّ مِنْ عَادِي لِيْ وَلِيَا لِقَدِّ الْفَتْحَةِ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيْ عِبْدِيْ يَنْسِي اَحَبُّ اِلَيْ عِبَادِ اللَّهِ رَحْمَةً عَلَيْهِ وَمَا زَالَ عِبْدِيْ يَقْرُبُ اِلَيْ بِالْوَالِ اَمَلٍ حَتَّى اَحْبَبَهُ فَاِذَا احْبَبْتَهُ لَمْ يَكُنْ سَمْعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَبَدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهَا وَرَجْلُهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا**۔ (ارشاد خداوندی ہے جس نے میرے کسی بھی سے عبادت کی میری سے امتحان جنگ ہے۔ اور بندہ میرا سب سے زیادہ قرب فرمائے گی اور اللہ کی کفر سے حاصل کرتا ہے۔ نیز بندہ فرائض کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکارتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے) یعنی میری توفیق سے اس کے اعضاء اور روح میری مرضی کے مطابق کام کرنے لگ جاتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب فرمائے گی اور اللہ کی کفر سے حاصل ہوتا ہے اور فرائض کے ذریعے بھی قرب سے بڑھتا رہتا ہے ان امور کو سامنے رکھ کر کھانا پانا جانے کا ذریعہ فرائض، واجبات اور مستحبات اور دن رات اور اجتماع ملت کے اہتمام اور ترک منیات کا نام ہے یہ لوگوں میں مشہور ہے کہ وہی وہ ہے جس سے کوئی راستہ صاف ہو یا مسووفہ کے کسی حسد میں اہل ہو یا کسی خوف کا گدلی ٹھنک ہو یا سب کے اعتبار سے سیدہ و مولیٰ سے ملو اور کیسے ہی اعمال کرتا ہو اور کیسے ہی دنیا دار ہو یا دنیا سے تارک فرائض اور مکر عبادت ہو۔ یہ جو بات کی بات ہے، جو شخص قبیح شریعت نہیں دیکھتا کہ دوست نہیں ہے۔ اب تو کہیں موم، جلب داری کے لئے رہ گئی ہیں۔ جہاں کہیں توحید و صحت ذکر و فعل اور ریاضت سے وہ بھی سختی کے ساتھ ہے۔ قلب چاہی ہے لیکن عمل حال کا اہتمام نہیں۔ جبکہ میں کام کرتے ہیں پھر بھی صوفی ہیں۔ اور ان کی کوئی بات ہے پھر بھی بزرگ ہیں۔ دنیا نہیں چاہتے اور دوسروں سے کہہ دیتے ہیں کہ نہ کرنا میں نماز پر محتاج ہیں بزرگی کے عجب دیکھئے ہیں اور اپنے لوگوں کو دلی کہا جاتا ہے۔ دلائل اتباع شریعت کا نام ہے اور عظمت صوفی و کرام اسی لئے محبت اور ریاضت کرتے تھے کہ شریعت طریقت کا بنی بن جائے اور اللہ تعالیٰ کے کام پر چلتا

آسمان ہو جائے اب تو کوئی شخصوں کے ذرا کچھ نہایت اور بڑی کا معلوم ہی پست کیا۔

یہاں تک تو ولایت کی حقیقت بیان کی گئی جس سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا اللہ کوں ہیں۔ اب یہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اولیاء اللہ کے لئے جس انعام کا وعدہ فرمایا ہے کہ **لَا حُزْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا غَمٌّ يَخْزُونُ** ہے۔ سورہ اہلس میں فرمایا ہے **لَا يَحْزَنُونَ** (۱)۔ **وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ وَالْحَقُّ الصَّلَاةُ وَالْهَادِئُ كَوَالَهُمْ** آخر **عَلَيْهِمْ وَلَا حُزْنَ يَخْزُونُ** (۲)۔ (۱) جب جو لوگ ایمان لائے اور ایک فعل کے اور نفاذ قائم کی اور کون جی ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا ثواب ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں اور اور نچوڑنا ہوں گے اس آیت سے معلوم ہوا کہ **لَا حُزْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا غَمٌّ يَخْزُونُ** کی خوشخبری مومنین صالحین کے لئے ہے اور دونوں آقاؤں کے ملانے سے ولایت کا احصاء بھی معلوم ہو گیا (جس کی تشریح تمام اوپر کر چکے ہیں) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور شہداء ایمان کا اللہ تعالیٰ کے بعد اس میں بہت سے ایسے بندے ہوں گے جو نہ نبی ہیں نہ شہید ہیں چاہت کے وہ انبیاء اور شہداء بھی ان کے مرتبہ کی وجہ سے جو اللہ کے نزدیک ہے ان پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے قرآن کی وجہ سے محبت کریں گے ان کی آپس کی یہ محبت نہ آپس کی دشمنی اور عین کی وجہ سے ہوگی اور اس معاملہ کے میں دین کی وجہ سے (یہ محبت صرف اللہ تعالیٰ سے متصل کی بنیاد پر ہوگی) اللہ کی قسم اگر تم ان کے چہرے سے ہٹا ہوں گے اور وہ دُور پہنچے ہوں گے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہی آیت **أَلَا إِنَّ لَوْ لِي آتٍ اللَّهُ لَا حُزْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا غَمٌّ يَخْزُونُ** ۱۵۴ سے فرمائی۔ (رواہ بیہق اور ترمذی فی مسند ۱/۲۶۹)

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ اولیاء اللہ کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے کہ ان پر نہ خوف ہو گا نہ وہ غم زدہ ہوں گے اس سے حق سبت کے ان سے خوف اور ایمان کا جو محروم ہے لہذا یہ امکان دور ہو جاتا ہے کہ بعض مرتبہ حضرات دنیا، مگر معلوم اسلام کا خوف لاحق ہو اور بعض احوال میں شخصیں ہو سکتے ہیں اسی طرح بہت سے بعض حالات میں خوف اور حزن یعنی غم جاری ہو سکتا ہے یہ دنیاوی احوال ہیں آخرت میں یہ حضرات خوف اور حزن سے محفوظ ہوں گے۔ جو فرمایا کہ حضرات انبیاء اور شہداء بھی ان کا مرتبہ دیکھ کر ان پر رشک کریں گے اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرات انبیاء اور شہداء خوف زدہ اور شخصیں ہوں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرات انبیاء کا رشتہ اپنی امتوں کے مسائل حل کرنے اور ان کے بارے میں گواہی دینے اور ان کی سفارشیں کرنے میں مشغول ہوں گے اور حضرات شہداء کا کام بھی سفارش میں لگے ہوں گے اور دوسرے اولیاء اللہ کے مرتبہ میں ہوں گے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات ان لوگوں کی تعریف کریں گے جنہوں نے اللہ کے لئے آپس میں محبت کی۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ ہر مومن کو کمکت نہایت کا وجہ حاصل ہے اس وجہ کی وجہ سے جنت کا داخل ہونا جائے گا اور جنہوں نے مکت ہوں گے اور اس ولایت کو کندہ کر دیان میں سے جو شخص مزا پانے کے لئے دوزخ میں جائے گا وہ بھی مزا پانے کا اس حصہ ولایت کی وجہ سے جو اسے حاصل تھا جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اگر اپنی ولایت کی لابی رکھتا اور گنہگاروں سے بچتا جس سے اونچے درجہ کی ولایت حاصل ہوتی تو دوزخ میں نہ بھی جا پاتا۔

اولیاء اللہ کے لئے عین انعام کا ذکر فرماتے ہوئے اور شہداء فرمایا **لَهُمْ الْبُشْرَىٰ هِيَ الْبُشْرَىٰ الَّتِي لَا يَلِيهَا الْفِتْرَةُ** کہ اولیاء اللہ کے لئے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے اس بشارت سے کیا مراد ہے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت چڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اس بشارت سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا تم نے مجھ سے ایسی

إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٠﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

اور ان کے صرف سنان کے پیچھے ہیں اور صرف اُٹل بچہ گمان کرتے ہیں۔ اُنہی ہی سے میں نے تمہارے لئے سماعت

لِيَسْمَعُوا فِيهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦١﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

یہ امر عجیب کہ تم میں سے کئی مومن کو روزانہ کو دیکھنے کا روزہ عطا فرمایا جس میں وہ لوگوں کے لئے آیتیں ہیں جو سمجھتی ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ نے

وَلَدًا سُبْحَتَهُ ۚ هُوَ الْغَرِيُّ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ اِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ

بچہ وہ جو ہے وہ اس سے پاک ہے وہ نبی ہے وہی کے لئے ہے جو بچہ آسمانوں میں ہے اور جو بچہ زمیں میں ہے نہ کہ وہ۔ ان میں سے کئی

سُلْطٰنٍ ۚ بِهٰذَا اَتَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَقْفَرُوْنَ

کوئی سُلطان نہیں ہے۔ کیا تم اللہ کے بارے میں بات کہتے ہو جس کا تم میں سے کوئی نہیں سمجھتا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے

عَلٰی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یَفْلِحُوْنَ ﴿٦٣﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُنْفِیْهُمْ

پاک ہے یہی سچ بات ہے جس پر وہ کذاب کہتے ہیں کہ۔ دنیا میں تمہارا متاع ہے اور تمہاری ہی طرف میں لوٹنا ہے پھر ہم انہیں اس کے

الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ بِمَا كَانُوا یَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾

کڑی سزا سے عذاب کیا جائیگا۔

مشرکین صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں انہوں نے

اللہ کے لئے لولا و تجوز کر کے اللہ پر بہتان باندھا ہے

ان آیات میں مالِ رسول اللہ ﷺ کو مل رہی ہے اور فرمایا ہے آپ ان کی باتیں سن کر گھٹنیں اور گھبرائیں اور ساری عزت اور ہر طرح کا

عذاب اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ غالب ہے آپ کو تسلیم نہ کرنا ہے۔ لاکھلیں قضا و زبانی (۳۱۸) میں بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ شے والا ہے۔ جانتے والا ہے۔ وہ ان کے قول اور اعمال کی ہر اوستہ کا پورا پورا آقا ہے۔ اِنَّا بِذُنُوبِکُمْ لَشَاقِقُونَ وَفِیْ

الْاَرْضِ (خبردار بلاشبہ تمہارے لئے کہہ رہے ہیں) اور جزمین میں رہتے ہیں وہ سب اللہ ہی کی ملکیت ہیں اس کے لئے قدرت

سے کوئی چیز ہر گز نہیں ہے۔ وَصَلَّیْطُحُ السَّلٰطِنُ یَذٰلِکُوْنَ مِنْ ذُنُوْبِ اللّٰهِ شَرًّا کَآءَ (اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شے کا ہی عبادت کرتے

ہیں وہ کس چیز کا عبادت کرتے ہیں) اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ۔ یہ لوگ صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور محض اُٹل

بچہ باتیں کرتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے گمان ہی گمان ہے اور دلیل وہی ہے جو خالق و مالک جل مجدہ کی طرف سے ملے۔

اول تو اس نے عقل سلیم عطا فرمائی اور فکر کی صلاحیت دی۔ یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ کوئی شخص اس سے کام لے گا وہ کچھ سکا ہے اور

یقین کے ساتھ جان سکا ہے کہ پیدا کرنے والے کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔ پھر اس نے انبیاء کرام و پیغمبر اسلام کو بھیجتا فرمایا

انہوں نے صرف خالق جل مجدہ کی عبادت کرنے کو اور مستقیم بنایا اور اس کی عبادت دی اور خالق کا کائنات ہے صرف وہی معبود وحدہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضْلِعُ عَمَلَ الْفَاسِقِينَ ﴿٦٠﴾ وَيَحْيِئُ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٦١﴾

— تیسرا باب (مقدمہ) جلد ۳ — سورہ یونس کے آیت ۶۰ اور ۶۱ کے ترجمے اور تفسیر کے ساتھ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کی طرف مبعوث ہونا اور ان کے مقابلہ میں جادوگروں کا شکست کھانا ان آیات میں اہل توحید کی طرف سے ان و ظالموں کی آمد اور تبلیغِ حق و حقانیت کی تعریف کا حامل بیان فرمایا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تھے۔ جب ان لوگوں کے پاس حق آیا تو پہلے سے جس کفر پر مشتمل ہوئے تھے اس پر توجہ اور حق کو قبول نہ کیا ان لوگوں کے خلاف ہی جب سے ان کے دلوں پر مرگانی کی۔ لہذا ان کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہ تھی۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی ہمت کا تذکرہ فرمایا کہ ان دونوں کو ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف بھیجا تاہم ان کی آیات و علامات سے ان کے پیچھے جب فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے پاس ان دونوں حضرت نے حق پیش کیا اور توحید کی دعوت دی اور غیرت کی مہمات چھڑنے کے حکم فرمایا تو ان لوگوں نے ٹھکر کیا اور حق کو قبول کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھا جیسا کہ سورہ مؤمنون میں ان کا قول نقل فرمایا: ﴿مَنْ يَشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ هَوَّنَ الْإِلَٰهَ هُنَالًا﴾ (کیا ہم اپنے جیسے خداؤں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کی قوم انہیں بڑے عظیم ہے، یا یہ لوگ پہلے سے کفر میں تھے اور کفر سے بڑھ کر کچھ اور کفر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنت بازی کی ان سے کہا کہ اپنے رسول سے ان کی مخالفت پیش کرو انہوں نے اپنے کہہ جان میں اتنا ادا کر لیا کہ ان کو بہت عقیدہ دار اپنی دماغی تدبیریں پر ادا دی تو وہاں وہاں کی کسی پرہیزگار کو کہنے لگے کہ یہ تو کھانا ہوا ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم حق کو چاہو کہتے ہو۔ ہوش کی دعا کرو۔ کیا یہ چاہو ہے؟ اور یہ بھی کہہ لگو کہ چاہو کہ کا سب نہیں ہوتا۔ وہ تو دنیا میں بھی داخل دیتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے جہنم ہے اور خاص کر جو شخص چاہو کہ اور بدعت کا دعویٰ کرے وہ تو اپنے دعویٰ میں کا سب ہو ہی نہیں سکتا اس میں یہ بات بیان فرمائی کہ کچھ میں تو کا سب ہیں اور کا سب وہیں گا اور جو شخص میرے مقابلہ میں آئے گا وہ کام ہوگا۔

فرعون اور اس کے درباری کہنے لگے کہ میں اس نے کھانا یا تمہارا یہ مطلب ہے کہ تم نے اپنے باپ اور اس کی قوم کو جس دین پر پالا ہے اس سے تم ہمیں بدلو اور جب ہم تم پر ایمان لائے تم کو تو مجاز میں تمہارا یہ حکم چلے اور تمہیں یہ سرداری مل جائے اور تم ہی صاحبِ اقتدار ہو چاہو مگر یہ کہ قدرت و استقامت اہل دین و ایمان کی کسب کیے تھے جس طرح خود دینا کے طالب ہوتے ہیں اسی طرح دوسروں کے بارے میں یہی خیال کرتے ہیں کہ یہ بھی طالب دینا ہے اور ان کی ساری ہمت کا کوشش اس لئے ہے کہ اسے شکست جائے آخرت کی جڑیں اور بدعتیوں ان کے سامنے ہوتی ہیں۔ فرعون نے اور اس کی جماعت نے حضرت موسیٰ و ہارون سے یہی کہا کہ تم دینا کے طالب ہو۔ سرزمینِ مصر کی حکومت چاہتے ہو۔ (داعیِ باطن)

چنانکہ ان کی دماغی اور فکری اور کچھ فرعون اور اس کے درباریوں نے یوں کہا کہ یہ کھانا ہوا ہوا ہے اس لئے چاہو کہ اسے بل کر ان کے لئے چاہو کہ ان کو طلب کرنے کی سوچیں۔ فرعون نے کہا میری تمہارا میں جتنے بھی ماہر چاہو کہ جس سب کو چاہو۔ چنانچہ چاہو کہ جاتے تھے اور مقابلہ کی بات پہلی جب وہ لوگ سامنے آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ رو لے آپ اپنی دماغی دائیں کے یا پہلے ہم دائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پہلے تم دائیں انہوں نے اپنی دماغی دائیں اور دائیں دائیں جہاں کے چاہو کہ جہاں سے دوڑتے ہوئے سب معلوم ہو رہی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دماغی دائیں دائیں وہاں وہاں کی دائیں دائیں ہوتی تھیں وہاں اس نے چپ کر شروع کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

[illegible]

فَمَا أَصْنَىٰ إِذَا دُخِيَ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ

۳۔ مودی جی ان ہی قوم میں سے تھوڑے سے لوگ ایسی رائے ہو گئی تو انھوں نے خود اسی کے سرکردوں سے امداد لینے کو کہیں ہو۔ لیکن مجھے بھی نہ اے۔

وَإِنْ يَرَوْهُ كَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّ لَهُ لَئِن السُّرِيِّينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ يَقُومُونَ إِن تَتَكَلَّمْ

سہ ماہی قانون میں ایسی میں جلدی دیا تھا۔ اس میں ایک شخص کو دس سو سے آگے لاء جانے والوں میں قرار دیا۔ سوئی نے کہا کہ اسے میری قوم نہ کہ

أَمِنْتُ بِاللهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ﴿٥٠﴾ فَقَالُوا عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا

ظہر نماز کے بعد جو کچھ بھی چاہو اسے کرنا اور جو کچھ نہ چاہو اسے نہ کرنا۔

تَجْعَلُ فِتْنَةَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥١﴾

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو دیکھ رہے تھے۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكَا هُتًّ بِبُيُوتِهِمَا وَأَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ

۱۰۔ ہم — سوئی گھر میں کے بھائی کی طرف آئی تھیں تو ہم اپنی قوم کے لئے مسر میں گھر بنانا شروع

قُبلة وإيماناً بالقول وبشرا المؤمنين ٥

[illegible]

نصر میں بی اسرائیل کا ہے بل ہونا اور مومنوں علیہ اسلام کا ایں مومنوں میں کرمانا
انگوں میں ہونا اور مومنوں علیہ اسلام کا ایں مومنوں میں کرمانا

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد صاحب دہلی کے تلامذہ تھے۔ ان کے تلامذہ مولانا محمد علی صاحب دہلی کے تلامذہ تھے۔ ان کے تلامذہ مولانا محمد علی صاحب دہلی کے تلامذہ تھے۔

ہوتی تھی۔ فرعون کی قوم میں سے ایک شخص نے ایسا فعل کیا جس کا ذکر سورہ سوسن میں ہے۔ فرعون کی روٹی بھی مسلمانوں کی تھی جس کا

سودا خریم میں ذکر ہے اور بعض لوگوں نے جملہ دُعاؤں کی تلاوی کی کٹھن کر کے والی اور اس کے خزانچی اور اس کی بیوی کے منہ میں ہونے

کا بھی ذکر کیا ہے۔ دینی اسرائیل میں سے بھی بچکر انہوں نے یہاں قبول کیا۔ مسلمان تو یہ کہنے لگے کہ فرعون سے اور اس کی قوم کے سربراہوں سے ڈرتے تھے کہ کہیں انہیں قتلے میں نہ ڈال دے۔ یعنی جو این حق انہوں نے قبول کر لیا ہے اس سے بچنا دے۔ فرعون کو زمین میں اتار دیا۔ حاصل تھا۔ منظر بھی تھا اور عالم بھی ملکوں کو سرور و جلال و ہیبت و عظمت سے مبرا ہوتی تھی۔ انہوں میں کچھ کا زواج تھا۔ اسی لئے اسے سورۃ انفیر میں **فَوَاللَّآئِیْنَ قَدْ کَرَّمَا** ہے۔

تجربہ اور تجربہ میں آتا آگے بڑھ چکا تھا کہ اپنے بارے میں **اَلَا تُرِیْنَ اَنَّکُمْ اَافْکُحُوْا** کہا تھا جو مؤمن ہوئے اس سے اترتے رہتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم دانی اللہ پر ایمان لے آئے ہو تو اللہ ہی پر مجبور ہو کر تم کو فرما دیا اور وہ ان لوگوں نے کہ کہیم نے اللہ ہی پر مجبور کیا بلکہ وہ دانی کہ اسے اللہ میں خائوں کے لئے کشتہ دیا جو ہمیں تکلیف دیں اور کشتہ مٹتی جائیں اور ہم پر دم فرما کا فرعون سے نہایت دے۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ عاثر نے اسے کو اللہ پر توکل کرنا چاہتے۔ تو کل ہوا کہ تو دانی کی قیادت کی امید زیادہ بندھ جاتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ توکل کے معنی میں جس سے توکل کا معنی یہ ہے کہ اسباب عادیہ پر نظر نہ دے اور صرف خالق الاسباب پر مجبور ہو جائے۔ اور دانی اسی ذات سے دانی چلتی ہے جس پر مجبور ہے اس لئے وہ اس میں کوئی مداخلت نہیں۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے موسیٰ اور ہن کے ہمائی ہدایہ علیہ السلام کی طرف دانی بھیجی کہ اپنی قوم کے لئے مصری میں مگر جانے رکھو اور مگر وہی میں نہ رہیں۔ یہ جتنے دے۔ یہ مگر ہی تیار دے لئے سمجھیں ہیں چکر فرعون کے ظلم کی وجہ سے باز سمجھیں نہیں سکتے تھے اور کل کر نماز پڑھتے کا صریح تھا اس لئے یہ حکم دیا کہ مگر وہی میں نماز پڑھیں اور نماز قائم رکھیں۔

(اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی کہ جہاں بھی ہوں مظلومیت کے جن حالات سے بھی گزر رہے ہوں نماز قائم کرنے میں سستی نہ کریں)

آفریں فرمایا **وَنَشَرْنَا لَنَصْرِیْ** (اللہ ایمان کو بشارت دے) اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے گا انہیں خائوں سے نجات دے گا اور دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد فرمائے گا اور ان کی مظلومیت کی جو حالت ہے اس سے نجات دے گا۔ (جس کا ذکر آگے ہوا ہے)

وَقَالَ مُوسٰی رَبِّیْنَ اِنَّکَ اَنْتَیْ فِرْعَوْنُ وَمَلَاَیْزِیْنُکَ وَ اَمْوَالُہِیْ فِی الْحَیْوٰۃ الدُّنْیَا

اور موسیٰ نے عرض کیا کہ اے اللہ سے وہ ہے ' ہے اللہ آپ نے فرعون کو اور اس کے سربراہوں کو دیا دانی زندگی میں زینت اور امثال دے گا

رَبِّیْنَ لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ رَبِّیْنَ اَطِیْسْ عَلٰی اَمْوَالِہِمْ وَاَشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَلَا

ہیں اسے اللہ سے وہ ہے ' ہے ان کے دل سے آپ کے راستے سے ہٹا دیا کریں۔ اسے اللہ سے وہ ہے ' ان کے دلوں کو بند کر دے گا کہ وہ

یُؤْمِنُوْا اَحٰلٰی یَرَوْا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ قَالَ قَدْ اٰجِیْبْتُکُمْ وَ اَعُوْکُمْ کَمَا فَاَسْتَقِیْمُوْا وَلَا تَتَّبِعُوْا

انہوں کے دل کو کھٹکے کہ انہیں یہ دیکھیں کہ کدے تک عذاب کو کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کی باتوں کو سن رہا ہوں اور انہیں یہ دیکھ رہا ہوں کہ

سَبِیْلِ الدِّیْنِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَ جُوْزَاکَ بِیْنِیْ وَاِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَّبِعُوْهُم فِرْعَوْنُ

کے راستے کا جوگز اتنا ہے کہ نہ دیکھ سکتے۔ اور ہم نے نبی اسرائیل کو سمندر سے گزرا دیا بلکہ سمندر اور نہایت کرتے ہوئے فرعون

کریج سالم ہوئے دیں۔ یہ لوگ تنگنوں میں تھے اسرائیل پر غمزدہ پائی کرتے رہے تھے ان کے چلے جانے سے شکریہ دیتے تھے کہ اب ہماری خدمت کو ان کے سامان کا تعاقب کرنے کے لئے فرعون اپنا لشکر لے کر آیا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کے چھپے ہندے کے راستوں میں گھس گئے (خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے تھے) اور بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ خدا تعالیٰ شانہ نے سمندر کو مایہ سدا سے نفخ ہو گئے اور سارا سمندر ایک ہو گیا اور فرعون اور اس کے لشکر میں سب اس ڈوب گئے جیسا کہ سورۃ طہ میں سورۃ شعرا میں سورۃ اعراف میں بیان فرمایا ہے۔ سورۃ بقرہ میں بنی اسرائیل کو خدا تعالیٰ شانہ نے ایسا فرمایا ہے کہ ہر شہر پر ایک دو اول فریاد ہو کہ اے یحییٰ فاعلمنا انکیم وافرقت ال فرعون واثقم قلوبکون۔

(خداوندت پر یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو چھڑا دیا۔ سو ہم نے تمہیں بہات دے دی اور آل فرعون کو فرق کر دیا اور حالت پر قہر کر دیا کہ یہ تھے۔)

جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ بنی اسرائیل جس حالت کے معبود ہونے پر ایمان لائے میں اسی ذات پر ایمان لاتا ہوں اور میں بھی فرما رہا ہوں میں سے ہیں اس کا مقصد یہ تھا کہ ان لوگوں کا دین قبول کر کے میں بھی فرق ہونے سے بچ جاؤں جیسا کہ یہ لوگ فریاد گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جب موت کا عمل نکلے ان کے ایمان مستحکم نہیں ہوتا اس وقت اس کا ایمان لانا اس کے حق میں یہ کوئی مفید نہیں ہوتا اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر خطاب کیا گیا افسس ولسل عصبک قیل و تحسنت بمن السطیفین (کیا یہ قرآن ان کا ہے مگر یہ پہلے فراموش کرنا، اور یہ خدا کرنے والوں میں سے ہے اور جو اللہ تعالیٰ میں لکھا ہے کہ اس بات کے کہنے والے حضرت جبرائیل یہ حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے فرعون کو یہ بھی کہا گیا:

فانکرم تسخیرک بنیوت لکنکون لک خلقت الہ۔ (سو ان ہم تو کہتے ہیں کہ خدا ہے جس سے ہم نے پیدا کیے ہیں۔ لیکن میری دہائی کو پہنی میں یہ کہنے کی بجائے پانی کے اوپر میرا ریتے ہیں تاکہ وہ اپنے بعد والوں کے لئے نکلے میں نہ آئے۔ بعد میں آئے ہلے تھے سے مرث میں اور یہ کہیں کہ اللہ کے ہائی کا کیا انجام ہوا اور یہ بھی کہیں کہ ان میں کوئی شخص کیسا ہی سلطنت اور بد بد لا اور خدا تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکتا کوئی شخص اپنی سلطنت پر گھمڑ نہ کرے۔

وان یتخیرنا جنس الناس عن الیقاہ الملوک (اور بلاشبہ موت سے لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں) جو فرق نہیں کرتے اور مرث حاصل نہیں کرتے اس آیت سے اس وقت معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو فرق کر دیا اس کی قہر کو پانی میں بہنے سے اور دہائی جانوروں کے کھانے سے محفوظ فرما دیا اس قہر کو لوگوں نے دیکھا اور اس سے لوگوں کو بھی مرث ہوئی کہ جو شخص اپنے کو سب سے بڑا کہتا تھا اور اپنے معبود سمجھا جاتا تھا اس کا یہ انجام ہوا۔ سارا اللہ اور حق و جان مخلقات سب پر سرور و رحمت اور سمندر میں ڈوب کر نہ بچا لیکن اس کے لشکر بھی ہلاک ہو گئے اور بنی اسرائیل کو بھی یقین آگیا کہ ہمارا معبود حق تھا اور فرق ہو گیا اور جس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی دہائی ہوئی قہر کو نظر اس کے سامنے کچھ لپکا اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے جو دعا کی تھی اس کی قوت امتیاز اور یہ نظروں کے سامنے آگئی۔

لقد خلقت جرمہا (جس کا حق یہ ہے کہ جو لوگ میرے پیچھے ہیں تو ان کے لئے مرث ہیں) جانے اس کا مقصد اس وقت کے معبود لوگوں کو بھی شامل ہے اور بعد میں آنے والوں کو بھی۔ لیکن قرآن مجید میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ کتنے عرصہ تک اس کی قہر کو محفوظ رکھا گیا۔ اس زمانہ کے لوگوں کو مرث حاصل ہونے کے بعد اس کی قہر کو محفوظ نہ رہی ہوتا اس میں اشکال کی کوئی بات نہیں اور اگر زمانہ اندک باقی رہی ہوتی یہ بھی ممکن ہے اہل مصر کو قہر میں یہ معاملہ کا رہائی رکھنے کا شوق تھا اور ان کو معاملہ کا رہائی رکھنے سے اس

معدہ دیکھی کہ جاتا تھا۔ تقریباً تین سو سال سے یہی لکھی ہوئی بہت سی شخصیں معر میں لگی ہیں اور ان میں فرعون کی شخص بھی تائی جاتی ہے جو کہ وہ کے جانب گھر میں موجود ہے۔ یعنی طور پر یہاں پہلے شخص کیا ہاں سکا کہ ان میں فرعون کی شخص بھی ہے جو حضرت موسیٰ کا تھا۔ تب کہتے ہوئے فرقی ہوا تھا۔ کیونکہ فرقی سنو سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔ مگر لکھنے میں یہاں کرنے والوں کا بیان ہے کہ گوروہا جب گھر میں چار شخصیں محفوظ ہیں ان میں ایک شخص اس فرعون کی ہے موسیٰ علیہ السلام کا ہم مصر تھا۔ والد اعظم یا صواب

فاما کہہ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور آل فرعون کے لئے جو دعا کی کہ یہ لوگ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک کہ ان کا عذاب نہ دیکھیں۔

اس کے با۔ جس سے یہ افکار کیا ہاں سکا ہے کہ وہ ہدایت کے لئے مہوٹ ہوئے تھے۔ اپنے کام میں کے لئے گمراہی پر مرنے کی ہدایت کیے فرمائی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون اور آل فرعون پر تبلیغ کی مہنت کرتے اور ان سے تائید ہو جانے کے بعد کی بات ہے اور یہ بد دعا ایسی ہی ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے بد دعا کی تھی سو اب نہ تندر علیہ السلام من لکھتے طریقہ دیکھو (اس سبب زمین پر ایک بھی کافر یا مشرک مت چھوڑ)

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَآءَٰءَ مِلْ مَبُورًا ۖ صَدِّقٌ وَرَوُّقُنْهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ جَاءَهُمُ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کا اچھا مکان دیا اور ان میں پانچ سو چوبیس کھانے کو دیے۔ وہ انہوں نے اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس

الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَفْعَلُ مَن يَشَاءُ ۚ يَوْمَ الثَّغِيرَةِ ۖ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۖ فَإِن تَنَتَّ فِي شَاةٍ

میں تھی کہ۔ اور آپ کو آپ کی قدرت کے ان میں سے ان کے درمیان پہلے فرما دے گا ان میں اختلاف کرنے تھے۔ سو اگر آپ کو ان میں شک ہے

فَمَا أَتَوْنَا إِلَيْكَ فَسَلِّ إِلَى الَّذِينَ يَفْعَلُونَ ۖ وَالْكِتَابُ مِّن قَبْلِكَ ۖ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ ۖ مِّن

اور ہم نے آپ کی طرف آج آج آپ ان لوگوں سے اختلاف کرتے ہوئے آپ سے پہلے کتاب نہ تھی۔ وہ آپ کے آپ کے آپ کے آپ کے آپ کے

رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِّنَ الْمُبْتَلِينَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِّنَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَكَذَّبُوا

کہا کہ۔ آپ کو شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ اور ان لوگوں میں سے جو کہہ دیا جائے انہوں نے ان کی آیت کو کھنڈا اور آپ کو کہہ دیا کہ میں

مِنَ الْخَاسِرِينَ ۖ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۖ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ

سے سب میں کے۔ یہ شک تھی تو ان پر آپ کے رب کی بات درست ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اگرچہ ان کے ہر ایک

آيَةً حَتَّىٰ يَرْوُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۖ

دیکھیں آجائیں۔ جب تک کہ وہ ان کا عذاب نہ دیکھیں۔

بنی اسرائیل کو اچھا مکان دیا اور پانچ سو چوبیس کھانے

فرعون اور اس کے لشکر کو ہمدردی کے لئے بنی اسرائیل کو کہہ دیا کہ اپنے حلقہ المسلمین کے لئے رہا نہ ہو گئے۔ اپنی شرارتوں کی وجہ

نہیں رہتے ہیں یا نہیں۔ مگر یہ بات کوہم کہے تو ہم سمجھیں گے کہ عذاب کو نہیں صرف چمکی ہے اور اگر نہیں نے ہمارے ساتھ رات نہ گزاری تو ہم سمجھیں کہ صبح کو عذاب آئے گا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام رات میں وہاں سے نکل گئے جب صبح ہوئی تو ان کی قوم نے اپنی آنکھوں سے عذاب کے آثار دیکھ لیے۔ آسمان پر سخت سیلاب پڑا جس کے اندر وہاں ہزار ہوں نے لگا کر ان کی کشتی کو ان کی بچاؤں پر چھڑا دیا۔ جب ہلاکت کا یقین ہو گیا تو ان لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو کھانسی کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو توبہ کی طرف متوجہ فرمایا۔ وہ اپنی جانوں اور عورتوں بچوں اور جانوروں کو گھر کی دیواروں میں لٹک گئے۔ رات کے پکڑے ہوئے گھر اور عذاب کے ساتھ توبہ کی اور ان کو ان کی توبہ کی اور عذاب سے زیادہ چلے جانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی کے ساتھ متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ یونس جو بچو لے کر آئے تھے ہم اس پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان کی دعا قبول فرمائی اور عذاب روک دیا۔

اور یہ واقعہ قرآن پاک میں حضرت یونس نے جب دیکھا کہ عذاب سے قوم ہلاک ہوئی تو قوم کے سامنے آنے میں تباہ عموں ہوا۔ لہذا وہاں سے چلے گئے۔ روایہ کے کنارے پہنچے تو ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی حرکت کرنے لگی۔ ساحلوں نے کہا کہ تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ آیا ہے لہذا ہم قرعہ ڈال لیتے ہیں جس کا نام نکلے گا اسے اور یا میں ڈال دیں گے۔ یونس مرتبہ قرعہ ڈالا تو حضرت یونس کا نام نکلا انہوں نے فرمایا کہ میں وہ غلام ہوں جو اپنے آقا کے فرمان کا انکار کے بغیر بھاگ آیا ہوں لہذا انہوں نے اپنی جان کا سمندر میں ڈال دیا (چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم کو چھوڑ کر چلے جانے کا حکم نہیں ہوا تھا اس لئے انہوں نے یہ بھولایا کہ مبداء آتی (بھاگے والا غلام) میں ہی ہوں۔ کشتی کے سارے سواروں کو بچانے کے لئے مجھے ہی اپنی جان کا سمندر میں ڈال دینا ہوتا ہے۔ لہذا سمندر میں خود سے چھلانگ لگا دی اور ایک بھلی سے ان کو اٹھ لیا۔ وہاں سے ان کو پار کرتے رہے اور کشتی میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھلی کے پیٹ میں آپ کی حفاظت فرمائی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید میں کسی جگہ ذوالشون اور کسی جگہ صاحب الشون بت فرمایا ہے (دو تفسیر کا ترجمہ بھلی اللہ تعالیٰ کا بھلی کے پیٹ میں رہنے کا واقعہ سورہ انبیاء (کو ج ۶) اور سورہ صافات (ج ۵) اور سورہ انعام (ج ۳) میں مذکور ہے۔ سورہ صافات میں کشتی میں سوار ہونے اور قرعہ ڈالنے پھر سمندر سے باہر ڈال دینے کے لئے انہوں نے کہا کہ اگر کشتی کا درخت لگا دیتے کہ تارہ ہے اور وہاں پر فرمایا ہے فاشکونوا فاشکونوا ایسی جہنم۔) جیسا کہ یہاں ایمان لانے پر عذاب نکل جائے اور بعد میں آئندہ بکھڑا نہ نکلا دینا سے نفع حاصل کرنے کا تارہ کر دیا۔ یہ تفصیل کے لئے سورہ انبیاء اور سورہ صافات کی تفسیر دیکھئے۔

اللہ تعالیٰ نے عذاب کے آثار دیکھنے پر بھی حضرت یونس کی قوم کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں عذاب سے ہلاک نہ فرمایا اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے مطلق ہے اسے پورا اختیار ہے کہ اپنی مخلوق کے بارے میں جو چاہے بخوبی اور بکھر چکی تو ان کا قدر فرمائے اور جس کو چاہے عذاب دے اور جس کو چاہے نجات دے۔

قال صاحب الروح (ص ۱۹۳ ج ۱) یوطلع الایۃ یتدعی ان القوم شاهدوا العذاب لیکن (کشفنا یوہو الذی یقتضی اکثر الاحیاء والیہ ذہب کثیر من المفسرین) و نفع الایمان لہم بعد المشاہدۃ من خصوص الیہم فان ایمان الکفار بعد مشاہدۃ ما وعدوا بہ ایمان بالی غیر نافع لارتفاع التکلیف حینئذ (یعنی تمام آیت کا حقیقہ یہی ہے کہ قوم یونس نے عذاب کا مشاہدہ کر لیا تھا جیسا کہ لفظ کشفنا اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور اکثر آیات میں بھی ان کی قسمیں ہیں نیز اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے اور مشاہدہ عذاب کے بعد ایمان کا نافع ہونا قوم یونس کی خصوصیت ہے کیونکہ کفار کا معمولہ عذاب کے

مشاہدہ کے بعد ایمان لانا یہاں ہے جیسا موت کے وقت ایمان لانا اس لئے اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس وقت انسان مفلک نہیں رہتا۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ مِنَ فِي الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَمِيعًا ۖ أَفَأَنْتَ تُكْفِرُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سارے کے سارے ایمان لے آتے، کیا آپ لوگوں پر ذرا بھی کریں گے تاکہ وہ مومن ہو جائیں۔

وَمَا كَانَ لِظُلُمٍ أَنْ تُلَاقِيَ مِنْ ثُلُومٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اور کسی ظلم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی کے حق کے لیے ایمان لے آئے، اور وہ ہیں لوگوں پر جو کجی واقع فرماتا ہے وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

قُلْ أَنْظَرُوا مَاذَا فِي السُّبُوتِ وَ الْأَرْضِ ۖ وَمَا تُغْنِي الْأَيْدِ وَالْأَنْدَادُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

آپ فرمائیے، کچھ تو آسمانوں میں اور زمین میں کیا چڑی ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے انہیں دالیں اور دانے اعلیٰ چیزیں بھیجیں۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ آبَائِهِمُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ

تاکہ وہ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس انہیں لوگوں کے واقعات آجائیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، آپ فرمائیے کہ تم انتظار کرو

مِنَ السَّاعِرِينَ ۝ ثُمَّ لَنَبْلِيَ آلَ الْكَافِرِينَ ۖ آلَهُمُ الْأَعْنٰی ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذٰلِكَ ۖ حَقًّا عَلَيْنَا نُنَاجِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

میں تم سے ساتھ انتظار کرتے رہوں گا۔ پھر ہم اپنے کافروں کا کھانا بنائیں گے۔ یہ ان کی طرف سے ان لوگوں کا کھانا بنائے گا، سارے سے سارے کہ مومن ہیں ان کو کھانا بنائیں گے۔

اگر اللہ چاہتا تو سب ایمان قبول کر لیتے!

ان آیات میں اول تو یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حقوق میں مومن بھی رہیں گے کہ کافر بھی رہیں گے۔ اللہ کی حکمت کا یہ بھٹکا ہے اگر وہ چاہتا تو زمین کے نیچے والے سب انسان ایمان لے آتے، جب اللہ کی حکمت اسی میں ہے کہ زمین پر کافر بھی نہیں اور مومن بھی رہیں تو آپ کو اس پر صبر نہ ہوتا چاہے کہ سب لوگ مومن ہو جائیں، کیا آپ ذرا بھی کر کے لوگوں کو مومن بنائیں گے جیسے انہیں ہو سکتا کہ آپ ذرا بھی کر کے لوگوں کو مومن بنالیں، جو مخلص مومن ہوتا ہے اللہ کے ان مخلص اس کی مشیت سے مومن ہوتا ہے۔ ہاں یہ بات بھی ہے کہ لوگ عقل کو کام میں نہیں لاتے ایمان کی خوبی اور برتری انہیں پہنچ رہی ہے اللہ تعالیٰ ان پر کفر کی تندی واقع کر رہا ہے اس کے بعد فرمایا کہ تم خود کرو اور لوگوں کو کھانا بنائیں اور زمین میں کیا چڑی ہیں آپ چڑی اللہ تعالیٰ کی تو یہ پرکھ لیں، ہولی نکلیں گی ہیں اور ادا نہ والی نہیں رہیں گی، جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ پہنچیں ہیں لیکن جو لوگ خداوند خدا کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے ان کو یہ چیزیں فائدہ نہیں دیتی۔ اب جبکہ انکے سامنے آ کر بھی ایمان نہیں لاتے تو انہیں کس چیز کا انتظار ہے؟ کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ ایسے واقعات ان کے سامنے آجائیں جو ان سے پہلی امتوں کے واقعات گزر چکے ہیں؟ انہوں نے گنہ گار کی فکر کو اختیار کیا۔ پھر خطاب میں جتنا کہ ہلاک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے خطاب کر کے فرمایا اَللّٰهُمَّ فَانْتَظِرُوا آتٰی مَعَكُمْ مِّنَ السَّاعِرِیْنَ ۝

(۱) اس میں یہ بتا کر کہ لوگ عقل کو کام میں نہیں لاتے کفر سے بچنے کی کاپی لے لے ہند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی جنت میں ان کے مخلص نہیں ہوتے گا

تَاللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا ذٰلَکَ ۚ اِنَّکُمْ لَفِیْ سَعٰی ۝

(۲) آپ فرما دیجئے کہ تم انکار کرتے ہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انکار کرتا ہوں (مخالف کر کے دلائل کا جو حال ہے گا وہ سامنے آجائے گا۔

آخر میں فرمایا: لَمْ تَسْخَرْ وَهَلْبُنْ اَمْثَلًا كَذَلِكْ۔ جب ہمارا مذاق ہے؟ ہے کہ ہم کھڑے ہیں کو جاک کر دیتے ہیں ہمارے دوستوں کو کھانا دے دیتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی اسی طرح کہتا دیتے ہیں۔ عَقْلًا عَلَيْنَا نَجِجُ النُّؤْمِیْنِ (ہمارے ذہن ہے کہ ہم اہل ایمان کو کھانا دیتے ہیں) اس میں اہل ایمان کو خوشخبری ہے ہمارا مذاق غلاب سے نہات جانے کی بجائے ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں بھی تمہاری عبادت نہیں کرتا میں کسی دین کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہوں

وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَكَّلُ ۚ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَقْرَأَ وَجْهَكَ

لیکن میں اسی کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں سوت دیتا ہے اور رکھ رکھاؤ دیتا ہے کہ تمہاری ایمان دہانی میں سے ہو۔ اور میں بھی تمہاری عبادت کو اس کی طرف

لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

اسی طرف سے تمہارے دینوں کو اور میرے سوا کسی طرف سے نہ چلو اور یہ کہ تمہاری کوششوں میں سے نہ ہو جانا۔ اور اللہ کے سوا کسی کوست نہ پکارو

مَا لَهُ يَنْفَعُ وَلَا يَضُرُّ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنْ تَسْتَكْثِرْ

نفع نہ دے نہ ضرر نہ پہنچے۔ سو اگر تو نے کیا تو یہ ضرر تو ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ اور اگر اللہ کے کوئی کیفیت چاہے

بَطْنًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِيدْ يَخْذُ فَلَآ رَادَّ لِفَعْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِمَنْ يَشَاءُ

تو اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور کرنے والا نہیں اور اگر وہ چاہے ساتھ خیر کا اور اور طریقے تو اس کے فعل کو کبھی بھی بدلے نہ لے سکتا۔ اور جس سے اپنے بندوں میں

مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْعَفْزُ الرَّحِيمُ ۝

کے لئے چاہتا ہے فعل سے قوت دے۔ اور پھر ہے حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی لائق عبادت ہے وہی خیر اور ضرر کا مالک ہے اس کے فضل کو کوئی رو نہیں کر سکتا

ان آیات میں اول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا کہ آپ تمام انسانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہیں میرے دین کے بارے میں کوئی شک ہے تو یہ تمہاری جہالت اور گمراہی ہے حق میں شک کرتے ہو اور شرک سے چپکے ہو گئے ہو تمہارے اس شک کا بھج ہو کوئی اثر کبھی بھی ہوئے والا نہیں ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر تم میں کی عبادت کرتے ہو میں کبھی بھی ان کی عبادت نہیں کر سکتا۔ اگر تم اس بھول میں ہو کہ میں کبھی ایمان نہ پاتا! تمہارا دین قبول کر لوں گا تو یہ تمہاری گمراہی اور عدم نیابتی ہے، میں تو اس ذات پاک کی عبادت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا جو تمہیں موت دیتا ہے تمہی جان کو خدا سے چھاننے کے لئے فکر کا اور اگر تم نے دین تو حید کو قبول نہ کیا اور دین شرک اور کفر پر تمہاری موت آگئی تو تمہاری موت کے بعد کیا ہے گا؟ اس پر غور کرو اور اس بارے میں کبھی غور کرو کہ خالق اور

ہائے کی عبادت چھوڑ کر حق پر لکھو رہا ہے کبھی اور عقل کی بات ہے۔ بنو قحطکہ فرمایا، دستور اٹھائیں نہیں فرمایا کیونکہ جو لوگ غائب تھے انہیں احساس دلائل تھا کہ انہیں ہمیشہ زندہ رہنا نہیں ہے مرنے لگی ہے۔

ان کو اتنے قیوم اور حق پر علم تھا کہ مرنے اور موت کے بعد زندہ نہ کئے جانے کے اور کھڑی سر ہڈیاں گئے۔ اس کے بعد فرمایا: وَأَمَّا أَنْتُمْ كَافِرُونَ مِنْ الْفُجُورِ مَعِينٍ یعنی مجھے اللہ کی طرف سے علم کیا گیا ہے کہ میں اللہ کے ان بندوں میں شامل ہوں جو اللہ ایمان نہیں لے سکتے اور ایمان نہیں لے سکتے۔ انہیں چھوڑ سکتے۔ تم کفر چھوڑ دو۔ وَانْ فَتَحْ وَخَفَّتْ السُّلُوفُ خِفَتَا (اور یہ بھی علم ہوا ہے کہ اپنی ذات کو اس میں (یعنی دین تو حید) کی طرف ان میں حیرت، شک، اور ہر سبب سے طریقوں سے بھروسہ ہو کر ایمان کو ان کی طرف نہ لے سکتے ہیں اور نہ تم سے کوئی کوئی نجات کر کے معافیت اور مسامحت ہو سکتی ہے۔

وَلَا تَحْكُمُونَ مِنَ الْفُجُورِ كُنْ۔ (اور میرے سب سے زیادہ بھی گمراہ، یا کہ برگر مشرکین میں سے مت نہ بھاگنا) لہذا میں تو ہمیشہ موصوفی رہوں گا۔ وَهَذَا كَمَا فِي سُورَةِ الْأَعْلَامِ: قُلْ إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أُعْبِدَ الْبَنَاتِ فَلَمْ أَلْحَقْ مِنْ فَحْوَنَ اللَّهُ قُلْ لَا تَبْعُوا أَفْعَاةً كُنْتُمْ هَذَا فَخَلَقْتُمْ بَنَاتٍ وَأَنَا مِنَ الْمُنْهَكِينَ۔

(آپ نے فرمادینے کہ مجھ سے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت نہ کروں جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو آپ فرمادینے کہ میں تمہاری خواہشوں کا اتباع نہیں کرتا کیونکہ اس حال میں تو میں بے دین اور بھول گیا ہوں گا اور چاہتے ہو نہ ہوں گا)

اس کے بعد ان فرمایا: وَلَا تَدْعُ مِنْ فُحْوَنَ اللَّهُ عَالَا بُلْعُفَاتٍ وَلَا يَضُرُّكَ (اور اسے مخاطب اسے مت یاد کرو جو تجھے نفع نہ دے سکتا اور نہ ضرر) کیونکہ اگر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس میں ان کی بے وفائی اور حماقت جان فرمائی، نفع اور ضرر کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو شخص غیر اللہ کی پرستش کرتا ہے اس نے غیر اللہ کو معبود بنادیا ہے جو درحقیقت نفع یا ضرر نہیں دے سکتے۔

مراد فرمائی: إِنْ فَخَلَّتْ لَهَا نَفْسُ الْعَقْلِيَّةِ (سو اگر تو نے یہ کیا کیوں نہیں اللہ کی عبادت کی جو نفع اور ضرر کا مالک نہیں تو تو ظالموں میں ہو جائے گا) مشرک اپنی جان پر غم کرتا ہے جس کی سزا اور سزا کا خطاب ہے اور اپنی عقل و فہم پر بھی غم کرتا ہے۔ مشرکین کا اتباع کرتا ہے اور اپنی عقل سے نہیں سوچتا کہ میں کس کو معبود بنادوں۔ مجھے اس سے کیا فائدہ ہے؟ اور اس کی عبادت نہ کروں تو مجھے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ غافل اور مالک کو چھوڑ کر اپنے سے بھی کم حیثیت والی مخلوق کی عبادت کرتا جو تہ بولے اور نہ تہ اور اپنی تراش اور بنائی ہوئی ہے یا اپنی جان اور اپنی عقل و فہم پر غم کرتا نہیں ہے تو کیا ہے؟

پھر فرمایا: مَنْ تَتَّبَعْتُمْ اللَّهُ يَضُرَّكُمْ فَلَا كَافِيَ لَكُمْ إِلَّا هُوَ (اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی ضرر پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں)

وَأَنْ تُرْفَافَاتٍ مَحْبُورَاتٍ فَلَا تَقْدِرُ عَلَىٰ تَحْرِيرِ بَنَاتٍ كَذَلِكَ دَرَأَ عَنْكَ اس کے فضل کو کوئی بھی نہ کرتے اور نہیں ہے) صاحب دین المعانی فرماتے ہیں کہ اس میں یہ بتایا کہ اللہ کی طرف سے جو بھی کوئی نفع پہنچا دے وہ محض اللہ کا فضل ہے۔ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ بے نیابت پہ من بشارت من عہدہ (اور اپنا فضل پہنچا دے گا میں سے جسے چاہے جو پہنچا دے) فضل کا موصوم زیادہ اثر کسی کو پہنچا دے گا۔

پھر فرمایا: هُوَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (اور وہ بڑے بڑے صبر والا ہے صبر والا ہے)

مفسرین اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ اس سے اُمرت کی نجات ہوتی ہے۔ نیز حصول جنت کا اور یہ ہے۔ جس سے جہنم کوئی نصبت

نہیں اور وہ ہم بھی ہے۔ رحمت کے مہم میں دنیاوی نعمتوں کا ہر کچھ تکلیف سے بچانے کا ذکر کیا۔ اس میں بھی مشرکین پر قرینہ ہے کہ ایسے مخلوق اور ہم کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہو جن سے کچھ بھی ملے گا جن کے دل میں ہرگز آخرت میں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَكَيْنَ اهْتَدَيْتُمْ فَاِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ

آپ سزا دیجئے کہ ان کو انصاف سے آپ کی طرف سے حجاب سے اس حق آگیا ہے سو جو بھی چاہتے ہیں وہ اللہ ہی جان کے لئے چاہتے ہیں

وَمَنْ هُوَ ظَلَمَ فَاِنَّمَا يَظِلُّ عَلَيْهِ ۚ وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۱۱ وَاشْرَحْ مَا يُؤْتَى الْاِنْسَ

اور جو بھی گمراہی میں ہے وہ اس کی گمراہی سے بچنے والے ہی ہے جو ہر حق پرستوں کو اپنا مددگار بن کر چھوڑ دے۔ ہم کی اس کی طرف کی جانے ہے

وَاضِيحٌ حَتّٰى يَخْجُرَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْخٰكِيْنَ ۝۱۲

اور ہر کچھ بے حد تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ہدایت کا نفع اور گمراہی کا نقصان انسان کو ذاتی طور پر خود پہنچتا ہے

سورۃ یونس کی آخری دو آیات ہیں اس سے چار آیات پہلے تمام انسانوں کو خطاب تھا اور اب سورت کے ختم پر حضرت سرور عالم ﷺ کا حکم دیا کہ آپ تمام انسانوں سے مل کر یہ کہہ دیجئے کہ سب کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے کہ اللہ کو دوسروں میں تم پر پہنچا دیا کہ اللہ کو تم سے کہہ لے گا کہ چھوڑ دو۔ جو بھی کہہ لے گا کہ ہدایت کی طرف لے گا اس کا نفع اس کی جان ہی ہو گا اور جو بھی گمراہی پر جہاد ہے اور حق کا دفاع کرے اس کا وبال اس کی جان پر ہو گا۔ چاہتے ہو یا نہ ہو گمراہی پر جہاد ہمارے ہر شخص کا ذاتی مسئلہ ہے چاہتے ہیں یا نہیں کہ اپنے گناہوں کی نعمتوں کا حق ہو گا اور جو شخص گمراہ ہو گا اس کی گمراہی سے دوزخ میں پہنچا دے گی۔ لہذا ہر نفع و نقصان ہر شخص پر ہی کچھ لے اس کے بعد ہی اگر تم اللہ کو حکم دیا کہ آپ کی طرف ہجرت کی جانے ہے اس کا اقرار کیجئے۔ اقرار دینی میں رحمت و تبلیغ کا کام بھی ہے اس کام کے کر۔ نہ ہر لوگوں سے تبلیغیں پہنچتی ہیں۔ آپ ان تبلیغوں پر صبر کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کیجئے۔ وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہر لوگ حق کو تو لیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و عدل کے مطابق ان کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ دنیا میں اور آخرت میں ہر طرف آخرت میں ہمارے مذاہب ہوں گے۔

قال صاحب الروح (مر ۳۰۲ ج ۱) ولا يخفى مافى هذه الايات من الموعظة الحسنة وتسلية النسي صلى الله عليه وسلم ووعده للمؤمنين والوعد للكافرين۔ (صاحب دواعی العالیٰ فرماتے ہیں ان آیات میں جو رحمہ و نصیحت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور مسلمانوں کے لئے وعدہ اور کافروں کے لئے وعید ہے وہ واضح ہے)

والحمد لله تعالى رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين الذي يؤنس ذكره قلوب المؤمنين وعلى آله وصحبه اجمعين

کی

سورۃ فتح

۱۲۳ آیتیں ۱۰ اراکون

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

سورۃ فتح کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن مجید کے نام سے شروع ہوا ہے اور اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

الَّذِينَ كَفَرُوا أَكْثَرُ أَيْدِيهِمْ أَفْضَلُ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۚ أَلَمْ تَعْبُدُوا لِلَّهِ

السرور کا کتاب ہے جس کی آیت چھٹی ہے اور اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ۚ وَإِنْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُغْفِرْكُمْ

اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

فَسَاءَ مَا يَحْكُمُ بَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامِ ۚ وَهُمْ يُنْفِثُونَ الْفُتُورَ ۚ وَلَنْ تَوَلَّوْا وَلَا يَأْتِي

انہیں قیامت کا دن اور اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يُومٍ يَوْمٍ كَيْفَ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

أَلَمْ يَأْتِهِمْ يَسْتَنْوُونَ صُدُّوا عَنْهُمْ لِيَسْتَخَفُّوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ

انہیں قیامت کا دن اور اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

مَا يُسْرُونَ وَمَا يُغْلِبُونَ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

انہیں قیامت کا دن اور اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کے حضور توبہ کرنے پر انعام کا وعدہ

اور اعراض کرنے والوں کے لیے وعید

یہاں سے سورۃ فتح شروع ہے اس کا پیش حصہ (۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون) ہے اور اس کی تفسیر (جلد دوم) میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ اراکون ہیں۔

واقعات پر مشتمل ہے یہ تو میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی افرامانی اور ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ پاک ہو جس ان کے واقعات میں اس وقت حاضرہ کے لئے بڑی عبرت ہے ان واقعات کے شروع کرنے سے پہلے تو حدیثی روایت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت تخلیق و ایجاد کا اور مقررین کی بہت بڑھتی کا ذکر فرمایا ہے اور آخرت کے خطاب سے ڈرایا اور اہل ایمان کو بشارت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب ایسی ہے جس کی آیات حکیم کی گئی ہیں بھراں آیات کو واضح طریقے پر بیان کر دیا گیا ہے اور اس کی کتاب تو صحیح الکی اسات پاک کی طرف کی گئی ہے جو حکیم بھی ہے اور غیر بھی ہے اس کتاب میں خوب زیادہ واضح طور پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت ہے اور ساتھ ہی نبی کا کام بھی بتا دیا جس پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے یعنی یہ کہ إِنَّمَا لَكُمْ فَنَاءُ نَبِيٍّ وَفَنَاءُ نَبِيٍّ (یاد رہے میں تمہیں اللہ کی طرف سے زمانے والا ہوں) عز فرمایا وَأَن تَصْغُرُوا لَهُمْ (اے رب سے عظمت طلب کرو مگر اس کے حضور میں تو یہ کرو) لیکن کفر کا پھونکنا اور اپنے رب سے معافی مانگنا مگر اس کے حضور میں اعمال صالحہ پیش کرتے رہو اور گناہوں سے بچتے رہو یہ آپ کی کتاب ہو گا جو چاہے تو کہہ کر پھر تو یہ اعتقاد کا ایجاد اور افرامانی کا کہنا يَا مَعْشَرَ بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ مَخَافَةَ اللَّهِ (اے جنہیں خوش پیش و بگوشی دعا فرمائے گا یہ خوش پیش و بگوشی ایک وقت مقررہ تک ہوگی جب اللہ کے مطابق عمل آجائے گی اور سوچہ واضح ہوگی اس وقت تک یہ ہمہ زندگی ہی رہے گی اور آخرت میں تو اہل ایمان کے لئے جہنم ہی نہیں ہے۔ پھر يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ (اور ہر فضیلت کے لئے جو زیادہ عمل صالح کرے اس کے اعمال کا صلہ کا بدلہ عطا فرمایا گا اس میں آخرت کے لئے جو زیادہ آپ کا ذکر ہے تو آپ تو حضور سے ملے گا بھی ملے گا لیکن زیادہ عمل واسطے کا خصوصیت کے ساتھ جو ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے بہت تک عمل کر کے آپ کے کیا کیا عمل کروں جو جس قدر زیادہ عمل کرے گا وہی قدر آپ پائے گا واضح رہے کہ خوش زندگی کے لئے جو زیادہ ہو ضروری نہیں۔ اصل راحت دل کی راحت اور دل کا اطمینان ہے جو اہل ایمان کا نصیب ہوتا ہے اور یہ بہت بڑی زندگی ہے مگر اس زندگی میں اہل ایمان کو جو تکلیفیں پہنچ جاتی ہیں ان کا تو آپ آخرت میں ملے گا۔ ان تکلیفوں کے پہنچنے سے بھی آیت کے مضمون پر انکشاف نہ کیا جائے کیونکہ اہل ایمان ان میں بھی لذت محسوس کرتے ہیں اور ان کا جو زیادہ جو آخرت میں محمود ہے اس کا یقین رکھنے کی وجہ سے وہ صلی تکلیف ہوتی ہی نہیں اور بھی بھی جسمانی تکلیف ہو جاتی ہے۔ نیز یہ بھی سمجھا جائے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور میں نے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا۔ لہذا اگر بھی بھی کسی کی تکلیف پہنچ جائے تو یہ آیت کے مضمون کے موافق نہیں۔ برخلاف اس کے آخرت کا تو آپ کا ذکر فرماتے ہوئے نبوت محمد يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ فرمایا یعنی جو زیادہ عمل کرنے واسطے کہ زیادہ آپ ملے گا اس میں اللہ کا صلہ کا اضافہ ہے پھر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور اگر تم اس سے اصرار کر رہو میں نے تم کو بتایا نہ تھو کہ ان کو بشارت کہہ دیا جائے گا کہ ان کو بھلائی دے کہ تم سے ان کے خطاب میں کہہ دیا ہو گا کہ۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور اگر تم بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ اس سے زیادہ کی خطاب فرمادے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور میں نے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا۔ لہذا اگر بھی بھی کسی کی تکلیف پہنچ جائے تو یہ آیت کے مضمون کے موافق نہیں۔ برخلاف اس کے آخرت کا تو آپ کا ذکر فرماتے ہوئے نبوت محمد يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ فرمایا یعنی جو زیادہ عمل کرنے واسطے کہ زیادہ آپ ملے گا اس میں اللہ کا صلہ کا اضافہ ہے پھر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور اگر تم اس سے اصرار کر رہو میں نے تم کو بتایا نہ تھو کہ ان کو بشارت کہہ دیا جائے گا کہ ان کو بھلائی دے کہ تم سے ان کے خطاب میں کہہ دیا ہو گا کہ۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور اگر تم بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ اس سے زیادہ کی خطاب فرمادے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور میں نے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا۔ لہذا اگر بھی بھی کسی کی تکلیف پہنچ جائے تو یہ آیت کے مضمون کے موافق نہیں۔ برخلاف اس کے آخرت کا تو آپ کا ذکر فرماتے ہوئے نبوت محمد يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ فرمایا یعنی جو زیادہ عمل کرنے واسطے کہ زیادہ آپ ملے گا اس میں اللہ کا صلہ کا اضافہ ہے پھر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور اگر تم اس سے اصرار کر رہو میں نے تم کو بتایا نہ تھو کہ ان کو بشارت کہہ دیا جائے گا کہ ان کو بھلائی دے کہ تم سے ان کے خطاب میں کہہ دیا ہو گا کہ۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ میں فرمایا اور اگر تم بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ اس سے زیادہ کی خطاب فرمادے۔

طریقہ تھا کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گزرتا تھا تو اپنے سینہ بچیر کر اور کرکٹوں کے گرد سر بھکا کر اور سر ہکا حکا کر جاتا تھا تاکہ آنکھوں سے نہ دیکھ سکے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ سنا لکھیں اپنے سینوں کو بچیر کر بیٹھے تھے تاکہ اللہ کی کتاب نہ سن جائیں اور اللہ کا کلام ان کے کانوں میں نہ آجائے اور بعض حضرات سے یہ سن بھی نقل کیا ہے کہ بعض کا گھر میں داخل ہو کر پرہیزگار بن کر رہتی کہ کھانا کھا کر کپڑا پہن کر اپنے کمرے میں نہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا اللہ کو اب بھی معلوم ہو گا جو کچھ میرے دل میں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خیر رادہ و لوگ اپنے سینے کھول دیتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپ جائیں۔ خوب سمجھیں کہ جب وہ اپنے کپڑے کھولتے ہیں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

اقول ہر افعال جو ظاہری چیزیں ہیں وہ ان کو لوہاروں کے کاروں اور سوسوں کو اور سیکو جانتے ہیں۔ غری اللہ تعالیٰ عظیم و جلالت السعۃ۔ میں بتا دیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول سے عشق کرتے ہیں انھیں اور کینہ میں مرے جاتے ہیں اسلام کے خلاف جو سازشیں کرتے ہیں اور تدبیریں سوچتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کا علم ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆